بعون صانع بیچون و بیمکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب صداقت انتساب متضمن حالات راجگان که در سلطنت پادشاهان هندوستان بوده

تصنیف لطیف سرآمد مورخان صحیح بیان منشی طوطا رام شایان

بمطبع منشی نولکشور بیمن طبع مطبوع جهانیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد وثناے شاہنشاہ بحر و بر اور شکر و سپاس فرمان رواے خشک و تر شست پیچیدان طومار اہم شایان ابن منشی آتمارام ولد کنور منسکھ راے چراغ پر نور شبستان چشم راتی لسی رام بخشی قوم کایست سندھی باستنب کالی دہال لقب چند حرف اپنے حال ماضی سے جو متعلق احوال ریاست لکھنؤ ہے قلم برداشتہ زیب قرطاس رنگین و غازہ چہرہ تاریخ نور آگین کرتا ہے اولًا وجہ تسمیہ لقب مذکور مجملًا حوالہ قلم سوانح نگار ہے زمانہ گذشتہ عہد سلطان شیر شاہ افغان مین راے ہربرن نام جو بزرگان مؤلف سے سلسلہ پذیر تھے اور کمال علو درجات کے ساتھ مراحل اوقات طے فرماے مسمی کنور بھوج راج اونکے آنکھون کے تارہ جو حسن و زیبائی مین روکش یوسف معروف تھے اور علم شاعری مین موزون حسب اتفاق سرکار عمدہ راجگان نامدار ذی اقتدار راجہ گڑہ کالنجر مین عہدہ دیوانی سے سرفراز اور مجلسو نمین ممتاز حسن اوقات تھا کہ زلیخا صفت دل رانی کا اونکے حسن و جمال پر آگیا پابند محبت ہو کر نقد عصمت سے ہاتھ اوٹھایا چونکہ حرم سراتک بی پردہ راجہ کے ساتھ کمند زلف معشوق کے مانند رسائی حاصل تھی خواستگار وصال ہوئی کنور مذکور کو یوسف پاکدامن کی طرح گریزا ایکدن رانی دل دادہ ہوش باختہ عالم تنہائی مین کنور سے دوچار ہوگئی بے کشش و پیچ بلا کیصورت چمٹ کر بے ساختہ چند بوسے لب و چشم کے عین جوش محبت مین لیے مگر کنور فرط حجاب سے پانی پانی ہو کر کمال چالاکی کے ساتھ اپنی آبرو بچا کر وہان سے کافور ہوا رنگ مستی رانی نے جو ہوشمند

کنور کے جا بجا گل تازہ کھلایا کہ نگاہ راجہ مین صورت خار در آئی گل خزان دیدہ کی روش نظر دن سے
گرا دیا کنور پاک باز نے ہاتھہ خدمت دیوانی سے اوٹھا کر قدم راہ غربت پر رکھا ہر چند دم رخصت راجہ
ندامت کشیدہ نے معاذرت پیش کی مگر کچھہ فائدہ نہ بخشی چونکہ شہرہ قابلیت کنور عالمگیر تھا اور ستارہ
تقدیر چمکا ہوا حضرت خاقان زمان شیر شاہ افغان تک پہونچکر منزلیان دفتر مین منتظم بنے جب جوہر
شمشیر استعداد دکھلے مورد تحسین فراوان و شمول عواطف بے پایان ہوئے ابھی چندر روز گذرے تھے
کہ اقبال راجہ کا انجہ پر دال ادبار نازل ہوا شیر شاہ مین ہواے انتزاع قلعہ کا انجہ سمائی طبیعت لشکر کشی پر
آئی فوج جرار اور سپاہ خونخوار بیکبر برق و باد کے مانند اودھر روانہ ہوا اقتضاے کار موکب سلطانی
مین سے دریا خان اپنی آبرو کا دشمن مصاحبان بادشاہ سے تھا وہ ساز و یراق اسپ کنور کہ خلاف وضع
ہنود تھا دیکھکر چراغ پا ہوا اور وہ بے لجام یہ حرف طعنہ آمیز زبان پر لایا کہ یہ ساز و یراق تیرے منہہ پر
پھبتا نہین بقول شخصے حلوا خوردن را روے باید کنور نے یہ جواب ملائم دیا کہ یہ یراق سلطانی ہے
نہ وراثت سلطانی اگر نظر امتحان پر ہے بسم اللہ یہ ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے ۔ غرض اس
سخن گرم نے خان مذکور کی آتش غضب کو مشتعل کر دیا برق صفت شمشیر آبدار میان سے کھینچکر چند وار کمال
سرگرمی کے ساتھہ چہرہ کنور پر حوالہ کیے کنور شجاعت شعار نے وہ کام سپر سپاہ رنگ سے سر دست لیا
کہ سر پنجہ چہرہ خان مذکور فرط حیا سے سفید ہو گیا اور چند تازیانہ اس چالاکی کے ساتھہ مدمقابل کیے کہ پشت
زین سے روی زمین پر آرہا یہ کیفیت دیکھکر بادشاہ شیر شاہ نے باواز بلند زبان تحسین کو اس حرف کے
ساتھہ آشنا کیا کہ یہ کاتبہ کالی دھال صاحب سیف و قلم ہے المختصر اوسوقت سے یہ لقب ریختا ندان
موصوف ہے بعد اسکے سرداری اوس مہم کی کنور پر مسلم ہوئی خلعت فاخرہ علم و نقارہ وغیرہ سمیت
پیشگاہ سلطانی سے مرحمت ہوا نوبت مقابلہ پہونچی میدان کارزار مین ہنگامہ حشر برپا ہوا فرد بہر سو
فتنہ را گردید قدرت ۔ زرد دوتوپ ابر تیرہ خاست ۔ قصہ مختصر صاحب شکل دری دشمن انکھیو نہ تھا اور
شمار قلعہ کشائی مصیبھی مین بحکم شجاعت بے تاخیر قلعہ کو تسخیر اور اہل قلعہ کو اسیر کیا حضور بادشاہ سے مورد مراحم
عظیم و صاحب ثروت مستقیم کا ہو کر عوض مین اس خدمت شایان و فتح نمایان کے ملک کا انجہ عنایت ہوا لیکن
کنور کو دوری جدید پاس نمک قدیم سے منظور نہ تھی مستدعی عفو تقصیرات ہو کر پھر سر نو راجہ مذکور کو ملک و
مال سے سرفراز و بحال رکھا اور آپ قصبہ سوڈھا مین ثروت و امارت کے ساتھہ مسکن پذیر ہوئے

اور رنگ برادر پروری اور قوم نوازی کا اس روش جمایا کہ ہزارون عزیز و اقربا کا دامن آرزو رشک گلستان
بنگیا حال کیفیت کثرت اولاد کنور موصوف اس مختصر مین بیان نہین ہوسکتا فقط اصل مطلب زبان قلم پر آتا ہے
رامجی نام پسر کنور بھوجراج دریلادھر پسر رامجی اور کشن داس پسر لیلادھر جاگیر سوڑھا مین استقامت رکھتے تھے
انکے بعد پیرم سنگھ پسر کشن داس اپنی چوہان سنگھ برادر اعیانی کو ریاست مذکور پر مستقل چھوڑ کر آپ دار الخلافت
آگرہ مین پہونچکر سکونت اختیار کی چنانچہ نقش و نگار در و دیوار شکستہ سے آثار الہی زمانہ ماضی تک ہویدا تھے سو دنی اس
اولاد اکبر پیرم سنگھ کے چار لڑکے تھے بھگونت داس رام راج پرسرام داس ملہرام داس بھگونت داس
موصوف کے پشت نامہ مؤلف اونکے نام نامی سے مزین ہے چھہ فرزند ارجمند تھے بھاؤ سنگھ اندر رام
کشنداس کرپارام بھجی رام جیرام داس چونکہ سلسلہ نسل ذات اندر رام سے مسلسل ہے پانچ لڑکے تھے بیت رام
مرلیدھر گھانند مکندرام سے ہماری اصل القصہ مرلیدھر سے دو پسر صاحب جوہر یعنی دولت و اقبال کے
دو بازو اور شوکت و اجلال کی دو آنکھین ایک چھبیلے رام دوسرے نیم چند چھبیلے رام جد اعلی مؤلف کے تھے
کہ قلائد صد احسانات لاتعد اونکے زیب اعناق عمائد روزگار اور اعتبار صحیح صفات فائقہ سے جیسا چیدہ لیل و نہار
ہمراہ رکاب نواب نامدار فلک اقتدار منصور علیخان صفدر جنگ بہادر وارد صوبہ اودہ ہو کر یہان پر بود و باش
اختیار کی اور اودہ خاص مین نشست کدے کے پاس طرح عمارات رفیعہ ڈالی چنانچہ اب تک قائم ہے غرض
عہد نواب شجاع الدولہ بہادر مین بحقوق خدمت و وثوق لیاقت کی وجہ اکثر عہدہ کام انکو تفویض ہوئے کہ
جنکی بدولت ایک عالم کامیاب ہوا اور تمام وابستون اور بھائیون کو وطن سے بلا کر مکان مین جگہ قیام کی دی
ابھی پینسٹھہ برس مین مراحل زندگی طے ہوئی تھین کہ جہان فانی سے راہ ملک جاودانی لی چار فرزند
چار ارکان دولت کے مقابلہ مین تھے اول گنگا رام دوم رائے تلسی رام بخشی مؤلف کے جد امجد سوم راجا رام
چہارم نند رام القصہ یہانتک جو آویزہ گوش تحقیق ہوا زبان قلم پر آیا اب جو کچھ مردم دیدہ کی آنکھون سے بے پردہ
دیکھا اندر قرطاس کرتا ہے کہ آفتاب سپہر خلعت و ماہتاب برج شرافت رائے تلسی رام جد اعلی کا برج اقبال مشرق
اجلال سے نور افشان ہوا لیکن زر دیش بہا سے خطاب رائی زینت بخش نام نامی تھا حضور نواب آصف الدولہ
بہادر سے دستیاب ہوا اور عہدہ بخشیگری فوج دریا موج سے پہلے عہد یمین الدولہ نواب سعادت علیخان
بہادر مین آبرو بخشی خلعت معمولی مع سرپیچ الماس و مالائے مروارید شمشیر فیل ہودج نقرہ پالکی جہالردار سرکار فلک
اقتدار سے عنایت ہوا اور جب کچھ لطف و قدر دانیان دونون نواب فلک رکاب کی نسبت جد بزرگوار مندرج

حال تحسین اگر تصریح اوسکی بشرح وبسط زیب قلم ہو ایک مجلد جداگانہ رقم ہو مشتے نمونہ از خروارے نواب
سعادت علیخان بہادر نے فیل کوہ تصویر شیرگیر جو سواری خاص مین بنارس سے ہمراہ رکاب آیا تھا لطف فرماکر
روبرو اپنے اجازت سوار ہونیکی عنایت فرمائی تازہ آبرو چشمون کے روبرو ہاتھ آئی رای بیج لال منشی نے
تاریخ عطاے خلعت بخشیگری وحصول زنجیر فیل جو موزون فرمائی ہے زیب قرطاس ہوئی قطعہ رای فیاض
نکونام جہان تلسی رام ✢ موج بحر کرم ونیر اوج جود است ✢ قدردانی که در اجراے امور عالم ✢ ثانی وے
بکسی ہست نہ سابق بود است ✢ داد بخشیگری اش فضل خدائے برتر ✢ آنکه از وے ہمہ را نفع وامید
سود است ✢ سال تاریخ وی از عقل بپرسیدم چیست ✢ گفت بخشیگری موجب بہبود است قطعہ ہزار شکر
که امروز رای تلسی رام ✢ بفر حشمت واقبال یافت نشو ونما ✢ عطاے فیل بلند از بلندی بخت است ✢ بادر حضرت
نواب مملکت آرا ✢ صف قلوب حسودان شکستہ شد از وے ✢ باصد قاست قدوش مبارکی پیرا ✢ سروش
سال ہمایون بدیہہ در گوشم ✢ بگفت ہاتف ازین شاہ فیل اعطارا ✢ خلاصہ کار پردازیان رای موصوف کی
اس لطف سے لائق تحسین وآفرین تھین کہ نواب گورنر جنرل مسٹر جان شور صاحب بہادر نے پسند فرمائین
بلکہ بعد نظربندی وزیر علیخان وثیقہ مہری استحقاق جانشینی نواب سعادت علیخان بہادر کا مزید اعتماد کے
ساتھ تفویض راے موصوف فرماکر اماثل واقران مین عزت وآبرو بخشی اور ضبط وربط شہر کے واسطے مامور
فرمایا اور فیضان زبان ابلا سے گوہر افشانی فرمائی کہ اگر منظور نظر ہو تو سرکار کمپنی انگریز بہادر سے جاگیر بقید
بطنا بعد بطن مقرر فرمائی جاے مگر رای ممدوح کچھ ایسے زیر بار احسان ونمک کش سرکار نواب موصوف تھی
کہ حرف قبول زبان پر نہ آسکا اور ایک مرتبہ رای موصوف حسب الحکم حضور دار الامارت کلکتہ مین بھی تشریف
لیجاکر آثار خیرخواہی کفایت عمدگی کے ساتھ ظہور مین لائے اور سرکار سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان بہادر مین
بھی اختیار کامل حاصل تھا اور امور مالی وملکی مین بھی انکی راے صواب اندیش کو مداخلت کامل اور معتمد الدولہ
مہاراجہ ٹکیت راے سے اسقدر تپاک اتحاد ومحبت کا بڑھا تھا کہ کبھی بدون انکے رسوئی مین کھانا نہین
کھایا سواے ان باتون کے اور ذخیرہ نیکنامیون کا دنیا اور عقبی کے واسطے یہ ہاتھ آیا کہ دار السلطنت لکھنؤ
مین قریب مینا بازار عالیشان عمارتین متعدد تعمیر کین اور طرح استقامت ڈالی سورج کنڈ نام ایک تالاب
سنگین نہایت آبرو دار دریاے گومتی سے ادھر پل آہنی کے پاس بنایا عین شاہ راہ پر واقع ہے
چنانچہ اتوار کے دن غسل کرنا اوس تالاب روکش چشمۂ آفتاب مین موجب عمدہ برکتون کا ہے اور محلہ

رانی کٹرہ مین پرستشگاہ بزرگ پختہ آسمان رفعت موسوم بہ سندرہ دیبی کہ مظہر کرامات نمایان وصفات شایان
کی ہین نہایت حسن وخوبی کے ساتھہ آراستہ کی جمعہ اور دوشنبہ کو ایک عمدہ میلہ ہوتا ہے اور سوا اسکے
اکثر باغ فرحت افزا اور معابد فلک فرسا تیرتھون پر قائم کیے بیان اسکا اس مختصر مین طول ہے بقول معروف
ع ثنائے خود بخود گفتن نمی زیبد ترا شایان ؛ جمعرات کے دن اٹھائیسوین ربیع الثانی سنہ ایکہزار دوسو
اکتالیس ہجری مین رائے موصوف نے ودیعت حیات اپنی جان آفرین کو تفویض کی اور نعش مبارک
بڑے احترام وعظمت کے ساتھہ گنگا مین کہ ہر ذرہ وہانکا آفتاب نور افشان سپہر مغفرت ہے پہونچی مولفہ
امادہ اب سفر کے ہین دار فنا مین ہم ہر وقت ایک پاؤن رکاب فرس مین ہے

سبب تالیف اس گلدستہ نوبہار کا

حسب اشارہ گوہر شاہوار دریای سخندانی ولعل شبچراغ شبستان معانی سخن شناس ہنر پرور قدردان اہل جوہر
صاحب عظمت فہمی اقتدار منشی نولکشور صاحب مالک مطبع اودہ اخبار مؤلف نے سمت ایکہزار نوسو
بارہ جیت مطابق ایک ہزار آٹھسو پنتالیس عیسوی اور سنہ بارہ سو ساٹھہ ہجری تک جو کیفیتین فرمانروایان ہندوستان کی
مجلدات تاریخ مشہور ومعتبر مین نظر سے مردم دیدہ کے گذرین اور حضرات معتمدین تواریخ دوست کی بالسنہ
اور نیز گوش ہوئین رطب ویابس قلم بند کین اکبر ثانی تک حال سلطنت دہلی اس قول کے موافق تھا ع
ملک خشکی گر نہین ہے خانہ جنگی ہے سہی ؛ کچھ نہ کچھ مشغلہ رہا حرف بحرف تحریر مین آیا بعد اسکے جب ابوظفر
بہادر شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا نہ مین نظم پر خوب فرمان روائی کی گرما گرمی ریاست کہان تھی مگر نسل
خاندان تیموریہ [illegible] طے کی فرد بس نامور بزیر زمین دفن گشتہ اند ؛ کہ ہستیش بروی زمین
یک نشان نماند ؛ اور یہان ملک اودہ شہر لکھنؤ مین نصیر الدین حیدر بادشاہ تک نام سلطنت باقی تھا
نرخ متاع شجاعت سرد تھا مگر بازار سخاوت گرم تھا بعد انکے محمد علی بادشاہ نے بسر دست تخت سلطانی پر قدم
رکھا اور شاہ امجد علی بادشاہ نے تاج شاہی سے ہاتھہ اوٹھایا روداد ان حضرات کی اس قابل نہین کہ حسن
تاریخ ہو جو زیب قلم کیجائے ہان کچھہ حالات حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ کے خالی دلچسپی ولطف سے نہین
لہذا حوالہ قلم ہو کر نذر شائقین کیے ہین اور یہ تینون سلطنتین بستین باقیہ کے بعد گذری ہین لہذا سوا سے
قلم فرسائی اور کوئی حرف مطلب کرسی نشین نہین ہوا باقی رہین اور ریاستین ہندوستان کی وہ جملہ مطبع پیمان

وعہدنامہ سرکار شاہ انگلشیہ مین مجال نہین کہ ایک قدم راہ اطاعت سے باہر چلین بہرحال حکم قضا نشیم
شاہ انگلستان وہند یعنی حضرت ملکہ معظمہ دام ملکہا وسلطنتہا تمام ہندوستان مین موج دریا کے مانند
روی زمین پر جاری ہے ابر شمشیر آبدار سے جوہر شجاعت برس رہے ہین اور نیسان عدالت دامان عالم پر
گوہر افشان اور ستارہ اقبال روزافزون کے برج شرف مین تجلی افروز چشم بددور عروس کشورستانی عین جوانی پر
ہے پیر فلک بنظر فرمانبرداری دم اطاعت بھرتا ہے وہ رعب سلطانی ابر آسمانی کی مانند روی زمین ہندوستان پر چھایا ہے
کہ گاوچرخ وشیر فلک کی صورت صحبت گرگ ومیش ایس آئی ایک گھاٹ پانی پیتے ہین اور شہباز تیزچنگال کی
کبوتر مشت پر کی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھے مجال نہین سخت محال ہے خلاصہ اس تالیف تازہ کا نام
طلسم ہند کہ نہایت مناسب تھا مؤلف نے تصنیف کیا اور جملہ کتاب بجای فصل پانچ طلسمون پر کہ ہر ایک
طلسم حیرت افزا عبرت خیز ہے تقسیم کیا کہ تماشائیون کو کیفیتین آسانی نظر آئین جگہ شش پنج کی نہین
پہلا طلسم ایجاد اسمین ستارون وغیرہ جملہ اسباب عالم کی پیدائش کا بیان زیب قلم ہے اور مفاصلہ بروج آسمانی کا
جدا جدا افلاک خاک سے لیکر عرش معلی تک رقم دوسرا طلسم دہلی جو شہر اندرپست مشہور تھا مشتمل پنج سیر
دلچسپ سیر اول بادشاہان ہندو راجاؤن کی ابتدا میں برہما سے راجہ پتھورا تک جس پر خاتمہ ہندوستانی راجاؤن کا
ہوا موج ساغر شراب گلرنگ کے مانند مسلسل چنانچہ یہ تازہ گلشن آرای اس بستان نوبہار ہے شعر
خط ساغر سے ہین چھلکے مضامین ۞ ہر اک نکتہ ہے اسکا نشہ آگین ۞ سیر دوم اسمین بادشاہان اسلام کے عہد شہاب الدین
سے حضرت بہادر شاہ تک کہ خاتم خاندان تیموریہ او بیقرار یا زلف معشوق کی صورت گرہ در گرہ حکایتین قلمبند ہین سیر سوم
نظام الملک آصف جاہ کی افسانہ دلچسپ جو بسر حکمرانی گذری سیر چہارم طلوع آفتاب سلطانی شاہ ٹیپو قمر نور سے حیدر نایک
بحکم تقدیر غروب نیر اقبال تک جنگ وجدال کے ساتھہ سیر پنجم فرمانروایان بنگالہ کی سحرسازیان حکومت کی ساتھہ
بشرح وبسط تمام تیسرا طلسم اودہ مشتمل بشش سیر سیر اول اسمین آغاز برہما سے تمام سورج بنسی راجاؤنکا حال
ست جگ سے لیکر ابتدای کلجگ تک سلسلہ وار موجود ہے سیر دوم وقت شاہجہان سے نواب وزیرون کا بیان
بشرح نواب سعادت علی خان کے عہد دولت تک جو نیرنگیان چرخ نیلی رنگ کے ہاتھہ نشیب وفراز کے ساتھہ گذرین
زبان قلم پر آئین سیر سوم صاحب تاج وتخت ہونا غازی الدین حیدر بادشاہ کا اور کیفیت لکھنؤ حضرت سلطان عالم
واجد علی بادشاہ کے عہد حکومت تک حرف بحرف جو آویزہ گوش مشتاقان تاریخ ہوئی ہو زیب تحریر ہے سیر چہارم فرخ آباد کی
پٹھانونکا معاملہ جنکا لقب باون ہزاری تھا اور مسند ریاست پر متمکن تھے چنانچہ محمد خان نام افغان بنگش سے آغاز پایا

اور انجام کو پہونچا سپہر پنجم افغان بریلی بنگشی خاندان کی اور نشین لکھنؤ کے نواب وزیرون کے ساتھ حرب
وضرب بسمت نوک سنان قلم پر گذرین سپہر ششم ذکر ریاست افاغنہ روہیل جو رام پور بریلی مین صاحب مسند تھے
مندرج ہے اور شہاب الدین افغان روہیلہ بتریج کوہستانی سے آغاز داستان سرانجام پایا چوتھا طلسم مختلف
ذکر راج اور ریاست اہل ہند وراجگان مغربی وشمالی ہندوستان کا جنکی سو دو سو برس سے امارت برقرار تھی ہر چند
اکثر ہندوستان مین دکن اور کوہستان شرقیہ اور غربیہ ملکون مین سیکڑون خانوادہ معزول ومنسوب اس
سلک مین محسوب ہوئے ہین لیکن آبا و اجداد سے مسند نشینان حال کا ذکر کیا جاتا ہے اور اکثر چھوٹے
راجہ جو زمیندار وغیرہ مین منسلک ہوئے ہین ضرورت اونکی تحریر کیفیت کی نہین ہان جو صاحبان ملک وسپاہ ہین روداد
اونکی زیب قلم کی گئی سپہر اول امیرخان کی چپاکدستیان اور جسونت راؤ ہولکر کی آویزشین صاحبان انگریز بہادر سے
مقامات مختلف مین قطاع الطریقی کے ساتھ بشد ومد سپہر دوم ذکر ریاست راجہ ہاے ملک میوار کہ مسند نشین
اودے پور قوم سسودہیہ جو مخاطب برانا سے پنڈ ا سورج کہلاتے ہین بتفصیل بسمت سپہر سوم ذکر ریاست مسند
آرایان ملک مارواڑ کہ دار الریاست انکا ملک جودہ پور وقلعہ تاراگڑہ قوم راجپوتان راٹھور تشریح کے ساتھ
سپہر چہارم ذکر ریاست رئیسان عظام وراجہ ہاے عالی مقام ملک ڈہونڈھار قوم کچھواہہ جنکا دار الریاست قلعہ
آنبیر وبلدہ جے پور اور راجہ مرزا خطاب تھا آئین شایستہ اور راجپوتان قوم بروکھہ کا ذکر ریاست جنکا دار الریاست الور
اور مچھیڑی ہے اور راجہ خطاب تھا سپہر پنجم ذکر رئیسان وراجگان مملکت بیچ اقوام جاٹ سے جو صاحب
حکومت ہوئے اور دار الریاست انکا بھرت پور ڈیگ مین ہے اور رنجیت سنگہ کی حکومت کا بیان واقع ہے سپہر ششم
ذکر ریاست مرہٹہ گان دکن پوست کندہ واستخوان شکنی کے ساتھ اور ذکر بقیہ حالات خاندان راجہ ساہو
سپہر ہفتم ذکر خاندان عظیم الشان برہمنان کوکن کہ پیشوایان دکن ومخاطب بپنڈت پردھان تھے دار الریاست
بلدہ پونہ تمام کیفیت کے ساتھ شروع سے آخر تک سپہر ہشتم ذکر ریاست راجگان ملک گونڈوانہ کہ دار الریاست
انکا شہر ناگپور تھا اور راجہ ہاے بھونسلہ کہے جاتے ہین اور سیناپتی لقب انکا تھا سپہر نہم ذکر رئیسان
مملکت اوجین وگوالیار خانوادہ مرہٹہ سے جو ریاست مہاجی سیندہیہ مخاطب عالیجاہ مشہور ہے سپہر دہم
ذکر خاندان جسونت راؤ ہولکر وغیرہ مفصل سپہر یازدہم ذکر حکمرانی قوم سکھہ جنکا دار السلطنت لاہور تھا مع
بقیہ احوال فرزندان راجہ رنجیت سنگہ سپہر دوازدہم ذکر ریاست متفرقہ یعنی مرہٹہ گان گایکوار حاکم ملک
گجرات وحکام کوٹہ بوندی بوندیل کھنڈ اور بگھیل کھنڈ اور ساگر اور کونڈا ور دتیا اور سمتھر وبرہمنان کالپی

اولاد عماد الملک و راجہ بلدہ ریوان و راجہ پرنا وغیرہ سکھ پیر و ہم ذکر امرای عہد فردوس آرامگاہ
وتقسیم خدمات حضور بادشاہ سے بعد نادرشاہی کہ اولاد اونکی موجود ہے پانچوان طلسم نمود
طلوع آفتاب خروج اقبال صاحبان انگریز بہادر سے زمین ہندوستان پر بہ شد و مد تمام اور
زوال نیر حکومت ہندوستانی فرمانرواؤن کا اور نواب گورنر جنرل بہادرون کا نزول اجلال
اس شرح کے ساتھ کہ نواب گورنر جنرل لارڈ کلیف صاحب بہادر سے لیکر جو پہلے کرسی گورنری پر
جلوہ آرا ہوئے جناب نواب گورنر جنرل لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر تک جملہ حالات اور کارپردازیان
اونکی حرف بحرف نظم و نسق کے ساتھ تصریح و تشریح سمیت قلمبند ہین کہ جسکی ہزار آنکھون سے
ارباب تاریخ مشتاق دیدار رشتۂ نثر فصیح مین گوہر شاہوار کے مانند سفتہ ہین بندشین خوشرنگ
اور لفظین رنگین اور مضامین شگفتہ ہین چشم بد دور یہ صورتین قابل دید ہین اور جو باتین گوش زد نہین
ہوئین وہ لائق شنیدنی ہین سری برہما سے لیکر بادشاہ تک جملہ دہلی کے ہندو راجاؤن کا حال
اور مسلمانی بادشاہون کی کیفیت برابر ایک ہی سلسلہ سے قلم اور پھر ابتدا سے برہما سے سورج بنسی
راجاؤن کا معاملہ اور نواب وزیرون کی روداد حضرت واجد علی بادشاہ تک نقل سلطنت کی اصل
کیفیت سلسلہ بند عالم پسند کہ یہ بات کسی تاریخ مین نہین اس طلسم ہند سے آئینہ ہے مقام ہزار ہزار شکر
اور کروڑ کروڑ حمد الٰہی کا کہ دریا سے متموج قلم مؤلف زمین اقلیم نثر و نظم مین چشمہ رواں کے مانند چشمۂ پردود
جاری ہے گنگا جمنا کی طرح بقا سے مہر و ماہ آسمانی تک آب و تاب کے ساتھ پائداری ہے مقابل تیز رو
تیغ قلم ایک حرف غلط مرکب سے جدا کر نہین سکتا اور اس میدان معرکہ سخن آرائی مین سوائے کوہ حسرت
اٹھی کے سردست قدم دھر نہین سکتا کیونکہ یہ دولت وہ لازوال ہے اسکے مقابل حشمت و
ثروت دنیا کیا مال از دست و زبان کہ برآید کز عہدہ شکرش بدر آید

پہلا طلسم

اسمین ستارون کی پیدائش کا حال اور تمام ہندو راجاؤن کی کیفیتین کہ برہما سے لیکر عہد راجہ جدھشتر تک
بیچ قلم ہین ماہ پہلے کے دن کہ اشارہ قیامت کبرے سے ہے تمام موجودات شش جہت
کشش مع پنج سوائے ایک نور خاص کے کہ عبارت جوہر سروپ سے ہے انجام آپ آپ ہی باقی ہی خلاصہ
جب چاہا اوس سراپا نور کا نونہال خواہش بارور ہوتا ہے کہ گلشن ایجاد کو سرسبز بو تازہ بخشی اور آب قدرت سے

دریای ہستی مین موج زن ہوکر اسباب عالم کو آبرو دے شعر کھلائے رنگ و بو اپنے وہ پھر گل ؎
بنے دریا یہ قطرہ بے تامّل ؎ جل جلالہ ابھی پلک سے پلک کو وصل نصیب ہوا تھا کہ طرفۃ العین مین چشم بد دور
ایک صورت پر نور سراپا اجلال بہمہ صفت موصوف ہزار حسن شان و عظمت کے ساتھہ تجلّی افروز ہوئی یہ سری
مہادیو جیو تھے سے ہوا اوس نور سے یہ نور روشن ؎ شگفتہ ہوگا اب اس گل سے گلشن ؎ ایک مدت
دراز عالم تنہائی مین گذری کہ سری مہادیو جیو نے اپنے عزم سے دوسری صورت پردھان پرکرت جسکو سب
جمیع موجودات تصور کرنا چاہیے چشم زدن مین پردہ غیب سے عالم شہود مین لائے چنانچہ یہ پاربتی جی ہین
پھران دونون نورانی صورتون نے ایکدل ہوکر ایک مقام دلکش عشرت افزا پانچ کوس کے وسعت مین معمار
تصور کی دستکاری سے سیر و تماشا کے واسطے اوسوقت کہ عالم شش جہت مین آثار چار عنصر یعنی آب و آتش
و خاک و باد اصلا نہ تھا عالم اسباب سے جدا اور پاک زمین و آسمان سے مطلق تعلق نہین بنایا چنانچہ وہ کاشی جی ہے
پہلے نام اسکا رودر چھیتر تھا اور انند بن بھی کہتے مین خلاصہ ترسول پر سری مہادیو جیو کی قیام ہے دام البقا
قیامت کبرہ و صغرہ کو اس مکان خاص سے کچھہ تعلق نہین تھا یہ آستان بے خزان ہے نہ منت کش زمین
اور نہ ممنون آسمان ہے قصہ مختصر اب سخنوران تاریخ دوست سے پوشیدہ نہ رہے کہ ہری ہر دونا ان
اسم مبارک بشن بھگوان کا ہے ہری سری مہادیو جیو اور ہر بشن بھگوان یہ دونون ایک روپ ہین جیسے ایک
بادام اور دو مغز بقول معروف شعر من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی ؎ تا کس نگوید بعد
ازین من دیگرم تو دیگری ؎ لیکن احول چشمی اہل دنیا باعث حجاب پردۂ یکتائی ہے ایکدن سری مہادیو جیو
اپنے عشرتکدہ مین غرق دریای تصور تھے کہ اوسی عالم نشاط مین فرط انبساط سے ہر موی آبدار جسم مبارک پر
صورت فوارہ بنکر امرت یعنی آبحیات برسانا شروع کیا کہ اس آب زندگی بخش سے ایک نورانی ٹکڑا سراپا نور
چشم بد دور ظہور مین آیا اور اوسکی نور افشانی فروغ تجلی سے ایک عالم نور کا شائع کیا چنانچہ یہ ٹکڑا نور کا کہ جسکا روشنی
اور نظیر فرش سے عرش تک چشم تصور مین بھی نہین تعلق بشن بھگوان سے رکھتا ہے اسوجہ سری مہادیو جیو نے
اسم مبارک اوسکا پرشوتم قرار دیا اور ضیان زبان گویا سے گوہر ثنا ہوار ثنا و صفت کے برسانے لگے اب نقشۂ نا
عالم اسباب یعنی گلشن ایجاد کی صورت کامل ہزار حسن و خوبی کے ساتھہ ظہور مین آئی کہ بشن بھگوان کی ناف
مبارک سے گل کنول کہ جسپر ہزار رنگ بہار حسن کے نثار آشکارا ہوا اور اوس خوش رنگ پھول سے گل خندان کی نکہت
صورت برہما چار منہہ کی سراپا نور جلوہ آرا ہوئی اور ہر زبان مبارک سے ایک دریای موج ثنا و صفت بشن بھگوان کی

جاری تھا سے زبان کا اس جگہ ہے قافیہ تنگ ٭ جمایا گلشن ایجاد کا رنگ ٭ پہلی ایک برہما سے
عالم شش جہت مین ہے شش و پنج سات لڑکے پیدا ہوئے چنانچہ یہ سات رکھہ مشہور ہین مریچ اتری
انگرا بشست پلست پلہچ نارد و صورت خلقت عرش و سما اور جملہ روحانیون کی انھین سے قرار پائی اور
شکل تمام موجودات عرش سے فرش تک حسب بنشاہی خاص ظہور مین آئی —

ستارون کی صورت ظہور

سری مہادیو جیو اپنی عروس مراقبہ سے ہم آغوش تھے کہ شدت گرمی سے گرمجوشی کے چند آبدار قطرے پسینے کے پیشانی نورانی سے روی زمین پر ٹپک پڑے جس سے چشم زدن مین ایک نونہال سراپا نور صاحب جمال چہرہ آفتاب کی صورت روشن اور رنگ سراپاے بدن سرخ پیدا ہوا بائی نام قرار پایا جب بارہ برس کا ہوا عبادت سری مہادیو مین ہمہ تن مشغول تھا کہ سری مہادیو مہربان ہوئے نام ثانی مریخ یعنی منگل مشہور ہوا برج حمل یعنی میکھہ کہ صورت اسکی سرخ مینڈھے کے مانند ہے اور عقرب یعنی برچھیک کہ شکل اسکی بچھو کی صورت ہے یہ دونون برج مریخ سے تعلق رکھتے ہین اور برج شرف اسکا جدی یعنی مکر ہے اور ضد شرف جدی سے ساتوان برج سرطان یعنی کرک ہے اور یہ ہے طریق اوج اور نیچ کا ہر ستارہ سے تعلق رکھتا ہے اور مقام خاص پانچوان آسمان ہے اور انکے تیسرے فرزند برہما سے ظہور مشتری یعنی برہسپت کا عمل مین آیا اور دوسرا نام انکا سر بھی مشہور ہے تمام علم اور ہنر اور عقل اور دانش مین فرد جسکا نظیر دفتر عالم مین نہین برکت عبادت مہادیو سے وشنو جملہ دیوتون کے بنے قوس یعنی دھن اور حوت یعنی مین یعنی ماہی خانہ مشتری ہین اور برج شرف سرطان قیام چھٹین آسمان پر ہے اور مریخ پسر برہما سے کشب اور کشب سے سورج یعنی آفتاب تجلی افروز عالم شہود کا ہوا اور چوتھا آسمان مکان سکونت اور برج اسد یعنی سنگھہ راس کا مالک اور شرف برج حمل مین اور سورج سے سنیچر یعنی زحل ظہور مین آیا ساتوین آسمان کی رونق اور جدی و دلو یعنی مکر اور کمبھہ یہ دو برج زیر حکومت زحل ہین اور شرف میزان یعنی تولا اس مین حاصل المختصر تشنا نام برجانت کی ایک لڑکی سنگیا نام تھی جو سورج سے منعقد ہوئی اس سے اولاد ظہور مین آئی ایک بیوست اور دوسری جمراج یعنی ملک الموت دو فرزند اور تیسری ایک لڑکی جمنا نام چونکہ سنگیا مذکور وقت صحبت تاب جلال آفتاب نہ لا سکی اپنی سایا کو کہ ہندی مین چھایا کہتے ہین اپنا لباس صورت بناکر سورج کے پاس چھوڑا اور آپ اپنے باپ کے گھر نا

گھر ہو پہنچی چونکہ یہ امر خلاف شاستر تھا باپ نے رہنا اپنے یہان گوارا نکیا ناچار وہ سنگھا اسپ بادیہ کی صورت
بنکر جنگل کو چھپ رہین گئی سورج کو اس معاملہ سے آشنائی نہ تھی اوس چھایا کو سنگھا سمجھا کئے حسب اتفاق
اس سے بھی دو فرزند ہوئے ایک ساورن اور دوسرا سنیچر یعنی زحل اور تیسری ایک لڑکی بھدرا نام رفتہ رفتہ
سورج کو صورت گری سنگھا معلوم ہوئی فرط محبت سے اسپ بادرفتار کی صورت بنکر اوس جنگل مین جہان
سنگھا اسپ بادیہ کی وضع گھاس چر رہی تھی ہو پہنچی چنانچہ اس لباس حیوانی مین اسنی کمار پیدا ہوئے
یہ دو شخص ایک صورت مین ہین غرض سنیچر نے عبادت مہادیو سے سات ستارون مین جگہ شمار کی پائی اور
اتری نام فرزند برہما سے چندرمہ یعنی ماہتاب طلوع ہوا پہلا آسمان انکے قیام سے پر نور ہے اور برج
سرطان کا صاحب اور برج ثور مقام شرف اور چندرمہ سے بدھ یعنی عطارد جو تارہ نام زوجہ مشتری سے ظہور مین
آیا پانچوین فلک پر مقام اور جوزہ یعنی متصل راس اور سنبلہ یعنی کنیا راس یہ دو برج اسکے متعلق ہین
اور یہ سنبلہ عطارد کا برج شرف بھی ہے اور زہرہ یعنی شکر یہ سر کھیشر کی اولاد سے ہین ثور و میزان انکا
برج قیام اور حوت شرف کا مقام پانچوین آسمان پر قیام اور دوسرا ظہور شکر کا یہ ہے کہ ایک زمانہ مین دیوتون
اور راچھسون سے میدان جنگ گرم تھا اور صورت اوس معرکہ سخت کی یہ تھی کہ شکر کو منتر سنجیونی یاد تھا اوسکے
زور سے جو راچھس دیوتون کے ہاتھ سے کشتہ ہوئے تھے اونکو شکر زندہ کر دیتے تھے اور اودھر دیوتون کی
طرف زوال کے سوا دوسری صورت نہ تھی ناچار عاجز آکر سب دیوتا سری مہادیو جی کے پاس مستغیث ہو پہنچے
اور درخواست امان کی اونھون نے شکر کو کہ باعث قوت راچھسون کی تھی اپنے شکم مبارک مین اوتار گئے چنانچہ
جتنے دن برابر وہ صورت جدال و قتال قائم رہی آخر کار جو تمام راچھس جو قوت شکر پر فضا سے اندیشہ مند
نہ تھے دیوتون کے ہاتھون سے مارے گئے اور شکست نصیب ہوئی القصہ جب دیوتا فتحیاب ہوئی اوسوقت
مہادیو جی نے شکر کو براہ بول اب انسان کی صورت اپنے شکم مبارک سے پیدا کیا بلکہ اپنے فرزند مین مشرف فرمایا چنانچہ
اب اوسوقت جلال و عظمت شکر پیشتر سے وہ چند ترقی نہ تھی اور یہ بیان سے تازہ ولادت شکر قرار پائی۔

سب ستارون کے لوگونکا حساب وشمار کہ زمین سے کس قدر فاصلہ پر ہیئت آسمان کی طرف واقع ہین

زمین سے ایک لاکھ جوجن کہ فی جوجن چار کوس سے عبارت ہے سورج بلند اور سورج سے ایک لاکھ
جوجن چندرمہ اور چندرمہ سے ایک لاکھ جوجن نچھتر لوک رفعت پذیر ہے اور نچھتر لوک سے ایک لاکھ جوجن

بدہ لوک اور بدہ لوک سے ایک لاکھ جوجن اونچا شکر لوک اور اوس سی ایک لاکھ جوجن منگل لوک بالا ہی
اور منگل لوک سی بلند تر دو لاکھ جوجن سپت لوک ہی اور سپت لوک سی دو لاکھ جوجن بلند سنیچر لوک اور اس سی بلند
ایک لاکھ جوجن سپت رکھہ لوک اور ایک لاکھ جوجن اس سی اونچا دھرو لوک اور ایک لاکھ جوجن اس سی بڑھکر مہر لوک
اور مہر لوک سے دو کرور جوجن جہولوک اور چار کرور جوجن اس سے زیادہ تپ لوک اور تپ لوک سی آٹھہ کرور
جوجن بلند ست لوک جسے بیکنٹھ بھی کہتے ہیں برہما کی تصور کرنا چاہیی اور برہمانڈ سی چار کرور جوجن بیکنٹھ دہام خلاصہ زمین سے
سولہ کرور جوجن بیکنٹھ جو مقام بشن بھگوان کے قیام کا ہے حساب ہزار کل کا شمار کرنا چاہیی اور سولہ کرور
جوجن اس سی بلند تر کیلاس جو مہادیو سے رونق پذیر ہی غرض یہ جگہہ سب سے بزرگ تر اور بلند —

	## چھتروں کی پیدائش	

پہلے سری برہما نے انگشت پا سے دچھ پرجاپت کو درست پیدا کیا اور دچھ پرجاپت سے سات لڑکیاں
اور ان سے روحانی مرلسیا اور اولاد وغیرہ ستائیس لڑکیاں صاحب جمال ظاہر ہین کہ جن اور چھتش سری مہادیو
جنست قرار پائین —

	## قطب ستارہ کی تجلی افروزی	

راجہ سویمبھو سے بعد اوتان پاد ظہور مین آیا اوسکی دو بیبیان تہین ایک سوروچی اور دوسری سونیتی
سوروچی سے اتم نام اور سونیتی سے دھرو نام دو فرزند پیدا ہوئے چنانچہ یہ دھرو قطب ستارہ ہے
کہ اپنے مقام سے حرکت نہین کرتا صغر سنی مین وہ تھوڑے ہی دنون مین عبادت شاقہ بشن بھگوان کی عمل مین لایا
بشن بھگوان مہربان ہو کر بہزار حسن وخوبی آشکار ہوئے اور شیان زبان کو یاد گوہر فشان فرمایا کہ ای کوہر
دریائے ریاضت تجھکو واسطہ جملہ موجودات عالم کا بنایا

	## مشتعل ہونا آتش سوزان کا مطبخ ہستی مین	

سنبو اشہر مین بیتوا تر برہمن اور سوجن متی نام زوجہ اوسکی یہ دونون حصول فرزند کے واسطے عبادت
شاقہ اور ریاضت کامل سری مہادیو کی عمل مین لائے چنانچہ تحمل عبادت بارور ہوا اور جدیای ریاضت برگ

ایک نونہال سرو قامت آفتاب صورت تجلی افروز کاشانۂ ہستی ہوا تمام دیوتا اور جملہ رکھیشر اور منیشر وغیرہ سب روی
زمین پر وقت ولادت عالم نشاط مین کمال انبساط کے ساتھہ رونق بخش ہوئے چنانچہ برہما نے پہلے نام
اوس فرزند مہر طلعت کا کرم پت رکھا اور پھر دوسرا نام اوسکا اگن قرار دیا اور مبارکباد کہکر رخصت ہوئے ایکدن
نارد نے آکر راہ نجوم اور سمدرک علم کی رو سے شکل اوس خورشید پیکر کی دیکھکر پیتو اتر جمن سے گوہر افشان
ہوئے کہ اس درشاہوار دریای عظمت ولعل شبچراغ شبستان شوکت مین جملہ آثار خوش طالعی کے آشکار ہین
سکہ پر نور اسکا تمام عالم مین نور افشان ہوگا لیکن بے شش و پنج بارہوین برس خطرہ برق شرربار ظہور مین آئیگا
عجب نہین کہ خرمن حیات اسکا جلکر خاکستر ہوجاے یہ سخن پرسوز والدین اوس شعلہ رو کی سنکر دریای آتش رنج و
الم مین غوطہ زن ہوئے اور نعل در آتش لیکن اوس فرزند سعادتمند نے کلام تسلی بخش کہکر والدین کو مطمئن
خاطر کیا اور آپ کاشی مین جاکر عبادت شاقہ مہادیو مین ہمہ تن مشغول ہوا صورت مہادیو کی بنائی قضای کار وہ روز
آتش بار جو نارد نے قرار دیا تھا کہ برق غضب اسطرح اوسپر شعلہ افگن ہوگی نازل ہوا ناگاہ راجہ اندر نے آکر
اوس فرزند سے یہ سخن کہہ کہا کہ جو دلی آرزو تیری ہو بیان کر ہماری بدولت صورت حصول ظہور مین آئیگی
اوسنے جواب دیا کہ مجکو مہادیو کے سوا اور سے تمنای حصول مراد نہین اس بات پر آتش غضب اندر شعلہ زن
ہوئی اور بجر یعنی اسلحہ اپنا اوٹھا لیا تاکہ اوس خورشید جمال فرزند پر حوالہ کرین کہ دفعتاً اوس مورت سے
مہادیو پاربتی سمیت ظاہر ہوئے اور بکمال نشاط اور رضامندی کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ ہمنے تجکو اگن دیوتا
خطاب دیا اور تمام دیوتون کا دہن مبارک بنایا کہ تیری پرستش سے سب دیوتا عالم کے آسودہ ہونگے اور یہ
اندر بھی نہین ہی ہون کہ تیرے امتحان کے واسطے آیا تھا جو کہ تو اپنی عبادت پر مضبوط اور مستقل پایا —

فرمان روا ہونا برن کا دریاؤن پر روی زمین کے

کاروی نام فرزند سوہان عابد نے عبادت مہادیو کی وہ آبرو پائی کہ مرتبہ برن کا حاصل آیا اور تمام دریا اور سمندر روی
زمین کی حکم اسکا پانی کی مانند جاری ہے اور جملہ جانوران آبی فرمان پذیر اور دم اطاعت کا بھرتے ہین —

ہوا کا پیدا ہونا عالم ایجاد مین

بوست اتمانام برہمن پسر نے دس برس سے بریاضت عبادتین کین آخر مہادیو نے آشکار ہوکر فرمایا کہ اے

فرزند ریاضت کش ہے نے تجکو باو دیوتا قرار دیا معنے باوسکے ہوا ہین اور زندگی جاندارون کی اس ہوا سے متعلق
بقول سعدی ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات ست و چون برمے آید مفرح ذات —

راجہ کبیر کی صورت ولادت دنیا مین

اسکے اگ نل کے جگت نام فرزند تھا اس سے لڑکا پیدا ہوا بشمار قمار بازیون اور ایکدن اپنے
باپ کو کمال غضبناک اور خشم آلودہ دیکھکر بسبب خوف باہر نکل گیا اور گرسنگی سے ایک شوالہ مین
مٹھائی چرانے کے واسطے شہر سے باہر پہونچا وہان بہت سے لوگ پیشکش لائے تھے مگر ہم نے دیکھا کہ مٹھائی
کہا تھ مٹھائی پر ڈالتا عالم مجبوری مین اپنے دامن کو چاک کیا اور ایک فتیلہ مہادیو کے روبرو براہ فریب
روشن کیا کہ راز نہانی آشکار نہو اور خدا ہین چپ کر شوالہ سے باہر آیا لیکن چاہتا وقت تھا کہ جب سب
آدمی یہان سے جائین اوسوقت مٹھائی زہر ہا کرون جب پہر رات باقی رہی اور کثرت آدمیون کی کم ہوئی
پھر اوسنے قدم اندر شوالہ کے رکھا آہٹ پاؤن کی شخص جہان بیٹھی اور اوسے قصہ وہان نیم خفتہ
موجود تھے اوسکے خوف سے بیدار و مطلع ہوکر الیاز دو کوب کیا کہ جان شیرین اوس تہ قسمت کی ہٹائی
مین قضا کے پتری روح تن سے مفارقت کرگئی ہوکل جلیل سے کہ اکثر بیر او ذلیل خلل ساتھ
جہنم کی طرف گرفتار پیچلے کہ مہادیو کی کتون سے اوس فتیلہ روشن کرنے کی برکت سے اوسکو پنجہ عذاب سے
چھوڑایا المختصر یہ برہمن لسپرا برہم نام راجہ کلنگ دیس کے گھر مین پیدا ہوا اور جامی بیٹھ سلطنت
بیٹھا اور حکومت رعیت پدری کے ساتھ دی جب جام حیات لبریز اور چراغ عمر صرصر فنا سے گل ہوا کہ
مین راجہ اسکا پوری کے جنم پایا یعنی پیدا ہوا ایکدن مہا کا تری کی بخشش وحکومت مین کہ جب پھر لشانہ
ناوک اجل ہوا تب کاشی پوری مین پیدا ہوکر دس برس عبادت شاقہ مہادیو مین بسر کین القصہ مہادیو
رضامند ہوکر مورت سے آشکار ہوئے اور اوسکو اسم کبیر کے ساتھ مخاطب کیا کہ صاحب خزانہ

جملہ موجودات عالم کا ہے —

ست جگ کی اوتارون کا ظہور پانا

القصہ جب یہ انتظام کارخانہ جہان فانی منضبط ہوچکا زمانہ گذران اسکا چار حصے پر کہ عبارت چار جگ ہونے سے

تقسیم کیا گیا پہلے ست جگ کہ زمانہ اسکے امتداد کا سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس کا ہے اس دور مین
آفتاب سے ذرہ تک سب آدمی راست پیشہ تھے اور مرتاض عمر طبعی لاکھ برس کی مقرر تھی اور اس
جگ مین چار اوتار اس صورت سے ظہور مین آئے سنکھاسر نام راچھس بزور ریاضت اسقدر صاحب قدرت ہوا
کہ سمے زنت بید کہ جس سے چار بید پیدا کیے اوٹھا کر پانی مین بھاگ گیا چنانچہ چیت کے مہینے مین پنچمی تتھ کو
کرشن پچھہ کے پہلے مچھ اوتار آبرو افزاے بحر عالم ہوا یعنی صورت ماہی ظہور مین آیا اور پانی مین جاکر اوس راچھس کا
دریاے خون بہا دیا اور بید وان کو آشکار کیا دوسرا دوادسی چیت کرشن پچھہ کو کچھ اوتار نے دریای ہستی کو
آبرو بخشی یہ وقت ظہور اوتار کا وہ تھا کہ سب دیوتون نے باہم ہو کر مندراچل پہاڑ کو باسک نام افعی بزرگ مین
لپیٹ کر سمندر کو متھا تھا اور دوسری لچھمین جی اور ایراپت ہاتھی اور راجی سرور کنوار اور شراب اور زہر ہلاہل اور
آبحیات اور کام دھین گو اور شراب وغیرہ یہ آبدار چودہ رتن اوس سے دستیاب ہوئے انہین دیوتون نے
تقسیم کر لیے سری لچھمین جی حصہ بشن بھگوان مین ور آئین اور ایراپت اندر نے لیا اور زہر ہلاہل مہادیو جی نے
پایا باقی اور اسی طرح تقسیم کرنا چاہیے تیسرا تیرس چیت شکل پچھہ کو باراہ اوتار ظہور بخش ہوا اور ہرنیاچھ نام
راچھس کو کہ زمین کو صورت بوریا لپیٹ کر پانی مین ور آیا تھا ہلاک کیا چوتھا نرسنگھ اوتار نے چودس بیساکھ
شکل پچھہ کو جلوہ اپنا دکھایا کیفیت ظہور اس اوتار کی یہ ہے کہ ہرن کشب نام ایک راچھس تھا اسکو دعاے
مہادیو سے یہ بات حاصل تھی کہ نہ دن کو قضا ہاتھ اوسپر ڈال سکتی تھی اور نہ راتکو پاؤن اس راہ مین رکھ سکتی
اور نہ کوئی اسلحہ آبدار جوہر اپنا دکھا سکتا تھا نہ زمین پر قضا کو دسترس تھا نہ آسمان پر پامال کر سکتی تھی علاوہ اسکے اجل
اوسکی کسی صورت دست انسان و حیوان سے نہ تھی قضا سے کار وعدہ اوسکا پورا ہوا پہلاد نام لڑکا اوس راچھس کا
بشن پرست اوسکے طریق کے خلاف پیدا ہوا ایکدن ہرن کشب نے اپنے فرزند کو شام کے وقت ستون چوبی مین
باندھ کے شمشیر برہنہ ہاتھ مین لی اور صورت قضا سے ایک جوہر تیغ زبان کے دکھانا شروع کیے کہ اے دشمن خاندان
اب اس وقت اپنے رام کو بلا کہ تجھکو پنجہ اجل سے سر دست چھڑا لین اوس نادان نے اسطرح شمشیر زبان کو
میان سے لیا کہ اسکا شہباز اجل تجھ مین اور مجھ مین اور اس تلوار مین اور ستون مین جہان دیکھو رام موجود ہین
یہ سخن آبدار زبان پہلاد سے نکلا کہ دفعتا اوسی ستون چوبی کو پھاڑ کر ایک انسان کہ نصف جسم بالا صورت شیر خونخوار تھا
اور نصف قامت زیرین انسان کے مانند کمال غضبناک آشکار ہوا اور ہرن کشب اجل رسیدہ کو اپنے زانو پر
پچھاڑ کر شفق کے وقت کہ رات دن باہم دست و گریبان تھے شکم دامن دار اوسکا آبدار ناخن سے

چاک کیا کہ اوس ناپاک کا جامۂ حیات اوسیوقت مقراض اجل نے قطع و بیبد کیا خلاصہ یہ ہے کہ اوس دیوتا سنگھ اوتار کا ظہور

ترتیا جگ کی کیفیتون کا اظہار

ترتیا جگ بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس رہا عمر انسان خاکی دس ہزار برس کی تھی اور ایزد پرستی
مطبوع عام اس جگ مین تین اوتار آشکار ہوئے ایک باون اوتار صورت اوسکی یہ ہے کہ راجہ بل نام
ایک راچھس تھا کہ اوسنے بزور عبادت و قوت ریاضت سکۂ اپنی حکومت کا تینون لوکون مین بٹھایا تھا
چنانچہ جملہ دیوتا اوسکے ہاتھون سے تنگ آئے تھے ناچار دوادسی بھادون شکل پچھ کو یہ باون نام
اوتار اسصورت سے رونق افروز عالم ہوا کہ ایک برہمن کوتاہ قامت پاس راجہ کے آیا اور تین قدم زمین کا
براہ خیرات خواستگار ہوا چونکہ راجہ بل طریق راچھسی مین کہ سخاوت پیشہ تھا حرف انکار سے زبان کو آشنا کیا
بلکہ شکر نام راچھسون کے مرشد نے منع کیا کہ بشن بھگوان ہین جو برہمن کیصورت بنکر فریب دینے کی واسطے
آئے ہین راجہ نے جواب دیا کہ زہے نصیب اس سے کیا بہتر کہ میرے دروازے پر بشن بھگوان اگر
صورت سائل دست طلب دراز کرین غرض اوس برہمن کوتاہ قد نے ایک قدم مین ساری زمین کو طے کیا
اور دوسرے قدم مین آسمان کو باقی تیسرے قدم کے واسطے راجہ نے عالم مجبوری مین سر اپنا جھکا دیا
بھگوان نے کمال مہربانی کے ساتھہ قدم اپنا اوسکی پیٹھہ پر رکھا کہ وہ پاتال یعنی تحت الثریٰ مین پہونچا اور
حکومت سمیت عمر جاوید نصیب ہوئی دوسرا اشٹمی بھادون شکل پچھ کو پرسرام لباس اوتار مین آئے
برہمن لیسر نے تخم چھتری زمین ہستی سے مٹا دیا یہ اوتار دائم الحیات ہے تیسرا اوتار لباس انسانی مین
نومی چیت شکل پچھ کو روشنی بخش عالم ایجاد کا ہوا صورت اوسکی یہ ہے کہ ایک وقت زمین بار گناہان
عظیم سے سخت عاجز آئی اور تمام دیوتا ہاتھون سے راچھسون کے پامال ہوئے اوسوقت عالم اضطراب
مین صداے غیبی آویزہ گوش ہوئی کہ اب ہم راچھسون کے دفع کرنیکے لیے شہر اجودھیا مین جو نام
اودھ مشہور ہے راجہ دسرتھہ کے گھر اوتار لینگے یعنی پیدا ہونگے چنانچہ تاریخ مذکور کو گھر مین راجہ
ممدوح کے جو خاندان سورج بنسی مشہور ہے بطن کوشلیا سے ظہور راجہ رامچندر کا کہ ظہور مین الشمس
ہوا ہے تین بھائی اور ایک لچھمن دوسرے بطن سمترا رانی اور بھرت نام تیسرے بھائی بطن
کیکئی سے باعث رونق بخش جہت ہوئے جب وقت مسند نشینی راجہ رامچندر کا بحیات پدر مین آیا تا جاے

ناچار رانی کیکئی حسب پیمان و عہد جو راجہ دسرتھ سے تھا خواستگار اس امر کی ہوئی کہ رام چندر چودہ برس
صحرا نوردی کرین اور بھرت سے گلشن مسند رونق پذیر ہو چونکہ راجہ ممدوح یہ بات ہار چکا تھا وہ بزم عشرت
شنیدہ ماتم کدہ ہوئی رام چندر نے لباس عنایتی جوگیون کا پہنکر قدم راہ صحرا پیما را اسماۃ سیتا نام زوجہ خاص اور لچھمن
بھائی ادنی لباس مین سایہ کی طرح ساتھ تھی لیکن یہ معاملہ خلاف خواہش بھرت ظہور مین آیا تھا آخرکار راجہ دسرتھ نے
غم مفارقت فرزند مین لباس حیات تن سے اوتار اخلاصہ عالم صحرا نوردی مین سپنکھہ نام ہمشیرہ راون اون
غریب نصیبون سے دوچار ہوئی اور حسن روز افزون کی عاشق زار سوال زوجیت زبان پر لائی چونکہ ظہور اس
امر کا خلاف رای عالی تھا لچھمن نے بعد عذر و انکار عالم غصہ مین غضبناک ہو کر ناک اوسکی چھری سے کاٹ کر
پھینک دی تھا نچہ یہ صورت باعث ظہور فساد و عناد راون ہوئی آخر اوس دشمن عقل نے بصورت برہمن صحرا مین
آکر عالم تنہائی مین سیتا کو اوٹھا لے گیا رتھہ پر سوار ہوا سے باتین کرتا ہوا جاتا تھا کہ رستہ مین جٹایو نام
گدہ نے قافیہ راون تنگ کیا اور جوہر شجاعت دکھائے لیکن جام حیات لبریز تھا اور خنجر قضا تیز دست راون سے
مجروح ہو کر طائر روح قفس تن سے پرواز کر گیا القصہ جب رام چندر جو آہوی طلسمی کے شتیاق شکار مین
حسب ایماے سیتا گئی تھے اور لچھمن نے بھی اونکی تلاش مین قدم اوٹھایا تھا بلا مرام پھر کر آئے اور سیتا کو
گھر حلقہ مین نوک کمان سے کھینچ کر بٹھا گئے تھے نہ پایا وحشت نے ہاتھ گریبان کی طرف چاک دامن کی طرح
بڑھایا آب دریای بیقراری نے دلمین رام چندر کے موج زنی آغاز کی اور قدم بادیہ تجسس مین ڈالا اوس بیابان
ہولناک مین کہ نشان انسان معدوم تھا درختون سے عالم جوش محبت مین پتا اوس غیرت گلزار کا پوچھتے تھے رفتہ رفتہ
اوس طائر مجروح تک کہ ابھی روح نے مفارقت نکی تھی پہونچے اور سراغ گم شدہ سیتا کا پایا ؎ نشان
دہی طائر مجروح نے سب ۔ ہوا واضح نہ ہرگز اصل مطلب ۔ کہی ہر چند بینے ورا و سیر ۔ ہوا مین نشست پر
آشفتہ سر ۔ ولیکن وہ زخم دامن دار اوسکو ۔ نہین ممکن باسانی رفو ہو ۔ غرض یہ نشان اور پتا اوس دشمن سیاہ کا
بیان کیا کہ شعر ؎ راون رتھہ اوسکا تھا روئے ہوا پر ۔ فقط بیٹھی تھی سیتا اوسکے اندر ۔ راجہ رام چندر نے
یہ مضمون دل پسند سنکر فرمایا کہ اے جٹایو مجروح اگر تجھکو تمنا حیات مستعار دنیا مین باقی ہو تو ابھی زخم خونچکان تیرے
سرا بالاندمال ہو سکتے مین ممکن نہین یہ بات عنقا ہے کہ طائر روح قفس تن سے پرواز کر جاے جٹایو نے کہا کہ
اب اس سے زیادہ اور آرزو و تمنا یہ ہے کہ اب عالم نزع مین کہ وقت مفارقت روح قریب ہے چشم بددور
سعید موجود یہ سخن آبدار زبان پر تھا کہ مرغ جان زار نے آشیانہ تن سے دم پرواز بھرا راجہ رام چندر نے

اوسکو اپنے ہاتھون سی بر سم ہنود نذر آتش کیا اور وہان سے پیشتر راہ تجسس مین گرم رفتار ہوئے ایک پہاڑ پر
سگریون نام بچھون کا راجہ سی کہ بیشہ شجاعت کا شیر نر تھا ملاقات ہوئی اس سوگریون نے اپنی بھائی سے بال کے
خوف سے کہ یہ دشمن جانی اوسکا تھا اوس پہاڑ پر سکونت اختیار کی تھی اور بال مذکور دعای مہادیو کی وجہ سے
اوس پہاڑ تک جا نہ سکتا تھا اور سبب عداوت اون دونون بھائیون مین یہ تھا کہ بال ایک راچھس کی قتل کرنیکے
لیے غار مین پہاڑ کے در آیا تھا اور سگریون سی وعدہ تھا کہ اگر اسقدر میعاد کی اندر مین اس غار سی باہر آیا فہو المراد ورنہ
معلوم کرنا کہ دشمن قوی نے کام بھائی کا تمام کیا چنانچہ سوگریون دم غار منتظر اوسکا تھا کہ میعاد مذکور تمام ہوگئی اور
بال مفقود الخبر پھر کر نہ آیا سوگریون نے ناچار دریافت کیا کہ بال دست دشمن سی مارا گیا منہہ غار کا ایک سنگ بزرگ سے
مضبوط مسدود کر دیا کہ سد راہ دشمن ناپاک ہو آخر بھائی کی تیغ غم سی مجروح دل خستہ عالم مجبوری مین گھر آ کر لباس حکومت سنواری
اور داد فرمان روائی بعیش و نشاط کے ساتھ دینا شروع کی کہ دو بال کچھ دنون کے بعد خلاف وعدہ منصور و مظفر اوس
دشمن کو مار کر پھرا دیکھا کہ سو منہہ غار کا مستحکم بند ہے صاحب قوت تھا ہی بزور تمام کھول کر باہر آیا دلمین تصور کیا کہ
یہ معاملہ خالی فساد سی نہین سوگریون بدخواہ نے براہ عداوت قلبی بطمع سلطنت رستہ میری آنیکا بند کیا تھا اور اب تجویز کام
بلا خوف و اندیشہ حکمرانی بہ کشادہ پیشانی کرتا ہے دشمن جانی ہوگیا آخر کار صورت نزد و خورد باہم ظہور مین آئی لیکن بہر حال تاب
مقاومت برادر بزرگ نہ لا سکا اوسکے ہاتھون سے اپنی جان بچا کر اوس پہاڑ پر بطرح سکونت ڈالی خلاصہ جسوقت راجہ رام چندر
رونق افزای کوہ مذکور ہوئے سگریون نے حالت زار اپنی بیان کی اور کیفیت پریشان اظہار آخر یہ بات قرار پائی کہ
اگر بال مغلوب ہو اور مین مطلب بخاطر تو بیشک آپکے کام مین جان اپنی لڑاؤن اور خاک راہ تجسس سیتا مین اوڑاؤن راجہ
رام چندر نے اوسکو تسکین دی اور فرمایا کہ اصلا سر جگہ فکر اور اندیشہ کی نہین نشان بال کا کہ دشمن تیرا ہی صفحہ ہستی سے
حرف بیدہ کے مانند ایک چشم زدن مین مٹا دونگا تو میدان کارزار گرم کر بال سے زلف کی طرح اولجھ سگریون نے
سر دست راجہ رام چندر کی قوت بازو پر ہاتھہ پاؤن نکالے بساط جنگ بچھائی اور نوبت آویزش آئی کہ بال کو دعاے
مہادیو سے یہ قوت اور قدرت حاصل تھی کہ قوت مقابل دم مقابلہ نصف تقسیم کر لیتا تھا اسواسطے راجہ رام چندر نے
درخت کی اوٹ مین آنکھ بچا کر ناوک جگر دوز سے بال کو نشانہ کیا سگریون فتح نصیب مسند حکومت پر جلوہ آرا ہوا اور
راجہ رام چندر کا ہزار جان سے مطیع و فرمان بردار تھا حسب پیمان وعدہ تجسس سیتا کے واسطے چالاک جاسوس برق رفتار
سبک قدم مامور کیے خلاصہ جاسوسون نے قدم راہ تلاش مین اوٹھایا چپا نانہ مین گلشت شروع کیا چنانچہ ایک سردار
بندرونکا جسمون قدم ہنونت نام کہ جسکی شجاعت اور قوت کا شہرہ خاص و عام مین تھا دامان کوہ و صحرا چاک کرتے ہوے

دریای شور کو ایک کلانچ مین لانگھہ کر لنکا مین کہ سراپا سونے سے تعمیر تھی اور دار السلطنت راون مشہور پہونچی شدت
برق اُنکی گرم چالاکی کے روبرو سرد تھی در و دیوار بام و سقف پھاندتے ہوئے ایک باغ شاداب مین در آئے نخل
آرزو بار ور ہوا کہ ایک درخت کے تلے جیسے سیتا کے ساتھہ یاس برس رہی تھی دیکھا کہ وہ گلدستہ گلشن خوبی
کہ جسکی تلاش تھی ایک زرنگار چوکی پر محزون اور مغموم بجلی افروز ہین یہ دیکھتے ہی غنچہ دل گل کے روش کھل گیا
سہردست اوچک کر اوس درخت پر جا پہونچے اور انگوٹھی راجہ رام چندر کی سیتا کے روبرو پھینکدی المختصر جب نقش مراد
اوس انگشتری سے نہ جما گوہر شاہوار اعتبار فرحت آثار راجہ رام چندر آویزہ گوش ہوئی دامن آرزو ہنومان کا موتیونسے
لطف و کرم کی سیتا نے رشک صدف گوہر بار کیا اور نقد رخصت سے مالا مال خلاصہ دم معاودت تمام باغ راون کا بیخ و بن سے
ویران کیا اور اوسی صورت سمندر کو پھاند کر سورج کی مانند خدمت راجہ رام چندر مین آ کیفیت سی لنکا کے مطلع کیا
غنچہ دل خبر سیتا سنکر گل کی شگفتہ ہو گیا اور کاوشین خار غم و فکر کی کچھہ رفع ہوئین سامان لشکر کشی مہیا کیا
خونخوار جانوران صحرائی ریچھہ اور بندر وغیرہ کے سوا کوئی قسم انسان سے نہ تھا جب راجہ رام چندر مع فوج دریا موج
بیکر لب دریای شور سے شیر و شکر ہوئے دیکھا کہ آب دریا بلندی مین آسمان سی باتین کرتا ہے صورت عبور دریای
ناپیدا کنار بدون کشتی و پل دشوار تھا چنانچہ نل و نیل نے پہاڑون کو لا کر صورت سنگریزہ سمندر مین ڈالنا شروع کیا اور
یہان تک زور اپنی بازو کا صرف دست دکھایا کہ پل پہاڑون کا سونے پر آب رواں کی استحکام کے ساتھہ باندہ دیا اور راجہ
رام چندر نے لب دریای شور مورت مہادیو کی جو بسبب بند رامیشر نام مشہور عام ہے خاص دست مبارک سے
قائم فرماکر اپنی تمام لشکر سمیت سمندر کے پار پہونچے آخرکار اوسی جانوری فوج نے قوت راجہ رام چندر سے نشان راون
حباب کے مانند مٹا دیا یہ راون وہ راچھس صاحب قدرت تھا کہ جسنے زور ریاضت اور قوت عبادت سے تمام دیوتونکو
اپنا مطیع اور فرمانبردار بنایا تھا برہما دم دروازہ بید خوانی مین مصروف تھے اور آفتاب کار مطبخی مین سرگرم تھا چنانچہ
ہنومان نے لنکا اوسکی جو تمام سونے سے تعمیر تھی آگ مین جلا کر خاک سیاہ کر دی خلاصہ راجہ رام چندر بعد اوس فتح و ظفر کے
ہم آغوش ہو کر سیتا اور لچھمن سمیت مظفر و منصور اجودھیا مین تشریف لائے تخت سلطنت کو رونق بخشی نام کو
نشان راچھسونکا جو دیوتون کے دشمن تھے روی زمین پر باقی نہین رکھا۔

دواپر اور کلجگ کی اوتارونکا بیان

دواپر جگ جسنے آٹھہ لاکھہ چونسٹھہ ہزار برس بے شش و پنج تک اپنا چلایا عمر انسان ہزار ہزار برس شمار مین آئی

اسوقت مین آدھی خلقت خداپرست تھی اور دو اوتار شکسپ ہار ظہور مین آئے ایک کرشن اوتار جو
اشٹمی بھادون کرشن پچھہ کو آدھی رات کے وقت تجلی افروز ہوا اور کنس نام راچھس کا نشان صفحہ ہستی سے حرف
کرم خوردہ کی طرح مٹا دیا کیفیت اس بزرگ اوتار کی بھاگوت وغیرہ دفترون مین زیب قلم ہے اور عالم مین اظہر من الشمس
حاجت تشریح نہین اور دوسرا اوتار دفع شیاطین کلجگ کے واسطے تیج بیساکھہ شکل پچھہ کو بودہ نام جلوہ فرمای
ہستی ہوا اور آخر کلجگ مین جو وقوع ہی کلنکی اوتار شکل پچھہ بھادون کی تیج کو گھر مین بشنا نام برہمن کی شہر سنبھل مین
ظہور پایگا خلاصہ بعد اختتام دور کلجگ پھر وہی برہما اور وہی ست جگ وغیرہ حسب مشیت ظہور مین آئیگا اور عمر برہما
سو برس کی قرار دیتے ہین اور شمار ہر ایک برس کا تین ہزار ساٹھہ دنون سے ہے اور ایک رات دن عمر برہما سے
یہ حساب قوی ہے کہ چارون جگ چار مرتبہ آئین اور گذر جائین یعنی تینتالیس لاکھہ آٹھہ ہزار برس شمسی کو ایک
عمر برہما سے تصور کرنا چاہیے چنانچہ جواب برہما باعث ایجاد عالم ہست و درقم الف پر الف و صفر ہے بلکہ پچاس
برس اور آدھا دن اوسکی عمر سے اس برہما کی کٹے ہوئی مین طال اللہ عمرہ یہ برہما گلشن ایجاد کا باعث رنگ و بہار
اور آفتاب و ماہتاب کی صورت تجلی افروز لیل و نہار رہتا ہے اور عمر کلجگ چار لاکھہ چوٹھہ ہزار برس کی —

سلسلہ ایجاد عالم ہستی برہما سے راجہ جنمیجے تک مسلسل ہے

برہما سے پہلے دچھہ پرجاپت کا ظہور ہوا اس سے مسماۃ آدت نام دختر جو عقد کشپ مین در آئی سورج تجلی افروز
ہوا پھر اس سے مینو نام فرزند نے فروغ پایا ایلا نام لڑکی اس سے عالم وجود مین موجود ہوئی اوس سے پرورا نام
فرزند پیدا ہوا نہایت بزرگ منش و در مناقب پھر اس سے آئی نام رونق ہستی ہوا اور آئی سے نہک نام فرزند جو
راجہ ججات کا پدر بزرگوار تھا دیوجانی دختر شکر جو مرشد راچھسون کے تھے عقد مین آئی سرمسٹا نام لونڈی بھی دیوجانی کی
ساتھہ خانہ پدر سے آئی تھی اوسکے بطن سے پورنام لڑکا پیدا ہوا حسب درخواست نقد جوانی اپنی نذر پدر کی
اور آپ ضعیف و پیر بنکر سلطنت نصیب ہوا چنانچہ کورودان اسکی نسل سے سلسلہ پذیر ہین اور جو فرزند بزرگ
راجہ ججات کا بطن دیوجانی سے تھا زن منکوحہ اوسکی کوشلیا نام تھی اس سے جنمیجہ نام پسر تولد ہوا تین
ہزار اسمیدھ جگ اپنے ہاتھہ سے بترتیب دین چنانچہ کرور در کرور روپیہ اس کام مین صرف ہوتا ہی اور
حاضر ہونا فرمان روایان روی زمین کا اس بزم کے مین برای اطاعت ضرور تھا غرضکہ انہہ نام نہ وہ جنمیجہ سے نقش نام
اسکا ظہور مین آیا و دنیای مجاز مین اوڑھتا ہوا نہایت نام اس سے عالم ہستی مین آیا پھر اس سے چشم بد دور اچیانت نام

نور عین آنکھون سے دیکھا تاج و تخت زیر نگین ہوا سنت جھوم اسکی آنکھون کا تارہ بہار افزای گلشن ایجاد ہوا پھر
اس سے چیت سین نام فرمان روای زمین پیدا ہوا پھر چھتی نام فرزند نے مقام چیت سین کو گرم کیا پھر کرتمان نام
فرزند اس خاندان شاہی کا چراغ پر نور ہوا پھر اسسے بدنی نام پدر روشن کیا دختر چھیک انغی نبرنگ کے عقد مین آئی
مسماۃ برس دختر یادو پکیان ہمر وپاہ سے تجلی افروز عالم ہوئی جب راجہ ہمر نے تخت سلطنت کو رونق بخشی خالق نے
ملک نام فرزند عطا کیا جب اسنے مسند حکومت پر تکیہ مارا کئی فرزند نصیب ہوئے اور لاد اکبر کا دھنکپت نام تھا سکن تلا
نام دختر بسوامتر رکھیشر سے منعقد ہوا راجہ بھرت اوسکے بطن سے عالم شہود مین جلوہ آرا ہوا تصریح اس معاملہ کی زبان
سوت سے زیب قلم ہوتی ہے کہ ایکدن راجہ دھنکپت اسپ ہوا شوق شکار مین جاکر ایک صحرا سے گذرا کان نام
رکھیشر نام عبادت شعار کی کٹی مین کہ واقع صحرا تھی پہونچا اوسوقت رکھیشر ممدوح اپنی کٹی مین نہ تھا مگر ایک دختر
گلعذار بہار اوس کلبۂ احزان کی تھی اوسنے چند پھول پہلے راجہ مذکور کو نذر دیے یہ سمجھا کہ یہ تو غنچہ گل کھلا گئی
راجہ چمن پرست اوسکی شمشیر ابرو کا گھائل ہوکر ہزار جان سے بلبل صفت اوس گلبدن کا عاشق زار ہوگیا غرض یہ
دختر سکن تلا نام صلب بسوامتر رکھیشر اور بطن اپچھرا سے تھی جسکو کال عابد نے پرورش کیا تھا عقد راجہ دھنکپت مین
در آئی بھرت نام فرزند تولد ہوا پھر راجہ بھرت سے ہستن اور ہستن سے کرن اور کرن سے کوال اور ارکوال سے
پچھپت اور پرچھپت سے بھیم سین اور بھیم سین سے راجہ پرتیپ نام ظہور مین آیا دختر راجہ ست کے ساتھ منسوب
ہوا ان دونون سے تین فرزند عالم فشن جہت مین شائع ہوئے دوسرے فرزند کا نام سنتن تھا زبان رواۃ عالم
سرو ست تازہ دست قدرت حکم خدا سے اس راجہ کو حاصل تھی کہ جس سال خوردہ سر ہاتھ اپنا پیر راجہ رکھدیتا تھا
وہ جوان ہوجاتا تھا القصہ راجہ پرست پدر راجہ سنتن ایکدن گنگا کے کنارے آبرو عبادت کو دیتا تھا کہ اوس دریا کے
گنگ سے ایک گوہر شاہوار دریاے عظمت و آبرو نمودار ہوئی اور زانوی راست راجہ مذکور پر آبیٹھی زبان گویائی
نیسان صفت گوہر افشان تھی کہ مین گنگا لباس عورت مین ہون تیری زنجیر موج دریای محبت مین پابند چونکہ یہ
گلعذار زانوی راست پر جلوہ فرما تھی راجہ نے زوجہ بنانے سے انکار کیا مگر اپنے فرزند راجہ سنتن کے ساتھ اوسکے
عقد کا اقرار غرض گنگا نے عقد مین راجہ سنتن کے آبرو پائی راجہ حسن و جمال پر اوس پری تمثال کے ہزار جان سے
مفتون تھا یہ قول گنگا سے ہار بیٹھا کہ زنہار تیری حرکتوں مین دخل نہ دونگا چنانچہ سات فرزند ہنگام تولد دفعات
اس گنگا نے نذر دریای گنگ کیے جب آٹھوان فرزند ظہور مین آیا راجہ کو تاب سکونت باقی نہ رہی مہر خاموشی لب سے
اوٹھائی اور سبب حال ماضی پوچھا چونکہ یہ کلام خلاف شرط زبان پر آیا تھا گنگا نے اس نونہال کا جو آٹھوان فرزند تھا

جهکو ستیاسه نام قرار دیکر گوهر افشان هوئے که یه فرزند ان صفاتون کا نعم البدل هے اسکی علم و فیض کا
تمام عالم پر جاری هوگا اور وقت مین لاثانی هے یه کهکر اپنے مکان وعده کے موافق نذر دون سے غائب هوگئے
اسپر جو نام ایک عالیشان راجه تها جو تلاش شکار مین صحرا کی طرف قدم زن هوا حسب الاتفاق تصور زوجه مین
آب انسان نے جوش مارا راجه نے ایک پتے پر اوسکو لیکر ایک باز شکاری کو حواله کیا که محل مین جا کر بیوی رانی کو
پهونچا دے وه مرغ دست آموز راجه کا وابسته تها وه پته مین چند قطره آب انسان کے لیکر
هوا پر روانه هوا اتفاقاً ایک باز تیز پرواز او رستے مین دوچار هوا اور طعمه اپنا سمجهکر دست و گریبان
هوا غرض اوس کشاکش مین وه آب انسان کی حفاظت نکرسکا دریا مین جا گرا مچهلی نوش کرگئی کچھ دنونکے
بعد وه مچهلی ملاح کے جال مین آپهنسی جب ملاح نے پیٹ اوسکا چاک کیا دو گوهر آبدار ایک فرزند مصلحت اور
دختر یاد خسار دستیاب هوئی ملاح حسب صلاح عقل اون دونون کو حاکم وقت کے پاس بنظر دوراندیشی لایا
راجه نے وه لڑکی ملاح کو حواله کی اور فرزند نے محل مین راجه کے پرورش پائی القصه اوس لڑکی کا نام
جو آغوش ملاح مین پرورش یافته تهی مچهودری تها جب دریای شباب موج زن هوا حسن و جمال نے آب و
پائی ایکدن لب دریا کشتی پر عالم تنهائی مین جلوه آرا تهی که اتفاقاً پراسر نام رکهیشر ریاضی وهان پر وارد هوئے
اور اوس گوهر عالم حسن پر نگاه خواهش ڈالی صدف آبدار اوسکی گوهر شاهوار آب انسان سے بهر گئی چنانچه گوهرا
اوسیوقت سے بزور تصرف عابد موصوف باعث حجاب هوا تها ظهور مین آیا اور بوی ماهی جو اوسکو بدن مین آتی تهی
کافور هوگئی اور وه خوشبو پیدا هوئی که چار کوس تک زمین مهک اوٹهی لهذا نام اوسکا جوجن گندها قرار پایا
خلاصه بعد مهلت قلیل مچهودری سے اوسیدم بیاس جلوه فرما هوئے اور ایک چشم زدن مین سن بلوغ کو پهونچکر
اپنی مادر مهربان سے رخصت حاصل کی اور اقرار کیا که جسوقت ولین تصور فرماوگی اوسیدم حاضر هونگا یه کهکر
نگاه کے مانند آنکهون سے پردے مین در آئی چنانچه بیاس وه عالم بزرگ هین که جنے تمام علمون اور بید اونکو
عالم ایجاد مین ایجاد کیا جو کلام انکے بیان سے باهر هے وه لا کلام قابل اعتبار نهین —

عاشق زار هونا راجه سنتن کا مچهودری پر اور منعقد هونا اوسکی ساتهه

ایکدن راجه سنتن اوس دریای مواج پر آیا ماهی دل دام زلف شبرنگ جوجن گندها مین جا پهنسی خواستگار
عقد هوا غرض وه ملاح پدر خوانده اوسکا منظور هوا که ظهور اس امرکا بچشم ظاهر غیر ممکن کسو سے اولاد اس لڑکی کی

راج سی محروم ہیگی بھیکھم تیامہ اولاد اکبر وارث تخت و تاج شاہی ہے راجہ منصف مزاج تھا سر در گریبان
حیرت دامن گیر دریای عشق مین غرق محل مین آیا جب بھیکھم تیامہ پر کیفیت محبت اظہار ہوئی اوسنے جا کر
ملاح سی رشتہ عہد و پیمان کا مضبوط کیا کہ مین خواستگار سلطنت نہیں ہون اور زوجہ کرنے سے انکار محض
جو اولادین ہم پہونچیگی میرے بعد دعوے سلطنت کرین غرض اس شرط پر وہ جوجن گندھا اگر راجہ سنتن سے
منعقد ہوئی اور کاوش خار مفارقت دل سے دور چنانچہ اوسی عالم نشاط مین راجہ نے بھیکھم تیامہ کو اس دعای
خیر سے یاد کیا کہ جب تک تو اپنی موت کا خواستگار نہوگا ہرگز پاس تک نہ آسکیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا القصہ
بطن جوجن گندھا سے دو فرزند پیدا ہوئے ایک چترانگند اور دوسرا بچتربیرج یہ دونون دریای شجاعت کے
دُرِ شاہوار تھے اور قلزم عظمت کے گوہر آبدار جب راجہ سنتن نے عالم ہستی سے ملک جاودانی کی طرف قدم
اوٹھایا بھیکھم تیامہ نے پیمان و عہد کے موافق تخت سلطنت پہ قدم نہین رکھا چترانگد تخت نشین ہوا چنانچہ ایک
گندھرپ تھے اوس عہد مین چترانگد نام تھا سو جہ باہم نزاع نے طول کھینچا تین برس برابر میدان جنگ و
جدال گرم رہا ناچار آتش حیات راجہ چترانگد اوس گندھرپ کے ہاتھون ٹھنڈی ہوئی بچتربیرج نے
خانہ سلطنت روشن کیا شبستان آغوش کا چراغ تھی صرصر قضا نے اسکی بھی شمع زندگی کو سرد کیا محل مین
دو رانیان تھین ایک انبکا اور دوسری انبالا راجہ بنارس کی لڑکیان اولاد سے محروم القصہ جوجن گندھا
رانی راجہ سنتن نے دیکھا کہ خانہ سلطنت بیچراغ ہے بھیکھم تیامہ کو بہر حال تخت و تاج شاہی کو رونق دی
لیکن اوسنے کسیطرح قبول نکیا آخر مایوس ہوکر اس رانی نے اپنے فرزند بیاس کو یاد کیا اور خواستگار
اولاد ہوئی غرض انبکا سے کہ اسنے بیاس کو دیکھکر فرط دہشت سے آنکھین اپنی بند کرلین تھین دھرتراشٹ
دونون آنکھون سے معذور پیدا ہوئے اور انبالکا سے کہ بیاس کو دیکھکر خوف کے مارے زرد ہو گئی تھی
راجہ پانڈ ظہور مین آئے اور بطن سے ایک لونڈی کی بدر نام فرزند پیدا ہوا چونکہ راجہ دھرتراشٹ نابینا تھا
ویسے و والنترا ن سے محروم رہا بھیکھم تیامہ وغیرہ وارثان ریاست نے راجہ پانڈ کو تاج شاہی سے سرفراز کیا
ایک وقت راجہ شکار افگن صحرا مین پہونچا ایک عورت و مرد عابد مرتاض لباس مین ہرن اور ہرنی
کی فاعل و مفعول تھی کہ راجہ نے تیر کمان سے ریا کیا وہ ہرن زخم کھا کر جو عابد سے ہرن بنا تھا آدمی بنگیا
اور ناوک دعا کو یہ کمان سے پہونچون کے جدا کیا کہ ای راجہ تیری ایسی ہی وقت مباشرت مین قضا [illegible]
اجل ہوگا یہ بات سنکر راجہ پانڈ [illegible] آیا اور [illegible] کہ یہ دعای عابد [illegible]

عالم یاس مین ہاتھہ سلطنت سی اوٹھاکر قدم جانب صحراے عبادت کی واسطے رکھا کنتی اور مادری دو رانیان ساتھہ تھین
کچھہ دنون کے بعد راجہ پانڈ نے یہ تصور کیا کہ انسان لا ولد بہشت نصیب نہین ہوتا ناچار کنتی سی چاہی اولاد ہو اکہ
جسطرح ممکن ہو بحکم شرع مذہبی ظہور مین آئی حسب اتفاق اوس کنتی کو ناکتخدائی مین درباسا رکھیشر نی خوش ہوکر
ایک افسون تعلیم کیا تھا کہ دیوتون سی بہم پہونچانا اولاد کا آسان تھا چنانچہ کنتی نے امتحاناً کہ ہنوز بی شوہر تھی اوس منتر کو
تلقین کی موافق پڑہا کہ آفتاب پر نور تصور کے ساتھہ اوس مکان روکش برج قمر مین تجلی افروز ہوا اور کرن طلائی
زرہ پہنی اوسی دم پیدا ہوا کنتی نے نشانہ ناوک حجاب ہوکر پاس ناموس کی وجہ بنظر دور اندیشی اوس نور دیدہ کو
نذر دریا کیا چنانچہ ارن نام رتھبان آفتاب نی بیجا کر پرورش کی قصہ مختصر کنتی نی اوسی افسون آزمودہ سی تین فرزند
دفعہ دفعہ اپنی بطن سی پہلے جدہشٹر دھرم سے پھر ارجن اندر سے اوسکے بہیکم ہوا سی بہم پہونچائی اور مادری سی اوسی افسونکی
بدولت دو فرزند نکل اور سہدیو اشنی کمار سے پیدا ہوئے اب راجہ پانڈ نے اس عالم شش جہت مین پانچ فرزند پائے
غنچہ خاطر شگفتہ ہوا لیکن جام حیات لبریز ہوچکا تھا ایکدن دریای خواہش نے جوش مارا مادری سی ہم آغوش ہوئے
کہ اوسی دم تیر دعاے عابد سردست نشانہ پر پہونچا اور عین عالم نشاط مین بساط حیات سی قدم اوٹھایا مادری لاش
راجہ کے ساتھہ نذر آتش ہوئی اور وہ پانچون لڑکے جو ہمانچل پر کنتی کے پاس تھے اونکو اور سب رکھیشرون نی
یکجا ہوکر اوس لاش نیم سوختہ کو کنتی سمیت ہستناپور مین دھرتراشٹ اور بھیکھم پتامہ وغیرہ کی پاس لاکر سپرد کیا اور کہا یہ اولاد
راجہ پانڈ کی ہے حصہ وراثت پدری سی محروم نرہے کہ بصورت حقدار ہے القصہ یہ پانچون فرزند آغوش ناز و نعمت کے
مین پلنے لگی اب کچھہ کیفیت راجہ جرجودھن زیب قلم کرتا ہون یعنی جرجودھن وغیرہ سو بھائی راجہ دھرتراشٹ کے
فرزند بطن گاندہاری سی بواسطہ دعای بیاس پیدا ہوئے ہاتھہ پاؤن نکالے علم و آداب شاہی یہ سب عمزاد بھائی آپس مین
سیکھتے تھے کچھہ دنون مین بہرہ مند ہوئے رہا علم و ہنر سپاہگری یعنی تیر اندازی و گرز افگنی و تیغ زنی وغیرہ انواع
انواع قسم کی درونہ چارج پسر بھردواج رکھیشر سے کہ اس فن مین اوستاد بینظیر تھے حاصل کیا خلاصہ بھیم ان سب مین
نہایت صاحب قوت اور پرزور تھا جرجودھن وغیرہ وہ سب بھائی اس سی داؤ پیچ بن کشتی کے عہدہ برا نہوتے تھے ہمیشہ
شکست کی کھاتے تھے یہ وجہ بنای عداوت کی سبب ہوئی خار کھانے لگے اکثر اوسکے ہلاک کرنیکی تدبیرین مدنظر تھین
زہر تک کھلایا دریا مین ڈبویا مگر بی آبروئی کے سوا کچھہ حاصل نہوا روز بروز آتش رشک و حسد مشتعل اور سرکش ہوتی
رہی رفتہ رفتہ بنیاد فساد کی جمائی شہر سے دور پر تروچن نے ایک مکان لاکھہ اور گندہک کا پوشیدہ تعمیر کیا کہ اون
پانچون بھائیونکو ایک ساتھہ بے کشش و پیچ اس عالم شش جہت مین طعمہ نہنگ آتش کرین مگر خدا نے اس شر و فساد کی

محفوظ رکھا یعنی جسوقت راجہ جدہشتر نادانستہ اوس مکان دوزخ نما مین رانکو آکر فروکش ہوئے جملہ سامان امارت
مہیا تھا لیکن گندہک وغیرہ کی بوسی بہ سوہان روح تھی عقل دوراندیش نے تنہائی کی دلمین تصور کیا کہ یہ مکان
شرارت دشمن سے خالی نہین اورانکے چچا بدر نام نے بھی وقت وداع دربپردہ گوش زد کیا تھا کہ صدمہ سے آگ کے
اندنون حفاظت ضرور ہے اوسیوقت چشم دشمن سے پوشیدہ اوس مکان مین آگ دیکر یہ پانچون بھائی کنتی سمیت
اوسی صورت یک بینی و دوگوش ہوا ہوئے وہ مکان تمام مع تروچن چشم زدن مین قلعہ آتشبازی کے مانند جلکر خاک
تودہ ہنگیا معاذ اللہ پیر فلک آنکھین دکھارہا تھا وہ پانچون جوان عالم اضطراب مین پریشان کیسہ نقد سے خالی صحرا
ہوئے کوئی اسباب راحت پاس نہ تھا اتفاقاً اوس صحرای ہولناک مین کنتی کو پانی کی چاہ ہوئی بھیم اودھر اودھر سے
ڈھونڈھکر ایک شکستہ کاسہ سفالی مین لایا کہ جسکو دیکھکر کنتی نے اپنی بے سروسامانی پر رودیا جب بھیم بیان سے پیشتر
روانہ ہوئے بھیم نے دو دیو پر ہاتھہ صاف کیا اور ہڑنبہ نام ایک دیونی کو اپنے عقد مین لایا اور ارجن نے اسس
سفر پر قہر مین ایک گندہرب کو زبردستی زیر کیا اور پھر آگے چلکر شہر کنپلہ مین پہونچی بزم شادی سے دروپدی دختر
راجہ درپد کو ارجن بزور تیر افگنی لایا چنانچہ یہ دروپدی دعای مہادیو کی وجہ عقد مین پانچون بھائیون کی درائی یہ
کیفیت لشرح مہابھارتھہ مین قلم بند ہے القصہ جب یہ خبرین جگر خراش جرجودھن وغیرہ حاسدونکو پہونچین حالانکہ ہوش
عنقا ہو گئے آتش رشک مین بے آب و آتش جل بھجے پھر لباط فریب و مکر بچھائی اور پہ دلمین جنگ زرگری کی جویای
صلح ہوئے راجہ دہرتراشٹ نے سفیر اپنا راجہ درپد کے پاس طلب راجہ جدہشتر کے واسطے روانہ کیا چنانچہ سری کرشن
اور راجہ جدہشتر وغیرہ پانچون بھائی کنتی مادر اور دروپدی ماہ رخسار سمیت رونق افزای ہستناپور ہوئی کیفیت دروپدی
یہ تھی کہ بہتر دن جداجدا ایک ایک شوہر کی آغوش کو گرم کرتی تھی اور باہم بھائیون مین یہ شرط قرار پائی تھی کہ جو
کوئی اس میعاد کے اندر خلوت دروپدی مین درآئے وہ چندسال صحرانوردی کرے حسب اتفاق ایکدن رانکو جستجو ایک
برہمنان ارجن اپنے اسلحہ لینے کے واسطے کہ چورون کو مارے اوس خلوتین کہ حصہ راجہ جدہشتر تھا بے محابا
درآیا اور وہ شرط ادا کرنا ضرور پڑی لہذا راجہ جدہشتر سے رخصت ہوکر راہ صحرانوردی پہ قدم زن ہوا دریای گنگ کے
کنارے دختر راجہ باسک سے جو بادشاہ سانپون کا ہے دوچار ہوکر اپنے عقد مین لایا اور پھر آگے بڑھکر شہر
من پور مین شادی اپنی دختر راجہ چترانگد کے ساتھہ کی القصہ اسیطرح صحرانوردی کرتا ہوا شہر دوارکا مین پہونچا
اور سوبھدرا دختر بسدیو کے ساتھہ بڑے جشن و آرایش کے ساتھہ رسم شادی عمل مین آئی خدمت سری کرشن
مین فیضیاب ہوا اور کانڈیو نام جنگل کو حسب استغاثہ آتش کہ برہمن بنکر آئے تھے بزور تیر افگنی آتش پر قدم چلایا

ہرچند راجہ اندر نے حفاظت تچھک ناگ رنجی کے واسطے باران غضب برسایا مگر ایک قطرہ قریب آگ تک نہ پہونچا
غرض پندرہ دن کے عرصہ مین جلکر خاک سیاہ ہوگیا اور تچھک مذکور پیشتر صحرا سے کسی طرف جا چکا تھا لیکن مزنام
دیو اس جنگل مین کہ آتش سے امان پائی تھی ارجن کا مطیع اور فرمانبردار بنا جب راجہ جدہشتر کے پاس آئے اوس
مزنام دیو نے کہ اپنی قوم کا معمار تھا طرح طلسمی عمارت کی ڈالی جسکا جواب روی زمین پر پیر فلک نے بچشم مہر و ماہ
دیکھا نہ تھا ایکدن راجہ جرجودھن اس عالیشان مکان مین کہ بزم جگ راجسو مرتب تھی آیا بعد فراغت جگ سیر
اوس مکان نادر کی کرتا تھا ایک جگہ زمین اس کاپردازی سے بنی تھی کہ سراپا آب معلوم ہوتی تھی مگر نشان پانی کا
اوسمین نہ تھا اور ایک مقام خلاف اسکے کہ جسمین دراصل پانی موج زن تھا بنایا تھا غرض جرجودھن نے
پہلی جگہ موزی پاؤن سے اوتاری اور دامن گردانا کہ آب رسیدہ نہو مگر وہان کیا تھا کثرت شرم سے پانی پانی
ہوگیا اور فرط حیا سے سر درگریبان جب دوسرے مکان مین پہونچا مغالطہ کھا کر غوطہ زن ہوا تمام لباس مین
تربتر تھا آتش حجاب مین جلکر خاک ہوگیا اور شعلہ غضب و حسد نے جسم اوسکا پہونک دیا چنانچہ یہ معاملہ آبی اور
بھی باعث ترقی عناد و فساد ہوا داؤ پیچ مین تھا ہی بساط چوسر بچھا کر رنگ قمار بازی جمایا اور پانسے دغا کے
بنائے مال و متاع راجہ جدہشتر جیت لیا معاذ اللہ جو کچھ اوس دشمن ننگ و ناموس نے بی بی آبرویان ظلم و ستم کے
ساتھہ روا رکھین زبان قلم پر آ نہین سکتین اجازت دی کہ چادر سر دروپدی سے اوتار لیکن بسر بکشن نے
اوسیوقت اپنے دامن عنایت سے وہ پردہ چشم پوشی کی کہ شانی دوساسن کو سر دست چادر کھینچتے کھینچتے شل ہوگئی
اور سر سے چادر سر دروپدی سی جدا نہوئی آخر کار بہیکھم پتامہ اور درونہ وغیرہ حاضران دربار پہ قہر سے غضبناک ہوکر
دہرتراشت کور دیدہ کو آنکھین دکھائین اور کہا کہ بچشم ظاہر خدا نے آنکھون سے تجکو معذور کیا اب معلوم ہوتا ہے
کہ آنکھین دلکی بھی بے نور ہوگئین دیکھہ قریب ہے کہ قہر خدا نازل ہو یہ بات سنکر دہرتراشت کچھہ سہم گیا اور دروپدی کو پاس
بلاکر دلجوئیان کین اور عذر خواہ ہوا، دروپدی نے کہا کہ اے راجہ ان پانچون بھائیون کو اسلحہ سمیت اجازت جلای وطن
ہو کوئی تعرض نکرے القصہ اخراج انکا اوس دروازہ پر قہر سے ہوا کہ جس سے سخت گنہگار خونی وغیرہ
نکالے جاتے تھے مگر دروپدی نے دامن رفاقت اوس عالم بیکسی مین ہاتھہ سے نہین دیا ابھی کئی ہزار برہمن
راجہ جدہشتر کے ساتھہ تھے اور دہوم پروہت بھی غمگسار اور غمخوار حال مگر راجہ جدہشتر تنگدستی کی وجہ سخت
ملول خاطر ہوکر کہتا اون برہمنون کا دیکھہ نہین سکتے تھے ناچار دہوم نے ایک افسون آفتاب کا تلقین کیا
کہ اوسکی برکت سے سورج نے ایک دیگ مسی آکر عنایت فرمائی اور گوہر فشان ہوئی کہ جب تک دروپدی نہ کھائیگی

تمام نعمتین نخچہ دنیا کی نمکین و شیرین حسب دلخواہ اس دیگ سی بیدریغ دستیاب ہونگی اب راجہ جدہشتر کو شکم سیر وری کی طرف سی اطمینان کامل حاصل ہوا پشیتر قدم راہ صحرا پر رکھا جب یہ خبر گوش زد جرجودہن ہوئی آتش رشک مین چنے کی طرح بھن گیا اور سمجھا کہ دال سیری نہ گلی پھر کھچڑی مکر و فریب کی پکائی کہ دربا سار کھیشتر کو دس ہزار شاگرد سمیت راجہ جدہشتر کے پاس روانہ کیا اور سکھا دیا کہ جب دروپدی کھانا کھا چکے اور دیگ مسی جو سورج نے دی ہے دھو ڈالی جائے اوسوقت تم جاکر خواستگار طعام ہونا دربا سانی اسی راہ پر قدم رکھا جب دروپدی سب کے بعد کھانا کھا کر دیگ مذکور دھو چکی درباسانے راجہ جدہشتر کے پاس جاکر طعام خوشگوار طلب کیا راجہ سخت مضطر ہوا کہ اگر حرف عذر زبان پر آیا یہ رکھیشر دعای بد دیگا گھبرا کے چاہا کہ نذر آتش ہو چنانچہ بہیم نے حسب اجازت راجہ جدہشتر انبار لکڑیون کا لگایا اور آتش روشن کی قریب تھا کہ راجہ جدہشتر اوس آتش سوزان مین در آئین کہ دروپدی نے اوس عالم اضطراب مین سری کرشن کو یاد کیا چنانچہ غریب نوازی انکی مشہور عام ہے اوسیدم تصور کے ساتھہ رونق افروز ہوئے اور دروپدی سی اس روش شاخ زبان سی گلفشانی کی کہ اسوقت مین زیادہ گرسنہ ہون کچھہ ماحضر مہیا کر دروپدی نے کمال عجز و انکسار کے ساتھہ ساری حقیقت حال بیان کی سری کرشن جی نے فرمایا کہ مضطر نہو دیکھو تو کیا عجب ہے کہ دیگ مسی مین کوئی شے باقی ہو ناچار دروپدی نے حسب ارشاد جو دیکھا تو ایک ریشہ ساگ کا قدرتی نظر آیا دل پژمردہ ہرا ہو گیا اور اوسکو دہان مبارک سری کرشن مین رکھکر حسب تلقین یہ حرف زبان پر لائین کہ تینون تری لوک کا پرورش کرنیوالا اس برگ کاہ کی بدولت آسودہ ہو جائے غرض یہ کلام شیرین زبان پر تھا کہ تینون عالم آسودہ ہو گئے اور درباسا رکھیشر شاگردون سمیت جو گنگا پر غسل کے واسطے گئے تھے ایسے سیر ہوئے کہ ڈکارین بدہضمی کی آنی لگین دست پاچہ ہو کر وہان سے چلتے پھرتے ہوئے وقت بد دعا دینے کا نپایا غرض اسیطرح کی ایذائین صحرانوردی مین انپر گذرین اوسکا بیان ایک دفتر ہے میعاد صحرانوردی گرم عباد توفین کاٹی دو تین مرتبہ سری کرشن دوارکا سی انکے دیکھنے کے واسطے تشریف لائے اور فرمایا کہ ای دروپدی اب قریب تیری ایام نکبت دور ہوتے ہین عروس تمنا سی حسب آرزو ہم آغوش ہوگی اور تمام دشمن تمہارے فی النار یہ دامن زمین لہو سے دشمنون کے شفق رنگ ہوگا دلکو شمشیر ملال و رنج سے چور نکرنا قصہ کوتاہ تیرہوین سال ملک مین راجہ بیراٹ کے لباس و صورت بدلی ہوئے پہونچے اور اس فکر و تدبیر مین تھے کہ نشان انکا ظاہر نہو کہ پھر زنجیر جادہ صحرا کے پابند ہون پانچون بھائیون نے دروپدی سمیت نام اپنے بدل ڈالے اور شہر سے باہر جہان مردے جلائی جاتے تھے

ایک درخت پر تمام اسلحہ اپنے اوتاروں کیے اور ایک نعش بھی اوسکے ساتھ لٹکا دی اور با آواز بلند یہ بات بیان کی کہ
برس دن تک اس درخت پاس گند جان عزیز ہے ہر شخص دور رہے اس نظر سے کوئی شخص اوس درخت تک
جا نہیں سکتا تھا خلاصہ راجہ جدہشٹر نے مصاحبت کا دم بھرا اور بھیم نے اہتمام مطبخ گرم کیا اور ارجن نے لباس مخنث
اور لیسی اچھرہ کی حسب دعا زیب تن کیا چنانچہ ہیجڑا نام ارجن مشہور ہوا دختر راجہ بیراٹ کو علم موسیقی تعلیم کرتا تھا
نکل اور سہدیو نے دواب اور علم نجوم کو رونق دی دروپدی کنیز بنکر محل میں در آئی اتفاقاً کیچک کہ نسبتی
بھائی دروپدی پر عاشق زار ہو گیا تیغ ابرو سے سینہ پر کینہ اوسکا چھلنی کیا آخر بھیم نے گندھرپ لباس میں آکر
اوسکو سو بھائیوں سمیت قتل کیا اور ہلکہ سخت اوس راج میں واقع ہوا ہر ایک شخص دروپدی کو اجل اپنی تصور
کرتا تھا کوئی آنکھ بھرکے دیکھ نہ سکتا تھا القصہ اب تیرہواں سال قریب ختم تھا راجہ جرجودھن نے جاسوس
چالاک باد رفتار تجسس جدہشٹر کے واسطے ساری روی زمین پر مامور کیے سیلاب کے مانند پھرے اور
ملکوں میں پریشان رہے مگر نام کو نشان انکا کہیں پیدا نہوا مگر ایک جاسوس نے آکر خبر ملک راجہ بیراٹ کی یہ لائی
کہ ایک گندھرپ نے کیچک کا مع مدار المہام سلطنت بیراٹ تمام کیا اکثر فتور انتظام ملک میں واقع ہیں یہ سانحہ تازہ سنکر
راجہ جرجودھن نے کان کھڑے کیے اور دل میں قرار دیا کہ نشان مدعیوں کا ملتا نہیں یقین ہے کہ طعمہ جانوران
صحرائی ہو لیے اب شجاعت اور جرأت کے ساتھ دست و پا مارنا ضرور ہے کہ شان و عظمت اپنی عالم پر آشکارا ہو
سر دست ملک بیراٹ پر لشکر کشی کریں کہ کشتی فوج ظفر موج کی شاخ ہو اس مشورہ کو کرن اور دیگر
کوتاہ اندیشوں نے پسند کیا آخر جرجودھن اور بھیکھم پتامہ اور درونہ چارج اور کرن وغیرہ لشکر گران لیکر ملک راجہ بیراٹ
کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہونچکر صف آرایاں کیں اور فوجیں طرفین کی سر میدان دست و گریبان ہوئیں
بازار محاربہ گرم کیا داد شجاعت دی فوج جرجودھن مقابل پر غالب آئی راجہ بیراٹ پنجہ دشمن میں جا پھنسا
فرزند راجہ بیراٹ گھر میں تھا بحال شکست سنکر میدان جنگ کا عازم ہوا اور ارجن کو حسب ارشاد دروپدی کے
رتھبان ارجن کا ہے اپنی ارابہ کا کوچوان بناکر مقابلہ دشمن پر آمادہ ہوا القصہ جب ارجن ارابہ لیکر شہر سے باہر پہونچا
جہان اسلحہ رکھے تھے اوس درخت کے پاس آیا اور ارابہ اپنا جو نظروں سے بزور افسون پنہان تھا یاد کیا اور
ہتھیار اپنے اوس درخت سے اوتار کر تمام رخت جنگ تن پر آراستہ کیا اور فرزند راجہ کو اپنے ارابہ پر سوار
اور گانڈیو کمان کو اپنی چاشنی دی کہ دفعتاً ایک آواز نہایت مہیب رعد سی برپا ہوا اوس سے سرزد ہوئی اور صدمہ سے
زلزلہ زمین پر آشکار اور جرجودھن پر تپ و لرزہ طاری خوف سے سوار ہوا وہ تیر غم دل پر پہنچا کہ تمام رونگٹے

بدن پر کھڑی ہوئے گئے اور سبکہم پتامہ سے پوچھا کہ یہ آواز کمان ارجن ثابت ہوتی ہے یقین ہے کہ ابھی وہ پانچون بھائی
کشمکش جیت مین زندہ موجود ہین سبکہم پتامہ نے فرمایا کہ ای دشمن عقل بے شک ان حال سے کچھہ کام نکلتا نہین دشمن سے
کہ میدان کارزار سے قدم ادھر اونچا ہوا اندر جو مقدر مین ہے وہ پیش آتا ہے غرض یہ باتین زبان پر تھین کہ ارجن
برق شررباری کی صورت چمکتا ہوا نمودار ہوا اور سخت لڑائی قائم ہوئی مگر ارجن نے وہ تیر اندازیان کین کہ مقابل جواب
دینے سکا آخر تمام لشکر دشمن پسپا ہوا شجاعت کرن وغیرہ کچھہ کام نہ آئی راجہ بیراٹ نے اس کشمکش مین قید دشمن سے
نجات پائی محل مین آیا حال عزیز سنا اندیشہ مند ہوا کہ ببلبان ارابہ اچھا نہین کہ اتنے مین خبر فتح آویزہ گوش ہوئی
الفاظ تحسین وثنای شجاعت فرزند زبان پر آئی مگر جدہشتر کو یہ بات سنکر تاب نہ آئی بے ساختہ کہہ اوٹھا کہ یہ جو کچھہ فتح
وظفر ظہور مین آئی وہ مہرا کی قوت بازو سے تصور کرنا چاہیے یہ سخن خلاف وہ راجہ سنکر چین بہ ابرو ہوا اور پانسہ کا
جو اوسوقت ہاتھہ مین تھا اس زور سے منہہ پر راجہ جدہشتر کے کھینچ مارا کہ لہو جاری ہوا اتفاقاً اوسیدم فرزند راجہ بھی
آپہونچا اور یہ حال خراب راجہ جدہشتر کہ زبان ارجن سے ساری کیفیت سن چکا تھا دیکھکر راجہ بیراٹ سے گویا ہوا کہ اگر بقای
سلطنت منظور نظر ہے تو غبار دل اس شخص کا دور کرو القصہ راجہ بعذر خواہی پیش آیا اور جب جودھن شکست نصیب
راہی وطن ہوا پھر کچھہ دنون کے بعد ایام بیابان نوردی طی ہوگئے راجہ جدہشتر نے ملبوس شاہانہ زیب تن فرما کر
تخت سلطنت راجہ بیراٹ پر جلوس فرمایا اور کیفیت اپنی اظہار کی راجہ بیراٹ نے مطلع ہو کر سر ندامت جھکایا
اور بیڑہ فرمانبرداری کا اوٹھایا اور شادی اپنی لڑکی کی ابھمن پسر ارجن کے ساتھہ کردی رشتہ اتحاد و یکجہتی سے نو
مضبوط ہوا قصہ مختصر اب بیان سے جب جرجودھن مغرور کو پیام جنگ پہونچا سامان لشکر کشی طرفین سے مہیا ہوا میدان
کرچھیتر مین اٹھارہ دن میدان حرب وضرب اس زد وخورد کے ساتھہ گرم رہا کہ جسکی تصریح مین قلم آہ سرد کھینچتا ہے
غرض اٹھارہوین دن دوپہر تک جملہ فوجین ادھر اودھر کی عزیز و اقربا سمیت سب علف تیغ بیدریغ ہوئین
جانب راجہ جرجودھن استوتھامان پسر درونہ چارج اور کیت برما اور کرپا چارج ثالث بالخیر تین آدمی زندہ باقی
رہگئے اور راجہ جدہشتر کی طرف یہ پانچون بھائی اور چھپن سری کرشن اور دشت دیمن اور پانچون فرزند
پانچون بھائیون کے چند آدمی زندہ موجود تھے آخر راجہ جرجودھن شکست نصیب دریای اضطراب مین غرق میدان
جنگ سے کافور ہوا اور ایک تالاب مین بزور افسون جا چھپا راجہ جدہشتر کو تلاش جرجودھن باقی تھی کہ ایک
شکاری نے آکر اطلاع دی راجہ جدہشتر وغیرہ اور سری کرشن چند اوس تالاب پر آئے اور بھیم حسب اشارہ
سری کرشن کلام طعنہ آمیز زبان پر لایا جرجودھن کہ ہزار طرح اسپر زہر کھائے تھا تاب نہ لاسکا آب تالاب سے ۲۰

بی آبروئی کے ساتھ نکل آیا اور پھر میدان کشتی اس شدت کے ساتھ کہ ایک ایک مقابلہ کر کے گرم ہوا بلبھدر
برادر سری کرشن چندر تماشائی جنگ تھے خلاصہ جرجودھن گرز بازی مین یکتای روزگار تھا اور بھیم قوت و زور مین
بی نظیر سب دیر تک جرجودھن نے داد دلاوری دی اور قافیہ بھیم تنگ ہوا قریب تھا کہ رنگ سرخ زرد ہو
اوسوقت سری کرشن نے ارجن اور جدہشتر سے فرمایا کہ اگر بھیم اپنی سوگند کے موافق خلاف قاعدہ گرز بار ران پر
جرجودھن شکستہ کرے تو فتحیاب ہو سکتا ہی نہین تو دست جرجودھن سی گرز بازی مین جانبری مشکل ہے لاچار
ارجن نے بھیم کی طرف دیکھکر تیغ ابرو سے آشکارا کیا آخر بھیم نے ران جرجودھن ایک ضرب گرز شکستہ کی بلبھدر
یہ بیوفائی بالکل دیکھکر قہر و غضب مین آئے اور چاہا کہ اوسی جگہ کام راجہ جدہشتر وغیرہ سب کا تمام کرین مگر
سری کرشن چند نے پشت پناہ ہو کر اونکی آتش غضب کو فرو کیا القصہ جرجودھن فرش زمین پر خستہ تن شراب
بیہوشی چڑھائی شاید غفلت سی ہم آغوش تھا کہ اسوتھامان اور کرپاچارج اور کرت برمانی آکر بیہوشی اونکی
دور کی اور قوت زبانی دی کہ مین ابھی دشمنون کو قتل کرتا ہون آپ بیدل نہون جرجودھن نیم مردہ پژمردہ
سنکر سنبھل بیٹھا اور اسوتھامان کو اپنا جانشین بناکر اجازت مقابلہ دی اس دشمن عقل نے اوسی رات کو لشکر
شبخون بچایا ابھی جدہشتر وغیرہ اپنی خیمہ خاص مین نہ تھے کہ اوسنے آکر دشت دمن سی جو دم دروازہ مامور تھا مقابل
ہو کر اسلحہ اندازیان کین مگر سب اسلحہ آبدار اوسکے دمن دشت دہن مین جو صورت اژدہا واقع تھا در آئے
کوئی کارگر نہوا آخر بوجہ اعانت مہادیو کام اوسکا تمام کیا اور اندر خیمہ کے در آیا اور اون پانچون بھائیون کی پانچون
فرزند کے دھوکے مین سر کاٹ کر جرجودھن کے پاس لایا جرجودھن نے اوس عالم خستہ جانی مین کمال عشرت کے
ساتھ اوٹھکر اون سرونکو دونون ہاتھون مین داب کر پارہ پارہ کر ڈالے اور یہ کلام کمال حسرت سی آہ سرد کے
ساتھ زبان پر لایا کہ اے اسوتھامان بڑا غضب کیا کہ یہ پانچون سر عجب نہین کہ برادرزادونکی ہون کہ ہر ایک اپنے
باپ سے مشابہ تھا والا شکستہ ہونا سر بھیم کا اس آسانی سے دشوار یہ سخن ہونٹھون پر تھا کہ طائر روح قفس تن سے
پرواز کر گیا جب جدہشتر کو خبر قتل نو بھائیون کی گوش زد ہوئی زمانہ آنکھون مین بے نور عین تاریک نظر آیا
اور صبح کو قتل اسوتھامان پر آمادہ ہوئے ارجن نے مقابلہ کیا طرفین مین تیر آتش بار کمان سے رہا ہوئے
اور انکی آتش فشانی سے پردہ آسمان و زمین کے جلنا شروع ہوئے تمام دیوتا مضطر ہو کر سری کرشن کے
پاس کہ اوس معرکہ مین موجود تھے آئے اور خواستگار پناہ ہوئے قول اسوتھامان یہ تھا کہ میرے اس ناوک
آتش فشان کو اس نشانہ پر چھوڑا ہے کہ رشتہ نسل پانڈو یکقلم سوختہ ہو اور سری کرشن نے یہ بات فرمائی تھی

کہ ہمنے فرزند ہمیشت نصیب کو جو ابھی بطن مادر مین ہین سلطنت روی زمین اس تعداد کی ساتھہ عطا کی ہے کہ شصت سال نہال فرمان روائی سے برخوردار رہے اور جدہشتر وغیرہ کسی پر آنچ تک پہونچ نہین سکتی اسوقت ماں نے آخرکار مجبور ہوکر جو جواہر اوسکی پیشانی مین نورافشان تھا نکال کر نذر سری کرشن کیا اور ارجن نے دونون تیر کو کہ باہم دست و گریبان تھی اپنی طرف کھینچکر ترکش مین جگہہ دی وہ آتش فشانی دور ہوئی اور صورت اصلی آشکار خلاصہ اسوقت ماں کو قدرت تیر سہنے کی نہتی مگر یہ شخص دائم الحیات ہے اب ہمارہ اگھوتی مین اسوقت ماں اور کرت برما اور کرپاچارج زندہ بچے اور سری کشن خدا اور جدہشتر وغیرہ پانچون بھائی فتح نصیب ہستناپور مین آئے صاحب تخت و تاج ہوئے مگر پاس و ادب دہرتہ راشٹ ہر وقت بسر و چشم مد نظر تھا خلاصہ اس راجہ جدہشتر نے اپنی حکومت مین اسمیدھ جگ ترتیب دیا کہ جس مین تمام روی زمین کے فرمان روا براہ اطاعت زر نقد و سامان تحائف لیکر شریک جگ تھی اور سکہ حکومت تمام روی زمین پر جاری تھا تصریح اس جنگ ہیجدہ روزہ اور اسمیدھ جگ کی نظم اردو مہابھارت تالیف مولف مین مشہور عام ہے مگر تصریح کا کچھہ کام نہین —

دوسرا طلسم دہلی جسمین بعد اختتام سلطنت راجہ جدہشتر جملہ ہندو راجاؤن کا حساب اور بادشاہان اسلام کی روداد نشیب و فراز زیب قلم ہے

شاہنشاہ ہفت کشور راجہ جدہشتر کہ سراپا لباس حق پرستی و خدا شناسی سے آراستہ بہمہ صفت موصوف راستی شعار زیور حسن اخلاق سے پیراستہ راجہ پانڈ کے خاندان کا چراغ روشن دوست کا دوست دشمن کا دشمن حسب نسب اس عالی تبار کا آفتاب کی طرح پرنور اطوار و اوضاع اس گوہر شاہوار دریای عظمت کے آبرو جمیت مشتہر آخر دور دواپر جگ سے آغاز عمل کلجگ تک اورنگ خلافت و جہانبانی افسر زینت پذیر رہا ہزار حسن انتظام کے ساتھہ داد حکومت و کامرانی کی دی گلشن عدالت مین ایسا رنگ انصاف و رعیت پروری کا چھایا کہ غنچہ دل ہر ایک کا گل کی روش شگفتہ ہوا اور راستہ آمد و شد رنج و ملال بستہ دریای تموج سخاوت نے وہ جوش مارا کہ محتاجون نے دولتمندی سے آبرو حاصل کی جب حضرت کلجگ کے دائرہ دولت نے نزول فرمایا آئین و طریق اہل جہان مین فرق آیا صفائی نیت و حسن اخلاق کا دور زمانے سے اوٹھہ گیا خلاف اوسکے کینہ پروری و افعال بد پر طبیعت ہر بشر مائل ہوئی چونکہ یہ راجہ خوش کردار ایزد پرست راست باز تھا اسباب عالم بی بقا نظر و مین ہیچ حشمت و حکومت نگاہ مین دریای فانی کا حباب لشکر و خزانہ روی زمین کا خیال و خواب ہاتھہ

تخت سلطنت سے اوٹھایا اور دامن خواہش کو اس خارستان سے اوس سرو گلشن ریاست نے
چھوڑایا بھیم و ارجن و نکل و سہدیو چار دن بھائی راجہ جدہشتر کی دیار شجاعت و کشور قوت مین نامدار بلندی
ہمت و ترقی عظمت مین یکتاے روزگار بعد ترک سلطنت راجہ نے آپکو دریدی سمیت کوہ ہمانچل یا تبنا
کہ سراپا برف سے ہے لباس حیات تن سے اوتارا اور قدم بہشت برین کی طرف مارا چنانچہ ان پانڈونکی
تیس پشتین برابر روے زمین پر حکمرانی اور فرمانروائی کے ساتھہ عدالت اور سخاوت مین بسر ہوئین تفصیل
اسکی یہ ہے یکم راجہ جدہشتر اٹھائیس برس آٹھہ مہینے پانچ دن دوم راجہ پریچھت پسر ابھمن ابن ارجن
ساٹھہ برس پورے سوم راجہ جنمیجہ جسنے سانپون کا جگ کیا چوراسی برس سات مہینے چوبیس دن
چہارم راجہ اسمید بیاسی برس آٹھہ مہینے بائیس دن پنجم راجہ ادہمن اٹھاسی برس دو مہینے
آٹھہ دن ششم راجہ چہات اکیاسی برس گیارہ مہینے اکیس دن ہفتم راجہ بسنہ چھتر برس تین مہینے
اٹھارہ دن ہشتم راجہ وشٹ دو دن چھتر برس مہینے اٹھائیس دن نہم راجہ اودکرسین اٹھتر برس
سات مہینے اکیس دن دہم راجہ سورسین اناسی برس آٹھہ مہینے نو دن یازدہم راجہ بستونت
اونہتر برس پانچ مہینے دو دن دوازدہم راجہ بجے پینسٹھہ برس دس مہینے چار دن سیزدہم
راجہ سبج بال چونسٹھہ برس سات مہینے چار دن چہاردہم راجہ سکھپال باسٹھہ برس پچیس دن
پانزدہم راجہ نہردیو اکاون برس دس مہینے دو دن شانزدہم راجہ سوچپت بیالیس برس
گیارہ مہینے چوبیس دن ہفدہم راجہ بھوپت اٹھاون برس دو مہینے ہیجدہم راجہ سوکبن
پچیس برس آٹھہ مہینے دس دن نوزدہم راجہ مید ہد باون برس سترہ دن بستم راجہ سدرون پچاس
برس آٹھہ مہینے اکیس دن بست یکم راجہ بھیکم اڑتالیس برس نو مہینے بیس دن بست دوم
راجہ سبہہرتھہ پینتالیس برس گیارہ مہینے تیئیس دن بست سوم راجہ اسون چالیس برس آٹھہ مہینے
سات دن بست چہارم راجہ اونی چالیس برس دس مہینے بارہ دن بست پنجم راجہ دہنی
پچاس برس گیارہ مہینے آٹھہ دن بست ششم راجہ ڈنڈپان انیس برس نو مہینے بست ہفتم راجہ اودیپال
چالیس برس دس مہینے بارہ دن بست ہشتم راجہ سبناک چھبیس برس بست نہم راجہ بکھیم
اٹھاون برس پانچ مہینے آٹھہ دن سی ام راجہ کھیمن اڑتالیس برس گیارہ مہینے اکیس دن
یہ جملہ ایک ہزار سات سو چھتیس برس چھہ مہینے چھہ دن ریاست خاندان راجہ پانڈو مین رہی ستارہ اونکے اقبال کا

بدرج زوال مین آیا حکومت ساری پایمال ہوئی —

اقبال اولاد راجہ پانڈ کا زوال

اب بال و پر مرغ ہزار رنگ ادبار نے نکالی نمکحرامی سے ذائقہ شیرینی زبان خراب نے پایا بسوا نام وزیر ناعاقبت اندیش جو راجہ کھیمک کا مدار المہام تھا جملہ معاملات مالی و ملکی مین دست قدرت حاصل تمام اعیان دولت و ارکین سلطنت اوسکی مطیع فرمان نشہ شراب بیہوشی نے دیدۂ غفلت کھونہ ڈال کورنگی پر یکشادہ پیشانی کمر باندھی آقای نعمت کی درپے زوال ہوکر اپنی ترقی دولت و حشمت کی واسطی جادۂ اطاعت سے اوس سرشت نے قدم باہر رکھا اور راجہ کھیمک کا دشمن جانی ہنکر فریب کے ساتھ راہ فنا دکھائی حکومت سطور اپنی قبضۂ تصرف مین لایا وزیر سے بادشاہ ہوا
ع دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ الہ چودہ پشتین اسکی یعنی پانسو برس دو مہینے بیس دن حکمرانی مین مشکل و آسانی گذرین

چودہ پشتون کا شمار

یکم راجہ بسوا سترہ برس تین مہینے انیس دن دوم راجہ بیر سین بیالیس برس آٹھ مہینے گیارہ دن سوم راجہ بیرسالہ باون برس دو مہینے سات دن چہارم اونگ سالہ سینتالیس برس آٹھ مہینے تئیس دن پنجم راجہ پرچھت پینتیس برس نو مہینے سترہ دن ششم راجہ دربجہ چوالیس برس دو مہینے تیرہ دن ہفتم راجہ سود و پال تیس برس آٹھ مہینے تئیس دن ہشتم راجہ سنت بیالیس برس نو مہینے بائیس دن نہم راجہ سنگی پینتیس برس دو مہینے چودہ دن دہم راجہ امر چودہ ستائیس برس نو مہینے سولہ دن یازدہم راجہ جیپال بائیس برس گیارہ مہینے بیس دن دوازدہم راجہ سروتی سینتالیس برس پچیس دن سیزدہم راجہ مدار تھہ چھبیس برس چار مہینے چہاردہم راجہ مدہ ل سین اکیس برس دو مہینے گیارہ دن —

کشتہ ہونا راجہ مدہ ل سین کا بیرواہ وزیر کے ہاتھ سے

جو شخص نہال عداوت زمین دل مین بٹھاتا ہی وہ بار نیک سی گلشن ایجاد مین ہاتھ اوٹھاتا ہے سوا ہی کاوش خار غم و الم ثمرہ اس شجر کا نہین بقول سعدی ع کرنے بوریا شکر نخوری الخ چنانچہ راجہ بسوا وزیر راجہ کھیمن نامذکا جو ناعاقبت بین بد اندیش تھا طمع دولت و حشمت و تمنای جاہ و حکومت مین گرفتہ وزارت کی گرم تھا تا کہ بیادہ حق نمکحلالی نہی گذرا ناحقشناسی کی ساتھ اوسی محسن کشی کو رواج دیا یعنی اپنے آقای نعمت کو بکر و فریب کے ساتھ راہ فنا دکھائی اور آپ مالک

تخت وتاج ہوا چودہ پشتین اسکے خاندان مین راج نے قیام کیا آخر قضا وقدر نے اوس آغاز کا یہ انجام کیا کہ بیراہ
نام راجہ بدہ مل ہیپن نے کہ یہ راجہ چودھوان خاندان بسرو اسی تھا اوسنے بھی اپنی روغن روسیاہی اپنی زرد منہ پر ملا
وزارت پر قناعت کی خواہش سلطنت مین فریب کے ساتھہ کام راجہ کا تمام کیا جو ناسزاوار تھا وہ کام کیا شعر بنا
اوسکی عوض خود صاحب تاج ہو در آیا اوسکی قبضہ مین وہ سب راج - یہ راج سولہ پشت تک لاد بیراہ مین رہا آخر سولہوین پشت کا دانشد

سولہ پشتون کی تفصیل

یکم راجہ بیراہ پچیس برس دس مہینے اٹھارہ دن دوم راجہ جبات ستائیس برس سات مہینے انیس دن سوم راجہ سنگھن اکیس برس دو مہینے نو دن چہارم راجہ بیپت پچیس برس چار مہینے دس دن پنجم راجہ مہابل چالیس برس آٹھہ مہینے تین دن ششم راجہ سروپ ونت اٹھائیس برس تین مہینے دس دن ہفتم راجہ بیرسین چوبیس برس چار مہینے تین دن ہشتم راجہ سکھدون ستائیس برس دو مہینے دس دن نہم راجہ جیت مل اٹھائیس برس گیارہ مہینے دس دن دہم راجہ کلنگ اٹھائیس برس سات مہینے اکیس دن یازدہم راجہ سنگھ لکھمن بیالیس برس نو مہینے سات دن دوازدہم راجہ سمیر دن آٹھہ برس دس مہینے انیس دن سیزدہم راجہ جیون جات چھبیس برس نو مہینے سات دن چہاردہم راجہ بیر بجک تیرہ برس دس مہینے انیس دن پانزدہم راجہ بیرسین پینتیس برس دو مہینے تین دن شانزدہم راجہ ادہشٹ تیس برس گیارہ مہینے چوبیس دن - خلاصہ چار سو تیس برس پانچ مہینے تیئیس دن چراغ اس خاندان مین تجلی افروز رہا -

نقل کرنا راجہ اوہشٹ کی ریاست

سولہ پشت تک سکہ ریاست وحکومت خاندان راجہ بیراہ مین جاری رہا راجہ ادہشٹ کہ سولہوان حاکم تھا ازبسکہ غفلت و پستی ہمت وسختی طبیعت ونارسائی عقل وبے پروائی نے پر و بال پیدا کیے وقت شکار کبنشاب اقبال کا قریب آیا دہیر نام وزیر کہ عہدہ کار و بار سلطنت اوسکے متعلق تھا اور دریای مزاج کے مانند تمام راج مین محیط اوسی تشنہ شراب کی اسکی آنکھین سرسون خواہش سلطنت کے پھولائی مطالعہ تاریخ اور درس وقائع روزگار پیشین سی دست درازیان کوتہ اندیش وزرای ماضی کی معلوم ہوئین اور دور جام شراب کلچک کی پیدی نشہ ناتوان بینی کی آنکھون چڑہالی اور حرص وہوس دنیا نی ہاتھہ پاؤن نکالے کمر سن کشی پہ باندہی ارکان سلطنت

اور شیرازہ مناصب عظمت سے ساز و باز کرکے ابخر ولی نعمت کو جسکی بدولت دم وزارت بھرتا تھا راستہ عدم کا دکھایا
اور تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا نوپشتین اس دودمان مین قیام راج کا اس وضع پر رہا —

نوبشت کا بیان

یکم راجہ دندھیر بیالیس برس سات مہینے چوبیس دن دوم راجہ بین دھوج پچیس برس دس مہینے انیس دن سوم راجہ بھی ککک اکتالیس برس دو مہینے آٹھ دن چہارم راجہ مہاجدہ تیس برس تین مہینے چوبیس دن پنجم بیرباہ اٹھائیس برس پانچ مہینے پچیس دن ششم راجہ جیون راج چیتالیس برس دو مہینے پچیس دن ہفتم راجہ اودے پال سینتیس برس چار مہینے انتیس دن ہشتم راجہ اننگپال باون برس دس مہینے آٹھ دن نہم راجہ راج پال چھبیس برس — یہ جملہ سب تین سو اٹھاسی سال گیارہ مہینے ستائیس دن کی ہوئین —

زوال نصیب ہونا سلطنت راج پال کا اور طلوع ہونا نیر اقبال راجہ سکونت کا

افسوس صد افسوس ع این کبوتر ہزبان مشتاق بام دیگرست ناگاہ وقت نے گردانی اقبال راجہ راج پال تا مشیت الہی مین فرشتو نکو دخل نہین جب منظور نظر ہوتا ہی ایک چشم زدن مین کوہ کو صورت کاہ ناچیز کردے اور جب چاہے تب ذرہ ناقدر کو ملحقہ العین مین رشک آفتاب بنا دے راجہ سکونت نام ایناء وزیر و نبیر ایک ناتوان حاکم تھا کہ بہت تھوڑا سا ملک گریبان گیر دامن کوہ کمایون سے اسکے تصرف مین ستارہ اوسکے اقبال کا برج شرف مین آ گرچکا اور طائر ہمت نے بلندپروازی کی طرف بال و پر جھاڑے چند سرداران لشکر راجہ راج پال سے جو صاحب قدرت اور برخلاف سکے متفق ہوکر جوہر شمشیر بران دکھائے راجہ مذکور کو قتل کیا اور آپ تخت حکومت پر بیٹھا سکہ اسکی فرمانروائی کا تمام راج مین رائج ہوا القصہ جب زمانہ ماضی چودہ برس مین آسائش و عشرت مین بے دغدغہ و بیرنج بخوشی تمام سلطنت و کامرانی مین عیش و شادمانی کی ساتھ گذرین عشرت و نشاط مین بسر کئین لیکن یہ اقبال جسکا انقلاب لابقا ہی ایک وضع پر کسی کے ساتھ موافقت نہین کرتا اور دم اطاعت ایک رنگ پر ہمیشہ نہین بھرتا غلام راجہ سکونت نے مسند حکومت گرم کی چودہ برس کے بعد سرد مہری اقبال زوال نصیب نے اوسکی کارخانے پر پانی پھیرا یہ ایسا تفقہ شراب دولت مین کہ حوصلہ سے زیادہ منہ لگی تھی بدمست مدہوش ہوا قدم راہ لطف و کرم سے بہکا اکثر زنان پذیر اور مشیران خوش تدبیر اور اسکے احاطہ خدمتگذاری سے

باہر گئی اور قدم جادۂ اطاعت سے اوٹھایا رفتہ رفتہ یہ اخبار بیدلی ارکان دولت اطراف جہان مین شائع ہوئی
اور ادبار قریب آیا راجہ بکرماجیت نام فرمانروائے اوجین کہ جسکا سکۂ دادگستری آج تک روی زمین جاری ہے
اور اقسام اوصاف پسندیدہ اور انواع صفات حمیدہ اوس راجہ نیکنام کے صفحۂ روزگار پر زیب قلم چنانچہ تواریخ
دفتر ہند مین سند سلطنت وشہریاری کہ ہر آئینہ بندوبست امور زمانہ ہوسکے وابستہ نامی راجہ ممدوح کا
ثبت ہوتا ہے ستارۂ روزافزون اقبال یوماً فیوماً ترقی پر تھا جب حکومت راجہ سکونت کا ضعف بڑھا اور زور
اقبال گھٹا سرتابی سرداران لشکر اور ارکان سلطنت کی مشہور عام ہوئی اور رعایا ستم رسیدہ نی براہ تمرد
ادای حقوق واجبی مین پہلوتہی کرنی شروع کی بقول سعدی ع رعیت چو بیخ ست سلطان درخت
آخر مقدمات ملکی مین خلل عظیم واقع ہوا اور زیادہ ستانی وپیش طلبی راجہ نی بندگان خدا کو پریشان خاطر و
دل شکستہ کیا ناچار بکرماجیت نے لشکر ظفر پیکر سمیت قدم راہ تسخیر ملک پر رکھا طرح مقابلہ ومحاربہ ڈالی
آتش کارزار میدان جنگ مین شعلہ زن ہوئی ستارۂ زبردست اقبال عدو کا پامال کرنیوالا جانب
شرف مائل تھا عروس فتح وظفر سے ہمکنار ہوا اور دشمن قضا نصیب فی النار خلاصہ ہزار حسن عدالت
وعظمت کے ساتھہ ترانوے برس برابر اس کشش جہت مین حکمرانی کو رونق دی اور امور سلطنت نے
جیسا کہ چاہیے تھا انتظام پایا اب سحر ایام عمر طبعی قریب شام پہونچی اور شب جوانی صبح روز پیری سے بدلی ضعف نے
ہر عضو قوی کو ناتوان ونزار کیا آرزوے کشورستانی وتمناے جہانبانی جوش جوانی کے ساتھہ گئی ہمت کو
قوی نے بھی حسب قاعدہ قدم راہ ضعف پر رکھا یعنی ہر کمالے را زوالے سچ ہے کہ ہمیشہ ایک رنگ سے
جام بادۂ گلرنگ حکومت چلتا نہین اب صراحی شراب اقبال سے خالی ہوئی سمندرپال نام جوگی کہ علم
استعمال جوگ اور ورزش طریق ریاضت اور عمل اکسیر وفن سحر وجادو مین بے نظیر تھا اوسنے جماعت کثیر کو
کہ بلہوس تھی اپنا معتقد اور مسخر کر کے خواہش سلطنت وتمناے دولت دنیا مین آتش فتنہ وفساد مشتعل کی
اور سر شورش پردۂ خاکساری مین اوٹھایا تو بآکر راجہ بکرماجیت کو کہ قباے حیات جسم ناتوان پر تنگ تھی
چاک کیا اور پیراہن ممات پہنایا اور آپ بے تکلف کسوت جوگ اور تجرد سے نکلکر لباس سے راج کے ہمتن
آراستہ ہوا ماشاء اللہ اس دریای خونخوار روزگار سے وہ گوہر شاہوار کمتر ہاتھہ آیا کہ جسکو آبداری کی ہا و نمود اور
وہ یوسف اس کاروان مین نہین کہ جسکو سوداے گرم بازاری کی تمنا نہو تلاش اور تجسس مین اس عروس
دلفریب کی اہل دنیا نے ہر روش دام تزویر بچھایا ہے زنار پارسائی زیب گلو کیا ناقوس اشتہار بجایا ہے

اور بت خود پرستی کو اپنا ایمان و دین سمجھے ہان افرینی کے فراق مین اور نادانفہمی کے خیال مین لبساط
مکر بچھائی اور اپکو عابد و مرتاض مشہور کیا سحر و افسون کی زور سے صاحب کمال بنکر ریاضت مصنوعی کو رونق دہی
پارسای ریائی کے پردہ مین ہاتھہ دولت دنیا پر صاف کیا ۵ ہوئے تالوف یون حرص و ہواسے ۰۰ نہ رکھا کام
کچھہ روز جزا سے ۰۰ القصہ سولہ پشت تک اولاد سمندر پال ہن دریاے حکومت موج زن رہا —

سمندر پال کی سولہ پشتون کی آبداری

یکم راجہ سمندر پال چون برس دو مہینے بیس دن دوم راجہ چندر پال چھبیس برس پانچ مہینے چار دن سوم
راجہ بین پال اکیس برس چار مہینے گیارہ دن چہارم راجہ دیس پال انتالیس برس ایک مہینہ اٹھارہ دن
پنجم راجہ نرسنگھہ پال اٹھارہ برس سات مہینے گیارہ دن ششم راجہ سوبھہ پال ستائیس برس گیارہ مہینے
بارہ دن ہفتم راجہ لکھہ پال بائیس برس تین مہینے پچیس دن ہشتم راجہ گوبند پال اٹھائیس برس ایک مہینہ
ستائیس دن نہم راجہ امرت پال بائیس برس دس مہینے تیئیس دن دہم راجہ بینی پال گیارہ برس ۵ مہینے
تیرہ دن یازدہم راجہ مہی پال چودہ برس پانچ مہینے اکیس دن دوازدہم راجہ ہری پال سترہ برس
تین مہینے چار دن سیزدہم راجہ بھیم پال گیارہ برس دس مہینے تیرہ دن چہاردہم راجہ مدن پال بائیس
برس چھہ مہینے انیس دن پانزدہم راجہ کرم پال پندرہ برس دو مہینے دو دن شانزدہم راجہ بکرم پال
چوبیس برس گیارہ مہینے تین دن —

بیان زوال ریاست بکرم پال

آبروے ریاست خاندان سمندر پال پر وقت پانی پھرنے کا آیا راجہ بکرم پال کے کاسہ دماغ مین ہواے
کشور ستانی سمائی آتش حرص نے مشتعل ہو کر کاشانہ قناعت کو جلا دیا اپنی لبساط ریاست آبائی سے قدم
بڑھایا تسخیر ملک بہرائچ کے واسطے جو راجہ تلوک چند سے تعلق رکھتا تھا دست طمع دراز کیا اور پاؤن راہ
لشکر کشی پر بنظر کوتاہ اندیشی رکھا راجہ تلوک چند نے جب دیکھا کہ مقابل نے ہاتھہ پاؤن نکالا سامان جنگ و جدال
مہیا کیا ناچار جگہہ آبروکی تھی دریاے نربدہ پر صورت مقابلہ ظہور مین آئی اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا فتح
و شکست اختیار خداوند کریم تھی بعد محاربہ عظیم و زد و خورد سخت غنیم نے شکست پائی عنان اشہب عزیمت جانب

ملک عدم اوٹھائی راجہ تلوک چند نے عروس ظفر سے ہمکنار ہو کر تاج شاہی سر پر رکھا اور تخت سلطنت پر قدم دس پشت تک اقبال اس خاندان مین روبراہ رہا۔

دس پشت کی تفصیل جو شش جہت مین گذرین

یکم راجہ تلوک چند دو برس دوم راجہ بکرم چند بارہ برس سات مہینے انیس دن سوم راجہ کاکچند تیرہ برس دس مہینے چہارم راجہ رام چند چودہ برس نو مہینے انیس دن پنجم راجہ ادھر چند ایک برس دو مہینے ششم راجہ کلیان چندر دس برس پانچ مہینے چار دن ہفتم راجہ بھیم چند سولہ برس دو مہینے نو دن ہشتم راجہ بوہ چند چھبیس برس پانچ مہینے چار دن نہم راجہ گوپال چند اکیس برس سات مہینے بارہ دن دہم رانی پیتم وتی نام ایک برس۔ خلاصہ دس پشت تک اس شبستان ریاست مین چراغ روشن رہا راجہ گوپال چند فرزند سے محروم تھا ناچار رانی بیوہ حکمرانی قرار پائی ارکین دولت اور کارپردازان سلطنت نے دامن وفاداری کا ہاتھ سے نہین چھوڑا اور حق نمکخواری شیرین کرداری کے ساتھ ادا کیا ایک سال کامل اس مہتاب سپہر عظمت نے کاروبار سلطنت اور انتظام حکومت کو بخوبی تمام فروغ دیا لیکن شب حیات قریب سحر تھی چراغ زندگانی اوس کوتاہ عمر کا ہواے دامن قضا نے خاموش کر دیا اب خاندان محض بے چراغ تھا خالی پھول اور پھل سے یہ باغ تھا آخر کار بنظر مصلحت وزراے کار گذار اور امراے عالیمقدار نے کہ حسن نیت خوش سے سراپا آراستہ اور لباس صفائی طینت پاک سے ہمہ تن پیراستہ تھے باہم بیٹھکر طرح مشورہ ڈالی کہ خالی رہنا تخت سلطنت کا خالی فساد سے نہین بہر حال اس گلشن خزان رسیدہ مین لانا بہار کا ضرور تہ اور بہر کیف اس دریاے خشک و بے آب کو موج زن کرنا واجب غرض یہ ارباب سلطنت اس فکر مین تھے اور مشیت الٰہی بھی خلاف نہین ایک چشم زدن مین بادشاہ صاحب تاج کو فقیر بے نوا کر دینا اوسکی قدرت کے روبرو ایک بات ہے اور فقیر محتاج کو بادشاہ روے زمین کا بنا دینا اوسکی شان کے مقابل ایک کھیل چنانچہ ایک برہمن نام درویش معتکف کہ اوس شہر مین اوسکی عبادت و قناعت کا شہرہ عام تھا اور گوشہ نشینی و حق پرستی اوسکی مشہور زمانہ بظاہر ناقوس زاویہ گزینی بلند آواز خلاصہ زکا وین ہر فرد بشر کے ممتاز وہ جماعت اعیان دولت و ارکان خلافت ہزار دل سے معتقد اوس مرتاض کی تھے متفق اللفظ و معنی ہو کر لباس خاکساری سے کہ اقبال پایہ ہی دور رہا تھا جدا کیا اور پوشاک بادشاہی سے کہ فی الحقیقت اوسی شایان حال تھا ہمہ تن آراستہ تاج سلطانی سر پر رکھا

بادشاہ بنایا ہوا روشن چراغ سلطنت پھر ۔ ہمایون رنگ باغ سلطنت پھر ۔ القصہ حکومت خداداد اس خاندان مین چار پشت تک قائم رہی کہ دائم اس اقبال زوال اتصال کو بقا نہین ـ

چار پشتون کا شمار

یکم راجہ ہرپریم سات برس پانچ مہینے چھبیس دن دوم راجہ گوبند پریم بیس برس دو مہینے سات دن سوم راجہ گوپال پریم پندرہ برس سات مہینے اٹھارہ دن چہارم راجہ مہاپریم سات برس سات مہینے اٹھائیس دن یہ پوتھا راجہ صاحب دانش اور ایزد پرست تھا اور تمیز و عقل سے اس راہ مستقیم پر قدم رکھا کہ یہ دنیا کی بے ثبات دریاے فنا کا ایک حباب ہے بے بقا قابل التفات نہین بخوبی یہ مضمون عالی صفحۂ دل پر منقش تھا اور سمجھا ہوا ع دنیا ہیچ ست کار دنیا ہمہ ہیچ ۔ بہرحال دلکو اسکے تعلقات سے نفرت کلی حاصل ہوا ہر عالم مجبوری مین داد فرماندہی عدل و انصاف کے ساتھ دیتا تھا اور پردہ دل مین وہ عروس تمنا جلوہ گر تھی کہ اس گرداب پر پیچ و تاب دریاے خونخوار دنیا سے کنارہ کرے آشنائی اسکی اچھی نہین جو کوئی عہد دلمین یہ تخم خاک پوش تھا آخرکار اپنے وقت پر نخل آرزو اوسکا بارور ہوا یعنی بخیہ خارستان دنیا سے دامن اپنا چھوڑ کر گریبان کیا جامۂ قناعت ہوا لباس درویشی زیب تن فرمایا تخت و تاج چھوڑ کر لنگی دراہ صحرا پر قدم رکھا اور دھولا گیہا پر جا کر ڈنکا عبادت کا بجایا اور سنگ ریاضت جاری کیا جب یہ خبر وحشت اثر اطراف عالم مین منتشر ہوئی راجہ دیپی سین والی بنگالہ نے ہاتھ پاؤن نکالے آتش حرص کشورستانی بھڑکی فوج دریا موج لیکر راہ مطلب مین قدم رکھا بعد طے مراحل و قطع منازل منزل مقصود تک پہونچا اور تخت سلطنت جو راجہ مہاپریم سے خالی تھا جلوہ افروز ہوا شعر گفت سعدی چشم دنیا دار را ۔ یا قناعت پر کند یا خاک گور ۔ گیارہ پشت اولاد راجہ دیپی سین نے بخوبی تمام سلطنت کی اور داد حکومت دی ـ

گیارہ پشت کا حساب مسلسل

یکم راجہ دیپی سین اٹھارہ برس پانچ مہینے اکیس دن دوم راجہ کیشو سین پندرہ برس سات مہینے بارہ دن سوم راجہ بلاون سین بارہ برس چار مہینے دو دن چہارم راجہ مادھو سین گیارہ برس تین مہینے چوبیس دن پنجم راجہ سور سین بیس برس ایک مہینہ سترہ دن ششم راجہ بھیم سین دو برس دس مہینے نو دن ہفتم راجہ کاتک

چوبیس برس آٹھ مہینے اکیس دن ہشتم راجہ ہری سین بائیس برس نو مہینے پچیس دن نہم راجہ لکھمی سین چار برس دو مہینے دس دن دہم راجہ لکھمی سین بائیس برس نو مہینے دو دن یازدہم راجہ دامودر سین گیارہ برس سولہ دن۔

خراب ہونا راج راجہ دامودر سین کا

القصہ جب راجہ دامودر سین تخت سلطانی پر جلوہ فرما ہوا کچھ مدت قاعدۂ قدیم و دستور مستقیم انتظام سلطنت مین منظور نظر رہا حل و عقد مہمات ملکی و درستی معاملات سلطنت و سرانجام محاربات بواسطہ مصلحت و مشورت وزراے نیک اندیش و مشیران وفاکیش ظہور مین آئی چونکہ جملہ امور وابستہ تقدیر مین نشہ شراب جوانی نے رنگ اپنا آنکھون مین جمایا اور صحبت خلاف ظہور مین آئی و دولتخواہان سلطنت و خیر اندیشان ریاست بے اتفاقی و کم توجہی و تخفیف منصب و کمی عزت و خدمت کی سبب آزردہ خاطر ہوئے زیردستان خراج گذار اور عموم رعایا اور جمہور برایا پر دست ظلم و تعدی دراز ہوا اور باب دادگستری و فریادرسی مسدود چنانکہ طراوت و نضارت باغ جہان و سبزی و شادابی گلزار ریاست فی البتہ آبیاری عدالت بادشاہان عادل پر ہے تھوڑی مدت و قلیل فرصت مین تعلقات سلطنت اور اکثر ارکان دولت نے راہ اطاعت چھوڑ کر کوچہ بغاوت کی طرف قدم اوٹھایا اور بیشتر رعیایان و دولتمندان ساکنان شہر و دیار ادارہ پریشان ہوکر غربت نصیب ہوئی اور ملازمان صاحب قدرت اور مشیران ذی غفلت ہو سختی دولت عذاب مین مبتلا ہے اپنی حفظ جان و عزت کے واسطے فرار ہوکر والی کوہستان شمال دیہ کے پاس کہ راجہ دیپ سنگھ نام تھا پہونچے اور کیفیت اپنی ظلم سہنے کی پریشانی خلائق کا مال و عیش و دست ہونا راجہ دامودر سین کا بیان کیا راجہ دیپ سنگھ کہ چراغ اقبال تجلی افروز تھا بے خبری و غفلت راجہ مذکور سے مطلع ہوکر صورت شہباز اجل خونی چنگال قلعہ کوہ سے بطبع طعمہ خوشگوار اوترکر اوس کبوتر پر جو مکان غفلت مین آشیانہ گزین تھا سر دست آپہونچا اور شکار کیا راہ فنا دکھائی اور آپ تاج و تخت پر قابض و متصرف ہوا چنانچہ چھتیس راجہ دیپ سنگھ کی اس شش جہت مین بے شش و پنج اورنگ جہانبانی پر رونق پذیر ہین یکم راجہ دیپ سنگھ ستائیس برس ایک مہینہ چھ دن دوم راجہ رن سنگھ چودہ برس پانچ مہینے سوم راجہ راج سنگھ نو برس آٹھ مہینے گیارہ دن چہارم راجہ بیر سنگھ پینتالیس برس پندرہ دن۔ القصہ اس راجہ نے

مدت مذکور تک بخوبی داد فرمان روائی دی اور ریاست مملکت پر قائم رہا قضاے کار شمع اقبال نے
اوسکے چراغ سحری کا دم بھرا ملک گیری کی طرف لو لگائی حسب ضرورت تمام لشکر اپنا کوہستان کی جانب
جو ملک آبائی اوسکا تھا مامور کیا راے پتھورا والی ولایت بیراٹ کہ ریاست پر اوس مملکت کے قابض و متصرف
تھا یہ خبر سنتے ہی لشکر ظفر پیکر اپنا لیکر صورت قضا مقابل پر صورت اجل نازل ہوا اور میدان جنگ میں آتش
حرب و ضرب گرم کی آخر کار بعد جنگ و جدال تمام اپنے مقابل کو آوارہ صحراے ادبار کیا اور آپ نو عروس
ظفر تازہ سے ہمکنار ہوکر ڈنکا فتح و نصرت کا بجایا مگر مقام عبرت و حسرت کا ہے کہ اس نقارہ ظفر نصیب سے
صداے رخصت ریاست راجگان عالیشان ہنود آتی ہے یعنی کے دینے ظہرین لگے خلاصہ اب وقت
نقل ریاست و حکومت ہندوستانی کا خاندان راجہ ہاے اولی العزم سے قریب آیا کج رفتاریان الملک کرو فرو
بد لگام کی اظہر من الشمس ہیں سے کیا شوخیاں ہیں ابلق لیل و نہار کی چھپی نہیں ہے ران کشتی سوار کی
جب رنگ گلشن ہند بدلنے پر آیا روساے عظیم الشان میں باہم صورت تفرقہ و پرخاش پیدا ہوئی فتنہ و فساد نے
سر اوٹھایا اختلاف اور تنازع اور رنگ تعصب دلوں پر اہل ہند کے مانند ابر چھا گیا نقش الفت و محبت صفائی
جو لوح سینہ پر منقش تھا حرف باطل کی صورت اوٹھا اور سکہ بد انتظامی و پریشانی کا صفحہ روزگار پر چھپا
ایسے اختلال اولاد راے پتھورا نے مدت تک حکمرانی بکشادہ پیشانی کی چھیاسی برس دس دن [illegible]
فرمانرواے اس خاندان کی [illegible] مشیت الٰہی سے رنگ تازہ دکھایا کہ بہار اس گلستان ریاست ہند کی
خزان سے مبدل ہو وطن اہل اسلام ہوئی سنہ ۵۹۲ پانسو بانوے ہجری میں شہاب الدین غوری حاکم
ولایت غزنی نے پہونچکر آتش محاربات عظیم کو شعلہ زن کیا گرمی مقابل سے دہلی تائید الٰہی شامل حال تھی
فتح و ظفر سے کامیاب ہوا خلاصہ کلام راجہ مذکور دستگیر ہوکر موضع [illegible] میں شکار شمشیر اجل ہوا القصہ
حکومت ہندوستان شہاب الدین غوری برادر قطب الدین کو قبضہ تصرف میں بزور شمشیر آئی قصبہ دہلی
دار السلطنت قرار پایا یہ اقلیم وسیع ہندوستان کی اکثر راجگان نامدار اور رئیسان عالی وقار پر تقسیم تھی
بتدریج وتدبیر بادشاہان اہل اسلام نے تسخیر کی اور روز بروز اقبال انکا ترقی پر رہا—

خروج سلاطین اسلام کا ہندوستان میں

بادشاہ اول

جب نوبت سلطنت شہاب الدین غوری پہونچی اسنے ۵۶۹ھ ہجری میں اپنے برادر بزرگ غیاث الدین نام کو خطاب

شہاب الدین دیگر تخت غزنی پر بٹھایا اور آپ وہان سے مطمئن خاطر ہوکر اوٹھا ہندوستان مین آیا کھانڈی رائے عرف جیت مل جو اپنا مراجہ پتھوراسی تھا کہ اسنے سات مرتبہ فوج شہاب الدین کو بکشش وپنج تیر شہاب کے مانند شکست دی تھی ناچار آٹھوین بار دست شہاب الدین سے قتل کو پہونچا تمام مملکت قبضہ تصرف اسلام مین آئی مدت حکومت شہاب الدین کی ولایت غزنوی اور ہندوستان مین تیس برس تصور کرنا چاہیے لیکن شبستان ریاست بیچراغ تھا جب شمع حیات کشتہ ہوئی سلطان قطب الدین ایبک کہ غلامان برگزیدہ سلطان محمد غوری برادر شہاب الدین تھا جب سلطان محمد مذکور کا ستارہ حیات سنہ ۶۰۲ھ کو برج ممات مین در آیا قطب الدین مذکور کہ دہلی پر فرمانروا تھا اور صاحب قدرت اسنے مقام آقای نعمت روشن کیا اور سوای قطب الدین اور بھی سات نفر غلام شاہ مرحوم کے ہند و بنگالہ وغیرہ مین حکومت نصیب تھے تصریح اس واقعات گذشتہ کی یہ ہے کہ محمود شاہ جو برادر زادہ شہاب الدین غوری تھا اوسنے ملک غور پر قبضہ کیا اور الدز صوبہ ہاے کابل و قندھار پر متصرف ہوا قطب الدین نے ہندوستانکو رونق دی لیکن الدز نے سر مقابلہ شکست پائی اور قطب الدین نے غزنی مین جاکر تاج شاہی سر پر رکھا جب سلطنت مستقل ہوئی اور صورت قطب استحکام ریاست ہوا کمر عیاشی پر باندھی عروس آرام و راحت کے ساتھ کھل کھیلا آخر کار الدز نے قابو پاکر سلطنت غزنی چھین لی ناچار قطب الدین نے ہندوستان مین آکر چار برس عدالت اور بہادری اور سخاوت کے ساتھ بادشاہت کی سنہ ۶۰۷ھ مین شاہ مرگ سے ہمکنار ہوا۔

پادشاہ دوم

آرام شاہ فرزند سلطان قطب الدین ایبک بعد وفات پدر مسند نشین ریاست ہوا ہنوز یہ سلطنت مستحکم نہوئی تھی کہ آرام شاہ اطراف دہلی مین پہونچکر سلطان شمس الدین التمش سے کہ بندہ زر خرید و داماد سلطان قطب الدین تھا صف آرا ہوا آتش حرب و ضرب میدان جنگ مین شعلہ زن ہوئی ابھی سال کامل مدت سلطنت مین نگذرا تھا کہ سرد مہری اقبال نے شکست نصیب کیا۔

پادشاہ سوم

سلطان شمس الدین التمش امیر المومنین خطاب کہ ستارۂ اقبال برج شرف مین تجلی افروز سنہ ۶۰۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۱۰ عیسوی مین رونق افزاے تخت سلطنت دہلی ہوا وجہ تسمیہ التمش یہ اظہر من الشمس ہے کہ ولادت اسکی شب خسوف مین ہوئی تھی اور زبان ترکی مین اسکو التمش کہتے ہین چھبیس برس کے قریب ڈنکا حکومت کا بجایا دسوین سال جلوس التمش مین جلال الدین شاہ خوارزم ہندوستان مین آیا فوج التمش نے مقابلہ کیا خلاصہ

شمس الدین اکثر صوبہ داران اسلام کے زیر کرنے مین جنکو خیال خودسری گوشہ نشین خاطر تھا مصروف رہا چنانچہ صوبہ دار بنگالہ نے براہ بغاوت ایسی ہاتھہ پاؤن نکالے تھے کہ مدت سے ادای خراج مین دست کش تھا لامحالہ شمس الدین کی فوج دریا موج نے آتش شرارت اوس شرارت پیشہ کی بجھائی اور اپنے بیٹے کو صوبہ دار وہانکا بنایا کہ صاحب حکومت ہندؤن پر کئی مرتبہ لشکر کشی کی سرکشی سے باز رکھا مطیع اپنا بنایا برس ذکی دار وگیر مین گوالیار پر فتحیاب ہوا اور پھر مالوہ کی جانب جاکر اوجین پر تسکہ ظفر و نصرت بجھایا آتش تعصب مذہب سینہ پر کینہ مین مشتعل تھی مندر مہاکال جو ہشت سو برس راجہ بکرماجیت سے تعمیر تھا غارت کیا اور اسی بادشاہ کشورستان نے الدز شاہ غزنی کو شکست دیکر قید کر لیا تھا خلاصہ حکمرانی اسکی روی زمین پر دور تک پھیلی گوالیار مالوہ بہار بنگال یہ سب صوبے اسکے تصرف مین تھے چھبیس برس سنہ ۱۲۱۱ء سے سنہ ۱۲۳۶ء تک خدا کے حکم سے بخوبی داد حکومت دی —

بادشاہ چہارم

رکن الدین فیروز شاہ بیٹا شمس الدین کا تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوا مگر شہوت پرست تھا اور عیاش محض ناچار اسکو کارپردازان سلطنت نے چھہ مہینے کے بعد تخت سلطانی سے اوٹھادیا —

ملکہ پنجم

شاہزادی رضیہ بیگم نام ہمشیرۂ فیروز شاہ کو سنہ ۶۳۴ ہجری مین مسند ریاست پر بیٹھایا یہ شاہزادی عالم اسلام مین پہلے صاحب تاج و تخت ہوئی نہایت عقلمند و لیاقت شعار تھی ملکہ اپنے عہد پر بزرگوارون کی انتظام کار و بار ملک مین مصروف رہتی تھی جب حکومت نصیب ہوئی جمال الدین یاقوت نام حبشی کو بنظر عنایت مخصوص علیہ اور امیر الامرا بنایا او خیال بد سیاہی نکیا آخر اسی وجہ ارکان سلطنت نے ناراض ہوکر سرداران فوج کے مشورے سے گرفتار کیا اور قلعہ بھٹنڈی مین نظربند ہوئی —

بادشاہ ششم

معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ادھر اختیار الدین حاکم باندہ نے جہان وہ شاہزادی نظربند تھی اوسکو بندگران سے چھوڑ کر بیاہ لیا موافقت بجھائی آخر صورت عقدہ کشائی ظہور مین آئی چنانچہ اسکی قوت سے شاہزادی نے جماعت حبشی اور گھکر وغیرہ کے ساتھہ لیکر بلوے سلطنت بجانب دہلی فوج کشی کی دو لڑائیان نہایت سخت بر روی کار آئین مگر کامیاب نہوئی آخر کار پچھلی لڑائی مین بمقام کیتھل بتیغ شمشیر حکم قتل شاہ بہرام ہوئی تین برس چھہ مہینے سنہ ۱۲۳۶ء سے سنہ ۱۲۳۹ء تک شاہزادی نے حکومت کی —

بادشاہ ہفتم

اکثر باتین خلاف شاہ بہرام سے واقع ہوئین کہ اوسکی پاداش مین نظام الملک وزیر نے اوس شیر بیشہ سلطنت کو
نوالہ پلنگ محبوس بنایا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوسوقت رونق افروز دہلی تھا القصہ مدت سلطنت
بہرام شاہ دو برس ڈیڑہ مہینے حساب شمار مین درآئی علاء الدین مسعود بن فیروز شاہ جلوس کرکے بادشاہ ہوا اور نظام الملک
وزیر کو قتل کیا۔

بادشاہ ہشتم

پھر جب علاء الدین وہان سے پھر کر دہلی مین آیا کوتاہ ہمت تھا دست ظلم دراز کیا کمر انحلال پر کشادہ پیشانی
باندھی اور رنگ قتل کھلا ارکین سلطنت اور مدار المہام ریاست اوس سے بخت برگشتہ کی صورت پھر گئے
تخت حکومت سے مانند نقش حباب اوٹھا کر محبس مین دل شکستہ عاشق کی طرح بٹھایا چنانچہ اوسی زندان
مصیبت مین قید حیات سے نجات پائی چار برس اور ایک مہینے مین مدت حکومت طی کی سنہ ۶۳۹ سے سنہ ۶۴۴ تک ان دونون کا ہے [illegible]

بادشاہ نہم

پھر ناصر الدین محمود بن شمس الدین نے سنہ ۶۴۴ ہجری قدم تخت سلطنت پر رکھا اور تاج شاہی نے سر مبارک سے
رونق پائی پہلے یہ شخص صوبہ دار بنگالہ تھا چنانچہ سوتیلی ماں نے اوسکو بچپن مین بہت سی تکلیفین رکھا تھا جب
بادشاہ ہوا غیاث الدین بلبن کو کہ بندہ اور داماد اوسکے باپ کا تھا خلعت سے وزارت کی خلع کیا اور خطاب الغ خانی سے
سرفراز فرمایا زبان سے کہہ رکھا ہوا کہ عملہ نظم و نسق امورات سلطنت مین تجکو اختیار ہے مگر اس امر کا خیال رہے
کہ ایسا کوئی کام خراب ظہور مین نہ آسکے کہ روز قیامت مجکو اور تجکو روبروی خدائے عز و جل شرمندہ دیکھنا ہے شرمندہ ہونا ہے
غرض اسنے اپنے عہد حکومت مین صاحب علمون کی بہت توقیر کی اور آپ بھی صاحب عقل و دانشمند تھا القصہ غیاث الدین کے
زمانہ وزارت مین صورت انتظام سلطنت بخوبی حسن پذیر ہی اکثر راجاؤنکو اسنے پست پایا کیا غزنی اور قندھار اور
کابل اور بلخ اور ہرات مین ہاتھ پاؤن نکالے تھی اور یہان حاکمون کا خشم نمائی اور سرکوبی کے واسطے شیر خان نام
برادر زادہ غیاث الدین بلبن مامور کیا گیا چنانچہ پنجاب اور ملتان سے مغلون کی صورت سرکوبی ظہور مین آئی
اور سواران آزمودہ کار تہور نژاد شجاعت شعار نوکر رکھکر غزنی سے مغلون کو خارج کیا اور حکومت وہانکی
شامل سلطنت دہلی کی اس بادشاہ کے عہد شاہی مین ایک ایلچی ہلاکو خان نبیرہ چنگیز خان وارد دہلی ہوا تھا
لیکن کوئی صورت آویزش اور فساد کی آئینہ ظہور مین جلوہ آرا نہین ہوئی قضا کار سنہ ۶۶۴ ہجری مین بیمار ہوکر

دار فانی سے جانب ملک جاودانی قدم زن ہوا اس بادشاہ کو تمام خورد و بزرگ اولیا کہتے تھے انیس برس
تین مہینے مشرع حکومت تجلی افروز رہی عدل و انصاف کو اس بادشاہ نے ہزار حسن و خوبی کے ساتھ رونق
دی تھی اور تمام رعیت اور نوکر چاکر خوشنود و رضامند تھے باب ظلم و تعدی مسدود مجال نہ تھی کہ شہباز آنکھ اوٹھا
جانب کبوتر دیکھ سکے اور ہمیشہ دشمنوں پر ظفر یاب رہا بظاہر تجمل شاہانہ قابل تحسین و تعریف تھا مگر باطن میں خلوت کدہ
اوسکا تکلف سے پاک طعام لذیذ سے زبان کو کام نہ تھا باوصف بادشاہت صرف اوقات کتابت پر مقرر تھی اور فقط
ایک محل خاص تھا کہ وہ کھانا اپنے ہاتھ سے پکاتی تھی دوسری عورت سے در پردہ بھی مردم دیدہ آشنا نہ تھی علم اور ہنر
اس درجہ تھی کہ ایکدن ایک امیر صاحب دولت ملازمت بادشاہ کو آیا قرآن دست مبارک کا لکھا اوٹھا کر دیکھا
بنظر غلط فہمی کسی لفظ صحیح کو اشارہ غلط کیا اور کہا یہ حرف غلطی پر دال ہے بادشاہ نے اسوجہ کہ خاطر شکستہ نہو
سر دست قلم اوٹھا کر حلقہ سیاہی اوسپر کھینچ دیا جب وہ امیر صورت حرف اوٹھ گیا بادشاہ نے پھر اوس حلقہ کو
کہ خود غلط تھا حرف گیرت اوٹھا لیا چنانچہ آج تک صفحہ روزگار پر یہ مضمون یادگار ہیں۔

بادشاہ دہم

۶۶۴ہجری میں غیاث الدین بلبن الغ خان خطاب جو وزیر شاہ نصیر الدین مرحوم تھا بادشاہ بنا تخت
سلطنت پر بیٹھا اسکی عدالت اور رعیت کا شہرہ عام ہے سلطان محمد نام خدا فرزند اس بادشاہ کا
حاکم ملتان تھا امیر خسرو اور خواجہ حسن دہلوی اسکے بزم سخن میں وزن یافتہ تھے مگر یہ گوہر بحر عظمت اپنے
باپ کے روبرو مغلوں کی لڑائی میں غرق دریاے فنا ہوا آگے اسکی تصریح زیب قلم ہوگی خلاصہ اس عہد
حکومت میں سلطنت دہلی کی شوکت و عظمت زیادہ تھی اور جو شان جاہ و جلال اسکی جلو سواری میں ہمرکاب
رہتی تھی کسی بادشاہ گذشتہ کو نصیب نہیں ہوئی اور جو عمارات عالی رفیع الشان اس زمانہ میں تعمیر ہوئی پہلی
سلطنتوں میں ہنوز تک نہ تھی ملک شیر خان برادر زادہ جو رکن ریاست تھا اسی وجہ کسی فریب جان سے مارا گیا
چونکہ البتہ اسکی فراست اور عقل کے خلاف ظہور میں آیا ۱۲۷۹ عیسوی میں طغرل خان جسکو حکومت بنگالہ
تفویض تھی اوسنے قدم جادۂ اطاعت سے باہر رکھکر سرکشی پر کمر باندھی چنانچہ دو بار فوج شاہی کو اوسکے
مقابلہ میں شکست نصیب ہوئی ناچار تیسری بار بادشاہ بلبن نے شش پنج فوج لیکر بعزم معرکہ آرائی
اودھ میں پہنچا اور فوج شاہی نے طغرل خان کا تعاقب کیا مگر نشان اوس نامور کا نہ ملا فقط سر اسوار
تھی ملک محی الدین نام ایک سردار شاہی نے کہ فن شناوری سے آشنا تھا عین مانڈی کی درمیان

پچھاڑ کر سر اوسکا قصاب کے مانند تن سے جدا کر لیا بیگناہ عورتون اور بچون پر اوسکے خاندان کے بالکل رحم نہ کیا
الغرض غیاث الدین بلبن نے قراخان نام شاہزادہ کو صوبہ دار بنگالہ بنا کر تین برسون کے بعد دہلی مین آیا
اس عرصہ مین میدان خالی پا کر مغلون نے سندہ سے اوٹھکر ملتان پر قبضہ کیا تھا محمد نام فرزند غیاث الدین
بلبن نے اوسکو مغلوب کیا اور غالب ہوکر اسقدر تعاقب دشمنون کا کیا کہ ناگاہ ایک جنگل مین دو ہزار
سوار مغلون جو پہلے سے گھات مین اس شکار کے بیٹھے تھے نکل پڑے فوج شاہزادہ قلیل تھی اور لشکر دشمن
کثیر اوس جنگل قضا نصیب مین نوالہ نہنگ اجل ہوا اوس وقت غیاث الدین بلبن کی عمر اسی برس تک
پہونچی تھی اس فرزند کے کشتہ ہونیکا ایسا خنجر داغ جانستان سینہ پر کھایا کہ فرط غم و کثرت اندوہ سے
سنہ ۱۲۸۶ عیسوی مین عروس قضا سے وصل نصیب ہوا بائیس برس حکمرانی کی —

بادشاہ یازدہم

معز الدین کیقباد بیٹا ناصر الدین قراخان کا کہ سلطان غیاث الدین بلبن کا پوتا تھا رونق افزاے
تخت دہلی ہوا شہوت پرست عیاشی مین ہمہ تن مصروف نظم و نسق ملک و انتظام سلطنت ملک نظام الدین
وزیر کو کہ دایہ نے بد بختی گھٹی مین پلائی تھی تفویض کیا القصہ یہ دشمن نمک حرام کہ فتنہ روزگار تھا جو دیکھا
کہ اوقات شیرین کیقباد نشہ شراب عیش و نشاط مین تلخ ہے یعنی سخت مدہوش اور کار و بار سلطنت سے
اصلا تعلق نہین جلد فراموش پردہ غفلت کے مژگان کی طرح آنکھون پر ہے کی مین قابو پاکر ہاتھ ظلم کا بڑھایا
اور پاؤن اپنی لیاقت سے باہر رکھا طمع خام سلطنت نے کاسہ دماغ مین پکانا شروع کیا ناصر الدین پدر کیقباد
جسکو غیاث الدین بلبن نے اپنی حیات مین صوبہ دار بنگالہ کا مقرر کیا تھا یہ خبر وحشت اثر سنکر سخت مشوش ہوا
اور یہ نصیحت ملک قلم و کاغذ سے کان اوس بادشاہ و وزیر کوتاہ اندیش کے کھولے کہ نصیحت سخت ہے کہ پچھتاؤ
وقت پر ہوئی آخرکار سنے قدم جانب دہلی اوٹھایا وزیر ناعاقبت اندیش نے کیقباد کو آمادہ اس فساد پر
کیا کہ دستے طرح مقابلہ ڈالی ناصر الدین نے دیکھا کہ یہ معاملہ خالی فساد سے نہین آتش افروز بدخواہان
بدخواہ کی ہین مصلحتاً اپنے فرزند کیقباد کو کہ دشمن عقل تھا بذریعہ ایک کاغذ و قلم اس مضمون سے مطلع کیا
کہ بہ میدان جنگ و صف آرائی ایک ملاقات کے بعد مناسب ہے قصہ مختصر صورت ملاقات اس وقت پر ٹھہری
کہ بادشاہ کیقباد اپنے تخت سلطنت پر جلوہ آرا رہے اور بچشم و دل باشاد مین آ کر نقد دیدار سے دامن بھرا
مالامال کرونگا غلاصہ جسوقت ناصر الدین حضور کیقباد مین پہونچا سر دست چار آنکھین ہوتی ہی کیقباد تخت شاہی سے

اوتر کر باپ سے بغلگیر ہوا لیکن ملاقات سے پہلے کہ ناصر الدین لب فرش تک آیا تھا نقیب شاہی خلاف شان پدر بزرگوار یہ کلام بآواز بلند زبان بیباکی پر لایا کہ قراخان جہان پناہ کے حضور مین التجا لیکر حاضر ہوا ہے یہ صدای سوہان روح سنکر ناصر الدین کی کاسۂ چشم اشک گلرنگ سے بھر آئی قریب تھا کہ چھلک پڑین مگر فرزند سعادت مند صاحب سلطنت نے کوئی دقیقہ پاس و آداب مین جو مناسب و زیبا تھا فروگذاشت نہین کیا تخت سلطنت پر بٹھایا آئینے دلون کے جو زنگ آلودہ تھے صاف ہو گئے بیس دن تک یہ بزم ملاقات بخوشی تمام رونق پذیر رہی وقت وداع ناصر الدین نے گوہر شاہوار نصائح و پند کہ زبان بند نہ تھے آویزۂ گوش کیقباد فرمائے ازانجملہ یہی یہ نصیحت تھی کہ نظام الدین کو اگر انتظام ملک منظور ہے مسند وزارت سے اوٹھا کر حکم دو کہ اپنے گھر بیٹھے القصہ جب پدر بزرگوار فرزند سے رخصت ہو کر اپنے دار الخلافت مین پہونچا سلطان کیقباد نشۂ شراب غفلت مین چور تھا ہی اور قریب عقل سے دور یکقلم نصیحت باپ کی صفحۂ دل سے مانند نقش آب سہو محو کر دی بقول سعدی ع تربیت نااہل را چون گردگان برگنبدست ۔ اور سوای اسکے شدنی بھی کوئی چیز ہے کہ ٹل نہین سکتی مزاج حد اعتدال سے گذرا چشم جوہر شمشیر خون سے امیرونکے لبریز کیے اور خنجر ناشایستگی و اطوار بیجا آخر کار مرض فالج مین دق ہو کر صاحب فراموش ہوا اور ۶۸۹ھ کو رخت ہستی تن خاکی سے اوتارا تین برس چھہ مہینے ہوا گلشن حکومت کھائی —

بادشاہ دوازدہم

جب آفتاب حیات کیقباد غروب ہوا شمس الدین کیکاؤس نام فرزند معز الدین کیقباد نے جای پدر گرم کیا جلال الدین فیروز نام خلجی جسکو کیقباد نے شائستہ خان خطاب دیا تھا اور مدار المہام سلطنت بنایا و نظم و نسق ملک مین مصروف تھا خلاصہ شمس الدین کیکاؤس کہ ابھی کمسنی مین صورت ہلال ترقی پذیر تھا لیکن در پردہ قریب تھا کہ آفتاب عمر اوسکا کہن مین درآئے بعد چند روز ہلال ستارۂ اقبال جلال الدین فیروز کا چمکا قدم استقلال مہمات مالی وملکی پر بخوبی تمام جما شمس الدین قمر پارہ کو اوس زحل طینت نے راہ فنا دکھا کر برج خاکی مین جگہہ قیام کی دی تین مہینے کئی دن اس مشتری نژاد نے برج تخت شاہی کو شرف بخشا یہ خون ناحق اس جوان کمسن کا پیر ہفتاد سالہ نے اپنے سر پر لیا القصہ چراغ خاندان غوری کشتہ ہوا اور خلجی روشن اور کسی صاحب تاریخ نے اس وحشت افزا مضمونکو ان حرفون مین قلمبند کیا ہی تصریح اوسکی یہ ہے کہ دربار سلطان کیقباد مین ارباب سلطنت دو فریق تھے ایک اہل افاغنہ جنکو کیقباد سے تعلق تھا اور دوسری قوم خلجی انکو یہ منظور تھا کہ ہماری قوم

کوئی شخص نیکبخت صاحب تاج وتخت ہو اس کشمکش مین دونون طرفون سے فوجین یکجا ہوئین زبان خنجر وشمشیر سے کلام خونریزی آپے سے غل مغلوب ہوئی اور قوم خلجی سے غالب ہوکر جلال الدین فیروز کو تخت شاہی پر رونق افروز کیا آخر چند سنگدل اور سیاہ قلبون نے حکم سے اس بادشاہ زردرو کے بمحل محل سلطانی مین جاکر کاسہ سر کیقباد بواسطہ چوب خشک مار کر چھلنی بنادیا اور لاش بآبروئی کے ساتھ کھڑکی کی راہ سے دریای جمن مین ڈالدی کہ وہ طعمہ جانوران دریای ہوئی اور طفل معصوم جو پسماندہ کیقباد سے تھا وہ حکم جلال الدین فیروز سے بیگناہ قتل ہوا۔

بادشاہ سیزدہم

جلال الدین فیروز کہ سن مبارک ہشتاد و پنج سال کا تھا لیکن حرص دنیا سے شباب پر تھا سنہ ۶۸۸ ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۸ عیسوی مین باتفاق تخت سلطنت پر تمکین ہوا بجہ خاندان خلجی مین یہ پہلی بسم اللہ کتاب سلطنت کی تھی سوای اون ناحق دو خونون کی اس بادشاہ نے اپنی زندگی مین اور ایسا ظلم سخت نہین کیا طبیعت رعیت پرور انصاف دوست تھی علاء الدین خلجی برادرزادہ اور داماد بادشاہ کا تھا جلال الدین فیروز سے اجازت اور رخصت لیکر اپنی جاگیر کی طرف روانہ ہوا اور وہان کچھ مدت رہکر چھوٹے راجاؤن پر جو خمار بادۂ بغاوت مین مدہوش تھے بڑی شد و مد کے ساتھ صورت نشۂ شراب چڑھائی کی سردست فراہم پہونچا وہان سے فوج کو تیار و آراستہ کرکے دریای نربدا کو عبور کیا رامدیو قلعہ دار دیوگڈہ پر جو اب دولت آباد مشہور ہے فوج کشی کی ناچار سنگ آمد و سخت آمد راجہ نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا وقت محاربہ شکست نصیب ہوئی اور علاء الدین مظفر و منصور شہر مین داخل ہوا اور فوج خلجی نے تمام شہر کو لوٹکر غارت کیا چنانچہ اس دست برد مین سوای زر نقد بارہ من سے زیادہ موتی اور الماس اور زمرد اور لعل اور یاقوت علاء الدین کے ہاتھ آیا غرض یہ دولت اور خزانہ وافر لیکر فوج ظفر موج سمیت کڑہ مانک پور مین پہونچا جلال الدین فیروز کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ علاء الدین نے دیوگڈہ کو فتح کیا اور دولت بیشمار جو کسی بادشاہ ماضی کو نصیب نہوئی تھی حاصل ہوئی طمع نے ہاتھہ پاؤن نکالے مگر سردست ہاتھہ آنا امر محال تھا اور علاء الدین کو یہ بات بخوبی ذہن نشین تھی کہ ارکین سلطانی اپنے دشمن جانی ہین اس نظر سے انتزاع سلطنت منظور تھی اور قید کر لینا جلال الدین فیروز کا مدنظر لہذا جال فریب کا بچھایا ایک عرضداشت اس مضمون کی زیب قلم فرمائی کہ یہ فوج تہ دل سے چاہتا ہون کہ جو کچھ خزانہ اور لشکر جمع کیا ہے نذر حضور کرون لیکن ارباب کینہ پیشہ اوس شخص کی خرابی اور بربادی پر

زہر کھائے ہیں آئینہ ضمیر منیر حضرت جو صورت خورشید صاف تھا میری طرف سے زنگ آلودہ کیا ہے اس شکل میں کہ قلعی دشمن کی مجھ پہ کھل گئی ہے حصول دولت ملازمت سے محروم رہا اور الماس بیگ نامی برادر علاء الدین اس امر خاص میں واسطہ تھا آخرکار صورت ملاقات مقام کڑا پہ قرار پائی جب جلال الدین فیروز مقام مذکور پہ کشتی سوار پہونچا اور علاء الدین سے چار آنکھیں ہوئیں جلال الدین نے وقت ملاقات کمال لطف و محبت کے ساتھ ہاتھ اپنا رخسارہ علاء الدین پہ مار کر یہ سخن آبدار زبان پہ لایا کہ ابتک تیری بو ہی پیشاب میری کاندھے سے آتی ہے معاذ اللہ گمان فاسد ہے کہ میں اور طرح پیش آونگا یہ کہکر چاہا کہ علاء الدین کو اپنی کشتی پہ لیجاے کہ حسب اشارہ علاء الدین جان نثاروں نے جو آشنای مطلب تھے جلال الدین فیروز کو ساحل قلزم ہستی سے لیجا کر گوہر نایاب کے مانند دریای فنا میں ڈبو دیا اور سر کاٹکر اوس بادشاہ کے تن سے نوک پر برچھی کے رکھکر ساری فوج میں سرگردان کیا القصہ یہ سانحہ سنہ ۱۲۹۵ عیسوی میں گذرا سات برس چند مہینے نوبت سلطنت آئی —

بادشاہ چہاردہم

رکن الدین ابراہیم چھوٹا لڑکا جلال الدین فیروز کا کہ دس برس سے زیادہ سن شریف نہ تھا ملک احمد وزیر دوم نے اوسکو بڑی عظمت کے ساتھ تخت سلطانی پہ بٹھایا اور گلخان پسر رشید سلطان مذکور کا جو ملتان میں تھا ہرچند فرمانروای ذی رتبہ اور امرای عالی مرتبہ ابراہیم کے مطیع و فرمان پذیر تھے لیکن تاب مقاومت علاء الدین نہ رکھتا تھا ایک مہینے کے بعد راہ فرار پہ پای فرار جمایا اور اپنے برادر بزرگ کے پاس جو ملتان میں تھا پہونچا —

بادشاہ پانزدہم

دوسری شہر ذی حجہ سنہ ۶۹۵ ہجری کو علاء الدین سلطنت دہلی میں تخت نشین ہوا خطبہ اور سکہ اپنی نام کا جاری کیا اور دونوں شاہزادوں کو ملتان سے پکڑ لاکر کوچہ فنا دکھایا اور ملک احمد جو وزیر دوم تھا دیدہ و دانستہ اوسکی آنکھوں میں سلائی پھروائی کہ وہ بصارت سے معذور ہوا اور لشکر قاہرہ اپنا ہر ایک طرف مامور و مقرر کیا چنانچہ یہ بادشاہ اپنے عہد میں پچھم طرف مغلوں سے اور دکھن طرف راجاؤں سے ہمیشہ جنگ جو رہا گجرات فتح کی اجمیر کو غارت کیا سومنات کے برابر مسجد تعمیر کی بدھ کی مورت کو اپنی جگہ سے اوٹھا دیا گنا میں مذہبی جلا کر نذر آتش کی الغ خان نے راے کرن والی صوبہ گجرات کو مغلوب کیا تھا ناچار ہو راے کرن تاب مقابلہ نہ لا پایا بھاگ کر رامدیو والی دیوگڈہ سے خواستگار پناہ ہوا اہل و عیال راے کرن خزانہ و اسباب امارت سمیت افواج علاء الدین کے قبضہ تصرف میں آئی کملا دیوی نام رانی اوس راجہ کی جو بسبب حسن و جمال کی آفتاب روشن تھی

اور مقابل مین اوس رشک زہرہ کی ماہتاب پر نور وہم ذرہ کا بھیجتا تھا محل علاء الدین مین برمحل داخل ہوئی
اور ایک غلام کافور نام رشک حور پری چہرہ چشم بد دور عہدہ بزرگ سے سرفراز ہوا تمام قلمرو مین چند قانون جدید
جاری کیے خضرخان اور شادی خان دونون شاہزادے قید ہوکر گوالیار مین روانہ ہوئے اور اس بادشاہ کے
عہد مین مغلون سے ایک بڑی بھاری لڑائی ہوئی سندہ سے دہلی تک محاصرہ کرکے فتح نصیب ہوا اور
پہلے یہ بادشاہ علم نوشت وخواند سے بالکل محروم تھا مگر تھوڑے عرصے مین کمال استعداد علمی ہم پہونچائی بلکہ
منظور تھا کہ ایک نیا مذہب ہندوستانیون اپنے زور علم وطبیعت سے ایجاد کرے کہ ہندو اور مسلمان دونون
ایک عبادتگاہ مین پرستش معبود کر سکین اور ہواے عزم کشورستانی بھی سر مین سمائی تھی مگر سد باب ان
چند باتون کا جو بسبب بی انتظامی وسو سبب فتور مملکت ہین نہین ظہور مین لایا ایک تو بادہ کشی سے دست کش
ہوکر حکم قطعی نافذ فرمایا کہ اب کوئی امیر وغریب شیشہ وجام سے کام نرکھے پرہیز کرے اور دوسرے بدون حکم
سلطانی ارباب عمائد آپس مین رسم عقد ونکاح ادا نکرین اور نرخ غلہ اپنی وزن خواہش کے موافق مقرر کردیا اور
فوج مین چار لاکھ پچہتر ہزار سوار زیر رکاب تھے سنہ ۱۳۰۳ عیسوی مین براہ بنگالہ تلنگانہ پر فوج کشی کی اور
پدمنی نام رانی راجہ بھیم والی چتور جو حسن وجمال مین شہرہ آفاق تھی اسکے فراق مین علاء الدین نے شہر کو
محاصرہ کیا اور صورت دلفریب بواسطہ آئینہ دیکھکر راجہ کو تزویر ومکر کے ساتھہ گرفتار کیا اور صورت رہائی
راجہ اسباب پر قرار پائی کہ رانی کو نذر کرے رانی نے دیکھا کہ علاء الدین نشۂ شراب محبت مین مدہوش ہے
عقل وفراست فراموش زلف شب رنگ کی طرح جال فریب کا بچھایا جانا اپنا لشکر شاہی مین اس شرط پر
قرار دیا کہ سات سو ڈولیان سہیلیون کی میرے ہمراہ آئنگی چونکہ پردۂ غفلت کے ہوش محبت مین آنکھون پر
اوس ناعاقبت اندیش کے پڑے تھے بسر وچشم منظور کی حکم رانی سے بکشادہ پیشانی ہر مسلح سپاہی نے
محافون مین بیٹھکر قدم لشکر شاہی کی طرف اوٹھایا اور محافہ رانی کا خالی تھا جب لشکر سلطانی مین محافہ
خالی جو فتنہ وفساد سے بھرا تھا پہونچا بادشاہ عقل رفتہ کو پیام دیا کہ پہلے ملاقات راجہ سے بہر صورت کرنا ہے
کہ وہ شوہر ہے اجازت زوجیت کی تیرے ساتھ لے آؤن کہ روز باز پرس مواخذہ سے باز رہون اس
دشمن عقل نے کہ معاملہ اصل سے بیخبر تھی اوس شمع رخسار کو بلا تکلف پروانگی دی خلاصہ وہ خالی محافہ
جہان راجہ مقید تھا آیا اور وہ راجہ رانی کے عوض اوسمین بیٹھکر لشکر سے باہر پہونچا اور یہان سے سب
اور مقابلہ پر مستعد ہوکر بصورت مرقع آہم رستاخیز ہوا اور وہان دلاوران شجاعت شعار جو مع ... کے

محافظ سوار تھے تلوارین میان سے نیکل نیکل پڑے لشکر شاہی مین سخت نوبت کشت وخون کی آئی اسکے بعد پھر شہر محاصرۂ سپاہ سلطانی مین در آیا لیکن عروس فتح سے ہمکنار ہوا اپنا سا منھ لیکر وہ بادشاہ محروم پھرا آتش شرر بار محبت رانی کی سینۂ علاء الدین مین شعلہ زن ہوئی پھر دوسری سال صورت حصار چتور آشکار ہوئی اور افواج سلطانی نے جانفشانی کی تمام بیٹے راجہ کے اس محاربہ مین کام آئے لیکن ایک بیٹا حکم راجہ سے بخیال بقای نسل آنکھون سے دشمن کے پردہ مین نگاہ کے مانند کافور ہوگیا القصہ شرارت جوش محبت جو دلسے لگی تھی وہ آتش افشانی میدان حرب وضرب مین نہایت ہی کار آئی کہ حفظ آبرو کے واسطے وہ شعلہ رخسار رانی کہ جسکی ہوائے عشق نے یہ آتش کارزار بھڑکائی تھی اور باقی عمدہ خاندانکی عورتین جو محل مین تھین اونھون نے حفظ عصمت وآبرو کے واسطے اپنا لکڑیون کا بہم پہونچا کر آگ لگادی اور آپ بلاتکلف نذر آتش ہوئین اور راجہ سوختہ دل شہر سے باہر داد شجاعت دیکر میدان گرم کارزار سے ٹھنڈا ٹھنڈا بکمال راحت جنت کی طرف سدھارا علاء الدین نے جب شہر مین کہ وہ رانی جو باعث اس آتش افشانی کی تھی طعمۂ سنگ آتش سوزان ہوئی ناچار کف حسرت ملکر عالم یاس مین تمام شہر کی عمارت رفیع وبلند بتکدہ ون بہت کھود کر غارت کردی اور ۱۳۰۳ عیسوی مین افاغنہ کو جو ملک پنجاب سے دہلی تک بار بار تاراج کرتا تھا شکست دیکر بھگا دیا اور دریای سندھ سے اوتر کر جسقدر قیدی زندان شاہی مین گرفتار ومحبوس تھے سر اونکے کاٹکر شہر دہلی مین مینار مرتب اور راست کیے اور جو عورتین اور لڑکیان پنجۂ عذاب مین گرفتار تھین لونڈیونکی صورت سر بازار بیچ ڈالا اور ملک کافور کو فوج سمیت سرکوبی راجہ کے واسطے کہ ادای خراج مین پہلو تہی کرتا تھا جانب دیوگڈھ روانہ کیا خلاصہ بعد گرفتاری راجہ مذکور نے دم اطاعت وفرمانبرداری بھر کر پھر صاحب حکومت بنا دیول دیوی نام بیٹی کملا دیوی رانی کی جو شوہر اول سے تھی صاحب شباب وحسن وجمال مین لاجواب خضر خان شہزادے کے ساتھ منعقد کی گئی اور نیز بادشاہ نے ملک کافور کو جانب دکن روانہ کیا چنانچہ کنارہ تک سمندر کے پہونچکر ایک مسجد تعمیر کی اور راہ مین ملک کرناٹک کو بھی غارت کیا اور جو بتکدہ وغیرہ ملاقی سورتین تھین اونکو اپنے خرچ مین لایا اور بہت خزانہ لوٹکر دہلی مین آیا سلطان علاء الدین نے یہ سب روپیہ لوٹا ہوا اسکے بنیون اور عالمون اور سردارونکو تقسیم کردیا لیکن پچاس ہزار مغل جو اہل اسلام سے تھے اسکے ہاتھون قتل ہوئے اور باوجود ایسی ظلم وتعدی کے زمانہ شاہان ماضی سے ملک حال زیادہ تر آباد تھا اور اکثر عالیشان عمارتین اسکی بنا دولت مین تازہ تعمیر ہوئین القصہ جب گلشن اوج وحشمت علاء الدین نے

ہزار حسن شادابی کے ساتھہ رنگ جمایا مگر کسی آنکھوں نین سرسون عیش و عشرت کے چھوڑ طبیعت اوسکی ناپسند ہوگئی ملک کافور کو نہال نیت مین گل تازہ کھلا رعایا نے فرار کرنا شروع کیا رنگ سلطنت بگڑا ہوا اور دماغ مین سرکشون کے بوی بغاوت سمائی چھوٹے چھوٹے صاحب قوت ہوئی آخر کار ریاست خزان ہوئی علاء الدین اسی کاوش فکر مین بیمار ہوکر ۱۳۱۶ عیسوی مین صاحب فراش ہوا باغبان اجل نے نخل حیات اوسکا قلم کیا اور یہ بات بھی مشہور کرتے ہین کہ ملک کافور نے زہر دیکر ہلاک کیا تھا کیسی سی کاوش سلطنت کی ہوا کھائی آخر عالم ممات پایا۔

بادشاہ شانزدہم

جب چراغ حیات بادشاہ مرحوم کا صرصر قضا نے بجھایا ملک ثابت نام مدار المہام سلطنت نے شہاب الدین نام چھوٹے شاہزادے کو جو خضر خان کا سوتیلا بھائی تھا و صغر سن تخت سلطنت موروثی پر بٹھایا اور ملک اختیار الدین جو پیشتر سنبل غلام نام رکھتا تھا گوالیار مین بھیجکر آنکھین خضر خان اور شادی خان کی جو علاء الدین کے نور چشم تھے نکلوا دین چونکہ چرخ فلک ابھی آنکھین در پردہ دکھا رہا تھا چند روز کے بعد درجہ شہادت نصیب ہوا ابھی ملک ثابت کو منظور نظر تھا کہ مبارک نام شاہزادے کو بھی نظر بند کرے اور آنکھون سے معذور کرنا کہ تب پہر تماشہ پہونچا ایکدن ارکان سلطنت نے متفق ہوکر رات کو ملک ثابت پر دست قتل صاف کیا اور مبارک خان شاہزادے کو ملک ثابت کی جگہ سلطان شہاب الدین کی نیابت مین منسوب کیا مبارک خان نے کچھہ دنون کاروبار سلطنت کو رونق دی جب اختیار کامل حاصل ہوا اوسکا پروانہ سلطنت کو جو صاحب قدرت تھے رہی دو خوشنود کیا آخر کار اونہین کے مشورہ سے شہاب الدین کو بھی [illegible] قیام گوالیار کی دی اور اوس [illegible] جو خلاف تھے راہ فنا دکھائی شہاب الدین نے حیات چند روز مین [illegible] کئی دن حکومت [illegible] کی

بادشاہ ہفدہم

مبارک خان ولد علاء الدین نے بنام سلطان قطب الدین مبارک شاہ خطاب شاہانہ [illegible] ۱۳۱۷ عیسوی [illegible] تخت سلطنت دہلی پر جلوس فرما ہوا منصب [illegible] تقسیم فرمائین حسن پسر [illegible] نام ایک شخص کو جو حسن نام رکھتا تھا اور بالاہ سی قید ہوکر آیا تھا صاحب جمال تھا سلطان [illegible] ہوا دل ہی اوس غیرت سرو گلزار کا شیفتہ و عاشق زار تھا عین جوش محبت مین بچشم عنایات سلطانی خسرو خان خطاب عطا کیا اور مقرب اپنا بنایا چنانچہ [illegible] وزارت سی ممتاز فرمایا غرض چنانچہ گجرات مین [illegible] گذار کو

کنتھی مین پھول دیوی رانی جو زوجہ اور معشوقہ خضرخان کی تھی اوسکو اپنے محرم ثانی مین جگہہ دی چنانچہ امیر خسرو دہلوی ہند نے نظم عاشقانہ مین ذکر اس معاملہ کا بتفصیل بیان کیا ہے القصہ اوس خسروخان نے کچھہ دنون دلداری اور کارگزاری کے ساتھہ مزاج بادشاہ ارکان دولت کی طرف سے پھیر دیا اور اپنی جانب ہزار دستے مخاطب کیا غرض قاضی ضیاء الدین نے اس کیفیت سے مطلع ہوکر بادشاہ کو خبردار کیا کہ خسروخان آمادہ فساد ہے بادشاہ دلدادہ نے اوسیوقت یہ ساری کیفیت خسروخان سے اظہار کی مگر سبب عزم خراب کا نہوسکا ایکدن رات کو وقت قابو پاکر خسروخان نے چاہا کہ عین خوابگاہ مین کام بادشاہ کا تمام کرے ابھی حیات چند ساعت کی باقی تھی بادشاہ مطلع ہوکر حرم سرا سے بھاگا اجل سر پر سوار تھی خسروخان نے جھپٹ کر سر دست موے سر بادشاہ پر ہاتھہ ڈالدیا اور جاہر الرشید نے جھٹکر سر بادشاہ بضرب شمشیر آبدار تن سے کاٹکر قصر سلطانی کے تلے پھینکدیا چار برس کئی مہینے سلطنت کی تھی۔

بادشاہ ہیجدہم

غلام خسروخان نمکحرام عاشق کش نے سلطان مبارک کو مارکر تخت سلطنت پر قدم رکھا معشوق کی بیوفائی کو اس غلام بیوفا نے رونق دی حسین نام ایک شخص نے اسکی اطاعت سے انحراف کیا اوسکو خسروخان نے بیدریغ تہ تیغ کیا اور بادشاہ رفتہ کے متعلقوں کو محل اپنے محل مین ڈالا اور اپنا خطاب ناصرالدین قرار دیا القصہ تین مہینون مین بکام مبارک شاہی امور سلطنت پر ابھی سیاست اونچے مین مصروف کیے ان رنجیدہ غازی ملک نام حاکم پنجاب پر کہ اقلیم شجاعت کا فرمانروا تھا فوج سمیت اپنے بھائی کو تعینات کیا کہ میدان جنگ مین داد مردانگی دی لیکن تاب مقابلہ غازی ملک نہ لاسکا شکست کھاکر راہ فرار پر قدم رکھا غازی ملک نے تعاقب پر کمر ہمت باندھی دہلی تک پہونچا اور فوج دریاموج کو خسروخان پر پامال کیا کہ وہ جاکر اوسے زندہ اوس نمکحرام نمکحلال کو گرفتار کرلائی اور جزاے فعل خراب کو پہونچایا بان شیرین قضا کی کھائی مین چھپی چار مہینے کئی دن مدہوش حکومت مین سرشار رہا۔

بادشاہ نوزدہم

سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کہ غازی ملک نام رکھتا تھا نشہ شراب کشورستانی مین تخت سلطنت پر رونق افروز ہوا امور مملکت کو تھوڑے دنونمین بہت اچھا انتظام دیا جو بہ سون ہین اور کارپردازون سے ظہور مین نہ آیا تھا ارکان دولت کو نوازشات سے سرفراز کیا قلعہ تغلق آباد اور عمارات عالی سمیت اوسکی تعمیر کیے

مشہور اور جو ارباب خاص خسرو خان سے متفق ہوئے تھے اونکو سزاے عبرت ناظرین دی ملک فخرالدین کو
کہ آثار رشد و فر سلطنت اوسکی پیشانی پر نور سے روشن تھے الغ خان خطاب دیا اور ولیعہد اپنا بنایا چنانچہ
اس گوہر دریاے شجاعت نے اوسی سال قلعہ دیوگدہ پر فوج کشی کی راے دیو والی دیوگدہ کو اپنا مطیع و فرمانبردار
بناکر غلام اپنے اوس جگہ مقرر کیے پھر وہان سے لشکر انبوہ اپنا ہمراہ لیکر اور شہر شہر کی جانب روانہ کیا جواہر بیقیاس
اور ہاتھی گھوڑے بکثرت ہاتھ آئے لشکر بنگال ایسے تباہ و تنگ نکالی تھی اونکو سلطان پور نام رکھا بعد اسکے جانب دہلی
مراجعت کی ۷۲۵ ہجری مین سرکوبی والی بنگالہ کے واسطے کہ راہ بغاوت پر قدم زن تھا سلطان تغلق نے الغ خان کو
اپنا نائب دارالملک تغلق آباد مین جو نو تعمیر تھا مقرر فرماکر براہ بنگالہ سے قدم نکالا ناصرالدین حاکم لکھنوتی نے واشان اور
نامداران ذی کو ساتھ لیکر استقبال سلطان ممدوح جیسا کہ لائق شان و عظمت کے تھا کیا اور دم اطاعت اس
خوبی سے بھرا کہ سلطان ممدوح نے بنظر تفضلات سلطانی سر ناصرالدین کو مسند ریاست لکھنوتی پر مقرر فرماکر
ستارگانون کی طرف عنان عزیمت اوٹھائی حاکم ستارگانون نے بھی سر عجز قدم اطاعت پر رکھا اور نہ صرف
اطاعت کردنین ڈالکر دو ہزار کوہ پیکر ہاتھی اور اکثر تحائف نفیس دیگر ان جا سمیت حاضر ہوکر پیشکش کیے اور
دولت ملازمت سلطانی سے اپنا دامن آرزو مالامال کیا القصہ جب سلطان ممدوح مظفر و منصور وہان سے بہ تعجیلت مراجعت
تغلق آباد کے قریب تشریف فرما ہوا ایدہان الغ خان نے ایک قصر عالیشان و رفیع تین دن مین مہمانی بادشاہ کے واسطے
کمال جلدی کے ساتھ تعمیر و تیار کیا تھا جب سلطان ممدوح اجل نصیب وہان نازل ہوا ایک شخص سلطان المشائخ
شیخ نظام الدین قدس سرہ کی پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ خواہ مین دہلی مین پہونچون یا آپ قیام کرین یعنی دو بادشاہ
در اقلیمی نگنجند ہنوز یہ خبر شیخ موصوف کے گوش زد ہوئی تھی کہ اپنے جلسہ مین یہ حرف زبان گوہر بار سے ارشاد
فرمایا کہ ہنوز دہلی دور است چنانچہ اوسی دن سے یہ سخن ضرب المثل و مشہور عام ہے القصہ جب سلطان کو قصر
الغ خانی مین فضاے آسمانی لاحق و دسترخوان شاہی حسن و خوبی کے ساتھ نعمتون سے چنا گیا اور ہنوز طعام تناول
ہوئی سلطان نے حکم دیا کہ جو ہاتھی بنگالہ سے ہمراہ ہوکے آئے ہین طولانی مین دوڑائے جائین تا انکا
گرم رفتاری کی معلوم ہوئی فیلبانان نے حکم سلطانی تعمیل کیا چنانچہ برق رفتاری فیلان کی وجہ سے زلزلہ
روی زمین پر نازل ہوا منتسب سلطانی جو شاہی ایک دسترخوان شاہی سے تھے اوٹھون نے اپنے دونون کو چیپر کے
کہ بادشاہ بعد فراغ طعام سوار ہوگا اکثر ہاتھ دھوکر اوس محل عالی شان نو تعمیر سے باہر نکل آئے اور سلطان
قضا نصیب ہنوز ہاتھ دھو رہا تھا کہ دفعتا وہ مکان سر سلطان پر گر پڑا کچھ بیٹھ گیا اوسیوقت شہیدی

حیات سے ہاتھ دھوئے اور قصر جنان کی طرف روانہ ہوا غرض یہ سانحہ جانکاہ ۷۲۵ ہجری میں واقع ہوا چار برس پانچ مہینے شش جہت میں سلطنت کی —

بادشاہ بستم

سلطان محمد عادل بن تغلق شاہ نے کہ الغ خان خطاب تھا تخت سلطانی کو رونق بخشی چالیس دن جشن جلوس کو انتظام دیا منصب اور خدمتیں ارکان دولت کو تقسیم فرمائیں ملک فیروز نام عمزاد بھائی کو عہدہ نیابت سے سرفراز کیا ۷۲۷ ہجری کو دہلی سے عنان عزیمت جانب دیوگڈھ اٹھائی اور نقش عمل اپنا فتح و فیروزی کے ساتھ بٹھایا اور دولت آباد اوس قلعہ کا نام رکھا دار السلطنت اپنی قرار دی بعد اسکے جب چند روز گذرے یہ خبر قرع سماع ہوئی کہ ملک بہرام نام برادر خواندہ تغلق شاہ نے ملتان میں رنگ بغاوت جمایا اور سکہ نافرمانی کا کھلایا سلطان نے اپنے حکم کو طلب ملک بہرام کے واسطے روانہ کیا ملک بہرام باغی نے [illegible] اوس شیر بیشہ شجاعت کو شکار کیا سلطان محمد نے لا محالہ ملک بہرام روباہ خصلت کے دفع کرنے کے واسطے دولت آباد سے لشکر کشی کی شیر شرزہ کی طرح ملتان میں پہنچا ملک بہرام کم بخت نے شیر نیستان سلطنت سے مقابلہ کیا آخر تہ تیغ شمشیر اجل ہوا چونکہ اس معرکہ میں خونریزی سخت واقع ہوئی شہزادہ جام نے کہا کہ یہ بادشاہ ظالم ہے نام اسکا سلطان محمد عادل خلاف قرار پایا القصہ جب یہ سخن آویزہ گوش سلطان محمد عادل ہوا پیادہ پا محکمہ قضا میں قاضی صدر جہاں میں جاکر اظہار حال کیا اور دادخواہ ہوا قاضی نے جسوقت شہزادہ سے استفسار کیا اوسنے بلا تامل اقرار کیا اور مظہر ہوا کہ جب سلطان نظر سیاست کسی شخص پر ڈالتا ہے پھر اوسکے زن اور بچوں کو کس انصاف سے حوالہ جلاد کرتا ہے غرض سلطان محمد عادل کو یہ کلام اوس صاحب تیغ زبان بے نیام کا زخم کاری سے زیادہ معلوم ہوا جوہر شمشیر سیاست دکھا قفس آہنی میں نظربند کیا القصہ بعد مراجعت دہلی میں اوسے اہل نصیب سے قتل کیا قضا کار سلطان محمد عادل نے عارضہ دق میں دق ہو کر قریب ملک ٹھٹھہ شتابی کیا [illegible] سے راہ عدم پر قدم رکھا یعنی ۷۵۲ ہجری میں قضا سے وصل نصیب ہوا ستائیس برس [illegible] دیکھی

بادشاہ بست و یکم

سلطان فیروز بن ملک رجب برادرزادہ سلطان تغلق و عمزادہ سلطان محمد عادل نے تاج و تخت شاہی پر قبضہ کیا ۷۵۲ ہجری میں [illegible] شکار کھیل کر عمارت عالی دریائے جمنا کے کنارے طرح تعمیرات ڈالی اتفاقاً الیاس حاجی نام کہ ستارہ تقدیر اوسکا گردش میں تھا سلطان شمس نام بنگالہ میں طلوع ہوا سلطان

فرشوکت اس آتش فتنہ انگیز کے بجھانے کو جانب بنگالہ دریا صفت فوج ظفر موج لیکر روانہ ہوا شمس الدین
اجل نصیب تاب مقابلہ نہ رکھتا تھا آخر دنبالہ دار کے مانند مضطرب ہوکر اپنے ملک سے دست بردار ہوکر قلعہ کولہ مین کہ
محکم تر قلاع بنگالہ سے تھا قیام پذیر ہوا ہاتھی گھوڑے جملہ اسباب امارت اور تمام سامان جاہ وحشمت تصرف سلطان
فیروز ظفر نصیب مین آیا برسات مرادآباد مین طے کی اکثر قلاع مستحکم تسخیر کیے اور جوہر ملکگیری بزور شمشیر شجاعت
روے زمین پر آشکار کیے نشان غنیم قلمرو مین یکقلم باقی نہ رہا جب شام جوانی صبح پیری سے مبدل ہوئی چاہا کہ تاج
وتخت شاہی اپنے فرزند رشید کو تفویض کرے دو اختر تابندہ برج شرف مین تھے ایک محمد خان اور دوسرا
فتح خان کہ اسنے حیات پدر مین وفات پائی تھی منصب وحشم اسکا اسکے فرزند سے متعلق رہا مگر محمد خان کو ناصر الدین
محمد شاہ خطاب دیکر تخت سلطانی پر بٹھایا اور آپ ایک گوشہ مین بیٹھکر کمان عبادت چڑھائی لیکن بروز جمعہ خطبہ مین
نام ان دونون کے زیب زبان ہوتے تھے آخر الامر محمد شاہ سے بعض حرکات ناپسندیدہ وامور ناشایستہ ظہور مین
آے سلطان گوشہ نشین نے اوسکو حکومت سے معزول کیا اور تغلق شان نام اپنے پوتے کو تغلق شاہ خطاب دیکر
والی ملک بنایا القصہ جب جام حیات سلطان فیروز بادۂ ممات سے لبریز ہوا اٹھارہوین شہر رمضان ۷۹۰ ہجری مین
عالم بقا کو آپہونچی اڑتیس برس دریاے حکومت اسکا موج زن رہا اب سلطان تغلق شاہ بن فتح خان بن فیروز شاہ
کی روداد زیب قلم ہے ۔

بادشاہ بست ودوم

جب سلطان تغلق شاہ نے بالاستقلال سلطنت پائی سکہ حکومت روے زمین پر جاری کیا مگر فلک کجرفتار دل عناد
رکھتا تھا اسنے تازہ خاک اوڑائی ابوبکر بن ظفر خان برادرزادہ اسکا ہراس ودہشت کی راہ کسی جانب بھاگا ہوا
صاحب حوصلہ تھا اکثر امراے نامدار سے بواسطہ ساز وباز جماعت معقول بہم پہونچاکر ہاتھ پاؤن حد بساط سے
باہر نکالے قصہ مختصر تغلق شاہ کو جہان نام وزیر سمیت قتل کیا اور سر اونکے دروازہ شہر پر قندیل صفت
اویزان کیے پانچ مہینے سترہ دن یہ معاملہ طے ہوا ۔

بادشاہ بست وسوم

ابوبکر بن ظفر خان مذکور کو امراے بی بنیاد کے اتفاق سے اتفاقاً بادشاہی نصیب ہوئی جاہ وحشم فیروزی
ہاتھ آیا دہلی پر متصرف ہوا لیکن بعضے سردار فیروز شاہی اطوار ناشایستہ ابوبکر دیکھکر رنجیدہ خاطر ہوے
اور ایک خط بدین مضمون دلاویز کے ساتھ محمد شاہ بن فیروز شاہ کے نام قلمبند کیا چنانچہ محمد شاہ نے

اوسکے مطلب سے مطلع ہوکر چار ہزار پیادہ و سوار اپنے ساتھہ لیکر دہلی مین نازل ہوا یہان ابوبکر شاہ
روگردانی ارکان دولت کی وجہ بیدست و پا ہو رہا تھا دست پاچہ ہوکر کوٹلہ میوات کی طرف روانہ ہوا اور
بہادر میواتی سے جو لفظ ناہر اوسکے ساتھہ مشہور تھا پناہ چاہی اور بنظر تقدم بالحفظ محمد شاہ نے پیشتر اوس سے
کہ دہلی مین رونق افروز ہوا تھا اکثر اپنے بدخواہون کو جو باعث فتنہ انگیزی تھے اونکو تیغ آبدار کے گھاٹ اوتارا
اور سر بہادر مذکور پر بھی موج دریا کی مانند نازل ہوا ہرچند بہادر نے میدان جنگ مین داد بہادری دی لیکن تاب
محاربہ نہ لا سکا خواستگار امان ہوا محمد شاہ نے خلعت دیکر اپنا مطیع و فرمانبردار بنایا تھا لہذا بہادر مذکور نے
ابوبکر شاہ کو زندہ پکڑ کر حضور محمد شاہ مین حاضر کیا اوبار سر پر سوار تھا حبس ابدی مین گرفتار ہوا اور ڈیڑہ برس بادشاہت کا لطف کا

بادشاہ بست و چہارم

سلطان محمد شاہ بن فیروز امراء نامدار و ارکان دولت کی پشت گرمی سے سلطنت دہلی پر مسلط ہوا حکمرانی کو
رونق دی اتفاقاً خبر وحشت اثر گوش زد ہوئی کہ شجاع کھوکھر براہ شرارت و طرز بغاوت اطاعت سے سر پھیر کر لاہور پر
متصرف ہوا سلطان محمد شاہ نے شاہزادہ ہمایون خان کو اوسکی سرکوبی کے واسطے مامور فرمایا یہ شاہزادہ ابھی شہر سے باہر
نہ نکلا تھا کہ سلطان محمد شاہ کو سفر عدم پیش آیا چھہ برس سات مہینے منزل سلطنت طے کی بیت نخواہد این چمن از
سرو لالہ خالی ماند یکی ہمین رود و دیگری ہمین آید القصہ جب اس بادشاہ نے دنیا سے کوچ کیا

بادشاہ بست و پنجم

سلطان علاء الدین سکندر شاہ بن سلطان محمد شاہ کہ ہمایون خان نام رکھتا تھا حکم خدا سے تخت سلطنت
دہلی پر جلوہ فرما ہوا اس شش جہت مین ایک مہینہ سولہ دن کی سلطنت اسکی بھی حیات پنجروزہ مین نصیب تھی

بادشاہ بست و ششم

آخر سلطان محمود چھوٹا بیٹا محمد شاہ کا فرمانروا بنا ناصر الدین محمد اپنا خطاب قرار دیا اور مقرب الملک کو خطاب دیکر وزیر اپنا
بنایا اور اکثر امرائے ممالک محروسہ مین جا بجا مقرر و مامور فرمایا کڑہ مانک پور و اودہ و سندیلہ و دلمؤ و بہرایچ اور تربت وغیرہ
علاقجات جو ویران و خراب پڑے تھے اونکو سر نو آباد کیا اور سارنگ خان کو شجاع کھوکھر کی آشوب و فتنہ کے دور کرنیکے
واسطے جانب لاہور روانہ کیا اور فوج دریا موج ہمراہ کی شجاع مذکور نے بارہ کوس شہر لاہور سے باہر نکلکر مقابلہ کیا صورت
محاربہ عظیم جلوہ آرا ہوئی آخر اس معرکہ مین سلطان محمود نے مقرب خان کو اپنے پاس بلاکر
نیابتاً دہلی مین مامور کیا اور آپ گوالیار وغیرہ کی جانب متوجہ ہوا لیکن ملوخان برادر سارنگ خانی

بدگمانی دلمین متمکن تھی لہذا ملوخان بھاگ کر مقرب خان کے پاس دہلی مین پہونچا وقت مراجعت سلطان
محمود شہر فیروزآباد مین رونق بخش ہوا مقرب خان نے اس خوف سے کہ ملوخان کو اپنے پاس جگہہ دی تھی باہر
پاؤن نکالا آمادہ سرکشی ہوا قلعہ کو مستحکم کیا تین مہینے برابر آتش جنگ و جدال مشتعل رہی اتفاقاً سعادتخان نام
جو سرلشکر سلطانی تھا اور مقرب خان سے مقابل اسکی طرف سے آئینہ دل سلطان محمود کسی صورت سے زنگ آلودہ
ہوا لامحالہ سعادتخان متحیر ہوکر اپنی عزت جان اور آبرو کے واسطے مقرب خان سے جا ملا اور بخوف عداوت تازہ کی بنائی یعنی
نصرت خان بن فیروزشاہ کو میوات سے بلاکر ربیع الاول سنہ مذکور مین تخت سلطنت پر بٹھا دیا اور ناصر الدین
نصرت شاہ خطاب کیا آخرکار درمیان دونون بادشاہون کے جنگ قائم ہوئی ولایت میانہ دو آب سنبھل
و پانی پت و جھجر وغیرہ تصرف نصرت شاہ مین تھے اور حصار و باولی وغیرہ پر کہ ملک میران تھا سلطان محمود
متصرف تھا غرض تین برس تک یہ معاملہ اسی صورت پر رہا آخرکار ماہ صفر سنہ ۸۰۱ ہجری مین صاحب قرانی
امیر تیمور نے ملتان مین نزول فرمایا اور بھٹنیر کے قلعہ کو فتح کیا اور جلد ہی مین ہی کو متعاقب جب قریب دہلی
پہونچا پچاس ہزار آدمی جو گرفتار و اسیر کر لایا تھا انکو ہندو سمجھکر بیدریغ تہ تیغ کیا اقبال خان و سعادتخان
تاب و طاقت مقاومت صاحب قرانی نہ لا سکے ناچار رخ میدان جنگ سے نگاہ معشوق کی صورت پھیرا سلطان محمود
قدم راہ فرار پر رکھا جانب گجرات گئے اور صاحب قران نے دوسرے دن اہل دہلی کو امان دی اور پندرہ دن قیام کیا
اور یہان سے مظفر و منصور ماوراء النہر کی طرف بصورت موج روان ہوا وقت مراجعت سید خضر خان کو اپنی
ملازمت سے دامن آرزو پر مالامال کیا خلاصہ امیر تیمور نے صوبہ دیپالپور و ملتان دیگر شاہان سے بپرانی
کی کہتے دہلی کو لیکر انکو بخشا خضر خان نے یہ حکم سلطانی جو تاثیر قہر بازی رکھتا تھا سکندرنگ بازو پر لی
اور ولایت دیپالپور و ملتان اپنے قبضہ تصرف مین لاکر قوت عظیم پیدا کی اتھ پاؤن ہلانے لگے سلطان
محمود کو پہلے ہی حملہ مین شکست دی ناچار سلطان محمود نے ۸۱۵ ہجری مین حیات سے ہاتھ
دھوکے پاؤن شش جہت سے اوٹھایا القصہ اب یہان سے سلسلہ سلطنت خاندان فیروزشاہ منقطع ہوا
مدت حکومت سلطان محمود تیرہ برس دو مہینے حساب شمار مین آئی —

بادشاہ بست و ہفتم

سید خضر خان بن ملک اشرف کہ پہلے ملک سلیمان نام تھا سلطنت نصیب ہوا مخدوم جہانیان نصیر الملک کے
گھر مین مہمان گیا تھا نصیر الملک نے ملک سلیمان سے کہ پسر خواندہ بنایا تھا فرمایا کہ طشت و آفتابہ لاکر ہاتھ مخدوم

موصوف کی ہاتھہ ہوا ئی یہ سخن آبدار سنکر مخدوم ممدوح تر زبان ہوے کہ ملک سلیمان فرزند سید عالی نسب ہے ایسی خدمت آپ اس سے لینا آبرو دینا ہے خلاصہ اوسوقت سی سیدزادگی ملک سلیمان کی ثابت ہوئی اور اسنی وہ رنگ گلشن حکومت مین جمایا اور داد شجاعت دی کہ ملک گہر کو جو فی الحال شمس آباد مشہور ہے بوجہ فتنہ وفساد قتل کیا کنپلہ و پنپیالی کو جو آمادہ سرکشی تھی گوشمالی دیکر سکہت وغیرہ سے گذرا اور اکثر مقامات ہند وفرمانروایون کے تسخیر کرتا ہوا جلیسر مین پہونچا ملک تاج الملک و مہابت خان کو اہتمام کے واسطے وہان پر مامور کیا اور آپ گوالیار مین آیا راجہ مان والی گوالیار سے مال وخراج لیکر مظفر ومنصور دہلی مین رونق افروز ہوا آخر ۸۲۴ھ ہجری مین دست قضا سی شکست پائی نو برس ڈنکا حکومت کا بجایا —

بادشاہ بست وہشتم

مبارک شاہ بن خضر خان نی مقام پدر بزرگوار کو آبرو بخشی تخت سلطنت پر مسند آرا ہوا اور اوسی سال کیسر مین جاکر مہابت بداونی کو جو خضر خان سے باغی ہوا تھا ایسا سخت پنجہ عذاب مین کھینچا کہ وہ کشادہ پیشانی دست بستہ مال ومتاع بیقیاس لیکر حاضر ہوا اور دولت ملازمت حاصل کی اور سپہ بیکران بادشاہ دریا کی موج کی مانند آب گنگ سی گذر کر اکثر ولایتون مین راجاؤن پر رنگ تاخت جمایا مبارز خان و کمال خان کو متمردان کنپلہ و پنپیالی کے دفع کرنے کے واسطے چھوڑ کر عنان مراجعت جانب دہلی اوٹھائی تمام ممالک محروسہ پر سکہ حکم محکم بٹھایا لیکن بہار گلشن جوانی شباب پر تھی رنگ عیش ونشاط خوش آیا اور نشہ شراب غفلت آنکھون مین چھایا بدخواہون نے فرصت پاکر گل تازہ کھلایا یعنی سدپال کہتری جو معتمد علیہ تھا اس سے متفق ہوکر محل سلطانی مین در آئے اور اوس شمشاد باغ سلطنت کو گلشن ایجاد سی چہل شمشیر وخنجر کے کھلا کر گلزار ارم کی طرف روانہ کیا تیرہ برس تین مہینے سولہ دن اسنے بھی گلستان حکومت مین ہزار رنگ سے گلچینی کی آخر بہار عمر خزان نصیب ہوئی

بادشاہ بست ونہم

اسکے بعد سلطان محمد شاہ بن فیروز خان برادر زادہ مبارک شاہ جو آغوش فرزندی مین رونق پذیر تھا مسند حکومت وتخت سلطنت پر بیٹھا حکمرانی چہکائی سرور الملک جو در پردہ ہوای شر وفساد سر مین رکھتا تھا اور بظاہر مطیع وفرمانبردار محمد شاہ نے اوسکو جہانجہان خطاب عطا فرمایا نظر مین ممتاز تھا لیکن وہ کوتاہ چشم اور ہیچ فکر دل مین تھا تازہ شر وفساد ملک مین پیدا کیا یعنی میواتیون سے ساز وباز کرکے سلطان محمود خلجی کو مالوہ سے حکومت دہلی کے واسطے بلایا چنانچہ سلطان محمود ۸۴۳ھ ہجری کو دہلی مین آیا

محمد شاہ نے پہلے علاء الدین شاہزادہ کو اجازت مقابلہ دی کہ وہ شجاع میدان جنگ کو رونق دے اور بازار حرب وضرب گرم کرے ملک لودی کو مقدمۃ الجیش بنایا جو ہمرکاب شاہزادہ تھا اودھر محمود خلجی نے بھی جواب ترکی بہ ترکی اپنے لڑکے کو مقابل کیا جنگ عظیم طرفین مین واقع ہوئی آخر نوبت صلح آئی محمود خلجی غنیمت جانکر جانب مالوہ براہ عجلت روانہ ہوا مگر بہلول لودی نے تعاقب اوسکا کیا چھوڑا اسباب و پتال وغیرہ اوسکا جو سر دست ہاتھ آیا کمال بامردی کے ساتھ تاراج وغارت کیا چنانچہ محمد شاہ نے بہلول لودھی کو اس چالاکی اور کارگذاری کی عوض انواع عنایات سلطانی سے سرفراز فرمایا اور ملک دیبال پور مرحمت کیا بہلول لودھی تموز شاہ نے تقویت تازہ پاکر سنہ ۸۴۳ ہجری مین نواح پنجاب کو چھا نون اور گکھرون سے بزور شمشیر لیکر اپنے قبضہ تصرف مین لایا چنانچہ یہ صورت باعث ملال خاطر محمد شاہ ہوئی بہلول لودھی نے بغاوت پر کمر باندھی لشکر سمیت شہر دہلی پہ آیا مدت تک بادشاہ پر بلائے محاصرہ نازل رہی لیکن بدقسمت تھا آخر بے نیل مرام پھر گیا اسی عرصہ مین محمد شاہ کو ضعف پیری نے لیا اور ایام حیات پورے ہوگئے ناچار علاء الدین نام اپنے فرزند کو جو جاگیر بدایون مین جاگیر کیا تھا بلاکر ولیعہد بنا کر سنہ ۸۴۹ ہجری مین رخصت ہستی ہم ۸۵۵ مع بادشاہ رادون کی باشاہی رہا

	بادشاہ سی ام	

سلطان علاء الدین نے حسب وصیت پدر تاج شاہی زیب سر کیا اور قدم مبارک تخت سلطنت پر رکھا مگر بسبب عیش دوست تھی ملک رانی مین کمال سستی کرتا تھا اور بہلول نشہ شراب مین حکومت سرشار اور آراستگی فوج مد نظر اوسنے سلطان علاء الدین کو عرضداشت اس مضمون پر افسون کی تحریر فرمائی کہ مین بندہ اور فرمانبردار حضور کا ہون یہ اجتماع لشکر فقط بنظر خیرخواہی ہے کہ وقت ضرورت سرکار شاہی مین کام آئے چنانچہ سلطان علاء الدین نے کہ ضعیف طالع تھا اوسکے جواب مین یہ لکھا کہ بادشاہ مرحوم نے مجکو زبان مبارک سے فرزند خواندہ فرمایا ہے اب مجکو اب خواہش سلطنت نہین فقط جاگیر بدایون پر قناعت ہے سلطنت دہلی بطیب خاطر تمکو عنایت کی القصہ بہلول نے بے جنگ و نزاع دہلی مین آکر حکومت کرنی شروع کی اور بدایون چند پرگنات سمیت علاء الدین کے تصرف مین رہے بعد ۸۸۳ ہجری مین سرای فانی سے سفر کیا۔

	پادشاہ سی دوم	

سلطان بہلول نے مستقل ہوکر تاج شاہی سر پر رکھا سلطنت دہلی کدو کاوش بیشتر کی اتفاقاً اوسی سال جانب ملتان غنیمت

اوٹھائی تھی کہ ادہر بادشاہان ولایت شرقیہ نے ملک دہلی مین خلل اندازیان شروع کین ناچار سلطان بہلول نے ملتان سے مراجعت فرمائی مفسدہ پردازان ولایت شرقیہ کو گوشمال واجبی دی اور آتش فتنہ جو مشتعل ہوئی تھی فرو کی اور مقام جونپور کو گرم کیا اسکے بعد محمود شرقیہ نے وفات پائی حسین برادر محمود مرحوم نے محمد شاہ برادرزادہ کو مار کر مسند حکومت پر جلوس کیا اور تمنای سلطنت دہلی مین سات مرتبہ بہلول لودہی سے آکر مقابلہ کیا طرح جنگ جدال ڈالی لیکن شکست پائی ہر بار ہزیمت سخت اوٹھائی تمام جاہ وحشم برباد دیا چنانچہ ہزار فیل کوہ پیکر مال ومتاع بیشمار بہت بہلول کو اس لوٹ مین ہاتھ آئے جونپور تک تعاقب کیا عالم مجبوری تھا حسین مذکور جونپور چھوڑکر راہ بہرائچ سے جانب قنوج قدم زن ہوا اور پٹنہ مین پہونچا یہان بہلول نے باربک شاہ شاہزادہ کو تخت سلطنت شرقیہ پر بٹھا کر مراجعت فرمائی دھولپور مین آیا چاندی بہت سی کئی من سونا بطریق پیشکش نذر لیکر جانب گوالیار متوجہ ہوا راجہ گوالیار براہ استقبال قدم زن ہوکر نقد لاتعداد سے مالامال ہوا اور اسی لاکھ تنکہ پیشکش دینا قرار دیکر جانب گوالیار سے پھر گیا اور سلطان نے جانب دہلی مراجعت فرمائی راہ منزل حیات پوری ہو چکی تھی عارضہ مند ہوکر ۸۹۴ھ ہجری مین وفات پائی اڑتیس برس آٹھ مہینے آٹھ دن شش جہت مین بے کشمکش ورنج سلطنت کی —

بادشاہ سی ودوم

سکندر ولد بہلول کہ نظام خان نام مشہور تھا بادشاہ ہوا عیسی خان حاکم پٹیالی پرگنہ آتادہ سرکشی شعار گرکی اوس فرعون باسامان نے پہلے قدم جانب مقابلہ اوٹھایا طرح جنگ ڈالی میدان کارزار گرم کیا آخر زخم دامن دار گریبان گیر ہوا کمر اطاعت پر باندھی لیکن اوسی مرض زخم تیر نے جامہ حیات اوسکا منقطع کیا باربک شاہ نے رای گنیش نام راجہ پٹیالی کو جو اصلی سلسلہ یکجہتی طلب کیا مگر بیتاب سطوت سکندری نہ لاسکا ناچار باربک شاہ اٹک جونپور سے داخل قنوج ہوکر سکندر شاہ سے صف آرا ہوا مگر بعد حرب وضرب کے شکست کھائی آخر مجبور خون جگر کھاکر قلعہ بداون مین جاکر دبا رہا سلطان سکندر نے شجاعت ودلاوری کے ساتھ بزور شمشیر قلع وقمع کیا جب عاجز آیا سلطان سکندر کے پاس حاضر ہوا سلطان سکندر نے اوسکو اپنے ساتھ جونپور مین لاکر خلعت خاص سے ممتاز کیا اور تخت شرقیہ پر پھر بٹھا دیا مگر اور پھر اطراف شرقیہ کے اپنے امیرون کو تقسیم وتفویض کیے القصہ جس مقام پر فوج ظفر موج سکندری ضرورت فرما نازل ہوئی کلید فتح ہاتھ آئی عروس ظفر دست بدست فرصت سے ہم آغوش ہوئی بعد اسکے خواجہ محمد فرملی جو نمکخوار شاہ حسین تھا اوسکو سلطان سکندر نے راجہان کے پاس بھیجا

چنانچہ اوسنے حسب رضاے سلطان اطاعت اور پیشکش قبول کی سلطان سکندر فتح و فیروزی کے ساتھ آگرہ مین آیا کہ ناگاہ پرچہ اخبار آگرہ سے یہ خبر گوش زد ہوئی کہ سلطان شرف حاکم تھا یہ قلعہ محکم بناکر ارادہ بغاوت رکھتا ہے بلکہ آمادہ سرکشی لہذا سلطان نے آگرہ سے لشکر ظفر پیکر سمیت کوچ فرمایا اور صورت موج دریاے ذخار سر دشمن پر پہونچکر قلعہ کو محاصرہ کیا بعد تسخیر اوس ولایت کو جاہجان فرملی کے حکمرانی مین سپرد کیا اور آپ جانب پٹنہ متوجہ ہوا تھا کہ جاسوسون نے آکر خبر دی کہ سلطان حسین شرقیہ نے جمعیت تازہ بہم پہونچائی ہے اور لفظ جانب فساد عجب نہین کہ جونپور مین کوئی فتنہ تازہ برپا کرے لامحالہ سکندر شاہ نے پھر لاکھ سوار پیدل ہمرکاب لیکر راہ شرقیہ کی طرف عنان عزیمت اوٹھائی سلطان حسین کوتاہ چشم قوت مقاومت نرکھتا تھا عین معرکہ مین لڑائی سے آنکھ چرا کر جانب بہار صورت بہار خزان نصیب ہوا سلطان سکندر نے بوے گل کی روش برابر تعاقب سے قدم اوٹھایا ناچار سلطان حسین نے بہار سے بھی دل ہار کر راہ فرار لی کہیل گانون کی طرف پہونچا یہان سر دست تمام ملک بہار سلطان سکندر شاہ کے قبضہ تصرف مین در آیا پھر مظفر و منصور منیر مین نازل ہوا اور اس ولایت کو بھی بزور اقبال مسخر کیا بعد فتح شیخ المشائخ شیخ شرف منیری کی زیارت سے مشرف ہوا القصہ اکثر تاریخ مین اس سکندر شاہ کو سکندر ثانی قرار دیا ہے سنہ ۹۱۱ ہجری مین تمام سرزمین ہندوستان پر زلزلہ عظیم واقع ہوا تھا اکثر پہاڑ اپنی جگہ سے جنبش کر گئے اور دامن زمین جابجا گریبان صفت چاک چاک ہوا مصرعہ

ع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت

القصہ مختصر یہ سلطان سکندر نے اکثر مقامات مین قصر سلطانی اور عمارات ہمسر برج آسمانی تعمیر کیے اور بہجت خان حاکم چندیری نے براہ اطاعت و فروتنی ملک چندیری وکلاے سلطان سکندر شاہ کو تفویض کیا۔ آخر کار سنہ ۹۲۳ ہجری آگرہ تک پہونچکر دار فانی سے کوچ کیا اٹھائیس سال پانچ مہینے حکمرانی کی

بادشاہ سی و سوم

سکندر ابراہیم بن سکندر شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرماکر داد حکومت دی مگر اتفاق ارکان دولت سے بیٹھا آخر انھون نے بکشادہ پیشانی کمر ملک ستانی پر باندھی فرمان سلطانی جو نمونہ قہر ربانی تھی حکام متعینہ حدود شرقیہ وغیرہ کے نام جاری کیے کہ اس ضمن مین جلال خان ولد سکندر نے جو حاکم جونپور تھا کالپی مین آکر جمعیت کثیر بہم پہونچائی ہاتھہ پاؤن براہ شرارت نکالے خطبہ اپنے نام قرار دیکر سلطان جلال الدین بنا اعظم ہمایون نام بھی جو صاحب اسی ہزار سوارون کا تھا کچھ دنون جلال خان سے متفق رہکر متفرق ہوا القصہ جب جلال خان نے جاہ و جلال سلطان ابراہیم معائنہ کیا سخت مضطر ہوکر دو تنخواہون کی صلاح و مشورہ سے تمام سامان شکوہ و تجمل جو جمع

کیا تھا حضور سلطان ابراہیم نے بطریق نذر و پیشکش ارسال کیا اور منظور تھا کہ سرزمین کالپی میری جاگیر مین دیجائی
مگر یہ درخواست اوسکی بارگاہ سلطانی مین پذیرا نہوئی ناچار جلال خان مضطر و پریشان ہوکر راجہ گوالیار کے پاس
پناہ کے واسطے پہونچا اور سلطان ابراہیم نشہ شراب غرور و جوانی مین سرشار تھا منحرف ہوکر میان بھوہ وزیر اعظم
سکندری کو قید کیا اور اوسکے لڑکے کو منصب وزارت سی سرفراز فرمایا چنانچہ وزیر مذکور نے اوسی قید مین مجلس
حیات سے نجات پائی اور اسیطرح اعظم ہمایون کو بھی زندان نصیب کیا کہ اوسنے بھی اوسی قیدخانہ مین زندان
حیات سی رہائی پائی القصہ اسکے بعد پھر بادشاہ اپنے ارکان دولت کے ساتھ ان صورتون سی پیش آیا کہ فتور عظیم
سلطنت مین واقع ہوئی بدخواہون نے سر اوٹھایا چنانچہ مسمی غازی خان ابراہیمی ایک امیر نامی تھا اسنے
ظہیرالدین محمد بابر شاہ کی خدمت مین عریضہ ارسال کیا اور یہان کی کیفیت خراب سی اطلاع دی محمد بابر شاہ
عالم خان لودھی کے ساتھ کہ حامل عریضہ مذکور تھا جانب ہندوستان عازم ہوا سیالکوٹ و لاہور وغیرہ مضافات
پنجاب مین نقش حکومت بٹھاکر عنان توجہ جانب دہلی اوٹھائی ابراہیم شاہ کو جو یہ خبر وحشت اثر پہونچی برہم ہوکر بتاریخ ہشتم
دن سنہ ۹۳۲ ہجری کو میدان پانی پت مین فوج دریا موج جانبین کی یکجا ہوئی قریب تھا کہ آتش حرب و ضرب
میدان جنگ مین شعلہ افگن ہو سلطان ابراہیم کی طرف لاکھ سوار ہمرکاب تھے اور ہزار ہاتھی کہ ہر ایک کوہ پیکر
تھا جلو مین اور محمد بابر شاہ کی جانب پندرہ ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ و با کثرت اور یہ قلت مگر شکست و فتح
من جانب اللہ ہے جانثاران بابری ہر فرد خود شمشیر باخت کی اور سپاہیون کی سر دست کاٹ لیجاتی تھی
اور لشکر سلطان ابراہیم مین کوئی کان تک ہلا نہ تھا آخرکار آٹھوین رجب جمعہ کے دن میدان جنگ قائم ہوا
اور دونون لشکرون نے صف آرائیان کین مقابل ہوی جنگ عظیم برپا ہوی کار آگہی قضا ہی کا سلطان ابراہیم
ایک شخص کی ہاتھ سی مارا گیا لشکریان بابری نے اوسکو پہچان کر سرتن سے جدا کیا اور بابر شاہ کے پاس لیگیا
مدت سلطنت ابراہیم نو برس شمار مین درآئی —

بادشاہ سی و چہارم

ظہیرالدین محمد بابر شاہ غازی نے تخت سلطنت کو رونق بخشی فتحنامی سمرقند و بخارا و خراسان و کاشغر وغیرہ
ملکون کی طرف روانہ کیئے اسطوت سلطانی و دبدبہ کشورستانی شائع ہو علی العزم تھا ہی لشکر ظفر پیکر اور
ولایتون کی تسخیر کے واسطے نامزد کیا عروس فتح ہمرکاب تھی کنجیان تمام قلاع ہندوستان کی ہاتھ آئین
چنانچہ ولایت سنبھل محمد ہمایون کی جاگیر مین درآئی المختصر کچھ عرصہ کے بعد محمد بابر شاہ عارضہ شدید مین مبتلا

ہوکر ۹۳۷ہجری میں دست قضا سے شفا پائی عالم فانی سے ملک جاودانی کی راہ لی سن شریف پچاس برس کو قریب پہونچا تھا بارہ برس کی عمر میں تخت سلطنت پر قدم رکھا ماوراءالنہر و بدخشان و کابل و ہندوستان میں اڑتیس برس تک حکومت جاری رہا آخر فنا آخر فنا —

بادشاہ سی و پنجم

نصیر الدین محمد ہمایون شاہ غازی سنبھل سے براہ عجلت آگرہ پہونچا خلیفہ جو وکیل و وزیر تھا اسکو استصواب کے ساتھہ دہلی میں تخت سلطنت کو روکش تخت سلیمان بنایا خیر الملوک تاریخ جلوس کسی شاعر سے یادگار ہے القصہ وقت جلوس اس بادشاہ دریادل نے کشتیاں زر نقد سے لبریز انعام تقسیم کین لہذا کشتی زر بھی مادہ تاریخ جلوس حضرت ہے پہلے سال جانب قلعہ کالنجر لشکر سلطانی نے سر اوٹھایا اور نشان فتنہ و شر کا اس دیار سے مٹایا کارپردازان سلطنت جملہ مطیع فرمان ہوئے وقت معاودت آگرہ میں بزم جشن عظیم ہزار خوبی و حسن مرتب کیا بارہ ہزار ملازم خورد و بزرگ اس جلسہ عشرت میں خلعتہای فاخرہ سے مخلع اور ممتاز ہوئے بعد اسکے محمد زمان ابن سلطان مرزا کہ شعلہ مخالفت سے ملبس مشتعل رکھتا تھا گرفتار ہو کر قلعہ بیانہ میں بھیجا گیا اور حکم شربت سلطانی کے موافق کرم سلائی اوسکی آنکھوں میں کھینچی گئی حسب تقدیر مردمک چشم اندک صدمہ عظیم سے محفوظ رہی یعنی پردہ ظلمت آنکھوں پر طاری نہوا تھا کہ وہ محبس سے دیدہ و دانستہ کافور ہوا اور سلطان بہادر گجراتی کے پناہ میں پوشیدہ صورت نگاہ پہونچا سلطان بہادر محاصرہ قلعہ چتور میں مشغول تھا ہوا گرم سرد مہری اپنی گرما گرمی کے ساتھہ دکھارہی تھی محمد زمان نے اوسوقت حسب ضرورت پارہ گلقند کے واسطے سلطان بہادر سے التماس کی چنانچہ اوس صحرا میں بیس اراجہ سے زیادہ گلقند سے ماہر اور موجود تھے سلطان بہادر نے فوراً مکان محمد زمان پر وہ تمام و کمال گلقند شگفتہ خاطری کے ساتھہ بھیج دیا اور زبان شیرین پر یہ کلام عذر شکر بار لایا کہ اس جنگل میں اسیقدر حاضر تھا سبحان اللہ کیا شان و عظمت لشکر و امارت اکیا گلقند سے گلفشان ہے القصہ جب ہمایون شاہ نے سلطان بہادر کو طلب محمد زمان کے باب میں محبت نامہ تحریر فرمایا اوسکے جواب میں کلام سخت و سست حوالہ زبان قلم کیے جسنے آتش غضبناک سینہ ہمایون شاہ میں بھڑکا دی اوسی دن تسخیر گجرات کا عزم مصمم گوشہ نشین خاطر عالی ہوا لیکن سلطان بہادر انتزاع قلعہ چتور میں مصروف تھا اور رانا سانگا سے میدان محاربہ میں صف آرا تھا تاتار خان سوری سلطان بہادر کی طرف سے آکر بیانہ پر متصرف ہوا ہمایون بادشاہ نے آگرہ سے اوسکی طرف عنان عزیمت اوٹھائی تاتار خان مذکور تاب مقاومت

نہ لاسکا تین ہزار آدمیون سمیت نقد جان عزیز کف سلامتی مین محفوظ رکھکر راہی ہوا باقی ہمراہی اوسکی کشتہ ہوے
ہمایون بادشاہ نے اوسوقت اپنے دلمین تصور کیا کہ سلطان بہادر چتور مین مصروف جنگ و جدال ہے ایسے ہنگام
کشمکش مین اوسکے سر پر صورت اجل پہونچنا باعث ضعف شجاعت ہے نام بد مشہور عالم ہوگا لہذا سارنگپور
مین قیام پذیر ہوے جب سلطان بہادر نے قلعہ چتور کو فتح کیا اور اطراف سارنگپور مین پہونچا ہمایون شاہ نے
طرح جنگ ڈالی میدان حرب و ضرب گرم کیا دو مہینے برابر جشن محاربہ عظیم طرفین سے برپا رہا رومیخان وزیر
مطلق سلطان بہادر اپنے آقاے نعمت سے براہ شرارت پھر اتھا وجہ اسکی یہ تھی کہ سلطان بہادر عہد شکن نے
قلعہ چتور بعد فتح اوسکو نہ دیا بخلاف شرط ظہور مین لایا اس خاطر شکنی کے سبب پوشیدہ ہمایون شاہ سے
راہ محبت بواسطہ ساز و باز نکالی تھی اتفاقاً لشکر سلطان بہادر مین قحط غلہ نازل ہوا اکثر اہل لشکر اور دواب
نایابی غلہ سے ہلاک و خراب ہوے اوسوقت رومیخان بھاگ کر اردوے ہمایون شاہ مین شامل ہوا اور
سلطان بہادر کہ ڈیڑہ لاکھ سوارون کا ستھا ایسا نعل در آتش ہوا کہ سخت پریشان ہوکر پانچ آدمیون سمیت
کہ مصبح تھے عقب سراپردہ سے نکل کر در پردہ جانب مندر راہ فرار پر قدم زن ہوا جب یہ خبر گوش زد ہمایون
شاہ ہوے تعاقب اوسکا کیا اکثر سپاہ سلطان بہادر جو اس راہ مین بھاگی ہوئی جاتی تھی علف تیغ بیدریغ
سلطانی ہوئی آخر سلطان بہادر وہان بھی قیام پذیر نہو سکا پانچ چھہ سوار ہمرکاب لیکر شہر احمد آباد تک تاخت
تاراج کرتا ہوا پہونچا آخر مجبور ہوکر بندر دیپ مین اہل فرنگ سے پناہ چاہی تقدیر اولٹی تھی تدبیر نے برعکس
کام کیا اہل فرنگ نے دلمین تصور کیا کہ سلطان بہادر بندر دیپ لینا چاہتا ہے دام فریب مین لاکر غرق دریا
کیا چنانچہ تمام ملک گجرات تمازیان شاہ ہمایون کے قبضہ تصرف مین در آیا قضارا اوسی زمانی مین خبر پہونچی
کہ مرزا عسکری جونپور مین خطبہ اپنے نام کا پڑہکر عزم دہلی رکھتا ہے لہذا ہمایون بادشاہ متوجہ آگرہ ہوا اور
ہندو بیگ کو کئی ہزار آدمیون سمیت قلعہ چانپانیر و محال گجرات مین چھوڑا کہ اس درمیانمین شیرخان افغان
جو بنگالہ مین تھا بادشاہ گور دارالریاست سے درست سمجھکر ولایت گور و بہار و جونپور و قلعہ چناوہ پر قبضہ کیا
اور متصرف ہوا لامحالہ ہمایون بادشاہ انطفاے آتش فساد و شرارت شیرخان کے واسطے چودہوین صفر
سنہ ۹۴۵ ہجری کو فوج دریا موج لیکر روانہ ہوا اور قلعہ چنارہ کو جسپر جلال خان ولد شیرخان نے عمل کیا تھا
محاصرہ کیا شش مہینے و ... کوشش رومیخان کی وجہ فتح کیا اور جلال خان باہمت
بھاگ کر شیرخان کے پاس گیا اور شیرخان ... گڑہ سے جانب روہتاس پہونچکر وہان کے راجہ سے رجوع کی اور دام فریب

دانائی کے ساتھ سمجھایا کہ وہ راجہ شکار شہباز تزویر کا ہو کر اوسکی درخواست پر رضامند ہوا کہ اپنے متعلقان
صاحب عصمت کو بلا تکلف قلعہ مین لا کر قیام پذیر ہوا اور رانی کو بھی طمع زر نقد دیکر پھنسا لیا تھا چنانچہ
دو ہزار پانسو پٹھان مسلح جان نثار محافہ مین در پردہ بٹھا کر قلعہ مین روانہ کیا یہان سد باب کون سا تھا
ان جانبازون نے آتے ہی حسب تلقین و اشارہ راجہ کو راہ فنا دکھائی قلعہ کو اپنے اختیار مین لا کر بخوبی قلع
و قمع کیا ہمایون بادشاہ جتا وہ سے بنگالہ مین جا کر استقامت پذیر ہوا حسب اتفاق آب و ہوا خوشگوار
بھی پسند آئی نام اوس شہر کا جنت آباد رکھا اور تین مہینے توقف فرمایا اس عرصہ مین کاروبار شیر خان نے
رونق پکڑی اور حضور بادشاہ مین عرضداشت اس مضمون کی لکھکر ارسال کی کہ یہ تمام پٹھان جو میرے
ساتھ ہین مطیع و فرمان بردار بادشاہ ہین کہ جاگیر کے خواستگار اگر فکر انکی معاش کی بطریق عجلت ظہور
مین آئے بہتر و الا قصور معاف عزم سرکشی رکھتے ہین مثل ہے کہ جانور گرسنہ شیر ہو دم مین دبا تا ہمایون
بادشاہ روباہ بازی شیر خان کی مضمون مذ ار سے سمجھ گیا آخر مرزا ہندال کو محمد سلطان و الغ مرزا و شاہ
مرزا کے دفع کرنے کے واسطے کہ ولایت دلی مین خلل اندازیان کی تھین روانہ کیا ۹۴۵ ہجری کو اگرہ مین
پہونچا شیخ بہلول برادر شیخ محمد غوث کو جسکا ہمایون شاہ معتقد تھا قتل کیا اور خطبہ اپنے نام کا زبان پر لایا جب
یہ خبر آویزہ گوش بادشاہ ہوئی اور دیکھا کہ طرفہ معاملہ اطراف و جوانب [illegible] کا آیا سخت متحیر ہوا القصہ
شیر خان پریشانی لشکر و فساد شر سرداران ہمایون شاہ دیکھکر [illegible] تھا ہی اسوقت کو غنیمت سمجھا اور
درپے تدبیر ہوا بادشاہ نے ملا محمد غزنوی کو بطریق ایلچی شیر خان کے پاس روانہ کیا حسب اتفاق اوسوقت
شیر خان بذات خاص آستین چڑھائے اور [illegible] گرم [illegible] قلعہ و خندق مین سرگرم تھا کہ ملا محمد وہان
پہونچا شیر خان نے ہاتھ دھو کر شامیانہ اوسی مقام پر برپا کیا اور زمین پر بیٹھ پیام شاہی سنکر یہ جواب دیا کہ یہ
ایک سخن ہماری طرف سے خدمت بادشاہ مین عرض کرنا کہ تم اب جنگ چاہتے ہو لشکر تمہارا خواستگار معرکہ نہین
اور مجھکو دریا سے رزم سے کنارہ ہے کہ لشکر میرا اوسطرف موج زن باقی تم بادشاہ ہو یہ کہا اور شیخ خلیل اللہ کو
کہ اولاد شیخ فرید شکر گنج سے تھا خدمت بادشاہ مین اپنا ایلچی بنا کر بھیجا اور خواستگار صلح ہوا اور یہ پیام دیا کہ سوائے
بنگالہ اور تمام ولایت نذر بادشاہ کرتا ہون خلاصہ یہ ہے باغ باتون کا دکھا کر کاوش خار خار فکر جدال بادشاہ سے دور کی
القصہ بادشاہ نے مطمئن خاطر ہو کر پل باندھنے کا حکم جاری فرمایا شیر خان اس فرصت کو غنیمت سمجھا
دوسرے دن وقت صبح پہونچا فوج کو غافل پاکر [illegible] صفت [illegible] پڑا اور افواج شاہی کو [illegible]

فرصت نہ دی کہ صف جنگ آراستہ کرے اندک زد و خورد مین تمام لشکر بادشاہی نے شکست پائی اور
غرق دریای فنا ہوا آبرو کا جیناں بہرحال بادشاہ نے بھی گھوڑا اپنا بحر ذخار مین ڈالدیا معاذ اللہ قریب تھا کہ
کہ نذر دریا ہون مگر ایک سقہ نے وہ آشنائی دست قدرت کے ساتھہ ختم کی کہ بادشاہ گرداب بلا سے محفوظ رہا
القصہ اسوقت عزم آگرہ دلمین موج زن تھا اور یہ نظم آبدار زیب زبان قطعہ خسروا یا توانا تونگر توئی
نظر بر گدایان و شاہان نہی ‡ مرید حسن را تو شاہی دہی ‡ ہمایون و لشکر بجاہی دہی ‡ چنانچہ یہ واقع
سنہ ۹۴۶ ہجری مین واقع ہوا قصہ مختصر شیر خان فتح کے بعد بنگالہ مین گیا اور کئی مرتبہ بازار جنگ گرم کیا
جہانگیر قلی بیگ کو کہ ہمایون بادشاہ نے اوس اقلیم مین مامور کیا تھا راہ فنا دکھائی اور خطبہ اپنے نام نامی کا
جاری فرمایا شیر شاہ اپنا لقب و خطاب قرار دیا اور اوسی سال شیر خان نے قطب خان نام اپنے فرزند کو
بعد عبور دریای گنگ کالپی و اٹاوہ مین مقرر کیا قاسم خان اور سلطان اوزبک کو یادگار مرزا سمیت نواحی
کالپی مین قطب خان کے ساتھہ نوبت جنگ آئی ستارہ حیات کا برج ممات مین تھا قطب خان اپنی
جمعیت سمیت نذر شمشیر و تفنگ ہوا اور سر افگہ جانب آگرہ روانہ کی ہمایون بادشاہ نے سوا لاکھہ سوار کے
قریب ہمرکاب لیکر بجانب شیر خان عنان عزیمت اوٹھائی آب قنوج سے گذر کر ڈیڑھ مہینے تک مقابل
غنیم کہ پچاس ہزار سواروں کی جمعیت رکھتا تھا قیام پذیر رہے لیکن لشکر بادشاہی زمین پست پر
خیمہ زن تھا منظور نظر تھا کہ وہان سے اوٹھکر مقام بلند پر ڈیرہ ڈالین کہ اوسیوقت شیر خان نے اپنی
فوج آراستہ کی اور بہ سر مقابلہ آیا غرض یہ معرکہ عاشورہ کے دن سنہ ۹۴۷ ہجری مین بر روی کار آیا ہاتھہ
سپاہ مغلیہ کا قبضہ شمشیر تک بھی نہ پہونچا کہ سر دست راہ ہزیمت پر قدم زن ہوئی ناچار بادشاہ نے
عالم اضطراب مین گھوڑا اپنا دریای گنگ مین موج مضطر کے مانند ڈالدیا قریب تھا کہ نہنگ گرداب
زیب پا ہو کہ شمس الدین غزنوی پدر مرزا کوکہ نے جو خطاب اعظم خانی سے سرفراز تھا دم آشنائی بھرا اور
بادشاہ کو دریا سے ذخار سے نکال کر آگرہ مین لایا مگر لشکر غنیم نے موج دریا کے مانند تعاقب نہ چھوڑا آخرکار
بادشاہ قیام آگرہ مین نکرسکا سیماب صفت راہ پنجاب لی لاہور مین پہونچے تھے کہ شیر خان آب سلطان پور
اوتر کر بعد قطع فاصلہ سہ منزلہ راہ آیا ناچار بادشاہ غرہ رجب سنہ مذکور کو لاہور سے جانب سندھ
متوجہ ہوا مرزا کامران اور مرزا ہندال نے بھی فسون و افسانہ بنا کر بادشاہ سے جدا ہوئے خلاصہ اون
دنون اردوی بادشاہی مین قحط حد سے زیادہ تر تھا کہ سیر بھر جوار ایک اشرفی کو بھی میسر نہ تھی اکثر

اہل لشکر فاقہ کشیون کی وجہ پریشان و متفرق ہوئے اب بادشاہ ہمایون نے چند آدمیون کے ساتھ جیسلمیر
اور مارواڑ کی طرف گذر کیا القصہ وقت ہزیمت تھا اکثر قضایای غیبیہ پیش آئے فلک کجرفتار بہ سر پرخاش تھا
اور جھاڑ زمین کا زیر پا دشوار بگولہ کی طرح راہ صحرا طے کرتے اور پہاڑون کو کاٹتے اور دریاؤن کو چھانتے ہوئے
براہ قندھار عراق مین شاہ طہماسپ کے پاس پہونچا شیخ ابو الفضل علامی اپنے مکاتبات مین زیب قلم فرماتے ہین کہ جسوقت
شاہ موصوف نے سنا کہ بادشاہ ہمایون ہندوستان سے ہزیمت نصیب ہمارے دار الریاست مین آرزومند
آتا تھا سبحان اللہ کیا پاس اعزاز و اکرام بادشاہ ہند منظور نظر عالی تھا کہ اپنی تمام ولایت مین عالیشان
حاکمون کے نام جو مطیع و فرمان پذیر تھے فرمان شاہی اس مضمون کے ساتھ جداگانہ جاری فرمائے کہ جسوقت
بادشاہ ہمایون ہماری سرحد و قلمرو مین رونق افروز ہو مناسب ہے کہ ہر ایک اپنی سرحد ملک مین کوئی
امر تعظیم و تکریم مین فروگذاشت نکرے اور بھولے سے بھی لفظ شکست کسی کلام بستہ مین زبان تک نہ آئے چند
فرسنگ پیشتر براہ استقبال جاکر بڑی شان و عظمت کے ساتھ بادشاہ کو اپنے ایوان دلپذیر تک لائے اور
بزم مہمانی ہزار حسن و خوبی سے جو لائق بادشاہ ہند کی ہے آراستہ کی کہ راستہ شکایت مسدود رہے
اور اس اس قدر ظروف طلائی و نقرئی و جواہرات و فیل و اسپ و کنیز و غلام وغیرہ سامان امارت براہ اطاعت
پیشکش کیجے اور بنظر دور اندیشی پاس ہر مراتب ملحوظ رہے جو باعث شکستہ خاطری بادشاہ دل شکستہ کا نہو چنانچہ
ہر ایک ناظم اور صاحب ریاست نے حکم شاہ طہماسپ بسر و چشم تعمیل کیا چنانچہ اس ولایت تک پہونچتے پہونچتے
اسقدر اثاثہ و اسباب ثروت شاہانہ ہمایون بادشاہ کے پاس مہیا ہو گیا کہ حساب و شمار سے افزون تھا
مقام عبرت ہے کہ یہ وہ بادشاہ عظیم الشان و عالی ہمت تھا کہ جسکے باورچیخانہ سے چالیس اونٹ بھر کر پیپا پیاز
ہر روز آخور نکلتا تھا باقی شان و عظمت سلطانی خاصہ بادشاہی سے عقل و فہم رسا تصور کرے حافظہ اور
یادداشت اس درجہ تھی کہ نام فرد فرد سپاہی کا فوج دریا موج سی ہر پیادہ و سوار کا زبان پر تھا قدرت
بخشی نہ تھی کہ ایک خرمہرہ وجہ تنخواہ مین خورد برد کر سکے خلاصہ چند مدت بڑی عیش و طرب مین گذرے
شاہ طہماسپ نے دلجوئیان اور خاطر داریان کین کہ یاد رنج و غم گذشتہ بھول گئے اور لفظ شکست وقت
تلفظ زبان فارسی پر کبھی صحبت مین نہ آئی جب ستارہ اقبال سلطانی برج آبی سے نکل کر خانہ شرف مین
تجلی افروز ہوا بادشاہ ہمایون نے چند دستہ فوج کمکی شاہ طہماسپ سے ہمراہ رکاب لیکر ہندوستان کی طرف
عنان عزیمت اوٹھائی شان و عظمت کے ساتھ مراجعت فرمائی خلاصہ اول مرتبہ حکومت اس بادشاہ

عالم پناہ کی ہندوستان مین دس برس تک رہی تھی۔

بادشاہی ششم

اب کیفیت شیرخان ارباب تاریخ دوست گوش فرمائین کہ شیرخان بن حسن خان سور کہ پہلے فرید نام رکھتا تھا خطاب شیرشاہ سے مخاطب ہوا حسن خان سور شیرخان کا باپ جمال خان لودھی کا ملازم تھا حدود وغیرہ نارنول مین جمال خان کی طرف سے رہتا تھا مادر فرید یعنی شیرخان کی جہان فانی سے گذر چکی تھی فرید کاوش مادر ثانی خصومت برادران کی وجہ کہ دوسری مان سے تھے نوکری چھوڑ کر جونپور مین آیا تحصیل کرنا علم کا یکقلم شروع کیا اکثر عربی کتابین پڑھین سکندرنامہ نظامی کو انتظام دیا گلستان و بوستان مین طوطی بولتا تھا کچھ دنون کے بعد پھر باپ نے اوسکو تسلی دیکر جانب اوجین رخصت کیا چنانچہ اسنے متمردونکو اوس ضلع کے گوشمال لائق دیکر اوس سرزمین پر آسمان کی صورت قبضہ کیا لیکن حسن خان مذکور جو نئی عورت سے مائل تھا اس نظر سے تنک چشمی پدر و نگاہ بد ون مذکور دیکھکر آرام و راحت سے آنکھ چرائی اور آگرہ مین سلطان ابراہیم کے پاس آیا شکایت اپنے باپ اور بھائیون کی بیان کی سلطان ابراہیم کو یہ تقریر شر آمیز اوسکی نہایت خلاف رائے خیر اندیش آئی تصور کیا کہ یہ شخص محض نالائق ہے جو باپ سے منحرف ہوکر زبان شکایت سے آشنا کرتا ہے القصہ فرید اندنون دولتخان مقرب سلطانی کے پاس مصاحب تھا جب کچھ مدت کے بعد حسن خان سور نے انتقال کیا سلطان ابراہیم نے میدان مین قدم رکھا حکومت بادشاہ تنگی مین ہوئی آخر فرید سراسیمہ بوجہ نزاع برادران جانب بہار گیا بہادرخان ولد دریاخان لوحانی کہ ولایت بہار مین صاحب خطبہ و رونق سکہ تھا اور محمد شاہ خطاب نام زد نقد ملازمت سے مالامال ہوکر مورد نوازشات سلطانی ہوا ایکدن صیدگاہ مین ایک شیر کو سلطان محمد شاہ کے روبرو شکار کیا چنانچہ تازہ بادشاہ نے خوش ہوکر خطاب شیرخانی سے سرفراز فرمایا اور فوجداری اوس ولایت کی عنایت کی کچھ دنون کے بعد محمد خان سور کہ ایک امیران عالیشان سلطان محمد سے تھا علی الرغم شیرخان سلیمان بن حسن کی حمایت کرتا تھا طبیعت سلطان محمد شیرخان کی طرف سے منحرف کردی اور بطریق شراکت حکومت پرگنات سلطان محمد سے لیکر سلیمان کو بھی شادی غلام کے ساتھ شیرخان کے پاس بھیجا حسب اتفاق شیرخان اور سلیمان کے درمیان مین نفاق قدیم تھا صحبت نے باہم اتفاق نکیا ایکدن سکھہ نام غلام شیرخان و بدخواہ اونکا تھا سلیمان مذکور سے لڑکر مارا گیا ناچار شیرخان طاقت مقاومت محمد خان سے نرکھتا تھا وہ جگہہ اور جاگیر

چہوڑکر جنید برلاس کی پاس جو بابر بادشاہ کی طرف سی حاکم کڑہ مانک پور تہا گیا تحائف عمدہ نذر دیکر اپنی کمک
اور مدد پر آمادہ کیا اور اوسکی قوت کی وجہ محمد خان سور سی میدان جنگ گرم کیا غالب آیا چوند وغیرہ پرگنات جو
اوسکے متعلق تہے لیکر اپنی تصرف مین لایا آخرکار محمد خان بہاگ کر قلعہ رہتاس مین پناہ کی واسطے گیا اور شیرخان نے
بہیان مال و متاع بیشمار لوٹ مین پایا تازہ قوت حاصل ہوئی قلعہ بہادہ مین آکر نازل ہوا منکوحہ تاج خان متوفی کو
جو میر الامرای ابراہیم شاہی سے تہا جواہرات و زر بیقیاس سمیت اپنی عقد مین لایا خلاصہ اب شوکت و عظمت
روزافزون شیرخان نے ترقی پائی القصہ اپنی جلوس کے بعد پہلی سال شہر قنوج کو قدیم جگہ سی ویران کرکے
دریای گنگ کے کنارے تازہ آباد کیا چنانچہ شیرگڈہ نام اوسکا مشہور ہے جب ربط و ضبط مہمات غزنی سے
فرصت پائی جانب لاہور قدم اوٹھایا اور وہان سے ملنا تہہ مین پہونچا یہان قلعہ روہتاس نام تعمیر کیا اور
خواصخان کو پچاس ہزار سوار ہمرکاب دیکر سر راہ آمد مغل پر مامور کیا اور آپ جانب دہلی متوجہ ہوا اور رہتاس سے
بنگالہ تک پانچ مہینی کی راہ ہی اور آگرہ سے مندو تک کوس کوس بہر کے فاصلہ پر سرائین اور مسجدین اور کوئین
پختہ تعمیر اور تیار کیے امام اور موذن مقرر و مامور فرمائے اور لنگرخانہ قرار دیا کہ بی تکلف غریب اور محتاج کو
طعام پختہ و خام دست یاب ہوتا تہا کوئی گرسنہ نہین سوتا تہا اور راستون مین دو رویہ اشجار سایہ دار لگائے
کہ مسافر اوپر سے آفتاب نہ اوٹہائین سایہ مین ٹہنڈی ٹہنڈی راہ آمد و رفت جاری تہی چنانچہ اثر اونکا
کچھہ زمانہ ماضی تک موجود تہا خلاصہ جب پورب پچہم طرفون سے جمعیت خاطر بہم پہونچی گوالیار پر دہاوا کیا ابوالقاسم
نام قلعہ دار جو بادشاہ ہمایون کی طرف سے مامور تہا اوسنے براہ اطاعت کلید قلعہ سپرد کی اور ملوخان والی
مالوہ نے بہی کہ صاحب اقتدار تہا لیکن شوکت و دبدبہ شیرخان دیکہکر دم اطاعت بہرا انعامات و نوازشات
وافرہ سے ممتاز و سرفراز ہوا سراپردہ اوسکا بارگاہ سلطانی کے قریب برپا کیا ایک سو ایک اسپ برق رفتار
عراقی نہایت شوخ و چالاک پہلی محفل ملاقات مین اوسکو عنایت فرمائے لیکن یہ کثرت مہربانی دشمن
جانی ہوگئی چند بدگمانیان اور واہمی ملوخان پر غالب آئی ایکدن راتکو خیمہ پہاڑکر غلامون کے روش
کافور ہوا اسکے بعد شیرخان نے حاجیخان اور سادیخان کو ضبط مہمات مالوہ کے واسطے ملوخان کے
تعاقب مین روانہ کیا ملوخان شامت نصیب نے حاجیخان سی طرح جنگ ڈالکر ایسی شکست سخت اوٹہائی
کہ کارخانہ اوسکا بیٹھہ گیا اور اوسی سال سر لپوریمل راجہ رسین پر کہ شہر مذکور سی آباد رکہتا تہا پہونچکر اوس
شہر کو تاخت و تاراج کیا اور اکثر لوگون کی صورت قتل ظہور مین آئی تو ہزار مسلمان عورتین جو اوسکے

حرم خانہ مین پیش نگاہ رہتی تھین رہا کیا آخر پورنمل تاب مقابلہ نہ لا سکا عادلخان اور جلال خان شاہزادونکی
معرفت قلعہ سے اوتر حصول نقد ملازمت سے مالامال ہوا خلعت فاخرہ پایا لیکن پیر فلک ناہنجار سر فساد پہ تھا
حسب فتواے رفیع الدین صفوی کہ سکندر لودھی نے انکو حضرت مقدس خطاب دیا تھا صورت قتل پورنمل خلاف
عہد و پیمان ظہور مین آئی تمام اہل و عیال وغیرہ سمیت جو دس ہزار کے قریب تھے ہاتھیون کے پاون کے تلے
ڈالکر پامال کرا دیا ایک متنفس زندہ نہ بچا غرض یہ واقعہ ۹۵۰ ہجری مین گذرا اسکے بعد پھر جہاد پر کمر باندھی
اور بکشادہ پیشانی راے مالدیو راجہ مارواڑ پر کہ عمدہ اور نامی راجاؤن مین تھا لشکر جہاد لیکر صورت اجل نازل ہوا
جب نواح اجمیر مین پہونچا راے مالدیو نے پچاس ہزار سوار جنگ دیدہ کار آزمودہ مقابلہ شیرخان کے واسطے
مامور کیے شیرخان اپنے لشکر کے گرد قلعہ اور خندق کی تیاری مین مشغول تھا چونکہ زمین ریگستان تھی
قلعہ بنا ممکن نہوا ناچار اس باب مین ہر چند اپنے مصاحبون سے مصلحت طلب ہوا لیکن نقد مطلب ہاتھ نہ آیا
کہ محمود خان بن عادلخان نبیرہ شیرخان نے کہ خورد سال تھا آکر کہا کہ حضرت بیچارونکو جو ہمارے لشکر مین حکم ہو
کہ بورونمین ریگ بیابان بھر کر دیوار حصار کی صورت گرد لشکر انبار کردین چنانچہ شیرخان کو یہ فکر و راے
فرزند عقلمند کی نہایت پسند آئی اور کمال خوشی کے ساتھ دستار اپنی اوسکے سر پر رکھدی و لیعہد اپنا بنایا
المختصر شیرخان وہ بلاے روزگار تھا اور اقبال یار کہ پھر اوسنے فکر و تامل کے بعد تازہ حیلہ و فریب کو رونق دی
کہ چند خطوط سرداران لشکر مالدیو کی طرف اپنے نام اس مضمون کے تحریر کیے کہ آراستگی لشکر و تیاری قلعہ
و فکر اسباب جنگ حضرت کو محض بیکار ہے ہم فرمانبردارون کی طرح مالدیو کو زندہ پکڑ کر حاضر حضور کرینگے
مگر اس شرط پر کہ فلان فلان محال کہ حضرت کے نزدیک کچھ محال نہین ہمکو انعام و پاداش خدمت مین
عنایت ہون خلاصہ ان خطونکو اس طریق سے روانہ کیے کہ راجہ مالدیو دشمن عقل کے ہاتھ جا پڑے
وہ مضمون خطوط پڑھکر اپنے تمام سرداران لشکر سے بدگمان ہو گیا قیام میدان مقابلہ مین نکر سکا اوسی
وحشت مین راتون رات راہ فرار پر قدم زن ہوا ہر چند سرداران لشکر نے اپنی صفائی کے واسطے قسمین
یاد کین کہ معاذ اللہ یہ امر ہم دولتخواہون سے کبھی وقوع مین نہ آئیگا مگر فائدہ نہ بخشا ادبار سر پر سوار تھا
آنکھون کو دوست دشمن نظر آتے تھے شدنی زنجیر پا تھی وہ راجہ رات بھر راہ غلط پر قدم زن رہا جب
صبح ہوئی پھر انکو نزدیک لشکر پایا آخر کار راے مالدیو نے عالم مجبوری مین زندگی سے ہاتھ دھوکر مقابلہ پر کمر
باندھی محاربہ پر آمادہ ہوا اوسوقت تمام لشکر راے مذکور نے بالاتفاق ہو کر پیمان و عہد کے ساتھ اسبات کو

قرار دیا کہ اب کوئی جانباز دائرہ قتل گاہ سے نقطہ پرکار کی صورت قدم باہر نہ رکھے اور لشکر اسلام شمشیر بے نیام و خنجر تیز زبان کے جوہر دکھائیں اوبہو یکجہتی اور ادہر شیر خان نے اپنے لشکر کو یہ حکم دیا کہ زنہار کوئی جانب مقابل قدم نہ اوٹھائے پہلے سر دست ہاتھیوں کو لشکر مقابل کی طرف چھوڑ دو اور توپخانہ جنگی اور تیر اندازان شامل ہاتھیوں کے پیچھے مامور کیے چنانچہ اس کشمکش میں چار ہزار آدمی مالدیو کا پائمال ہوا اور لشکر کی طرف ایک آدمی پر حرف ضرر نہیں آیا بلا تکلف جو قلعہ جات مالوہ وغیرہ میں تھے تصرف شیر خان میں درآئے پھر اس فتح اور ظفر کے بعد قلعہ کالنجر پر لشکر ظفر پیکر سمیت نازل ہوا محاصرہ کیا آتش زد و خورد مشتعل ہوئی ایکدن نزدیک قلعہ پہونچکر چاروں طرف سے حملہ کیا وقت اہل قلعہ پر سخت تنگ تھا قضا ہی کار شیر خان بھی وہیں قریب کھڑا تاکید کر رہا تھا کہ اتفاقاً ایک حقہ باروت سے لبریز دیوار قلعہ پر چوٹ کھا کر آتش پر سوز شعلہ زن تھی پھرا شیر خانکو سر سے پاؤن تک ہمہ تن جلا دیا شیخ خلیل اللہ اور ملا نظام دانشمند جو پابند قضا تھے یہ بھی اوسی آگ میں سوختہ ہوئے غرض اس گرما گرمی معرکہ میں شیر خان نیم سوختہ کو امید زندگانی باقی نہ تھی لیکن جسوقت ہوش میں آتا تھا انتزاع قلعہ کے واسطے تاکید کرتا تھا اور جو کوئی دیکھنے پاس آتا تھا اوس سے بھی اشارہ جنگ تھا کہ درنگ نہو ناچار اہل قلعہ جانوں سے ہاتھ دھو کر شمشیر و خنجر کے ساتھہ داد مردانگی دیتے تھے کہ اوسی قلق و اضطراب میں مژدہ فتح قلعہ شیر خانکو پہونچا تھا کہ رشتۂ دم حیات ٹوٹ گیا آتش مردہ گرما گرم تاریخ وفات شیر خان کا ہے آخر لاش اوسکی سہسرام میں جہان گورستان اوسکے بزرگوں کا تھا دفن ہوا پانچ برس کئی مہینوں میں یہ کشور کشایان کین رونمائیں میدان جنگ و جدال کی سر پر اوٹھائیں جسوقت حضرت ہمایوں دیکھتے تھے بنظر حیرت کہتے تھے کہ افسوس اپنا آفتاب سلطنت نماز شام کے وقت طلوع ہوا۔

بادشاہ سی و ہفتم

سلیم شاہ بن شیر خان کہ جلال خان نام تھا عیسی خان وغیرہ کی اتفاق سے اٹھارہویں ربیع الاول ۹۵۲ ہجری پاس قلعہ کالنجر میں تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا سلیم شاہ اسم خطابی ہے عادل خان نام اپنے برادر بزرگ کو جو قلعہ رنتھنبور میں تھا عرضداشت تحریر کی کہ اسوقت آپ منزل مراد سے دور ہیں اور میں نزدیک بنظر مصلحت آپکے آنے تک محافظت رعایا اور لشکر کے واسطے یہ تخت نشینی قرار دی ہے ورنہ مجکو سوای اطاعت و فرمانبرداری حضور اور کوئی مراد و مطلب نہیں القصہ یہ کاغذ بھیجکر سلیم شاہ جانب آگرہ متوجہ ہوا جب عرضداشت مذکور عادل خان کے پاس پہونچی بنظر دور اندیشی یہ جواب قلم بند کیا کہ اگر یہ چار آدمی قطب خان نائب اور عیسی خان

پیاری اور خواص خان اور جلال خان کہ ارکان سلطنت ہین اگر تسلی اور تشفی میری کرین تو بے تشویش و پیچ
وعدہ ملاقات کر سکتا ہون سلیم شاہ نے اون چارون شخصون کو عادلخان کے پاس روانہ کر دیا کہ اونھون نے
جا کر عہد و قول کے اندیشے دل سے عادلخان کے دور کیے اور وعدہ کیا کہ پہلی ملاقات مین آپکی صورت حصول
مطلب ظہور مین لائین گے اور ہندوستان مین جو مقام دلکش پسند خاطر ہو حسب درخواست اندر جاگیر ہوگی
غرضکہ عادلخان نے اونکے ساتھ فتحپور سیکری مین کہ سلیم شاہ نے سنگاپور نام اوسکا رکھا تھا آراستہ کیا تھا آ
ملاقات کی پہر یہان سے یہ دونون متوجہ آگرہ ہوئے اشارہ سلیم شاہ کا اپنے سرفروشون کو یہ تھا کہ قلعہ مین دو تین سو سے
سے زیادہ ہمراہ عادلخان آنے نہ پائین لیکن عادلخان جمعیت افاغنہ کے ساتھ قلعہ مین در آیا تب سلیم شاہ
برعکس پہر بھی عادلخان عشرت دوست و عیش طلب تھا اوسکو سلطنت کے جھگڑون سے کیا کام
رو باہ بازی فریب سلیم شاہ دیکھکر اوٹھا اور سلیم شاہ کو کھڑے کھڑے اوٹھا کر تخت سلطنت پر بٹھایا اور حسب آئین
سلطانی پہلے آپ ہی رسم سلام و مجرا ادا کی لفظ مبارکباد سلطنت زبان پر لایا قطب خان وغیرہ چارون
شخصون نے اپنے قول و قرار کے موافق ملک بہار کو اوسکی اضلاع سمیت جاگیر عادلخان مین قرار دیکر
اونکو ساتھ لائے اور جاگیر مذکور مین بآرام تمام پہونچا دیا دو مہینے کے بعد پہر سلیم شاہ کی شمشیر تصور نے درمیان
دل کے یہ جوہر آشکار کیے دو تلوارین ایک میان مین نہین سما سکتین لہذا غازی محلی کو روانہ کیا کہ عادلخانکو
گرفتار کر لے یہ ابھی پہونچا نہ تھا کہ عادلخان نے اس عزم خراب سے مطلع ہو کر آپکو بتوسط خواص خان کے
پاس میوات مین پہونچایا خواص خان نے اس مقدمہ مین سلسلہ جنبانی کی اور غازی محلی کو جو زنجیر سمیت آیا تھا
اپنے پاس بلا کر اوسی زنجیر مین جو لایا تھا پابجولان کیا اور مضمون مخالفت آشکار جو امرای عالی مرتبہ سلیم شاہ کے
ساتھ تھے نامہ خطوط بھیجکر بلفظ معنی کی طرح متفق کیا اور لشکر گران لیکر عادلخان کے ہمراہ ہوا آگرہ مین
پہونچا سلیم شاہ کوتاہ اندیش قطب خان وغیرہ کے مشورہ سے آمادہ جنگ ہوا لیکن تائید آسمانی شریک حال تھی
عروس فتح سے ہم آغوش ہوئی اور عادلخان نے خواص خان و عیسی خان سمیت ہزیمت پائی آخر عادلخان
بھاگ کر پٹنہ مین گیا اسکے بعد پہر کچھ خبر اسکی پیدا نہوئی خواص خان اور عیسی خان کو قوت مقابلہ کہان کوہ
کمایون کی طرف راہی ہوئے القصہ سلیم شاہ داد و دہش مین اپنے پدر بزرگوار سے زیادہ تر نامور تھا قضا کار
سبب اجل کی نشانی پشت سلیم شاہ پہ پہوڑا ہوا اور فساد زیادہ پیدا کیا غم و الم دل اسکا ایسا گریبان گیر زندگانی
ہوا کہ وہ اوسی کرب و درد مین جہان سے گذرا نو برس کئی مہینے حکرانی کی۔

بادشاہ سی و ہشتم

فیروز خان لڑکا اوسکا تخت نشین ہوا مبارز خان خسر پورہ سلیم شاہ نے فیروز خان کو خورد سال پاکر چند روز
لطائف الحیل مین بسر کیے اور ہر چند پٹھانون سے رسم و راہ محبت بہم پہونچا کر اوس طفل بیچارہ کو کشمکش
دار فانی سے چھوڑا کر نام اپنا محمد عادل شاہ قرار دیا اور تخت سلطنت پر بیٹھ کر زر افشانی شروع کی لیکن
اطراف ولایت مین فتور واقع ہوے محمد خان سور جو بنگالہ مین تھا فوج کشی پر آمادہ ہوا اور ہندوستان مین
ابراہیم لودھی نے خروج کیا عادل شاہ نے ہیمون نام بقال کو بسنت رای خطاب دیکر لشکر جرار اور
خزانہ بیشمار سمیت جانب آگرہ و دہلی مامور کیا قصہ مختصر ابراہیم لودھی نے سولہ دن تک برابر آتش
شعلہ زن حرب و ضرب میدان جنگ مین بھڑکائی لیکن سرد مہری اقبال شریک تھی ہر ایک لڑائی
ٹھنڈی رہی آخر بھاگ کر بیانہ مین پہونچا بسنت رای نے تعاقب نچھوڑا بیانہ مین آکر قلعہ کو محاصرہ کیا طرح
جنگ و جدال ڈالی چونکہ قلعہ مین تہ خانہ وافر تھا منزل مراد تک رسائی نہوئی ولایت بیانہ کو بخوبی تاخت
و تاراج کیا ہنوز معرکہ ناتمام تھا کہ بسنت رای بقال کو خبر پہونچی کہ محمد خان سور نے اپنے کو سلطان جلال الدین
بنا کر لشکر کثیر بہم پہونچایا اور ہاتھہ پاؤن حد بساط سے باہر نکالے بلکہ جونپور تک متصرف ہو کر عزم پیشروی
مد نظر ہے بسنت رای عجب دریاے فکر مین غوطہ زن تھا کہ نوشتہ عادل خان نازل ہوا کہ بہر صورت
اپکو مجھہ تک پہونچائے ناچار اوسنے محاصرہ قلعہ سے ہاتھہ اوٹھا کر کوچ کیا ابھی موضع منڈھاکر مین پہونچا تھا
کہ ابراہیم لودھی قلعہ سے نکلکر سایہ کی صورت عقب اوسکے نازل ہوا اور میدان جنگ آراستہ کیا
لیکن کچھہ بن نہ آئی پھر شکست کھا کر جانب الور راہی ہوا اور بسنت رای مظفر و منصور براہ راست
عادل شاہ کے پاس پہنچا یہان محمد خان سور سے مقابلہ درپیش تھا مقابل غالب اور عادل شاہ
مغلوب القسمہ بسنت رای فوج کثیر اور فیلان مست سمیت آب جون سے کہ پایاب تھا اوتر کر
سپاہ غنیم پر وقت شب شبخون جا پایا کہ ہرگز کسی کو مجال ہاتھہ اوٹھانے کی نہوئی آخر محمد خان سور نے
موج کے مانند پریشان ہو کر میدان جنگ سے قدم اوٹھایا اور حباب کی صورت ایسا غائب ہوا کہ جسکا
نشان اوسکا کسی جگہہ پیدا نہوا عادل شاہ نے فتحیاب ہو کر بسنت رای کو نوازشات سلطانی سے
سرفراز فرمایا اور خزانہ موفور و لشکر نامحصور و فیلان نامدار و بہادران آزمودہ کار ہمرکاب دیکر جانب آگرہ
روانہ کیا اب خضر خان ولد محمد خان سور نے مقام پدر کو جم کیا کر انتقام پدر کا شادہ پیشانی باندھی اور سکندر

سامان لشکر کشی مہیا کیا اور صف جنگ آراستہ عادل شاہ نے دو تین سخت لڑائیان مارین قضا پا بوس
رکاب تھی داد شجاعت کمال بہادری کے ساتھ دیکر میدان معرکہ مین مارا گیا اسکے بعد—

بادشاہ سی و نہم

دہلی مین سکندر بادشاہ ہوا اگر دست قدرت حاصل نہ تھی کہ اس عرصہ مین ستارہ اقبال نصیر الدین
ہمایون شاہ کا برج گردش سے خانہ شرف مین مشرف ہوا کابل سے ۹۶۱ھ مین فوج ملکی سمیت وحی آسمانی
کی صورت نازل ہوا راجہ جیسلمیر والی کوٹ نے پیشکش دیکر ملازمت حاصل کی ہمایون بادشاہ نے اسقدر
دریای بخشش کو آب زر سے موج زن کیا کہ تمام عالم سیراب تھا اور امرای عظام عالی مرتبہ کو عطا کر کے خود
بنفسہ مع سپاہ آبروبخشی اور معظم نام برادر مریم مکانی کو یہان کی حکومت پر چھوڑ کر راہ سکھر سے جانب پنجاب
پہونچا سکندر افغانی جو تازہ بادشاہ دہلی بنا تھا آمادہ مقابلہ ہوا بیس ہزار سوار ہمرکاب لیکر حدود جالندھر
مین سدباب ہر ایک راستہ کا ہوا اور فوج ظفر موج ہمایون بادشاہ سے جنگ عظیم واقع ہوئی اور میدان
تیراندازی گرم ہوا مقتولون نے کمانین چڑھائین تیرون کو راست کیا خلاصہ جو ناوک جگر دوز شست سے
جدا ہوتا تھا گویا پیام اجل تھا جس گوشہ مین پہونچا نشانہ کیا خلاصہ تمام فوج افاغنہ ہدف ناوک
مقابل ہوئی اور قدم میدان سے نقش آب کے مانند اوٹھ گئے راہ فرار پر ٹھہرے ہمایون شاہ نے
اپنی فوج چارون طرف تقسیم کی تھی ایک طرف خانخانان بیرم خان اور دوسری جانب سکندر خان
و عبداللہ خان اوزبک اور تیسری سمت شاہ ابوالمعالی و علی قلیخان و بہادر خان غرض اسی دستور و طریقے سے
منزل مراد تک پہونچی سکندر برگشتہ بخت شکست نصیب ہزیمت خوردہ خون جگر پیتا ہوا بقول معروف
سنگ آمد و سخت آمد کوہ سوالک کی طرف راہ فرار پر قدم زن ہوا فوج افاغنہ بکثرت قتل ہوئی اموال
و اسباب فزون از حساب سے افزون اور فیلان کوہ پیکر شمار سے باہر لشکر سلطانی فتح نصیب کو دستیاب ہوئی
القصہ شاہ ابوالمعالی نے راہ تعاقب سکندر مفرور پر قدم بڑھایا سنہ ۹۶۲ ہجری مین ہمایون شاہ نے پھر سرنو
دوبارہ تخت سلطنت دہلی کو رونق بخشی آب رفتہ بحکم خدا پھر دریای خشک مین موج زن ہوا اور چراغ
کشتہ خاندان تیموریہ روشن اس مرتبہ اکثر ولایتین ہندوستان کے قبضہ تصرف ہمایون شاہ مین درآئین
خلاصہ بعد طمانیت تمام جاگیرین تقسیم فرمائین مصطفی آباد کے تیس لاکھ سکہ جمع کا تحفہ روح حضرت رسالت پناہ کے
نذر کیا اور بیرم خان منصب اتالیقی شاہزادہ محمد اکبر سے سرفراز ہوا اور قیاخان گنگ کو حکومت آگرہ عنایت ہوئی

اور علی قلی کو میرٹھ اور قنبر دیوانہ و بہادر خان کو بدایون اور حیدر خان کو بیانہ رخصت کیا اور غازی خان
پدر ابراہیم لودھی قلعہ بیانہ مین محصور تھا زوال دولت افاغنہ دیکھکر خواستگار امان ہوا قلعہ سے باہر آیا
حیدر خان نے غازی خان کو عیال و اطفال سمیت قید کیا اکثر خزانے اور دفینے ہاتھ آئے مگر بیچون بیت
اوسکو قتل کیا اور سر اوسکے کاٹ کر جانب دہلی روانہ کیے یہ حرکت ہمایون شاہ کو نامستحسن نظر آئی شہباز
نیشاپوری کو کہ آخر مین شہاب الدین احمد خان کا خطاب پایا تھا تحقیقات حال غازی خان کے واسطے بھیجا گیا القصہ
سرداران صاحب نے راہ خود سری پر قدم رکھا علی قلی نے میرٹھ سے نکلکر بدایون مین قنبر دیوانہ کو قتل
کیا جب یہ خبر بادشاہ ہمایون کے گوش زد ہوئی سخت ناخوش ہوئے لیکن آفتاب حیات بادشاہ ہمایون شاہ
لب بام ممات تھا ۹۶۳ھ ہجری ساتوین ربیع الاول کو بالاے ایوان قلعہ دہلی سے اوترتے وقت جام
زندگی لبریز ہوا یعنی صداے موذن اونکے گوش ہوئی تعظیم اذان کے واسطے زینہ پر بیٹھ گئے اوٹھتے
وقت عصاے دستی نے خطا کھائی دستگیری سے ہاتھ اوٹھایا پاؤن کی لغزش نے کہ ابھی چند زینہ
باقی تھے روی زمین پر پھینک دیا ضرب سخت نصیب اعدا ہوئی پندرہوین شہر مذکور رشتہ زندگی سے
دھوکر قدم جانب بہشت برین اوٹھایا سن اکاون برس کا تھا ملا قاسم کاشی نے تاریخ وفات
اسطرح موزون فرمائی تاریخ ہمایون بادشاہ آن اقبالی ** کہ فیض شامل او عالم افتاد ** شبی
دولتش چون یافت رفعت ** اساس عمرش از انہدام افتاد ** چو خورشید جہانتاب از بلندی
بپایان ورنہ از شام افتاد ** قضا از بہر تاریخش رقم زد ** ہمایون بادشاہ از بام افتاد **

بادشاہ چہلم

جب آفتاب حیات ہمایون شاہ پردہ مغرب ممات مین غروب ہوا ستارہ پر جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ غازی مشرق اقبال سے طلوع ہوا تخت سلطنت ہماے جلوس فرمانے سے
روکش برج خورشید بنایا تمام روی زمین ہندوستان روشنی خورشید سپہر عدل سے رشک آئین
ہوئی عدالت نے نور تازہ پایا اور ستارہ سخاوت چمکا شجاعت و ہم اطاعت بھری تھی سطوت عنان
اشہب باد رفتار عزم اوٹھائی فتح و نصرت دست بستہ ہمرکاب تھی سکندر ثانی تھا پچاس برس اس حکومت
مین بالاستقلال تمام دولت دی جملہ کیفیت تشریح و تصریح سمیت اس بادشاہ عدالت گستر کی
اکبر نامہ مین زیب قلم ہے اس اختصار مین اوس طول کی کیا حاجت تحریر مین جیسے وارفتگی

قرار کسے ✦ سکو آمادہ سفر دیکھا ✦ جب صبح پر نور حیات ظلمت شام ممات کے قریب پہونچی عارضہ دق مین
اس شدت سے مبتلا ہوا کہ حکیم حاذق معالجہ مین دق ہوئے آخر قلعہ اگرہ مین کہ دنق بخش تھے اوسی
زحمت عارضہ مین شاہد رحمت حق سے ہم آغوش ہوئے باغ بہشت آباد مین جو سکندرہ نام سے مشہور ہے
مقام مدفن قرار پایا یہ حادثہ عظیم ۱۰۱۴ سنہ ہجری کو وقوع مین آیا اکاون برس نو مہینے نو دن بے شش و پنج
شش جہت مین حیات پنجروزہ عیش و حکمرانی کے ساتھ طے کی۔

بادشاہ چہل و یکم

سلطان سلیم بن اکبر بادشاہ جو نور الدین محمد جہانگیر نام سے مخاطب تھا پنجشنبہ کے دن ۱۰۱۴ سنہ ہجری کو شہر آگرہ مین صاحب تخت و تاج ہوا نام خدا ابھی سن مبارک اڑتیس سال کا تھا کہ نہال اوج و اقبال بارور ہوا خواجہ غیاث نام قوم تاتاریون سے پریشان روزگار اپنی زوجہ ہمیت عازم سفر ہندوستان تھا حسن اتفاق ایک جنگل ہولناک مین بطن زوجہ مذکور سے کہ حاملہ تھی ایک لڑکی چشم بد دور سراپا نور تجلی افروز کاشانہ عالم ہوئی لیکن وہ زن و مرد دونون تیغ افلاس سے ایسے چورنگ تھے کہ رشتہ محبت مادر و پدری توڑ کر عالم بے سر و سامانی مین اوس نونہال کو اوسی صحرای بے پایان مین تنہا چھوڑ کر راہی ہوئے پارہ راہ طے کی تھی کہ پھر دریاے محبت نے جوش مارا اور الفت دختر رشک قمر پا بزنجیر ہوئی خواجہ غیاث پھر راہ سے پھرا دیکھا کہ اوس دختر ماہ پیکر سے ایک افعی سیاہ دست و گریبان ہے یعنی ہمہ تن لپٹا ہوا فرط دہشت سے قریب تھا طائر روح قفس تن سے پرواز کرے کہ اوس افعی سیاہ نے آہٹ پاؤن کی سنکر راہ لی نظرون سے غائب ہو گیا خواجہ غیاث نے بڑھکر لڑکی کو زمین سے آغوش راحت مین اوٹھا لیا اور اپنی زوجہ کے پاس لایا دلمین تصور کیا خدا رزاق ہے القصہ پھر وہان سے پیشتر وہ زن و مرد دونون قدم زن ہوئے کہ ناگاہ قافلہ مسافرون کا دوچار ہوا وہ اہل قافلہ کوچک دل تھے بڑے لطف سے پیش آئے کچھ زر نقد بنظر ترحم نذر کیا یہ زن و مرد دونون شکر خدا بجالائے آگے بڑھے غازی پور تک آب و دانہ کھینچ لایا یہان حسب تقدیر صورت نوکری ظہور مین آئی ایام نحوست دور ہوئے ستارہ قسمت چمکا کچھ دنون مین اکبر بادشاہ کی سرکار شاہی مین عہدہ میر بخشی سے سرفراز ہوا وہ دختر رشک قمر اس عرصے مین قریب شباب پہونچکر غیرت خورشید ہوئی بادشاہ سلیم اوسکے حسن و جمال پر ہزار جان و دل سے مفتون ہوا اور طائر دل دام زلف شبرنگ مین گرفتار لیکن بیشتر وہ دختر زہرہ پیکر

علی قلی نام شیر افگن ترکمان کے ساتھہ منعقد ہو چکی تھی عہد اکبر شاہ تک اوس گوہر دریای عصمت پر ہاتھہ بادشاہ
سلیم کا وقت شاہزادگی مین نہین پہونچا جب صاحب تاج و تخت ہوا شیر افگن کی فکر شکار مین تھا وقت پاکر
ایک مرتبہ شیر خونخوار سے مقابلہ کرا دیا مگر قضا نے منھہ موڑا دوسری بار مست ہاتھی کے سامنے چھوڑوا دیا یہان بھی
خدا نے حفاظت کی آخر کار تیسری دفعہ قطب نام ایک امیر کو اس شرط پر صوبہ دار بنگالہ بنایا کہ شیر افگن کو ہدف
ناوک اجل کرے چنانچہ اوس قطب نے چاہا یہ قاتل ایک شیر افگن خانہ پر ہاسور کرے لیکن نقد مراد ہاتھہ نہ آیا آخر کار
قطب صوبہ دار بنگالہ نے آپ لشکر سمیت آکر مقابلہ کیا شیر افگن نے کام شجاعت و دلاوری سے لیا قطب فیل
سوار کو چند سرداروں سمیت راہ فنا دکھائی لیکن اوسکا بھی وقت اجل قریب پہونچا تھا چہار طرف سے
مینھہ تیروں کا برسنے لگا آخر کاری زخموں نے شہید کر دیا مگر اس خون ناحق سے بادشاہ سلیم سخت منفعل رہا
چار برس اوس غیرت گلزار کی طرف کہ نور جہان نام تھا رخ نہین کیا مگر طائر دل ناوک نگاہ جگر دوز کا نشانہ
تھا ہی آخر اوسکو اپنے محل مین بہ محل جگہہ دی اور نور محل خطاب دیا خواجہ غیاث کے مرتبے نے ترقی پائی امور
سلطنت مین اختیار کامل حاصل ہوا چنانچہ عہد وزارت خواجہ ایاز مین تمام اہل ہند چھوٹے بڑے ثنا خوان اور
محظوظ رہے جب غیاث سے نو باز معشوقہ حیات نے اوٹھا شاہد ممات سے ہم آغوش ہوا اکثر آتش فتنہ سلطنت مین مشتعل
ہوئی کہ جسکا انطفا بدشواری ظہور مین آیا شاہزادہ خسرو نام جسکو شاہجہان سے لڑنے کی تمنا تھی پہلے اسنے عداوت
قلبی اپنی آشکار کی خلل انداز سلطنت جہانگیری ہوا آخر قید ہو کر دس برس کے بعد پھر رہائی پائی تھی پھر بنظر
بادشاہ نے دوبارہ قید کیا چونکہ بار آستین تھا ہی اوسکو افسون چالاکی و سحر فریب سے قتل کروا دیا کہ خون خفتہ بیدار
ہونے پایا یعنی شاہزادہ شاہجہان وقت روانگی دکن شاہزادہ خسرو کو کہ نظر بند تھا اپنے ساتھہ لیگیا اور زندان
سخت مین قید کیا کہ اوسنے اوسی ایذا مین ایام حیات طی کیے اور یہ بھی دوسری روایت ہے کہ سر شاہجہان بالین
بھی ہوا سے تخت و تاج اسقدر سمائی تھی کہ عنان عزیمت جب جانب دکن اوٹھائی تو باپ پر لشکر کشی کی
نربدا کے کنارے صف جنگ آراستہ ہوئی مگر موج کے مانند شکست فاش اوٹھا کر بے آبروئی کے ساتھہ
چند سال سے وزمین پر آسمان ناہنجار کی صورت پریشان و آوارہ رہا القصہ جب خواجہ غیاث نے وفات پائی
نور جہان منظور نظر بادشاہ تھی ہی ارکین سلطنت کو آنکھین دکھانا شروع کین اور ظلم و فسق فلک مین
کھل کھیلی جہانگیر بادشاہ اوس پری رخسار پر ہزار دل سے دیوانہ تھا عقل و فراست برباد ہو گئی تھی نور جہان
بیگم بھم کار پرداز سلطنت تھی ملکہ فرمان شاہی بعنوان اسکے حکم سے زیب قلم ہوتا تھا طغرا پیشانی پر انوار افشانی

دکھاتا تھا سکہ علیہ علیہ مہد علیا نور جہان بادشاہ — اور مہر پر یہ شعر قلم بند تھا شعر نور جہان گشت بحکم اللہ ⁘
ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ ⁘ گو خطبہ اسکے نام کا پڑھا نہین جاتا تھا آخر کار یہ سکہ اوسکا روپیہ پر تجلی افروز ہونا آغاز ہوا شعر
بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور ⁘ بنام نور جہان بادشاہ بیگم زر ⁘ خلاصہ ارباب عشق تلون مزاج ہوتے ہین
لہذا اسکے جہانگیری بھی ہر ایک شہر مین مختلف تھا اکبر نگر مین ۱۰۲۴ ہجری کو یہ سکہ جاری فرمایا ؎ سدی زر را ساخت
نورانی برنگ مہر و ماہ ⁘ شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ ⁘ اور جب بعد اکبر شاہ آگرہ مین تخت سلطنت پر
رونق افزا ہوا تب سکہ کو رواج دیا ؎ سکہ زد با آگرہ شاہی بزر در مہر و ماہ ⁘ شاہ نور الدین جہانگیر ابن
اکبر بادشاہ ⁘ اور شہر لاہور مین ۱۰۲۰ ہجری کو یہ سکہ بنایا ؎ بہر بادروان تا فلک بود در دور ⁘
بنام شاہ جہانگیر سکہ لاہور ⁘ اور سنہ مسطور مین درمیان احمد آباد یہ منقش ہوا ؎ سکہ زد در احمد آباد از
عنایات اللہ ⁘ شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ ⁘ اور شہر برہانپور مین یہ سکہ پر نور ہوا ؎ سکہ زد
در شہر برہانپور شاہ دین پناہ ⁘ شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ ⁘ المختصر مہابت خان نے وقت
بغاوت شاہجہان وہ داد شجاعت دی اور کارنمایان میدان معرکہ مین ظاہر کیے کہ مورد عنایات
سلطانی ہوا نور جہان بیگم سے نہ دیکھا جاتا تھا وہ سبز باغ دکھایا کہ طبیعت بادشاہ ہمرنگ بوئے گل بدل گئی
اور وجہ بغاوت شاہجہان جہانگیر سے یہ تھی کہ یہ بڑا بیٹا مستحق سلطنت تھا اور نور جہان بیگم شہریار اپنی
بیٹی فرزند کی خواستگار تھی اور وہ شاہجہان اپنے سب بھائیون مین صاحب لیاقت اور مرد میدان
شجاعت تھا فتوحات دکن کی وجہ شہرت نصیب ہوا قوت و قدرت سے نو بگڑا مہابت خان سپہ سالار
شاہجہان خیر خواہ جہانگیر بادشاہ تھا شاہجہان کو پابستگی مین بلکہ جب شاہجہان گجرات و بنگالہ کی طرف اتباع
لشکر کے واسطے گیا تھا مہابت خان نے تعاقب مین پیچھے کی فرصت دم راست کرنے کی پایا اور یہان
نور جہان بیگم سیاہ دل نے یہ بات جہانگیر کی لوح دل پر منقش کر دی کہ مہابت خان شاہجہان سے ملک
لینے قتل کا ارادہ ہی بادشاہ نے مشخص ہو کر فرمان طلب امیر اوسکے نام جاری فرمائے وہ خلاصہ اپنے
مطلب کو پہونچکر جانب قلعہ رہتاس روانہ ہوا نور جہان بیگم درپے فساد تھی ہی اور آتش افروزیان کین کہ شعلہ
شرارت آمیز بھڑکی جہانگیر بادشاہ نے پھر فرمان طلب روانہ کیا مہابت خان ناکردہ گناہ مافی الضمیر حضرت سے
آگاہ ہو چکا تھا پھر کیف سرکشی راہ اطاعت سے خلاف سمجھکر چلنے پر مستعد ہوا پانچ ہزار سوار قوم راجپوت سے
ہمرکاب تھے اتفاقاً لشکر بادشاہی کابل کو جاتا تھا جب جہلم پر پہونچا فوج شاہی اوتر گئی اور نور جہان بیگم بھی

اپنے بھائی آصفخان نام کے ساتھہ جو وزیر اعظم تھا دریا سے عبور کرگئی ساحل آشنا تھی ادھر فقط جہانگیر شاہ
چند ہمراہیون سمیت رہگیا تھا اوسوقت مہابت خان دلیری وبہادری کے ساتھہ راجپوتون کو
لیکر آگے بڑھا اور پل جہلم پر بند وبست کامل کر کے تھوڑے سوارون سمیت خیمہ بادشاہ مین کہ اس پار
برپا تھا ور آیا ہر چند بادشاہ کے ہمراہیان نے کان کھڑے کیے لیکن یہ حضرات قبضہ قدرت مین آچکے تھے
دست پاچہ ہوکر خاموش رہگئے آخرکار مہابت خان نے بادشاہ جہانگیر کو بتلاش تمام خیمہ غسلخانہ مین پایا
آنکھین دوچار ہوتی ہی بادشاہ نے پوچھا کہ تیرا کیا عزم ہے مہابت خان نے جوابدیا کہ خانہ زاد اپنے
دشمنان تشنہ خون سے بچکر حمایت حضور مین آیا ہے پھر بادشاہ نے فرمایا کہ یہ فوج مسلح تیری ساتھہ کسواسطے
آئی ہے اوسنے عرض کی کہ میری جان عزیز کی حفاظت مدنظر ہے اور بدخواہ سے انتقام کا خیال القصہ
بعد گفت وشنود مہابت خان نے بادشاہ کو پہرہ مین راجپوتون کے تفویض کیا جب یہ خبر وحشت اثر گوشزد
نورجہان بیگم ہوئی منھہ دھوان ہوگیا اور طائر ہوش عنقا زلف پریشان کی طرح منتشر ہوکر حیرت نے
صورت آئینہ بنادیا آخر رہائی بادشاہ کے واسطے باہم مشورہ مین یہ بات قرار پائی کہ مہابت خان پر حملہ کرنا
مناسب ہے گو بظاہر پار اوترنا دریا سے مقابلہ دشمن مین محال تھا مگر نورجہان بیگم نے عالم اضطراب مین
پہلے ہاتھی اپنا سر دست دریا مین ریل دیا اور چار ترکش تیرون سے بھرے اوس کمان ابرو شاطر نے
خالی کیے مگر چار فیلبان بیگم کے مارے گئے بیٹے نے بھی کچھہ زخم کھایا جب فوج شاہی لب دریا پہونچی
راجپوتون نے موج کے مانند حملے کیے شکست دی مگر اس عرصے مین فوج کثیر سلطانی اطراف سے
دریا رواں کے مانند آگئی بلکہ خیمہ بادشاہ تک جسمین نظربند تھا پہونچی تھی پر فتح تقدیر مین نہ تھی منہزم ہوکر
نورجہان بیگم نے لاہور کی طرف قدم اوٹھایا مہابت خان عروس فتح وظفر سے ہم آغوش ہوا حاصل کلام
بادشاہ جہانگیر نے محبت نامہ بھیجکر نورجہان بیگم کو لشکر مہابت خان مین بلوایا مہابت خان اسکے جان کا
دشمن تھا مگر نورجہان بیگم بھی فتنہ روزگار تھی جب دیکھا کہ دست مہابت خان سے جان بچنی دشوار ہے
زینہار زندہ چھوڑتا نہین پیام دیا کہ اب وقت آخری ہے اور آنکھین دیدار بادشاہ کی جویا فقط ایک نظر دیکھنا
چاہتی ہون مہابت خان نے اس شرط پر کہ میرے روبرو ملاقات کرے منظور کیا آخر خیمہ بادشاہ مین کہ
مہابت خان بھی موجود تھا نورجہان بیگم نوربخش ہوئی یہ معشوقہ صورت بادشاہ دیکھکر عالم حیرت مین آئینہ
بنگئی اور بادشاہ نے بھی اوسکو بچشم حسرت دیکھکر فرط یاس سے رو دیا اور وہ کلام دلاویز انکسار آمیز زبان پر لایا

کہ مہابت خان نے عداوت نورجہان بیگم سے چشم پوشی کی اور اوسکے پاداش سے درگذرا آخر بعد
اسکے مہابت خان بادشاہ کو کابل مین لایا اور نہایت ادب کے ساتھہ پیش آیا دو فرزند اسنے خدمتگذاری
بادشاہ کے واسطے مامور کیے حکمرانی بدستور تصرف بادشاہ مین رہی بعد اسکے کاوشین نورجہان بیگم کی
مہابت خان کے ساتھہ چلین گئین مگر آصف جاہ وزیر اعظم کو حرکات بیگم ناپسند تھین یہ بادشاہ وقت
مراجعت کشمیر کثرت بیماری سے ضعیف وناتوان زیادہ تر ہو گیا تھا آغاز زمستان مین پہلے بیرم کلہ مین آیا
اور یہان سے ٹھٹھہ مین اور یہان سے راجوری مین نزول اجلال فرمایا عارضہ ترقی پذیر تھا پہر دن رہے
یہان سے کوچ کیا روز حیات تمام ہو چکا تھا شام قریب تھی رنگ طبیعت دگرگون ہوا شب سختی مین گذری
صبح ہوتی وقت دم شماری تھا دوپہر کو یکشنبہ کے دن ستائیسوین شہر صفر سنہ ۱۰۳۷ ہجری مطابق
نومبر سنہ ۱۶۲۷ عیسوی تھی اور عمر ساٹھہ برس کی اور بائیسوان سال جلوس کو طائر روح آشیانہ خاکی سے
پرواز کر گیا جہانگیر از جہان رفت مادہ وفات جہانگیری لاہور مین شاہدرہ کے درمیان جنازہ اوسکا دفن
ہوا اس بادشاہ کے عہد مین سر طامس نام سفیر جیمس اول شاہ انگلینڈ کا دربار شاہی مین حاضر ہوا تھا اور
سورت مین کوٹھی بنانے کی صورت اوس سفیر کو ظہور مین آئی —

بادشاہ چہل دوم

جب جہانگیر بادشاہ نے جہان فانی سے کوچ کیا بادشاہزادہ خرم نامی ملک دکن مقام جنیر مین کہ
سر راہ پر تھا قیام پذیر تھا لہذا اتفاقی رہا تخت سلطنت کا صاحب تاج سے خالی مصلحت سے تھا بنظر
خیر اندیشی آصف جاہ وزیر اعظم اور نورجہان بیگم ارکان دولت واعیان حضرت کو اتفاق سے حضرت
سلطان داور بخش معروف بہ بلاقی کو جو شاہزادہ خسرو کا فرزند تھا مسند سلطنت پر بٹھایا تا فتنہ وفساد تازہ سر نہ
اوٹھانے تھوڑے زمانے کے بعد خرم براہ گجرات و اجمیر سے ہوتے ہوئے لشکر ان گران سمیت
دار الخلافت آگرہ مین رونق افروز ہوا چونکہ وارث خاص تخت وتاج سلطانی کا تھا ساتوین جمادی الاولی
سنہ ۱۰۳۷ ہجری دوشنبہ کے دن خانہ سلطنت آباد کیا شہاب الدین شاہجہان صاحب قران ثانی خطاب مین
ہوا ایک شوقی شاعر سے یہ مادہ تاریخ زیب قلم ہے ع وارث ملک سلیمان آمدہ ؂ اور شہریار چوتھا بھائی
شاہجہان کا دکن مین شکست نصیب اسیر اور آنکھون سے بے بصر ہو چکا تھا اس بادشاہ نے اولاد
نرینہ خاندان تیموریہ مین سوا اپنے زندہ نہین چھوڑا کہ مدعی تاج وتخت کا ہوتا واللہ ع ہر کس

سنبھال خویش عنقریب وار و مشیت الٰہی سے عاقل رقیب تازہ عروس سلطنت کا خواستگار پیدا ہوا
مسمی لودھی نام شمع شبستان افاغنہ سے تھا جب شاہجہان دکن مین بر سر فساد تھا بادشاہ جہانگیر نے
اسکو مقابلے کے واسطے مامور کیا تھا اس عرصے مین جہانگیر بادشاہ جہان سے گذرا لودھی کو شاہجہان
نے صوبہ مالوہ عنایت کیا مگر طبیعت کھٹکی ہوئی تھی جب لودھی مذکور حسب الحکم سلطانی دار الخلافت مین آیا
رنگ دربار شاہی اپنی عزت و توقیر کے خلاف پایا تیوری چڑھی ہوئی چشم بد دور عظمت خان اسکے نور عین نے
سر دربار تلوار میان سے لی حشر برپا کیا اور لودھی وہان سے بھاگ کر سو آدمیون سمیت اپنے مکان مین آیا
سپاہ سلطانی نے آکر محاصرہ کیا سامنا قضا کا تھا جب صاحب عصمت عورتون نے دیکھا کہ ہاتھ سے
دشمنون کے آبرو بچنی دشوار ہے بے تکلف خنجر مار کر وہین زمین پر ڈھیر ہوگئین دریای خون
جاری ہوا لودھی نے یہ رنگ دیکھکر دیوانہ وار اپنے دونون بیٹون سمیت گھوڑون پر سوار ہو کر ڈنکا بجاتے
ہوئے بڑی شجاعت کے ساتھ اوس مکان مہلکہ سے نکلکر اپنی منزل مقصود کی طرف راہی ہوا ہر چند لشکر
سلطانی درپے تعاقب ہوا کسی جگہ لودھی مقابلہ مین بند نہ تھا مگر برسات کی وجہ دریای چنبل نے آنکھین
دکھائین موج دریا چاہتی تھی کہ زنجیر پا ہو جب فوج شاہی سر پر آپہونچی لودھی نے گھوڑا اپنا دریا مین
ڈالدیا آبرو کے ساتھ پار اوترا مگر عظمت خان بیٹا اوسکا اور ہمراہیون سمیت مارا گیا مگر لودھی نے دکن پہنچکر
وہ آتش افروزیان شر و فساد کے ساتھ شروع کین کہ بادشاہ کو فرو کرنا اوسکا دشوار ہوا دریای شور کو بھی دشمن
شاہجہان بنا دیا اب آتش بغاوت بڑے زور و شور سے مشتعل ہوئی لشکر سلطانی ارادت خان وغیرہ
سردارون سمیت انکی سرکوبی کے واسطے مامور ہوا مگر لودھی انکے مقابلہ اور محاربہ مین غالب رہا لشکر
شاہی نے شکست پائی آصف جاہ نے حکم شاہجہان سے لشکرکشی کی لودھی منہزم ہو کر چند رفیقون سمیت
مالوہ مین پہونچا تھا کہ فوج شاہی کثرت کے ساتھ براہ تعاقب آکر نازل ہوئی بلا کے مانند اوسکو گھیر لیا آخر
مجبور ہو کر نشانہ تفنگ اجل ہوا ہمراہیون نے بشمہ رفاقت سے وہین مثل اوسکے مارے گئے غرض
اس بادشاہ کے عہد مین سلطنت ہند نے رونق و وسعت پائی قندھار و بلخ پر بھی ہاتھ صاف کیا
حکام ملک دکن ہندو مسلمان سب مطیع و فرمان پذیر ہوئے اپنے نام پر شاہجہان آباد نام رکھکر دار السلطنت
قرار دی اور قلعہ سنگ سرخ نہایت مستحکم اور خوبی کے ساتھ بنایا اور عالیشان جامع مسجد تعمیر کی کہ جسکا
جواب روی زمین ہند پر نہ تھا روضہ تاج محل نے آگرہ مین سنگ مرمر سے رونق پائی اکیسو نو گذر کی

مربع کئی لاکھ روپیہ کے صرف مین تعمیر ہوا اور باغ گرد اوسکے نہایت شاداب وبے نظیر آراستہ کیا بیس برس تک بخوبی سلطنت رونق پذیر رہی القصہ اس بادشاہ کے چار فرزند تھے بڑا بیٹا داراشکوہ دوسرا شجاع عباس جو بنگالہ مین صاحب حکومت تھا تیسرا مرزا مراد گجرات کا فرمان روا چوتھا اورنگ زیب جسکا نام عالمگیر مشہور ہے گو چھوٹا تھا لیکن بڑا کھوٹا تھا شجاعت شعار فتنہ روزگار سپہ گری مین شوخ وچالاک عقلمند صاحب ادراک مدت تک فوج دکن کی سپہ سالاری پر مامور رہا اتفاقاً شاہجہان کو سخت عارضہ ہوا کہ شفا امید منقطع تھا داراشکوہ نے امور سلطنت مین ایسی ہاتھہ پاؤن نکالے کہ بھائیونکو اپنی جان عزیز کا دشمن بنالیا یہ سب دشمن دوست نما داراشکوہ کی فکر استیصال مین تھی کہ اس عرصہ مین شاہجہان بحکم خدا سے تندرست ہوگیا مرزا شجاع جو پیشتر فوج کشی کرچکا تھا مرزا سلیمان ابن داراشکوہ نے اوس سے مقابلہ کیا لب گنگ بے آبروئی کے ساتھہ شکست دی وہ صورت موج پریشان بھاگ کر منگیر مین ٹھہرا مرزا سلیمان نے محاصرہ کیا اودھر اورنگ زیب نے مرزا مراد کو بادشاہ بنانے کی امید پر اپنا معین ومددگار بنایا اور دونون فوجون نے ایک ہوکر کوچ کیا نربدا اوتر کر جسونت سنگہ نام راجپوت کو جو جمعیت کثیر لیکر حکم بادشاہ سے مقابلہ کے واسطے گیا تھا مار اوترا شکست دی شاہجہان یہ خبر سنکر سخت پریشان ہوا اور مرزا سلیمان کو حکم دیا کہ مرزا شجاع سے راہ صلح نکالکر حاضر حضور ہو اور داراشکوہ کو تاکید کی کہ جب تک مرزا سلیمان اس پار نہ آئے عزم جنگ نکرنا داراشکوہ لاکھ سوارون سمیت دریاے چنبل پر خیمہ زن تھا جب اورنگ زیب ومرزا مراد آکر قریب پہونچے دور از خیال فوج شاہی دیکھکر موج کے مانند پریشان ہوے مگر سامنا آبرو سے تھا ناچار جنگ واقع ہوئی مرزا مراد زخمی ہوا داراشکوہ نے شکست اوٹھائی اورنگ زیب آگرہ مین آیا مرزا سلیمانکو ایلچی بھیجکر ساز وباز پیدا کیا بنیاد اتحاد والفت ڈالی فکر شاہجہان نہین تھا کہ قید کرے محمد نام اپنے بیٹے کو بادشاہ کے پاس بھیجا کہ اسنے جاکر بہلا کی تمام قلعہ سلطانی مین قبضہ کیا اور شاہجہان کو مہمان بناکر عالم نشہ شراب مین قید کرلیا اور قبضہ کیا اب کوئی خار اور کاوش باقی نرہی اورنگ زیب نے سلطنت پر جلوس فرمایا معاذاللہ تمام عمر شاہجہان کی قید مین گذری —

بادشاہ چہل وسوم

جب ۱۶۵۸ عیسوی مین اورنگ زیب جسکا عالمگیر لقب تھا تخت نشین ہوا داراشکوہ اور مرزا شجاع

دونون آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکتے تھے اور دیکھتا تھا کہ انکے بدون استیصال رونق سلطنت معلوم اودھر داراشکوہ نے لاہور مین پہونچکر جمعیت کثیر بہم پہونچائی لیکن مقابلہ فوج اورنگ زیب سے کہ جنگ آزمودہ تھی خلاف مصلحت سمجھا مانند موج مضطرب ہوکر دریاے سندہ کی طرف پہونچا اس سفر مین ایذائین سخت اوٹھائین جمعیت مین بھی انتشار واقع ہوا کچھ نمک حرام چاشنی دولت کے شریک رہے اس عرصہ مین مرزا شجاع نے بنگالہ سے اورنگ زیب پر لشکر کشی کی یہ خبر سرکشی برادر سنکر اورنگ زیب نے تعاقب داراشکوہ سے ہاتھہ اوٹھایا اور قدم راہ بنگالہ پر رکھا یہان مرزا شجاع فوج دریا موج لیے آمادہ جنگ تھا نوبت مقابلہ آئی صف محاربہ آراستہ ہوئی جنگ سخت نے دل بہادرونکے سست کردیے سردست ہاتھی اودھر مرزا شجاع کا زخمون سے پامال ہوا اور اودھر ہاتھی نے اورنگ زیب کے وہ صدمہ سخت اوٹھایا کہ زمین پر بیٹھہ گیا اورنگ زیب کا رنگ سرخ زرد ہوگیا چاہتا تھا کہ ہاتھی سے ہاتھہ اوٹھائے اور پاؤن روے زمین پر رکھے کہ میر جملہ وزیر نے پکار کر عرض کی کہ اسوقت حضرت کا ہاتھی سے اوترنا گویا تخت سلطنت سے اوترنے کے برابر ہے یہ صداے متوحش سنکر اورنگ زیب نے لباس سواس زیب بدن کیا یعنی پشت فیل سے رخ نہین پھیرا گرچہ ہاتھہ تیغ قضا کا مرزا شجاع پر جا پڑا کہ وہ عین معرکہ مین ہاتھی سے اوترکر گھوڑے پر سوار ہوا اس نشیب و فراز مین جو فوج نے ہاتھی کو مرزا شجاع سے خالی پایا ہمت ہار گئی ہزیمت سوار ہوئی نشہ شراب شجاعت اوتر گیا میدان اورنگ زیب کے ہاتھہ رہا لڑائی جیتا مرزا شجاع مجبور بنگالہ مین بھاگ کر قلعہ مونگیر مین پناہ آور ہوا اور اس درمیان مین داراشکوہ دارالنصیب دریاے سندہ سے اوترکر ریگستان طے کرتا ہوا ونزات جلگہ گجرات مین پہونچا اور صوبہ دار گجرات کو جسکی بیٹی مرزا دارا سے منسوب تھی اپنا رفیق و یار بنایا اور فوج کثیر لیکر جانب راجپوتانہ روانہ ہوا قریب اجمیر جو دارالخلافت اوسکا تھا وہان ایک مقام مستحکم قرار دیا یہ خبر سنکر اورنگ زیب نے تعاقب شجاع سے کنارہ کیا اور داراشکوہ کے مقابلہ پر آیا اور وہ جنگ قریب چاہا کہ بلا تکلف فوج شاہی قلعہ مین درآئی داراشکوہ نے روز بد دیکھا چند آدمیون سمیت بھاگ کر گجرات مین گیا والی گجرات نے پناہ نہ دی ناچار بے سروسامان ہوکر ریگستان مین قدم زن ہوا تکلیفین اوٹھائین ٹھٹھہ مین پہونچا ادبار سر پر سوار تھا ہی اوس موضع کے قریب جیون خان نام ایک سردار تھا جسکو دو بار داراشکوہ نے حکم قتل شاہجہان سے بچایا تھا فی الجملہ اوس سے امید دستگیری تھی لیکن برعکس ظہور مین آیا کہ وہ داراشکوہ کو

پکڑ کر دہلی مین لایا اور عالمگیر کو دیکھ جانب لاہور جاتا تھا کہ راہ مین گسینے کام تمام کیا ادہر دارا شکوہ کا
جام حیات لبریز ہوچکا تھا قاتلون نے حکم اورنگ زیب کے موافق آب شمشیر پلاکر ٹھنڈا کردیا اب فقط
مرزا شجاع مار آستین تھا لہذا شاہزادہ محمد سلطان و میر جملہ وزیر کو مقابلہ مرزا شجاع پر مامور کیا یہان
حضرت عشق اور رنگ لائے یعنی محمد سلطان اپنے چچا مرزا شجاع کی لڑکی پر کہ صاحب جمال تھی ہزار
جان سے عاشق زار ہوگیا مرزا شجاع سے جاملا اوس دختر ماہ پیکر کے ساتھ صورت شادی ظہور مین
آئی مگر میر جملہ وزیر و لشکر سلطانی کا قدم میدان مقابلہ و محاربہ سے نہ اوٹھا آخر مرزا شجاع نے شکست
پائی محمد سلطان نہایت مضطر تھا اور مرزا شجاع بھی محمد سلطان کی دامادی سے اپنی بربادی کے
باب مین اندیشہ مند تھا ناچار محمد سلطان کو زوجہ سمیت جانب بنگالہ روانہ کیا غرض تمام ہندوستان
قبضہ اورنگ زیب مین تھا آنکھین جگہ پناہ کی نکلی آخر کار باپ سے رجوع کی اورنگ زیب نے
محمد سلطان فرزند کو قلعہ گوالیار مین نظر بند کیا کہ سات برس مصیبتین قید کی جھیل کر شش جہت سے گذرا
اور مرزا شجاع بھاگ کر اراکان مین آیا یہان والی اراکان نے دغا سے پکڑ کر مرزا شجاع کو مار ڈالا اور
شاہجہان زوال سلطنت کے بعد آٹھ برس قید مین رشتۂ حیات کا پابند رہا ١٦٦٦ء عیسوی مین
گلشن فردوس کی طرف سدھارا معاذ اللہ کیا کیا نیرنگیان چرخ نیلگون نے دکھائین اور کیا کیا
صورتین صفحۂ ہستی سے عروس سلطنت کی چاہ مین مٹائین سلیمان شکوہ دارا شکوہ کا لخت دل
اپنی جان عزیز بچانے کے واسطے ہمالیہ مین پھرتا تھا اوسکو راجہ سری نگر نے اورنگ زیب کے حکم سے
پکڑ کر گیارہوین جمادی الاول سنہ ہجری کو جانب دہلی روانہ کیا یہان ارکان دولت تمام شہر مین تشہیر کرتے
ہوئے عالمگیر کے روبرو لائے پاؤن مین زنجیر آہنی اور ہاتھون مین ہتکڑیان پڑی تھین یہ صورت دیکھکر
آنکھین اہل دربار کی اشکون سے بھر گئین زیادہ یہ مضمون زبان قلم سے ادا ہو نہین سکتا قصہ کوتاہ تھوڑے
عرصے مین سلیمان شکوہ اور اوسکا بھائی سپہر شکوہ اور مرزا کا مران چھوٹا لڑکا سب گوالیار مین لائے قید کی
اوٹھا کر زندان حیات سے چھوڑا اور مرزا مراد کو کہ حکومت گجرات مین کسی شخص کی صبح حیات شام کی تھی
اوسی کے لڑکے نے حسب اشارہ اورنگ زیب اپنے باپ کا خون خفتہ بیدار کیا اور قصاص خون مین
حکم سلطانی کے موافق مرزا مراد مارا گیا نامراد دنیا سے سدھارا اب کوئی بھائی بھتیجا خاندان شاہجہانی مین
زندہ باقی نہ رہا اورنگ زیب سپہر ہندوستان کا آفتاب عالمتاب تھا ایک ذرہ کاوش وارث سلطنت کی

روی زمین پر رہی یہ بادشاہ ہند اسلام دوست اہل ہنود کا جانی دشمن تھا شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت +
رفت منزل بدیگرے پرداخت ؛ خلاصہ چند سانحہ جو اسکے عہد مین گذرے زیب قلم ہوتے ہین لفظ والی
ایران پر شاہ عباس بادشاہ آمادہ جنگ ہوا ادھر اورنگ زیب کے ابجد ہوش پر حرف آیا قافیہ تنگ ہوا
تدارک مین دفع ملال کے تھا کہ شاہ عباس نے کتاب عمر تمام کی آصفی نام اوسکا پوتا تخت پر بیٹھا اسکو اپنے
انتظام ملک سے فرصت نملی جو ہندوستان کی طرف رخ کرتا لہذا باہم سبق آشتی پڑھا گیا لفظ و معنی کی صورت
صلح ہوئی دوسرا ایک عورت مسماۃ بستامہ نے وہ رنگ گلزار جود و بخشش مین جمایا کہ تمام خلق اللہ مطیع فرمان
ہوگئی میوار کے ضلع سے بیس ہزار آدمی فقیر اور جوگی بہم پہونچا کر بادشاہ پر لشکر کشی کی اور آگرہ تک بزور
شمشیر اپنے قبضہ تصرف مین کیا مشہور تھا کہ یہ عورت ساحرہ ہے اس نظر سے لشکر شاہی پریشان خاطر اور
بیدل تھا سحر بیانی اورنگ زیب کام نکرتی تھی آخر مجبور ہو کر اہل فوج کی تشفی خاطر کے واسطے نشانون مین
نقش و تعویذ نصب کیے کہ خوف اونکے دلون سے دور ہوا مقابلہ غالب آئی تیسرا آتش فساد کابل نے
شعلہ زنی کی تھی اورنگ زیب نے اپنی آبیاری تدبیر سے بہت جلد فرو کی اور اٹھائیسوان سال جلوسی تھا کہ تسخیر
ملک دکن کے واسطے اپنے لشکر کو تین حصون پر تقسیم کیا ایک شاہ عالم نے جو ولیعہد تھا اسنے گولکنڈہ کو جا کر
محاصرہ کیا کہ بعد اوسکے اورنگ زیب نے اب تمام فوج سمیت بیجاپور پر چڑھائی کی مگر گرانی غلہ کی ارزانی نے
وہان کی رعایا کو چند شرائط سے اپنا مطیع و فرمان بردار بنایا سکندر علی شاہ وہانکا بادشاہ تھا مقید ہوگیا آخر بعد
گولکنڈہ پر یورش کی سات مہینے کے جنگ و جدال مین فریب و دغا سے فتح پائی اور ابو الحسن والی شہر مذکور کو
قتل کیا چوتھا جو ہندوستان مین اب تازہ مرہٹون نے ہاتھ پاؤن نکالے تھے اطراف گجرات مین اٹک کے کنارے
پہاڑی سرزمین پر بستی تھی سیواجی اس قوم مین بڑا صاحب عظمت اور عالی حوصلہ تھا اوسکو مسلمان سے
صورت بیزار پر ہیز تھا جسطرح اورنگ زیب کو ہندوؤن سے سیواجی نے پہاڑی قوم کو جو کوہستان مین
قیام پذیر تھی ساتھ لیکر شہرون کو تاخت و تاراج کرنا آغاز کیا حاکم بیجاپور نے اوسکی سرکوبی کے واسطے
لشکر جرار افضل خان کو سپہ سالار بنا کر مامور کیا سیواجی نے اوسکو براہ فریب وقت ملاقات جو عالم تنہائی مین
قرار پائی تھی بضرب خنجر آبدار فی النار کیا گو افضل خان نے بھی جوہر شمشیر دکھائے یعنی اوس کشمکش مین
سر سیواجی پر وار کیا مگر خود آہنی زیر دستار تھا صدمہ تلوار کا سہہ گیا پندرہ ہزار آدمی جو افضلخان کے ساتھ تھے
وہ بے سردار ہو کر بنات النعش کے مانند پریشان ہوگئے اور جتنے اس فتح کی بدولت لوٹ مین بخوبی

مالامال ہوئے بچالاکی اور شجاعت نے شہرت پائی پھر سیواجی دلاوری کے ساتھ بیجاپور مین پہونچا کئی بار حاکم
بیجاپور نے میدان جنگ وجدال گرم کیا مگر بازار ٹھنڈا رہا صوبہ بہار قبضہ سیواجی مین در آیا پچاس ہزار پیادے
اور سات ہزار سوار اسوقت ہمرکاب تھے اسکے بعد اورنگ زیب نے شایستہ خان کو فوج سلطانی کا سپہ سالار
بناکر اوسکے مقابلے کے واسطے روانہ کیا صف آرائیان ہوئین فوج شاہی غلبہ پر تھی کہ ایک جگہ محاصرہ مین
آکر بیٹا شایستہ خان کا مارا گیا اور ایک اونگلی سے ہاتھ کے شایستہ خان نے بھی ہاتھ اوٹھایا یعنی کٹ گئی
اور کھڑکی سے گذرنے کے وقت زخمی بھی ہوا اس عرصہ مین آتش کارزار ٹھنڈی رہی سیواجی نے
فرصت پاکر بازار تاخت وتاراج گرم کیا شہر سورت مین در آیا تین دن آتش غارتگری مشتعل رہی اہل انگلنڈ اور
ارباب ڈچ اپنے اپنے مکانون کے اندر تھے باہر نہین نکلے کرور روپیہ کے قریب قیمتی جواہرات وغیرہ
مرہٹون کے ہاتھ آیا آخر کار اورنگ زیب نے یہ رنگ دیکھکر ایک لشکر گران اوسکی تنبیہ کے واسطے امور کیا راجہ
ماہر جیسہ سردار اس لشکر سلطانی کا تھا یہ سیواجی کو اس شرط پر کہ آبرو وعزت پر پانی پھرنے نہ پائیگا اپنے ساتھ
دہلی مین لایا مگر اورنگ زیب نے قید کر لیا جب سیواجی نے دیکھا کہ مین گھاٹی مین پڑا اور کوئی مدد نہین
سبحان اللہ کیا تازہ مکر وفریب کو جا بخشی دی کہ ایکدن وہ ٹوکرون مین شیرینی کے بیٹھکر پوشیدہ اپنے
فرزند سمیت مکھو اور حلوائیون کی شیرین کاری کی قوت سے نکل گیا قیدخانہ سے متھرا مین جہان کے پیڑے
مشہور ہین پہونچا اور یہان سے جگناتھ جی مین آیا اور حسب دستور بنیاد قزاقی برقی کی طرح جمائی مال ومتاع
غارت کردہ حلوائی بے دودھ تھا دستاورنگ زیب نے اسکے تدارک مین کئی وجہون سے پہلوتہی کی ایک تو سیواجی
جو قبضہ سے بچالاکی نکل گیا چکر مین تھا کہ داغ تازہ دیگا دوسرے شاہ ایران سے مجہولے اندیشہ تھی تیسرے جو آتش
فتنہ وفساد طبیعہ مشتعل تھی اوسکو ٹھنڈا کرے اس فکر مین سرگرم تھا اس تامل مین سیواجی نے اضلاع مغربی کو خوب
تاخت وتاراج کیا اور سورت کو دوسری بار جاکر غارت کیا اور پھر تیسری مرتبہ اسپر یورش کیا بہت سا
زر نقد پایا مگر شہر مین سے باہر رہا قلعہ سنگ کو جو بہار مین واقع ہے قلع وقمع کیا اور اپنا لقب راجہ قرار دیا اور
سکہ بھی اپنے نام کا بٹھایا دولت وثروت نے اقبال کے ساتھ ترقی پائی ہر طرح چاندی تھی برہمنونکو
اپنے ہموزن سونا تول کر دیا اور باب بخشش وا کیا غرض کثرت سخاوت نے سیواجی کو نامور کیا شہرت پائی
ہر دل عزیز تھا ہمت بلند تھی گو کہ شدہ پر بارہ ہزار سوار لیکر حملہ کیا آخر کار وہان رعایا فی زر کثیر نذر دیکر شہر کو تاخت
تاراج سے بچایا مطیع فرمان ہوئی اب یہان سیواجی دربار سلطانی کو رونق دیکر راجہ مشہور ہوا مقام خیجی

اور دمور وغیرہ مین فوج اپنی مامور کی مدراس وسرنگاپٹن تک فتح کیا پھر بمبئی کی طرف رخ پھیرا ابھی غالب نہین آیا تھا کہ موت نے مغلوب کیا ترپن برس کی عمر تھی کہ سوزش مین پھیپھڑہ کے مبتلا ہوکر پانچوین اپریل سنہ ۱۶۸۰ عیسوی کو شش جہت سے کوچ کیا القصہ یہ خبر سنکر اورنگ زیب فرحت آگین ہوا مگر اوسکی شجاعت اور دلاوری کا اتنا خوان تھا سیواجی جب ٹھنڈا ٹھنڈا دنیا سے گرم رفتار ہوا سنبھاجی بیٹا اوسکا رونق مسند ریاست بنا کچھ دنون مغلون سے مقابلہ کیا ہنگامہ جنگ وجدال گرم کیا داد شجاعت دی ستارہ اقبال ضعیف تھا چنانچہ مقابل مین پس کیا مسلمان ہونیکا انکار تھا اس تکرار مین ۱۶۸۹ عیسوی تھی جو مارا گیا پھر اورنگ زیب نے ارکان اور چاٹگام کو فتح کیا اور بیجاپور وگولکنڈہ پر مظفر ومنصور ہوکر سرکش پٹھانون کی سرکوبی کی اور ستارہ تک جو مرہٹون کی جای دار الخلافت تھی بزور شمشیر برق دم قبضہ کیا مگر مرہٹون نے اپنی دریاے جرأت ودلاوری سے کنارہ نہین کیا سیلاب کے مانند ہر طرف تاخت و تاراج کو آبرو دیتے پھرتے تھے یہان تک کہ اورنگ زیب انکی حرکتون سے صورت موج پریشان خاطر تھا آخر کار جب دریا عمر ہشتاد کا سر سے گذرا قریب تھا کہ چشمہ حیات خشک ہو تو اوسنے کام بخش اپنے گوہر شاہوار دریاے ورانت کو کہ دل اوسپر موتی تھا دوشنبہ کے دن سترہوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ ہجری کو صوبہ بیجاپور عنایت فرمایا اور پنجشنبہ کے دن کہ بیسوین ماہ مذکور کی تھی اعظم شاہ اپنے منجھلے بیٹے کو صوبہ مالوہ مرحمت فرمایا اور رخصت کیا ابھی تھوڑی مسافت طے کی تھی کہ جمعہ کے دن اٹھائیسوین ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۸ ہجری کو خبر انتقال اورنگ زیب گوش زد ہوئی اوسی دم عنان مراجعت اوٹھائی لشکر سلطانی مین پہونچا تابوت اورنگ زیب بوضع شاہانہ اور سامان خسروانہ اپنے کاندھے پر دست بدست اوٹھایا اور چند قدم چلکر جانب اورنگ آباد روانہ کیا سن شریف نواسی برس کا تھا پچاس برس سلطنت کی —

بادشاہ چہل وچہارم

جب اورنگ زیب جہان سے گذرا اعظم شاہ زیب اورنگ شاہی ہوا دسوین ماہ ذی حجہ سنہ الیہ کو جمعہ کے دن تخت سلطنت پر رونق افروز ہوا داد ودہش کو کام فرمایا آصف الدولہ اسد خان بہادر بدستور عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوا اور بیٹا اسکا ذوالفقار الدولہ اپنی سپہ سالاری پر جاری رہا خلاصہ جب یہ انتظام خانگی صورت پذیر ہوا فی الجملہ کچھ اور زہر اسکو غرض اورنگ زیب نے بنظر عاقبت اندیشی اپنی حیات مین ملک ہندوستان کو اس طرح شاہزادون کو تقسیم کر دیا تھا کہ انجام کار باہم آغاز نزاع نہو بڑا شاہزادہ

سلطان معظم شاہ جسکا لقب بہادر شاہ تھا خجستہ جہان شاہ اور رفیع القدر چھوٹے فرزندون سمیت صوبۂ کابل مین جو سرحد ایران پر واقع ہے قیام پذیر تھا اور شاہزادہ معز الدین جہاندار شاہ ملتان کا صوبہ دار اور عظیم الشان پوتہ عالمگیر کا ملک بنگالہ پر حکومت پذیر اور محمد کام بخش بیجاپور کا حاکم تھا غرض جب چراغ حیات اورنگ زیب گل ہوا چرخ نیلگون نے اور تازہ گل کھلائے شاہزادہ سلطان معظم شہر کابل سے اور بڑا بیٹا اسکا عظیم الشان بنگالے سے کیفیت بیماری عالمگیر جو سخت وبے تدبیر تھی سنکر عنان عزیمت جانب آگرہ اوٹھا چکے تھے راہ مین کوچ کرنا عالمگیر کا دیار ہستی سے جانب ملک عدم سنا غرہ محرم ۱۱۱۹ھ ہجری روز شنبہ کو سلطان معظم نے تخت سلطانی پر جلوس فرمایا اور محمد اعظم شاہ کو بواسطہ قرطاس وقلم اطلاع دی کہ تمکو ملک دکن پر جو وسیع ہے قناعت کرنا چاہیے جنگ سے صلح مین لطف ہے محمد اعظم شاہ نے اس دو حرفی جواب پر قلم توڑا کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند سلطان معظم شاہ نے یہ مضمون سنکر خط کی طرح پیچ وتاب کھایا صرف جنگ زبان پر آیا کشتی مدنظر تھی ہی لشکر کشی کی اور معز الدین حاکم ملتان بھی اپنی فوج سمیت سلطان معظم کے ساتھ اکبرآباد مین آیا اور بنگالے کی طرف سے عظیم الشان لشکر جرار لیکر شریک ہوا مختار خان صوبہ دار اکبرآباد کو جو شاہزادہ بیدار بخت خسر اور سلطان اعظم شاہ کا خیر طلب تھا پکڑ کر قید کیا اور تمام خزانہ واسباب سلطنت جو اکبرآباد مین تھا متصرف ہوا مگر قلعہ پر قبضہ نہین پایا اور خزانہ وافر دستیاب ہونے سے قوت تازہ حاصل ہوئی خلاصہ آخر زمانہ مین ستارۂ اقبال اورنگ زیب زوال پر تھا پیرانہ سالی مین تعصب مذہب جوانی پر تھا ہندوؤن کے قتل کرنے پر زہر کھائے تھا متھرا اور بنارس مین اکثر معابد اہل ہنود جو نامی گرامی تھے غارت اور برباد کیے عناد وفساد طبیعت مین تھی مسجدین بنوائین اور احمدآباد کے بتخانون مین خون چلوائے گائے کا جو سخت ممنوع تھا کیا لہذا ہندوستانیون کو اورنگ زیب سے نفرت ہوگئی تھی مرہٹون نے زور پکڑا تھا اور چھوٹے چھوٹے راجپوت سردارون نے بھی سر اوٹھایا تھا چنانچہ اس کشمکش مین شاہزادون نے بھی طریقہ اورنگ زیب کا جو شاہجہان کے ساتھ برتا تھا پسند کیا لہذا زندگانی شیرین اورنگ زیب کو تلخ تھی بلکہ محمد اعظم شاہ بغاوت کی وجہ قید کیا گیا اور قیدی ہی مین قید حیات سے نجات پائی اور شاہ عالم دوسرا بیٹا بھی جو خود اسکا تخت سلطنت ہوکر منہ چھپا [?] اورنگ زیب [?] گیا اور تیسرا بیٹا معظم شاہ [illegible]

آغاز سلطنت گردی ہندوستان

جب حکومت حیات اورنگ زیب بتخت تصرف ملک الموت مین در آئی شاہزادون پر یہ سلطنت جو ہشتہ

تقسیم ہو چکی تھی مسلم ہوئی الختصر عملداری بادشاہی مقام لاہری بندر سے تھانہ بندر سل متعلقہ سلطنت
تھی طول اسکا ایک ہزار تین سو چند کوس تصور کرنا چاہیے اور تبت کشمیر سے سرحد دریاے شور تک
کہ داہنے قلعہ شولاپور واقع ہے ایک ہزار ایک سو پچاس کوس کا عرض تھا غرض بائیس صوبے داخل
اسی سرحد کے تھے اور تیرہ ارب چھبیس کرور سترہ لاکھ چند ہزار دام اس قلمرو کے حساب تحصیل مین شمار ائے
اور جمع کامل تینتیس کرور روپیہ تخمینا مجرا تھی باکیات و معافیات شوری کی وبیشی مین سمجھنا چاہیے اور بعد مصارف
مہمات دکن خزانہ اگرہ و بنگالہ مین تخمینا ساٹھ کرور روپیہ نقد موجودات خزانہ تھا غرض جو راجہ ساہو ولد سنبھاجی
سیواجی مرہٹہ سے کمال نا مین زندان نصیب تھا چند مرہٹون نے عرق ریزیان کین اور ذوالفقار الدولہ ابن
اسد خان آصف الدولہ نے کوششین کین لیکن صورت رہائی آئینہ ظہور مین رونما نہوئی آخر کار شاہزادے
موافق وصیت اورنگ زیب تقسیم ملک پر رضامند نہوئے تخت طلب پسند تھے نوبت صف آرائی آئی بازار ہنگامہ
صہبا و جنگ گرم ہوا برق شمشیر بار شہ شیر چمک سے پیدا ہوئے وہ آتش افشانیان کین کہ اعظم شاہ اور کام بخش کی
جانون سے پانی پھر انہین زندگانی جل بجھا—

بادشاہ چہل وپنجم

ہندوستان مین سکہ بہادر شاہ کا جاری ہوا پایداری نصیب نہوئی طبیعت مذہب امامیہ سے مالوف تھی
اہل خلافت نے معز الدین سے ساز باز پیدا کیا غرض کسی راہ سے بہادر شاہ کو کوچہ عدم دکھایا ہستی سے
گذرا درمیان مین ان دونون شاہزادون کے بھی شمشیر خضاب و جدال نے جوہر دکھائے خزانہ جو اگرہ اور بنگالہ مین
تصرف بہادر شاہ سے باقی تھا ان معرکون مین تلف ہوا—

بادشاہ چہل وششم

قصہ مختصر معز الدین شاہ نے کام بھائیون کے تمام کیے تاج شاہی اور تخت سلطنت کو رونق دی لیکن بسبب
غفلت کے آنکھون پر پردے تھے اور گریبان ہوس پنجہ عشق دختر خصوصیت خان کا اذیت رسان گرفتار تھا
محمد فرخ سیر بن عظیم الشان بہادر گلشن صوبہ بہار نے حسین علیخان بارہہ شجاعت پیشہ کو اسقدر بزنت
اور سماجت سے اپنا حامی اور مددگار بنایا کہ سید عبد اللہ خان بارہہ کو ساتھ لیکر خزانہ مع سلہ صوبہ دار بنگالہ پر
متصرف ہوا تھا پاؤن نکالے اور معز الدین شاہ کو مقابلہ مین شکست دین ظفریاب ہوئے اور ذوالفقار خان کو
جو امیر الامرا لشکر مقابل تھا ان دونون کو درمیان دہلی ہاتھی کے پاؤن مین باندھکر سر دست کھنچوایا—

بادشاہ چہل و ہفتم

فرخ سیر جب عروس فتح سے ہم آغوش ہوا تخت سلطانی کو آبرو بخشی سید عبداللہ خان کو وزارت دی اور سید حسین علیخان کو امیر الامرا بنایا لیکن تھوڑے دنون کے بعد بند و بست اس معاملہ کا بھی نہو سکا آخرکار عقیدت خان وغیرہ کے کہنے سے سادات بارہہ مین صورت نقیض و بدمہری پیدا ہوئی چونکہ یہ سادات صاحب اقتدار تھے اور عروس شوکت و عظمت سے ہمکنار دیدہ و دانستہ آنکھون پر ٹھیکری بیمروتی کی رکھدی اور دونون نے باہم دگر بات چشم کی صورت ایک نظر ہو کر فرخ سیر کو مکحول کیا آنکھین دکھائین —

بادشاہ چہل و ہشتم

رفیع الدرجات کو چند مہینے کے واسطے اورنگ نشین کیا صاحب تاج و نگین کیا —

بادشاہ چہل و نہم

صاحب قدرت تھے ہی پھر محمد شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا لیکن دہشت سادات سے یہ بادشاہ مجبور تھا سر نہ اوٹھا سکا ایک برس کئی مہینے کے بعد محمد امین خان اور سعادت خان برہان الملک سے ملکر حسین علیخان کو سر سواری ایک مغل بچہ کے ہاتھون سے راہ فنا دکھائی اور سید عبداللہ خان کو شاہزادہ ابراہیم کے مقابلہ مین نوالہ نہنگ قضا بنایا اب محمد شاہ نے نام خدا مطلق العنان ہو کر تیس برس تک داد سلطنت دی لیکن محمد امین خان جب قضا نصیب ہوا نظام الملک آصف جاہ نے مسند وزارت گرم کی چونکہ سرد مہری فلک کجرفتار مشہور ہے عورات بدشعار اور مشورہ کوکہ سے صورت نقیض باہم آشکار ہوئی اور شکل ملال پیدا ہوا نظام الملک شکستہ خاطر بحیلہ آب و ہوا دہلی سے مراد آباد مین اور یہان سے ادھر ادھر پھرتے دکن مین پہونچا مرہٹہ سے طرح محاربات ڈالی اور جو کچھ بعد اورنگ زیب ذوالفقار خان نے مرہٹہ کے ساتھ رعایت کی تھی اور سید حسین علیخان سند چوتھ دس روپیہ فیصدی مقرر کر کے اپنے انتظام سلطنت مین دونکو شریک کیا تھا نظام الملک نے سبکو فرق کیا اور مرہٹونکو سوال جواب و طلب حقوق کے واسطے بارگاہ سلطنت سے اس شرط پر کہ دکن سے مزاحمت نکرے اجازت دی غرض انہون نے ہندوستان سے دہلی تک یورش سر پر اوٹھالی اور خاندوران خان امیر الامرا اور قمر الدین خان وزیر اور روشن الدولہ اور راجہ جیسنگھ کہ ارا کین سلطنت تھے انکی بدولت محمد شاہ سے دو صوبے ایک گجرات اور دوسرا مالوہ اور الہ وردیخان ناظم بنگالہ سے ایک صوبہ کٹک عوض نقدی بہت اور راجہ چھتر سال سے چند محال بوندیلکھنڈ کے

پاکر ہاتھہ تاخت وتاراج ہندوستان سے اوٹھایا اکیسوین سال جلوسی تھا کہ نادرشاہ نے آکر بمقابلہ محمدشاہ میدان کرنال مین ہندوستانی فوج کا اوج خاک مین ملایا اور خاندوران خان کی زندگانی پر پانی پھیرا اور نواب برہان الملک کو قزلباشون نے گرفتار کیا آخر آبیاری وکالت آصف جاہ نظام الملک نے اس آتش شعلہ افگن کو بجھایا اور وہ گرمی ہنگامہ سرد کی خلاصہ نادرشاہ کو گرمجوشی صحبت محمدشاہ دارالخلافت مین سیر وتماشے کے واسطے لاتی تھی کہ خبر شورش قید نادرشاہ کی جو شخص سب سے پہلے پر کی تھی اور رنگ خونریزی خلائق ناحق شمشیر بران نادری نے شہر مین جمایا چند گھنٹہ قہر سلطانی اہل دہلی پر نازل رہا آخرکار ساٹھہ کروڑ روپیہ کے قریب زر نقد کارخانۂ سلطنت اور روساے شہر سے نادرشاہ نے لیا دختر کام بخش بن اورنگ زیب کو اپنے فرزند نصراللہ مرزا کے ساتھہ منعقد کیا اور چار صوبے ایک کابل دوسرا ملتان تیسرا ٹھٹھہ چوتھا پشاور جو اوس طرف دریاے اٹک کے تھے قبضہ تصرف نادرشاہ مین در آئے اور صوبہ لاہور سے تیس لاکھہ روپیہ نقد سالیانہ قرار پایا غرض ان صورتون سے کارخانۂ سلطنت کی بربادی اور سات کروڑ روپیہ کا نقصان آمدنی سالیانہ مین واقع ہوا لیکن محمدشاہ نے پھر دس برس مین ہزار سی ساٹھہ لاکھہ روپیہ سواے اخراجات ملکی جمع کیے تھے کہ حساب پیمانۂ حیات پورا ہوا اور متاع جان تصرف ملک الموت مین در آئی اور وہ ساٹھہ لاکھہ روپیہ مہم احمدشاہ درانی مین صرف ہوا قسمت لبتہ تھی شکست نصیب ہوئی قمرالدین خان وزیر عین میدان معرکہ مین وقت نماز طعمہ شہباز شمشیر آبدار کا ہوا اور شاہزادہ احمد مرزا صفدر جنگ سمیت مظفر ومنصور ہنوز منزل مقصود یعنی دہلی تک نہ پہونچا تھا کہ سر دست خبر انتقال محمدشاہ گوش زد ہوئی ستارۂ اقبال شرف مین تجلی افروز تھا مین رواروی کے ساتھہ راستہ مین تاج وتخت شاہی کو سرفراز کیا سلطنت نے تازہ رونق پائی۔

بادشاہ پنجاہم

جب شاہزادہ احمد نے تخت سلطنت محمدشاہی پر جلوس کیا قضاے کار اوسی مہینے مین تیغ اجل سے رشتہ حیات نظام الملک کو ملک دکن مین دو ٹکڑے کیا جوہر وزارت صفدر جنگ چمکا انتظام الدولہ پسر قمرالدین کو جو مستحق وزارت تھا بدطالعی نے محروم رکھا صفدر جنگ سے صحبت صلح پذیر نہوئی باہم آئینہ دلون کو زنگ آلودہ تھی صورت برعکس نظر آئی درمیان صفدر جنگ وزیر وافاغنہ بنگش فرخ آبادی آتش محاربہ شعلہ زن ہوئی سردمہری فلک کجباز نے گرما گرمی اقبال وزیر کو ٹھنڈا کردیا یعنی ہزیمت نصیب ہوئی اور انتظام الدولہ نے

وقت پاکر فراغ بادشاہ مین وہ آتش فروزی کی کہ بازار گرم اوسکا سرد ہوا اور آبرو کر و بدحال اب انتظام مہمات وزارت انتظام الدولہ پر قرار پایا ہنوز صفدر جنگ اودہ مین تھے کہ درانی دفع ثانی آکر صوبہ دار لاہور سے دست و گریبان ہوئے غرض صفدر جنگ حسب الحکم احمد شاہ فوج لونگا پراشت ہمرہ لیکر مقابلہ درانی کے واسطے اسقدر توقف کے ساتھ پہونچے کہ وکیل درانی سر دست دہلی مین آکر یہین دو صوبون کی ایک لاہور اور دوسرا کشمیر پیشتر بمصالحہ بارگاہ شاہی سے حاصل کر لیگیا احمد شاہ سے سوائے مصالحہ کچھ بن نہ آیا اور صفدر جنگ دیر پہونچنے کی وجہ معرکہ درانی مین وزارت سے عزل نصیب ہوکر فقط صوبہ اودہ پر قائم رہے جب انتظام الدولہ پر وزارت مسلم ہوئی اور عمدہ امیر الامرائی عماد الملک غازی الدین کا نامزد ہوا تازہ گل کھلا ہر روش پر دونون سرو بستان امارت باہم سلسلہ قرابت منسلک رکھتے تھے لیکن چڑہ نشہ شراب کبر و غرور آنکھون پر جھک رہے تھے رنگ نقیض جما اور بہار قرابت خزان ہوئی القصہ عماد الملک نے فریب سے طرح اتفاق ڈالکر ایسی شاخین نہال تدبیر سے نکالین کہ احمد شاہ نے انتظام الدولہ کو حکم خانہ نشینی دیا اور چراغ وزارت عماد الملک سے روشن ہوا اور نیابت انکی محمود خان افغان کو کہ مرد لائق و مفسدہ پرداز تھا عطا ہوئی اور عمدہ امیر الامرائی نجیب الدولہ کو دلاکر علی محمد خان وغیرہ پٹھانون کی قوت و پشت گرمی سے احمد شاہ کو بعد قید راہ فنا دکھائی —

بادشاہ پنجاہ و یکم

اعز الدین عالمگیر ثانی کو تخت سلطنت پر بٹھایا قصہ مختصر بائیس صوبون مین آٹھ صوبے مرہٹہ اور نادر شاہ اور درانی کے تصرف مین دراسکے اور دو صوبے ایک اودہ اور دوسرا آلہ آباد نواب صفدر جنگ کے متعلق تھے سلطنت سے کچھ واسطہ نہ تھا غرضیکہ جب ستارہ وزارت عماد الملک چمکا صوبہ دار دکن کو یہ صورت پسند نہ آئی قدم راہ اطاعت وزیر سے اوٹھایا اور رسم ارسال خزانہ مسدود کی غرضیکہ صوبہ دکن سے بھی علاحدگی رہی بادشاہ دہلی فقط دہلی اکبر آباد بنگالہ بہار اوڑیسہ حکمرانی شاہی مین باقی رہی اور کسیقدر حصہ اجارہ سے سالیانہ بطریق پیشکش مقرر تھا اس مقدار آمدنی اور ملک مین کارخانہ سلطنت نے انتظام پایا فرمانروائی اعز الدین بے رونق رہی کہ اس عرصہ مین تیسری بار شاہ درانی نے آکر تھانے مرہٹہ کے اٹک اور لاہور سے کھڑے اوٹھا دیے اور میدان پانی پت مین آتش ہنگامہ عظیم جدال و قتال کی بھڑکا دی اور میدان جنگ گرم کیا چنانچہ یہ بھی لڑائی بھاؤ

اور

اور جھگڑون کی اب تک مشہور عالم ہے خلاصہ طبیعت عماد الملک اعزالدین بادشاہ سے کھٹکی تھی نوبت شکایت شاہ درانی سے آئی اور رنگ مخالفت بمانظر تقدم بالحفظ عماد الملک نے مہدی علیخان نے اپنے رفقا وغیرہ کے ہاتھون اعزالدین عالمگیر ثانی کو کوتلہ فیروز شاہ مین راہ فنا دکھائی اور اعزالدین نے خوف عماد الملک سے اپنے لخت جگر شاہزادہ علی گوہر کو قلعہ سے نکال دیا تھا کہ صدمہ جانکاہ سے محفوظ رہے القصہ جب شاہ درانی مرہٹہ پر فتحیاب ہوا نجیب الدولہ افاغنہ اور نواب شجاع الدولہ جو بعد رحلت صفدر جنگ رونق بخش مسند اودھ تھا شریک شاہ درانی تھے اور شاہزادہ علی گوہر مشرق مین جاکر طلوع ہوا شاہ درانی نے بعد فتح چاہا تھا کہ تخت ہندوستان پر قدم رکھے لیکن سپاہ ولایت نے دستگیری نہ کی ناچار شاہ درانی نے سلطنت کو شاہزادہ علی گوہر کے نام پر نام کیا اور فرمان وزارت شجاع الدولہ کے واسطے جاری کیا اور سند امیرالامرائی نجیب الدولہ کے لیے بھیجکر کوچ کیا اور قدم راہ مراجعت پر رکھا غرض چند روز نجیب الدولہ نے دار الخلافت مین کسیکو تخت سلطنت پر متمکن نہین کیا لیکن مرہٹہ نے شاہزادہ جوان بخت کو بظاہر سریر آرا کیا چونکہ باطن جوان بخت نجیب الدولہ سے صاف نہ تھا اور انتظام سلطنت کی بھی صورت نہ بن پڑی ناچار وحشیون کے ساتھ دریا کے کنارہ کش تھا اتفاقاً نجیب الدولہ اور جاٹان بھرت پور اور مرہٹہ کے درمیان مین اکثر صورتین کدورت آمیز ظہور مین رونما ہوئین آمد دکن پر پانی پھرا راجواڑہ سے صورت شعلہ آتش علمداری دکھی اور پورب مین نقش فتور بیٹھا یعنی تمام ہندوستان ہنگامہ سلطنت گردی صورت حشر برپا ہوا سو مدی فلک نے گرمی حکومت ہندوستان کو ٹھنڈا کیا ستارہ اقبال انگریزی جو برج شرف مین چمکا تھا آب خورشید نیمروز پر روشن ہو کہ شاہزادہ علی گوہر نے سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین دہلی کو چھوڑا تھا اور آٹھوین ربیع الثانی جمعرات کے دن سنہ ۱۱۷۳ ہجری عالمگیر ثانی شکار شہباز قضا ہوا اور سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین شاہ درانی اور مرہٹہ کے درمیان مین آتش ہنگامہ وفساد شعلہ زن ہوئی —

احمد شاہ درانی

ہنگام شاہ گردی احمد شاہ درانی ادینہ بیگخان کو ہزیمت دیکر لاہور مین گماشتہ اپنا مقرر کیے اور تدارک عماد الملک کے واسطے دہلی مین آیا نجیب الدولہ نے طرح سازباز ڈالی اور عماد الملک نے

شاہزادہ علی گوہر کا لغلانی بیگم کی وجہ آئینہ دل شاہ درانی جو مکدر تھا اس شرط سے صاف کیا کہ افواج ظفر موج
درانی لیکہ علاقجات نزدیک دو دور سے صورت تحصیل زر نقد ظہور مین لائے ناچار عماد الملک نے شاہزادہ
ہدایت بخش بن عالمگیر کو لیکہ سپاہ درانی کے ساتھہ دہلی سے کوچ کیا افاغنہ اور شجاع الدولہ سے صورت
تحصیل زر نقد نکالی اور سر دست شاہ درانی تک پہونچائی کہ اس عرصہ مین ہوا سے وبای خراب نے
زور باندھا خلقت پریشان ہوئی شاہ درانی نے قدم راہ مراجعت ولایت پر ڈالا مقامات سکندرہ سے
دہلی مین آکر حضرت اعزالدین سے ملاقات کی اور ملکہ زمانہ نام دختر محمد شاہ کو اپنے فرزند تیمور شاہ کے ساتھہ
منعقد کیا اور نجیب الدولہ کو امیر الامرائی دیکہ جانب لاہور پھر اعماد الملک نے ملہار راؤ مرہٹہ کو طلب کیا کہ
نجیب الدولہ سے فروتنی نکرے ملہار راؤ نے ہامی مصالحہ ڈالکہ بادشاہ کو اپنے آغوش اعتبار مین لیا او
صورت بدعلی دکھائی اوسوقت حضرت اعزالدین عالمگیر ثانی نے شاہزادہ علی گوہر کو نظام انتظام ہانسی کے
واسطے کہ جاگیر شاہزادہ تھی رخصت دی اور در پردہ ارشاد فرمایا کہ ای نور چشم چشم بدور جسقدر دست قدرت
یاری دے فوج بہم پہونچا کر عماد الملک کی فتنہ آرائیون کی جو آتش شعلہ زن تھی اوسکو آب تیغ بیدریغ سے
بجھاے کہ نقش فساد اس سرزمین سے اوٹھے چنانچہ شاہزادہ نے شروع رجب ۱۱۷۱ ہجری مین قوم ہی
چلکہ بہادران نامی ملازم قدیم و جدید کو جو دم رفاقت بھرتے تھے ساتھہ لیکہ ہانسی مین آیا تھا کہ عاقبت محمد
مع شقہ شاہی دس ہزار سپاہی لیکہ سر دست پہونچا غرض شاہزادہ شجاعت شعار نے چند محال جو اوسطرف
دریای جمن کے واقع تھے اونکو تسخیر کرکے طرف دہلی مراجعت فرمائی اس عرصہ مین مانو پٹیل مرہٹہ جو رفیق
شاہزادہ تھا حسب اشارہ عماد الملک لشکر سے جدا ہوگیا ناچار شاہزادہ عاقبت اندیش نے قدم اندر قلعہ کے
نرکھا اور حویلی علی مردان خان مین طرح اقامت ڈالی تھی اتفاقاً عماد الملک بھی دہلی مین آیا تھا اوس
ہمدم سپاہ کو نام سواری بادشاہ سے تیار کیا اور حکم دیا کہ جاکر شاہزادے کو قلعہ مین لاؤ اور اگر یہ صورت ظہور مین
نہ آئے تو بناے جنگ بچھاؤ اوس سپاہ مطیع الحکم نے جاکر شکل محاربہ پیدا کی اور ہنگامہ آویزش برپا
چاہتے تھے کہ دیوارین توڑکر اوس مکان مین در آئین کہ شاہزادہ شجاعت شعار نے علی اعظم خان کو
آنکے مقابلہ مین چھوڑا اور آپ بہادری کے ساتھہ شمشیر برہنہ لیکہ درمیان اوس ہنگامہ کے در آیا مجروح
کرتا اور زخم کھاتا درح روان کی صورت معرکہ اجل سے نکل گیا لشکر مین پٹیل راؤ مرہٹہ کے پہونچا اور
اوس مرہٹہ نامی نے زبان کو مدح دلاوری شاہزادہ سے آشنا کیا اور رنگ مہمانی بکشادہ پیشانی جماکر

ساتھ اپنے لیا اور سہارن پور جا کر نجیب الدولہ مین سر دست پہونچا یہان دو روایتین ہین ایک یہ
کہ عرضی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کی باشارۂ تسخیر بنگالہ سہارن پور مین آئی تھی اور دوسرے یہ
کہ نجیب الدولہ نے آپہی صلاح دی تھی کہ جانا جانب شرق اور ملنا شجاع الدولہ سے اور تسخیر کرنا
بنگالہ کا عین مصلحت وقت ہے بلکہ تین لاکھ روپیہ نقد بھی خدمت شاہزادہ مین گذرانے تھے علاوہ نجیب الدولہ کے
رضا قلی خان جو ہمرکاب شاہزادہ تھا اس نے جسقدر ہو سکا آدمی جمع کرکے بریلی و رامپور کی راہ سے
کہ علاقہ علی محمد خان و سعد اللہ خان واقع تھی پیشکش اور تحائف لیتے ہوئے شاہزادہ کو موہان مین
پہونچایا نوین جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ ہجری کی تھی کہ شجاع الدولہ نے حاضر ہو کر دولت ملازمت شاہزادۂ اقبال
حاصل کی سوا لاکھ روپیہ اور ایک سو ایک اشرفی نذر دیے دو ہاتھی اور سات گھوڑے اور پالکی جھالردار
اور جواہر بیجا اور حلقہ آبدار اور ظروف اور متعدد خیمہ اور سراپردہ پیشکش دیکر بزم معانی بوضع سلطانی
آراستہ کی چنانچہ شاہزادے نے بھی دستار مع سرپیچ جیغہ اور پالکی خاص سواری کی عنایت
فرمائی اب نیرنگ فلک نیلی رنگ گل تازہ کھلاتا ہے کہ اسی عرصہ مین دوسری عرضی محمد قلی خان کی پہونچی
کہ اہل بنگالہ مقدمات جعفر علیخان صوبہ دار سے ناراضی ہین اور صادق علیخان فرزند جعفر علیخان سے
آئینہ اونکے دلون کا مکدر ہے بہ صورت آسانی کے ساتھ صوبجات شرقیہ آپ کے تحت تصرف مین لانا
کچھ مشکل نہین غرض یہ بات صلاح شجاع الدولہ کی خلاف نہ تھی چھ لاکھ روپیہ نقد اور چند ضرب توپ
اور خیمہ شجاع الدولہ سے لیکر شاہزادہ ممدوح پہلے الہ آباد مین رونق افروز ہوئے شجاع الدولہ
جو ہمرکاب عالی تھے انھون نے عیال و اطفال اپنے قلعہ الہ آباد مین وطن سے لاکر حسب رضاے
محمد قلی خان حفاظت کے ساتھ نگاہ رکھے اور آپ شریک لشکر ظفر پیکر تھے اور محمد قلی خان بھی ہمراہ
رکاب تھا شاہزادے نے الہ آباد سے کوچ کیا مرزا اسحاق خان نائب شجاع الدولہ ہو کر ساتھ ہوئے
باقی تفصیل رفیقان شاہزادہ زیب قلم ہے — مدار الدولہ بن خواجہ موسی خان — ممتاز الدولہ پسر زادہ
اعتقاد خان کشمیری فرخ سیری — منیر الدولہ رضا قلی خان قمر الدین خانی — بہادر علیخان خواجہ سرا
نوبت خان و ہدایت خان زینت محل کے قرابتی سوائے انکے اور اکثر منصب دار باقی اور اشخاص صاحب
عظمت ہمراہ تھے بعد عبور دریائے کرمناسہ پہلے مدار الدولہ اور مرزا اسحاق نے قدم راہ سفارت پر رکھا
اور رام نراین کے پاس جو جعفر علیخان کی طرف سے نائب صوبہ بہار مقرر تھا گئے بعد فہمایش در دولت پہ

حاضر کیا اور محمد قلی خان کی بدولت خلعت بیش بہا سے سرفرازی پائی خلاصہ شان و عظمت دربار شاہی
دیکھکر صورت آئینہ متحیر تھا نا چار ندامت مین ڈوبکر کھانا کھانے کے بہانے طلبگار رخصت ہوا محمد قلیخان نے
پہلے اس جلسہ سے کان رام نراین کے کھول دیے تھے کہ حضور سے صوبہ بہار تیرے بھائی مرزا حسن کے نام
قرار پایا ہے دیوانی اونکی تمکو مبارک القصہ رام نراین نذر گذرانکر رخصت ہوا لیکن یقین کامل تھا کہ
تشریف لانا شاہزادہ اور محمد قلیخان کا خالی فساد سے نہین کہ اس عرصہ مین دریافت ہوا کہ فوج انگریزی
بنگالہ سے روانہ ہوئی اور صادق علی خان پسر جعفر علیخان بھی مدد کے واسطے پہونچتا ہے المختصر رام نراین
اس مرتبہ حصار عظیم آباد مین در آیا دروازہ بند کیا آمادہ مقابلہ تھا دوسرے روز جو فرستادہ محمد قلیخان کا طلب کاغذ
کیواسطے آیا رام نراین نے صاف جواب دیا کہ مین ناظم بنگالہ کا ملازم ہون تمکو مہمان سمجھکر صورت ملاقات
ظہور مین لایا اطاعت و فرمانبرداری کیسی غرض یہ بات سنکر آتش قہر محمد قلیخان شعلہ زن ہوئی اور
بحکم شاہزادہ فوج کو تسخیر عظیم آباد کے واسطے اجازت دی اور یہ حرف زبان پر لایا کہ اوس کافر کو گوشہ
کمان مین کھینچے لاتا ہون اور شمشیر جلاد کے جوہر دکھاتا ہون القصہ صبحدم فوج سوارون کی لیکر میدان
معرکہ گرم کیا ذوالفقار خان نام مقابل کا سپہ سالار تھا اور مرلی دھر نام برادر رام نراین نے حصار سے
گولہ اندازی شروع کی اور معرکہ آرایان لشکر شاہزادے نے رنگ گلشن میدان رزم مین جمایا مقابل سے
دست و گریبان ہوکر دامن کوہ تک پہونچے تھے کہ رات کو شاہزادہ و محمد قلیخان سے کچھ باتین شکر رنجی کی
ہوگئین ترش روی سے کلام ناخوش زبان پر لائے کہ محمد قلیخان سرگرم چین ہوکر اپنے ہمراہیون سمیت
لشکر شاہزادے سے دودہ کے مانند پھٹ گیا یعنی الگ ہوگیا شاہزادے نے دیکھا کہ معاملہ کھٹائی مین
پڑتا ہے پھر شیرینی کلام پر اپنے لشکر مین لگا لائے لیکن یہ خبر برعکس مشہور ہوئی کہ شجاع الدولہ نے
بمدد اغلات قلعہ نشینان محمد قلیخان کو خارج فرد حساب و شمار سے کر دیا اور تمام الہ آباد مین اپنی نیران
عمل بٹھائی لہذا محمد قلیخان پاس شجاع الدولہ کے گئے اور یہی حصار عظیم آباد سے انکے ہمراہیون نے
ہاتھ اوٹھایا ہر چند شاہزادے نے دست و پا ہلائے موسی لاس فرنسیس اور بھگوان سنگھ زمیندار
بسہرام نے موافقت کی لیکن محمد قلیخان نے قبول نکیا اور اسباب اپنا زمینداروں کو لٹا دیا خلاصہ شاہزادے نے
برخاست کی اور موسی لاس فرنسیس کو جو نفاق انگریز کی وجہ جعفر علیخان سے جدا ہوکر تلاش معاش کے لیے
آیا تھا ہمراہ لیکر چلا کہ دن برسات کے بنارس مین بسر کرین لیکن راجہ بلونت نے عرض کی کہ مبادا حکم شجاع الدولہ

خلافت نازل ہوا اور مجھے صورت بی ادبی ظہور مین آئے اسواسطے شاہزادہ اپنی حفظ آبرو کے واسطے
ایلوان مکند پور زمینداری اجیت سنگہ مین رونق افروز ہوا اسنے مراتب استقبال و مہمانداری اداکی ایام
برشکال وہان طے ہوئے اس عرصے مین عرضیان سکار خان زمیندار تہیت اور دلیر خان اور اصالت خان
پسران غزخان کے جو شجاعت شعاری مین مشہور عام صادق علیخان اور رام نراین وغیرہ عملہ جعفر علیخان
ناظم کے ہاتھون جان سی تنگ آئے تھے مضمون رجوع لانے کے ساتھہ برسمت پہونچین شاہزادہ نے
اسبات کو غنیمت سمجھکر اون شیران بیشہ شجاعت کو اپنا قوت بازو بناکر عظیم آباد و بنگالہ روانہ
ہوا ستارہ اقبال گردش سے نکلکر برج شرف مین تجلی افروز تھا کہ بوضع کسوف حوالی دریا سوہن مین
یہ خبر آویزہ گوش ہوئی کہ عماد الملک نمک حرام نے حضرت عزالدین عالمگیر ثانی کو بہدی قلی خان وغیرہ کے
ہاتھون رنگ شہادت چکھایا اور اب بھرت پور جاٹون کی پناہ مین پہونچا اور شاہ درانی محاربہ مرہٹہ کے
واسطے اطراف دہلی مین نازل ہوا اور تخت سلطنت خلیفہ وقت سے خالی ہے خلاصہ شاہزادہ نے
حسب مصلحت سوم جمادی الاول ۱۱۷۳ہجری کو اوسی مقام دلکش مین جشن جلوسی کو رونق بخشی بدالدولہ
منصب وکالت پر مطلق العنان ہوکر خلعت ماہی مراتب فیل و اسپ و پالکی و علم و نقارہ و دستار سیستہ
مخلع ہوا ہشت ہزاری منصب ملا چھہ ہزار سوار ہمرکاب ہوئے اور زین العابدین کو نیابت وزارت تا تعین آئی
خطاب امین الدولہ بہرام جنگ پایا اور عطای چارقب و قلمدان مرصع کار سے سرفراز بنایا اور قسلم
مرزا محمد حسین دفتر بخشیگری پر سپہراسادات خان بہادر کو ذوالفقار جنگ خطاب شمشیر آبدار سمیت حاصل ہوا
اور دیانت راے خلعت چار پارچہ دیوانی سے ممتاز ہوا اور ممتاز الدولہ احتشام الملک مظفر جنگ اور
فضل اللہ خان کو سر دفتری بخشیگری دستیاب ہوئی مرتبہ ہفت ہزاری پایا سات ہزار سوار علم و نقارہ
سمیت ہمرکاب تھے مرزا خان کو میر جملہ بنایا منصب پنجہزاری اور تین ہزار سوار اور خطاب اعظم خان بہادر
عنایت ہوا اور حاجی حسین بیگ کو منصب سہ ہزاری اور ہزار سوار اور چار لاکھہ دام کی جاگیر ملی اور
مرزا عزیز اللہ خان منصب ششہزاری پر کامیاب ہوا اور دو ہزار سوار و خطاب معظم الدولہ نصیب او عبدالمومن خان
دو ہزاری بنا اور قوربیگی محمد بیگ خان سہ ہزاری سے پانچ لاکھہ دام کی جاگیر پائی اور محمد عاقل خان
خلعت نظارت سے مخلع ہوا ششہزاری منصب ملا چار ہزار سوار ملبوس خاص سمیت پائی و بہادر علیخان
ششہزاری نامزد ہوئی اور چار ہزار سوارون پر کوڑا تھا اور کامگار خان کو بعد ملازمت سہ ہزاری منصب ہفت ہزاری

درجیت ہوا اور آٹھ ہزار سوار بو شش و پنج سے اور خلعت مین ہاتھی زرباف کی جھول سمیت اور پالکی
جھالردار وطوغ وطومان وعلم ونقارہ حضور شاہی سے اوسکے آیا اور خطاب عضدالدولہ سے مخاطب ہوا اُسکا عارضہ
پاکی وجہ سے بھنگی کی اپاہج ہوتے آئی ارادت علیخان اُسکے برادرزادے نے مرتبہ پنجہزاری پایا تین ہزار سوار ہمعنان تھے
اور خلعت پنج پارچہ سے سرفراز ہوا اور اُسکے بھانجے شیر خان کو منصب سہ ہزاری کا ملا اور دو ہزار سوار اور
جاگیر فضل اللہ خان دوسرے بخشی کی جو ضلع کمان پوشیدہ تھی بدستور بحال رہی ولیخان وصالت خان تین سو سوار
لیکر حاضر آئے خلعت سپر وشمشیر نے جوہر دکھائے تین ہزار سوار منصب پنجہزاری سے آپ بخشی ایک سے
ہزار روپیہ تک کے دستخط زیر قلم تھے کہ درمیان مین یہ خبر پہونچی کہ مہاراجہ رام نراین عظیم آباد سے برسر مقابلہ آیا
بارہ ہزار سوار جمعیت سے بھگوان سنگہ اور کپتان کاکرن انگریزی جمعیت ساتھ ہمرکاب تھا کامگار خان داہنی طرف
اور ولیخان و اصالت خان بائین طرف سے حملہ آور ہوئے بازار محاربہ گرم ہوا قریب تھا کہ متاع جان رام نراین
غارت ہو کہ ناگاہ برج جان ستانی بیرا حسن حیات ولیخان گولی تفنگ شرربار سے سوختہ ہوا لیکن اصالت خان نے
رنگ شجاعت جمایا اور کامگار خان نے وہ داد دلاوری دی کہ رام نراین کو خدا یاد آیا منہ ہزیمت کا دیکھا میدان
معرکہ کو پیٹھ دکھائی اور لشکر انگریزی نے قدم رزمگاہ سے اوٹھایا غرض اس دار وگیر مین دھوان باروت کا
دھواندھار بدلی کے مانند میدان مین چھا گیا تھا اور برق شمشیر فتح تقریر بار تھی اور شور مبارکباد صورت رعد
کان کے پردے اوڑا رہا تھا قریب تھا کہ کپتان کاکرن پیچلی فضا کی دروازہ حال ٹوٹ پڑی مگر معذور رہا اور بھگوان سنگہ
نے اس معرکہ مین پہلو تہی کی اتنے کار زار سے کھینچا القصہ رام نراین مجروح ولیس پا ہو کر پھر قلعہ بند ہوا اور طرح
سوال جواب عفو تقصیر کی ڈالی تھی کہ صادق علیخان پسر جعفر علیخان صوبہ دار بنگالہ براہ گنگ نازل ہوا مرلی دھر
مقدمۃ الجیش ورتن لعل داروغہ توپخانہ حریف گرفتار آئے تھے کالد امیر کاظم خان نے جو بپناہ نامہ شاہی لیکر
آیا تھا وہ اشارہ صادق علیخان سے قتل ہوا دوسرے صادق علیخان نے صف آرائی کی آتش ہنگامہ میدان قتال
شعلہ زن ہوئی آتش زیر پا تھا قدم راہ فرار پر رکھا کہ کرنل کلیف نے پھر اوسکو ہمراہ لیکر باجنگ بھچائی
لامحالہ بادشاہ کو مقابلہ سپاہ انگریزی سے پڑا کامگار خان نے وہ داد شجاعت مردانگی کے ساتھہ دی کہ باوجود
شکستہ ہونے نادر داؤد خان سرداران لشکر میدان کو ہاتھہ سے ندیا اور صادق علیخان نے بھی ہمہ تن زخم کھائے
لیکن تشنہ خون فوج شاہی رہا ناچار بادشاہ نے کامگار خان سمیت میدان سے قدم اوٹھایا اور حوالی بہار مین
پہونچکر چاہا کہ راہ جوار کلکتہ سے مرشد آباد مین صورت بلا نازل ہو اور جعفر علیخان کم جمعیت سے نبرد محاربہ کی جمائی

ابھی بردوان تک پہونچے تھے کہ صادق علی خان بھی خبر پاکر صورت قضا نازل ہوا ناچار پھر بادشاہ دست پاچہ
پھر کر بہار مین آئی اور کثرت قلت خرچ سے اوقات لشکر سلطانی سخت پریشان تھی خود دیدہ دولت کو جو دس پانچ دیہہ
کسی جگہہ سے بطریق نذر دستیاب ہوتے اوسی مین بقدر حصہ پیسہ یا کوڑی سپاہ کو تقسیم ہوتے کہ اسی
عرصہ مین عرضی خادم حسین خان کچھہ خرچ سمیت مانند وحی نازل ہوئی القصہ جعفر علیخان مرشدآباد سے نکل
چکے تھے صادق علیخان کو ساتھہ لیکر پھر گئے قضا ہی کار موسیو لاس فرانسیس نے لشکر شاہی مین پہونچکر دوبارہ
حصار عظیم آباد کو محصور کیا تھا کہ فوج انگریزی بنگالہ سے آکر کامگار خان پر صورت شبخون آگری زین العابدین خان
گولی سے مجروح ہوکر بیروح ہوا ناچار مجبور ہوکر مانپور علاقہ سندر سنگھ مین بادشاہ تشریف فرما ہوئے
اور سیر و شکار مین مصروف کہ خادم حسین خان مخالف صادق علیخان چاہتا تھا کہ پورنیہ سے چھہ ہزار سوار اور
سات ہزار پیادہ اور چالیس پچاس ضرب توپ لیکر کمک بادشاہ کے واسطے کہ عظیم آباد کو تسخیر کرے
لیکن کپتان نکس نے راہ ندی اور سد مقابلہ اوٹھایا ناچار حاجی پور مین لب گنگ آکر ٹھہرا اور منظور نظر تھا
کہ لشکر بادشاہی تک پہونچے کہ صادق علیخان نے مرشدآباد سے نکلکر تعاقب کیا اور بساط جنگ بچھائی
غرض انکو اسطرف دریای گنڈک کے کنارے لشکر خادم حسینخان واسطے عبور مین دریا صفت موجزن تھا اور
اوسطرف صادق علیخان اس تصور مین مانند گرداب پیچ و تاب کھاتا تھا کہ شب بخیر دم صبح مقابلہ کرکے ہزیمت
نصیب کرتا ہون کہ بلای آسمانی یعنی برق شرر بار چمک کر مین خیمہ سر پر اوٹھالی صادق علیخان
ایک قصہ خوان اور دو خدمتگار سمیت طعمۂ نہنگ آتش شعلہ فگن ہوئے مگر معشوقہ آتشین رخسار اوس
نار ہی کی حرارت آتش سے محفوظ رہی وقت صبح کرنل کلیف نے لاش صادق علیخان سے آلائش نکلواکر
ہاتھی پر طرف مرشدآباد روانہ کی اور راجہ بلم نام دیوان آنجہانی کو جہت مصالحہ حضور بادشاہ مین بھیجکر
آپ راہ کلکتہ کے اوپر قدم زن ہوئے یہ روداد انیسوین ذی قعدہ ۱۱۷۳ ہجری کو ظہور مین آئی —

طریق برآمدن مصالحہ با انگریز و بادشاہ

بعد صادق علیخان راجہ نراین و راجہ بلم بشرارت پیشون نے پھر فوج انگریزی لیکر مقابلہ بادشاہ مین
آتش جنگ دار و گیر بھڑکائی جسکا بیان نا گفتنی کام ہے لیکن کامگار خان ہاشم او فریبی پیچ قدم
مارتا تھا کہ یہ رش جلا عرصہ اسکے بادشاہ تھی اعزکا موسیو لاس فرانسیس نے میدان جنگ خوب گرم کیا قدم
فوج سلطانی اوکھڑ گئے اور بادشاہ فیل سوار سے بھی زخم کھایا اگر موسیو لاس فرانسیس شجاعت شعار توپ چہ

بیٹھ گیا اور تر زبان ہوا کہ قدم ہیبت سے زنہار میدان سے نہ اوٹھین سکے پس کپتان نکس نے زبان کو شناکر
دلاوری سے آشنا اور سر دست ہاتھی سے اوتر ٹوپی سر سے اتار کر رسم سلام ادا کی اور بعد منت
و سماجت اوس شمشیر بکف کو اپنے ساتھ لیگیا اور راجہ شتاب رای نے انگریز کی طرف سے حضور بادشاہ
مین آکر جنگ مصالحہ چاہا اور یہ شرط قرار پائی کہ لشکر سے کامگار خان کافور ہو چنانچہ بہ بسنتی ہی کامگار خان نے
راہ لی اور میجر کرناک بہادر سات کوس چلکر وارد ہوا اور بادشاہ کو بسواری فیل گیاان پور مقام سکونت مین کہ
غرہ رجب ۱۱۷۸ ہجری تھا لیگیا اور آپ آدہ کوس تک سر برہنہ و پیادہ پا ہمراہ رکاب کے حسب الحکم سلطانی گھوڑے پر
سوار ہوا اور آدہ کوس پر اپنے لشکر سے لشکر بادشاہی کو جگہہ دی اور خاص بادشاہ کو سو سواروں سمیت
اپنے باغ مین لاکر خیمۂ بزرگ مین مسند رونق افروز کیا سرداران انگلشی اور افسران ہندوستانی اور
راجہ وراجہ بلم وغیرہ سب نے ملکر نذرین گذرانین اور کوٹھی انگریزی مین قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ نے
اکبر بادشاہ سے ملازمت حاصل کی ایک ہزار ایک اشرفی اور پانچہزار روپیہ نقد اور بیس کشتیان عمدہ تحفون کی پیش
کین چنانچہ حضور شاہی خلعت ششش پارچہ بالائی مروارید و سرپیچ سمیت پایا اور رخصت ہوکر دو جگہ مکانون
طرح قیام ڈالی آخر معاملہ تینون صوبون کو چھبیس لاکھ روپیہ سالیانہ بطریق پیشکش قرار دیکر بعد حصول نقد رخصت
اپنے لشکر مین گیا اور بادشاہ عمارات سلطانی عظیم آباد مین جلوہ آرا ہوے القصہ بمجرد دوسرے سال جلوس سے
بادشاہ نے تسخیر ملک غربی کے واسطے بدل کشندی عزم فرمایا اور وزیر الممالک شجاع الدولہ کو زیب قلم کیا چنانچہ
شجاع الدولہ نے بہمہ تن راضی ہوکر بیہنی بہادر کو روانہ کیا اور عرضیان نجیب الدولہ اور احمد خان بنگش اور
حافظ رحمت خان وغیرہ کی محمد علیخان وعصمت اللہ خان کے ہاتھون ارسال کین اور نامہ شاہ درانی مبارکباد سلطنت
مین آکر نذر مبارک سے گذرا اور ایمر الدولہ جو شاہ درانی کے پاس گیا تھا اوسنے حاضر ہوکر تحفہ آئینہ دار اور چتر مرصع
پیشکش کیا کہ اس عرصہ مین شجاع الدولہ نے آصف الدولہ سمیت آکر دولت حضوری حاصل کی خلعت ششش پارچہ کی
مع جیغہ سرپیچ مجلاع ہوے راجہ شتاب رای و بیہنی بہادر نے بھی خلعت پایا القصہ مختصر بعد عبور دریای کرم ناسہ الہ آباد مین
داخل ہوے چنانچہ حکومت متصرفہ مرہٹہ جو بسبب ضعف الہ ای حاکم سے خالی تھی افاغنہ شجاعت شعار قلع و انتزاع کا
نظم و نسق کرتے تھے غرض احمد خان نے چاہا کہ اطراف کوڑہ پر اپنے قبضہ تصرف کا کوڑا کہے لہذا وزیر الممالک نے
لشکر بادشاہی کو الہ آباد سے کوچ کیا اور کوڑہ کو حیطہ تصرف مین لاکر تاج مؤ مین چھاونی لشکر کی ڈالی بجہہ تسبیب
بہمین جلوس کے بعد چونکہ مرہٹون نے وزیر الملک کالپی کے ہمارے قیام دی تھی اونکی سرکوبی کے لیے کوچ قرار دیا

کرنال نے وہان کے قدم باہر رکھا اور تمام شہر نہب و تاراج ہوا چنانچہ وزیر نے عجالتی کی تک آکر چند قلعون پر
بزور شمشیر قبضہ کیا بعضے مرتبہ بھی اگر مجتمع ہوئے خود بدولت فتح نے منہ دکھایا خلعت ذات سے شہنشاہ درانی
شجاع الدولہ کو اور خلعت غسلخانہ آصف الدولہ کو آپ ہی کے ساتھ عنایت ہوا اور [illegible] دکن کی
دو سو اشرفیون سمیت بدری ناتھ وکیل کے ہاتھ اور چند ہاتھی سفید اور ایک مادہ فیل رسالہ قاسم علیخان
اور راجہ ہاے جودھپور و جے پور وغیرہ کی عرضیان وکیلون کی معرفت نذر اقدس سلطانی سے گذرین اور تمام
رئیسہ نواح کالپی و جہانسی کے اطاعت پذیر ہوئے لیکن ہنوز قدم وہان سے رکھا تھا جب نواب
وزیر نے خود خان [illegible] اوس جانب ارسالی اور بسرعت کر آسکے نام اوس کوتاہ اندیش نے
پیام اطاعت دیا اور پچاس لاکھ روپیہ نقد اور پچیس لاکھ روپیہ سالیانہ خراج دینا قبول کیا مگر بعد رجعت لشکر
پھر پیمان شکنی پر کمر باندھی اور احمد خان وغیرہ بعضے زمینداران نے کل وزیر کو اپنے ملک میں جانے نہ دیا دیگر باعث
آشوب ہوا اور سپاہ [illegible] کوچ ظہور میں آئی اور فساد عظیم برپا ہوا لیکن نجیب الدولہ نے موافق فرمان
بادشاہی سعد اللہ خان و عبد الغفار سمیت اس طرح فیصلہ [illegible] احمد خان کو حاضر حضور کیا خلعت پایا رخصت ہو کے
اور خود بدولت نے اسکندرہ تک پہونچکر مراجعت فرمائی اور اوسی سفر میں درمیان رفقای قزلباش و نجیب
وہان نجیب الدولہ نزاع مذہبی واقع ہوئی امیر الامرا لشکر سے جدا ہو گئے اسوقت نواب وزیر بھی
تدارک [illegible] میں مصروف تھے پہلے شمس الدین خان عالیجاہ کی طرف سے کمال کروفر کے ساتھ تجلی افروز ہوا
بعد اسکے عالیجاہ تشریف فرما ہوئے سامان امارت شان و عظمت کے ساتھ مہیا خیام فلک احتشام [illegible]
بکار چوبی [illegible] و خوبی سے آراستہ [illegible] زرین [illegible] سے تھے اور جمیع اسباب شوکت [illegible]
چنانچہ وزیر نے تین کوس بڑھکر استقبال کیا اور دست آگے ہاتھی پر بیٹھا کر حضور اقدس میں لائے [illegible]
جواہرات وغیرہ کی چند [illegible] فیل سمیت پیشکش گذرانیں اور دوسرے روز اپنے خیمہ میں لاکر وزیر نے ایک
صورت دل [illegible] جب معلوم ہوا کہ [illegible] کے واسطے قدم رنجہ فرمایا [illegible] خلاف [illegible]
بادشاہ [illegible] سے صورت ملال [illegible] پیدا ہوئی چونکہ شجاع الدولہ نے خلاف [illegible] عالیجاہ سے بازرہے
اور [illegible] لاکھ روپیہ [illegible] فوج [illegible] عظیم آباد میں آئی [illegible] ایک [illegible]
ہاتھی [illegible] کی جگہ [illegible] بیگم صاحبہ کو نواب [illegible] کی تھی ان وجوہ سے بادشاہ کو [illegible] عالیجاہ کے
واسطے آمادہ کیا لیکن [illegible] میان آیا عالیجاہ نے بندوبست اس امر کا اپنے اوپر کر لیا

اور ایک قلعہ مختصر مرزا نجف خان کے ہاتھون تسخیر کراکے اپنا نام قائم کیا اور معاملہ ہندوپت اپنی وضع پر فیصلہ کیا کہ زر مشروطہ اوسکا کچھہ نقد اور کچھہ وعدی پہونچا ہی کا چنانچہ اقرار نامہ اوسکا معرفت نجف خان داخل ہوا اور عالیجاہ روپیہ کے ذمہ دار بنے القصہ عالم مجبوری مین جانب عظیم آباد کوچ قرار پایا پانچوان سال جلوسی تھا ماہ شعبان ۱۱۷۸ ہجری کو صورت حرکت لشکر سلطانی ظہور مین آئی راجہ بلونت بنارسی جو اوسوقت منحرف تھا راہ مین وزیر کے پاس حاضر ہوکر تین ہزار سوارون سمیت ہمراہ رکاب ہوا اب یہان سی ضعف اقبال شجاع الدولہ اور قوت حشمت انگریزی تصور کرنا چاہیے اب ارباب انگریزی اسبات پر راضی تھے کہ ہم صوبہ بہار سے دست بردار ہوتے ہین اور بنگالہ سے سالیانہ مقرر کرتے ہین لیکن بادشاہ حمایت عالیجاہ سی پہلوتہی فرماتین یہان منظور فلک کجرفتار اور کچھہ تھا وزیر نے جوابدیا کہ بعد تسخیر بنگالہ اگر تم بارگاہ سلطانی مین رجوع کروگے تو صورت قیام و قرارداد مکان تجارت قدیم وضع پر ہوسکتی ہے سردست بادشاہ کی طرف سی سوائے شمشیر دوسرا جواب نہین خلاصہ سپاہ وزیر بکثرت تھی راہ مین زمینداروں پر اسقدر صورت ظلم و تعدی بیکار ظہور مین آئی کہ ہر شخص عاجز اگر خدا سے فتح انگریزی کا خواستگار تھا اور انگریز مقام بکسر وغیرہ سی عظیم آباد تک اگر یکجا ہوئے مگر سپاہ وزیر سے فی الجملہ اندیشہ مند تھی اور بادشاہ اس مشورہ فساد مین شامل نہ تھے فقط تماشائی بلکہ ہر مرتبہ وزیر کو رای مصالحہ انگریز سے دیتے تھے چونکہ پردے شدنی آنکھونپر پڑے تھے منظور نہوئی غرض پہلے مقامات عظیم آباد مین میدان جنگ و جدال گرم ہوا اب جو کچھہ سردمہری فلک سے آتش شر و فساد شعلہ زن ہوگی آیندہ مفصل قلمبند ہوگا بہرحال کنارہ کرنا بادشاہ کا اس دریای معرکہ سے کمال مفید ہوا یعنی وزیر ہزیمت نصیب روسیاہی بوندیل کھنڈ و اہل افاغنہ و قوم مرہٹہ سے اعانت طلب ہوئی اور بنگالہ سے مغرب مین پہونچی بادشاہ نے صورت قطب اپنی جگہہ سے حرکت نہین کی پھر سر نو طرح دوستی ڈالکر کمال عاجزی کے ساتھہ صورت مصالحہ اس شرط پر نکالی کہ الہ آباد اور کوڑہ تصرف بادشاہ مین رہے خلاصہ جیجرکرنگ جو باعث مصالحہ تھے وہ کلکتہ سے سردار لشکر انگریزی بنکر پھر آئے اور وزیر سی بھی شکل مصالحہ پیدا ہوئی اور بواسطہ لارڈ کلیف جو کلکتہ سے آئے تھے صورت تحریر عہدنامہ ظہور مین آئی الہ آباد دار السلطنت قرار پایا منیر الدولہ مدار المہام بنے جو بنی بہادر اور انگریزی کی آئینہ دلمین زنگ کدورت جما تھا راؤ شتاب رائے کی وجہ شکل صفائی نمودار ہوئی اور جو جعفر علیخان عمدہ نظامت بنگالہ پر سرفراز ہوئے تھے کلکتہ مین جاکر موئے اور یہ نظامت انکے فرزند مبارک الدولہ کو ملی اور بنگالہ اور بہار اور اوڑیسہ ان تینون صوبونکی ۲۰

سند دیوانی بادشاہ نے سرکار کمپنی کے نام جاری فرمائی اس مضمون سے مداخلت لارڈ کلیف اور صلح ہو گئی
تھی اور صوبہ اودہ بدستور بنام وزیر رہا چوبیس لاکھ روپیہ سالیانہ آمدنی بنگالہ وغیرہ سے خزانہ سلطانی میں
آیا کرے قرار پایا اور جو حکم انگریزی عاملوں کا لکھنؤ میں بیٹھا تھا اوٹھ گیا اور کرنل اسمتھ پریزیڈنسی مسلم
ہوئی اور ہندوستانی مغربی ملک بلا مداخلت انگریز تصرف بادشاہ میں آئی غرض اس عرصہ میں جو مرزا اکبر شاہ
نے بعد ہزیمت وزیر خلعت وزارت پایا تھا عزل نصیب ہوئی اور شجاع الدولہ بدستور بحال ہوکر روانہ فیض آباد
ہوئے مگر سعادت علیخان بہادر کو تفضل حسین خان سمیت حضوری بادشاہ میں چھوڑا تھا چنانچہ فیض آباد میں
پہونچکر بندگان حضرت کو نواب شجاع الدولہ نے بواسطہ عرضداشت طلب کیا اور سیر و تماشا عمارات نو تعمیر موتی محل
و باغ نور افشان وغیرہ کا دکھایا اور پندرہ لاکھ روپیہ نقد اپنے اور حساب سے بیگمات کی طرف سے حسن اطاعت کے
ساتھ نذر دیکر رخصت کیا غرض بادشاہ لشکر ظفر پیکر لیکر رونق افروز کوڑہ ہوئے حافظ رحمت خان وغیرہ
رئیسان بریلی اور احمد خان وغیرہ افاغنہ فرخ آبادی سے حاضر ہوکر اس امر کے مستدعی ہوئے کہ اب
بندگان حضرت کو مقدمات شرقیہ سے فارغ البالی حاصل ہے لیکن امور مغربیہ بوجہ خلل اندازی جاٹ
و مرہٹہ خراب اس نظر سے نزول دائرۂ دولت شاہجہان آباد میں کرسی نشین ہونا مناسب چونکہ یہ مشورہ
خلاف رائے منیر الدولہ تھا بادشاہ نے الہ آباد میں باغ نول رائے کو اپنے رنگ قیام سے فردوس بنایا اور
موسو بیجان پچیس ہزار روپیہ سالیانہ اپنا اور تیس ہزار روپیہ درماہہ رسالہ اور مواجب سلاطینان دو محلہ اسم باسم
بارہ ہزار روپیہ آمدنی بنگالہ سے وجہ ہر ایک کی مقرر ہوکر حسب الحکم سلطانی حفاظت قلعہ ارک دار الخلافت کے
واسطے روانہ کیا گیا اور منیر الدولہ ملاقات انگریزان تازہ آمد ولایت کے لیے جانب کلکتہ روانہ ہوئے مگر اکبر علیخان
انکی طرف سے دربار سلطانی میں حاضر باش تھا خلاصہ صحبت حسام الدین خان و سیف الدین برادر خان ملیح کو رنگ
مزاج بادشاہ میں رنگ جمایا اور مرزا نجف خان روسای اطراف سے روگردان ہوکر بمعرفت منیر الدولہ فیضیاب
دربار سلطانی ہوا غرض اس مرتبہ منیر الدولہ نے جلد تر کلکتہ سے آکر رنگ دربار و حسام الدین خان بد لاحول پایا
چونکہ صحبت خلاف مزاج تھی سمجھا کہ مفت آبرو برباد ہو جائیگا مصلحتاً بحیلہ زیارت کعبہ شریف رخصت لیکر
داخل کلکتہ ہوا اہل کونسل کو بیان کی جملہ کیفیت سے مطلع کیا اہل کونسل منیر الدولہ کو خیر خواہ
بادشاہ و کارگذار عمدہ سمجھے تھے الفاظ مناسب کے ساتھ بسفارش پیش آئے مگر بندگان حضرت کو
یہ صورت سخت ناپسند آئی —

نہضت بندگان حضرت شاہجہان آباد کی طرف

حسام الدین خان نے بہ اتفاق اکبر علیخان مذکور بندگان حضرت کو اسباب پر آمادہ کیا کہ جو چشمداشت انگریزون سے مد نظر تھی ظہور مین آئی اب حضرت کل ہندوستان کے فرمان روا ہین بندوبست چکلہ کوڑہ کے پردے مین تنخواہداشت تازہ مزا کر تیاری دار الخلافت فرمائی بہر کیف وہان بھی وجہ مقرری ارباب انگریز بھیجین گے خلاصہ حضرت نے اس راہ پر قدم مارا بعد چند ماہ وہان تو تنخواہداشت نے جہت تنخواہ بلوہ کیا حسام الدینخان روپوش ہوئے آخر منیر الدولہ کلکتہ سے پھر کر حضور مین آ پہنچے تھے بندوبست و خیرخواہی ورضامندی مردمان تنخواہداشت کو نصف تنخواہ بعد اخذ فارغخطی خزانہ سے دلادی اور مرزا نجف خان کوڑہ پر مامور ہوئے کہ ناگاہ اخبار انتقال نجیب الدولہ شاہجہان آباد سے آئی اور وقوع ہونا بدعملی کا ضابطہ خان کی سبب معلوم ہوا چنانچہ عزم روانگی بندگان حضرت جانب دہلی قرار پایا لیکن بوجہ ممانعت اہل کونسل صدر بادشاہ نے طوعاً وکرہاً اس عزم کو ملتوی رکھا لیکن سیف الدینخان محمد خان کو مرہٹہ کے پاس روانہ کیا کہ آمادہ ملازمی حضور کرے چونکہ بعض مرتبہ دست شاہ درانی سے جنگ بھاؤ و جنکو مین اور بعض مرتبہ مثل ملکوجی ہولکر و مہاجی وغیرہ نے بال و پر بہم پہونچا کر ہندوستان مین آئے تھے القصہ سیف الدین خان محمد خان نے ان تک پہونچکر مضمون بادشاہ سے آگاہ کیا اور عنایات سلطانی کا موعود کہ جسوقت دائرہ دولت شاہجہان آباد مین کرسی نشین ہو پچیس لاکھ روپیہ تمکو دستیاب ہوگا غرض اون مرہٹون نے عرضداشت منظوری ارسال حضور کی اب عزم روانگی شاہجہان آباد بالجزم قرار پایا اور منیر الدولہ نے صاحبان کونسل کلکتہ کو فہمایش کی کہ رہنا بادشاہ کا الہ آباد مین خالی نقصان سے نہین چھبیس لاکھ روپیہ بنگالہ وغیرہ اور ایک لاکھ روپیہ سالیانہ نجف خان وصرف علاقہ کوڑہ کو دیا جاتا ہے اور ایک سردار انگریز چند پلٹنون سمیت جدا تعینات رہتا ہے جب بادشاہ دہلی مین کہ وہان صورت سخت بدعملی کی واقع ہے تشریف لیگئے شکایت مین مصارف سرکار کمپنی کی سراسر فائدہ ہے اور چکلہ کوڑہ مفت ہاتھ آتا ہے اور زر نقد سرکاری انگریزین پہونچا کریگا کسواسطے بادشاہ کو اسقدر ذاتی دست قدرت نہین سرکار کمپنی سے دست و گریبان ہون لہذا اس صورت مین ممانعت بیکار ہے خلاصہ یہ مشورہ اہل کونسل کو بہت پسند آیا اور منیر الدولہ پھر کر الہ آباد مین آئے اور مرزا نجف خان کے عوض کوڑہ مین خواجہ سعید خان کو مامور کیا کہ وہ زمیندارون کے ہاتھ مارا گیا

انکے بعد بدل بیگ خان مقرر ہوئے نجف خان کو بلا کیا اور فرمان بادشاہی طلب نواب وزیر کو واسطے جاری کیا نواب وزیر نے عین عشرۂ محرم مین کہ لشکر سلطانی بعزم روانگی الہ آباد سے باہر آچکا تھا البتہ بچشم حاضر حضور ہوکر بارہ لاکھ روپیہ نقد اور ایک سو چھکڑہ باربرداری کے لیے اور سو اونٹ اور چند زنجیر فیل اور سو راس گھوڑے باقی خیمہ اور خرگاہ جو شایان بادشاہی تھا بطریق مدد پیشکش کیا اور نوشتہ اونکی زر قیمت کا منیر الدولہ کے نام آمدنی الہ آباد سے لیکر بعد حصول نقد رخصت فیض آباد کی طرف پھر گئے اور منیر الدولہ نے الہ آباد مین قیام کیا غرض وسط محرم ۱۱۸۵ ہجری مین مطابق پانزدہم سال جلوسی بارہ[۱۲] برس کے بعد صورت کوچ لشکر ظفر پیکر جانب شاہجہان آباد ظہور مین آئی —

رسیدن الرۂ دولت سلطانی بدار الخلافت وعروج مرزا نجف خان

اولاد مرزا نجف خان بن سید علی ابن سید محمد سادات رضویہ کلید بردار روضہ مقدس امام موسی رضا علیہ السلام کی ہے اور داماد شاہ سلیمان صفوی ایرانی مرد ممتاز چنانچہ مرزا نجف خان مذکور پیشتر مرزا اسماعیل اپنے برادر بزرگ کے ساتھ مع مرزا حسن دیگر برادر ولایت سے آکر ہمراہ نواب برہان الملک رہے اور بعد نواب صفدر جنگ محمد قلی خان کے ساتھ گذرے جب محمد قلی خان شجاع الدولہ کے ہاتھ کشتہ ہوا بنگالہ مین نزدیک عالیجاہ پہونچکر نالہ اواہو پر مامور ہوا خلاصہ تا قیام مرزا نجف خان انتظام عالیجاہ محلہ انگریزی مین بخوبی رہا جب یہان سے صورت برخاست ظہور مین آئی انگریزون کی طرف سے کوڑہ جہان آباد پر مامور ہوئے جسوقت کوڑہ دست تصرف بندگان حضرت مین آیا تین ہزار سوار و پیادہ لیکر حاضر حضور ہوئے آبرو پائی جبکہ دائرہ دولت نے شاہجہان آباد سے جنبش کی مرزا نجف خان صاحب سیف و قلم تھا اور اس سفر مین کئی عمدہ مقدمہ ظہور مین آئے ایک یہ کہ احمد خان بنگش حسب الحکم سلطانی بامید بخشیگری کل سات لاکھ روپیہ مہاجنان فرخ آباد سے قرض لیکر بعد تیاری اسباب حرب و ضرب توپخانہ وغیرہ و چند زنجیر فیل سمیت پا در رکاب تھا کہ لشکر سلطانی مین حاضر ہو کہ ناگاہ عارضہ مہلک مین مبتلا ہوکر دیار عدم کی طرف کوچ کر گیا اور وہ حسرت وارثان دلمین باقی رہی جب یہ خبر مقامات قنوج مین گوش زد ہوئی نظر حسام الدین خان فیلی پر تھی براہ عجلت کہ تین روز اس سانحہ کو گذرے تھے لشکر سلطانی سے فرخ آباد مین پہونچا یہان پٹھانون نے مظفر جنگ اونکے فرزند کو مسند ریاست پر بٹھا دیا تھا فخر الدولہ بخشی کہ مدار المہام اونکا تھا مظفر جنگ اونکے فرزند کو

سو پہونچ سمیت بذریعہ حسام الدینخان وکفالت مرزا نجف خان براہ عجلت وارد دولت پر حاضر آکر دولت
ملازمت سے مالامال ہوا بارہ ہزار روپیہ اور بیس ہاتھی اور تین ہزار گھوڑے ہمراہ رکاب تھے خلاصہ فخرالدولہ نے
ساتھ خلعت اپنے متوسلون کو دلائے اور مظفر جنگ خلعت ہفت پارچہ یعنی جیغہ سرپیچ مالاے مروارید سپر
شمشیر اسپ و فیل سے مخلع ہوا اور تین لاکھ روپیہ نقد اور تین لاکھ روپیہ کا اسباب ہاتھی گھوڑے ظروف
طلائی و نقرہ وغیرہ بندگان حضرت مین نذر گذرانی اور رقم ایک لاکھ روپیہ کی حسن اطاعت و خوش کرداری کی وجہ
فرد حساب معاف مین درائی المختصر لشکر مظفر جنگ سلطانی مین تین مہینے تک قیام رہا اور دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ
مہاجی مرہٹہ بیس ہزار سوار اور پچاس ضرب توپ لیکر شامل لشکر دریا موج ہوکر خلعت شش پارچہ سے سرفراز ہوا
اور تیسرا مقدمہ یہ تھا کہ ضابطہ خان نے دہلی کو خالی دیکھکر آتش فتنہ مشتعل کی تھی اور مرزا نجف خان معکب
مرہٹہ جہت اطفاے آتش مذکور مامور ہوئے پہلے مقابلہ چاندی گھاٹ پر کہ سکرپال سے مفاصلہ بارہ کوس کا
رکھتا تھا ظہور مین آیا افاغنہ پہلی بھی اوسکے شریک تھے لیکن شکست نصیب ہوکر بسواری فیل صندوقچہ
جواہرات سمیت راہ نانک مٹہ لی اور مال و متاع مقابل جو اندر خندق تھا مرزا نجف خان کے ہاتھ آیا اور
کمال نیکنامی کے ساتھ عروس فتح سے ہم آغوش ہوا اور نجف قلی خان کو اوس جگہ چھوڑا اور یہان پتھرگڑھ
محاصرہ مین تھا اور مرہٹون کا دست تاراج دراز المختصر مرزا نجف خان مقامات اوپ شہر مین پہونچکر شریک
لشکر ہوا اور دار الخلافت تک پہونچتے پہونچتے سات ہزار سوار ہمرکاب مرزا نجف خان جمع ہوگئے تھے قسمت
یہان صورت جلوس سلطنت ظہور مین آئی خلعت امیر الامرائی مع خطاب ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کو
عنایت ہوا اور انتظام ملک ضابطہ خان اونکی وضع پر رہا اور خلعت دیوانی خالصہ سے حسام الدین خان اور
کارخانجات سے سیف الدین محمد خان مخلع ہوئے لیکن مرہٹہ مطیع مرزا نجف خان کے تھے اور روز بروز فتور
افزونی سپاہ بر روی تھی ایکدن سواری ذوالفقار الدولہ جانب درگاہ قطب جاتی تھی اور راہ مین گڈھی
جاٹون کی واقع کہ دفعتاً یہان دربان گڈھی سے صورت فساد پیدا ہوئی اور آتش جدال و قتال
شعلہ زن آخرکار بعد کشتہ ہونے چند آدمیون کے وہ شکست نصیب جانب بلم گڈہ و بھرت پور روانہ ہوا اور
اپنے آقاے نعمت کو اطلاع دی اور یہان تمام نام و نشان گڈھی مٹا دیا کیا القصہ صورت ابتدای مخالفت
یہی جو ظہور مین آئی اور حسام الدین خان و سیف الدین خان فروغ ذوالفقار الدولہ دیکھکر آتش حسد مین
جلکر خاکستر ہوے منظور تھا کہ مرہٹہ کو اونسے جدا کرین یا وہ اونکی اطاعت کا دم نہ بھرین اس نظر سے ملکوجی

ہولکر کو ملک افاغنہ سے شاہجہان آباد سے طلب کیا یہ پہونچتے ہی بواسطہ عرضی پچیس لاکھہ روپیہ مشروطہ بالاکے
خواستگار ہوئے حسام الدین خان نے براہ عداوت قلبی ناصیہ عرضی کو اس شرح سے مزین کیا کہ امیر الامرا
ذو الفقار الدولہ از ہر جا کہ تواند بہ ادائے زر مشروطہ بپردازد ہنوز صورت انتظام ملک پیدا نہوئی تھی کہ تقاضائے
تنخواہ سپاہ نو ملازم سوہان روح تھا ہم پہونچنا پچیس لاکھہ روپیون کا سردست دشوار حرف عذر زبان پر
لایا لیکن مرہٹہ نے ہاتھہ پاؤن نکالے یعنی شہر مین آگر شہر فامی دہلی پر ایذارسانیان شروع کین اور نوبت
صف آرائی پہونچی پہلے حسام الدین خان نے قدم جانب مقابلہ بڑھایا لیکن شمشیر شجاعت نے جوہر نہ دکھائے
لیکن تیغ ذو الفقار الدولہ نے باشہمہ مرزا حسن بھائی اوسکا مجروح تھا دم مرہٹہ بند کیا اور اہل فرانسیس
جو توپخانہ سلطانی کے ملازم تھے انھون نے بھی خوب میدان معرکہ مین کارنمایان کیے آخر کار مرہٹہ پسپا
ہوئے چونکہ حسام الدین خان کو استیصال انکا منظور نہ تھا اپنی شرارت سے باز نہ آیا اس نے اشتعالک سے
شقہ بادشاہی اس مضمون کا کہ بدولت نے سپاہ ایرانی و تورانی کو یکقلم موقوف کیا ذو الفقار الدولہ کے
نام ہوا اور اکبر علیخان کو حکم دلا دیا کہ ابھی مرزا نجف خان کو شہر سے خارج کرے اور مرہٹہ کو اشارہ کیا
کہ انھون نے مکان ذو الفقار الدولہ پر آکر آتش ہنگامہ مشتعل کی کئی دن بازار حرب و ضرب گرم رہا
ناچار ذو الفقار الدولہ نے معرفت مرزا خلیل و مہدی قلی خان کاشی کہ سابق رفیق عماد الملک و عالمگیر ثانی
تھے راہ و رسم اخلاص مرہٹہ سے پیدا کی بظاہر حسب ایماء حسام الدین خان وہ مرہٹہ تنگ طلبی کرتے تھے
غرض اب حسام الدین خان کے مرہٹہ نے پیام دیا کہ دیوانی خالصہ تمہارے متعلق ہے جسطرح سے ہو تم زر مشروطہ
ادا کرو ناچار حسام الدین خان نے بعالم مجبوری تھا اوس معاملہ کو سہ نو نو لاکھہ روپیہ پر فیصل کیا بلکہ تین لاکھہ روپیہ
نقد دیا اور چھہ لاکھہ روپیہ کا اقرار نامہ میعادی تحریر ہوا اور اسمین سے کچھہ اسباب طلائی و نقرئی پیش کیا ملازمی
سلطانی سے برطرف کیا اور دہلی سے حکم رخصت لیا قصہ کوتاہ جو لاکھہ روپیہ نقد اپنے پاس سے
بشرط اخراج ذو الفقار الدولہ دینا اقرار کیا تھا مرہٹہ نے بنظر طمع سخت کمر ایذا رسانی پر باندھی اور چند ہزار
سوار مغلیہ سپاہ ذو الفقار الدولہ کے خراب کرنے کے واسطے شہر مین چھوڑ کر قدم دار الخلافت سے
اوٹھایا اور صورت عبور دریائے جمن ظہور مین آئی اب ذو الفقار الدولہ نے دیکھا کہ مارے اور مرنے کے سوا
کوئی شکل چارہ کی نہین ایک دن کفن زیب کیا اور شمشیر بکف دس ہزار مغل دلاور ہمراہ لیکر اپنے مکان سے
پیادہ پا نکلا اور جانب خیمہ مرہٹہ قدم زن ہوا ملکوجی نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ ابھی دس ہزار مغل ہزار جان سے

آمادہ جان نثاری ہین دم شجاعت ذوالفقار الدولہ بھرتے ستایش وثنا خوانی کرتی ہوئی خیمہ سے برسم
استقبال باہر آیا اور ہاتھون ہاتھہ لیجاکر اپنے برابر مسند کمال عزت وعظمت کی جگہہ دی ناقدردانی بادشاہ
ونادانی حسام الدین خان پر بہت سا افسوس کیا اور چند کشتی اقمشہ تحفہ واجناس قیمتی عطر وپان کے ساتھہ
پیشکش کین اور کہا کہ پانچ ہزار روپیہ یومیہ دینا قبول کیا ذوالفقار الدولہ نے آخر ملازمی مرہٹہ گوارا کی اور
کمر سے پیش قبض نکال کر تھانہای زربفت کے ٹکڑے کاٹ کر اپنے مردان ہمراہی کو تقسیم کیے اور بارہ ہزار
سوار سولہ ضرب توپ سمیت شامل لشکر مرہٹہ ہوئے ادھر مرہٹہ کو بھی اپنی دفع الوقتی پیش نظر تھی اور ادھر
ذوالفقار الدولہ بھی سمجھے تھے کہ زر یومیہ مذکور مرہٹون سے ہاتھہ آنا معلوم بہرکیف آپسمین یہ قرار پایا کہ
اب باہم شریک ویکدل ہوکر سر انتزاع ملک افاغنہ پہ کمر باندھین اور جو کچھہ بلاتکلف ہاتھہ آئے باہم متمتع
ہون خلاصہ یہ دونون شخص ایکرنگ ہوکر لشکر سمیت ملک افاغنہ کی طرف مردانہ وار قدم زن ہوئے القصہ
ضابطہ خان قریب سکرتال محاصرہ مین درآیا اور دست برد وتاراج مرہٹہ سے تنگ آکر نواب شجاع الدولہ کو
فوج سمیت اپنی حمایت کے واسطے طلب کیا چنانچہ نواب ممدوح نے کوچ کیا عین سفر مین رام گھاٹ پہ آکے
کام پڑا طرفین سے صورت مقابلہ ظہور مین آئی قریب تھا کہ آتش زدوخورد شعلہ افگن ہو کہ ذوالفقار الدولہ نے
مرہٹہ کو فہمایش کی کہ جماعہ انگریز ملازم وزیر ہمراہ رکاب ہے اور عہدنامہ قدیم جو برہان الملک کے وقت
لکھا گیا تھا وہ وزیر کے پاس ہے لہذا اصلاح وآشتی مقابلہ اور مخالفت سے بہتر ہے ناچار مرہٹہ محاربات سے
دستکش ہوئے چنانچہ اس امر سے وزیر الممالک اور سرداران کونسل نہایت رضامند وخوشنود ہوئے
اور پھر ستارۂ اقبال ذوالفقار الدولہ برج شرف مین تجلی افروز ہوا یعنی انگریز کی طرف سے جاگیر نجف گڈہ
ہاتھہ آئی اور وزیر نے عہدہ نیابت وزارت وحاضر باشی بارگاہ سلطنت خلعت کے ساتھہ عنایت فرمایا
اور دلمین بندگان حضرت کے جگہہ پائی غرض اب شمشیر حسام الدین خان زنگ آلودہ ہوئی اور گرم بازاری مرد
آخر ذوالفقار الدولہ نے حسام الدین خان پر محاسبہ ٹھہراکر نو لاکھہ روپیہ ضبطی مین وصول کیا منجملہ اسکے
چھہ لاکھہ روپیہ حضور بادشاہ مین ارسال کیا اور تین لاکھہ حصہ سپاہ مین اپنے ساتھہ کیا اور خلعت خالصہ
عبدالاحد خان بن عبدالمجید خان قوم کشامرہ سے جو عہد محمد شاہی مین خانساماں اور صاحب دولت تھا
دلاکر حضور بادشاہ مین چھوڑا اور مہم جاٹون کی اپنے سر پر رکھکر جہت تسخیر بھرت پور وصوبہ اکبرآباد قدم
بڑھایا القصہ مرہٹہ نے بعد انفصال معاملہ روپیہ اپنا نواب شجاع الدولہ اور افاغنہ سے کہ شرح اسکے حالات

دار

وزیر ومرہٹہ مین مندرج ہے لیکن امور پونہ وپیشوائی کے واسطے جانب دکن روانہ ہوئے ہندوستان مین
کوئی نزاع نہ تھا مگر مہمات مرزا نجف خان وجاٹ نے فتنے برپا کیے۔

تھوڑا ذکر تسخیر بھرت پور وغیرہ سے

اوس زمانہ مین فرقہ جاٹ نول سنگہ سے متعلق تھا چنانچہ سپاہ وخزانہ وقلاع متصرفہ پر دم غرور بھرتا تھا
شمرو فرنگی کہ بعضے اوسکو ایمانی بھی کہتے ہین حسب صلاح انگریز اخراج اوسکا بنگالہ وغیرہ سے ہوا تھا اسکر
جاٹ مین جاکر ملازم ہوا اور چند پلٹن بقواعد فرانسیسی وانگریزی توپخانہ سمیت آراستہ کین تھین یہی باعث
شوکت وغرور فرقہ جاٹان تھین اکبرآباد وحدود جے پور ونواح دہلی مین کہ یہ ملک دو کرور سے زیادہ تھا
اونکی صورت عملداری نے وہ قوت پکڑی تھی کہ زور نجیب الدولہ ضعیف تھا اور وقت تنگ اور صورت
نفاق حسب اتفاق بوجہ انہدام گڈھی کہ ذکر اسکا اوپر زبان قلم پر آچکا ہے واقع اس مرتبہ ذوالفقار الدولہ نے
قلعہ دیگ کو محاصرہ کیا سالداران بزرگ مثل مدن بیگ خان وغیرہ ہمرکاب تھے اور ملا رحم داد خان قوم روہیلہ
جو فن سپاہگری مین نام برآوردہ تھا مگر ہاتھون سے افلاس کے پامال وہ امیر الامرا ہوکر آمادہ جانفشانی تھا
دو تین برس مین تسخیر قلاع جاٹ مین گذرین آخر کار تمام ملک متصرفہ اونکا بزور شمشیر قبضہ نجف خان مین آیا
اور اس محاصرہ مین سنگہ بہمنی بھی جاٹ سے جدا ہوکر حضور امیر الامرا مین آیا ملازم ہوا اور نول سنگہ نوالہ
نہنگ قضا ہوا قضا ہی کار اس فرقہ مین صورت نفاق بحکم نقاش ازل سے پیدا ہوئی اور ملا رحم داد خان نے
جاکر ایدہ محاربات سخت قلاع زمینداران کاما کو کہ تعلق ملک جے پور سے رکھتا تھا مظفر ومنصور ہوا اور بتوقع تھا
کہ یہ ضلع اپنی جاگیر اد سپاہ ہمراہی کے عوض ہاتھ آئیگا چونکہ خاطر ہمہ زیادہ منظور نظر امیر الامرا تھی کہ دشمن سے
لوٹ آیا تھا وہ تعلقہ اوسکے نامزد ہوا اور ملا رحم داد خان کہ اب صاحب جمعیت ہوچکا تھا رنجیدہ خاطر ہوکر بعد ترک
رفاقت امیر الامرا جاٹ کے پاس پہونچا چونکہ وہ قوم مہاجرت شمرو سے کہ شکستہ تھی اسکی پشت گرمی سے قوت
تازہ حاصل کی لیکن درمیان اولاد نول سنگہ آتش فساد شعلہ زن تھی یعنی رنجیت سنگہ پسر کلان جو لائق
ریاست تھا اور برادر خورد بحمایت ملا رحم داد خان نازان مگر رنجیت سنگہ نے مسند ریاست پر بیٹھکر ملا رحم داد کو
اپنی ملک سے خارج کیا ناچار اسنے آکر عبد المجید خان سے عرض کی کہ یہ سپاہ بادشاہی ہے ذوالفقار الدولہ
کون ہوتا ہے جو مختار عزل ونصب کا تھا خان مذکور نے اوسکو بہادر وقت سمجھکر اپنا رفیق بنایا اور سلسلہ جنبان

ناموافقت و عہد فراموشی کا ذوالفقار الدولہ سے ہوا لیکن اس عرصہ مین صورت مغلوبی جاٹان ظہور مین آئی تھی
مسماۃ کشوری زوجہ نولسکہ زن سورج مل کے ساتھ کہ حکومت فرقہ جاٹ مین مفوض و مختار تھی حضور امیر الامرا کے
حاضر آئی غرض امیر الامرا نے اوس عورت کے واسطے جاگیر بارہ لاکھ روپیہ کی دیکر مچلکا لیا اب تمام ملک اکبرآباد
و بھرت پور و دیگ وغیرہ اور تمام قلعہ جات علاوہ رہی و قبضہ ذوالفقار الدولہ مین درآئے اور مخالفت سے
جاٹون کی خاطر مطمئن ہوئی اور اود بادشاہ نے ملک جو ہر یکطرف جا کسطرح محاربات ڈالی تھی کہ اس عرصہ مین
نواب وزیر شجاع الدولہ بسبب چند وجوہ کہ تشریح اوسکی زیب قلم ہوگی افاغنہ بریلی سے صورت نفاق ہوکر
معہ حافظ رحمت خان پیش آئی نواب وزیر نے عرضداشت بادشاہ کو اور خط ذوالفقار الدولہ کے نام بہ استدعاے
امداد لشکر بادشاہی معرفت ایرج خان و محمد امین خان ارسال کیا لیکن مجد الدولہ نے بادشاہ کو امداد وزیر سے
باز رکھا اور ذوالفقار الدولہ باوجودیکہ مصروف معاملات جاٹ و اہل جیپور تھے یہان سپاہ کو افسران سمیت چھوڑ کر
شرکت وزیر کے واسطے روانہ ہوئے مقامات پیولی مین صورت ملاقات ظہور مین آئی اور یہان اوس مہم نے
چندان طول نہ کھینچا تھا کہ پہلے مقابلہ مین حافظ رحمت خان بضرب گولہ نذر ملک الموت ہوا اگرچہ نواب وزیر کو
منت زیر بار احسان ذوالفقار الدولہ ہونا پڑا ناچار بعد فتح ملک افاغنہ سے حصہ بادشاہی علیحدہ کرکے
ملک ہانسی حصار جانب غربیہ دریاے جمن جو ایام شاہزادگی بادشاہ مین جاگیر تھا نواب وزیر نے ذوالفقار الدولہ کو
حوالہ کیا اونھون نے بواسطہ ارسال عرضداشت اوس ملک کو شریک خالصہ سلطانی کیا اور نواب وزیر نے بسفارش
تمام ضابطہ خان کو بھی حسب ضابطہ سپرد ذوالفقار الدولہ کیا ذوالفقار الدولہ نے جاگیر سہرنگڈہ جو قدیم سے تصرف
نجیب الدولہ مین تھی ضابطہ خانکو حوالہ کی پیشتر کہ ذوالفقار الدولہ یہان موجود تھا کہ عبدالاحد خان نے
مطلع ہوکر اور بادشاہ کو ورغلا کر فرمان سلطانی اس مضمون کا ذوالفقار الدولہ کے نام لکھواکر روانہ کیا
کہ ضابطہ خان مقصور سلطانی کو گرفتار کر دولت میں حاضر کرو چونکہ خلاصہ ذوالفقار الدولہ کو یہ مضمون نہایت ناپسند آیا
اور ضابطہ خان کو مطلق العنان کرکے اجازت دی کہ وہ اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اور حضور بادشاہ مین
عرضداشت اس عبارت کی ساتھ ارسال کی کہ مین آدمی سپاہی پیشہ اور راست باز ہون دغا اور فریب
سازی و بازی نہین رکھتا چونکہ ضابطہ خان حسب سفارش نواب وزیر میرے پاس آیا تھا عزم بندگان حضرت سے
مطلع ہوکر رہا کیا اگر اب حکم سلطانی نافذ ہو تو اوسکے ملک مین جاکر میدان جنگ کو رونق دے اور پکڑ کر بحاضر حضور
کرے یہان عبدالاحد خان آمادہ شر و بنیاد فساد تھا ہی نامہ عرضداشت مذکور کو اس شرح سے ذہن نشین کرادیا

بہست باضابطہ خان جنگ کردہ اور احاضر باید آورد بعد اسکے پھر تصور کیا کہ شمشیر ذو الفقار الدولہ
بیشک جوہر دکھائے گی بہر حال ضابطہ خان شکستہ حال ہے اس بلند نامی سے محروم رہنا عقل سے دور
القصہ لشکر شاہی کو ترغیب دیکر قریب مقام شکرگڈہ لایا اور صف مقابلہ آراستہ کی اور ادھر ذو الفقار الدولہ
نے مقام معرکہ مین پہونچکر قدم پیشدستی سے بڑھایا اور جدا ہوکر تماشاے کارزار دیکھنا شروع کیا ابو القاسم خان
برادر عبد الاحد خان مقدمۃ الجیش لشکر شاہی تھا پہلے مقابلہ مین سر میدان رزم افاغنہ نے افواج شاہی کو
ایسا مغلوب کیا کہ قریب تھا پاون اونکا صف معرکہ سے اوٹھ جاے لیکن ذو الفقار الدولہ نے دیکھا کہ
جوہر شمشیر آبروی لشکر سلطانی خاک مین ملی جاتی ہین اپنی شجاعت کو کام فرمایا اور قدم مردانگی میدان
جنگ مین جماکر اوس مہم پر ظفریاب ہوا اور ضابطہ خان اپنا سا منہ لیکر بھاگا آخر صورت بحالی جاگیر مقابل سبب
استمداد شاہی بواسطہ وکلای کارپرداز ظہور مین آئی اور ذو الفقار الدولہ اپنی لشکر مین آکر سیخ کی مقدمات
جے پور مین مشغول ہوئے اس عرصہ مین نواب شجاع الدولہ عروس مرگ سے ہم آغوش ہوئے اور
آصف الدولہ بڑے بیٹے نے اونکی مسند وزارت کو رونق دی مگر یمین الدولہ چھوٹے لڑکے کو صحبت
برادر بزرگ نہ بھائی لشکر امیر الامرا مین جو مقام دیگ پر تھا تشریف لائے تصریح اس حال کی فصل
وزارت مین قلمبند ہوگی القصہ ذو الفقار الدولہ نے باعزاز تمام قدم استقبال بڑھایا اور یمین الدولہ کو
لاکر بالا دست مسند پر بٹھایا اور جاگیر چند ون بیانہ جو موروثی تھی حوالہ کی اور اسیطرح اکثر امراے
لکھنؤ بہت بہادر کو شائین اور شیدی بشیر خان اور ایرج خان اور مرتضی خان بڑیچ اور محبوب علیخان
خواجہ سرا کوئی بحیلہ روانگی کربلا اور کوئی بہ خواستہ اسی لشکر مین آئے اور پناہ پائی ذو الفقار الدولہ نے
اپنے حوصلہ کے موافق اعانت اور سلوک سے چشم پوشی نہین کی ہر ایک منت کش اور ممنون تھا یمین الدولہ نے
سات لاکھ روپیہ کی جایداد پائی تھی لیکن زمیندار وہان کے سرکش اور تدارک طلب زیادہ تھے یمین الدولہ کو
ہاتھون سرکوبی اونکی دشوار تھی بعد چند سال وہان سے مراجعت کی مگر محمد ایرج خان کہ سرمایہ بیش
پانیس ہزار روپیہ کا رکھتا تھا صوبہ اکبر آباد ستا جی مین لیا اور ہانسی حصار کو اپنی ضمانت سے
محمد بشیر خان کو دلا دیا مگر محمد ایرج خان نیابت لکھنؤ کے واسطے کہ تفصیل اسکی حال لکھنؤ مین درج ہوگی
حسب پروانہ سرکار وزیر روانہ لکھنؤ ہوا القصہ محب الدولہ نے علاقہ ہانسی حصار ملا رحم داد خان کو سپرد کیا
اتفاقا ان دونون مین صورت مخاربہ واقع ہوئی محمد بشیر خان ملا رحم داد خان کے ہاتھ مارا گیا اور یہ ملا مذکور بھی

زمینداران کے ہاتھوں شبخون مین کام آیا غرض تھوڑے دنون مین جو اشخاص لکھنؤ سے آئے تھے اونمین سے کوئی باقی نرہا الا ہمت بہادر نے مدت تک قیام کیا لیکن مجد الدولہ نے باوجود دست گرفتگی ذوالفقار الدولہ بنیاد عداوت اور حسد کی جائی لطف وسلوک سے اونکی چشم پوشی کی اور حسام الدین خان سے زیادہ دشمنی وغمازی حضور شاہی مین امیر الامرا کی طرف سے کرتا تھا اور چند حرکتین خلاف با علان تمام ظہور مین آئین پہلے قلاع دیک وکمبیر وغیرہ جو امیر الامرا نے بذریعہ جانفشانی کے ساتھہ بہت دنون کی بعد تسخیر کیا تھا درگاہ شاہی سے خلعت اس کارگذاری کا نہین دلایا دوسرے جاٹان وراجگان جیپور وغیرہ کو ورغلانے مین کوئی قصور نہین کیا بلکہ والی ماچہڑی کو امیر الامرا کی ساتھہ بغرض جنگ دہی بساط فساد بچھائی جب بادشاہ کو یہ حمایت راجہ پرستی بہ کیا اور شہرت دی روز دوسرے یہ تازہ فتنہ بپا کیا کہ مسجیح مولیہ کو جو رزیڈنسی پر سرکار انگریزی سے مامور تھی بطمع جاگیر شصت ہزار سالیانہ جانب کلکتہ روانہ کیا کہ ارباب کونسل کو رجوع کرکے دو کمپوے انگریزی نام بادشاہ سے ملازم رکھکر سپاہ ہمراہی امیر الامرا کو شکست دی لیکن گورنر بہادر اور ارباب کونسل نے ہرگز پسند نکیا اور یہ جواب آیا کہ ذوالفقار الدولہ سے بہتر جانفشان وسرفروش بادشاہ کو سر دست اتھہ آنا بہت دشوار ہے بہر صورت قدردانی کرنا واجب ناچار جب مجد الدولہ ادھر سے بھی مایوس ہوا اور شمشیر تدبیر نے جوہر نہ کھائی ضابطہ خان کو پیام دیا کہ عہدہ امیر الامرائی کی استدعا کرے چونکہ آبادی وطن وظہور جاگیر ضابطہ خان امیر الامرا کی وجہہ تھی اوسنے محسن کشی وچشم پوشی کی جب ادھر سے بھی مجد الدولہ محروم ہوا سکھون کو ورغلانا شروع کیا کہ نوکری قبول کرین اونھون نے بھی یہ جواب صاف دیا کہ ہمکو نوکری بادشاہ قبول مگر ذوالفقار الدولہ سے مقابلہ کسی طرح منظور نہین خلاصہ ستارہ اقبال ذوالفقار الدولہ برج شرف مین تھا بقول سعدی ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست * مجد الدولہ ہمیشہ منہ کی کھایا کیا اور کچھہ کر نسکا جب امیر الامرا مہمات تسخیر گڈھی ہای جاٹ سے فارغ ہوئے اور زن سورج مل کو اپنی طرف سے چند پرگنات ساٹھہ لاکھہ روپیہ جمع کے قلعہ بھرت پور سمیت بخش دی اور راجہ مچھڑی بھی ذلیل وزبون ہوا اور قلعہ بیجن گڈہ علاقہ ماچہڑی پر ایک حملہ مین فتح پائی اور آٹھہ لاکھہ روپیہ سالانہ پر یہ معاملہ طے ہوا اور مہاراج بیجان ہمدانی نے راجہ جے پور کو باوجود فتنہ آرائی مجد الدولہ وسفارش بادشاہ گوشمال واجبی دی سابق معاملہ اوسکا معرفت مجد الدولہ طے ہوا تھا اب آٹھہ لاکھہ روپیہ الانہ پر امیر الامرا نے فیصلہ کیا اور بذریعہ ہمت بہادر کے کہ واسطہ اوسکا امیر الامرا سے تھا خلعت سلطانی نصیب ہوا اور یہ بات ذہن نشین ہوئی کہ سوا ذوالفقار الدولہ دوسرا نہین اب ذوالفقار الدولہ نے بواسطہ نصیحت نامہ مجد الدولہ کو

جو سلوک اور لطف فراموش تھے یاد دلائے اونھون نے آخر کار کلام مجید پر مہر ثبت کر دی کہ اب مجکو سوائے
اطاعت عداوت منظور نہین القصہ جب امیر الامرا دہلی سے دور گئے اوس قسم کلام مجید پر حرف آیا یکقلم صفحۂ خاطر سے
محو ہوئی اور مجد الدولہ نے سکھہ کو پٹیالہ سے طلب کیا دیوان سنگھ و دل سنگھ و صاحب سنگھ و کرن سنگھ
وغیرہ جب قریب آئے براہ استقبال چلکر بعد ملاقات خلعت دیکر اپنے مطلب خاص سے مطلع کیا اونھون نے تین
سوال پیش کیے ایک یہ کہ فی سوار بیس روپیہ مہینہ لین گے اور دوسری روز روانگی سے تنخواہ دینی پڑیگی
اور تیسرے امیر الامرا سے مقابلہ نکرین گے غرض یہ تقریر خلاف سنگھ مجد الدولہ پیل اوٹھہ گیا اور ادھر سے
حرف طلب تنخواہ زبان سکھہ پر آیا اور دست تقاول دراز ہوا آخر کار مجد الدولہ اپنی جان بچا کر بحیلہ زیارت
شہدرا رخصت لی اتفاقاً سکھون مین باہم صورت اختلاف پیدا ہو واقع ہوئی کچھہ سکھہ امر سنگھ وغیرہ نے مجد الدولہ سے
رجوع لاکر یہ سخن زیب زبان کیا کہ ستارہ تمھاری نصیبی کا برج شرف مین ہے اگر مدد دو تو لاہور او ملتان
بآسانی ہاتھہ آتا ہے مجد الدولہ کو منظور تھا کہ دائرہ دولت بادشاہی کو پچ کرے لیکن بوجہ مصارف زائد روانگی
شاہزادہ حسن بخت ہمراہ مجد الدولہ قرار پائی روانہ ہوئے راہ مین مقدمہ سرین روازی والا اور بھگونت سنگھ
سکاٹو والی کا پیش آیا اوسکو مجد الدولہ نے طے کیا اور قدم طرف پٹیالہ بڑھایا اور ادھر دونون جماعہ
سکھہ مین نوبت مقابلہ آئی اسکی شرح سکھون کے حال مین قلمبند ہوگی مجد الدولہ اور شاہزادہ ایک جانب
بیگانہ کھڑے تماشا دیکھتے تھے جب میدان کارزار خونچکان کشتون سے غیرت گلزار بنا اور ایک گروہ غالب آیا
مجد الدولہ کو جو خفقانی تھا عالم پریشانی مین شاہزادہ سمیت جانب دہلی راہ فرار لی ع ای روشنی طبع
تو بر من بلا شدی ॥ اب فرقہ غالب نے دیکھا کہ مجد الدولہ حمایت مقابل کے واسطے آیا تھا عازم دہلی ہوا
اور اس خبر نے انتشار پکڑا شقہ بادشاہی اس عبارت سے بنام امیر الامرا جاری ہوا کہ ای کس بیکسان زود را
زود تر برسان کہ آفت سکھان بہ بربادی دار الخلافت می آید امیر الامرا اسلیے کہ ولتنخواہ سرکار شاہی تھا
فوراً حسب طلب جانب دار الخلافت عنان عزیمت اوٹھائی قریب پہونچے کہ عضو سکھون کے ٹھنڈے
ہوئے اور عزم سے اوس طرف کے کنارہ کیا اور مجد الدولہ نے پھر بچا پلوسی تمام بادشاہ کو اس امر پر
قدم زن کیا کہ فرمان شاہی پھر جانے کے واسطے امیر الامرا کے نام نافذ ہوا مگر امیر الامرا نے بذریعہ
عرضداشت یہ مضمون قلمبند کیا کہ اب راہ دور سے آتا ہون ممکن نہین کہ بدون زیارت قدوم مبارک
پھر جاؤن خلاصہ جب مجد الدولہ عاجز آیا مجبور ہو کر امیر الامرا کو اپنی طرف سے یہ عبارت زیب قلم کی کہ ہر چند

بادشاہ کو آنا آپ کا منظور نہ تھا لیکن مینے راضی کیا ہے یہ لکھا اور براہ استقبال رکھا اور مرزا اکبر شاہ بہادر
شاہزادہ بھی تشریف لائے امیر الامرا کو اپنی پالکی مین بٹھا کر ملازمت بادشاہ مین پہونچایا خلعت فاخرہ افتخار
حاصل ہوا پھر ذوالفقار الدولہ نے بمشورہ افراسیاب خان وغیرہ عرضداشت اس مضمون کی زیب فزائی
کہ عداوت و نافہمائی مجد الدولہ مجھ تنخواہ کے ساتھ حد سے زیادہ گذر ہی امیدوار ہون کہ وہ پیمان شکن
میرے سپرد کیا جاوے ناچار حضرت نے کہ سفارش مجد الدولہ منظور نظر تھی لطافت علیخان خواجہ سرا کی
معرفت کہ مسلہ نواب وزیر تھا میر سید علی کے ساتھ پہونچا دیا امیر الامرا صاحب حوصلہ تھا اظہار رنجش کیا
لفظ شکایت تک زبان پہ نہین لائے بلکہ اوسی کے گھر پہ نظر بند رکھا عطریات و ادویات و اطعمہ نفیس
اوسکی عادت و خواہش کے موافق دیا کیا حفاظت جان و پاس عزت بھی ملحوظ خاطر رہا پوشیدہ نہ رہے
اس عداوت و بغض کے دو سبب تھے ایک برخلافی مذہب اور دوسرے ذوالفقار الدولہ کوڑی کے
برابر بھی نہین سمجھتا تھا آمدنی ملک اپنی سپاہ ہمراہی مین صرف کرتا تھا اور خزانہ شاہی خالی اور مجد الدولہ
تہیدست پست حوصلہ یہ امر بھی باعث خلاف و نزاع کا تھا گو نزاکت مزاج و لیاقت مجد الدولہ قابل تعریف
ایک مصارف اس شخص کا یہ تھا کہ چار لاکھ روپیہ مہینہ دواخانے مین صرف ہوتے تھے اور سیکڑون روپیہ
تولہ کا عطر ہمیشہ بیت الخلا مین پانی کے مانند چھڑکا جاتا تھا اور عطر دارچینی غذا تھی اور تراشیدہ لوز
صورت کلاہ سر پر رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ دل آب آب ہے اور معدہ خراب مگر دماغ آتشناک رکھتا ہون
خلاصہ آنا معدہ دواؤن کا اسکے بعد ولایت سے مسدود ہوا اور پلنگ پر اوس شیشہ نزاکت پیشہ کے
لحافون کا یہ حساب تھا کسی مین پاؤ سیر روئی اور کسی مین نصف آثار اسیطرح دو سیر تک خوب روئی کے
ساتھ تصور کرنا چاہیے قصہ مختصر ذوالفقار الدولہ مجد الدولہ کو نظر بند کرکے بادشاہ سے رخصت ہوئے
تمام راجواڑہ اور اکبر آباد و شاہجہان آباد کو مفسدون سے پاک و صاف کیا ناظم اپنی طرف سے جا بجا مامور
و مقرر کیے ہمت بہادر جیپور اور افراسیاب خان و مرزا شفیع خان کو سکھون پر تعینہ کیا راجہ جیپور نے
کچھ چشم پوشی اطاعت سے کی تھی چنانچہ محبوب علیخان و مرتضی خان بڑیچ نے بہ سبیل کمک جا کر چند عرصہ مین
قلاع نامی کو تسخیر کیا آخر راجہ مذکور نے کمر اطاعت پر باندھی لیکن محبوب علیخان نے بوجہ عدم کامیابی
اتنا نہ اپنا پیچ کہ تنخواہ اپنے ہمراہیون کی ادا کی اور راہی کربلاے معلی ہوئے اور مرتضی خان بڑیچ حلقۂ
اطاعت ذوالفقار الدولہ مین در آیا اس زمانے مین صحبت امیر الامرا لطافت علیخان سے لطافت پذیر نہ ہوئی

چونکہ یہ خان مذکور فرستادہ مختار الدولہ نائب وزیر تھا نگاہ مہربانی بیشتر تھی کہ یہ لطافت علیخان لکھنؤ سے اخذ خلعت وزارت کے واسطے آیا تھا کیفیت اسکی ذیل لکھنؤ مین واضح ہوگی اور وجہ گرمی صحبت یہ تھی کہ ذوالفقار الدولہ نے رنگ تماش بینی جمایا تھا طبیعت جب عورت پر مائل ہوتی تھی لطافت علیخان مزاج مبارک کو ظرافت طبعی سے خوش کرتا تھا آخرکار ذوالفقار الدولہ کو کثرت شرب مدام نے عارضہ تپ محرق لازمی مین مبتلا کیا کسی علاج نے تاثیر نہ بخشی وعدہ پورا ہو چکا تھا ۱۱۹۶ھ ہجری مین کہ بیسوان سال جلوسی تھا شکار شہباز پنجہ اجل کا ہوا اور رونق سلطنت زوال نصیب ہوئی اور شہر دہلی آباد ویران کمال دس برس آفتاب سپہر امیر الامرائی تجلی افروز رہا۔

شمشیر اجل کھانا ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کا اور گرم ہونا ہنگامہ نفاق انکی اولاد و اقارب وغیرہ مین

جب عارضہ ذوالفقار الدولہ نے نہایت طول کھینچا بندگان سلطان سکندر شان فی الطریق عیادت قدم رنجہ فرمایا اوسوقت ذوالفقار الدولہ نے سفارش ہمشیرہ خویش جو ہمشیرہ بیگم معروف تھی کی چنانچہ درجہ اجابت کو پہونچی پوشیدہ نرہے کہ تمام عمر عزیز مین ایک فرزند ذوالفقار الدولہ کو نصیب ہوا تھا جو تین برس اوسکے شعلہ رو کے دامن پیراہن سے ایسا شعلہ شمع سوزان گریبان گیر ہوا کہ رخت حیات جل گیا لیکن تین لڑکیان ہاتھ خدا جسے اپنے شبستان عالی تھین ذکر انکا بوقت مناسب زبان قلم پر آئیگا خلاصہ جب ذوالفقار الدولہ نے ہستی سے جانب عدم قدم اوٹھایا سرکار طلبگار ضبطی ہوئی ہمشیرہ بیگم نے ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ اگر خلعت مدار المہامی افراسیاب خان کو عنایت ہو تو بیس لاکھ روپیہ پیشکش کیا جاوے چنانچہ خان مذکور خلع ہوا اور کچھ زر متعلقہ پیشکش مذکور داخل خزانہ شاہی ہوا اور کچھ وعدہ پر رہا اب افراسیاب خان نے بشورہ ہمت بہادر ہاتھ پاؤن نکالے اور چاہا کہ دائرہ دولت سلطانی ملک گیری کی راہ سے اپنی جگہ سے جنبش کرے بادشاہ نے قبول کیا اور سرانجام مصارف لشکر کے واسطے حکم دیا افراسیاب خان نے بقول معروف ع ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی ہمشیرہ بیگم سے کہ دولتمند سمجھا تھا طلبگار زر نقد کا ہوا اوسنے جواب دیا کہ اسباب تیس لاکھ روپیہ کا جو متروکہ ذوالفقار الدولہ سے تھا تیرے دست تصرف مین ہے تو کیون نہین دیتا خلاصہ یہ مضمون دو دستہ آپس مین باعث نزاع و ملال ہوا ہمشیرہ بیگم نے مرزا شفیع کو جو برادرزادہ ذوالفقار الدولہ تھا اور مہم پر سکھون کے مامور تھا بلایا اور شادی اسکی ذوالفقار الدولہ کی لڑکی کے ساتھ بڑے طمطراق سے کردی اور خطاب ناصر الدولہ و خلعت مدار المہامی معہ

سرکار شاہی سے دلایا افراسیاب خان نے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر بندگان حضرت کو نظر وصیت ذوالفقار الدولہ پر
اور اعانت ہمشیرہ بیگم منظور تو مناسب ہے کہ مجد الدولہ کو رہا فرمایئے کہ وہ انتظام مہمات سلطنت اپنے ذمہ ہمت پر
رکھکر تین لاکھ روپیہ نقد دیتا ہے اور آیندہ کسیقدر کا اقرار کرتا ہے معاذ اللہ بقول سعدی سے بد وزد طمع دیدۂ
ہوشمند ۔ بادشاہ نے مجد الدولہ کو خلعت مدار المہامی سے سرفراز فرمایا اور عمال اسکے طرف سے جابجا مامور ہوئے
لیکن اپنے علاقہ مین مرزا شفیع خان نے دخل ندیا یہ وجہ باعث فساد و نزاع تازہ ہوئی چنانچہ سر دربار زبان
مجد الدولہ و مرزا شفیع خان سے کلام سخت و سست آشنا ہوئے نگاہین پھر گئین عین شہر مین مورچہ بندی نے
آنکھین دکھائین آخر بواسطہ لطافت علیخان یہ امر قرار پایا کہ مرزا شفیع خان جانب کوئل و علی گڈہ جو علاقہ متعلقہ
نجف قلیخان ہے جائے اور جیپور محمد بیگ خان ہمدانی کے متعلق رہے اور نجف قلیخان کو حضوری حضرت قرار پائی
القصہ ہمدانی نے مرزا شفیع خان کو لکھا کہ آپ کسواسطے آزردہ ہین اگر ممکن ہو تو آپ صورت استیصال نجف قلیخان
و مجد الدولہ ظہور مین لائین اور مین تدارک افراسیاب کرتا ہون جب یہ امر ظہور مین آیا آپ امور سلطنت اپنے
قبضہ مین لائیے اور ذمہ دار ہوجیے کہ روپیہ سرکار مین کمی نہوگی حسب مشیت اللہ تعالی جب یہ صورتین حسب
خواہش ظہور مین آئین اور خلعت امیر الامرائی سے سرفراز ہوکر مجد الدولہ کو قید کیا اور شکل گرفتاری نجف قلیخان
وقت شب عالم نشہ شراب مین مدہوش پڑا تھا پیدا ہوئی اسوقت نجف قلیخان نے قسم کلام مجید کھاکر
صورت صفائی آئینہ ظہور مین آشکار کی اور افراسیاب خان نے بھی بذریعہ لطافت علیخان وہی سم قسمی اوگلا
کیفیت نیرنگی طباع دیکھکر چشم عنایت بندگان حضرت ظل سلطان ذوالفقار الدولہ کی طرف سے مانند رخ شمشیر
پھر گئی لطافت علیخان نے باتفاق پول فرنگی کہ مرد جرار تھا باشارۂ بادشاہ مرزا شفیع کو محاصرہ کیا ناچار مرزا شفیع خان حسب
اشارہ مجد الدولہ و نجف قلیخان دہلی سے بھاگ کے ہمدانی کے پاس پہونچا اور خواستگار مدد ہوا اب لطافت علیخان
نے سرکوبی ہمدانی کے واسطے خلعت عمدہ خاصہ محمد یعقوب خان کو دلا کر بنام ظفر اعتصام بادشاہی شہر کے
باہر بھاگے ہمدانی یہ خبر پریشانی سنکر جیپور سے بگار راہ اطاعت بادشاہ پہ قدم زن ہوا اور عرضداشت
اس مضمون کی ارسال کی کہ مین خانہ زاد سرکار شاہی ہون لطافت علیخان اور پول صاحب کو حکم ہو کہ باطمینان
جان و آبرو مجھکو در دولت پر حاضر کرین چنانچہ یہ دونون شخصون نے حکم سلطانی کے موافق مکان پر جاکے ہمدانی
سے ملاقات کی ہمدانی نے بعد گرفتاری پول فرنگی کو ذبح کروا ڈالا اور لطافت علیخان کو دیدہ و دانستہ
بصارت سے عاری کیا اور چند تصویر مصنوعی اوپر بیگمکے بھیجکر خلعت مرزا شفیع خان کو حضور اقدس سے دلایا

چونکہ بارہ لاکھ روپیہ اسی قرار پائے تھے جب بعد خلعت سرانجام ہونے روپیون کا نہوا آتش نفاق شعلہ زن
ہوئی مرزا شفیع خان نے دیکھا کہ ہمدانی صاحب سپاہ ہی عہدہ برآئی دشوار ہے اور وہ آمادہ تاراجی اطراف
دار الخلافت پر تیار ہے ارسال مکاتبات بواسطہ وکلای چالاک شروع کی ایک جانب جاٹون ہی تحریک کی اور
ایک طرف راجہ جیپور کو ورغلانا اور ہمت بہادر کو سیندھیہ کو لانیکے واسطے مامور کیا ہمدانی مرد دانا اور عقلمند تھا
اسنے جال مکر و فریب کا بچھاکر بواسطہ عہدنامہ قسمیہ صورت صفائی ظاہری بین اس شرط پہ پیدا کی کہ مرزا شفیع اگر
مجھکو اپنے ہمراہ لیجاوے چنانچہ مرزا شفیع خوف خوردہ تھا اس صورت پہ ملاقات ہمدانی قرار پائی کہ یہ دونون
شخص راہ مین سر سواری ملکر باہم حاضر حضور ہون خلاصہ یہ دونون صاحب فیل سوار تھے جب بعد سلام علیک
ہاتھونکو مصافحہ کے واسطے دراز کیا ہمدانی مرد بسیار تنومند تھا اور صاحب قوت اور مرزا شفیع لاغر اندام وکم
طاقت اوسنے ہاتھ پکڑ اس زور سے اپنی طرف کھینچا کہ مرزا شفیع کو سر دست چھوڑانا دشوار ہوا آخرکار ہمدانی نے
بزخم پیش قبض روح مرزا شفیع قبض کی اور ہاتھی سے ہاتھون ہاتھ زمین پر ڈالکر بخت برگشتہ کی صورت کیا
یہ خون ناحق بادشاہ کو ناگوار ہوا اور ہمشیرہ بیگم کو مرگ داماد سے رنگ زمانہ سیاہ نظر آیا اور سمجھی کہ باعث
اس شر و فساد کا افراسیاب خان ہے لہذا بمشورہ زین العابدین خان ایک شخص کو مامور کیا کہ اوسنے اکبرآباد
مین جاکر بہ حکومت پردہ ملازمی مین افراسیاب خانکو رستہ عدم دکھایا اب میدان خالی دیکھکر ہمدانی نے
بادشاہ کو اکبرآباد مین لاکر اسطرح اپنے قابو مین رکھا کہ حرکت کرنا ممکن نہ تھا اور جو چاہتا تھا نیابت بادشاہ سے
حکم مناسب مہر و دستخط کے ساتھ جاری کرتا تھا تین برس اسی صورت سے گذرین آخرکار بادشاہ نے تنگ آکر
شاہ نظام الدین معروف کوڑیا شاہ کو کہ ایک سید تھا خواجہ باقی باللہ مذہب حنفی سی اور مریدان خانوادہ چشتیہ سے
رونق صحبت حال وقال کا تھا پوشیدہ طلب مہاجی سیندھیہ کے واسطے روانہ کیا سیندھیہ مذکور کہ ہر دم
متمنی اس امر کا تھا ہی کمال سرعت کے ساتھ آکر حاضر ہوا اور اوسی روز خلعت مدار المہامی سی سرفراز و صوبہ
اکبرآباد عطا ہوا ہمدانی کو جو صاحب فوج تھا تاب مقابلہ سیندھیہ نہ تھی ناچار درپردہ راجہ جیپور سے براہانہ وار
اکبرآباد سے جانب جیپور سدھارا رسالدار اور بقیہ سپاہ نجف خانی اس نحو مین حیدرآباد و لکھنؤ وغیرہ اطراف مین
پریشان و آوارہ ہوئی اور ہمشیرہ بیگم نے دوسری دختر ذوالفقار الدولہ کو غیاث الدین حیدر خان کے ساتھ
منعقد کردی اور قدم وارثانہ سے اوٹھایا غیاث الدین بیگم فیض کے پاس کہ سلسلہ قرابت مربوط تھا پہونچا چنانچہ
معہ قامت سید محمد خان مخلص بہ بعد کا اس دختر ذوالفقار الدولہ سے مزوج ہوا اور دو لڑکیان اور

ایک فرزند مرزا حسام الدین حیدر مخاطب بہ مبارز الدولہ بطن سے دوسری عورت کے جو مشکوی غیاث الدینخان
مین تھی پیدا ہوئے اور تیسری لڑکی ذو الفقار الدولہ کی بعد مدت سید محمد مخاطب بہ شمس الدولہ موسوی ابن
سید احمد خان کے ساتھہ جو خاندان مرزا گرامی خان میر منشی تیمور شاہ ابن احمد شاہ درانی سے تھے اور فرقہ قزلباشیہ
خراسان سے تازہ ولایت منعقد ہوئی ذکر انکا اپنے مقام پر آئیگا اور معاش اولاد ذو الفقار الدولہ منحصر آمدنی
دہات جاگیر نجف گڈہ و اطراف کوڑہ جہان آباد و اطراف کوئل و عمارات اکبر آباد سے کہ قریب تیس ہزار روپیہ سالیانہ
کی تصور کرنا چاہیے ہے اور کچھہ بیگم فیض آباد امداد کرتی تھین اور آخر کو وثیقہ بھی فرمایا یہ حال طلسم لکھنؤ مین
زبان قلم جادو بیان پر آیا ہے اور افراسیاب خان کے ایک بیٹا مسمی خادم حسین خان تھا جو سیندھیہ کی
طرف سے صاحب جاگیر تھا اور مرزا شفیع کے اولاد نہ تھی القصہ اب دو شخص نامی جو کہ ذو الفقار الدولہ مین باقی ہے
ایک نجف قلیخان پسر خواندہ ذو الفقار الدولہ تھا اور دوسرا محمد بیگ خان ہمدانی کہ داستان سرائی اوسکی زبان قلم پر ہے

ذکر مدار المہامی مہاجی پٹیل و ہزیمت یافتن از جیپور و نیرنگی چرخ نیلی رنگ

مہاجی سیندھیہ معروف بہ پٹیل جسوقت خلعت مدار المہامی سے سرفراز ہوا مرتبہ عزت و آبرو اس درجہ کو پہونچا
کہ بغیر لنگ پای اجازت روبرو بیٹھنے کے ہاتھہ آئی مگر حسب ضابطہ و آئین سلطنت قدیم قدم مبارک حضرت
ظل سبحانی ہاتھہ مین لیے رہتا تھا القصہ جب سیندھیہ راجہ جیپور سے طلبگار و خواہان معاملہ ہوا راجہ مذکور باغوا
ہمدانی بسر نزاع آیا اور چھبیس ہزار راجپوتان راہوڑہ و چہار ضرب توپ لیکر آمادہ مقابلہ ہوا غرض
طرفین نوبت کار زار پہونچی میدان جنگ کئی روز گرم رہا اور زمین کثرت خون کشتگان سے رشک تختہ گلزار ہوئی
قضای کار ہمدانی اجل رسیدہ زیر درخت پیل سرو قد کھڑا تھا گولہ توپ نے بہار گلستان حیات اوسکی
خزان کر دی اسمعیل بیگ فرزند مرحوم نے رنگ شجاعت جمایا لیکن نہال فتح اہل جیپور بارور ہوا اور پای استقلال
مرہٹہ میدان معرکہ سے اوٹھہ گئے سیندھیہ شکست نصیب بھرت پور مین آیا اور اسمعیل خان نے تعاقب کیا
اسوقت جاٹ قلعہ اپنا بمقتضای دانش تواضع کرتا تھا لیکن سیندھیہ نے قبول نکیا اور دلالی مروارید جو
زیب گلو تھا نکال کر گردن جاٹ مین پہنایا اور حاضر حضور ہوکر ضرورت روانگی پونہ اظہار کی اور تدارک جیپور کا
وقت مراجعت منحصر رکھا اور شاہ نظام الدین کو عہدہ خالصہ مدار المہامی سلطنت کا دلایا اور قلعہ داری
دار الخلافت اپنے داماد اور السکہ کو حوالہ کیا اور آپ تھوڑی فوج لیکر روانہ پونہ ہوا بعد روانگی نجف قلیخان

کہ مرد بہادر و دانشمند تھا فوج اسمعیل خان سے طرح جنگ موزون کی اور راجہ جیپور سے بھی بمقابلہ آکر پھر اوسکو بارگاہ
سلطنت کی طرف رجوع کیا اور جو معاملہ ذوالفقار الدولہ نے فیصل کیا تھا بحال رکھا اور جودہ پور مین جاکر راجہ بجی سنگھ کو
محاصرہ کیا راجہ مذکور نے دینا کلید قلعہ کا وقت نزول دائرۂ دولت سلطانی قرار دیکر کلید بالف عرضداشت
دکیلون کی معرفت ارسال حضور کی اور سوال جواب بواسطہ نجف قلیخان شروع کیا آخرکار بندگان حضرت نے بھی
فوجداری دارالخلافت رستم خان سے متعلق کی اور قلعہ داری پر سیوا سنگھ کو مامور کر کے منزل مقصود کی راہ پر
کوچ فرمایا چنانچہ مرزا محمد اکبر ہمراہ رکاب جناب تھے نواح رواڑی تک لشکر ظفر پیکر پہونچا تھا کہ وکیل راجہ جیپور نے
آکر عرض کی کہ راجہ پرتاپ سنگھ والی جیپور حاضر حضور ہے لیکن حسب سررشتہ قدیم امیدوار استقبال علاقہ
نامزد حضور ہے نجف قلیخان نے حکم سلطانی کے موافق بعد ادای رسم استقبال راجہ کو حاضر حضور کیا القصہ بعد حصول دولت
ملازمت خلعت فاخرہ سے سپر شمشیر فیل و اسپ پالکی جواہر سمیت سرفراز ہو کر جب اپنے خیمہ مین مسند آرا ہوا سالداران
بزرگ نے حضور شاہی مین عرض کی کہ چڑیا سونے کی ہاتھ آئی ہے اگر ہمکو حوالہ ہو تو ہماری چاندی ہے
اتفاقاً یہ خبر متوحش اوڑتی ہوئی راجہ کے کانون تک پہونچی سنتے ہی رنگ رخ عنقا صفت پرواز کر گیا ہنوز کمر کھولی
تھی اور سواری بھی تیار سوار ہو کر طرف جیپور روانہ ہوگیا اور داخل قلعہ ہو کر نجف قلیخان کو جو پیام دیا یہ شعر
اوسکے مضمون پر کفایت کرتا ہے شعر باز یاران چشم یاری داشتیم + خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم + چونکہ زندگی
باقی تھی پنجہ دست اجل سے نجات پائی اور ہوس حضوری پر خاک ڈالی یہان تو صورت معاملہ اس رنگ پر
تھی اور ادھر تورانیون نے پھر چاہا راجہ جیپور کا بسازش نجف قلیخان اس شرارت سے اظہار کیا کہ آتش مزاج
سلطانی بھڑک اوٹھی اور طبیعت نجف قلیخان کی طرف سے مانند ہوا پھر گئی اور تماشا یہ تھا کہ یہان نجف قلیخان ایذا رسانی کا
آمادہ تھا اور سرکوبی مفسدان سرکش پر صورت شمشیر کوہ نج رہا تھا چنانچہ غلام حسین چیلہ نجف قلیخان جو اون دنون
بجہت ضرب کئی گڑھیان اپنے قبضہ تصرف مین فتحیابی کے ساتھ لایا تھا اور ہمین مغلیہ تورانی نے موافق
حکم سلطانی مداخلت چاہی اور سادات پرگنہ سید آباد کو جو ضمانت نجف قلیخان مین تھا اسکو مارا اور گرفتار کیا اور
دولت روی قصہ مختصر یہ خبر جن رنگان اطراف نے سنکر تصور کیا کہ دولت ز خاندان تیموریہ سے روگردانی
کی کہ دوست و دشمن ایک پلہ میزان چشم مین تولے جاتے ہین اور بازار دو تنخواہان معاف شمار سرکار شاہی کا
سرد ہے اور کوتہ اندیشان بدسرشت کا گرم ناچار نجف قلیخان گردش آسمان کی طرف دیکھکر لشکر سے جدا ہوا
تورانی کہ شراب غرور مین سرمست تھے جو کچھ زبان بے لگام پر سخت سست آتا تھا نجف قلیخان کو کہتے تھے

آخرکار آتش غصہ و غضب نجف قلیخان کی وہ گرم باتین سنکر شعلہ زن ہوئی لامحالہ نوبت محاربہ پہونچی سرہوا
توپ و تفنگ کا شروع ہوا اور لشکر تورانیان سلطانی آمادہ شرارت تھا یہان بھی برق شرربار کارزار چمکی
کہ ناگاہ حقہ ہاتھہ مین بیگم سمرو کے لب آشنا تھا سرمیدان صاف گولہ توپ سے اوڑ گیا لیکن بیگم نے
عنان اشہب مردانگی ہاتھہ سے نچھوڑی اوسی طرح راہ جنگ پر قدم زن رہی مگر ہمت بہادر و شاہ بیگخان
کہ یہ دونون سردار نامی تھے اس معرکہ مین کام آئے اور بندگان حضرت ظلسبحانی بھی اوسوقت کہ زمین
جنگ کثرت خون سے گلرنگ تھی سر سپاہ تورانیان پر سایہ افگن آخرکار بیگم سمرو نے نجف قلیخان کو بعہد و پیمان
مستحکم دست بستہ حضوری حضرت مین حاضر کیا حضرت ظلسبحانی نے بزبان مبارک ارشاد فرمایا قطعہ باز آ باز آ
ہر انچہ ہستی باز آ ❊ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ ❊ این درگہ ما درگہ نومیدی نیست ❊ صد بار اگر توبہ شکستی
باز آ ❊ خلاصہ نجف قلیخان نے قفل زبان بستہ وا کیا اور یہ بات عرض کی کہ وہ شخص خانہ زاد و بندگان حضرت ہے
اور کنجیان قلاع مسخرہ کی حاضر ہین لیکن مرد سر فروش ہون اور نمک سپاہی جان نثار یعنی ذو الفقار الدولہ کا
کھایا ہے ان تورانیون کے ہاتھہ سے کہ بارہا محک امتحان مین قلعی کھل چکی ہے توہین و ذلت اپنی نہین
چاہتا اگر اس راہ مین سر بھی تن سے مفارقت کرے کچھہ پروا نہین مگر گردن شکستی تورانیان مغرور بیخرد
اب انشاء اللہ تعالی پیش قدمی اس راہ مین بروقت خواہش الٰہی منحصر ہے اور لشکر ظفر پیکر نے وہان سے
مراجعت کی اور اقبال شاہی نے درپردہ روگردانی قضا کی کار بند و ربداخت دارالخلافت نشان ظفر نشان
اور علم نصرت توامان بادشاہی کہ دعائین اور نقوش منصوریہ او سپر قرین اور زیب قلم تھی چنانچہ عوض خان خواص
اوسکو لیے مبارک مبارک گویان جلو سواری سلطانی کے آگے آگے رہتا تھا دفعۃً آتش سوزان گریبان
شقہ نشان مذکور کی دامن گیر ہوئی اور قلعہ ارک مین داخل ہوتے ہوتے وہ تمام تبرکات نصرت مندی
جابجا کتشر ہوئی گویا یہ سفر سفر آخری کی دلیل روشن تھا اور آثار طلوع اقبال دشمن بعد اسکے پھر کوئی
راجہ اور صوبہ دار آستانہ ملک آشیانہ پر حاضر نہین ہوا بندوکشاد مقدمون کے وکیلون سے متعلق ہی
اور تورانیون نے شہر مین نالائق بدعتین شروع کین شاہ نظام الدین اپنی آرایش امارت مین ہمہ تن
مصروف ہوا اور حافظ ابراہیم کہ عہدہ عدالت العالیہ تعلق تھا اور کلو خواص خدمت بادشاہی مین مشغول اور رعایا
دارالخلافت جو دولتمند تھی اوسپر ہاتھہ ظلم کے دراز ہوئے اور حافظ مستجاب جو شخص آبرودار تھا اوسے
تین لاکھہ روپیہ لینے کے واسطے بوجہ بدا ظلم و تعدی سزا اول مامور کیے وہ بیچارہ اوس روز زین تھا

حرف عذر زبان پر لایا ہمراہیان ہمت بہادر کہ دستک یافتہ تھے دشمن آبرو و شکنجے زد و کوب سے دریغ نہین کیا مال ومتاع خانہ سب نذر تاراج ہوا مگر سعدی شیرازی فرماتے ہین ؎ بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن ✱ اجابت از در حق بہر استقبال می آید ✱ آخر کار اس آتش ظلم بے سبب نے جملہ تر و خشک اس گرمی سے جلا دیا کہ زبان قلم دم تحریر شمع سوزان کا دم بھرتا ہے مگر بہر حال اس مضامین پر سوز سے ہر ورق کاغذ کو پرکالہ آتش بنانا پر ضرور لہذا آتش فشانی کرتا ہے —

کور نمکی غلام قادر خان اور بربادی خاندان شاہی

کچھ دنون اس سے پہلے ضابطہ خان پتھر گڈھ مین نشانہ ناوک اجل ہوا تھا غلام قادر خان اسکے فرزند نے تقویت سپاہ روہیلہ سے کمر سرکشی پر باندھی اور محالات خالصہ بادشاہی مین دست اندازیان شروع کین دہات و قصبات کو لوٹنا آغاز کیا مادھو راؤ ملازم سیندھیہ اور اسکے قلعہ دار نے واسطے دفع کرنے اوس بلا کے جمنا سے عبور کیا اور مورچال آراستہ غلام قادر خان نے اسطرف کے افسرونکو پیام دیا کہ ہمکو بادشاہ سے اصلا مزاحمت نہین لیکن اسکیہ و نظام شاہ سے مقابلہ ہے یہ سنکر شاہ نظام الدین نے کہ تیر مقابل کا نشانہ تھا آدھی رات کے وقت راہ بلم گڈہ لی اور جاٹون سے خواستگار پناہ ہوا اور یہان بدمعاشون نے خوب مال ومتاع پر اونکے ہاتھ مارا دہان سرکار شاہی نے عیال و اطفال شاہ صاحب کو بہزار دشواری اونکے پنجہ سے چھوڑا کر حرام سہل دراس مین درپردہ بٹھایا مگر اوسدن تازہ حشر شہر مین بپا ہا جب برادر شاہ صاحب مذکور نے اس کیفیت سے بادشاہ کو اطلاع دی غرض جو کچھ اسباب مفروقہ اوباشان غارت پیشہ سے تلاشی ہاتھ آیا مسترد کیا لیکن پارچہ ہاے ملبوس محل سے پردہ پوشی عریانی زنان شاہ صاحب مفرور کی ہوئی اور مادھو راؤ نے جو آپ کو قابل مقابلہ نہین پایا غلام قادر خان سے طرح آشتی ڈالی آخرکار منا بلاس رای وکیل کا اوسکی طرف سے دربار شاہی مین قرار پایا اور غلام قادر خان بواسطہ ناظر منصور علیخان باریاب مجرا ہوکر منخلع ہوا اور اپنے خیمہ مین جو اوسطرف دریا کے برپا تھا چلا گیا مگر یہ صورت خالی فساد سے نہ تھی جب پھر غلام قادر خان نے پانچ چھ ہزار آدمیون ہمیت اوس طرف سے دریا کے اوترنا چاہا اور بجانب مداخلت شہر قدم رکھا نگہبان دروازہ شہر مانع ہوئے غلام قادر خان نے جنگ زرگری سے کام لیا انعام و اکرام دیکر اونکو اپنا مطیع بنایا آمد و رفت شہر جاری کی اور نوبت قیام باغ

شاہ نظام الدین تک پہونچی لیکن بندگان حضرت نے بنظر قیافہ شناسی معلوم کیا کہ چشم بد دور ہنوز غلام قادر خان
بابین کی در پردہ نگاہ پھری ہوئی ہے نہ ہوئی کی بنظر عاقبت اندیشی بیگم سمرو کو کہ میدان جنگ مین نشان
جان نثاری جمایا تھا اور فیصلہ نجف قلیخان کی باعث تھی اس لیے بادشاہ نے اوسکو بلا کر اجازت دی کہ گڑہ
مکلدارخان مین طرح اقامت ڈالے اور بخطاب زیب النسا بیگم فرزند خاص سرفراز فرمایا غلام قادرخان نے
کہ بلفظ غلام خالی فساد سے نہین بارہا چاہا تھا کہ اس بیگم پر رنگ شبخون جمائے لیکن بیدار مغزی و ہوشیاری
ملازمان بیگم نے محروم رکھا بلکہ مانند موج پریشان ہوکر پھر صورت عبور دریا ظہور مین لایا اوسوقت حسب الحکم
بندگان حضرت پھر نگہداشت سپاہ شروع ہوئی اور چند ہزار مردم تورانی و ہندی قلمبند ہوئے اسباب
طلائی و نقرہ جو کچھہ توشکخانۂ سلطانی مین تھا سکوک ہوکر تقسیم تنخواہ ہوتی تھی اور نجف قلیخان بھی حاضر حضور تھا
باوجود استفسار حضرت غلام قادرخان وہ مضمون جو صفحۂ دل پر زیب قلم تھا بکشادہ پیشانی عرض نکرسکتا تھا جب
حضرت فرماتے تھے کہ سبب تیرے آنے کا معلوم نہین ہوتا یہ جواب آتا تھا کہ حاضر حضور ہوکر عرض کرونگا ایکبار
اوسنے چاہا کہ عبور دریای جمن سے ہمکنار ہو مردان سرکاری الغیب توپ و تفنگ سدراہ ہوئے اور صورت مقابلہ
پیدا ہوئی چنانچہ رسائی گولہ توپ مقابل دیوانخاص تک تھی ناچار بواسطہ رام رتن مودی اصلاح طلب ہوکے
اپنے سعد تعلقات کی طرف پھر گیا اور پرگنہ نایت گڈہ وغیرہ موضعون پر بزور متصرف ہوا اور اسمعیل بیگ ہمدانی
کہ دھولپور مین تھا راہ اخلاص نکال تسخیر قلاع جاٹ کو اعلی بالاتفاق پیمان و عہد کو مضبوط کیا اس عرصہ مین
جو مہاجی سیندہیہ پھر پونہ سی ہندوستان مین آیا تھا چنانچہ سیندہیہ اور جاٹ دونون ایک طرف تھے اور
اسمعیل بیگ ہمدانی اور روہیلہ ایک طرف خلاصہ باہم آتش خصومت شعلہ زن ہوئی اور ہنگامہ نفاق گرم
غلام قادرخان اور اسمعیل بیگ نے چاہا کہ بحمایت بادشاہ مرہٹہ سے طلبگار انتقام ہو غرض جب لشکر
بادشاہی نے راجواڑہ سے مراجعت کی اوسوقت وہ عرضداشت غلام قادرخان ملاحظہ خاص مین گذری
بادشاہ نے کچھہ التفات اوسکی درخواست پر نکی اور مہاجی سیندہیہ کو اس مطلب خاص سے اس مدعا کی سماعت
اطلاع دیا کہ تم براہ عجلت پہونچکر تدارک اوس فتنہ پرداز کا کرو قضاے کار یہ شقہ بجنسہ ہاتھہ مین غلام قادرخان کے
پہونچا اور یہ بات بھی مشہور ہوئی کہ مولوی عطاء اللہ سیندہیہ کے لانے کے واسطے خلعت و فرمان سمیت
گیا ہے غرض اوس مضمون پر سوز نے وہ آگ بدن مین غلام قادرخان کی پھونکی اور رافضی سپاہ کی
طرح پیچ و تاب کھا کر بہ اتفاق اسمعیل بیگ ہمدانی علم مخالفت سلطانی بلند کیا ہمت گرگوشائین اور پسران

مرتضی خان بڑیچ وقت مقابلہ ہزیمت نصیب ہوئے اور مرہٹہ بھی عاجز آئے ایکدن غلام قادرخان
اور اسمعیل بیگ نے قلعہ ارک دار الخلافت کی طرف اوٹھایا فوج تورانیان جو ملازم سلطانی تھی اوسنے
دس پانچ ہزار روپیہ کے طمع پر اوسے حق نمک سے چشم پوشی کی غلام قادرخان انکی چھاونی کی طرف سے
داخل قلعہ ہوا اگرچہ بسبب صورت مداخلت بوجہ سازش منظور علیخان ناظر وقوع مین آئی تھی دوسرے روز
بواسطہ ناظر غلام قادرخان دیوانعام مین آکر خلعت سلطانی سے مخلع ہوا اور رنگ قیام باغ بہادر علیخان مین
جمایا اور اسمعیل بیگ نے حویلی قمرالدین خان کو غیرت برج خورشید بنایا اور عروج باغ کوٹھیا شاہ مین خوش
ہوئی چونکہ آئینہ ضمیر شاہی صورت غلام قادرخان سے زنگ آلودہ تھا اور وجہ عداوت خان مذکور یہ تھی
کہ وقت نفاق مرہٹہ ایام دیوانی محب الدولہ خواہان حمایت و طلبگار امداد سپاہ ہوا تھا اور بادشاہ نے بنظر ظاہر
پرستی شاہزادہ سلیمان شکوہ کو کچھ موجودہ سپاہ و دیگر اسباب واسطے ہمراہ اوسکے کیا تھا کہ سینہ بسینہ کی آگ
غلام قادر کوئی مفسدہ برپا کرنے پائے اور دس ہزار آدمی کی تنخواہ اوسکی ذمہ سرکار قرار پائی تھی اوسکی
ہمراہی کے واسطے تجویز ہوئے تھے غرض فی الجملہ بہ صورت غلبہ ظہور مین آئی اور اسمعیل بیگ کو نفاق
باطنی و کینہ سینہ بسینہ سے تھا غرض جب [illegible] قریب دار الخلافت پہونچا شاہزادہ سلیمان شکوہ
بھی اس پردے مین کہ صورت اصلاح ظہور مین لاوینگے غلام قادر سے جدا ہوے اوس [illegible] سپاہ
کمکی طلبگار تنخواہ ہوئی غلام قادر نے حضور بادشاہ سے درخواست کی جب یہان سے صورت برآمد
تنخواہ نہوئی ملال خاطر غلام قادرخان زیادہ ہوا اور اوس سپاہ نے جو خواستگار تنخواہ تھی کہا کہ اسبقدر
دار الخلافت مین چلکر خواہ مخواہ زر تنخواہ بادشاہی سے لینگے اور دلمین تصور نہ کیا کہ سواے اسکے
دوسرا انکار اس گلستان ریاست مین [illegible] کاوش باطنی سے [illegible] مخالفت [illegible] علیخان ناظر نے
کہ چشم عقل اوسکی بے نور تھی [illegible] پیدا کی کہ کوئی شخص سلطانی [illegible] کلام
مثبت کردی کہ راہ مکر و فریب پر کسی روش قدم زن ہونگا غرض جب ناظر مذکور نے بادشاہ سے [illegible] رخصت
غلام قادرخان کے واسطے اجازت چاہی بادشاہ نے بنظر اغماض کہا بدولت کو اوس شوخ چشم سے
چشمداشت نیکی نہین آنکھوں مین صورت خار کھٹکتا ہوا ہے اس بات پر اسمعیل بیگ نے دو فرد [illegible]
[illegible] پیش کیا اور چاہا بادشاہ سے کہ ستارہ اقبال برج آبی مین گرفتار تھا [illegible] فلک کج باز نے
حرفنا جانتے نہ زبان پر کیا اب معاملہ کربلا ہو [illegible] جو دست یزید سے حضرت امام حسین علیہ السلام پر گذرا

بررووی کار آتا ہے یعنی جو غلام قادر خان فرعون بے سامان سے نسبت آقای نعمت وقوع مین آیا کسی غلام
بدکیش سی ظہور مین نہین آیا غرض جب بواسطہ ناظر بدعقل سلسلہ آمد ورفت غلام قادر قلعہ مین جاری ہوا
اور نقش مراد بیٹھا جو سلطانی پہرے نگاہبانی کے واسطے مامور تھے اکثر مقامون سے اوٹھا کر اندر باہر
دروازہ پر آدمی اپنے مقرر کیے جب بند وبست کامل ہوچکا ایکدن آپ دوسو پٹھانون کو جو رفیق اور
کینہ پرور تھے ساتھہ لیکر بارگاہ سلطانی مین آمادہ فساد قریب تخت شاہی وہ بدبخت پہونچا اور سہروت
اپنے جان نثارون سے باشارہ ابرو ہمکلام ہوکر پہلے شمشیر خنجر نما جسکا ظفر تکیہ خطاب تھا اوسپر قبضہ کیا
اور وہ شقہ شاہی جسکا مضمون اوپر قلمبند ہوچکا ہے یعنے بادشاہ نی بنام سیندھیہ زیب قلم فرمایا تھا
جیب سے نکال کر حضرت کی دست مبارک مین دیا ہنوز لب بادشاہ جواب سے آشنا نہوئے تھے کہ
اوس بد باطن کینہ پرور نے ہاتھہ ظلم کا بڑھایا اور کمال بے ادبی کے ساتھہ بادشاہ کو تخت سی اوٹھاکر
اپنی طرف کھینچا اور جو رفقای بدشعار اوس موذی کے ہمراہ تھے اونھون نے کشان کشان ایک گوشہ مین
لیجاکر شمشیر برہنہ سر پر کھڑے ہوئے اور چارون طرف سی یورش پٹھانون کا شروع ہوا نوبت
دار وگیر عورات محل وخواجہ سرایان شاہی کی آئی اور جو اشخاص حاضر دربار تھے وہ جانین اور آبروئین
اپنی لیکر کافور ہوئے اور تورانی جو غلام قادر سے سازباز در پردہ رکھتے تھے چشم پوشی کر گئے سوای پٹھانونکے
اور کوئی چڑیا وہان پر نظر نہ آتی تھی شاہزادی بھی شکار پنجہ عذاب سخت ہوئے چار ہزار اشرفی اور چودہ ہزار
روپیہ نقد اور ایک من سونا اور چار من چاندی کے برتن اور تانبے کے تیس من اور دس تختہ شال اور پندرہ
تھان کمخواب مرزا احمد اکبر شاہزادہ سے بجبر حاصل کیا اور اسیقدر سرکار سلیمان شکوہ اور مرزا
حسن بخت اور مرزا اسکندر شکوہ سی دستیاب ہوا اور محل نواب شاہ آبادی بیگم سے دو صندوق سربمہر
اور دس ہزار اشرفی اور چالیس ہزار روپیہ اور ایک صندوقچہ جواہر اور ایک درج مروارید اور ایک من ظروف
طلا اور پانچ من چاندی کے برتن اور ایک صندوق زیور طلائی سادہ ومرصع کار اور چند تختہ شال و
کمخواب وغیرہ خواجہ سراؤن نے لاکر حاضر کیا اور اسی طریق نواب تاج محل اور نواب مبارک محل اور رانی
چھوکر توشکخانہ سے بجرد تعدی اخذ کیا المختصر دائیان اور لونڈیان غلام قادر خان کی جو معتمد اور معتبر تھین
محل سلطانی مین بہ تجسس در آئین اور تلاش مال ومتاع مین خاک چھانی شروع کی نواب ملکہ زمانی جو بظاہر
غلام قادر سی کچھہ ساز رکھتی تھی وہ اس معاملہ مین شریک تھی اقتضہ نقد وجنس بیگمات سلطانی سے دستیاب ہوتا تھا باہم

بھیجتی جاتی تھی اور افغان بدسرشت باآواز بلند یہ صدا دیتے تھے کہ جس شاہزادہ ہای نومحلہ و سلاطین سے
متمنی تخت سلطنت ہو وہ خزانون اور دفینون سے نشان دے اور تاج شاہی لے چنانچہ بیدار بخت بن
احمدشاہ کو یہ دولت خفتہ نصیب ہوئی بطمع تاج شاہی تخت سلطانی پر بیٹھا اور کنیزون سے پوچھکر اوس
مقام سے اطلاع دی جہان دو صندوق آلات مرصع کار و طلائی و نقرئی اور دو درج جسمین پانچ عدد
الماس بڑے بڑے اور چار عدد زمرد بے بہا تھے اور بواسطہ یعقوب خان خانسامان کرامت النسا بیگم خواہر
بادشاہ سے چند صندوق مال دستیاب ہوئے جسمین لاکھون روپیہ کا اسباب مرصع کار سونے چاندی کا
اور دو ہزار روپیہ نقد نکلا اور کنیزان محلات کو بخت واژگون کی صورت اولٹا لٹکا کر بزجر و توبیخ جسطرح بنا
نقد و جنس بہم پہونچایا اب کیفیت اس خانہ بربادی کی قلم جگر شگاف سے اظہار ہو نہین سکتی پھر غلام قادر نے
حضرت شاہ عالم کو آفتاب مین بٹھا کر زر نقد طلب کیا اونکے پاس سوای فحش گالیون کے کیا تھا آخر کار عین
ظلم کے ساتھہ حکم دیا کہ چشم مبارک مین کوتاہ بینون نے گرم سلائی پھیر دی معاذ اللہ کیا پیر فلک نے آنکھیں دکھائین
کہ شاہ عالم بصارت سے دیکھتے دیکھتے معذور ہوئے غلام قادر نے بنظر دور اندیشی پاس آکر پوچھا کہ ای بادشاہ
کیا دیکھتا ہے اے ناظرین تاریخ یہ مقام کمال عبرت کا ہے بادشاہ ستم رسیدہ نے جوابدیا کہ ای کافر بدکیش
وہی قران مجید کہ جسپر تو نے مہر ثبت کی تھی دیکھتا ہون یہ سنکر وہ موذی سینہ کینہ حضرت کو
تکلیف دہ ہوا قندھاری خان اور بندول خان نے نوک خنجر سے دونون مردم دیدہ خانہ چشم سے نکال لیے
اور چشم بد دور ابھی یہ بھی منظور نظر تھا کہ شاہزادون کو بھی اسیطرح دکھائے خدا کی پناہ تازہ کہرام صورت
حشر برپا تھا ہی عورت محلات بیتاب و مضطر ہو کر محل سے بیحجاب نکل پڑین اور پای غلام قادر پر سر رکھکر
زار زار روتی تھین مگر بدسرشت سر دست پشت پا سے باتین کرتا تھا غرض ظاہر ہے کہ یہ روداد
خراب میدان کربلا مین واقع نہوئی ہو چشم ناظرین سے دریای اشک جاری تھا اور سینون مین زخم نہانی کا نشا
کہ بحکم سرشت بہار سنگہ رفقای غلام قادر بدشعار یہ کیفیت خراب آنکھون سے بے پردہ دیکھہ سکتا تھا آخر
غصہ سے خشک ہو کر تر زبان ہوا کہ اے مردود جواب مرد و خدا سے نہین ڈرتا ہے قسم اپنے دھرم کی
کھاتا ہون کہ ابتک قدم تیری رفاقت پر رہا لیکن اب اگر ہاتھہ شاہزادون کی طرف اوٹھایا تو شمشیر آبدار ہے
اور تو بدشعار غرض اس سرد کلامی مین بازار شمشیر و تفنگ گرم ہوا اور باہم آپسمین آتش کارزار اس زور و
شور کی مشتعل ہوئی کہ دستار سر غلام قادر بصورت طائر پر دار ہوا اگرچہ ضرب گولہ [illegible]

کہ قالب خاکی پیچ پڑے آخر کار رستم خان و یونس خان نے اس آتش شر بار پہ پانی ڈالا اور گرما گرمی حسب
وضع سرد ہوئی اور شاہزادی صدیقہ کو جو ہشتمی سے بحکم خدا محفوظ رہے اس عرصہ مین ایک سو اسی اسامیان
محل بادشاہی کی محبوس بلا ہوئین وہ مراد بخش بلوائیون معشوقہ غلام قادر خان ہین جاکر تمام لباس و زیور اونکا
پٹھانون نے غارت کیا سوای پائجامہ و چادر ایک تار بدن پہ باقی نچھوڑا بعد اسکے جب حافظ ابراہیم کی
مشکین باندی کہین بہت اسباب و پوشاک و جواہرات غلام قادر کے ہاتھ آیا القصہ جب چار پانچ دن اس
ہنگامہ و شورش کربلا مین گذرے حکیم ابو علیخان نے اپنا نسخہ بادشاہی کیا یعنی جو خبر دی کہ بارہ عورتین محل
بیدار بخت کی کثرت حاضہ گرسنگی مین بستر خواب مرگ پر سو گئین اسوقت کچھ نان و نمک محل مین بھیجا گیا
اور گھر سے خیر النسا بیگم کے جو دوسری ہمشیرہ بادشاہ تھین ایک صندوقچہ جواہر اور دو پٹارہ زیور طلائی و نقرئی
و پارچہ پشمینہ قیمتی ملبوس خاص پایا اور گل محمد خان نے ناظر منظور علیخان کے گھر مین جاکر چالیس ہزار روپیہ
اور پانچ ہزار اشرفی اور چند صندوق ظروف طلائی و نقرئی وغیرہ برآمد کیا اور میان جواہر و میان چنڈول
خواجہ سراؤن کو ... باندھکر وہ بہ ہر کفش کاری سے دھمکا کے کہ ... جواہر باقی نہین ہی آخر دیدیا
انھون نے بھی اکیس دانہ مروارید غلطان شکل بیر کے برابر کہ ہر ایک ... تھا نذر کئے اور
ملکہ زمانہ کی خواجہ سراؤن نے کہ آٹھ پہر لکڑی مین آویزان رہی چالیس من ظروف مسی اور دو صندوق پر
کپڑون کے اور چند مروارید کلان جو زیر زمین تھے نشان دیے اور امام بخش مختار کار مجدالدولہ کے گھر سے کہ زمین
وان کی آپ ہی آپ شق ہوگئی تھی کئی صندوقچہ زیور طلائی وغیرہ اور دس من ظروف چاندی کے نکلے
اور یوسف علیخان خواجہ سرا نے چھت دیوانخانہ ناظر کی کھدوائی پارچہ صندوقچہ جواہر اور مروارید کے
ہاتھ آئے اور انگشت خانہ بادشاہی سے ایک تختہ دوشالہ اور ایک چاندانی اور ہزار بدری اشرفیون کی
نکالین اور انگیٹھی مین ... اشرفی و روپیہ سے لبریز گلگلین سے ملین اور چار خوان نقرہ اور چند چوکیان چاندی کی
اور نقرئی پائے پلنگ کے اور دو صندوقچہ سر بمہر مرزا احمد اکبر کے خاک تودہ مین پوشیدہ تھے نکلے
سابو چہ اور کٹورے پٹی وغیرہ نقرئی آبدار خانہ سے پائین اور خوابگاہ صاحبہ محل سے دو صندوق اشرفی محمد شاہی
اور دو پٹارہ مروارید اور طاقہ مخمل و بانات وغیرہ اور بہت مال سونے چاندی کا پایا اور تمام خانگی اسباب پردے
اور فرش وغیرہ کہ جسکا حساب شمار سے افزون ہے جملہ برباد کیا اور کوئی وابستہ سرکار شاہی اس غارتگری سے
محفوظ نہین رہا معاذ اللہ کیا زمانہ پر فساد تھا ایکدن ایک لونڈی نے آکر اظہار کیا کہ جان نثار میری

کثرت گرسنگی وفاقہ سی ہونٹھون پر ہے اگر کچھہ کھانا عنایت ہو تو عوض اسکے مین بھی دفینہ سی اطلاع دون
غلام قادر اس چیز کا بھوکا تھا ہی اوسنے فوراً کچھہ روٹیان باورچیخانہ سی دلا دین اوس لونڈی نی بیت الخلا مین
نشان دی وہان ایک نقرئی کٹورہ ساڑھی پانچ من کا سلفچی آفتابہ طلائی مرصع کار اور ایک طلائی چوکی
اور ایک صندوق طلائی زیورون کا اور ایک صندوقچہ جسمین چاندی سونے کی تحفہ چیزین تھین نکلا غرض
جو کچھہ دستیاب ہوتا تھا غلام قادر ہر روز اپنے لشکر مین کہ دریاے جمن کے پار فروکش تھا روانہ
کرتا تھا دس بارہ بارہ کشتیان نقد و اسباب سی لبریز پار جاتی تھین قصہ مختصر اس غارتگری
کے سوا اہل قلعہ پر اسقدر تنگی آب وطعام کی تھی کہ حرم احمد شاہ اسی آب و آتش گرسنگی وتشنگی مین
جل بجھی اور کئی دن لاش اوسکی بے وارثانہ پڑی رہی سونا چاندی اشرفیان اور قیمتی پوشاک ضبطی
کے وقت اوسکے گھر سی ہاتھہ آئی اور اسی طرح اسامیان بیدار بخت اور ملکہ زمانہ کے محل مین صدمہ فاقہ سی
نوالہ اجل ہوئین اور ہر ایک کے پاؤن رسی مین باندھکر براہ سلیم گڈہ کشان کشان دریا مین بہا دی گئین
یہان تو یہ حشر برپا تھا اور اودھر غلام قادر خدا فراموش دیوانخانہ خاص وغیرہ شاہی مین مشغول نای ونوش تھا
اور جو کچھہ بے آبروئی شاہزادون کی اوسکے ہاتھون سر زد ہوئی قابل بیان نہین خلاصہ اب درمیان اسمعیل بیگ
وغلام قادر تقسیم مال مغرورہ کے واسطے نزاع واقع ہوئی آخر کار بیس ہزار روپیہ نقد اور دو صندوقچہ سربمہر
اور چند تختہ پشمینہ وکمخواب وچند من ظروف مسی جو خانہ مرزا اکبر اور مرزا طفل پسران مرزا بابر سی دستیاب
ہوئے تھے غلام قادر نے بابت حصہ اوسکو دیے غرض جب اسمعیل بیگ عہد وپیمان کے موافق اور
زیادہ طلبگار ہوا غلام قادر نے ایفاے وعدہ نوک شمشیر وسنان پر حوالہ کیا اور کچھہ ندیا آخر شوال سے
آغاز ذی حجہ تک یہ حشر دار الخلافت شاہی مین برپا رہا تیسری محرم کو شہر مین تمام بازار اور دوکانین
اور آمد وشد خلق اللہ مسدود تھی مگر چند فقیر جان بازسر بازار آواز بلند کہتے تھے کہ سید الشہدا فرماتے ہین
کہ غلام قادر نے زیادہ حکم خدا سی خاندان تیموریہ پر سیاست کی اور ہاتھہ ظلم وتعدی کا دراز کیا اسکو بھی
سزا دو اتفاقاً ایکدن برج قلعہ کہ جسمین تمام باروت بھری تھی ایک گل توڑہ بندوق پیادہ سی اوسمین
اوڑ کر جا پڑا آتش شعلہ زن ہوئی اور وہ برج عقاعقت زمین سی اوڑا غلام قادر کہ مصروف خواب
خرگوش تھا اوسنے معلوم کیا کہ اہل مرہٹہ اگر صورت بلا سر پر نازل ہوئی مضطر وبیقرار پلنگ پر سی زیادہ کی طرح
راہ دریچہ سی کہ حضرت دروازہ نام تھا نکل کر جمنا کے پار اپنے لشکر مین پہونچا اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا اکبر

اور سکندر شکوہ اور اور جو اسامیان محل کی اپنے لشکر مین پیشتر روانہ کر چکا تھا اسکو ہاتھیون پر بٹھا کر سلاح بند پٹھانون کے
ساتھ توپخانہ اور سپاہ سمیت اور آپ پیادہ مین کہ ادبار سر پر سوار تھا سوار ہو کر براہ خوف گڑھ ہوش باختہ راہی
ہوا اس عرصے مین فوج مرہٹہ بھی چارون طرف سے ہجوم لا کر صورت بلا اوسکے اوپر جا لگی غلام قادر قریب سرائے
مغل خان پہونچا تھا کہ مرہٹہ مور و ملخ کے مانند لپکا ہوگئی غلام قادر نے چند سوارون سمیت باگ گھوڑے کی
اوٹھائی مرہٹہ تلوارین لیکر ساتھ علیخان و عبد اللہ خان افاغنہ پر نازل ہوئی اوسوقت عالم اضطراب مین
گھوڑے غلام قادر خان کا خندق مین جا رہا [illegible] وہ دو اون بخت سپاہ کی تمام لجام سپہ تھام کر بھاگا اور
شاہزادون کو مرہٹہ دست بدست لیکر سیندھیہ کے پاس کہ متھرا تک آ چکے تھے آئے خلاصہ غلام قادر
برگشتہ نصیب گھوڑے کو دوڑا کر اپنے لشکر سے خارج ہوا اور فوج سیندھیہ نے پیچھا کیا غلام قادر آوارہ قسمت نے
ایک گانون مین پہونچکر ایک برہمن سے درخواست کی کہ اگر مجکو اپنے گوشہ مکان مین پوشیدہ رکھو کر چند اشرفیان
دیتا ہون برہمن نے اوس اجل رسیدہ کو اپنے گھر مین بحفاظت بٹھا کر لشکر سیندھیہ مین آیا اور خبر دی
چنانچہ علی بہادر اور رانی خان دو سردار چند سوار لیکر قضا کے مانند اوس برہمن کے ساتھ سر پر غلام قادر کے
نازل ہوئے اور بے تکلف قید کر لیا مشکین کسین آخر متھرا مین سیندھیہ کے حضور پہونچا دیا اور رسالداران
مرہٹہ مہار سنگھ و ناظر علیخان کو گرفتار کر لائے اب حسب مشیت منتقم حقیقی آہنگر حکم سیندھیہ سے ہر روز
ایک عضو غلام قادر کا آہن اور زنبور سے جدا کرتا تھا جب کئی دن وہ سخت جان شکار شیر اجل ہوا لاش
اوسکی بعد تشہیر جنگل مین ایک درخت کے تلے پھینک دی گئی کہ جانوران صحرائی نے زہر مار کیا اور کان
ناک اوس ناپاک کے کاٹکر ایک ڈبیہ مین بحفاظت رکھکر سیندھیہ نے حضور بادشاہ مین روانہ کیے
اولاد غلام قادر سے معین الدین خان مخاطب بہ نواب بنتھو خان اطراف دکن مین تھا وہان سے سہارنپور
مین سنہ [illegible] ہجری مین ستر برس کے بعد اس معرکہ سے رجوع انگریزون سے لایا وہ رئیس زادہ سمجھکر بہ لطف
پیش آئے پانچ ہزار روپیہ درماہہ مقرر کیا چند سال بریلی مین رکھکر پھر سہ گڑھ مین مرادآباد کے پاس قیام کیا
اور عمارات [illegible] نواب نجیب الدولہ ضابطہ خان کی جو وہان پر تعمیر تھی اوسکے حوالہ ہوئی خلاصہ بصورت
ریاست ظاہری اور [illegible] و لشان کے ساتھ بسر کرتا تھا القصہ مہاجی سیندھیہ نے شاہزادون کو
بیعت [illegible] اپنے ساتھ لا کر دار الخلافت مین پہونچایا اور حال خراب حضرت قدرت دیکھکر کمال اسف
کے ساتھ رقت کی اور پیرانہ بخت خفتہ [illegible] کو شکست سے اوٹھا کر مسند ناکامی مین بٹھایا اور پھر تخت سلطانی

بناکر بادشاہ کو آنکھوں سے معذور بتقب اپنے پسر سے [illegible] رونق افروز کیا اور منظور علیخان کو قید شدید سخت
قلعہ مین محبوس کیا اور چند روز نظم ونسق مقدمات مالی وملکی کو رونق دیکر دہلی سے جانب دکن عنان
عزیمت اوٹھائی اور گماشتے اپنے جابجا مامور کیے خلاصہ آفتاب سپہر سلطنت ایسا گہن مین آیا
کہ رعب حکومت امیرون کے صفحۂ دل سے گیا نزدیک اور کیا دور تک عظم جاتا رہا [illegible]
اور ہر شب شب برات اور ہر شنبہ قبضہ قدرت سے شمشیر غلافی کی صورت باہر مملکت اور ملوکیت کا رنگ [illegible]
قانون وقاعدہ سلطنت مفقود تحریر وتقریر بالاتر بیان شاہجہان آباد جو بچہ عذاب سے بچکر آوارہ وپریشان
تھے اکثر ہمراہ رکاب مرہٹہ گئے اور اکثر مثل دلیس دکن مین پہونچے اور ہر ایک فرقہ دستکار مصور [illegible]
اور صنعت گر اوستاد قوال وکلاونت رکابدار باورچی درزی باغبان وغیرہ اور ارباب صاحب [illegible]
وشغلیہ سرکار سلطانی بنات النعش کے مانند پریشان ہوئے تمام آباد محلے شہر دہلی کے ویران ہوگئے
المختصر یہ معرکہ عظیم غلام قادری جو غارتگری نادری سے ہزار چند افزون تر تھا سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین واقع ہوا۔

ذکر آمدن مہاجی سیندھیہ بعد گرفتاری غلام قادرخان در دار الخلافت

مہاراج سیندھیہ کو وقت روانگی دکن انتظام مداخل ومخارج سلطانی مین تردد تھا کہ اب کسطرح [illegible]
معین کیجائے کہ ضروریات مطبخ اور خانسامانی اور دواب وغیرہ کارخانجات سلطانی کو کفایت کرے
نظام الدین شاہ کو یا نشاہی سیندھیہ سے مطلع ہوکر بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ پر مقدمہ مذکور فیصل کیا
اور ذمہ دار ہوا کہ بہرصورت بادشاہ کو رضامند کرونگا مہاراج سیندھیہ نے اس معاملہ کو غنیمت سمجھکر
پرگنہ سوہلی وجلال آباد ومرہٹہ وغیرہ اور چند پرگنہ اور محال اوسی بارہ لاکھ جمع کے صوبہ دہلی سے الگ شاہ
نظام الدین کو تفویض کیے اور تحصیل وتشخیص مین اختیار کامل دیا اور سپاہ نمک سلطانی کو جواب دیکر
چار پلٹن قدیم آمد الہ آباد سے باقی رکھکر چوکی پہرہ قلعہ کے واسطے تجویز کیا اور انتظام محالات بھی سپرد
فرمایا اور عہدہ قلعہ داری پر اور [illegible] نام ہمشیرزادہ کو مامور کیا اور اسکے ساتھ [illegible] دہلی والہ آباد کو
داد الٰہی سمجھا ناظم اپنے جابجا مقرر اور روانہ کیے اور اون چار پلٹن [illegible]
قدیم تھا تنخواہ انکی حوالہ نظام الدین شاہ ہوئی اور پرگنات ومحالات [illegible]
چارون پلٹنون پر جملہ دار ومدار امور سلطنت تھا کہ ہر چند [illegible] باقی [illegible]

بندگان حضرت منصوبون سے خالی اور شکست وبست سے عاری نہ تھا بعد صحت وتندرستی اوسی قلیل سپاہ ریز
پھر خیالی پلاؤ کا شروع کیا جو عہدہ بخشیگری طالب علیخان آختہ بیگی خواجہ سرا کی نام قرار پایا تھا وہ شیرینی
نیاز کی طرح آج کسی اور کو اور کل کسی اور کو تقسیم ہوتا تھا لیکن نظر توجہ طالب علیخان پر زیادہ تھی اوسکی
دیوانخانہ و احشام وجیب خاص وغیرہ کی جملہ خدمتین تفویض اونکی تھین اور کار نیابت میر غالب علیخان کے
متعلق تھا چنانچہ یہ میر سید بزرگ امامیہ مذہب متدین صفات حسنہ سے آراستہ تھا اپنی خوش کرداری سے
ہر فرد بشر کو رضامند رکھتا اور تحویلداری توشکخانہ اور کرک خانہ کی سپرد میر نور علی ہوئی و خدمت توزخانہ
وماہی مراتب ونشان مرزاجیون کے متعلق تھی اور خدمت احتساب شہر احمد علیخان کے نامزد لیکن مصاحبت
احمد علیخان اور صحبت مقربان دیگر زیادہ کرم تھی وجہ اسکی یہ کہ میر شکر اللہ نام منصب داران عہد فردوس
آرامگاہ سے ایک شخص تھا باوقار وصاحب تمکین سید حسین علیخان بارہہ کی طرف سے بخشیگری بعض
رسالہ کی بھی زیر قلم تھی غرض میر شکر اللہ کی تین لڑکیان تھین ایک لعل بیگم دوسری صالحہ بیگم جدۂ
احمد علیخان مرحوم المصدر تیسری تولا بیگم چنانچہ عالم شاہزادگی مین نظر محبت حضرت ظلسبحانی تولا بیگم پر
جا پڑی شیدای جمال ہوکر خواستگار عقد ہوئے میر شکر اللہ خان کو عماد الملک غازی الدینخان نے
درمیان پڑکر رضامند کیا مگر یہ شرط خان مذکور سے درمیان مین آئی کہ بادشاہزادہ سہرہ سر مین باندھکر
بکشادہ پیشانی میرے گھر زینت افزاے بزم عروسی ہو اور جو کچھ اسباب جہیز حسب مقدور دون وہ بنظر
محبت قبول کرین اور قدر ومنزلت اوسکی شاہزادیون کے سوا اور محلات سے ملحوظ خاطر رہے
بلکہ تورہ دار وہین پہلے محسوب ہو اور رسائی مجھہ مشتاق دیدار کی اوس تک بلاقید حاصل رہے اور تکلیف
نوکری معاف خلاصہ شاہزادۂ دلدادہ نے یہ سب شرطین بسر وچشم منظور وقبول کین اور وہ صورت
عقد بآئین شائستہ ظہور مین آئی نواب زینت محل خطاب عنایت ہوا القصہ اس رشتہ سے احمد علیخان پوتہ
ہمشیرۂ زینت محل کا قرار دیا جاتا تھا یہ باعث ازدیاد تفضلات خسروانہ تھا اور حقیقت مین مرد خوش وضع
صاحب دانش زبان آور تھا چنانچہ بیاجی نام دختر نواب سعید الدینخان کے ساتھہ منعقد کیا اس سلسلہ
کی وجہ نواب قطب الدولہ بھائی بیاجی کا مقربان حضور مین شمار کیا جاتا تھا یہ شخص بھی صاحب فراست
لئیق تھا اکابر وامرای مدار المہام سلطنت مین ایک نواب شاہنواز خان بہادر بھی اگرچہ سلسلہ انکی نسبت کا
نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان سے پہونچتا تھا لیکن گردش آسمانی سے گرفتار ضیق معاش سے تنگ آکے

چندی ذو الفقار الدولہ کے ساتھ بسر کی لیکن شوق کیمیا گری مین کشتہ تھا اکثر اوقات زر ناخالص العیار سو سکہ بنا کر سر بازار بیچتا تھا چنانچہ بعد ذو الفقار الدولہ اسی قصور مین نجف قلیخان کے ہاتھون قید شدیدہ مین مبتلا ہو کر ایک مدت کی محبوسی سے رہائی پائی پھر طالب علیخان کے پاس پہونچا ملازمت بادشاہ ہاتھہ آئی عزت و آبرو حاصل ہوئی المختصر بعد سانحہ غلام قادر حضرت ظلسبحانی رات دن دیوانخانہ مین رونق افروز رہتے تھے محل سے تعلق نہ تھا خانانی اوٹ فرقہ مردانہ و زنانہ مین کہ لاعمالہ خدمت کی واسطے ہر وقت حاضر باشی ضرور تھی حائل اسی جلسہ مین خواص کہنہ سال اور داستان خوان شیرین مقال اور مطربان خوش الحان اور شاعران جادو بیان اور حکماے دانشمند اور مصاحبان سلطان پسند اور شاہ نواز خان و احمد علیخان و میر طالب علیخان وغیرہ شبانہ روز چوکی بچوکی نوبت بنوبت حاضر رہتے تھے اور جو وہ غبار و کدورت رنج و غم حوادث دنیا سے آئینہ دل مبارک پر بیٹھی تھی سخنان دلاویز کلام دلکش سے ارباب جلسہ دور کرتے تھے اور طعام و لبس سے سیر اور زر نقد سے مالامال ہوتے تھے چنانچہ اس زمرہ مین جو شاہ نواز خان کو کل دو مرتبہ زر با انعام دستیاب ہوا اسکو امانت کی جگہہ جیب مین نگاہ رکھتا تھا وقت ضرورت انعام سلطانی جسوقت تھیلی بردار وغیرہ نہوتے تھے صرف کرتا تھا اور دوسرے وقت متصدیون سے از روی حساب لیلیتا تھا اور اسیطرح نادر چیزین کم قیمت و کم مول لیکر حضور اقدس مین گذرانتا تھا انعام معقول پاتا تھا چنانچہ رفتہ رفتہ اس سلسلہ سے ارباب خزانہ اور جیب خاص والون اور متصدیون پر حکمرانی آغاز کی آخر مراتب اعلے کو پہونچکر مالک حل و عقد امور خانگی کا ہوا اور ایک تخت چوبی اور چتر وغیرہ سارا لوازمہ چودہ ہزار روپیہ مین آراستہ کیا یہ مادہ تاریخ درستی تخت سلطانی کا میر طالب علیخان نے اسطرح موزون کیا ع سریر شہ عالم نامدار ۔ القصہ وقت دربار عام سادہو رام پیشکار خالصہ اور راجہ شنکر ناتھ اور قاضی القضات وغیرہ اپنے مقامون کو گرم کرتے تھے اور حال شاہ نظام الدین یہ تھا جب مہاجی سیندہیہ اسکو صوبہ دار محالات خالصہ بنا کر روانہ ہوا اسنے ہاتھہ پاؤن نکالے جو روپیہ علاقجات سے تحصیل ہوتا تھا ان چارون پلٹنون کی تنخواہ دیکر اکثر اپنے صرف مین لاتا تھا خرید جواہرات و تعمیر عمارات و آرائش باغ وغیرہ بلاتکلف شروع کی عمارات قدیمہ شہر دہلی سے چونہ لکڑی پتھر اینٹ کنہ یہ سب اسباب دس لاکھہ سے زیادہ مفت بہم پہونچا کر عمارت عالی و باغ بنظیر اور کئی لاکھہ روپیہ نقد صرف کر کے بنایا اور

اور کئی جگہہ دفینہ بھی ہاتھہ آیا چنانچہ خلائق شاہجہان آباد نے اوس مقام کا بہشت شداد نام رکھا تھا
اسکی تو یہ کیفیت تھی اور محالات سلطانی تکلیف و پریشانی مین مبتلا اور حضرت ظل سبحانی حسن اخلاق مین
ضرب المثل آفاق بچشم مروت منظور نظر تھا کہ یہ مجموعہ قلیل کثرت تکلیف سے برہم نہو بارہا جذب
قلوب کے واسطے ازروے تفرح بازی شیرینی اور نخود بریان اور ریوڑی تازی تقسیم فرماتے تھے
چنانچہ پانچ چھہ سو روپیہ درماہہ کھچڑی کے نام سے لوگون کو عنایت ہوتا تھا اور یہ کھچڑی وہ شے تھی جو
نمک حرامی غلام قادر سے ظہور مین آئی تھی یعنی اہل محل سلطانی کو رات دن آب و دانہ حرام رہتا تھا
چوتھے روز کئی مین کھچڑی پک کر محل مین تقسیم ہوتی تھی چنانچہ اوس دن سے اب تک جس شخص کو روز
اول عنایت ہوئی گویا روپیہ اور وظیفہ اوسکا قرار پایا غرض وہ رقم رقومات مصارف ماہواری سے اٹھارہ سو
روپیہ کھچڑی کے نام سے دفتر خانسامانی مین مجرا ہو کر نام بنام تقسیم ہوتی تھی القصہ قلت مداخل اور
کثرت عدم دستیابی تنخواہ سے ارباب نو محلہ اور محل محلے کی اسامیان ہر روز کوٹھون پر چڑھکر شاہ
نظام الدین کو دشنام مغلظہ دیتی تھین اور شاہ صاحب دس پندرہ ہزار روپیہ سے زیادہ ماہواری
نہ دیتا تھا باقی جملہ رقم حساب کتاب سالیانہ مین برابر کرتا تھا اور اسقدر مزاج حضرت مین متسلط تھا کہ اصلا
کسیکو قدرت اتنی نہ تھی کہ اوسکے باب مین دم مارتا آخر آتش استغاثہ سرکش ہوئی ناچار حضرت نے
بھی تنگ آکر شاہ نظام الدین کو بلایا اور آئین تامل کیا بادشاہ نے خود عزم فرمایا مگر بھاسکر پنڈت نے
کسی حیلہ مین اوسدن قلعہ کے دروازے وانہ کئے بادشاہ نے بھی تجاہل عارفانہ سے کام لیا یعنی خاموش
رہے اس عرصہ مین جشن شادی بعضے شہزادون کا پیش آیا اور شقہ خاص طلب زر کے واسطے سیندھیہ کے نام
روانہ ہوا اوہان سے سرانجام جشن شادی کے لیے شاہ مذکور کے نام لاکھہ روپیہ کی اجازت لکھہ آئی چنانچہ نظام الدین کو تھا
کسیقدر سکہ صرف مین سرانجام اوسکا اپنے ہاتھہ رکھا اور باقی جملہ سرکار مرہٹہ سے بلا تکلف مجرا لکھکے اپنے تصرف مین لایا یعنی جشن اوڑا دیا بات
حضرت کو بہت ناپسند و ناگوار ہوئی لیکن اخبار نویسون نے اس مضمون کو قلم انداز کیا سیندھیہ تک
خبر اسکی نہ پہونچی آخرکار روڑچی مرہٹہ کہ مالک خود کل معاملات کا تھا ایکدن کسی تقریب سے قصبہ بلم گڈہ مین جا کر لوگون کی
مہمانی مین گیا تھا چنانچہ ان مفسدہ پیشون نے دغا کر کے زنی و خونریزی شعار تھا روڑچی کو فریب و دغا سے مار ڈالا
ناچار صوبہ داری شاہجہان آباد حسب استحقاق بائی صاحبہ یعنی زوجہ روڑچی کے نام قرار پائی اور اسکی
طرف سے قلعداری مانسنگہ کے نام مقرر ہوئی یہ عورت نیک سیرت و پارسا تھی کبھی کبھی محل معلے سلطانی مین

بیگموں کے پاس آتی جاتی تھی اور حال پریشانی سکنۂ قلعہ اور بلازمان محل کا اپنی آنکھوں سے
دیکھکر آب دیدہ ہوتی تھی اور نظر عنایت سے دیکھتی تھی اور اہل شہر پر بھی چشم ترحم پڑتی تھی خلاصہ
حسن خدمات سے محالات شاہی نہایت خوشنود و رضامند تھے اور خلق اللہ بھی آسودہ اسکی خوش
نیتی کی برکت سے نرخ غلہ نے بھی صورت ارزانی دکھائی گیہون اور چنا ایک روپیہ کا تین من
پختہ دستیاب ہوتا تھا اور گھی سات آٹھ سیر کا اور نرخ روغن سیاہ بائیس سیر المختصر اسوقت مین
بائی صاحبہ کی بدولت زر ماہواری اہل محل کا دس بارہ ہزار روپیہ سے زیادہ نہ تھا لیکن بلا نزاع
دیگر اوقت پر ملتا تھا جو کشمکش آگے نصیب تھی اوس سے نجات ملی تھی مگر انتظام شہر اسوجہ کہ
جاگیرداروں کو دار الخلافت سے کام نہ تھا بخوبی نہوا اور بازار بدمعاش شہر و گوجران نواح رہزنی
پیشہ گرم تھا دن دہاڑے پگڑی سر سے لیجانا یا ہتھیلی صراف کی مارنا کچھ بات نہ تھی شاہ صاحب بھی
اپنی عیش و عشرت مین خود فراموش تھے کہ ان حرکتوں کی فرصت سدباب نہ تھی ان کی انتظامی کے
سبب جو اہل فرقہ باقی تھے وہ بھی ریاستین چھوڑ کر غربت نصیب ہوئے اور کثرت صحبت ہرچہ
وجات وغیرہ کے باعث آبروئی وضع لباس و پوشاک قدیم پہ پانی پھرا اور زبان آراستہ عوام الناس
یعنی اردوی معلی کے زمین و آسمان کا فرق واقع ہوا القصہ اوسی زمانہ مین درمیان باغ شاہ
نظام الدین بزم جشن ہولی مرتب ہوئی اور صفت بھی بہار افزائے گلشن رشک باغ شداد
ہوئے بہر روش سوائے اقربائے شاہ صاحب دوسرا ہوا خواہ جوان رنج و محن سے صورت
سرو آزاد نہ تھا شگفتہ و نہال تھے اور اہل شہر صاحب سرمایہ وہ بوئی گل کی روش اب نظروں سے
بھی حاسدوں کے پردہ مین رہتے تھے گھر سے باہر قدم رکھنا مردم دیدہ کی صورت دشوار تھا
اور کیفیت ساہوکاران یہ تھی کہ سرباز ہتھیلیاں زر نقد سے صندوقوں مین بند رکھی تھی حساب
داد و ستد فقط قلم و کاغذ سے متعلق تھا شکل زر نقد نظر نہ آتی تھی آخر الامر شاہزادہ دارا شکوہ
و مرزا احمد اکبر بہادر بھی تنگ آکر فرزین منصوبہ سے بساط شطرنج دہر مین کام لیا یعنی شاہ صاحب نام
ایک شخص کو اہل حرفہ سے اسبات پر مامور کیا کہ فیل اندیشہ کو چار خانہ دلمین جگہ نہ دے اور رخ عزیمت
بسواری اسپ تیز گام جانب دکن بخط مستقیم اوٹھائی اور حال بربادی ریاست جو شاہ نظام الدین کے
ہاتھوں پہونچا ہے بہ مہاجی سیندہیہ سے اظہار کرے چنانچہ سب جوہر تین حسب خواہش ظہور مین آئین

بہرکیف مہاجی سیندہیہ کو خوشنودی بادشاہ منظور نظر تھی سند محالات خالصہ شاہ حاجی کے نام لکھکر عنایت فرمائی اور شاہ نظام الدین بحکم فرمان مہری سیندہیہ عزل نصیب ہوا شاہ حاجی نے آکر فیض الدین علیخان برادر حقیقی فدسیہ محل کو نظم ونسق قلعہ داری تفویض کیا اور پرگنات خالصہ کی تحصیل مین مشغول لیکن صورت واویلا اور خرابی معاملات کی بررو یکار ہی ظاہر ہے کہ تحصیل زر کا بھی ایک وقت معین ہے وہ سردست کہان اور انطفای آتش گرسنگی کے واسطے ضرورت زر نقد لاحق مگر یہان گرم بازاری دادوستد ٹھنڈی تھی آخر فیض الدین علیخان قلعدار پر بھی الزام آیا اس عرصہ مین شاہ نظام الدین لذت یافتہ حکمرانی تھا حساب دینے کے واسطے پونہ مین سیندہیہ کے پاس پہونچا اور پھر سبز باغ دکھا کر نخل تمنا سے برخوردار ہوا یعنی زر کثیر نذرانہ دیکر سند مجددا اپنے عہدۂ قدیم کی حاصل کی اور پھر بلا کیصورت دار الخلافت مین نازل ہوا مطلق العنان تھا ہی اب سررشتہ اطاعت شاہی سے بھی چشم پوشی کی اور بھوانی شنکر ایک شخص کو کہ سخت بیرحم تھا قلعدار بنایا اور متوسلان آستانۂ خلافت تازہ سختی عذاب اور تحکم مین مبتلا ہوئے نمونہ اوسکے ظلم وتعدی کا ایک یہ ہے کہ چند کمپنیان خزانہ لانے کے واسطے محالات سول سے بعد عبور دریای جمن آئی تھین پھرنے کے وقت حسب قاعدہ باربرداری کے واسطے مزدورون کی جو یا ہوئی ہمراہیان بھوانی شنکر قلعہ دار ون سپاہیون سے اولجھی اور بسبب نوبت دست وگریبان آئی یعنی اسباب زد وخورد مہیا ہوا صبح سے شام تک یہ ہنگامہ صورت حشر برپا رہا آخر موافق حکم بادشاہ احمد علیخان محتسب کہ پالن متعینہ خزانہ اونکے ذیل سے تھین رفع فساد کے واسطے آئی یہان دونون طرف سے گولیان بندوقون کی پانی کی مانند برس رہی تھین کہ قضا سے کار بھوانی شنکر کی طرف سے ایک گولی احمد علیخان کے سینہ اجل نے کھائی آخر اوسی زخم دامن دار کے صدمہ سے دو روز کے بعد گریبان لباس حیات چاک کیا اس قطع وبرید شرارت نے قلعہ دار کی بادشاہ کو جامہ سے باہر کردیا آخر داروغگی خزانہ پھر کسی اور پر قرار نہین پائی۔

کیفیت بدر رفتن شاہزادگان از شہر پہ عہد

پہلے سب شاہزادون سے مرزا جوان بخت بہادر نے بعد معرکہ غلام قادر دار الخلافت سے قدم اوٹھایا صورت تشریح یہ ہے کہ ہنگام ورود موکب سلطانی جانب مشرق اور قتل حضرت عالمگیر ثانی احمد شاہ درانی کے بعد تخت سلطنت خالی دیکھکر مرزا جوان بخت کو بجاے نیابت پدر اجازت اورنگ نشینی ہوئی تھی اور مرہٹون نے بھی اسباب مین مزاحمت نہین کی اوسوقت سے سوای فرمانروائی

کہ السہ سر شاہزادہ مذکور مین سمائی تھی جب تخت شاہی نے حضرت ظل سبحانی سے رونق پائی اور اجل نصیب
ہونے سے ذوالفقار الدولہ کے رنگ دار الخلافت بدلا اوس سرو قامت گلشن ریاست نے لباس
شاہزادگی بدلکر حسب مشورہ زینت محل کہ مادر مہربان شاہزادہ تھین مکرم الدولہ اکبر علیخان کو ساتھ
لیکر والا بزرگوار سے پوشیدہ شہر سے باہر قدم رکھا او قریب مقبرہ خاندوران خان پہونچکر سو آدمی
قوم گوجر کہ پہلے سے نوکر اور موعود وہان پہونچ تھے ہمراہ لیے اور بعد عبور دریای جمن رامپور مین پہونچے
اب نام خدا یہان سے دو تین سو پٹھان اور ہمراہ رکاب ہوئے چنانچہ فیض اللہ خان رئیس رامپور
استقبال کے واسطے نذر تواضع سے پیش آیا تھا اور اسی طرح اور رئیسون نے بھی خدمت شاہزادہ
سے کہ بادشاہ کی آنکھون کا تارا تھا چشم پوشی نہین کی پردہ چشم کو فرش بناکے بٹھایا لکھنؤ مین نواب وزیر آصف الدولہ
نے حسب نوشتہ گورنر جنرل ہیسٹنگ بہادر کہ بیشتر اسباب مین نافذ ہو چکا تھا کمال آبرو کے ساتھ شاہزادہ کو
ہاتھون ہاتھ لیا اور رسم خدمتگذاری ادا کی دو لاکھ روپیہ نقد اور چند کشتیان جواہرات و پوشاک
نفیسہ کی اور دو زنجیر فیل اور پچیس اسپ بادرفتار کریم قلیخان پسر منیر الدولہ کی معرفت براہ استقبال
روانہ کیے یہ خاندان مذکور نوکرون مین صاحب رتبہ و ذی آبرو اس سبب سے تھا کہ بعد روانگی حضرت شاہ عالم
ساتھ نواب وزیر کا الہ آباد پہونچا اور بعد انتقال منیر الدولہ پسر کریم قلیخان حضور وزیر مین حاضر ہوگئی
القصہ یہ شخص حسب الحکم نواب وزیر کئی پلٹنین تلنگہ کی اور کئی سو سوار اور تحائف مذکور لیکر روانہ ہوا
جب لشکر شاہزادہ قریب آیا نواب وزیر نے بھی قدم راہ استقبال پر رکھا اور اعزاز و اکرام سے ساتھ اپنے لاکر
بیچ مکان باغ سنگین محل و تکیہ محل لکھنؤ مین مشہور و موجود تھا کسی زرنگار پر رونق افروز کیا اور پچیس ہزار
روپیہ ماہانہ مطبخ وغیرہ اور کارخانے کے واسطے مقرر کیا اتفاقًا اوسی زمانہ مین نواب گورنر بہادر بھی
لکھنؤ مین تشریف فرما ہوئے تھے دربار بزرگ منعقد ہوا شاہزادہ و وزیر و نواب گورنر بہادر و رزیڈنٹ
و نواب سالار جنگ و مرزا علیخان اور باقی سب امرای قدیم و جدید رونق افروز جلسہ تھے کئی مہینے کی بعد
ہر چند صحبت شاہزادہ نواب وزیر سے مرغ بازی و پتنگ و آتشبازی و خورد و نوش مین دم یکرنگی
بھرتے تھے دو وجہ سے برہم ہوئی اول مزاج شاہزادہ اجلاف پسند تھا ظاہرا ایک طوائفان لکھنؤ
چشم بدور آنکھین عین جوش محبت مین لڑگئین اور دوم در پردہ نواب گورنر جنرل بہادر سے کہ
صوبہ الہ آباد خاص مداخل سلطانی سے تھا اب نواب وزیر کے تصرف مین ہے مجکو تفویض ہو چنانچہ

بیاد اوبھی باعث برہمی صحبت نواب وشاہزادہ کا ہوا آخر کار شاہزادہ نے پہلے بنارس مین جا کر
قیام کیا کہ اس عرصہ مین نواب گورنر ہسٹینگ بہادر سمت ولایت نہضت فرما ہوئے اور لارڈ کرنوالس
بہادر کرسی گورنری کلکتہ پر رونق بخش ہوکر لکھنؤ مین نواب وزیر کی ملاقات کے واسطے تشریف لائی
راہ مین صورت ملازمت شاہزادہ ظہور مین آئی تھی خلاصہ مافی الضمیر شاہزادہ سے نواب گورنر
موصوف نے مطلع ہوکر سوال مقدمہ الہ آباد نواب وزیر سے کیا لیکن جواب باصواب حاصل نہوا
بہرکیف پاسداری نواب وزیر بلحوظ خاطر دریا مقاطع تھی فی الجملہ مقدمہ صوبہ مذکور مین صورت تامل واقع
ہوئی ناچار شاہزادہ بنارس سی اپنی عیال واقربا کو لانے کو پھر رونق افزای دار الخلافت ہوئے جب
حضرت ظل سبحانی کو معلوم ہوا کہ شاہزادہ جمعیت سپاہ کے ساتھ آیا ہے بروز ملاقات ارشاد فرمایا کہ تمہاری
ما بدولت صبح روز پیری سے مبدل ہوئی اگر ارادہ سلطنت گوشہ نشین خاطر ہے تو بہرصورت موجود
چشم ما روشن و دل ما شاد شاہزادہ نے معرفت احمد علیخان کے بہت استقبال کیا تھا جواب اوسکا
عرض کر بھیجا کہ تا سلامتی ذات مبارک اصلا تصور اس امر کا فدوی کو نہین فقط اپنے عیال و اطفال کے
لینے کو آیا ہون اوسوقت حضرت نے فرمان صوبہ اکبرآباد شاہزادے کے نام لکھکر عنایت فرمایا شاہزادہ
نے اپنی طرف سی اسمعیل بیگخان کو وہان مامور کیا چنانچہ صحبت اسمعیل بیگخان سے کمال موافق ہوئی شاہزادہ
منصوبہ صوبہ اکبرآباد حسب مراد کرسی نشین نہوا اسوجہ سی شاہزادہ نی ترک ارادہ اکبرآباد کیا اور پھر اپنے عزیز و
اقربا وزن و بچہ سمیت لکھنؤ مین رونق افروز ہوئی مگر اس مرتبہ جیسا کہ چاہیے رنگ صحبت وزیر بنجا ناچار شاہزادہ
نی مزاج نواب وزیر خلاف پاکر اوسی ہفتہ مین پھر جانب بنارس روانہ ہوئے اور طرح قیام ڈالی نواب
گورنر بہادر نی سولہ ہزار روپیہ مشاہرہ شاہزادہ سرکار نواب وزیر سی حسابات ملکی سی جداگانہ مقرر کردیا آخر شاہزادہ
نی کئی برسونکے بعد عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوکر نقد حیات سی ہاتھ اوٹھایا امین الدولہ برادر نواب وزیر اور
مسٹر وکن رزیڈنٹ بہادر نی جنازہ شاہزادہ کو بآئین شایستہ نذر لحد کیا القصہ اولاد اونکی بنارس
مین عرصہ دراز تک مقیم رہی اور وجہ مواجب بدستور جاری نام و نمود بیگم صاحبہ اور اوس طوائف کا کہ جسکا
خطاب جہان آبادی بیگم تھا قائم رہا پہلی ولیعہدی اس شاہزادہ کی نامزد تھی بعد رحلت دوسرے شاہزادہ مسلم ہوئی

ذکر شاہزادہ مرزا احسن بخت بہادر

شاہزادہ مرزا احسن بخت بہادر اور شاہ نظام الدین نبیرہ دست گردش افلاک مین آکر زیارت کعبۃ اللہ کی واسطے

حسب رخصت دار الخلافت سے نکلکر قریب دریای سندھ پہونچے اندنون عماد الملک غازی الدین
وزیر معزول کہ جسکی کیفیت کو نمکی زبان ترش خواص وعوام پر جاری تھی وہ حج بیت اللہ سے مشرف
ہوکر وقت معاودت خدمت تیمور شاہ درانی مین اوقات اپنی بسر کرتا تھا جب اوسنے سنا کہ شاہزادہ
موصوف قریب رونق افزا ہوئے اپنی عفو تقصیرات کے واسطے رفقای شاہزادہ کی معرفت حاضر
خدمت ہوکر دامن اپنا قصورون سے بواسطہ عفو پاک کیا اور جہت حصول ملک حسب مشورہ شاہزادہ
شاہ درانی سے خواستگار مدد ہوا چونکہ ہاتھہ زر نقد سے خالی تھا اور بادشاہ مذکور کو امور ولایت سے
عدم فرصتی لہذا ہاتھہ سے حمایت وامداد سے اوٹھایا شاہد تمنا کرسی نشین نہوا بلکہ بدنامی وزیر اون
سب باتون پر طرہ تھی آخر کار شاہزادہ و وزیر مین بھی صورت مہاجرت پیش آئی عماد الملک نے
ہندوستان مین آکر فی الجملہ مقدمات گجرات مین قدم رکھا اور شاہزادہ بیت اللہ کی جانب روانہ
ہوا وقت معاودت ہندوستان تک نہ پہونچا تھا کہ قزاق اجل نے قافلہ حیات لوٹ لیا—

ذکر شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور مرزا سکندر شکوہ بہادر

شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور مرزا سکندر شکوہ بہادر معرکہ غلام قادر کے بعد رونق افزای
لکھنؤ ہوئے اس زمانے مین نواب آصف الدولہ بہادر مرض الموت مین مبتلا تھے کچھ دنون
مراتب خدمت لائقہ ادا ہوئی لیکن جیسا کہ مدنظر تھا ظہور مین نہ آیا کہ وزیر موصوف نے انتقال
فرمایا مگر سولہ ہزار روپیہ درماہہ بنارس مین اولاد مرزا خورم بخت و مرزا جوان بخت کے واسطے
جاتا تھا اور سات ہزار روپیہ درماہہ قدیم صرف باورچیخانہ خورد بندگان حضرت جاری تھا اور مرزا
سلیمان شکوہ کے لیے چھہ ہزار روپیہ اور سکندر شکوہ کی خاطر دو ہزار روپیہ درماہہ قرار پائے
چنانچہ یہ مواجب بھی بعد رحلت وزیر شامل حساب ملکی بواسطہ رزیڈنٹ بہادر ماہ بماہ پہونچا
مقرر ہوا اور عہد وزارت یمین الدولہ بہادر تک بحال رہا خلاصہ یہ کیفیت مشرح طلسم لکھنؤ مین
زیب قلم جادو زبان ہوگی باقی احوال مرزا آبر و بخت و مرزا فیروز بخت و مرزا معظم بخت وغیرہ
شاہزادون کا کہ باغ شباب بہار پر تھا دار الخلافت مین رونق پذیر رہے القصہ مرزا جوان بخت کے
بعد ولیعہدی سلطنت بہار گلشن ریاست یعنی مرزا احمد اکبر بہادر کے نام کہ اولاد اکبر تھی مسلم ہوئی

اور دستخط بادشاہی و قلم سلطانی پر دست قدرت حاصل اور نظم و نسق امور سلطنت متعلق ہے

تشددات سلطانی بر بیدریان سیندھیہ

اس عرصہ مین حضرت ظلسبحانی کو اخبار انتقال وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر و مسند نشینی چند روزہ وزیر علیخان گوش زد ہوئی بعد اوسکے قرار پانا وزارت کا یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کا آویزہ گوش ہوا بلکہ بستر پا لرعرضداشت یمین الدولہ بہادر نذر اور سیم ہمیت حاضر ہوکر سند صوبہ و فرمان وزارت کی درخواست کی اور سید جعفر قمی کی معرفت کہ مدت سے املاک وغیرہ صفدر جنگ کی دارونگی پر مامور تھا یمین الدولہ کے حسب الحکم سوال و جواب مقدمہ مذکورہ تھا کہ فرمان قضا الہی پہونچا حرف زندگانی پر آیا لطف علیخان پسر سید محمد بلال خان عوض سید مذکور عہدہ دارونگی و سفارت پر مامور ہوکر آیا کارپردازان مہاجی سیندھیہ نے کہ مدار المہام سلطنت تھی جواب دیا کہ رسم و آئین قدیم اس دودمان عالیشان کی یہ ہے کہ پہلے نقد و جنس مرحوم سی بطریق ضبطی اس سرکار شاہی مین آکر داخل ہو بعد اوسکے اپنے مطلب کو رجوع کرے چنانچہ لطف علیخان اور شاہ حاجی کے درمیان کہ مدار المہام صوبہ تھا صورت مناظرہ واقع ہوئی چنانچہ اسطرف سے تحریر فرمان قلم تساہل ہوا اور عنایت خلعت و قلمدان مین تامل ہوا ناچار کارپردازان وزارت نے بھی اس سوال جواب سے مطلع ہو کر سات ہزار روپیہ ماہواری صرف باورچیخانہ خود جو مقرر تھا اوسکے بھیجنے مین اسوجہ سے چشم پوشی کی کہ محالات الہ آباد تقسیم ملک مین سرکار کمپنی بہادر کی طرف جاتی ہے اب کیفیت کارپردازان مہاجی سیندھیہ کہ دست و گریبان دامن امور سلطنت سے ہیں سنو یعنی بھوانی سنگھ کہ سخت شدید الحکم تھا اور مرد سپاہی پیشہ اوسکے لوح سینہ پر یہ بات منقش تھی کہ ہر مقدمہ مین کارپردازان سلطنت پر سکہ اپنے حکم کا بٹھاتا تھا حکم دیا کہ رسم گاؤکشی کا موقوف ہو آخرکار اس معاملہ مین قصابون نے یورش کیا کہ پھر ظالم بھوانی سنگھ کی انکی گردنون پر تیغ تھی اور یہ خبر وحشت اثر از روی اخبار سنکر آتش غضب حضرت بھی مشتعل ہوئی چونکہ یہ امر باعث ضعف رونق اسلام تھا خون جگر کھاکر کلام سخت و سست زبان پر آنے لگے ناچار بھوانی سنگھ مجبور ہو کر لطف پیش آیا اور اپنے حکم سے باز آیا بلکہ مہاجی سیندھیہ تک یہ معاملہ بواسطہ کاغذ و قلم پہونچا وہ مرد

عاقبت اندیش تھا حسب رضای حضرت اپنے کارپردازان سابق کو عہدون سے معزول کیا اور
انتظام صوبہ داری نوح ملک و امور متعلقات دار الخلافت جنرل پیرون فرانسیس کو تفویض کیا
وجوہات کارگذاران مذکور حال سینہ بسینہ مین قلمبند ہوگی ایک وجہ قوی یہ بھی ظہور مین آئی جب تک فرانسیسان
مذکور اس ضلع مین قدم حکومت رکھین بادشاہ عالم پناہ کو ہمیشہ ہمت عالی فکر قلع و قمع مین مصروف
رہتی تھی اور شکست و بست ملحوظ خاطر حادثہ تازہ پیش آیا وہ یہ ہے کہ محلدار بیگم ناظر ڈیوڑھیات محل
معلی کی چٹھی نویس تھی اور گوشہ چشم التفات حضرت مین صورت مردم چشم متمکن اور اسکو نواب
منصور خان ابن شاہ دلیخان وزیر احمد شاہ درانی سے سلسلہ ارتباط کا کسی رشتہ قرابت کے ساتھ
مربوط تھا اور یہ منصور خان بوجہ مفسدہ کہ فیمابین وثبات سلطنت درانی واقع تھا لہذا اوس زمانہ مین
وارد دار الخلافت تھا چنانچہ حضرت ظل سبحانی اوس محلدار بیگم کے معرفت جو آمد و رفت خانہ منصور خان
مین رکھتی تھی تحت یک زمانی اور پیمان عہد مستحکم کے بموجب نامہ شکایت بیدادی فلک ناہنجار کی نسبت
اور کیفیت تعدیات مرہٹہ زیب قلم فرما کر خدمت شاہ کابل مین ارسال کیا اور خواستگار فوج و مدد کے
ہوئے الخلاصہ وہ بھی منصور علیخان کو باتجہیہ رخصت کی لیکن اوس زمانہ مین شاہ زمان ابن احمد شاہ درانی
تخت سلطنت کابل پر جلوس فرما تھا اوس خط کے پہونچتے ہی بمجرد استقبال عازم ہندوستان ہوئے
اور فوج دریا موج سمت لاہور و پنجاب کے پاس تک پہونچی تھی کہ اودھر ولایت مین بعد رفتن شاہ زمان
آتش فساد برادری مشتعل ہوئی برادر شاہ زمان تسلط اپنا اوس ملک مین چاہتے تھے لیکن محمود شاہ
نے جو دیکھا کہ میدان خالی ہے قزلباشان خراسان سے ملکر حسب فرمان روائی کو جولان کیا آخر
مجبور ہوکر شاہ زمان نے عالم وو دلی مین بھاگ کر اوس آتش شعلہ زن کے فرو کرنے کو رایت اوٹھائی
بقول شخصے مع او خویشتن گم است کرا رہبری کند بہ حضرت ظل سبحانی خیال نشاط سے مثل گل شگفتہ تھے
وہ زخم خار حسرت کھا کر سہم گئے اس عرصہ مین جنرل پیرون گوپال راو رانی خان کیسو کڈو باجی وغیرہ
سمیت راجواڑہ وغیرہ سے مامور ہوکر دہلی مین پہونچے اور صورت کدورت آئینہ دل بادشاہ سے مٹائی
نائب اپنے جابجا مقرر و مامور کیے چنانچہ یار صاحب کو قلعہ دار و محافظ ناکجات و ابواب شہر پناہ
دار الخلافت کا بنایا اور آپ انتظام ملک مین مصروف ہوا تھوڑے دنون مین اپنی قوت و دلاوری کے
ساتھ تمام ملک حریف اور کوتہ اندیشون سے پاک کیا اور ایسا نقش حکومت کھٹرے سے بٹھایا

کہ انتظام ایسا کبھی نہوا تھا مگر یہ شخص بدرجہ شہوت پرست تھا معاذ اللہ تصریح اوسکی زبان قلم پر آنا زیب نہین گوشت خردندان سگ جب انتظام جنرل پیرون بخوبی رونق پذیر ہوا عزم گرفتاری شاہ نظام الدین و وتمند بعلت محاسبہ چند سالہ کمر حسیت باندھی چنانچہ اہل قلعہ نے طلب کرنا تنخواہ ایام ماضی کا بشد و مد شروع کیا شاہ نظام الدین نے یہ بلا اپنی پیرون صاحب پٹالی پیرون صاحب نے کہا کہ اگر شاہ نظام الدین میرے سپرد کیا جاوے تو بیشک تنخواہ ایام گذشتہ میرے تعلق ہے بہر حال طلبی شاہ نظام الدین ظہور مین آئی اوسنے انہین تامل کیا لا محالہ ابو ظفر بخت بہادر ولیعہد بہادر کو حکم ہوا کہ چند پلٹن ہمراہی پیرون صاحب کی لیکر شاہ جی کو گرفتار کر کے حاضر کرو چنانچہ ستار خان صوبہ دار کمپنی نے اوسکو گرفتار لا کر پیرون صاحب کو حوالہ کیا ایک مدت وہ بدکردار محبس نصیب رہا مگر صورت انتظام مداخل مخارج تنخواہ اہل قلعہ اس مرتبہ جلوہ پذیر ہوئی کہ نواب شاہنواز خان وجہ مقرری خزانچی پیرون صاحب سے بلا تکلف لیکر ماہ بماہ تقسیم کرتا تھا اور صاحب ممدوح نے بھی اپنی خوش کرداری کی وجہ سرمایہ معقول بہم پہونچایا اور تا حیات مہاجی دم اطاعت بھرا آخر جب مہاجی سیندہیہ کے قصر حیات مین وزد اجل نے نقب لگائی اسکو مد مقابل دولت اوسیندہیہ تصور کرتا تھا

بیان کپتان چنپار

مسٹر چنپار نام قوم فرنگ بلند بالا خوش شمر و شجاعت شعار صاحب تدبیر وحسن ابتدا مین رفیق شمرو صاحب تھا جب شمرو صاحب نے دریا سے ہستی سے کنارہ کیا بیگم شمرو و چنپار مذکور مین تفرقہ پڑا مرد شجاعت پیشہ تھا ایک ہزار سپاہی جو دم رفاقت بھرتے تھے ہمراہ اوسکے ہوئے سو جہ کپتان اوس پلٹن کا مشہور تھا خلاصہ پہلے قدم جرأت ملک ہریانہ مین رکھا اوس زمانے مین قلعہ حسن گڈہ نقاون کے قبضہ مین تھا مسٹر چنپار نے اوسکو محاصرہ کیا جب دیکھا کہ نواح و مضافات اوسکی قلعہ کے ایسے نہین کہ قلیل دنمین محصور ہوا ایکدن قلعہ کے آنے جانے والون کے ساتھہ چالاکی و دلاوری سے اندر قلعہ پہونچکر جوہر شمشیر روان دکھائے ناچار وہ نقاں پریشان حال تیغ سیاست کے چورنگ ہوئے ناچار لاکھہ دو لاکھہ روپیہ بہری کے طریق یکجا کر کے مسٹر چنپار کو دیلے اور عمل و دخل بھی اوسکا بخوبی قلعہ مین ہوگیا اب چنپار نے اتھہ پاؤن نکالے فوج زیادہ بڑھائی گولہ بارود سامان حرب ضرب کا

آراستہ ومہیا کیا اور اس مقام کا چنار گڈہ نام رکھا طرح بود و باش ڈال ادھر ادھر نکل کر لوٹ
مار کرنا شروع کی ناگاہ اوس زمانہ قریب مین جمعیت ملکیہ فقیرون کی جیپور و اودے پور کو چھتر تیرتھہ
کی طرف نہانے کو جاتی تھی اور یہ بات گوش زد ہو رہی تھی کہ یہ قوم صاحب دولت ہوتی ہے
غرض اونکو فریب و دلاسا کے ساتھہ تواضع وضیافت کی امید پر بظاہر عجز و نیاز سمیت موعود کیا
اور سیکڑون من میدہ گھی شکر دودہ لازمہ کھانے پینے کا یکجا کیا جب جملہ طعام خوشگوار پوری مٹھائی
حلوہ وغیرہ سب تیار ہو چکا افیون و بھنگ سامان نشہ و سرور مہیا کیا اور قلعہ کے اندر مکان فرش
وغیرہ سے آراستہ کیا پھر اون آفت نصیبون کو طلب کیا اور وہ دام تذویر دانائی واطاعت کے ساتھہ
بچھاکر ہتھیار اونکے شمشیر و بندوق وغیرہ حیلہ وہم دروازہ قلعہ لینا شروع کیا یعنی جو گروہ اونکا آتا تھا
کارپردازان قلعہ اوسکو باستقبال تمام لاتے تھے اور دروازہ قلعہ پر اس حیلہ سے کہ ہتھیار کو قلعہ کے
اندر جانے کی اجازت نہین اسلحہ اونکے لیتا تھا اور نشانی اونکے نام کی لاکھہ پر چسپیدہ کرتا تھا کہ وقت
معاودت خلجان و تلاش شناخت مین نہو غرض جب وہ پانچ چھہ ہزار فقیر امیر صورت جمع ہوئے افیون
و بھنگ و گانجہ اون بلانوشون نے بکثرت تمام زہر مار کیا اور نشہ نے پردے غفلت کے آنکھون پر
ڈالے بڑے بڑے ہاتھہ مٹھائیون پر مارنے شروع کیے جب خوب شکم سیر ہوئے اور ہوش و حواس
ہرن و نشہ شیر دو پہر رات گذری تھی کہ دو پلٹنون نے حسب اشارہ مسٹر جنار آکر اون سب بیچارونکو
توپ و تفنگ دھر لیا ناچار بیکسی مین کہ چھری تک پاس نہ تھی مجبور ہوئے اور حفاظت متاع جان کی
واسطے ہمیانیان زرسرخ کی شکستہ کمرون سے نکال کر نذر کین اور ہتھیار کے خواستگار ہوئے جنار نے
کہا کہ فقیرو تمکو زر نقد و شمشیر و بندوق سے کیا کام اب بآرام تمام بلا اندیشہ مانگتے کھاتے اپنی تیرتھہ پر
ڈبل قدم چلے جاو وہ فقیر اس امر کو بھی غنیمت سمجھے القصہ مسٹر جنار نے لاکھہ اشرفی سے زیادہ اس
معرکہ مین یکمشت پائین دولت سے مالامال ہوگیا فوج کو ترقی دی تنخواہین بڑھائین چار پلٹنون کی نوبت
چھہ کی آئی اور تمام شہر و ملک و دہات ملک ہریانہ پر عمل اپنا جمایا اور عنان عزیمت جانب کشورستانی
اوٹھائی ہاتھہ پاؤن نکالے قلعہ سفیدون جو عمل مین صاحب سنگہ سکھہ کے تھا محاصرہ کیا صاحب سنگہ
صاحب فوج تھا ساٹھہ ہزار آدمی لیکر برسر مقابلہ آیا لیکن بواسطہ شبخون مسٹر جنار فتح نصیب ہوا
تمام و کمال اسباب و اثاثہ کرورون روپیہ کا نقد و جنس بلا محنت ہاتھہ آیا کئی ضرب توپ اور ہزارون

گھوڑے خیمہ وخرگاہ وغیرہ پاکر ثروت تازہ سے مالامال ہوا قوت دوبالا پائی اور پھر دوسری بار
قلعہ سفیدون کو محاصرہ کیا ایک درویش صاحب دولت اوس ضلع مین قریب تکیہ زن تھا جہاز نے
اسکو صاحب سنگھ سے طلب کیا چونکہ یہ وضع خلاف ہمت ومروت تھی اوس فقیر کے عوض بے
ششش پنج سات لاکھ روپیہ دیکر جانخانہ بلا سے نکالا یعنی صورت اصلاح ظہور مین لایا پھر جہاز نے اوسکو
پیام نوکری دیا صاحب سنگھ نے قبول نکیا جہاز نے دیکھا کہ اسنے قدم راہ اطاعت سے باہر رکھا تسخیر
ملک پر کمر باندھی اور کئی قلعہ جو تصرف مین سکھون کے تھے اونپر اپنا نقش حکومت جمایا آخرکار فوج سیندھیہ
وجنرل پیرون ملک ہریانہ مین آیا کئی بار نوبت جنگ ومقابلہ آئی لیکن سپاہ فرانسیس ہمراہ جنرل مذکور
بکثرت تھی تاب مقابلہ نہ لایا ہزیمت نصیب ہوکر خدمت پیرون صاحب مین حاضر ہوکر لشکر لارڈ ولزلی
بہادر کے ساتھ لکھنؤ مین پہونچا تعریف شجاعت وبہادری جہاز کی زبان پر چھوٹے بڑے کے جاری تھی

بدست آمدن صوبہ دہلی واکبرآباد صاحبان کمپنی انگریز بہادر

جب ملک دکن مین امرت راؤ اور باجی راؤ کے درمیان بابت پیشوائی نقیض واقع ہوئی پونہ مین
آتش فتنہ وفساد نے سرکشی کی باجی راؤ نے انگریزان کمپنی کو اپنا حامی ومددگار بنایا شرح اسکی
حال مرہٹہ مین زیب قلم ہوگی القصہ جب انگریز ششش ا ی حصہ ملک کے اقرار وعدہ پر ہمراہ
باجی راؤ پونہ سے آئے جسونت راؤ ہولکر اور اکثر سردار قوم مرہٹہ جو باجی راؤ سے مدد ومعاون
تھے سوا اسکے اور رؤسای عالیشان مرہٹہ اس بات سے آزردہ ہوئے اور متفق اللفظ کہ انگریز
ہمارے امور خانگی مین کیا واسطہ اسوجہ انگریزی سپاہ وفوج مرہٹہ مین صورت محاربہ سخت واقع
ہوئی جب نوبت دولت راؤ سیندھیہ آئی اوسنے مقام ... مین شکست پاکر صلح طلب کی
اور ملک اطراف ہندوستان سے صوبہ شاہجہان آباد واکبرآباد سرکار کمپنی انگریز بہادر کی طرف
عاید کیا لیکن معلوم تھا کہ جنرل پیرون وغیرہ اوس ملک کو کہ اونکے تصرف وقبضہ مین ہے بدون
جنگ ... نہین دینگے اور سوا اسکے ہولکر بھی رخنہ انداز موجود اسلیے لارڈ کمانڈر انچیف
کہ ... سے فوج انگریزی سے مراد ہے اور جنرل لیک صاحب بہادر تعین ہوکر کانپور و ۱۸۰۳ء
فرخ آباد کی طرف سے فوجین آراستہ کرکے قدم جانب دہلی اوٹھایا قصہ مختصر کوشش حضرت

ظلسجانی ایسی صداے انقلاب کی درپردہ مشتاق تھی بقول ع ہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام ست
کمال خرسندی وخوشنودی کے ساتھہ سید رضی خان کوکہ اولاد سید صلابت خان محمد شاہی سادات خان
ذوالفقار جنگ جو اقرباے نواب صاحبہ محل سے کہ صاحب لیاقت وتمکین اور بالفعل گوشہ نشین تھے
اور بسبب آمد ورفت لکھنو خاندان برہان الملک سے بھی کچھہ سلسلہ قرابت مربوط گھر سے بلاکر خلعت سے سرفراز
فرمایا اور خطاب سیف الدولہ دیکر براہ سفارت لشکر ظفر پیکر لارڈ لیک صاحب بہادر کی طرف روانہ کیا اور
جنرل صاحب نے جو چٹھی یعنے بمضمون اصلاح مرہٹگان دکن اور فرمان دیئے ملک کے واسطے
دوسرے شخص کو والی سیندہیہ سے پیرون صاحب کو طلب کیا فرخ آباد کا سکنج مین پہونچکے یہ مضمون
کہ ہمارے اور فیمابین سیندہیہ کے اس شرط سے صورت صلح پیدا ہوئی ہے کہ ملک اطراف دہلی
واکبرآباد تمھارے سپرد کرونگا پیرون صاحب کے پاس روانہ کیا یہان پیرون صاحب مقام جسندین
انگریزون کے ہاتھہ شکست پاچکا تھا چنانچہ اپنے سپہ سالارون مین یہ نقشہ مشورہ جمایا کہ یہ ملک
وسیع ہمتی کس جانفشانی سے کہ بوجہ کاوش مفسدان سراپا خار تھا لیکن برنگ گلزار آراستہ کیا ہے
بحرب وضرب حوالہ کرنا شجاعت وسپاہگری سے دور ہے ہرچند فرمان دولت راو سیندہیہ نازل
ہوا القصہ یہ صورت مشورہ قرار دیکر پیرون صاحب نے حضرت ظلسجانی سے تقویت طلب کی اور یہ مضمون
حوالہ قلم کیا کہ حضرت پشت پناہ عالم ہین اگر ارشاد ہو تو سرفروشی کے واسطے جملہ انگاشتہ و انگریز سے
بامداد خزانہ آمادہ جنگ اور پیکار کا ہون حضرت ظلسجانی نے بنظر تالیف قلوب دیکھا کہ ابھی انگریز دہلی
سے دور ہین اور یہ مدعی صاحب اقتدار سرفروش نزدیک بہ صورت مستدعیہ اوسکا قبول کیا اور
شقیجات وزیر الممالک ونواب نظام علیخان وغیرہ وروساے ہند ودکن وراجگان قرب وجوار کے نام
زیب قلم فرمائے کہ ارباب انگلستان ممنون ہا بدولت ہین پیمان وعہد انکا صورت تار عنکبوت شکست و
ناتوان لہذا وتنخواہان خاندان تیموریہ کا فروغ ہمت اسعو دانستہ ہین کہ رافعت اونکی منظور نظر اقدس ہے
ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہونا واجب تر اور خلاصہ تحریرات سے ایام گذاری کرنا منظور رکھتا کہ شکستی
جنرل پیرون صاحب ہو سوا اسکے اور کوئی وجہ نہ تھی کسواسطے عظمت وحشمت وکشورستانی شجاعت
شعاری کے ساتھہ انگریز بہادر کی عالم مین شائع تھی کس اجل نصیب کو جان زار اپنی دوبھر تھی
کہ ہمت مقابلہ دل کرتے مگر پیرون صاحب اس مضمون سے خوشدل ہوکر تیاری لوازمہ جنگ وجدال مین

ہمہ تن سرگرم ہوا اور اپنی افواج مقامات کوئل وعلی گڈہ وغیرہ مین یکجا کی اور کپتان درجون کو ارک
دار الخلافت کا قلعہ دار بنایا اوسی زمانہ مین ایک زلزلہ عظیم شاہجہان آباد اور تمام ہند و دکن مین
نازل ہوا کہ بہت سی بلند عمارتین اور بزرگ مسجدین اور مینار وغیرہ ضائع و منہدم ہوئے اور آسمان
بھی زمین پہ اسقدر بخیل ہوا کہ صورت باران رحمت الٰہی واقع نہولی اور گرانی غلات نے اطراف
و دیار مین رنگ ارزانی جمایا ہین ملک دوابہ گنگا اور جمنا سے ستلج وراجواڑہ تک عجب ہنگامہ قیامت
تازہ کا برپا ہوا اسواسطے کہ ہولکر و امیرخان اور سیدارگان کو سپاہ انگریزی سے سوا الجواب تھا چنانچہ
ہولکر بھرت پور مین جو باسے پناہ جنگ سخت واقع تھی ذکر اوسکا آئندہ زبان قلم پر آئیگا ان وجوہ سے
راہین اور راستے مفسدون سے خالی نہ تھے اور نواح دہلی مین فرنسیسان ملازم مرہٹہ اور سرداران
انگریزی مین وہ صورت نزاع ونفاق آشکار ہوئی کہ نوبت تفنگ و تیغ پہونچی کوئی سازوباز انگریز سے
چاہتا تھا اور کوئی شاکی اور حضرت ظلسبحانی حجت ودلیل مین ایام گذاری فرماتے تھے اور اتنک
قلعہ سے باہر قدم نرکھا تھا کہ مقابلہ افواج قاہرہ انگلشیہ سے سپاہ پیرون صاحب کو پڑا اور مبادات مین
کپتان جنبار مذکور منتظم تھا لیکن کچھہ ہو نہ سکا آخر انگلشی سرداران کا شامل ہوا اور بہیانہ مین لوی صاحب کے
قدم استقلال مستحکم نہ تھے ہوش باختہ راہ فراری پیرون صاحب کہ سرجنار سے معرکہ آرا تھا اوسنے
ہاتھہ اس کام سے اوٹھایا اور فوج فرانسیسی جو ملازم ہولکر تھی وہ ملازمان شفیعہ بیگ سے برسر نزاع آئی
خلاصہ تحریر یہ ہے کہ اس زمانہ کشمکش مین جو ایک دوسرے سے نچخ تھا جنبار صاحب و پیرون صاحب
نے کہ درجون صاحب سے عداوت رکھتے تھے اسلیے دار الخلافت کو محاصرہ کیا اور دونون طرفون سے
گولہاے توپ مینہہ کے مانند برستے تھے چنانچہ برج شرقیہ قلعہ ارک کہ اسد برج نام تھا شکستہ ہوا
اور غنیم ہزیمت پانے پیرون صاحب کی اور اطاعت قبول کرنے اہالیان کمپنی اور لارڈ لیک صاحب بہادر
کی مشتہر ہوئی اسوقت مین لوی صاحب چار پلٹن نجیب کی ہمراہ رکھتا تھا فرط اضطراب سے پریشانی کے
ساتھہ تنہا راہ فرار پر کہ باعث سلامتی جان تھی قدم زن ہوا اور حضور اقدس مین پیام دیا کہ سپاہ
جنگ آزمودہ جو میرے ساتھہ موجود ہے حضور نوکر فرمائین اور چھہ لاکھہ روپیہ نقد مجھہ سے لین کہ
اسوقت مجھے حفاظت خزانہ ہو نہین سکتی اور اگر مدد و معاون میرے ہوں تو جانفشانی مین بہر صورت حاضر
ہون قاصر نہین نواب شاہنواز خان کہ اوس زمانے مین مدار المہام کارخانہ سلطنت تھا اوسنے تصور کیا

کہ یہ مال سرکار اور آمدنی محالات خالصہ سے ہے بلا تامل حسب سلطانی کے موافق درجون صاحب
کی معرفت قلعہ مین منگواکر داخل خزانہ عامرہ کی مگر صورت ملازمی سپاہ مذکور ظہور مین نہ آئی آخرکار
سپاہی اور افسر اون پلٹنون کے دینے سے اوس زر نقد کی کہ قبضہ تصرف مین تھا سخت نادم
ہوئے اور دریاے فکر مین غوطہ زن ہوکر راہ جستجوے تلاش معاش پر قدم رکھا جس طرف سر اوٹھایا
حریف چھپا ہوا نظر آیا آخر حکیم ابوعلیخان کہ فی الجملہ نشہ شراب وہ انکی آنکھون مین اس خیال سے
باقی تھا کہ مین کھانڈے راؤ مرہٹہ کا ملازم ہون اور قرب بگ کیسہ زر سے خالی اوس سپاہ پریشان روزگار کو
اپنی طرف اس تقریر دلاویز سے کھینچا کہ ملک خدا وسیع اور تم خواستگار سرداری اور مجھکو بھی بہر صورت
سرپرستی تمھاری منظور نظر مناسب ہے کہ راضی رضاے الٰہی پر ہوکر جوہر شمشیر آبدار دکھائین
القصہ افسرون سے اوس سپاہ گمراہ کے ساز و باز اتحاد کے ساتھ پیدا کیا اور آپ افسر اعلے
اوس جماعت کا بنکر طرح خروج ڈالی چنانچہ جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر کہ یہان سے کہ دوتین [illegible] انگریز
ہیرون صاحب پر فتحیاب ہوئے تھے پھر مقابلہ ان پلٹنون سے ہوا غرض لوئی صاحب کی بھاگنے
کے بعد جو لوگ اونکے متفرق اور پریشان ہوئے اطراف ہریانہ اور کھاٹو مین جاکے ہنگامہ آرائی
شروع کی اور زمینداران مواضع ہمیشہ ہنگامہ جو اور انقلاب طلب رہتے تھے یہ اونکو خوان یغما
سمجھکر سنگ غارتگری اوس کمپنو مین جھایا لطیفہ تازہ یہ ہے کہ جس وقت جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر
اور پالن لوئی صاحب مین قریب دار الخلافت محاربہ پیش آیا اہل شاہجہان آباد نے صف آرائیان
افواج انگریز بہادر کی آنکھون سے بے پردہ نہ دیکھی تھی اور صداے توپ و تفنگ سپاہ رستم
شعار ولایتی کانون سے نہ سنی تھی فقط آراستگی قواعد و بہادری کمپنو ہاے لوئی صاحب پر اس قدر
نازش اور اعتماد رکھتے تھے کہ بلاشک عروس فتح سے ہم آغوش ہونگے ہزار کانون سی اس
اخبار فرحت آثار کے مشتاق تھے خصوصاً حمید خان کروڑی جو بنگیان مٹھائی کی اپنے دستونکو
نہ ہار کر کنکیو کہ اوس کمپنو مین تھی روانہ کین اور آپ بھی اوس کمپنو مین شامل ہونے کے واسطے
سواری آمادہ کیا تھا کہ خبر برعکس گوش زد ہوئی اور معلوم ہوا کہ ایک مقابلہ انگریزی مین تمام سپاہ
لوئی صاحب نہایت النقش کی صورت پریشان و متفرق ہوئی اور بنگیان مٹھائی کی اون کمپنو کو
نصیب نہوئین کھائی ہوئین بیچ مین ایسی چپاتین خالص تھے جنپر سخت خجالت اوٹھائی اور اوس روز [illegible]

تین روز برابر دروازے شہرپناہ کے دیدۂ عاشقان مہجور کے مانند کھلے رہے کوئی کسیکا پرسان حال نتھا یعنی باپ بھی لڑکے تک پہونچ نسکتا تھا القصہ یہ خبر وحشت اثر جون صاحب قلعہ دار نے سنکروہ لاکھہ روپے بابت لوی . صاحب مذکور ملازمان سلطانی کو سونپ دیئے وکم جرأتی شاہزادگان وتباہی کمپنو مذکو وکیف حسرت ملتا ہوا رات کے وقت کافور ہوا۔

آنا لارڈ لیک بہادر کا دہلی مین

جب سیف الدولہ سید رضی خان سفیر بادشاہ مقامات کاسگنج مین کہ لشکر جنرل لارڈ لیک بہادر وہان خیمہ زن تھا پہونچا اور جنرل موصوف نے محبت نامہ سلطانی پایا کمال بشاشت وشادمانی کر ساتھہ کلام دلاویز محبت واتحاد کے زبان پر آئے اور مسٹر کیمل بہادر کو کہ سردار ذی اقتدار اور مقرب خاص لارڈ صاحب بہادر کا تھا اونکو اپنے طرف سے سفیر قرار دیکر اظہار ملازمت بادشاہ کمال ذوق شوق کے ساتھہ کہ عنقریب نخل تمنا بارور ہوتا ہے دار الخلافت کی طرف روانہ کیا اور سید رضی خان کو اپنے پاس لشکر مین رکھا اور ادھر حضرت ظل سبحانی نے بھی علم وآداب اوس سردار صاحب اختیار کا دیکھکر کمال رضامندی سے مخلع فرمایا اور اپنے پاس جای قیام دی القصہ جب لشکر جنرل لارڈ لیک بہادر قریب دار الخلافت پہونچا شاہزادہ مرزا ولیعہد بہادر شاہ تو ازخان بہیت براہ استقبال جاکر صاحب ممدوح کو باعزاز واکرام تمام لائے چنانچہ جنرل موصوف نے ولایتی طرح طرح کے بیبہا اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ پیشکش کیے اورنکا مرحصول دولت ملازمت بادشاہ نے ذو الفقار الدولہ خطاب اور بارہ پارچہ کا خلعت سپر وشمشیر وجواہرات وغیرہ عنایت کیا لیکن اکثر مہمات ہنوز ناتمام تھے اونکی ضرورت سے ٹھہرنا ایک ساعت کا عرصہ قیامت سی زیادہ تھا بعد حصول نقد رخصت راہ منزل مقصود پر قدم زن ہوئے القصہ جسوقت جیورجی تھمری دو ستخطی دولت راؤ سیندہیہ کی نظر سے پرون صاحب مین گذری اونکے ستیں فاتحہ اوٹھائین سو اسکے اور کوئی عذر متصور نہوا کہ تنخواہ چند سالہ سپاہ جو تین کرور روپیہ سے کم نہین مجکو دینا ہی اور بدون ادائے تنخواہ مذکور صورت جان بری دشوار ہر کیف زر مذکور سرکار کمپنی سے لیکر الامال جانب ولایت روانہ ہوا اور ملک الیان کمپنی کے ہاتھہ آیا اور لارڈ لیک بہادر نے جانب اکبرآباد

نہضت فرمائی غور سن صاحب قلعہ دار نے بھی کچھ دنون ہاتھ پاؤن بیفائدہ مارے آخر یہ شرط
حفاظت جان وآبرو قلعہ اکبرآباد اولیان کمپنی انگریز بہادر کو تفویض کیا اور اکثر سرداران فرانسیس
واہل اسلام وہنود سے جو ہولکر اور سیندہیہ کے ملازم تھے اولیان انگریزی کی طرف
رجوع لاکر حاضر آئے اور راجہ اڑہ نے وکالتًا اور اصالتًا راہ اطاعت پر قدم رکھا چونکہ مہم ہولکر
ناتمام تھی امیر خان اور بیدارہ وغیرہ نے جانب مرادآباد وغیرہ سر فساد وشر اوٹھایا اور ہولکر نے
آپ جانب فرخ آباد بلاد قدیمہ کمپنی مین شورش برپا کی لیکن ہرناتھ نام چیلہ ہولکر نے لاکھ
سوار وپیادہ لیکر جمنا کے اوس طرف میدان پٹر گنج مین دار الخلافت سے کوس بھر پر پہونچا
مگر کشتیان قبضہ میر بحر بادشاہی مین تھین صورت عبور بند تھی اوسی جگہہ سے توپین سر کرنا
شروع کین اور کسیقدر فوج اوسکی کسی جگہہ دریا پایاب پاگئی یا کوئی کشتی ہاتھ آگئی ڈوبتے بہتے
دریا کے پار پہونچے مگر کرنیل اختر لونی نے کمال ہوشیاری کے ساتھہ شکست وریخت فصیل
شہر پناہ کو بناکر جابجا توپین نصب کردی تھین کہ فوج ہولکر داخل شہر ہوسکی ناچار باغ نظام الدین
کوٹہ پاشاہ مین کہ بہتر بہشت شداد سے تھا پناہ لیکر توپین مارنا شروع کین آتش حرب وضرب
مشتعل ہوئی اور گولی توپ وتفنگ کے پانی کے مانند برسنے لگے صدای ہولناک توپون کی
رعد کی صورت پردے کانون کے اوڑانے لگی تمام رعایاے دار الخلافت عالم پریشانی مین
مبتلا تھی معاذ اللہ حشر تازہ برپا تھا مجال نہ تھی کہ اوس ہنگامہ قیامت خیز مین کوئی سقف خانہ سے
نکل صحن خانہ مین قیام کرے اور جسقدر کرنیل اختر لونی رزیڈنٹ دلداری خلق اللہ کرتا تھا اوتنا ہی
ہراس و اضطراب مضاعف ہوتا تھا پھر تا نہون نے شجاعت ودلاوری مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا لیکن عنایت الٰہی سے کام فرمایا کہ لارڈ لیک صاحب بہادر نے اپنی فوج پیادہ سمیت یہ خبر سنکر
صورت باد صرصر راہ چار منزلہ سے پشت حریف پر آگرا کہ رخ اونکا پھر گیا اور جمعیت غنیم بنات النعش
کی طرح پریشان ہوگئی ہرناتھہ ہزیمت نصیب نے بھاگنے کے سوا اور راہ نجات نپائی مطلب
ہرناتھہ یہ تھا کہ اگر حضرت ظل سبحانی فی اعانت مین دریغ فرمایا غارت کرنے مین شہر کے قصور نکرونگا
چونکہ حفاظت شامل حال تھی شہر اور اہل شہر تمام اوس صدمہ جانکاہ سے ہمہ تن محفوظ رہے لیکن باغ
نظام الدین جو رشک گلزار ارم تھا اور عمارات روکش قصر جنان تمام نیست ونابود ہوگئے لارڈ لیک بہادر

مسمار ہوئی القصہ سنہ ۱۲۱۸ ہجری تھی کہ دار الخلافت شاہجہان آباد و دار السلطنت اکبرآباد مین عمل کمپنی انگریز بہادر ہوا —

تقرر پیشکش بادشاہ انجم بارگاہ از جانب اہالیان کمپنی انگریز بہادر

لارڈ لیک بہادر بعد تسخیر ملک دہلی و القاع قلاع و مصالحہ ہولکر جب دوسری مرتبہ دار الخلافت مین ملازمت حضرت بادشاہ گیتی پناہ کی واسطے تشریف فرما ہوئے صوفی اللہ یار خان میر توزک نے خلعت مبارکبادی و بشارت و ماہی مراتب وغیرہ سمیت مراتب استقبال ادا کیے اور ولیعہد بہادر شہر سے باہر جاکر بسواری پالکی عزت و احتشام کے ساتھہ مکان علیمردان خان مین کہ یہ کوٹھی رزیڈنسی قرار پائی تھی رونق افروز کیا عہدہ وکالت شاہ نواز خان متعلق میر ممنون کی تھا کہ یہ کچھہ دنون سے لشکر لارڈ صاحب بہادر مین ہمرکاب تھے اور سید رضی خان شہر مین خدمت مین رزیڈنٹ کے فیضیاب چنانچہ اس مرتبہ مقدمہ مداخل مخارج سرکار سلطانی درپیش ہوا اور لارڈ لیک بہادر نے سید رضی خان و میر ممنون و رزیڈنٹ کی معرفت کاغذ اوسکا حساب ماہواری سے طلب کیا اوسوقت مین بھی نظام الدین نے خدمت شاہ نواز خان مین از روی خیرخواہی یہ بات عرض کی تھی کہ جسقدر ہوسکے ہمت اور حوصلہ اجازت دے افزونی مصارف سلطانی بخوبی تمام عمل مین لاؤ اور کاغذ حساب مین بآئین شایستہ درج کرو لیکن اون پست حوصلون نے کاغذ پچاس ہزار روپیہ ماہواری مصارف محل و خانساما نی و قلعداری وغیرہ کہ یہ بھی رقم نظرون مین کثیر تھی لاکہ پیش کیا خلاصہ اہالیان کمپنی بہادر کو زنہار یہ گمان قلت خرچ پر نہ تھا بمقتضای قاعدہ دانی و رتبہ شناسی دس ہزار روپیہ اضافہ اوس کاغذ سے تجویز فرماکر ساٹھہ ہزار روپیہ ماہواری مصارف کارخانہ سلطانی و خانساما نی و قلعہ داری وغیرہ کے واسطے مقرر کیا اور دس ہزار روپیہ بہت صرف ولیعہد بہادر تجویز فرمایا اور دو ہزار روپیہ ماہانہ شاہزادہ مرزا ہیلی یعنی مرزا ایزد بخش کے لیے قرار پایا اور پچیس سو روپیہ مہینہ شاہنواز خان کے نامزد ہوا چنانچہ اسی حساب کی رو سے شاہزادیون اور شاہزادون کے واسطے جداگانہ رقم مصارف مقرر کی گئی غرض تمام مداخل شتاسی ہزار روپیہ ماہواری کہ جملہ دس لاکھہ اور کئی ہزار روپیہ سالانہ ہوا پیشکش بادشاہ جمجاہ مقرر ہوا اور سوای اسکے خرچ بسنت و ہولی و جشن و عیدین کا استمرار دادا اور دوسری حسن دانشمندی اہالیان کمپنی یہ تھی کہ تمام محاصل اوس صوبہ کا

مصارف سلطانی کے نام اپنے کاغذ حساب مین لاکر روانہ کیا کہ رقم توفیر تعمیر شہر و عمارات و فصیل شہر
وغیرہ اور تقریبات سلطانی مین جو پیش آئے صرف کیجاے اور تنخواہ عملہ رزیڈنسی اور جو کچھہ متعلق اوس
ملک کے تھا اور مصارف ضروریہ بادشاہ جملہ اوس کاغذ مین محسوب لکھا اوسکے جو عہدنامہ بمہر لارڈ لیک
بہادر زیب قلم ہوا ایک نقل دفتر رزیڈنسی مین رہی اور ایک روانہ گورنمنٹ صدر مین ہوئی
اور ایک ملاحظہ اقدس بادشاہ دین پناہ کے واسطے آئی ۔

نقل عہدنامہ

دفعہ پہلی جمیع محالات مغرب رویہ دریاے جمن واقع مابین مغرب و شمال موضع قابل پور تک
خالصہ شریفہ حضور مین ہوے دفعہ دوسری انتظام محالات مذکور باہتمام صاحب رزیڈنٹ
مین رہے گا دفعہ تیسری اطمینان خاطر مبارک کے واسطے متصدی حضور کچہری مین حاضر رہکر
بعد دریافت حصول مداخل و مخارج محالات حضور مین عرض کرین گے دفعہ چوتھی دو عدالتین
دیوانی و فوجداری مین عملہ مقرر ہوکر فیصلہ مقدمات بحکم شریعت کرین گے دفعہ پانچوین شخص
فاضل شرفاے دار الخلافت سے انتظام خدمت عدالتین پر مامور ہون گے دفعہ چھٹی روبکاری
قصہ قتل مین عمداً و قصاصاً متعلقہ عدالت فوجداری کو صاحب رزیڈنٹ بہادر حضور اقدس مین گذرانکر
اجرا اوسکا حسب الحکم حضور عمل مین لائین گے دفعہ ساتوین محالات خالصہ سے زر تحصیل وصول ہو
یا نہو لیکن مبالغ نقد مقررہ پیشکش شاہی ماہ بماہ خزانہ عامرہ سلطانی مین صاحب رزیڈنٹ بہادر پہونچا دینگے
کہ تکلیف خادمان حضور کو نہو دفعہ آٹھوین درصورتیکہ محالات مرقومہ سے جو بواسطہ تردد و ترقی حال
رعایا اضافہ ہو پیشکش مین بھی موافق حساب اضافہ ہوگا دفعہ نوین بابت مخراجات تقریبات ہفتگانہ
جشن عیدین و جلوس سال و نوروز و ماہ رمضان المبارک و ہولی و بسنت کے واسطے دس دس ہزار
روپیہ صاحب رزیڈنٹ بہادر حاضر کرین گے دفعہ دسوین جاگیرات شاہزادہ ولیعہد بہادر و مرزا ایزد بخش
واقعہ دواب حوالہ اہلکاران کمپنی ہوگی دفعہ گیارھوین خرچ سپاہ و سہ بندی محالات سرکار کمپنی کی متعلق
خالصہ بعد انتظام مذکور اور جاگیرداران قدیم و جدید کو سندین مہر و دیگر لارڈ لیک بہادر عنایت فرما
کلکتہ ہوئے پوشیدہ نرہے کہ بہادر ممدوح سردار عالی وقار ارسطوی زمانہ اور بقراط عہد تھا پاس
آداب سلطنت بنظر دور اندیشی حد سے زیادہ ملحوظ فرمایا ایک روز صدای موزہ پاے مبارک سے کتانہ و قالینچے

کان ارباب اہتمام دربار شاہی نے کھڑے کیے لیکن صاحب ممدوح نے براہ مرتبہ شناسی بعد
عذر خواہی تمام یہ قانون جاری فرمایا کہ ہرگز کوئی سردار انگریز دربار سلطانی مین موزہ پہنکر پاؤن نہ رکھے
بلکہ صاحب رزیڈنٹ بہادر بھی لباس جامہ و دستار اختیار فرمائین چنانچہ کچھ دنون یہ روش جاری رہی
المختصر بعد فیصلہ مقدمات مذکور نواب گورنر جنرل لارڈ لیک صاحب بہادر تشریف فرمائی ولایت ہوئے
جملہ تحائف و نادرات مہمات مذکورہ سے کرتی لباس اپنا کہ بتیس سوراخ گولی و تفنگ کی صورت الفو
ذرین شجاعت ملاحظہ ارباب صدر ولایت ساتھ لیے گئے چونکہ سایہ دامن فضل الہی گریبان گیر حارشۂ
جامہ حیات پر داغ نہین آیا فوج پیادہ انکی فوج اسپ سوار مرہٹہ کا پچاس پچاس کوس تک تعاقب
کرتی تھی اور آپ بہ نفس نفیس ہر محاربہ مین رستم و اسفندیار سے بڑھکر شجاعت و دلاوری کے ساتھ
ہزار دل سے جان عزیز لڑائی خلاصہ جب جناب ممدوح رونق افروز ولایت ہوئے اونکے بعد لارڈ بارلو صاحب
بہادر نے منصب گورنری کو سرفراز فرماکر کاغذ مصارف مہم مرہٹہ جو معائنہ فرمایا معلوم ہوا کہ کچھ کرور
روپیہ سے کچھ رقم زاید اس معرکہ مین صرف ہوئی لہذا جہت رفع خسارہ بعضے قوانین تبدیل فرمائے اور
مسٹر ارچ الدسٹین صاحب کو کہ صاحب اپیل ضلع بریلی کے تھے صاحب قلم عمدہ رزیڈنسی پر
مامور فرمایا غرض ان صورتون کو زیادہ عرصہ نگذرا تھا کہ مزاج بندگان اقدس جادۂ اعتدال سے
منحرف ہوا اور مہلک عارضہ نے ہاتھ پاؤن نکالے عمر شریف بھی اسی برس سے زیادہ تجاوز کر چکی
تھی آخر چھٹی رمضان ۱۲۲۱ ہجری شب چہارشنبہ کو صبح حیات شام ممات سے مبدل ہوئی اور
درگاہ قطب الدین بختیار کاکی مین لاشہ مبارک دفن ہوا ان شاہ عالم بہادر کی جانب شاعری طبیعت
موزون تھی اکثر کلام ولا ونیز فارسی اور ہندی بھاکا مین ارشاد فرمایا ہی آفتاب [illegible] پر نور تھا ایام
فرمانروائی سینتالیس برس حساب مین شمار کی گئین اوسمین سولہ برس جن مین سلطنت مین اندھون ہی معذور رہکر
[illegible] بست وہشت مانوس بادشاہ دین پناہ غریب پرور معدلت گستر
صاحب قرانی ابو النصر معین الدین محمد اکبر شاہ غازی ورزیڈنسی مسٹر سیٹن صاحب
یہ بادشاہ گلستان نسب عالیشان سلطانی سے شگفتہ گل تر اور بوستان حسب دودمان شاہی
سے چہچہوان بلبل فردوس مکانی بادشاہ کے گلشن خاندانی کی بہار اور اگر سلطنت دودمانیہ
رفیع الدولہ و رفیع الدرجات کہ درمیان محمد فرخ سیر و فردوس آرامگاہ واقع ہوئین اور زبان قلم اون فاتر

نہین آئین بلکہ حرف ممانعت اس مضمون پر آیا اور حال چند روزہ خروج محمد ابراہیم عبد اللہ خانی و بیدار بخت
غلام قادری اگر از روے حساب فرد شمار مین افزون کیا جاے تو اٹھارہ وین چراغ پر نور شبستان
سلطنت سے میزان مذکور درست آتی ہے المختصر جب شاہ عالم بہادر نے دار فانی سے ملک
جاودانی کو کوچ فرمایا حضار دربار محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی کو خانہ ماتم یعنی محل معلی سے مانند یوسف
چاہ غم و اندوہ سے کہ رنج و الم رحلت فردوس منزل سے دریاے حزن و ملال مین غوطہ زن تھے
باہر لائے اور گوہر شاہوار مبارک سلطنت و مروارید آبدار بشارت تاج و تخت کو آویزہ صدف
گوش مبارک کیا شمہ صفات حضرت ظل سبحانی سے ایک یہ مضمون تازہ زبان قلم پر آتا ہے کہ خاندان
تیموریہ مین رسم قدیم تھی کہ جب تک اورنگ نشین حال سینۂ بادشاہ ماضی یعنی مرحوم پر پاؤن نہ رکھے
اراکین سلطنت جنازۂ اقدس کو مدفن مین لے نہین جاتے تھے ہرچند اسباب پر اداے رسم قدیمہ مین
قدغن شدید ظہور مین آیا لیکن غرض ارکان دولت مقبول نہوئی خلاصہ بعد انفراغ مراسم سوگواری اگرچہ
شاہزادہ ایزد بخش معروف مرزا ایلی بواسطہ سپر و شمشیر جویاے پرخاش ہوا جوہر شجاعت دکھلائے لیکن
صاحب رزیڈنٹ بہادر نے صیقل کلام دلاویز سے اسطرح زنگ کدورت سینۂ پر کینہ شاہزادہ مذکور سے
دور کیا کہ تلوار نے اپنے میان مین جگہ پائی بادشاہ فیجاہ دوم اور تخت گورگانی و تاج سلطانی محمد اکبر شاہ سے
رونق پذیر ہوئے نذرین بیگمات محل کی نظر اقدس مین گذرین اور انعامات لائق سے چھوٹے بڑے
کامیاب ہوئے فرمان عالیشان تہنیت اطراف راجواڑہ و ممالک دور و نزدیک روانہ ہوئے اور نذر نواب
گورنر جنرل لارڈ مار و صاحب بہادر فرزند نواب وزیر الممالک بہادر یمین الدولہ بہادر بواسطہ صاحب رزیڈنٹ
بہادر اور نذر رئیس کبیر حیدر آباد دکن کہ یہ منصب متعلق فولاد جنگ بہادر سے تھا وکیل کی معرفت بذریعہ
صاحب موصوف اور نذر عالیجاہ دولت راؤ سندھیہ نواب محمد میر خان پسر گورباشاہ کے ہاتھہ
اور نذرین راجگان جیپور و جودہپور کے وکیلون کے ساتھہ صاحب رزیڈنٹ کی وجہ نظر اقدس مین
گذرین اور جاگیرداران قرب وجوار بذریعہ و بلا واسطہ صاحب موصوف اور امیران نامدار جو حاضر حضور تھے
نزدیک یا دور تھے براہ اطاعت حاضر آئے اور بہت سے سلطانی خلعتون سے متمتع و ممتاز ہوکر واو حصول مناصب
سر بلند و سرفراز ہوئے بعد اسکے صدور تقسیم عہدہ و خطاب و خلعت شاہی جلوہ آرا ہوئی سپہلے بادشاہ مرحوم کو
فردوس منزل خطاب فرمایا اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کو [illegible] جنگ

صوبہ دار شاہجہان آباد و اکبر آباد و مدار المہام مقدمات مالی و ملکی دیوان خالصہ بہ خطاب عنایت
ہوا اور نواب شاہنواز خان معین الدولہ مختار و متمم امور خانگی جز سے کل تک ہوئی اور ہمشیرہ زادہ
انکا امیر الدولہ نوازش خان نام اور سربراہ کار نیابت شاہنواز خان کا ہوا اور عمدہ خانسامانی لطف علیخان
ابن شیدی بلال خان سے لطف پذیر ہوا اور سید رضی خان سیف الدولہ کو وکالت کچہری رزیڈنٹ
بہادر والا لیان کمپنی قرار پائی اور مرشد زادہ سلیم بخت بہادر کا قلم بخشیگری پر جاری ہوا اور نیابت
انکی رکن الدولہ رکن الدین خان ابن حاذق الملک حکیم ذکاء اللہ خان کو نصیب ہوئی اور خدمت
خزانہ عامرہ نجم الدولہ افتخار الملک سید ابو قاسم خان حسام جنگ سے چمکی اور عہدۂ نظارت نواب
عشرت علیخان سے رونق افروز ہوا اور دیوانی موات و اہتمام ڈھوڑیات راجگی ہمیت راجہ جیسکھ راے
اقبال کو سپرد ہوئی اور دیوانی نظارت و خطاب مرزائی راجہ کدارناتھ بن شنکرناتھ پر قرار پائی اور
جواہر خانہ میر علی نقی پسر میر زین العابدین خان کورہ والہ کے نام زد ہوا اور نیابت جواہر خانہ بھمل
جی ہمی کو جو مقیم قدیم تھا ملا اور عہدۂ میر منشی گری میر غالب علیخان کے زیر قلم تھا اور قلعہ داری
ارک شاہزادہ مرزا بابر بخت بہادر کی تفویض ہوئی اور نیابت انکی افتخار الدولہ فیض الدین علیخان
برادر حقیقی نواب قدسیہ والدہ ماجدہ حضرت ظلسبحانی کے پانام ہوئی اور داروغگی دیوان خاص
و خطاب امتیاز الدولہ مرزا حسام الدین حیدر خان کو کہ فرزند مرزا غیاث الدین محمد خان فیض آبادی
و داماد نجف خان کے تھے ہوا اور جاگیرات و عمارات نجف علیخان کے تصرف مین در آئی اور خدمت
عرض بیگی محمد اکرم خان کو نیابت اوسکی انکے فرزند نبی بخش خان نام قوم موات سے تفویض ہوئی
اور میر توزک صوفی اللہ یار خان ترک کو اور دواخانہ میر علی نقی کو اور تحویلداری محمد نقی کو اور مشرفی
بینی رام کو اور قورخانہ ماہی مراتب مرزا امیون کو اور سلاح خانہ جلی حیدر علیخان کو اور توپخانہ احسام
و بخشی اعتقاد الدولہ جبار بیگخان کو اور مشرفی کنور سین کو اور سرکاری خانسامانی سادھو رام مالی کو
اور باورچیخانہ حمایت اللہ خان کو اور مشرفی حافظ عبد الرحیم کو اور باورچیخانہ خورد کہ نواب وزیر کی طرف سے
تھا سید ابو محمد کو اور کرکراب خانہ و توشکخانہ میر نور علیخان کو اور داروغگی خواصون کی شاہ حاجی کو
اور پیشکاری دفترین سادھو رام کلان کو اور آثار شریف تحویلداری ہمیت میر عبد الغنیہ کو اور مشرفی
حافظ نقی اور تحویلداری آبدار خانہ کہ آبحیات خانہ اصطلاح اوسکی تھی عبد الرسول خان کو عہدہ

نظارت کو شامل اور فیلخانہ ذکاءاللہ خان و میر نجف خان کوکہ فوجدار خان خطاب تھا اور مشرفی اسکی قطب الدین خان و سبحان بیگ مشرف کو اور اصطبل قطب الدین خان کو اور مشرفی کدارناتھہ کو اور باورچیخانہ غلام رسول خان منالال کی مشرفی سمیت اور اتباع خانہ طالب علیخان کو اور مقیمی محمد امین کی نام اور دارو غگی آہوخانہ و چیتہ خانہ اور گرگ خانہ و شیر خانہ کی محلدار خان کو اور مشرفی سبحان بیگ کو اور آبخانہ میر حیدر علی کو اور مشرفی عبداللہ خان کو اور چودہرات مولی رام کو اور مال و متاع متوفی تعلق مدارالمہامی ملک اور مشرفی اسکی سادھورام کو اور بھنڈی خانہ عبدالرسول خان کو اور مشرفی کدارناتھہ کو بوتات قطب الدولہ کو اور رسوم اوسکی داخل صیغہ بھیلہ اور نذر و نیاز تفضل حسین خان کو مشرفی کدارناتھہ کو اور پیشکاری پور نخشیہ کو اور توپخانہ تفضل حسین خان کو اور مشرفی ہمت سنگہ کے نام زد ہوئی اور تحویلداری نور علی خان کو اور کلیدداری محمد عاشوری کو اور پیشکاری توپخانہ بابورام کو اور مشرفی محمد علیخان اور نیابت پیشکاری سنجھورام کو پیشکاری داروغہ خواص کی مہتاب رائے کو اور چوکی نویسی کنور چند کو اور پیشکاری خواجہ سرایان خدمہ محل عشرت علیخان کے ذیل میں اور مشرفی کدارناتھہ کو اور ڈولی خانہ دینا مہرا اور عجب سنگہ کے لڑکے کو اور سکھپیچ خانہ اور رومال خانہ پسر غلام رسول کو اور شمع و چراغ خانہ اسد علیخان کو اور مشرفی بختاور سنگہ کو اور تحویلداری منور خان کو اور شترخانہ میانخان کو تھمرا اس کی مشرفی کو ساتھہ اور شتران زنبورک حیدر علی کو پیران ناتھہ کی مشرفی سمیت اور تحفہ خانہ نبی بخش اور مشرفی کدارناتھہ و چودھری رادھاکرشن کو اور سکھپال خانہ محمد علی کو اور مشرفی عجب سنگہ کو اور فراشخانہ قلندر بیگ خان کو اور گردھاری لال و ہولاس رائے و چھنی لال مشرف اور کبوترخانہ محمد بخش کو خلاصہ اسیطرح اور عہدے کہ تصریح اوسکی اختصار مین طول ہے ہر ایک صاحب استحقاق کو قدیم و جدید سی تفویض و سپرد ہوئے اور علی قدر مراتب عہدہ و خلعت سی سرفراز ہوا چنانچہ چارسو خلعت اس تقریبات مین عہدہ دارون کو سوائے اہل محل شمار مین آئے القصہ پہلے دن سی چھ مہینے کی زمانہ ننگ پر گذرا آخرکار جام حیات شاہنواز خان لبریز ہوا شربت ممات نوش کیا بظاہر یہ شخص جہاندیدہ اور صاحب دانش تھا لطیفہ ایک دن بندگان حضرت ظلسبحانی بہ ہمراہی ناظم الدولہ رزیڈنٹ سے خلوت مین ہوس مشورہ سی کسی امر خاص کے واسطے ہمکنار ہوئے وقت سواری ہودج فیل پہ

خواصی مین جگہہ دی اتفاقاً ناظم الدولہ نی پھر کرشاہنواز خان سے کہا کہ مین آج بواسطہ نیابت جناب خواصی مین حضرت کے تھا اونھون نے جواب دیا کہ یہ امر آپ سے بہت بیجا ظہور مین آیا کسواسطی کہ ہملوگ رات دن کے خدمتگذار ہین مروحہ جنبانی اور چنو بر داری عہدہ ہمارا ہے خلوت ہو خواہ جلوت سواری وقیام دونون یکسان ہین نہ وہ خواصی باعث فخر ہے نہ سبب توہین ہم ہون یا مانند ہمارے اور خانہ زاد قدیم ہو مگر آپکو خوشنما نہین کہ امراے عالی مرتبہ مین شمار ہے اور سوای اسکے آج آپنے اوس مقام کو سرفراز کیا کل اگر نواب گورنر جنرل بہادر تشریف لائین پھر وہ کہان رونق افروز ہونگے المختصر کتاب تاریخ مرأت آفتاب نما انھین شاہ نوازخان کی تصنیف سے ہے انکے بعد سجھا بچہ انکا امید الدولہ نوازش خان نام کہ طالب اس منصب کا تھا بحکم تقدیر برعکس آئینہ ظہور مین صورت پذیر ہوا کہ بلای محاسبہ مین مبتلا ہو کر طلب ضبطی کے ساتھ مجرا بند ہوا خانہ نشین ہوئے اور مدار المہامی کارخانجات سلطانی نجم الدولہ سے چلی لیکن گرماگرمی عنایات نواب ممتاز محل صاحبہ سے بازار راجہ جیب سنگھ داسے کا گرم ہوا اور تھوڑے عرصہ مین طوطی اوسکی گلشن ثروت کا خوب بولا دولتمندی سے بال میرنکالے کوٹھی شاہ نوازی کو رونق دی مگر ستارہ نجم الدولہ اوسی طریق زیر سایہ آفتاب ہائے سے غیر ہو کر چھپا

بادشاہ جاجی کا کلکتہ کو خلاف رای حضرت کارٹیڈنٹ سے مقدمہ تقرر ولیعہدی مین جانا اور بگڑنا حالات سے

بادشاہ گیتی پناہ نے نواب ممتاز محل صاحبہ سے خلوت مین وقت مواصلت پیمان وعہد فرمایا تھا کہ تمہارا بطنی فرزند بعہدہ ولیعہدی سے سرفراز ہوگا اور امور سلطنت مین سوای اوسکے دوسرے کو مداخلت نہوگی اس نظر سے چشم بد دور شاہزادہ مرزا جہانگیر شاہ کی طرف عین چشم عنایت تھی کوئی ساعت مردم چشم کی صورت نظرون سے جدا نفرماتے تھے لیکن یہ شاہزادہ شوخ چشم وآوارہ مزاج تھا طبیعت عشرت پسند اجلاف دوست تھی اور شاہزادہ ابوظفر بہادر خلاف اوسکے چنانچہ حسب وعدہ حضرت نے چاہا کہ منصب ولیعہدی مرزا جہانگیر بہادر کے نام مسلم ہو چونکہ یہ امر خلاف دستور سلاطین وحکم شریعت تھا صاحب رزیڈنٹ بہادر نے روانہ فرمایا کہ یہ منصب جلیل فرزند بزرگ کو پہونچتا ہے ناچار پانچ ہزار روپیہ وجہ پیشکش ولیعہدی سی اور دس ہزار روپیہ خزانہ عامرہ سے مصارف مرزا جہانگیر بہادر کے واسطے قرار دیئے اور خلعت منصب ولیعہدی سے مرزا ابوظفر بہادر مخلع ہوئے خلاصہ یہ صورت باعث تکدر آئینہ ضمیر بیگم صاحبہ ہوئی اور راجہ جیب سنگھ داسہ سے اسباب مین مصلحت چاہی اوسنے جواب دیا کہ سوال جواب ولیعہدی کا بالا بالا نواب گورنر جنرل

بہادر و اہل کونسل صدر کلکتہ سے رجوع کرتا ہون چنانچہ شاہ حاجی کو براہ سفارت اس حیلہ کے ساتھہ
کہ اب تک خلعت گورنر بہادر کا نہین گیا لہذا روانہ کیا جاے غرض خلعت گران بہا و فرمان شاہی
کہ جسمین الفاظ فرزند ارجمند زیب قلم تھے اس امید پر جانب کلکتہ روانہ کیا کہ عہد ولیعہدی مرزا جہانگیر
بہادر کے نام قرار پائے دو لاکھہ روپیہ سے زیادہ سرانجام تحائف مذکورہ مین راجہ جیسکھہ رای کے ہاتھہ
صرف ہوے الغرض شاہ حاجی علم و لیاقت و شرافت نسب سے محروم تھا بارت تک کفش فروشی
مین اوقات بسر کی ایکدن کی نقل ہے کہ حضرت ظل سبحانی دستر خوان پر رونق بخش تھے شیرمال خورد
کہ اوسکو اردو مین کلیچہ اور بڑے کو گاوزبان کہتے تھے طلب فرمائی یہ شاہ حاجی بصدای بلند
بے تکلف یہ لطیفہ زبان پر لایا کہ بچکانہ حاضر کرو چنانچہ لفظ بچکانہ اصطلاح کفش فروشون کی ہے کہ بچون کی
کفش چرمی کو کہتے مین قصہ مختصر شاہ حاجی اور سنہیل بیرادر بزرگ راجہ جیسکھہ رای دونون شخص
و تحائف مذکور لیکر کلکتہ مین پہونچے اور یہ جواب اپنے سوال کا نواب گورنر جنرل بہادر و صاحبان کونسل
سے پایا کہ سوال جواب ایسے مقدمون کا رزیڈنٹ بہادر کی معرفت زیبا ہے تکلیف کرنا تم صاحبون کا اس
مسافت دور دراز مین ضرورت نہ تھا غرض محنت سفر اوٹھائی ناچار وہ دونون صاحب ذلیل مرام
بخت برگشتہ کی صورت پھر آئے مگر یہ تازہ صورت باعث تکدر صاحب رزیڈنٹ بہادر پیش آئی اور دوسرا
گل تازہ باعث غنچگی خاطر عالی کھلا کہ حسب عملدرآمد قدیم بادشاہ حال نے ورثای سلطنت یعنی اولاد
سلاطین ماضی کو حکم نظربندی دیا کہ زنہار قدم قلعہ سے باہر نہ رکھین کہ ہوای تمنای حصول سلطنت سے
آتش فتنہ و فساد بیٹھے بیٹھے بھڑک اوٹھے اور ہاتھہ پاؤن سرکشی کے ساتھہ نکالین لامحالہ اولاد
حضرت فردوس منزل نے یک زبان ہوکر صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پیام دیا کہ ہم لوگ ناتوان وزار
اس عملداری سرکار عالی مین اسقدر قوت و قدرت نہین رکھتے کہ بخوف گوشمالی کان ہلائین اور
ہاتھہ گریبان سلطنت کی طرف بڑھائین ہر نوع دامن قباے شاہ آرزو چاک چاک ہے اور
آرزوی حکومت تہ خاک پس دیدہ و دانستہ یہ آنکھین دکھانا اور نظربند فرمانا حضرت کا عین محروم رکھنا
زیارت مقامات متبرکہ نواح دہلی و سیر و تماشای اماکن نامے و میلہ وغیرہ سے ہے آخرکار یہ مقدمہ
اس صورت پر قرار پایا کہ جملہ وارثان سلطنت یعنی شاہزادے اور بھائی حضرت فردوس منزل کے جملہ
دربار شاہی مین حاضر ہوکر بادشاہ کو سوگند و قسم کے ساتھہ اس امر پر رضامند کرین بلکہ ہم سب براہ اتفاق

ہمیشہ حاضر دربار وہمرکاب سواری مبارک رہا کرین خلاصہ بلاتکلف راہ آمد ورفت وا ہوئی اور
باب ممانعت مسدود بعد چندسال وہ شاہزادے مطلق العنان ہوئے اکثر شہر سے نکلکر اور ریاستون
کی طرف قدم زن ہوئے اور دست احتیاج عالم محتاجی مین کوتاہ ہمتی سے دراز کیا بہرحال اس
آوارہ گردی اور پریشان نوردی سے وہ گوشہ نشینی ونظربندی باعث بقاء وقار وآبرو تھی غرض
یہ صورت باعث زوال آفتاب سپہر سلطنت واقع ہوئی معاذ اللہ جب ستارہ شرف سے نکلکر برج
نحس کی طرف مائل ہوتا ہے دوست دشمن نظر آتا ہے اور کلام شیرین زہر تلخ زبان آشنا سے
معلوم ہوتا ہے باغبان تقدیر نے دوسرا سبزباغ دکھاکر خار تازہ دیا دوسرا سال جلوسی تھا
کہ حضرت ظلسبحانی برسم سیر وشکار صیدگاہ بدن منارہ فیروزشاہی کی طرف کہ یہ مقام دلکش وفرحت افزا
تھا جملہ محلات وشاہزادہ سمیت بڑے طمطراق سے عزیمت فرما ہوئے صیادان دام افگن اور فراولان
جادوفن نے اسباب صیدافگنی مہیا کیا اور بازداران عنقاشکار اور تیراندازان کماندار ملازم و
غیرملازم جمع آئے اور جاگیرداران اطراف نے حاضر رکاب نصرت انتساب ہوکر لوازمہ ضیافت و
پیشکش شاہی یکجا کیا اور سرداران انگریزی نے سامان صیدافگنی بندوق ہاے ولایتی وغیرہ
بارگاہ شاہی مین گذرانکر عنایات سلطانی سے سرفراز ہوئے غرض اس جلسہ خاص مین کہ جشن قبادی پر
طعنہ زن تھا بیس ہزار سے زیادہ خلق اللہ اس لشکر بادشاہی مین یکجا تھے خلاصہ چندروز بڑی عیش و
طرب مین گذری دن صورت عید تھا اور رات مانند شب برات تھی القصہ آج جس شب کو وقت صبح
عمل مراجعت ودخلاے شہر معین ہوا ناظم الدولہ نے افسران توپخانہ وکمپنی انگریزی کو زیب قلم فرمایا
کہ سلامی داخلہ بادشاہ سکندرجاہ کے واسطے توپین چند کمپنی سمیت دروازہ قلعہ پہ آمادہ رہین حسب
اتفاق اوس روز بوجہ دلچسپی وتماشاے سیر وشکار صورت مراجعت لشکر شاہی ملتوی رہی اور وہ
اسباب سلامی دروازہ قلعہ ارک پر موجود ہوا نواب افتخار الدولہ فیض الدین علیخان نائب قلعہ ارک
اولٹی سوجھی اصل مطلب سے کوئی آگاہ نہ تھا دوستی کو عین عداوت سمجھکر بادشاہ کو بواسطہ
عرضداشت اطلاع دی کہ سپاہ انگریزی نے آکر قلعہ شاہی کو محاصرہ کیا اور خانہ زاد دست قدرت
مقابلہ ومجادلہ نہین رکھتا خلاصہ یہ مضمون فتنہ انگیز جسوقت ملاحظہ اقدس مین گذرا طرفہ ہنگامہ ہاے و ہوئی گرم
ہوا حضرت بھی حقیقت حال سے آگاہ نہ تھے ہر ایک ورطہ دریاے حسرت مین غرق آب تھا اور قلزم

اضطراب مین غوطه زن ہرچند ناظم الدوله نے بواسطه نجم الدوله بادشاه کو فہمایش خاص سے مطلع کیا که یه سامان سلامی حضرت کا ہے خدا نخواسته اور کوئی مقام اندیشه وجاے خدشه نہین لیکن تسکین پریشان خاطرون کی نہوئی اوسیوقت بسرعت تمام صورت جبت واقع ہوئی یہان بقول حکیم ع اسطرف سب نظر آتا ہے ادہر کچھه بھی نہین وه توپین اور پلٹنین خاص انگریزی سلامی حضرت کے واسطے آئی تھین باقی خبیث آخرکار نتیجه اس قصور کا یه رنگ لایا که ناظم الدوله نے بنظر عاقبت اندیشی قرار دیا که اب سواری مبارک کا جانا شہر سے باعث فساد ہے فقط درگاه قطب با عرس وغیره مجلس حال و قال تک جانا مضائقه نہین القصه جب تیسرا سال جلوسی شروع ہوا اور فراغت پائی جشن شادی جو کتخدائی مرشد زاده مرزا جہانگیر بہادر دختر مرزا غلام حیدر پسر مرزا ایجو برادر فردوس گاه محمد شاه ساتھه قرار پائی تھی بر روے کار آیا چنانچه یه شمع شبستان عصمت حسن وجمال وفراست وثروت مین مشہور زمانه تھی فردوس منزل نے بنظر محبت اوسکو لڑکپن مین نواسی بیگم خطاب دیا تھا دو تین لاکھه روپیه کو قریب اس تقریب مین صرف ہوئے پانچ سو خلعت بہزار تکلف کے ساتھه اہل محل وارکین سلطنت کو چھوٹے سے بڑے تک عنایت ہوئے اور چند ہفته بزم جشن عروسی طرح طرح توڑه بندیون اور تکلفات سے آراسته رہی اور ہزار حسن وخوبی سے ناچ رنگ کے ساتھه پیراسته راتین شہر کی کثرت روشنی سے شب ماہتاب کی صورت روشن تھین اور بروز روانگی برات قلعه مبارک سے مکان زیب النسا بیگم عرف بیگم شمرو تک صحن بازار دوکانین چاندنی چوک کی دورویه آرایش تختہاے گل ابرق بادله زرتار ومینا کار سے رونق تخته گلزار ارم تھین المختصر اوسی زمانه مین عرضداشت نواب سکندر جاه بواسطه وکلاے حیدرآباد دکن بمضمون درخواست خطاب فرزند نظر ہمایون سے گذری ہرچند زیاده لاکھه روپیه سے پیشکش کرتا تھا لیکن حکم قدر شیم اس عنوان سے نافذ ہوا که جبتک صلبی نظام علیخان کی نہو بچگی یه عرضه مقبول نہوگا —

احوال وقوع دولتخواہی نجم الدوله اور رفع فساد شاہزاده جہانگیر کا اور نظربند ہوکر جانا الہ آباد کو اور تبدیل ہونا خدمتگار

استقرار انتظام نجم الدوله کا معامله دفتر دیوانی جو بسبب نابینائی حضرت فردوس منزل یکقلم گاؤ خورد ہوا تھا پھر سر نو مرتب ہوا اور صلبی شاه نوازخان جو مرزا نوازش خان سے برادری تھا اور صاحب رزیڈنٹ بہادر پشت پناه پچاس ہزار روپیه نقد پر تصفیه پایا اور چھه لاکھه روپیه نقد بابت قرضه

لارڈ صاحب بہادر کچہری رزیڈنٹی سے خزانہ عامرہ سلطانی مین مسترد آیا اب کیفیت مرزا جہانگیر بہادر حرف بحرف قلمبند ہوتی ہے بدروشی اور خلاف وضعی اس شاہزادے کی باعث ملال بادشاہ و صاحب رزیڈنٹ بہادر تھی اور کثرت بادہ خواری نے اسقدر رنگ اپنا جمایا تھا کہ ہر وقت مطالعہ خط ساغر بادۂ گلگون پیش نظر تھا اور حکم قضا شیم بادشاہ ملازمان شاہزادہ پر نافذ کہ رسائی بنت العنب ہونے نپاوے مگر رفقاے آوارہ مزاج بطمع زر کثیر درپردہ حاضر کرتے تھے ایکدن آدھی رات کے وقت ایک خواص خاص شاہزادہ دو شیشہ شراب ناب بغل مین پوشیدہ حاضر دروازہ قلعہ ارک ہوا کشکچیان دم دروازہ نے نام مرشدزادہ سنکر دروازہ قلعہ وا کیا اور در پردہ معلوم ہوا کہ کوئی شے فسادانگیز زیر بغل خواص پوشیدہ ہے گریبان کی طرف ہاتھ بڑھایا دامنگیر ہوئے خواص نشہ شراب مین چور تھا اوسنے دونون شیشے شراب کے ہاتھ سے رکھدیے اور جاکر اس معاملہ کی شاہزادہ کو خبردار کیا یہ شراب شباب مین مخمور تھا اور نشہ بادۂ بحالت مین مدہوش آتش غضب مشتعل ہوئی اوسی گرماگرمی غیظ مین صورت شعلہ اوٹھکر سر دست دم دروازہ مکان فیض الدین چیلا قلعہ دار پہونچا قریب تھا کہ آبرو ہر اسکے پانی پھرے لیکن وہ ہوشیار تھا بچا لا کی تمام مانند نشۂ شراب پوشیدہ نظرون سے ہرن ہوا ناچار شاہزادہ صورت بخت برگشتہ پھر کر اپنے خوابگاہ مین آیا جب ساقی سپہر فلک دم صبح ساغر آفتاب لیکر مشرق سے نمودار ہوا قلعدار مذکور نے وہ دونون شیشے شراب کے خدمت صاحب رزیڈنٹ مین کیفیت شبینہ سمیت پہونچائی شاہزادہ ناعاقبت اندیش دشمن عقل یہ خبر سنکر آگ ہوگیا اور لاہوری دروازہ قلعہ مبارک کے جانب کہ آمد و رفت صاحب رزیڈنٹ بہادر اوسیطرف سے جاری تھی معاذ اللہ اور ہی فکر مین آکر مسلح بیٹھ رہا اور یہ نہ سمجھا کہ فتنہ تازہ اوٹھیگا اور اودھر مرشدزادہ مرزا بابر بخت بہادر کو اطلاع دی کہ اوسنے دلی دروازہ پر آٹھ نہ پانچ سو رفیق سپاہی پیشہ فصیل قلعہ پر مامور کیے اور بلا خوف و وسواس حکم دیا کہ اگر اسوقت صاحب رزیڈنٹ بہادر دروازہ قلعہ کے اندر قدم رکھین جو شمشیر آبدار دکھاؤ یہان ہونی ہے سو ہو سوار تھی ناظم الدولہ مسٹر سیٹن صاحب بہادر رزیڈنٹ کہ ہنوز اس شعبدہ سے مطلع نہ تھے حسب عادت براہ سادہ مزاجی پاپیادہ بے تکلف چھتہ مین لاہوری دروازے کے پہونچے یہان مرزا جہانگیر شامت دامنگیر تھی منتظر وقت تھا ہی اور آتش شرارت غضب مشتعل دفعۃً پستول بالاستان

خوالہ صاحب ممدوح کی لیکن رشتۂ حیات باقی تھا بحکم خدا خیریت گذری کہ فقط ٹوپی صاحب موصوف کی زخم
گولی سے زمین پر آرہی بلاے ناگہانی سے بچ نکلی گردریاے حسرت مین غوطہ زن مردانہ وار اپنی
قدمی سے کام لیا اور برق کے مانند اوس جگہ سے چپ سے خلاصہ دروازہ مکان اجل سے صحیح و سلامت
باہر آکر اپنی کوٹھی خاص مین پہونچے اور اوسیدم افسران فوج کمپنی کو اطلاع دی ایک ساعت گذری
تھی کہ وہ فوج قہار صورت بلاے آسمانی اوس سرزمین پر نازل ہوئی اور نشانہ توپ پر قلعہ شاہی کو
دھر لیا چند کنگرۂ فصیل قلعہ گولوں کے صدمہ سے سرنگون ہوگئے بلکہ لاہوری دروازہ توڑ کر قلعہ ارک
کے اندر در آئے حشر زمانہ بپا ہوگیا نجم الدولہ اس سانحہ سے بیخبر تھا دربار شاہی سے پھر کر اپنے دولتخانہ مین
دسترخوان پر بیٹھا تھا کہ صداے پر قہر توپون کی سنکر کان کھڑے کیے کہ دفعتاً ہرکارہ خاص ڈیوڑھی
کی آکر صورت حال ماضی سے خبر دی نجم الدولہ عالم اضطراب مین ہاتھ کھانے سے کھینچکر پیادہ پا کہ وقت
انتظار سواری نہ تھا دہلی دروازہ تک جو مسدود تھا آئے مگر ٹلنگان کمپنی نے روکدیا آخر مجبور ہوکر بسواری
فیل جانب زیر جھروکہ پہونچے دیکھا کہ حضرت ظل سبحانی برج ثلا مین صورت آفتاب عالمتاب افروختہ مین
بصداے بلند عرض کی کہ براے خدا دولتخواہ کو اجازت حضوری ہو کہ راہ دروازہ مسدود ہے بادشاہ نے
کھڑکی کی راہ جو زیر برج واقع تھی بلالیا اور بحسرت تمام ارشاد فرمایا کہ افسوس دوست جانی دشمن
زندگانی ہوئے نجم الدولہ نے بزار منت و سماجت سے بادشاہ کو باوجود ممانعت اہل محل بسواری ہوادار
ساتھہ لیکر پیشتر قدم اوٹھایا یہان اسوقت تک ناظم الدولہ اور کرنیل افسر کمان چھاونی اور سپاہیان
پلٹن انگریزی گولے اور گولیان جو حکم قضا رکھتی تھین پانی کے مانند برساتے ہوئے دیوانخانہ
خاص تک پہونچے تھے قریب تھا کہ دروازہ محل برمحل توڑ کر بے تکلف اندر ایوان شاہی در آئین
قصہ مختصر ادھر تو یہ آتش غضب شعلہ زن تھی اور ادھر غارتیون نے توشکخانہ و کچہری خانسامانی
ہو کر اب خانہ وغیرہ پر دست غارتگری دراز کیا تھا کہ اس کشمکش مین نجم الدولہ کی آنکھ ناظم الدولہ
دوچار ہوئی دیکھا کہ چہرہ غضبناک حکم شعلہ جوالہ بنا ہوا ہے بڑھکر ہاتھ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر کا پکڑ لیا
اور کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے دشمن جناب کون ناظم الدولہ بہادر نے ہاتھ اپنا چھوڑا کر فرمایا ع چہ کار ے
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ہا اسوقت جو کچھ زبان نجم الدولہ نے یاری دی الفاظ لسانی سے
کام کیا کہنا شروع کیا بلکہ نوبت اس کلام کی بھی آئی کہ آج نام غلام قادر پھر زندہ ہوا اور وہی خونریزی

جہانگیر کی ظہور مین آئی خلاصہ اسوقت بھی ناظم الدولہ نے اپنی عالی حوصلگی و بلند ہمتی اتنی خونریزی
نہ پایا کہ اسقدر کرنیل صاحب سے اختلاف مین بھی ناچار نجم الدولہ نے کرنیل صاحب کی طرف مقابل
ہوکے یہ سخن زبان پر لائے کہ صاحب نے اسقدر مردانگی و شجاعت سے جو بہت پن کام لیا یہان کون
شخص آپکا مقابل ہے کہ بزور و شور جو مصدر تعدی و جور کا ہو پیش نظر ہے جب اس گفت و شنود نے
طول کھینچا ناظم الدولہ نے فرمایا کہ جب تک مرزا جہانگیر ہمارے حوالہ نہوگا ہاتھ خونریزی سے نہ رکے گا
اوسوقت نجم الدولہ نے اقرار مستحکم کیا کہ مرشد زادہ کو حاضر کرتا ہون القصہ وہ بارش گولیون کی موقوف
ہوئی اور جسطرح بنا کلام تشفی آمیز کے ساتھ بادشاہ کو سمجھا کر مرشد زادہ جہانگیر کو خدمت صاحب رزیڈنٹ
بہادر مین حاضر کر دیا مگر جو کیفیت مفارقت و مہاجرت شاہزادی سے پدر بزرگوار و مادر مہربان و اہل محل
وغیرہ پر گذری وہ دم تحریر خون جگر قلم روشنائی بنکر منہ پر آتا ہے خلاصہ بواسطہ حضرت عیسی علیہ السلام
یہ وعدہ قرار پایا کہ مرشد زادہ کو پھر بر وقت مصلحت بھیج دیا جائیگا اب وہ گرما گرمی ہنگامہ محشر خیز سرد
ہوئی ناظم الدولہ ہاتھ رومال مین باندھے حجاب آلودہ حاضر دربار شاہی ہوئے و قدم حضرت جہان پناہ
لیکر نذر گذرانی رخصت ہوئے اور مرشد زادہ کو مکان مسٹر چالی مین کہ بنگلہ پر کلان تھا لاکر آرام و راحت
کے ساتھ فروکش کیا اور یہ کیفیت گذشتہ صدر کلکتہ کو لکھی آخر یہ جواب تحریر صاحب رزیڈنٹ بہادر
کلکتہ سے نافذ ہوا کہ چندے شاہزادے کو الہ آباد مین نگاہ رکھنا مناسب کہ تعلیم پذیر ہو بغرض وقوع
ہونا اس صورت پر کدورت کا بھی باعث افسردگی خاطر حضرت تھا لیکن عارضہ مجبوری کا علاج کیا
ناچار مرشد زادہ موصوف محل خاص یعنی نواسی بیگم صاحبہ اور چند خواص معتمد اور خواجہ سرای ذی شعور
اور بعضے رفیق کہ چندان بدنام نہ تھے ان سمیت عزت و آبرو کے ساتھ داخل الہ آباد ہوئے اور
قلعہ مین طرح قیام ڈالی وقت قطع منازل ہر روز جس جگہ خیام عالی مقام شاہزادہ سایہ افگن ہوتے تھے
عمال انگریزی و سرداران قرب و جوار باریاب ہوکر اپنی خدمات متعلقہ مین کوشش کرتے تھے
القصہ جب شاہزادہ نے قلعہ الہ آباد کو اپنے قیام سے رونق بخشی خواجہ سرای خاص و خواص
سلطانی قلیچ شاہزادی کے واسطے مامور ہوئے اور نجم الدولہ بھی ہمراہ شاہزادہ الہ آباد مین گئے
غرض خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہر روز آگی مرشد زادہ پھر یہان پہنچکر تقسیم خدمات کی صورت اتکا رہی
اور ناکامی ہمیشہ سے شامل حال ہوئے جیسے عہد نامہ مشہور ہیں اور متعلقہ مرشد زادگان جو حضرت ظل سبحانی کی خاطر

قلمبند ہوا خلاصہ مضمون اوسکا یہ ہے کہ خدمات عمدہ مثل خانسامانی و بخشیگری و قلعداری جو بنام
شہزادون کے ہے اور بذریعہ نیابت خود اونکی کارگذاری کرتے ہین اب کسطرح حضرت شہزادونکو
اوسمین مداخلت نرہےگی دوسری انتظام آمد و رفت ابواب قلعہ ایک سردار انگریزی کے متعلق ہوگا
کہ وہ دونون کمپنی کے ساتھ مقیم رہکر بند و بست اپنا قلعہ مین سکے اور جو کچھ مناسب وقت جانے
عمل مین لائے بدون اجازت اوسکے شبانہ روز کوئی آ اور جا نہ سکے چنانچہ کپتان لکھ فارس نام
اس عہدے پر مامور اور مخلع ہوا اور مکان لاہوری دروازہ کے اوپر سکونت اختیار کی تیسرے فیتیا
شاہزادہ سفلہ مزاج و بدنام تھے اخراج اونکا ہوا اور خدمت نیابت بخشیگری رکن الدولہ سے نکل گئی
اور رسالہ سواران ملازم بادشاہی مع عمدہ بخشیگری سید محمود خان کے نام کہ داماد نجف خان تھا
قرار پایا اور شمس الدولہ خطاب ہوا اور علاقہ پٹالن ملازم سلطانی مرزا اشرف بیگخان سے مع خطاب
اشرف الدولہ متعلق ہوا پہلے یہ شخص عہدہ کپتانی پر ملازم سرکار ہوکر تھا اور وجہ اسکے آنے کی لشکر
فصل حال امیرخان و ہولکر مین زیب قلم ہوگی اور عہدہ خانسامانی جو پیشتر لطف علیخان ابن شیدی بلال
کو تھا چنانچہ اس عرصے مین بعد رحلت لطف علیخان یہ خدمت نیابت وزارت کی خدمات عمدہ سی
تھی نجم الدولہ کو الہ آباد سے بلاکر سپرد ہوئی اور خدمت خزانہ بھی جو قدیم سے متعلق انکے تھی مقرر
قرار پائی اور اوسکے شمول صاحب رزیڈنٹ بہادر کی طرف سے نیابت دیوانی خالصہ بھی نامزد تھی
اور خدمت قلعداری فیض الدینخان پر بدستور بحال رہی اور [illegible] اخراج شہر کا
ہوا تھا [illegible] خدمت [illegible] سے منع کیا الغرض بمفارقت شاہزادہ [illegible] باعث کثرت ملال خاطر
بادشاہ تھی [illegible] خاص کے واسطے [illegible] ناظم الدولہ کی [illegible]
[illegible] سے حضرت [illegible] شال [illegible] خاص اپنے دوش مبارک سے اوٹھاکر
ناظم الدولہ کو اوڑھا دیا اور [illegible] سے ارشاد فرمایا [illegible] وقت کو [illegible] خانگی
[illegible] خاطر ہے جو امر باعث رونق سلطنت بہبودی خلق اللہ ہو ظہور مین آئے چشم [illegible]
و دل شاد اوسوقت ناظم الدولہ بہادر نے جواب دیا کہ جسوقت حضرت ظل سبحانی نے چند کل امور سلطنت بعہدہ دولتخواہ کو
تفویض فرمائی اب جو کچھ مقتضائے محبت و شرافت ہو اوسکی بجا لانے مین دقیقہ فرو گذاشت نہوگا خلاصہ یہ کہ حسب استدعا
ناظم الدولہ نواب گورنر جنرل بہادر صاحب نے شاہزادہ مرزا جہانگیر کو بہمت تمام جانب دار الخلافت

روانہ کیا خلاصہ آنکھین اوس رشک یعقوب مہجور کے دیدار یوسف ثانی سے روشن وپیہ نور ہوئین اور
تیرہ ہزار روپیہ ماہواری اضافہ رقم پیشکش مقررہ سلطانی سے افزون ہوکر بارہ لاکھ روپیہ کل سالیانہ
قرار پایا اور جو روپیہ کئی برسون سے جمع تھا خزانہ رزیڈنسی سے یکمشت آکر خزانہ عامرہ سلطانی مین داخل ہوا
بعد اسکے تمام راجاؤن اور مرہٹہ وغیرہ کے وکیلون بلکہ وکیل حیدرآباد تک حکم صاحب رزیڈنٹ بہادر
اسطرح نافذ ہوا کہ جملہ کاغذات کیفیت پانی جاگیرات وپیشکش قدیم بلا کم وکاست درستی کے ساتھ حاضر کرو
اب نافذ ہونے سے اس حکم کے ارباب دانش کو یقین کامل ہوا کہ عجب نہین جو نقشہ انتظام سلطنت بوضع
قدیم جاری ہو لیکن مشیت الٰہی مین دخل فرشتون کا نہین انسان خاکی کو قدرت کہان جو حسب خواہش
اپنی ظہور مین لائے حسب تقدیر باعث برہمی منصوبہ بالا کا راجہ جیسکہ رائے ہوا کہ اوسنے ارکین سلطنت
ونواب ممتاز محل صاحبہ سے ملکر طبیعت بادشاہ کارپردازی ناظم الدولہ کی طرف سے پھیر دی کہ مداخلت
صاحب رزیڈنٹ بہادر امور خانگی مین اچھی نہین ثمرہ اسکا برا ہے اور جسوقت نجم الدولہ مرزا جہانگیر
بہادر کے ساتھ جانب الہ آباد روانہ ہوئے کارپردازان سلطنت نے حضور اقدس مین یہ فقرہ موزون کیا
کہ امروز نجمی پرواز نمود یعنی جس شخص سے اندیشہ وگمان مفسدہ پردازی تھا وہ خارج ہوا لہذا
طبیعت بادشاہ کھٹکی ہوئی تھی خلاصہ مطلب اب ناظم الدولہ کو یقین ہوا کہ ارشاد بادشاہ قابل اعتماد
واعتبار نہین مہر خاموشی لب پر لگائی اور انتظام امور سلطنت سے دست کش ہوئے طوطی راجہ
جیسکہ رائے بخوبی بولنے لگا اور وہ روپیہ اضافہ جو خزانہ رزیڈنسی سے داخل خزانہ سلطانی ہوا تھا چاشنی
خورون نے یہ صورت خورد وبرد نکالی کہ حضرت ظل سبحانی کہکر حقوق کارپردازان رزیڈنسی کے نام
زرکثیر خزانہ شاہی سے حاصل کیا غرض پچیس ہزار روپیہ مین اس حساب سے صورت تقسیم واقع ہوئی کہ
پانچ ہزار روپیہ سید رضی خان وکیل رزیڈنسی کے حصہ مین شمار ہوا اور پانچہزار راجہ جیسکہ رائے کو سردست
پہونچا اور پانچہزار روپیہ نواب ناظر عشرت علیخان نے اپنے حصہ کو بابت پایا اور پانچہزار روپیہ بہاری لال
منشی رزیڈنسی کے حساب مین درآیا اور پانچہزار روپیہ نجم الدولہ کے حصہ مین تھا بقول حافظ ع نہان
کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا یہ اخبار حرف بحرف صاحب رزیڈنٹ بہادر تک پہونچی چنانچہ
بہاری لال منشی نے اوسیوقت حسب الحکم مسترد کیا اور سید رضی خان معتوب عہدہ سفارت ووکالت سے
معزول ہوا کہ سوا مواضعات جاگیر کہ محاصل چھ سات ہزار روپیہ سالانہ کی تھی اور سند مجددہ دفتر لارڈ لیک کے

پائی تھی پانچ سو روپیہ ماہواری کچہری رزیڈنٹی سے قرار پائی چنانچہ بعد چند سال عزت و آبرو کے
ساتھہ دنیا سے گذر باقی بعلت خیانت وغیرہ اخراج راجہ جیسکھہ راے شاہ دیر دہ تک حسب استعفا لاک
صاحب رزیڈنٹ بہادر ہوا تھا لیکن کچھہ عرصے کے بعد پیشی راجہ پیارے لعل پر وانکی پھر آنے کی
ہوئی اور خلعت امانت و نیابت بیگم صاحبہ اسی طریق عنایت ہوا آخرکار بواسطہ بیگم صاحبہ حضرت ظلسبحانی کے
حسب ارشاد راجہ جیسکھہ راے و نجم الدولہ مین پیمان و عہد کے ساتھہ صورت صفائی ظہور مین آئی اور
کاغذ عہدنامہ پر چار مہرین ثبت ہوئین عشرت علیخان و راجہ سیندہیل و راجہ جیسکھہ راے و نجم الدولہ
القصہ اس عرصے مین چھٹا سال جلوس میمنت مانوس سے تھا کہ جزیرۂ جاوہ نام کہ جزائر شرقیہ
ہندوستان سے ہے بزور شمشیر قبضہ تصرف سرکار کمپنی مین آیا اور گورنری وانکی بنام ناظم الدولہ
حسب الحکم نواب گورنر جنرل بہادر قرار پائی اور مسٹر منکلف بہادر پر رزیڈنٹی دارالخلافت مسلم ہوئی چنانچہ
ناظم الدولہ بہادر براہ کلکتہ جزیرہ جاوہ مین رونق بخش ہوے اور چند سال وہان رہکر وزارت عمدۂ لطنت
کلکتہ پائی پیمانہ حیات لبریز ہو چکا تھا قریب جہان گذران سے جانب ملک جاودان کے روانہ ہوے یہ
صاحب بہمہ صفت موصوف و زبان دان فارسی و عربی و انگریزی وغیرہ کے تھے شرافت گوشت خوک سی
پرہیز رہا اور میدان دلاوری و بہادری مین خنجر شجاعت تیز مشہور ہے کہ زمیندار ہریانہ جو تعلقہ ہوانی
مین سرکش و بغاوت پیشہ تھا مہا جی سیندہیہ و مرزا نجف خان سے کبھی فروتنی نہین کی زرحاصلات
علاقہ دست بردا شتہ دیتا تھا اوس آہو خصلت کو ناظم الدولہ بہادر نے تنہا بعزم شکار قلعہ مین
پہونچکر بجرأت تمام گرفتار کیا اور دس ہزار بندوقین اور تلوارین اوسکے گھر سے منگوا کر اوسیم
توڑوا ڈالین اور آہن جوہر دار اوسکا صرف آلات قلبہ رانی کیا اور بواسطہ ضمانت استوار قید فرنگ سی
رہائی بخشی القصہ اوسی موسم مین راجہ پیارے لال میر منشی رزیڈنٹی بھی بعارضہ رفع بصارت مبتلا ہوکر
اپنے وطن عظیم آباد کی طرف سدھارے اور مسٹر منکلف بہادر رزیڈنٹ رونق افزاے دارالخلافت
ہوے اور منشی حفیظ الدین خان جو رفیق قدیم و اوستاد صاحب ممدوح تھے میر منشی گری رزیڈنٹی پر
مامور ہوے اور محفوظ علیخان برادر برکت علیخان پیش منشی کرنیل اختر لونی کے تھے سر رشتہ دار
کچہری فوجداری بنے خلاصہ نقشہ دوسرا صورت پذیر ہوا کہ نجم الدولہ نے بھی بیمار ہوکر ۱۲۲۷ھ ہجری میں
جام شربت اجل زہر مار کیا اور شاہجہان آباد مین دفن ہوکر مزار اونکا تعمیر ہوا اور یہ جگہ انکی فرزند محمد رضا خان

گرم کی اور لیفنے خلعت عمدۂ نجم الدولہ سے اور مسٹر متکلف بہادر کو حضرت ظلسبحانی نے منتظم الدولہ خلام یار خان خطاب مرحمت فرمایا۔

جانا مرشدزادہ جہانگیر بہادر کا لکھنؤ مین

مرزا جہانگیر بہادر جب الہ آباد سے داخل دار الخلافت ہوئے کچھ کچھ اطوار مزاج تبدیل ہوئی تھی مگر اوسیطرح طبیعت عشرت دوست ولا اوبالی پسند دختر رز سے گرمجوشیان محبت کی سرد نہوئی تھین اور مصارف جا بیجا کی کثرت المختصر راجہ جیسکھ راے ہر روز بعد برخاست دربار سلطانی ڈیوڑھی تسبیح خانہ یہ کہ خاص ڈیوڑھی بیگم صاحبہ عالیہ کی تھی عرض و معروض معاملات کے واسطے جاتا تھا اور آمد و رفت مرشدزادہ مذکور بھی اوسی دروازہ سے جاری تھی چنانچہ صورت راجہ مذکور مردم دیدہ مرشدزادہ دکھلکھ نار کھاتے تھے اور اپنے حصول مطلب کے لیئے نگاہ غضب آلودہ ناوک جانستان کی طرح ڈالتے تھے یہ سامنا شیر خونخوار سے ہمیشہ راجہ بزدل کو رہتا تھا اور زہرہ فرط دہشت سے آب آب جسقدر زر نقد شاہزادہ مذکور طلب کرتا تھا راجہ بسطور اپنی حفظ جان و عزت کے واسطے فوراً ارسال کرتا تھا رفتہ رفتہ عورات محل سے جو منظور نظر مرشدزادہ تھین دلجوئیون کے ساتھہ ساز و باز پیدا کیا اور رفیقان مرشدزادہ سے براہ رشوت راہ محبت نکالی کہ وقت بیوقت مبتلاے غضب مرشدزادہ نہوجاے آخر وہ دام تدویر وانے کے ساتھہ سمجھایا کہ ہر زن و مرد گویا زبان راجہ بنگیا اور مرشدزادہ کو ترغیب سفر دینا شروع کیا اور تعریفین ملک افغان لکھنؤ کی ہزار حسن و خوبی کے ساتھہ بیان کرنی آغاز کین اور جانا مرزا جوان بخت بہادر وغیرہ شاہزادون کا لکھنؤ مین اور نفع عین بجالانا باعزاز تمام نواب وزیر کا اوسکی خدمتین کیا کچھہ دنون مین سنگ اون تقریر آرائیون کا جمگیا یعنی مرشدزادہ کو آمادہ سفر لکھنؤ کیا اور مشکل کھلایا کہ بیگم صاحبہ اور بادشاہ اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بچشم قبول منظور کیا اور چار پانچ لاکھہ روپیہ خزانہ عامرہ سے مصارف سفر کے واسطے برآمد ہوا پچیس ہاتھی اور دو سو گھوڑے ساز و ہودج تا نقرہ و طلا سے آراستہ اور پالکی جواہر نگار اور جملہ سامان سونے چاندی کا نفیس و عمدہ اور خلعت ہا فاخرہ اور جواہرات بے بہا اور خیمہ ہاے فلک فرسا پر تکلف اور نوبت خانہ و شقہ کی ماہی مراتب اور تمام جلوس سلطانی بڑی شان و عظمت کے ساتھہ جیسا کہ چاہیے ہمراہ رکاب مرشدزادہ ہوا اور پچیس

ماہواری مصارف لشکر قرار پایا امیران نامی وقدیم سے فقط ایک یعقوب علیخان پسر احمد علیخان جو
عمدۂ نیابت حیدر علیخان پر آتش حسد فرو ور آرا سکا ہ مین گرم رکھتے تھے اور دوسرے میان کالی صاحب
فرزند ارجمند مولانا مولوی قطب الدین ابن مولوی فخر الدین پیر خاندان تیموریہ ہمراہ رکاب مرشدزادہ
تھے اور باقی ہزل فروش خود مطلب اور شرفاے بے حسب گم کردہ نسب اور بازاریان لوطی مشرب کا
ذکر فضول غرض تیئیسوین صفر سنہ ۱۲۰۰ ہجری کو رایت دولت مرشدزادہ جانب لکھنؤ روانہ ہوا اب جو معاملہ
پہلی مرتبہ شاہزادہ عالی مقام کو درپیش ہوا یہ تھا عالیجاہ دولت راؤ سیندھیہ اپنی مرشد شناسی منظور کرکے
ملاقات کو موضع سنکی رام پور نواح فرخ آباد مین آکر مقیم تھا خواستگار دولت ملاقات شاہزادہ ہوا
اور ہواخواہان شاہزادہ بھی نعمت غیر مترقبہ سمجھکر محرک ہوئی بلکہ بواسطہ یعقوب علیخان صورت ملاقات
قرار پائی لیکن سردار انگریز جو مہاراجہ عالیجاہ کے ساتھ تھے اونھون نے اجازت مستقل الارادہ شہنشاہ
بہادر پر منحصر رکھا چنانچہ رزیڈنٹ ممدوح نے جواب مضمون اجازت طلب قلم انداز کیا اور یعقوب علیخان پر
حرف اعتراض آیا اور شاہزادہ نے برعکس تصور کیا کہ یعقوب علیخان مخل ملاقات ہوا اسپنے تسکین
جگہ نہ دی چنانچہ خان مذکور فرخ آباد سے پھر کر حاضر حضور ہوا اعیان بھی عرضداشت شاہزادہ کی گزر
ہو چکی تھی راہ نہ پائی خانہ نشین ہوا جو خیال ذہن نشین شاہزادہ و رفیقان شاہزادہ تھا وہ صورت مین
نہ آئی خلاصہ یہ قطع منازل ذوق افزاے لکھنؤ ہوئے نواب یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر نے
دقیقہ اونکے عظمت و پاسداری مین فروگذاشت نہین کیا بارادہ استقبال چلکر با اعزاز وعزت تمام خوشی
سمجھکر مرشدزادہ کو اپنے ساتھ لائے اور جو خلعت شاہزادہ سے نے عنایت کیا تھا زیب بدن
فرمایا اور بکمال دلجوئی کے ساتھ پیش آئے کہ مرشدزادہ نے حصہ اپنا بدوستی وزیری کو بخشی
میان کالی صاحب کو دیا گوارا کیا مگر ہمارا خلاصہ ناپسند ہوئے تھین اوسیطرح شاہزادہ مین موجود
تھین اور طبیعت مطلق العنان فرط نشہ شراب مین بادرفتار گھوڑے پر سوار رکھنے کے تنگ گھوڑے
برق جوالہ کے مانند پھرتے تھے بازاری لوگ اور چلنے والے پامال سم توسن برق رفتار ہوتے
اور طوائفان شہر باوجود مسلوک ہونے کے مشتاقی شاہزادہ تھین جس بالزادی کو چاہا بجبر داخل
محل فرمایا اور جس طوائف کو منظور ہوا اپنے نوکر کے ساتھ ہم آغوش کیا اور اس اوضاع نامعقول
کے سواے طرہ یہ تھا کہ درگاہ حضرت عباس مین مخالفت تبرہ کی واسطے جانے کے درخواست کی تھی

القصہ یہ صورتین مخل قیام لکھنؤ ہوئین صاحب رزیڈنٹ بہادر والالیان صدر کو ہرگز پسند نہ آئین
آخرکار دوسری بار شہر لکھنؤ سے کانپور اور کانپور سے الہ آباد کی طرف روانہ کیے گئے اور پھر تا دم
زیست وہان سے صورت مراجعت باوجود تدبیر شاہزادہ وفکر بندگان حضرت ظہور مین نہ آئی اور
اوسی سال پہلے نواب ناظر عشمت علیخان عارضہ لقوہ مین چند مہینے مبتلا ہوکر نشانہ تیر اجل ہوئے
اور منظور علیخان ناظر معتوب کہ سن اوسکا نوے برسون سے تجاوز کر گیا تھا اور عہد نمکحرامی غلام قادر
سے محبوس چالیس ہزار روپیہ پیشکش دینے کے اقرار پر عہدۂ نظارت سے سرفراز ہوکر دو برسون کے
بعد رشتہ حیات اوسکا تار تار ہوا خیاط اجل نے گریبان لباس زندگی چاک کیا دامن مادر لحد مین
سویا نصیبہ اقبال علیخان سیدی کا چمکا خلعت نظارت سے مخلع ہوا یہ سیدی آفرین علیخان کے بچکانون سے تھا
اور ندامت اور قدامت سرکار ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان بھی حاصل تھی لکھنؤ سے اگر تازہ
نوکر ہوا تھا اور اوسی سال جناب عالیہ متعالیہ نواب قدسیہ والدہ ماجدہ حضرت ظل سبحانی جہان گذران سے
جانب روضہ رضوان سدھارین نواب صاحبہ محل سے رشتہ قرابت مربوط تھا چنانچہ انکے مرنے سے
بھی صورت انتظام محل بعلی خراب ہوئی اور خلاف حضرت فردوس منزل مذہب اثنا عشری کو رونق
دیکر ایام عشرہ محرم مین بادشاہ کو تکلیف لباس سیاہ دی اور خوابگاہ شاہی کو چوبی تخت سے آراستہ کیا
سونے کے پلنگ کو شہید وبندہ تصور فرماتی تھین بعد انتقال جوار درگاہ حضرت شاہ مردان مین جو باغ
سمیت تعمیر کی تھی دفن کی گئین تجہیز وتکفین وجنازہ اوٹھانے مین حسب وصیت سوای اہل شیعہ
اور کو دخل نہ تھا اور متروکات نواب قدسیہ سی زر نقد اور اینٹین سونے کی کرور روپیہ سے زیادہ
سواے جواہرات تھا کسواسطے کہ یہ جناب وقت معرکہ غلام قادر قلعہ مین تشریف نہ رکھتی تھین حویلی
نواب صاحبہ محل مین قیام تھا اس سرکار کی بدولت پناہ وحفاظت مین رہین اور وہ مال حوضون مین
خزانہ فوارہ کے مانند پوشیدہ رہا انکے بطن مبارک سے ایک حضرت ظل سبحانی اور دوسری شاہزادہ
سلیمان شکوہ بہادر اور سکندر شکوہ بہادر تھے چنانچہ وقت انتقال قدسیہ یہ دونون شاہزادے
لکھنؤ مین تھے اسلیے حضرت ظل سبحانی نے بنظر وفور عدالت جملہ کوٹھی اور تمام صندوق وغیرہ مین
سر ہوکہ مقفل فرماکر کنجی اوسکی بی بی ہوکہ معتمد علیہا کہی جاتی تھی حوالہ فرمائی یہ عورت قوم کشمیری سے
ہر کار وبار مین دخل یافتہ تھی اور عہدہ مختاری وچٹھی نویسی اسکے متعلق تھا خلاصہ اوس سال حضرت

آپ تھا وست انداز نہین ہوئے منظور نظر تھا کہ جب وہ دونون بھائی یکجا ہون گے دیکھا جائیگا
اور باغات و دیہات متفرقہ اوس مرحومہ کے بھی داخل نزول نہین فرمائے آمدنی اوسکی اونھین
متعلقون مین صرف ہوتی تھی اور بی بہو نے بدولت نواب قدسیہ سرمایہ لاکھون کا جمع کیا تھا
خلاصہ یہ کہ دو تین عورتین مقربان خاص بیگم صاحبہ ممدوحہ سے تھین ایک صاحبہ بیگم دوسری عالیہ بیگم
تیسری بی بہو چنانچہ بی بہو منظور نظر نواب ممتاز محل کی بھی تھین یہ وجہ زیادہ تر صاحب دولت ہونیکی ہوئی

مدار المہام ہونا امیر الدولہ نوازش خان کا اور نظر بند ہونا راجہ جیسکھہ رای کا

جب مرشد زادہ جہانگیر بہادر لکھنؤ سے جاکر الہ آباد مین مسکن پذیر ہوئے لامحالہ پندرہ بیس ہزار
روپیہ ماہواری مصارف شاہزادے کے واسطے حسب الطلب خزانہ عامرہ سے جاتا تھا کچھہ نوکری
بعد رقم مذکور مین کچھہ حساب کمی واقع ہوا دو ایک مرتبہ بیگم صاحبہ نے بھی دس بیس ہزار روپیہ اپنے
خزانہ سے روانہ کیے اور خزانچی بھی زر فاضلات کا متقاضی ہوا آخر کار مصارف شاہزادہ مین
قلت بکثرت پیش آئی نوبت شکایت راجہ جیسکھہ رای سے زبان قلم تک پہونچی کہ اسی کوتہ اندیش کے
سبب صورت غربت لکھنؤ نصیب ہوئی تھی اور مشورہ بیگم صاحبہ مین بھی شریک تھا القصہ اس مضمون سے
طبیعت بادشاہ راجہ سے سخت مکدر ہوئی اور صورت سے نفرت تمام بہرحال وہ بیچارہ تیر غزل کا
نشانہ ہوا ایکدن سواری راجہ اندرون قلعہ دم دروازہ دیوان عام تک پہونچی تھی کہ نبی بخش عرض بیگی
نے حکم قضا شیم سلطانی کہ زنہار دربار مین قدم نرکھے گوش گذار کیا ناچار راجہ مذکور صورت بخت برگشتہ راہ سے
پھر گیا اور سلطانی پہرہ دروازہ مکان راجہ پر مامور ہوئے کہ راستہ آمد و رفت مسدود رہے اور اوسی روز
خلعت مدار المہامی و امانت یعنی عہدہ راجہ مذکور کہ مختاری عبارت اوس سے ہے امیر الدولہ مرزا
نوازش خان خواہرزادہ شاہ نواز خان مرحوم کو محمود بخش کبوتر باز کی معرفت اس شرط پر سرکار شاہی سے
عنایت ہوا کہ پچاس ہزار روپیہ نقد بطریق پیشکش حضور اقدس مین حاضر کرونگا اور واصلات
راجہ مذکور میرے ذمہ ہے اور انتظام امور کہ عمدہ تر فاضلات خزانچی ہے گوارا کیا القصہ محمود بخش
کبوتر بازنہ فن کبوتر بازی مین ید بیضا رکھتا تھا ہمیشہ کبوتر خانہ سواری وقت روانگی درگاہ خواجہ
قطب الدین و نظام الدین وغیرہ ہمرکاب رکھتا تھا ہر اول سے جھنڈا اول تک کبوتر بچھے تھے فرنگی
اس سات آٹھہ کوس مین اقوت بال و پر دم بلند دازی بھرتے تھے اور چپ و راست سواری زنہار

جدا نہین ہونے تھے اور میدان سواری مین بکشادہ پیشانی گرہ اور بازی اور جنگ کرتے تھے
اور درمیان مکان مسقف محمود بخش چھتری بادشاہ کی سر پر رکھکر بیٹھتا تھا اور یہ کبوتر اوس
چھتری کے گرد بارہ دری کے اندر باہم بازی اور پرواز کرتے تھے غرض حضرت کو کمال شوق
کبوتر بازی تھا ایک ایک جوڑہ دو دو تین تین سو روپے کا خرید فرماتے تھے اور دم صبح بعد نماز
پہلے حضرت کبوترخانہ مین تشریف لاتے تھے اس وجہ محمود بخش سب سے پیشتر باریاب مجرا
ہوتا تھا اور اکثر عرضداشتین اہل مطالب کی نظر اقدس مین گذرانکر زر نقد حاصل کرتا تھا خلاصہ
جب یہ صورت ظہور مین آئی منتظم الدولہ رزیڈنٹ نے آنا دربار سلطانی کا قطعاً ترک کیا اور حضرت کو
بھی ثابت ہوا کہ سرفرازی مین نوازشخان کی سرعت خوب نہوئی اور نوازشخان پر بھی کیفیت رنجش
صاحب رزیڈنٹ بہادر اظہار ہوئی لامحالہ بنظر مصلحت خانہ نشینی اختیار کی اور حضور اقدس مین
عرض کر بھیجا کہ جب تک صورت اصلاح طرفین ظہور مین نہ آئیگی کارگذاری بندہ ہیرونق ہے
بتجویز کی بیگم صاحبہ ایک طرف اور ملال صاحب رزیڈنٹ بہادر مستزاد اور کشیدگی ارباب صحبت طرہ
غرض باوجود خانہ نشینی وتعطل کبھی کبھی حضور اقدس مین راستہ آمد و رفت جاری تھا ان صورتون سے
اب حضرت کو منظور ہوا کہ مدار المہامی سرکار ابد قرار اوس شخص کو زیبا ہے جو راہ و رسم اہالیان
انگریزی و نوشت وخواند بلاکلف سے رکھتا ہو اور قوانین انگریزی سے بھی آگاہ ہو تا اوسکا عذر دور ہو لہذا فرید الدین خان
اس عہدۂ جلیلہ سے سرفراز ہوا یہ فرید الدینخان خواجہ زادون سے تھا درویش مشرب مستغنی شاہی
وضع چنانچہ برادران حقیقی واقربا اوسکے زمانہ ماضی تک خاکستر بدن پر ملتے تھے اور آگ جلا کر بندو
جوگیون کے مانند مشغول ریاضت گرم کرتے تھے لیکن یہ خان مذکور بذات خود مرد دانشمند تھا سادہ مزاج
منکسر طبع باعلم ایک مدت کلکتہ مین رہکر مدرسہ انگریزی مین باوضاع اہل فرنگ علمون کو تحصیل کیا تھا
اور جوہر شادت مرزا جعفر وغیرہ اعزہ لکھنؤ سے وقت قیام بوندیل کھنڈ آشکار ہو گئے بلکہ اوس ضلع
مین شامل تحصیلداران ہوکر کسیقدر سرمایہ بھی بہم پہونچایا اوسکے بعد بعض سرداران انگریزی کے
ساتھ ایران مین جاکر دولت آبرو حاصل کی اور دہلی مین آکر بازار تجارت کو رونق دی حویلی و
املاک بیرم خان جو مکان سعدی قلی خان سے بمقام معروف مین ملحق تھی بقیمت مول لیکر طرح قیام
ڈالی اور دولتمندی کے ساتھ شہرت پائی اقربا اوسکے خصوص داماد ملازمان بادشاہی سے تھا

اسکی سبب حضرت اقدس تک پہونچکر ذمہ دار اداے فاضلات خزانچی ومحاسبہ کارپردازان معزول
ومنسوب کا ہوکر خلعت مدار المہامی سے کامیاب ہوا دبیر الدولہ مصلح جنگ خطاب پایا حسب الحکم سلطانی
محاسبہ ستانی راجہ جبیسکھ راے ونوازش خان وخزانچی پر بظاہر مامور تھا اور عہدہ داران منسوب سے
بھی محاسبہ لینے کے واسطے درپردہ آمادہ وقت روبکاری خزانچی نے تمسک پیش کیا اور کہا مجکو
حساب کتاب سے کیا سروکار جو کچھ رقم سود مین کفایت منظور ہو حاضر ہون باقی خیریت اور نوازشخان
نے جواب دیا کہ مین نے دو تین مہینے سے زیادہ کام نہین کیا اور نہ کسی کام مین ہاتھ ڈالا محاسبہ کس چیز کا
دون اور قول راجہ جبیسکھ راے یہ تھا کہ آغاز نوکری سے یوم معزولی تک کوئی کاغذ بے سند و
بے دستخط حضرت اقدس میرے پاس نہین بہرحال محاسبہ سے دامن پاک ہے لیکن بدولت
سرکار عالی زمین سے آسمان تک پہونچا اور سرمایہ ثروت جو کچھ میرے پاس ہے جسوقت حضرت
دست شفقت سر پر رکھین نثار فرق مبارک کرون کچھ دریغ نہین اور اگر تاوان کو حکم ہو اوسکو بھی
حاضر ہون مگر ظہور اس امر کا خلاف رسم وقاعدہ وقانون دنیا ہوگا خلاصہ دبیر الدولہ نے ہر چند
نادٔ مین خاک اوڑائی مگر گوہر مطلب ہاتھ نہ آیا غبن اور خیانت جو کچھ واقع تھی پائی نہ گئی اور
کاغذ نظارت وتقسیم محل مین تھی کہ اختیار بیگم صاحبہ مین تھی وہان تک رسائی وشنوائی فرشتون کی
کہان آخر مجبور ہوکر حضور مین عرض کی کہ محاسبہ دار حضور اقدس بیگم صاحبہ وراجہ جبیسکھ راے
کی سوا دوسرا نہین ہے لیکن پیشتر حضرت کو یہ بات ثابت تھی اب زیادہ تر ثبوت پہونچا غرض بیگم صاحبہ تک
نوبت گفت وشنود آئی بیگم صاحبہ نے عرض کی کہ حضرت کو جو کچھ اپنی ذات خاص کے واسطے
مطلوب ہو حاضر ہے مگر اداے فاضلات خزانچی یا اور مصارف کارخانہ بیرونی کے لیے نہین آخرکار
دبیر الدولہ نے دوسری بساط بچھائی یعنی چہارم تنخواہ جملہ ملازمین شاہی کم کردی جب اس حساب مین
بھی گنجایش نہوئی فی روپیہ ایک آنہ اور افزون کیا اور انہین سال جو تین جشن دو عیدین اور ایک
آغاز سال نو کا مقرر تھے موقوف کیے چنانچہ اس کمی مین اکثر وظیفہ خوارون اور روزینہ دارون
وغیرہ فقیرون پر پانی پڑا اور آگ نے اس ظلم وستم کی وہ شعلہ زنی شروع کی کہ ہزارون
غریب اور فقیر جلکر سد و مدری کے ساتھ دم سواری دبیر الدولہ کو سخن گرم کہنے لگے اور اسطرح
شاعرون کا بھی قافیہ تنگ ہوا کہ برساختہ مضامین ہجو باعلان تمام موزون کیے اور ہر خورد و بزرگ

زبان طعن و تشنیع وا کی آخر کار یہ صورت پیش آئی کہ دبیر الدولہ جسوقت سوار ہوتا تھا در دو تک
دریچہ پالکی نہار و انکڑا تھا اطفال بازاری شرارت پیشہ تالیان بجاتے تھے اور ارباب فرہاد نژاد
کام پتھرون سے لیتے تھے ہجوخوان گلی کوچونمین بآواز بلند اشعار ذم سی بھری اور فصاحت سے
خالی پڑھتے تھے اور بعض حضرات دوستان وندیم وغیرہ جو دربار و محل حضرت تک بر محل پہونچتے
تھی وہ حسب اشارۂ جناب بیگم صاحبہ نقل اوس خرفات کی حرف بحرف کرتے تھے اور ہجو مین
لا کر پڑھتے تھے چند مدت بازار اس اختلاط کا گرم رہا غرض بازار دبیر الدولہ سرد ہوا اور مدار المہامی
کہ دکوئی امر جو منظور نظر حضرت تھا اوسکی کارپردازی سے ظہور مین نہ آیا مجبور ہوکر برضامندی
صاحب رزیڈنٹ بہادر پھر دوبارہ نوازش خان امیر الدولہ کو خلعت مدار المہامی سی سرفراز
فرمایا خلاصہ اس مرتبہ صورت اصلاح جمیع ملازمان مقرب حضرت بوجہ احسن جلوہ گر ہوئی اور اسطرح
صورت بند و بست مداخل و مخارج وغیرہ عمل مین آئی کہ آمدنی پیشکش ماہ بماہ صرف معمولی ہو
اور انعام بادشاہانہ جو تہیہ ستون اور چاشتہ خورون کو ہاتھہ سے حضرت اقدس کے ملتا ہے وہ
منحصر آمدنی بالائی مثل نذر و نیاز و ہدایا وغیرہ پر رہی اور اداے فاضلات خزانچی آمدنی محالات
کوٹ قاسم وغیرہ پرگنات طیول پر قسمت کیجاے اور مصارف مرشد زادہ مرزا جہانگیر بہادر بنسبت
بیگم صاحبہ قرار دیا جاسے اور پیشکش جرمانہ راجہ جیپکھ راے پر قرار پائے اور جب جشن سال کے
واسطے ضرورت خرچ واقع ہو خزانچی سرانجام اوسکا کرے اور اوسی جشن کی نذرون سے زر مذکور
ادا ہو باوصف اس انتظام کے زبان قلم بادشاہ کی جود و بخشش و عطاسی بند نہ تھی ہمیشہ دریاے مواج
کی مانند جاری تھی یہ صورت تسکین عوام الناس پیدا ہوئی دست دعا ہر طرف اوٹھے الغرض اگر تقسیم
نظارت پر اختیار حاصل ہوتا تو انتظام جمیع مراتب آسان تھا مگر بوجہ پاسداری بیگم صاحبہ مداخلت کرنا
مصلحت سے دور اور دوسرے یہ کہ محال کوٹ قاسم مین عملداری چند اشخاص مثل راجہ تجارہ و عمل
فیروزپور و جاگیر احمد بخش خان و عمل کینی وغیرہ کی واقع تھی اس سبب سے آبادی اوس علاقہ کی
جیسا کہ چاہیے ہو نہ سکتی تھی اور مستاجری مین اوس جگہہ کی بے انتظامی تھی کہ عزل و نصب
عہدہ دارون کا کیا جاتا تھا اسلیے وہ علاقہ بواسطہ مسٹر فریزر بطریق امانی میر نظام الدین ممنون کو
حوالہ کیا گیا مگر حسب دلخواہ یہ تدبیر بھی درستی پذیر نہوئی اب جملہ سوانح جوان تین برسون مین گذرے

میں ایک پہونچا اخبار فتح کوہستان افواج قاہرہ کمپنی کے ساتھہ کہ ذکر اوسکا جداگانہ فصل میں
زیب قلم ہوگا دوسرے فتح ہونا قلعہ ہاتھرس کا اس صورت سے کہ نواح کوئل میں قریب بھرتپور
ایک ملک مختصر زمینداری میں جاٹون کی تھا شدنی کی وضع پر کہ اکثر کرانہ فروش تمام ہندوستان کے
ملک مغربیہ میں پہنچ کر بیچا کرتے تھے اور اکثر مال ملک مغربیہ کی طرف جاتے تھے اور اسیطرح ایک شدنی
مرزاپور میں قریب بنارس واقع ہے کہ شکر وہان کی ملک شرقیہ میں جاتی ہے خلاصہ آمدنی ملک
بوجہ اختصار کم تھی اور محصول سائر بہت عمدہ اس نظر سے راجہ وہان کا تھوڑی فوج کے ساتھہ
بسر کرتا تھا کہ صاحب ثروت اور دولتمند تھا اتفاقاً وارثون میں بابت ریاست نفاق واقع
ہوا بعضی خدمت اہالیان کوئل میں مستغاثی آئی لیکن فہمایش سے صورت اصلاح موافق حکم
اہالیان کمپنی پیدا نہوئی آخر میدان محاربہ ومنازعہ گرم ہوا اور ناگاہ اوس میدان برج قلعہ ہاتھرس
میں کہ سراپا بارود سے معمور تھا آتش شعلہ زن کی وجہ کمال معلوم نہوئی بھڑک اوٹھی اور وہ ہجوم
عنقا صفت اوڑگیا افسران سپاہ انگریزی نے معلوم کیا کہ شاید ایک میدان محاربہ کی اوڑی
آخرکار ثابت ہوا کہ برج قلعہ منہدم ہوا اور فتح خدا داد نصیب ہوئی القصہ تفریق ریاست ہاتھرس کی
جملہ وارثون سے کی گئی اور اخراج مفسدون کا عمل میں آیا کہ اس فتح کی وجہ رعب اور خوف
اہل بھرتپور پر طاری ہوا اور صاحب افسر فوج جو باعث فتح قلعہ تھا در خدمت حضرت ظل سبحانی
حاضر ہو کر خلعت اور جواہر اور ہاتھی اور گھوڑا اور ڈھال اور تلوار سے سرفراز ہوا اور اونکو خطاب
جنرل ہوٹ بہادر کمانڈر انچیف تمام سپاہ انگریزی جو خطاب لارڈی ممتاز تھا اور بہت ملاحظہ
سپاہ و چھاونی بعزم بوسیانہ دارالخلافت میں رونق افزا ہو کر بشرف آستانہ بوسی مشرف ہوئے
خلعت فاخرہ سے جو لائق صاحبان عالیشان تھا بادشاہ نے کمال عزت وشان کے ساتھہ
عنایت فرمایا اور صاحب عالی مرتبت نے بھی کشتیان پوشاک کی پانچ ارکین دولت کو بقصد
ریاست مرحمت فرمائین ایک نواب ناظر دوسرے افتخار الدولہ فیض اللہ خان بہادر نواب قدسیہ
مرحومہ تیسرے شمس الدولہ بخشی داماد فضل خان چوتھے مدار المہام پانچوین پسر نجم الدولہ مرحوم
محمد رضا خان نام اور اوسی سال میں عمدہ ... یعنی وکلائے کچہری انگریزی بنام نواب ...
کہ اولاد نواب دلیر خان وعبد العلی خان سے تھے قتل کیا اور ملک مال نام جو اوس ...

مامور تھا عزل نصیب ہوا اور راجہ جیسکھ راے بھی معزول اور اوسی زمانہ مین تیاری جو تعمیر جدار و
سقف و ستون ہاے دیوان خاص کہ عہد حضرت شاہجہان سے اس عہد تک کہ دوسو برسون کا
زمانہ تخمیناً گذرا خراب و خستہ ہو گئے تھے سر نو عمل مین آئی سنگ تراشان فرہاد شعار اور نقاشان
شیرین کار جیپور و اکبر آبادی اور جو کچھ دار الخلافت مین موجود اور ید بیضا رکھتے تھے اونھون نے
حسب الحکم سلطانی جو طلا کاری سنگین ستونون کی خراب ہو گئی تھی اور رنگ شکستہ عقیقون کا آدھا
اور تمام گلکاریان پھول پھل پتی برباد تھی دو برس کی مدت مین ہزار عرق ریزی و جانفشانی کے
ساتھ ترمیم کیا گئی آثار طلای محلول اون عقیق کی گلکاریون مین صرف ہوا اور اجرت ایک ایک
پھول کی اون درختون سے شتر شتر روپیہ قرار پائی تھی خلاصہ لاجورد اور طلا کئی ہزار روپیہ کا اور
ایک لاکھ روپیہ کا سونا اور ملمع وغیرہ صرف کیا گیا اور یہ شعر اگر فردوس بر روی زمین ست +
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست + سطح پیشانی پر اوس مکان جنت نشان کے آغا رشید
خوشنویس کے ہاتھ سے زیب قلم ہے اور حسب اجازت نواب گورنر بہادر بذریعہ عملہ رزیڈنٹی
لاکھ روپیہ کے قریب تیاری مین باناتی پردون اور سائبانون اور نقرئی و طلائی چوبون مین صرف
ہوا اور ایک کرسی مطلا اور نصب تخت کی عوض بلند و رفیع ڈیڑھ گز کی جلوس میمنت مانوس بندگان
عرش آستان کے واسطے آراستہ ہو کر جلوس کیا رہوین اور بارہوین سال کا بہ تکلف تمام
ظہور مین آیا اور اوسی عہد مین ایک سردار وزیر رتبہ ملکت پیگو حاضر حضور ہو کر شرف قدمبوس
ہوا اکیس کشتیان طرح طرح اسباب نفیسہ کی اور چند کشتیان تحائف چین کی اور چند دانہ
فادزہر حیوانی اصل اور سکہ ضرب روپیہ و اشرفی مضروبہ ملک مذکور پیش کیے اور عطای خلعت
شش پارچہ تین رقم جواہر سے سرفراز ہوا وضع لباس و صورت شریف اوس وزیر کی
خلاف روساے ہند و دکن تھی چہرہ بے ریش و بروت قامت بلند سینہ فراخ زیب جانفزے صورت
اوسپر حکمہ پیا ہوا قباے دامن دار اور ایک لباس فتوحی نما چار آئینہ کی صورت مخمل سرخ سے
کلابتونی کام کی زیب تن اور کلاہ ہشت گوشہ سر پر فرین مگر شبیہ برگ درخت انبہ طلائی
نصب اور ایک سوراخ بھی اوس کلاہ مین بقدر گنجائش بیضہ مرغ اور کنارے اوسکے طلا کا
اور دونون شانون کی طرف دو پر مخملی کلابتون کا کام کیے ہوئے اور وہ سکہ مضروبہ جو کشتیون مین

رکھے تھے چہرہ دار تمہیدی کے برابر ناگری حرفون سے منقش وزن مین چار چار تولے سے
سکہ اشرفی وروپیہ کم نہ تھا اور ترجمہ کرنیوالے لغت پیکو وزبان اردو کی ہمصورت اہل بنگالہ ہمراہ
تھی وضع اونکی ظہور اونکی خالی شان وشوکت سے نہین اور نام خدا نام اوس تاجی کا نیوسیو اون بنگلار کہیو
تھا اور سیم پادشاہ ملک پیکو حسب استفسار ان لفظون کے ساتھہ بیان کیا کہ نام ہماری بادشاہ کا
چیتان چھپین سکان سکتن مہیدراکی ہبور زبان زد خاص وعام ہے اور ترجمہ ان لفظون کا وقت سوال
یہ اظہار کیا صاحب دو لاکھہ سوار وصاحب کان طلا وصاحب فیلان سفید - غرض یہ صورت شبیہ
خالی عجائب المخلوقات سے نہ تھی چنانچہ مرتضے خان مصور نے کہ بہزاد ثانی خطاب تھا حسب الحکم سلطانی
شبیہ اوسکی کھینچکر وقعات سرکار مین داخل کی المختصر سوئیر ببعد ملازمت بادشاہ دین پناہ سیر و
سیاحت کے واسطے جیپور وغیرہ راجواڑہ کی طرف روانہ ہوا اور احکام گورنری سرداران انگریزی
کو نام جو بلاد ہندوستان مین مامور تھے اوسکی تعظیم وتوقیر کے واسطے نافذ تھی ذکر اسکا اپنے
مقام پر بہ تصریح زیب قلم ہوگا اور اوسی زمانہ مین جیکا نمبر اوپر لکھا اور راجواڑہ کی طرفون مین
سیواڑے دھوندھار تک بلائی قحط سالی نازل لاکھون آدمی عورت ومردان ملکون کے منتشر ہوکر
آکر کارخانجات سلطانی عمارات اور تعمیرات خانہ وسرداران انگریزی مین مزدورون کی طرح
بسر کی اور جو لوگ اوس زمرہ سے صاحب دولت تھے اونھون نے اکثر شاہجہان آباد وغیرہ
شہرون مین دکانین تجارت کی آراستہ کین اور یہی زمانہ تھا کہ عمارات سلیم گڑہ بلندی فصیل
دیوار پر نہایت عظمت وآبرو کے ساتھہ کمال تکلف سے آراستہ ہوئی ایک طرف دریاے جمن
نیچے اوسکے جاری کیا گیا اور دوسری جانب باغ نہایت شاداب وسرسبز بنایا اسیواسطے
سلیم گڑہ کا خطاب نور گڑہ قرار دیا اور اونھین دنون مین راجہ بختاور سنگہ رئیس ریوڑی نے وفات
پائی ذکر اسکا اپنے جگہہ پر آئیگا چنانچہ ملازم اس سرکار دولتمند اور آبرودار میان بہشتی خان
اور رکنون خان وغیرہ کے مانند جو ہزارون روپیہ کے نوکر تھے موقوف ہوکر بارگاہ فلک اشتباہ
مین حاضر اور ملازم ہوئے اور اوسیوقت مین اختیار فتح بلاد کشمیر وملتان آئندہ گردش ہوئی
اور شکست نصیب ہونا درانی پٹھانون کا لاہوری سکھون کے ہاتھون اور چشم بد دور نظر بند ہونا
شاہزادہ شجاع الملک ابن تیمور شاہ درانی کا سرکار رنجیت سنگہ مین کہ اپکو بادشاہ لاہور

لکھا تھا دریافت خلاصہ یہ مضمون بتشریح سکھون کے حال مین قلمبند ہوگا اور اوسی ہنگام کا ذکر کہ سررشتہ اخبار نویسون کی بود و باش کا تمام راجواڑہ مین حسب تجویز منتظم الدولہ رزیڈنٹ بہادر قرار پایا چنانچہ جا بجا انگریزی اخبار نویس ہندو مسلمان یعنی منشی دیبی داس کہ سابق کچہری کلکٹری ضلع بریلی کا منشی تھا اور فی الحال چند عرصہ سے یہان امیدوار اور میر نجابت علی وغیرہ روانہ ہوئے اور اوسی سال انتقال فرمایا وزیر الممالک یمین الدولہ بہادر اور اجلاس کرنا مسند وزارت رفعت الدولہ غازی الدین حیدر خان بہادر فرزند رشید کا مسموع ہوا اور ایک سو ایک اشرفی نذر والا عرضداشت سمیت نظر ہمایون حضرت ظل سبحانی مین معرفت صاحب رزیڈنٹ گذری مقرون اجابت ہوئی اور اونھین روزون مین اخبار بریلی و بنارس سے کیفیت بلوائے رعایا جہت اجرای ٹکس واضح ہوئی کہ ابواب جدید ارباب عدالت انگریزی نے رعایائے مذکورین پر بواسطہ قانون تازہ جاری کیے تھے شرح اس معاملہ کی بھی اپنے مقام سے متعلق ہے —

ذکر دو لفظ ہیون تولف کا کہ بوقت نزول دائرہ دولت نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا بہادر وقوع مین آئین

مشیت الٰہی مین فرشتون کو دخل نہین کیا مجال کہ یہان بقول آتش ع کہ سید ہی بات کو سمجھین ہین رمز آشنا اوٹھی ہو اور دیباچہ سال جلوس دوازدہم سے یہ کیفیت بخط ساغر قلمبند ہوتی ہے کہ عرضداشت نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا بہادر اس مضمون سے ملاحظہ اقدس بندگان حضرت مین گذری کہ بندہ واطراف مغرب ہندوستان کے سیر و تماشا کے واسطے بتاریخ فلان کشتی و بجرہ کی سواری پر براہ دریائے گنگ روانہ ہوا اور بندگان حضرت کو اطلاع دی غرض اس مضمون آبدار سے تازہ آتش فکر و خیال باطل و وہم کمال اضطراب کے ساتھ دونون مین ہر ایک کے مشتعل ہوئی کہ اظہار تاریخ روانگی نواب گورنر جنرل بہادر نے اور یہ کلمات گرمجوشی اشتیاق ملازمت کس غرض سے مندرج عرضداشت کیے ہین بہرحال یہ معما سمجھنے کے قابل ہے لا محالہ صاحب رزیڈنٹ بہادر سے جہت حل عقدہ پیچ و پُرخم بہ دار بواسطہ شاہ باز خان سررشتہ ہوئی اوسکو ون نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت دائرہ دولت اس نواح کے قریب رونق بخش ہوگا اونکا مفہوم والا بتصریح سمیت نافذ ہوئین گے ابھی یہ کتاب اظہار نہین ہوسکتا مگر اسقدر معلوم ہے کہ اگر حضرت ظل سبحانی

التماس نواب گورنر بہادر منظور نظر چشم قبول ہوگا تو بیشک تشریف لانا بہادر ممدوح کا دار الخلافت
مین کئی شرطون کے ساتھہ کہ انکشاف اونکا بروقت ممکن ہی ہوگا خلاصہ ان باتون سی طبیعت
دور اندیش مقربان حضرت مطلب کو پہونچی جواب عرضداشت مذکور اس مضمون سی بہ عبارت فارسی
قلمبند ہوا - کہ نہضت این سمت موجب خوشنودی ما بدولت شدہ آن فرزند ارجمند کہ بمراتب پاسداری
وقرائن اعزاز سلطنت سرگروہ امراے اعظم الشان اند یقین کہ بحسب قرائن این دربار کما حقہ خواہند کوشید
وما بدولت را کہ مشتاقم بدیدار خود مسرور خواہند گردانید فقط بعد اسکے ظاہر ہوا کہ ملاقات نواب
گورنر بہادر بعد استقبال و مشایعت اس طریق پر منحصر ہے کہ ہم بزمی و بغل گیری و معانقہ برابری
ونشست کرسی لوازمہ محبت و اتحاد ہمیشت درمیان مین رہی خلاصہ با وصف زوال ستارہ اقبال
سلطنت عہد امیر تیمور سے اس زمانہ تک کہ تفاوت زمین و آسمان ہے فراج حضرت عرش پر ستان نشست
کرسی خلاف شان و عظمت سلطنت سمجھکر جناب منتظم الدولہ مسٹر مشکلف بہادر کو بلاکر ارشاد کیا کہ اگر ما بدولت
ملاقات نواب گورنر بہادر خلاف قانون و قاعدہ کرین تو کون صورت فائدہ کی ظہور مین آئیگی صاحب ممدوح نی ارسطو فکر
ونکتہ فہم تھی جواب دیا کہ کچھہ فائدہ متصور نہین پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر نہ بلاؤن تو کون ضرر متعلق سلطنت ہی چنانچہ پھر صاحب موصوف نے
وہی کلام کیا کہ کچھہ ضرر نہین یہ سنکر حضرت نے ارشاد کیا کہ جسوقت ملاقات صاحب موصوف سی نہ فائدہ متصور ہے
اور نہ امید ضرر پھر کسواسطے نقد وقار سلطنت ہاتھہ سے رائگان دون آخرکار یہ بات قرار پائی کہ
ایک شمشیر ولایتی حضرت ظل سبحانی کی طرف سے خواجہ فرید الدین خان لیکر منتظم الدولہ کے ساتھہ
دار الخلافت سے روانہ ہوئے اور مقامات مراد آباد مین پہونچکر پیش کی چنانچہ نواب گورنر جنرل بہادر نے
عوض شمشیر مذکور ایک ولایتی بگھی چار گھوڑون کی کہ نہایت نفیس و قیمتی تھی بطریق تحفہ ارسال بارگاہ
سلطنت فرماکر مقامات مراد آباد وغیرہ سے مراجعت فرمائی اور جو عمائد خواجہ مذکور کے ساتھہ گئی تھے
وہ بھی انعام و قیمتی خلعتون سے سرفراز ہوگئے مگر صورت مکدر نے آئینہ ضمیر منیر والا مین قیام کیا
لیکن بعد خرابی بصرہ ہمون آتش در کاشانہ شانی ہے سچ ہے اور قول بزرگون کا درست کہ
جسوقت طائر اقبال پر و بال نکال کر دم پرواز بھرتا ہے انسان جو کرتا ہے برعکس کرتا ہی دشمن
دوست اور دوست دشمن نظر آتا ہے القصہ اب تک انتظام امور سلطنت امیر الدولہ نوازش خان کے
ہاتھہ کچھہ ظہور مین نہ آیا پھر خواجہ فرید الدین خان وزیر الدولہ نے خلعت مدار المہامی بواسطہ خفت

رکن الدولہ حاصل کیا اور وہی حرکتین جنکا بیان زیب قلم ہو چکا ہے شروع کین اور عہدۂ رزیڈنٹی سے
منتظم الدولہ بہادر تبدیل ہو کر نظامت چھپرہ پرگنہ کی جانب کلکتہ روانہ ہوئی اور عہدۂ خزانہ پرورش خان
برادر امیر الدولہ اور عہدۂ خانسامانی سید میر خان برادر محمد میر خان پسر خورد شاہ نظام الدین کے
نام بعد اخذ زر پیشکش عطا ہوا اور محمد رضا خان پسر نجم الدولہ مرحوم معہ عہدۂ رخصت پڑھکر عازم بیت اللہ ہوئے

ذکر تغیر و تبدیل رزیڈنٹی و مختاری رکن الدولہ کا بسبب نیکنامی و دولت خواہی کے بدنام و معزول ہونا مع دیگر سوانح دار الخلافت کے

بعد روانگی منتظم الدولہ عہدۂ رزیڈنسی کو جرنیل اختر لونی بہادر نے سرفراز فرمایا چنانچہ اوس
زمانے مین درمیان امرائے بادشاہی صورت نزاع واقع ہوئی دبیر الدولہ کو اپنی دانشمندی
اور کفایت شعاری پر ناز تھا اہل دربار شاہی نظرون مین طفل مکتب تھے اور رکن الدولہ کو
سبق کتاب غرور یاد تھا گویا کہ ہمی ابجد دبیر الدولہ کا یکقلم مین باعث ہون اور عہدۂ خانسامانی
جو سید میر خان کو ملا مین سبب ہوا اور بنظر پرورش عہدۂ خزانہ پرورش خان کو مینے دلایا اور
سوائے ان باتون کے یہ بھی تصور تھا کہ ہمنے آغوش بیگمات مین پرورش پائی ہے اور عقدہ کشایان
جملہ امورات محل کے میرے ناخن تدبیر سے وابستہ ہین اور یہ بھی پیش تشخیص تھا کہ مصالح
بندگان حضرت مین ہون اور محل مین محل بے محل اور حضرت ظل سبحانی تک بھی تا محل رسائی حاصل اور
سید میر خان جو پیشکش دیگر عہدۂ خانسامانی پر مسلط ہوا تھا یہ بات ذہن نشین تھی کہ اس عہدہ مین
غبن اور خیانت بہت ہے لیکن بعد مداخلت دریافت ہوا کہ جملہ گمان باطل تھا آخر منغص ہو کر وہ
علاقہ اپنے فرزند کے نام کہ درماہہ بھی قلیل تھا مقرر کرا کر اب تلاش معاش اور نوکری کے واسطے
شہر سے نکلا اور دبیر الدولہ نے رکن الدولہ سے تنگ آ کر شکایتین کسی حضور رزیڈنٹ مین
شروع کین چونکہ اون دونون باہم صحبت موافق تھی لہذا صاحب ممدوح نے سفارش دبیر الدولہ
کئی مرتبہ حضرت جہان پناہ سے کی اور زبان ثنا و صفت سے آشنا چنانچہ تقدیر خلاف تھی یہ تدبیر اور بھی
باعث ضرر دبیر الدولہ ہوئی یعنی حضرت اقدس کے ذہن نشین ہوا کہ دبیر الدولہ نہایت انگریز پیچ

نازان ہے اسکی فکر مین ہوئی اب بدخواہان دبیر الدولہ کو گنجایش شکایت زیادہ ہوئی تجسس خیانت
مین خاک اوڑانی شروع کی اتفاقاً اوس زمانے مین جملہ عمارات محل متعلقے سے ایک مکان تھا
کہ چھت جسکی تانبے سے تعمیر تھی اور گمان صادق تھا کہ بیشک کچھ خزانہ اسمین پوشیدہ ہے دبیر الدولہ
اوس باب مین حضرت سے کہہ سن کر کھدوانے کی اجازت حاصل کی بعد مسماری قلعی اوسکی کھلی کہ
خیال دفینہ باطل تھا اور خواب پریشان ناچار وہ تانبہ دار الضرب مین بھجوا کر مضروب ہوا خلاصہ اس
مقدمے مین خیانت ہزارون روپے کی ذمہ دبیر الدولہ اور نواب محمد میر خان جسکو عہدہ دیوانی
بیگم صاحبہ تفویض تھا ثابت ہوئی غرض جو ارباب اس فعل مین شریک تھے اونکو حکم معطلی نافذ ہوا
اس بیچ مین اکثر دبیر الدولہ بھی خانہ نشین ہوئے جب ساغر عمر لبریز ہوا قریب تھا کہ چھلکے جملہ متروکہ اپنا
لڑکون کو تقسیم کر دیا کہ بنیاد نزاع باقی نہ رہے آخر دار الانتقال سی رحلت کی اب وہ رکن الدولہ جو کہ تھا
اور مسٹر راس بہادر کہ صاحب قلم تھے جرنیل اختر لونی بہادر کی عوض رزیڈنٹ ہوئے چنانچہ رکن الدولہ
اور رزیڈنس سے صحبت بہت درست تھی خلاف نہ تھا اور درحقیقت رکن الدولہ نے اپنی مدار المہامی
مین اکثر کار نمایان کیے عرضیان چاشت خوارون کی جو حضرت دستخط فرماتے تھے اوسپر بھی یکقلم
حرف آیا اور جملہ کارخانجات بیگم صاحبہ پر مسلط ہوا مصارف بیجا اور بیجا سی محل کے آگاہ تھا ایسا انتظام
کیا کہ تھوڑے دنون مین زر فاضلات خزانچی ادا کیا اور اسباب جلوس سلطنت کو آرایش دی
ہودجہاے نقرئی اور سازہاے طلائی و میناکار اور مرصع آلات اور جواہرات جو اسباب شان
وشوکت سلطنت کے واسطے چاہیے مہیا کیا اور ہر روز اسباب عمدہ ہزار پانسو روپیہ کا لا کر حضور اقدس
مین حاضر کرتا تھا چنانچہ ان کارپردازیون سے ہمہ تن حضرت ظل سبحانی کو رضامند اور صاحب رزیڈنٹ
بہادر سے بھی بنظر دو تنخواہی امور سلطنت و عہدنامہ بھی جرنیل لارڈ لیک بہادر وہ سوال جواب معقول
کیا کہ مسٹر راس بہادر نے رپورٹ جانب کلکتہ روانہ کی اور سوا اوسکے زبان مبارک سے فرماتی تھی
کہ ہم نہین جانتے کہ کس راہ اور کون حجت سے اہل کونسل عہدنامہ مذکور پر عمل نہین کرتے خلاف ضابطہ
عمل مین لاتے ہین غرض یہ زمانہ مدار المہامی رکن الدولہ بڑے آرام و لطف سی گذرا جملہ وابستگان
سلطنت کی بروقت تنخواہ تقسیم ہوتی تھی کسیکو مقام شکایت نہ تھا لیکن بوجہ اس فتح عظیم کے نقش حکومت
بیگم صاحبہ مٹا دیا تھا اور اس درجہ آنکھ بند کھینچا تھا کہ روبرو کسی کے سر فرو نہین لاتا تھا اور ہر ایک کے

پاس مراتب سے دور آخر کار ارباب غرض اوسکی فکر و تدبیر مین عرق ریزیان کرنے لگے اور یہ صورت
پیدا کی کہ ابتدای سلطنت سے مضمون ناموافقت حضرت ظلسبحانی و ولیعہد بہادر سے زبان زد خاص و عام تھا
اور دوسرا اوسپر یہ تھا کہ جسوقت مرزا جہانگیر بہادر زخمی ہوئے تھے اکثر اہل قلعہ کو یہ گمان تھا کہ
حسب اشارہ ولیعہد بہادر یہ صورت فساد واقع ہوئی چنانچہ یہ امر اور بھی باعث برہمی مزاج اقدس
ہوا تھا اس وجہ مدار المہام پاسداری ولیعہد بہادر سے دور رہتا تھا مگر یہ معاملہ خلاف راے صاحب
رزیڈنس تھا ظہور پایا یعنی نارضامند ہو کر مقدمہ کو روبکار فرماتے تھے اس نظر سے رکن الدولہ کو
بہ نسبت اور شاہزادون کے اطاعت ولیعہد بہادر منظور نظر تھی لہذا چند غمازون نے ایکدل ہو کر
بوضع مختلف بندگان حضرت سے بیان کیا کہ رکن الدولہ ولیعہد بہادر سے ساز و باز رکھتا ہے اور کوئی
کاغذ جعلی مہر رکن الدولہ سے خلاف بنا کر پیش کیا اور بعض بیگمات بخصوص مسیتی بیگم ساتھہ کہ اوباش
اور آوارہ وضع تھی تہمت جو خلاف وضع رکن الدولہ تھی لگائی اور دیانتداری مین طرح طرح کا
بٹہ لگایا اور خلل اندازیان کین آخر یہانتک طول کھینچا کہ مقدمہ محالات کوٹ قاسم وغیرہ کا درپیش کیا
اور درخواست اضافہ جمع رکن الدولہ پر کسی شخص دولتمند کی لا کر حاضر کی لیکن بمقابلہ رکن الدولہ
کہ نہین سکتا تھا ناچار نبی بخش خان عرض بیگی نے کہ بدخواہ رکن الدولہ تھا شاہزادہ سلیم کو روبرو
رکھکر جو زر نقد سالیانہ کوٹ قاسم قرار پایا تھا اپنے سرسبزی سخن کی واسطے نقد لا کر حاضر کر دیا القصہ
آئینہ ضمیر حضرت قدر قدرت صورت رکن الدولہ سے مکدر ہو چکا تھا اور اب تازہ سردست زر نقد
یکمشت خلاف سابق ملاحظہ فرمایا خیانت حد ثبوت کو پہونچی دامن لطف و عنایت جو جانب رکن الدولہ
دراز تھا کوتاہ کیا مخالفت مجرا ہوئی اور اسقدر آزردہ خاطری نے رنگ جمایا کہ اکثر کلمات سخت زبان مبارک سے
خلاف عادت صادر ہونے لگے غرض باعث اغوا و فساد رشد زادہ مرزا سلیم بخت بہادر تھے کہ
بعد مرزا جہانگیر بہادر نظر محبت بادشاہ انپر زیادہ تھی جملہ حل و عقد مقدمات امور سلطنت انکی متعلق تھے
اب اور سوانح چند جو بر روے کار آئے سلسلہ بندی مقدمات کے لیے پیش و پس سے دنون کے
مجبور ہو کر قلم انداز نہین کیا آغاز سے انجام تک مسلسل پہونچایا اگر مہینون اور سنون مین صورت اختلاف
واقع ہو تو ارباب تاریخ دوست چشم پوشی فرمائین ایک مقدمہ اور سانحون سے معاملہ انقلاب
لکھنؤ ہے کہ وزیر الممالک رفعت الدولہ غازی الدین حیدر نے بادشاہ بنکر اورنگ شاہی اور تخت جہانبانی

ملک اودہ گورہ نو بخشی وہین اسکی طلسم لکھنؤ مین بفصل قلمبند ہوئی المختصر بہ اعتبار حشمت تیمور
جو سوہان روح تھی سنکر مزاج بندگان حضرت نہایت رنج و اندوہ مین مبتلا ہوا دو تین دن سریر
سلطنت پر قدم نہین رکھا اور دربار عام موقوف رہا صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پیام دیا کہ حال الشاہی
زمانہ ایسا ہے کہ بندگان موروثی جادۂ اعتدال و راہ اطاعت بارگاہ سلطانی سے منحرف ہوکر
مصدر بے اعتدالی ہوئے کہ حکومت سلطانی نقش آب کے مانند اونکے سرون سے اوٹھی اوسپر
بھی سکہ مراد اونکا نہین بیٹھا اب اطلاق لفظ بادشاہی کہ فقط نام اوسکا اس صفحۂ خاندان تیموریہ
مین باقی تھا اپنے نام زد کیا زیادہ اس سے اور کون ظلم و ستم واقع ہوگا افسوس کہ باوجود تم
ایسے دولتخواہون کے عہد حکومت مین نوبت وقار سلطنت اس ذلت کو پہونچی اور نظرون مین
مابدولت کے درحقیقت درویشی اس سلطنت سے کہین بہتر ہے اور منظور تھی کہ اب خاندان تیموریہ
کے واسطے نام سلطنت باقی رہے درگاہ خواجہ قطب الدین کافی ہے اگر اللہ تعالی نے کوئی سامان
مہیا کیا تو تمنای روانگی بیت اللہ بھی گوشہ نشین خاطر ہے چاہیئے کہ اس مقدمہ مین نواب گورنر جنرل
بہادر کو تحریر کیجیے القصہ جنرل اختر لونی صاحب بہادر کہ اس زمانہ مین رزیڈنٹ تھے بارگاہ سلطانی مین
حاضر ہوکر کسیطرح راہ اطاعت ظاہری سے قدم باہر نہین رکھا اور حرف معذرت بہ انواع تملق زبان پر
لائے لیکن چند مدت قلعہ اور تمام شہر مین عجیب ہنگامہ حشر برپا تھا گویا قالب بے روح بے روح تھا
اور جو شور اور غوغا نوحہ اور شور کے ساتھ عورات محل سے مین پڑا تھا اوسکی کیفیت بیانی مین زبان قلم
دم تیغ سوزان بجہتی ہے ناگفتنی بہ آخر حکم ہوا کہ تمام شاہجہان آباد مین نام وزیر الممالک بخطاب وزارت
زبان پر نہ آئے اور اکثر خود بدولت زبان مبارک سے ارشاد فرماتے تھے صفدر جنگ نے بھی احمد شاہ کے ساتھ
بے اعتدالیان کی تھین ع این خانہ تمام آفتاب ست ہو سوای گردش فلک ناہنجار دوسرے کی شکایت
نہین آخر بہ سعی رزیڈنٹ بہادر چند روز کے بعد نوبت دربار پہونچی اور تخت موروثی جہت نشین سر نو مرتب ہوا

مقرر ہونا کچہری اجنٹی کا

حسب تجویز نواب گورنر بہادر بہ بابت کچہری کے بجای رزیڈنٹ صاحب ایجنٹ مقرر ہوکر سوال جواب
بادشاہی متعلق اوسکے رہے اور انگریزی سررشتہ دار و مدار سوال جواب راجوارہ کے واسطے مامور ہوا
چنانچہ جنرل اختر لونی رزیڈنٹی سے معطل ہوکر مختار کار امور راجوارہ بنے اور مسٹر اس عہدۂ اجنٹی پر

بجای رزیڈنٹ حضور اقدس مین مقرر ہوئے المختصر اس زمانہ مین عدالتین دیوانی و فوجداری کے
کام جسطرح بریلی و فرخ آباد مین کہ عمل قدیم انگریزی تھا ہوتی تھے اوسیطرح شاہجہان آباد مین
بھی حسب سررشتہ و ضابطہ قانون انگریزی انفصال ہونا مقدمون کا شروع ہوا یہان ابتک وہ
قوانین جاری نہ تھے حسب قاعدہ قدیم جو سلطنت و ریاست مین مرسوم تھا یعنی بہ سفارش و اعانت
ارکان دولت مقدمات انفصال ہوتے تھے اب حسب تجویز گورنر بہادر انگریزی قانون جاری ہوا
اور مسٹر الیٹ صاحب ضلع بریلی سے آکر ایجنٹی پر مامور ہوئے پوشیدہ نہ رہے کہ رزیڈنٹی عبارت وکالت
سے ہے اور ایجنٹی نیابت گورنر سے متعلق لہذا مرتبہ اسکا افزون تر تصور کرنا چاہیے اب بالکل رنگ
حسن سلطنت میلا ہوا اور ستارہ حکومت انگریزی چمکا کچہری ایجنٹی مین منشی محمد حسن منشی سلطان سنگہ سررشتہ دار

آنا نواب ناصر جنگ کا

یہ رئیس اولاد و خانوادہ بنگش سے تھا ذکر انکا بیان حال خاندان افاغنہ بنگش مین آئیگا نواب ناصر جنگ
ابن مظفر جنگ شوکت خطاب تھا عالم شباب سن بیس برس سے زیادہ نہ تھا زیارت مزارات اولیاے
نواح دہلی وارد دار الخلافت ہوئے وقت ملازمت بندگان حضرت قدر قدرت ایک سو ایک اشرفی
نذر و دیگر کشتیان تحفون کی پیشکش کین خلعت گران سے رقومات جواہر و اسپ و فیل سمیت سرفرازی
پائی اور الوش خاصہ سے عنایت ہوا چونکہ خمیر اس سرزمین کا تھا عارضہ چیچک مین چراغ حیات کشتہ
ہوا داغ حسرت دیا اور اوسی ایام مین نواب ذوالفقار جنگ شمع خاندان پیشوایان برادر نواب
شمشیر جنگ رئیس باندہ سے رونق بخش شاہجہان آباد ہوکر دولت ملازمت و آستانہ بوسی بندگان حضرت
سے کامیاب اور خلعت فاخرہ سے ہاتھی گھوڑے سمیت مخلع ہوئے اور اپنی دار الریاست کی طرف
مراجعت فرمائی راجہ بنارس بڑی عظمت و شوکت و دولت و حشمت کے ساتھ سیاحت اطراف
مغرب اور تیرتھون کے اشتیاق پر جس مین چند روز سیر و تماشای شہر لکھنؤ دیکھکر رونق بخش شاہجہان آباد
ہوئے ایک سو ایک اشرفی نذر ملازمت اور تحائف بنگالہ و بنارس گذرانکر خلعت گرانمایہ مع رقومات جواہر
مخلع ہوئے اسپ و فیل و پالکی خاص سے سرفراز و ممتاز مدت تک شاہجہان آباد مین رنگ قیام
جمایا کامو قوال شاگرد غلام نبی شوری اور جعفر خان ربابیہ اور اولاد چھجو خان وغیرہ مطربان نام آور
خوش نغمہ صاحب جوہر راجہ ممدوح کے ہمرکاب تھے اونھون نے ساز اپنے کمال کا بجایا اور

شاہجہان آبادی خوش گلو کلاونت مشہور و معروف ہین اونسے روبروی راجہ ممدوح و عمائد شہر
صحبت غنا و سرود مین نوبت مقابلہ آئی لیکن یہ بے ساز و سامان ناسازی زمانہ سے بے بضاعت
اور بدولت فضل آلہی اوسکا تال اور میل عشرت کے ساتھہ درست اور اوسی زمانہ عشرت توامان
جشن نوعروسی رشد زادہ مرزا سلیم بخت بہادر دختر مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے ساتھہ منعقد ہوا
اس جلسہ مین اہتمام زیب النسا بیگم زوجہ شہہ و صاحب خانہ عروس ہین تھا بڑے جشن تکلف سی کہ تصریح
اوسکی باعث طوالت ہے بزم شادی نے رونق پائی انعام اور خلعتون کے جو ارباب مستحق تھے
مالامال ہوئے چالیس پچاس سردار انگریزی عالیشان و ذی رتبہ بھی شریک محفل عشرت ہو کر مورد
عنایات سلطانی ہوئے اور ارکین دربار بھی اپنے فراخور حال خلعت وغیرہ سے فیضیاب و مخلع ہوئے
المختصر مرزا سلیمان شکوہ بہادر نے اپنی والدہ محترمہ کی وضع بود و باش لکھنؤ کی وجہ طریقہ اثنا عشری
کمال غلو کے ساتھہ اختیار کیا تھا جملہ صاحبزادیان اور صاحبزادے انکے اسی رنگ مین ڈوبے ہوئے تھے
بلکہ ارباب قلعہ مبارک و اولاد تیموریہ کو بھی اس مذہب کے ساتھہ بدنام کیا تھا اور مرزا سلیم بہادر
خلاف اسکے پیر محمدی خلیفہ مولوی فخرالدین چشتی سی بیعت حاصل کیے ہوئے ہرچند انھون نی رنگ اپنا
جمایا مگر اوس بہار بوستان عصمت کو اپنے طریق پر لائین لیکن اس نخل تمنا و کوشش نے پھل نہ دیا
اور شجر آرزو بار ور نہوا آخر کار زن و شوہر مین گل و بلبل کی رنگ صورت نفاق حسب اتفاق پیدا ہوئی
اور اس روش باہم صحبت خار ہوئی کہ مرزا سلیم بہادر نے اوس گلبدن کو اپنے گلستان عشرت سے
صورت خزان نکال کر جانب لکھنؤ رخصت کیا کہ اوسنے جاکر خانہ پدر کو آباد کیا مگر شہرہ حسن و جمال
اوس عروس خجستہ خصال کا عالمگیر تھا جو کچھہ آتش افروزیان اوس شعلہ رخسار کی وجہ سے روی کار آئین
وہ طلسم لکھنؤ مین کلک آتش فشان شعلہ افشانی کریگا خلاصہ بعد والی عروس مذکور مرزا سلیم بہادر اپنے
خاندانی عورت جو ہم مذہب و ہم طریق تھی سے دوست ہم پہونچا کر طرح عقد ڈالی اور اوسکے عشق مین
شہرت نصیب ہوئی غرض یہ زوجہ ثانی زوجہ اول کی حسن صورت مین بہت کم تھی مگر حضرت عشق کو
تمیز کہان بقول معروف لیلی را بچشم مجنون باید دید بہرصورت مرزا سلیم بہادر ہزار دل سے فریفتہ و
عاشق زار زوجہ ثانی کے تھے کہ زبانون پر اہل شاہجہان آباد کی حکایتین اور داستانین جاری تھین
اور جسطرح کیفیت عنایت نواب ممتاز محل صاحبہ نسبت راجہ جیسکہہ راے زبان زد خلائق تھی زیادہ دوسری

زوجۂ ثانی حسینی بیگم مرزا سلیم بخت بہادر کی مسمی سوہن لال کا تھہ نسبت شائع خطاب راجگی و اسباب امارت
حاصل اور جملہ حل و عقد امور سلطنت بوجہ مختاری مرزا سلیم بہادر سوہن لال سے متعلق تھا چنانچہ اسکی گرمی
بازار ارکین شاہی سرد کیا جو شخص خلاف اوسکے چلا اوسکو ذلت کے ساتھ شہر سے خارج کیا
خصوصاً اوس شخص کا دشمن جانی تھا جسکو پیوستگی سرکار انگریزی سے حاصل تھی چنانچہ شمس الدولہ بخشی
محمود خان اور اشرف الدولہ اشرف بیگخان پر وہ ظلم و ستم اسکے ہاتھون سے گذری کہ وہ صورت آئینہ متحیر

ذکر اختیار پانا مرزا سلیم بہادر و نیابت راجہ سوہن لال مع دیگر سوانح کے

اب تمام عمدہ ارکین سلطنت سے ثالث بالخیر تین شخص باقی رہے جنسے بندوبست امور سلطنت متعلق تھی
اور حضوری صاحب رزیڈنٹ تک رسائی حاصل ایک راجہ سوہن لال مدار المہام دوسرے بخشی میر محمود خان
نام تیسرے میر اشرف بیگ خان ناچار یہ دونون اپنی حفظ آبرو و بقاے ثروت کے لیے ہر دم کلمہ اطاعت
راجہ مذکور بھرتے تھے اور کلام تلخ و ترش بھی انکے علاوہ سوہن سے زیادہ ترشیدین کسواسطے کہ جملہ
نظم و نسق سلطنت مرشد زادہ سلیم بہادر سے تعلق تھا اور سرداران انگریزیہ خصوص صاحب رزیڈنٹ بہادر کا
معاملات قلعہ کی طرف انکے سے التفات باقی نرہے اور گرم بازاری نواب ممتاز محل صاحبہ بھی بوجہ رکن الدولہ
سرد ہوئی اور حضرت قدر قدرت بھی حسب عادت ہاتھون سے ارکین سلطنت کی مجبور تھی لیکن گلشن سیاست
مین بخوبی تمام طوطی شاہزادہ بولتا تھا یہ وجہ اور بھی مجبوری کی سبب غمگینی خاطر عالی تھی اور انتظام امور
خانگی مثل مصارف سلطنت وغیرہ کارپردازی رکن الدولہ سے ظہور مین آچکا تھا اور اداے فاضلات خرچ
سے بھی نجات مل چکی تھی اور مرزا جہانگیر بخت بہادر بھی کہ مصارف عمدہ رکھتے تھے گلشن ہستی سے جانب
گلزار فردوس بہ رنگ نسیم ٹھنڈی ٹھنڈی ہو جا چکے تھے یہ حریف بہ سر مقابلہ تھا یہ افزائش مصارف ستارۂ
اقبال مرشد زادہ برج شرف مین تجلی افروز اور میدان خار و خاشاک اغیار سے صورت کف دست صاف
توسن طبع چالاک شاہزادہ و راجہ سوہن لال مطلق العنان ہوا سے خودسری دماغون مین سمائی وہ
باتین خلاف اور حرکتین نامطبوع ظہور مین آئین جو شایان حال سرکارین عالیین نہ تھین اون
سب سے یہ ایک عمدہ ہے کہ اون دونون اخبار کلکتہ سے گوش گذار ہوا کہ نواب گورنر جنرل بہادر
اور اکثر سردار انگریزی متوجہ مہم ملک آشام ہوے ہین اور غلبہ حریف نے ہندوستان مین شہرت
پائی ہر چند یہ خبرین محض غلط تھین کوتہ اندیشون نے بسبب ہیر کی اوڑائی تھین لیکن مرشد زادہ

مرزا سلیم بہادر ہولکے گھوڑے پر سوار ہوکے رامپور وغیرہ کے پٹھانون سے خدا واسطے ملحوظ خاطر ہوئی
اور اسیطرح والد مرشد زادہ مذکور نے کہ زوجہ نواب امیر خان سے کوئی نسبتی سلسلہ مربوط تھا راہ و رسم
خط و کتابت جاری کی خلعت و تقریب اور تحائف نادر در پردہ بھیجکر نواب مذکور کو اپنے زمرۂ اہل جماعت
مین قرار دیا غرض یہ سبب آتش افروزیان راجہ سوہن لال دشمن آبرو کی تھین یہ راجہ پہلے بہت کم رتبہ
زمرۂ متصدیان خاصہ کلان ذیل ضمانت الله خان داروغہ مین ملازم تھا چند اوقات ہمراہ امیر الدولہ بہادر کے
رہا بعد اسکے کچھ دنون متصدیان باورچیخانہ مرزا جہانگیر بخت بہادر مین دیگ اسکی گرم رہی جب یہان
کچھڑی نہ پکی گس شیر کی صورت اخراج ہوا گوالیار مین پہونچا سر دست کسی رسالہ کے وکیلون مین
منسلک ہوا گھوڑے شرارت کے دوڑائے بعضی جماعہ دارون مین وہ آتش فتنہ مشتعل کی کہ باہم صورت
نفاق سرد مہری کے ساتھہ واقع ہوئی قریب تھا کہ رنگ خونریزی چمکے مگر شرارت اوسکی قلعی کے
مانند کھل گئی جان و آبرو کی دشمن ہوئی آخر مجبور ہوکر وہان سے براہ کرنیہ شاہجہان آباد مین
آیا صاحب قسمت تھا کارخانہ حسینی بیگم مین ملازم ہوکر منظور نظر ہوا اور بواسطہ سعی بیگم مذکور ملازمت
مرشد زادہ سلیم بہادر مین پہونچا یہ رتبہ نصیب ہوا ذرہ سے آفتاب بنا المختصر وہ اخبار وحشت آثار
جارج مسٹر ایلیٹ بہادر رزیڈنٹ کے سماعت مین حرف بحرف پہونچی تجسس و تحقیق کے درپے
ہوئی مرشد زادہ سلیم بہادر نے محض انکار کیا اور اوس زمانہ مین کوئی شخص ایسا دربار خاص شاہی مین
نہ تھا جو خبر تحقیق وہان تک پہونچاتا راجہ سوہن لال نے حلہ انگیزی پیدا کر لیا تھا اور اوسی وقت مین
شاہ بغدادی نام ایک شخص شاہجہان آباد مین آیا اور آپکو اولاد غوث الاعظم سے پیرزادہ ظاہر کیا
کچھہ دنون نواب محمد میر خان ابن شاہ نظام الدین کے مکان مین رہکر مرزا غلام حیدر خسر مرزا جہانگیر بخت
بہادر کو اپنا مرید بنایا اور یہ نواب لیاقت و دولتمندی مین یکتای روزگار تھا مگر فی الحال خانہ نشین اور
دو ہزار روپیہ بصورت وثیقہ سرکار مہاراجہ دولت راؤ سیندھیہ سے مقرر ہے بہر کیف اوقات اونکی بڑی
عیش و عشرت مین نیکنامی کے ساتھہ بسر ہوتی تھی چنانچہ غلام حیدر کی معرفت بعد معافی
قصور پھر دوبارہ سلسلہ آمد و رفت دربار شاہی و نواب مذکور تک جاری ہوا آخرکار مرزا غلام حیدر
اور شاہ بغدادی نے باہم یہ مشورہ قرار دیا کہ حضرت ظل سبحانی کی طرف سے بطریق وکالت و سفارت یہ انہین
جاکر بادشاہ روم سے ساز و باز پیدا کرے اور یہ شاہ بغدادی محض دنیا طلب تھا طلاقت لسانی کی

قوت سی آپکو مستغنی اور صاحب داعیہ آشکار کیا اور آشنائی اپنی ہر قوم سے اور سیاحی ملکون کی ظاہر
کی اور صاحب کیمیا بھی مشہور تھا آخرکار مرزا غلام حیدر نے وہ رنگ اوسکا جمایا کہ رفتہ رفتہ محرم اسرار
حضرت قدر قدرت ہوا اور مشیر شاہزادہ سلیم بہادر بنکر وہ سبز باغ دکھایا کہ رنگ سفارت مذکور جم گیا
یعنی حضرت ظل سبحانی کو یہ بات منظور ہوئی اور مرزا غلام حیدر نے کہ صاحب سرمایہ تھا سفیر بنکر بجہت روانگی
کعبۃ اللہ بڑے ساز و سامان امارت کے ساتھہ قدم جانب منزل مقصود اوٹھایا وہ شاہ بغدادی
بھی ہمرکاب تھا جب کئی منزلین طے ہوئین مرزا مذکور پر پردہ کھلا یہ درویش اوس شخص کو صاحب
دولت سمجھکر اس تدبیر و مکر کے ساتھہ شاہجہان آباد سے ویرانہ مین لایا ہے کہ دوسری عملداری
مین راجون کے پہونچکر کام تمام کردن تا جملہ مال و متاع لاکھون روپیہ کا بے مشقت ہاتھہ آئے
معاذ اللہ اب مرزا غلام حیدر کو تازہ حفاظت اپنی جان عزیز کی پڑی صاحب دانش تھا ہی نہایت
پریشانی و ہراس مین ہزار تدبیرون کے ساتھہ جنگل سی اوس موذی کو چھوڑا کر پھرا اور راہ دار الخلافت
جان و مال سے محفوظ رہا غرض یہ منصوبہ سفارت بھی نا درست رہا اور اوسی عرصہ مین راجہ کشن گڈہ کو
اپنے ابنای جنس سے سو مزاجی در پیش آئی چنانچہ راجہ مذکور اپنے فرزند ارجمند کو ریاست پر مقرر کرکے
شاہجہان آباد مین صاحب مایہ اور متمول اور پٹہ دارون اور شرکیون اور حصہ دارون مین راجہ جیپور
سی تھا چنانچہ مرزا سلیم بہادر نے حسب مواعید مخفیہ پیشگاہ حضرت ظل سبحانی سی خلعت عمدہ پالکی مرصع کار
اور جواہرات وغیرہ سمیت سرفراز فرمایا چند سال رہکر کچھہ سوالجواب اسکی وجہ راجہ جیپور سی ہوکر ہر ایک
متوقع ہوا تھا لیکن بعد اختتام مہم ملک آسام سرداران انگریز کو رعب ڈالنے کے واسطے اہل ہندوستان
کہ جنہین اسکی ذکر احوال بھرت پور مین زبان قلم پر آئین کی تسخیر قلعہ بھرت پور پر نظر تازہ پڑی اور
منتظم الدولہ تسکاف بہادر کو نظامت کلکتہ سی عمدہ رزیڈنٹی حیدرآباد قرار پایا جو سر نو تسخیر بھرت پور
پیش نہاد خاطر اولیان سرکار انگریزی تھا لہذا صاحب ممدوح کو حیدرآباد سے بلاکر عمدہ رزیڈنٹی دار الخلافت
راجواڑہ سمیت شمول اور عہدونکے سپرد کیا چنانچہ بسبب آمد آمد صاحب موصوف مرشدزادہ سلیم بہادر
دریاے تفکر مین غوطہ زن ہوئے اور جو خیالات باطل اور منصوبے گوشہ نشین خاطر تھے ظہور مین نہ آئے
اور اوسی عہد مین جو مدت سی آراستگی و بنا سی عمارات شکستہ دنشمندہ شاہجہان آباد و نہر فیض و رستی
کوچہ ہاے شہر در پیش تھی اختتام کو پہونچی چنانچہ ۱۲۴۵ ہجری کو یہ کام شروع ہوا تھا پہلے بخشی

سبوانی سنگھ نے بوضع مستاجری درخواست لانے نہر کے گذرانی تھی لیکن منظور نہوئی منتظم الدولہ بہادر نے زرکثیر اوسکے مصارف کا سرکار کمپنی سے تجویز فرماکر عملہ مقرر کیا مادھو رام متصدی سربراہ اوس کام کا کچہری رزیڈنٹی سے مقرر ہوا غرض چھ سات برسون کی مدت مین تخمیناً چھ لاکھ روپیہ خرچ ہوکر درستی اور صفائی اوسکی کہ منبع اوس نہر فیض کا کوہستان سے سلسلہ پذیر تھا عمل مین آئی پانی جاری ہوا اور جو منبع اوسکے خروج کا دریاے جمن سے مربوط تھا اوسکی وسعت کے ساتھ آب روانی چنانچہ آنے سے اوس نہر آبدار کے آبروی شہر و شادابی باغات و افزونی میوہ جات و زراعات حد سے زیادہ تر ہوئی اور تیاری عمارات تازہ و استحکام مکانات قدیم و درستی مقامات نامی و تکلفات وسعت بازار و صفائی کوچہ ہای شہر وغیرہ سے حقیقت مین دار الخلافت رشک فردوس برین نظر آتا تھا۔

ذکر ملازمت نواب گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر کا بادشاہ دین پناہ سے بتحریک شاہزادہ سلیم بخت عالیجاہ کی

اس سال مین کمانڈر چیف لارڈ کمبرمیر بہادر بافتتاح قلعہ بھرت پور کے واسطے تشریف لائے اور منتظم الدولہ بہادر کی ساتھ صورت تسخیر بھرت پور واقع ہوئی ہنوز صاحب ممدوح اوس ملک کی انتظام مین مصروف تھے کہ نواب گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر سیر و سیاحت ہندوستان مغربی و ملاحظہ موجودات فوج انگریزی کے واسطے اور تماشای دار الخلافت و ملاقات حضرت قدر قدرت حسبطرح حاصل ہو منظور نظر تھی اور مرشدزادہ مرزا سلیم بہادر بقول سعدی کہ مار گزیدہ از ریسمان ترسد کہ پیشتر بوجہ عدم ملاقات بندگان حضرت ظلسبحانی مزاج نواب گورنر جنرل لارڈ مانرا بہادر مکدر ہوکر باعث برہمی اکثر معاملات ریاست ہوا وزارت لکھنؤ سلطنت سے بدل گئی بہرحال بادشاہ وقت سے اسمقدمہ خاص مین کہ سنکر وہ روغن قاز ملا کہ حسب تجویز راجہ سوہن لال مرزا فضل بیگ خان نام مرد سپاہی پیشہ کہ اقربای اشرف الدولہ اشرف بیگ خان سے تھا کو لیاقت عہدۂ جلیل القدر نہ تھی چالیس پچاس روپیہ کی نوکری کو غنیمت سمجھتا تھا بحکم تقدیر خلعت سے سرفراز فرماکر حضرت قدر قدرت و مرزا سلیم بہادر کی طرف سے جہت پیام رسانی مامور کیا اوسنے اشتیاق ظاہر کیا نواب گورنر بہادر مین جاکر کیفیت اشتیاق ملاقات کمال محبت کے ساتھ اظہار کی چنانچہ نواب گورنر بہادر نے نہایت خوشنودی کے ساتھ تشریف ارزانی فرمانا اپنا دار الخلافت مین کہ خواہش باطنی تھی بخاطر مطلب منظور فرمایا اور مرزا سلیم بہادر

راہ استقبال پر قدم زن ہوئے باہین راہ متھرا کے پاس صورت ملاقات طرفین جلوہ آرا ہوئی
کہارہ کشتیان تحفون کی ہاتھی گھوڑہ سمیت نواب گورنر بہادر کی طرف سے مرشدزادہ مرزا سلیم بہادر
کی تواضع ہوئین القصہ جسوقت نزول لشکر نواب گورنر بہادر دار الخلافت ہوا مرزا سلیم بہادر نے
پیشتر آکر بادشاہ کو آمادہ ملاقات کیا اور دماغ کرسی جس سے دریغ تھا عرش پر پہونچا وبعدہ بہادر
حسب آئین وقاعدہ دروازہ شہر تک بطریق استقبال جاکر نواب گورنر بہادر کو اپنے ساتھہ باعزاز
واحتشام تمام لائے تا مدان سواری صاحب ممدوح دیوان خاص کے اندر چبوترہ زینہ سنگ مرمر تک
پہونچکر تخت سلیمان کی طرح زمین پر اوترا چھاتہ اور آفتاب گیر اور تمام سردار انگریزی پاپیادہ برہنہ
ٹوپیان ہاتھون مین حسب قاعدہ لیے ہمراہ تھے اور ادہر سے حضرت ظلسبحانی محل معلی سے تسبیح خانہ
مین رونق افزا تھے اوٹھکر دیوان خاص کے اندر نصف مکان تک کہ تمام فرش بچھا تھا تشریف
لائے اور صورت معانقہ ظہور مین آئی نواب گورنر بہادر نے کلاہ مبارک سر سے ہاتھہ مین لی اور
بندگان حضرت نے بھی حسب دستور رسم سلام وشوق ادا کی بغل گیر ہوئے گوشہ دیوان خاص
مین حضرت ظلسبحانی چبوترہ سنگ مرمر پر کہ مسند وتکیہ سے آراستہ تھا زینت بخش اور کرسی پر نواب
گورنر بہادر صورت آفتاب برج حمل تجلی افروز باقی سرداران انگریزی ایک طرف صف بستہ اور
صاحب رزیڈنٹ بہادر ملحق کرسی نواب گورنر بہادر کھڑے تھے خلاصہ بزم عشرت وصحبت نشاط منعقد
ارکین سلطنت دوسری جانب ادب کے ساتھہ غنچہ صفت خاموش اور صاحب رزیڈنٹ بہادر
ہمرنگ بلبل ہزار داستان باہم سوال وجواب کے واسطہ تھی جانبین سے جب خیریت ومزاج پرسی
بائین محبت ہوچکی حضرت ظلسبحانی نے مالائی مروارید جو زیب گلوی مبارک تھا نکالکر اپنے ہاتھہ سے
گردن نواب گورنر بہادر مین پہنایا اور عطردان وپاندان دیکر رخصت کیا دوسرے دن کوٹھی رزیڈنٹ
مین تیاری محفل سلطانی ہوکر چوبی تخت طاؤسی اوس مقام پر نصب ہوا اور آرایش مکان فرش
پر تکلف وقالین مخملی وشیشہ آلات وغیرہ سے عمل مین آئی اور توپخانہ سلامی جداگانہ شعلہ انگیز اور سازندگان
ولایتی فرنگی ساز وسامان کے ساتھہ نغمہ پرداز اور سپاہ سوار وپیادہ صف آراستہ اور انگریزی سردار
شہا مین سو کے قریب اطراف ولشکر سے آکر دار الخلافت مین رونق افزا تھے القصہ جسوقت
حضرت ظلسبحانی ہندوستانی شوکت وعظمت کے ساتھہ زینت افزای کوٹھی مذکور ہوئی نواب گورنر بہادر

دروازہ کوٹھی تک پاپیادہ براہ استقبال باہر آکر آئین کے موافق کلاہ مبارک ہاتھہ مین لیے پیش روی سواری حضرت ہوکر زینہ عمارت تک ساتھہ آئی وہان سے بادشاہ دین پناہ ہاتھون ہاتھہ ہاتھی سے اوترکر زینت افزاے ہوادار ہوئے اور مقام صدر تک پہونچکر تخت طاؤسی کو اپنے رونق بخشی سے غیرت تخت کاؤسی فرمایا اور نواب گورنر بہادر کرسی زرنگار پر سر پر شاہی کے پاس متمکن اور باقی ارکان سلطنت وسردار انگلشیہ صف آراستہ اپنی اپنے مقامون پر کھڑے تھے المختصر چند کلمہ وکلام بواسطہ صاحب رزیڈنٹ بہادر حسب ضابطہ ترجمہ کی ساتھہ درمیان مین آئے بعد اوسکے چند کشتیان جواہرات گران بہا کی جو سرکار وزیر الممالک وسرکار مہاراجہ دولت راؤ سیندھیہ ورئیسان ہندوستانی سے بطریق نذر وپیشکش دستیاب ہوئی تھین اونمین سے چیدہ چیدہ چار پانچ لاکھہ روپیہ کی قیمت سی زیادہ اور ایک سو ایک کشتی انواع اقمشہ پر تکلف کہ تصریح اوسکی باعث طوالت تحریر ہے ہاتھی گھوڑون سمیت پیشکش بندگان اقدس ہوئین قصہ مختصر بعد برخاست بصورت شائعت حسب دستور دروازہ کوٹھی تک بآئین شایستہ جلوہ نما ہوئے اور توپخانہ سلامی سر ہوا اوسکے بعد شہزادہ مرزا ولیعہد بہادر اور مرزا سلیم بہادر اور سب شہزادہ علی قدر مراتب ملاقات وتواضع ومدارات سی ذخیرہ اندوز مسرت ہوئے اور جو سوال وجواب عہدنامہ منظور خاطر بندگان عالی تھا سفیر پر محول ہوا چونکہ بالفعل روانگی نواب گورنر بہادر ہوا کھانے کے واسطے جانب کوہ سیاہ تو پیش نظر تھی لہذا امر سفارت سعادت لشکر گورنر بہادر پر ملتوی رہا حاصل کلام بوقت سعادت لشکر ظفر پیکر مقامات مرہٹہ مین پہونچکر مرزا افضل بیگ خان نے طرح سوال وجواب ڈالی اور کلکتہ تک ہمراہ آئی لیکن جو مضمون ذہن نشین مرزا سلیم بہادر وراجہ سوہن لال تھا حسب دلخواہ صفحہ ظہور پر منقش ہوا انفصال اوسکا تجویز منتظم الدولہ بہادر پر منحصر رہا اونھون نی کلکتہ مین جاکر جو کچھہ کونسل مین قرار پایا اطلاع دی

افضل بیگ خان کی سفارت کا نتیجہ وجواب عہدنامہ

مد اول قرار پائی ضلع قابل پور ومحالات مغرب رویہ دریای جمن کی جو مین جو پہلی عملداری سرکار انگریزی مین غرض یہ تھی کہ بعض محالات جو اوس طرف دریای جمن کے واقع ہین خالصہ سرکار بادشاہی مین رہین چونکہ اوسپر عمل نکیا گیا سال ایک ہزار آٹھہ سو نو عیسوی صاحبان صدر ۱۸۳۱ میں درگذرے اور ایک لاکھہ روپیہ قدیم وجدید ماہواری سے بقاء شان وشوکت سلطنت کے واسطے کافی ہے ہمیشہ کر لیے

پیشکش مقرر کیا گیا اور صاحبان ڈائرکٹر نے اوسکو منظور کیا سواے اوسکے کچھہ ہو نہین سکتا
مد دوم انتظام محالات بوضع ریزیڈنٹ ہوگا جواب یہ ہے بندوبست اون محالات کا بوضع ریزیڈنٹ عمل
مین آنا ہی حاجت جواب نہین مد سوم متصدیان حضور کچہری مین بیٹھین گے جواب رہنے سے متصدیون کی
بجز نقصان حضوری اور کوئی فائدہ متصور نہین لہذا ضرورت نہین مد چہارم دو عدالتین مقرر ہون ایک فوجداری
دوسری دیوانی جواب اسیطرح جاری ہی مد پانچوین دو شخص دونون عدالتون مین انفصال
مقدمات کے واسطے رہین گے جواب وہی ہے جو اوپر گذرا ہے یعنی جاری ہی مد چھٹین واجبات
حد شرعی و قتل و قصاص حکم حضور پر رہے گا جواب یہ ہے سرکار دولتمند انگریزی نے جہت
دادرسی خلائق جو کچھہ مصلحت و مناسب دیکھا اوسپر عمل کیا اب بدل نہین سکتا مد ساتوین محالات کی
وصول ہویا نہو زرپیشکش ماہ بماہ پہونچے گا جواب ساٹھہ ہزار روپیہ پیشکش حضور اور دس ہزار روپیہ
ولیعہد کے واسطے اور دو ہزار روپیہ مرزا ایلچی صاحب بہادر اور دو دو سو روپیہ اور مرشدزادون کی
خاطر مقرری ہمیشہ پہونچتی ہین ضرورت جواب نہین مد آٹھوین بشرط اضافہ محالات پیشکش مین ترقی
ہوگی جواب دفعہ اول سے معلوم ہوا ہو یعنی پہلے سے آسکے اوپر عمل نہین ہوا ابھی نہوگا مد نوین
دس دس ہزار روپیہ بابت تقریبات جشن ہفتگانہ پہونچے گا جواب یہ ہے ان تقریبون کے واسطے
یکمشت لاکھہ روپیہ ماہواری اضافہ بمبست قرار پایا ہی مد دسوین جاگیرات مرشدزادہ درمیانی آنا
حوالہ اہلکاران کمپنی ہوگی جواب یہ ہے کہ جواب اسکا ضرورت نہین یعنی عوض اوسکی پہونچتا ہی مد گیارہوین
خرچ سپاہ و سہ بندی محالات سرکار کمپنی سے دیا جاوے گا جواب یہ ہے ابتدای عملداری انگریزی
سی یہ مصارف ذمہ سرکار کمپنی ہے خلاصہ یہ جواب عہدنامہ لارڈ لیک بہادر تھا لیکن جواب سوالات
تازہ یہ ہین پہلی دفعات مذکور صدر بکم و کاست عمل مین آئی اور سرحد محالات خالصہ دفتر کلکٹری مین
لکھا جاے جواب حسب تجویز صدر جواب ہر ایک دفعات مندرجہ کا مفصل زیب قلم ہوا ہے یہ بحث اوسی
قبلہ سے ہی دوم مشاہرہ شاہ نواز خان کہ دو ہزار پانچ سو روپیہ بنظر پاس خانہ زادگی حضور جاری تھے
اور کچھہ دنون سے موقوف ہے تا دم تحریر جو کچھہ حساب سی نکلے داخل خزانہ ہو جواب مشاہرہ شاہ نواز خان
حین حیات تک تھا اوسکے مرنے کے بعد موقوفی اسکی واجب سمجھکر ضبط ہوا سوم جو رسم و رواج
اہالیان انگریزی ہے کہ رئیس و متوسل سرکار انگریزی اپنے گھر کے مختار ہین اور با بدولت جو صدہا ہیت

اور مشاہرہ لڑکون اور خانہ زادون کا مقرر فرماتے ہین وہ ہمیشہ باستعانت حاضر باشی حضور سے علے
جاری رہے جواب صاحبان صدر اس خیال سے کہ حق تلفی ولیعہد بہادر اور اونکے اولاد کی
نہو بالکل اس درخواست کو منظور نہین کر سکے۔ سوال اون شخصون کے کہ جنکی باب مین اقرار
سرکار درمیان مین ہے حضور کو نوکر رکھنے اور موقوف کرنیمین انکی اپنے حیات تک اختیار حاصل ہے
چہارم جملہ رئیسان ہندوستان حسب دستور سابق نذر دیا کرین جواب سرکار انگریزی بلاحظہ اکثر
وجوہات نگاہین کہ حقیقت اوسکی کسی پر پوشیدہ نہوگی نذر دینے کے باب مین جبر و ترغیب کر نہین سکتی
جو شخص اپنی خواہش سے اسطرح کی رسمون کو ادا کرے ممانعت سرکار سے نہین پانچوین
جسقدر دہات اور تعلقجات خاص صرف کے واسطے بیتول بیگم صاحبہ مین حضور کے و شہزادون اور
بھنون کے لیے مقرر ہین اگر کوتہ اندیش کارپردازان انگریزی کے روبرو دوسری طرح اظہار
کرین اور موافق اظہار سماعت نہو تو بیشک حرج متصور ہے جواب نواب گورنر بہادر نے بپاس خاطر
حضرت ظلسبحانی منظور رکھا ہے کہ جسقدر دہات خالصہ بیتول کے اپنے قبضہ و تصرف اور قرابتیان
و برادران حضور کے ہے بدستور بحال رہینگے اگر ارباب بیتول سے لاوارث فوت کریگا بیتول متعلقہ
اوسکا قبضہ مین جناب حضور بادشاہ کے رہیگا اور ہر شخص ارباب بیتول کو سپرد کرنا روپیہ کا سرکار سے
اور عوض اوسکی مقرر کرانا مشاہرہ نقدی کا اختیار حاصل ہے بعد وفات اوسکے جس قسم سے اوسکا
روپیہ بیتول قبضہ حضور مین ہوگا اوسی قسم زر نقد مشروط کہ عوض وہ کے مقرر ہوا ہے قبضہ جناب حضور
مین رہیگا چھٹے مین نوکر رکھنے مین سوار و پیادہ کے بقدر جلوس اختیار بندگان حضور ہے جواب
سابق اس مقدمہ مین ممانعت ہوئی نہ اب مزاحمت ہے اسی پیشکش مین جسقدر نوکر رکھنا ممکن ہو
اختیار ہے ساتوین رواج سکہ مبارک دار الخلافت و محالات خالصہ شریفہ مین مقرر ہو جواب
جسوقت کہ ٹکسال دار الضرب دار الخلافت سے موقوف ہوئی اوسیوقت سے بوجہ بعض سبب کہ
ذکر اوسکا ضرور نہین وہ بھی موقوف ہے اب نہین ہو سکتا آٹھوین ابتدا سے دو ہزار پانچ روپیہ
مشاہرہ شاہ نواز خان مختار سرکار والا کے نام مقرر ہو جواب یہ مشاہرہ اوسکے حین حیات تک تھا
ضبط ہوا اب تنخواہ نوکرون کی پیشکش سے عنایت ہوتی رہے نوین جملہ امرا و رئیس سے اس نوع
کہ جو کوئی فوت ہو اوسکے قائم مقام کو خلعت اور خطاب حضور سے ہوا کرے اور اپنے مقدار کے موافق

پیشکش حاضر باشی کے وقت حضور مین داخل کرے جواب جسقدر ملک ہندوستان کا تصرف و قبضہ انگریزی مین ہے مالک و منتظم اوسکا بادشاہ ولایت کی طرف سی سرکار کمپنی ہی دنیا خطاب و خلعت کا اون رئیسون کو ذمہ سرکار کمپنی ہے حضور والا کو خلعت و خطاب دینے مین فقط اپنے خاص نوکرونکو اختیار ہے مگر ہان جو شخص اون رئیسون سی اپنی افزایش عزت کے لیے حضور سی خلعت مسند نشینی یا خطاب کی درخواست کرے سرکار انگریز کو مزاحمت نہین گیا ہوین انگریز لوگ خطاب حضور والا سے لیا کرین خصوصاً انگریزان حاضر باش صاحب رزیڈنٹ کہ سرکار کی طرف سے خدمت مین حاضر رہیگا حضور والا کو اوسکو عنایت کرنیمین خطاب کے اختیار ہے فقط حاصل کلام جب سفارش کلکتہ کا یہ نتیجہ حضرت کو معلوم ہوا کہ ملاقات نواب گورنر بہادر سے بھی لطف بہم نہ پہونچا کف افسوس ملکر شہزادہ سلیم بہادر و راجہ سوہن لال پر زبان طعن و تشنیع وا کی اور اس بات کے درپے ہوئے کہ اب جسطرح ہو مطالب اپنے ولایت انگریزی مین رجوع کیے جاوین۔

روانہ ہونا بابو سوہن رام بنگالی کا انگلستان کو بسفارت بادشاہ ذیشان کے

مرزا افضل بیگخان دو برس تک سوالجواب مقدمات مین رہا اور نقد مدعا حسب مراد ہاتھ آیا مرشدزادہ مرزا سلیم بہادر و راجہ سوہن لال نے بیان اوسکو یہ مضمون تحریر کیا کہ اب مزاج بندگان حضرت ہماری طرف سے پھر گیا اور زینت محل صاحبہ یہ طعن فرماتی ہین کہ بیٹھنا گورنر صاحب بہادر کا برابر بادشاہ باعث زوال وقار سلطنت و خفت خلائق مین ہوا اور پھر صورت میل منقطع ہوئی اور بندگان خدا ہمکو اور تمکو اسقدر بچشم حقارت دیکھتے ہین کہ آنکھین چار نہین کرسکتین بہتر وہ بات ہے کہ اب اور کوئی تدبیر معقول ظہور مین لاؤ اور نہین تو آپکو معزول سمجھو اب کوئی اختیار مزاج بندگان حضرت مین باقی نہین خلاصہ یہ مضمون پڑھتے ہی طائر ہوش مرزا افضل بیگخان پرواز کر گئے نوکری سی مایوس ہوکر نہایت اندیشہ مند ہوا اور فکر تازہ بروے کار لاا کہ بابو رام سوہن بنگالی ساکن کلکتہ سی کہ اپنی قوم مین صاحب دولت اور بالیاقت تھا اوسکو درستی معاملات کے واسطے ٹھہرا کر عرضی اوسکی حضور بندگان حضرت در راجہ مین اس مضمون کی عہد و پیمان کے ساتھ روانہ کی نواب گورنر جنرل بہادر اور اہل کونسل سی ہرگز مقام اندیشہ نہین اور چاپلوسی پر صاحب رزیڈنٹ بہادر کے اصلا توجہ فرمانا نچاہیے خدا پر نظر رکھکر اگر صورت میری استقلال کی ظہور مین آئی تو مین سر اپنا بیچکر جانب ولایت خدمت بادشاہ جمجاہ انگلستان مین براہ سفارت

قدم رکھتا ہون المختصر مشیران سلطنت عقل کے دشمن در پردہ کان اونکے ایسی آواز کے مشتاق تھے کہ
اور بنظر حماقت منظور نظر تھا کہ درمیان نواب گورنر جنرل بہادر و حضرت ظلسبحانی ناحق کدورت واقع
ہو بعد پیمان و عہد مستحکم بابو رام موہن کو دو ہزار روپیہ مشاہرہ پر نسلاً بعد نسل بدون اعانت زر نقد
بسواری جانب ولایت روانہ کیا ایک حبہ بابو مذکور نے اس معاملہ مین سرکار سے نہین پایا مگر درمیان
والون نے اس تقریب مین زر کثیر حضرت ظلسبحانی سے حاصل کیا اور رات دن اوسکے انتظار مین بسر
ہوتے تھے حسن اتفاق سے پھر اوسی زمانہ مین لارڈ کلنپ بہادر کہ سر فرج شمہ بھرت پور تھے
پھر دار الخلافت مین رونق بخش ہوئے اور بادشاہ سے بعد ملازمت خلعت گرانمایہ ماہی مراتب نوبت
نقارہ ہاتھی پالکی سپر شمشیر جواہرات سمیت دستیاب ہوا اور وقت مراجعت میرٹھ مین بیگم شمرو سے
ملاقات کی درحقیقت یہ بیگم دولتخواہ بندگان حضرت تھی اسنے کیفیت قلت مداخل و کثرت مخارج
سلطنت دہلی اس حسن کے ساتھہ بیان کی کہ نواب گورنر بہادر نے نہایت افسوس کیا اور اخبار بیانکے
نامہ محبت حضرت ظلسبحانی سمیت شاہنشاہ لندن تک پہونچانے پر رضامند ہوئے چنانچہ دوسرا نامہ
محبت بادشاہ کیوان جاہ انگلستان کے نام بذریعہ گورنر جنرل بہادر روانہ ہوا اور بعد روانگی
بابو رام موہن اہل کونسل کو معلوم ہوا کہ سفیر بادشاہ ہندوستان ولایت کو گیا خلاصہ صاحب
رزیڈنٹ بہادر کے نام حکم پہونچا کہ بندگان سے کیفیت اسکی دریافت کرین کہ روانگی سفیر بادشاہ کی
استصواب سے ہے یا خلاف القصہ صاحب رزیڈنٹ بہادر نے پہلے کارپردازان سلطنت سے
دریافت کیا مرزا سلیم بہادر و راجہ موہن لال نے لاعلمی بیان کی جب نوبت استفسار حضرت سے آئی
اونہون نے بے تامل اقبال کیا غرض جب بابو رام موہن ولایت لندن مین پہونچا اور والیان
بادشاہ انگلستان کی معرفت دولت آستانہ بوسی حاصل ہوئی سفارت بادشاہ ہند کی نام سے
رتبہ عظیم پایا یعنی بادشاہ ولایت نے کرسی اور کلاہ سلاطین سے بالاتر عنایت فرمائی اور کمال
مہربانی سے بزبان مبارک کلام لطف فرماکر چند سخن تسلی آمیز زبان پر لائے اور حسب منشا خود
درستی امور سلطنت کے باب مین اہل پارلیمنٹ کی معرفت نواب گورنر جنرل بہادر کے نام لکھا
نازل ہوا اور یہان صاحب رزیڈنٹ بہادر کو حکم تعمیل اسکا پہونچا غرض اس عرصہ دو تین برس مین مسٹر
کولبروک عہدہ سے معزول ہوئے اور رزیڈنٹی مسٹر فریزر بہادر کے نام قرار پائی اور حضور بندگان

حضرت مین راضی نامہ کے واسطے درخواست کی اور پچیس ہزار روپیہ ماہواری اضافہ پیشکش دینے کا سخن زبان پر آیا بندگان حضرت نے پہلے راضی نامہ دینے مین پہلوتہی کی تھی کہ خبر انتقال بابو رام موہن ولایت مین کہ اوسنے ایک بی بی ولایتی سے بواسطہ محبت سررشتہ عقد مربوط کیا تھا پہونچی اوسوقت عالم مجبوری مین کہ اقبال زوال پر تھا راضی نامہ دینے پر راضی ہوئے تھے لیکن یہ بھی صورت بوجہ انتقال رام موہن سر دست ظہور مین نہ آئی—

ذکر تغیر تبدیل رزیڈنٹی وکچہری ہای عملداری انگریز کا

بعد نہضت فرمائی منتظم الدولہ مسٹر مٹکاف بہادر رزیڈنٹ مسٹر کوبروک بہادر نے اگر عہدۂ رزیڈنٹی کو رونق بخشی اس سے مدت تک بہادر مذکور درجہ اول بورڈ کمشنر اضلاع بریلی فرخ آباد مین نیکنامی کے ساتھ مشہور رہی خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ایام رزیڈنٹی مین منتظم الدولہ بہادر نے شاہجہان آباد و راجواڑہ مین چھہ نائب سرداران انگریزی سے مامور کیے تھے ایک مسٹر سرولن صاحب بہادر کہ اونکے عہدہ نیابت رزیڈنٹی متعلق تھا دوسرے مسٹر صدرلین بہادر کہ یہ بھی نائب اول عہدۂ مذکور کے تھے تیسرے مسٹر اسلیپ بہادر عدالت اپیل مین نائب تھے چوتھے مسٹر طامس مٹکاف بہادر برادر منتظم الدولہ بہادر جج دار السلطنت تھے پانچوین صاحب رزیڈنٹ بہادر جیپور مسٹر کلاکرسین نام چھٹے رزیڈنٹ بھرت پور مسٹر لاکٹ بہادر سوا اونکے اور صاحب رزیڈنٹ کوٹہ بوندی وغیرہ کے بھی انگریزی سرداروں سے تھے اور یہ سب صاحب عالیشان بہمہ صفت موصوف جب مسٹر کوبروک بہادر تشریف لائے چند عرصہ صاحبان سکرٹر اور نائبان منتظم الدولہ کے احکام و تجویز پر رزیڈنٹ بہادر حال نے حسب سررشتہ دم نہین مارا اور قدم اطاعت سے باہر نہین رکھا کہ دفعتہً بی بی ولایتی صاحب موصوف و لڑکا اونکا جو بطن ہندوستانی بی بی سے تھا مسٹر لشیر نام اور رفقای قدیم رای بالکرام و بابو گوپال رام بنگالی داخل شاہجہان آباد ہوئے اور باتفاق اپنے فائدے کے واسطے ان سب نے یہ بات قرار دی کہ انتظام و احکام قدیم عہد منتظم الدولہ درہم برہم ہو کہ نظم و نسق تازہ باعث اپنی گرم بازاری کا ہے بعضون نے حضور رزیڈنٹ مین سکرٹران قدیم کے باب مین باتین خلاف کہنا شروع کین چونکہ صاحب ممدوح کو حرف رشوت ستانی سے اصلا آشنائی نہ تھی زنہار ہمتا اون باتون کی نفرمائی مگر بد اندیش رفیقون نے اوس ولایتی بی بی سے مکرو فریب باغ دکھایا اور

کا م طاقت سے لیا کہ اوسنے قریب مین اگر اجراے کار رفیقون کی حسب معروضہ صاحب رزیڈنٹ بہادر
سے کھلم کھلا شروع کیا اور باب رشوت ستانی بہ کشادہ پیشانی کھلا القصہ جب شاہجہان سے لشکر نے
جانب راجواڑہ کوچ کیا حال رشوت ستانی وکیفیت کارسازی رفقاے صاحب رزیڈنٹ بہادر و بی بی
صاحبہ بے پردہ مشہور ہوئی اور قباحتین ظہور مین آئین اور یہ سفر اول کلکٹرون کے دریافت حال تشخیص
کو واسطے تھا اور معلوم کرنے روداد روبکاری عدالت فوجداری و دیوانی اور ملاحظہ فرمانے قاضی اور
مفتیون کے حکمون کو بطریق دورہ اپیل واقع ہوا تھا چنانچہ ہانسی حصار وغیرہ قصبات مین کم کم دست درازی
کوتہ اندیشون نے کی اور بعد مراجعت دورہ عدالت جب نوبت دورہ رزیڈنٹی آئی اور علاقہ شمس الدین خان
و غلام فیض محمد خان بن نواب نجابت علی خان و ملک راجہ بلونت سنگھ و راجہ بنی سنگھ والی الور و ملک
بھرت پور کی طرف کوچ کیا اس مقام مین بالکل پردہ چہرہ راز نہان سے اوٹھا محمد رضا خان ابن
نجم الدولہ بہادر کی زبان قلم سے ہے کہ راست و کذب سے مجکو خبر نہین مگر مشہور تھا کہ راجہ الور نقد و تحفہ
جواہرات تعداد نامعلوم لیکر بابو رام گوپال ورامے بالکرام کی معرفت خدمت بی بی صاحبہ مذکور مین
حاضر آیا اور صاحبان سکرٹری کی اصلا اوسمین مداخلت نہ تھی باقی جو کچھ تحقیقات و روبکاری اس باب مین
ہوئی طول ہے مختصر یہ کہ جب کوبروک صاحب بہادر تشریف لے گئے عہدہ اجنٹی ذیل مسٹر ہاکنس
بہادر کے نام کہ برسون ضلع بریلی مین عہدہ اجنٹ گورنری کو رونق دی قرار پایا یہ صاحب اہل علم و
دانشمند سے مانوس تھے اور اجلاف و بے ہنر سے متنفر چنانچہ اس باب مین ایک نقل جو گوش زد
ہوئی تھی حوالہ قلم کرتا ہون کہ امام بخش مرہٹہ ملازم سرکار وزیر الممالک لکھنؤ جو تعدیات معتمد الدولہ
سے تنگ آکر لکھنؤ سے خارج ہوا تھا بریلی مین قیام پذیر بہت ثروت و سرمایہ بہم پہونچایا تھا چنانچہ اوس زمانہ
مین وہ شہر اور روساے سرمایہ دار و صاحب دولت سے خالی مگر یہ مرہٹہ نقارہ اپنی امارت کا بجاتا تھا
عصابردار وغیرہ سواری مین رہتے تھے اور طامجان پر سوار ہوتا تھا زمینداریان اور گانون اکثر زر
نقد و دیگر محصول لیے تھے جس سے صورت امارت رونق پذیر حسب اتفاق ایکدن سواری اسکی مسٹر
ہاکنس بہادر کی نظر سے گذری چونکہ خلاف طبع تھی وہ شان و شوکت سواری کی جو رئیسان عالیشان کی
واسطے چاہیے موقوف کی گئی کہ اوس مرد اجلاف کے لیے خلاف اسی طرح نیناپیگ نام وکیل راجہ
بلونت سنگھ کو اجازت در دربار بیٹھنے کی نہ دی بلکہ زبان مبارک سے یہ بھی کلام آیا تھا کہ نیناپیگ نام شہر لیتا

رئیس کا نہین ہوتا بعد انکے مسٹر بارکین صاحب بہادر جو سابق رزیڈنٹ حیدرآباد دکن تھے اونکی جگہہ پہ قائم ہوئے اور مسٹر ہاکنس صاحب بہادر وہان سے براہ لکھنؤ و کلکتہ مین آکر روانہ ولایت ہوئے وعدۂ عمر مستعار پورا ہوچکا تھا راہ مین قضا دوچار ہوئی متروکات انکا بریلی مین عمارت عمدہ باقی تھی اور اسباب عمارت بہت تھا سب نیلام اور کچھہ حسب وصیت عورتون کو جو چنپیان ہندوستانی تھین ملا القصہ جب مسٹر بارکین صاحب بہادر یہان تشریف لائے نقشہ دارالخلافت اور سکرٹرونکا اختیار اور اہل قلعہ کی بداطواریان دیکھین خلاف مزاج عالی تھین مستعفی ہوئے انکے بعد رزیڈنٹی مسٹر فریزر صاحب بہادر سے متعلق ہوئی مدت دراز تک قیام رہا لباس سادہ اہل ہنود کی وضع نہایت مطبوع خاطر تھی قبای سفید و پاجامہ ہندوستانی زیب تن فرماتے تھے اور کھانا ہندؤن کے طریق رسوئین مین برہنہ ہوکر دال روٹی گوشت بکری کا نوش کرتے تھے شوق اسپ سواری زیادہ تھا اور دہلی مین عمدہ اجنبی کو صاحبان سکرٹر کبھی مسٹر طامس مٹکاف اور کبھی مسٹر ڈولن بہادر و کبھی مسٹر ہلنڈ جو انگریز موجود ہوتا تھا انجام دیتا تھا

ذکر سوانح اواخر ایام سلطنت تا ایام رحلت بندگان حضرت

خلاصہ اب جسوقت دائرۂ دولت نواب گورنر جنرل بہادر لارڈ امہرسٹ بہادر مہم بھرت پور مین رونق افروز ہوا تھا تمام وکیل راجہ میواڑ و دھوندھار وغیرہ اور جملہ راجہ اور جاگیردار اطراف یکجا ہوئے اسوقت سے اب تک انکو بارگاہ سلطنت سے واسطہ نہ تھا مگر نواب امیر خان کہ امیر کبیر تھا اوسی زمانہ مین ملازمت بندگان حضرت سے فیضیاب ہوکر خلعت فاخرہ جواہرات سپر و شمشیر و اسپ و فیل و پالکی سے سرفراز ہوا اور تحائف عمدہ زرکثیر سمیت پیشکش کیے اور منشی کرم احمد خیرآبادی بواسطہ ملازمی ہمراہ رکاب تھا احوال اسکا اپنے مقام پر آئیگا اور وہی وقت تھا کہ حضرت قدر قدرت کا نواب ممتاز محل سے دل ملا تھا ایک عفیفہ پاکدامن خاندان نواب زینت محل کے ساتھہ طرح عقد ڈالی اور انور محل خطاب و حکم دیا کہ مسند انکی برابر مسند نواب ممتاز محل صاحبہ کے بچھے القصہ بعد انتقال مرزا جہانگیر بخت بہادر سوای مرزا بابر بخت بہادر و نواب ممتاز محل صاحبہ کو کوئی اولاد نہ تھی اور کسی امور سلطنت مین دست انداز نہوئی تھی بلکہ ہمیشہ اپنی مادر مہربان کو تکلیف دہ ہوکر سات آٹھہ ہزار روپیہ ماہواری اپنے کارخانہ جداگانہ مین صرف کرتی تھی اور مرزا سلیم بہادر سے دل مین رنگ نفاق جما تھا اور

غلام رسول خان کہ صاحب اختیار کارخانہ مرزا بابر بخت بہادر تھا راجہ سوہن لال سے ملکر اپنا اور اپنی سرکار کا
مطلب بناتا تھا اور ناموافقت کو آشکار نہونے دیتا تھا اور ہرچند اطوار اس مرشدزادہ کے مرزا جہانگیر بہادر
سے کم نہ تھے مگر نواب ممتاز محل سراوٹھانے ندیتی تھین اور حضرت کو بھی نظر توجہ اوسطرف کم تھی اور اگر
کوئی مفسدہ قومی اونسے ظہور مین آتا تھا اوسکو چھپاتی تھے اور گوشہ نشینی سے اسقدر طبیعت مانوس تھی
کہ جہت ملاقات نواب گورنر بہادر گھر سے قدم باہر نہین رکھا معاذ اللہ عین جوانی مین اجل نے آنکھین دکھائین
حیات سے منہ چھپایا مرشدزادہ مرزا بلند بخت بہادر مرزا ولیعہد سے چھوٹے تھے اور سب بھائیون سے بڑی اوقات
اپنی سلامت روی اور غربت مین بسر کی حین روانگی کعبہ مین رخصت لیکر راہی ہوئی ہندوستانی رئیسون نے
راستے مین اپنے حوصلون کے موافق خدمتگزاریان کین خصوصاً نواب سکندرجاہ بہادر اور اولاد اونکی حیدرآباد
مین براہ استقبال عزو اکرام کے ساتھ پیش آئی اور لاکھون روپیہ کا نقد وجنس تواضع کیا بحسن اتفاق
نگاہ شاہزادہ بچشم محبت اکثر عورتون پر خواہش کے ساتھ پڑی نزدیک تھا کہ آتش شرارت ومفسدہ مشتعل
ہو مگر بنظر دور اندیشی نواب سکندرجاہ نے اونکو رخصت کیا اور وہ پھر دارالخلافت مین براہ رجعت تشریف
لائے اور مرزا جہان خسرو بھی مصارف سے تنگ آکر بیت اللہ کے نام سے بیکانیر اور جیلمیر ولودھیانہ کی طرف
کہ راجواڑہ سے متعلق تھا روانہ ہوئے ریگستان وملک بہٹان تک جاکر بعد سیر وسیاحت پھر دہلی مین مستقر آئے
مرزا جہان شاہ شاہزادہ پٹیالہ رامپور مین تشریف لیجاکر عازم دکن تھے ظاہر ہے کہ ان سب شاہزادون کو
ہوائے کشور ستانی نے ایسا اوڑایا کہ غربت نصیب ہوئی اور نقش مراد کہ محض خیال باطل تھا کرسی نشین نہ تھا
ولایتی بیگم گوہر دریای عصمت تیمور شاہ درانی یعنی دختر نیک اختر نے دارالخلافت مین رونق افروز ہوکر بواسطہ
شمس الدولہ مرزا محمود خان بہادر محل سے بیچ جہت ملاقات بیگمات پہونچکر راہ ورسم پیدا کی بلکہ ہزار روپیہ
ماہواری خزانہ سلطانی سے مقرر ہوا خلاصہ یہ خبر سنکر اکثر اولاد درانی اسطرف آئی ازانجملہ شاہزادہ ناصر مرزا
وغیرہ کی پیش وکم تواضع بارگاہ سلطانی سے وقوع مین آئی اور پھر کچھ ارباب جانب کابل پھر گئے اور ایک
سانحہ تازہ یہ بروے کار آیا کہ ایک شخص وارد دارالخلافت ہوا اور اپنا نام غلام قادر خان نمک حرام مشہور کیا
اور نقد ملازمت بندگان حضرت حاصل کی اور امید عفو قصور کی درخواست کی چونکہ پہچاننے والے اوسکی ابھی تک
موجود تھے کسی کو یقین نہ آیا مگر حضرت ظل سبحانی کہ مزاج مقدس نہایت رحیم تھا اوسکو بلاکر بہ التفات پیش آئے
اور فرمایا کہ صورت اسکی غلام قادر خان سے مشابہ ہے آخر معلوم ہوا کہ یہ شخص اقربا یا چیلہ غلام قادر سے تھا حیثیت

ظاہری اوسکی یہ تھی کہ شتر اشتی اسپ ویابو سوار ہمرکاب تھے غرض مخلع ہوکر بعد رخصت کسی جانب راہی ہوا
المختصر حضرت بادشاہ مرزا جہانگیر بہادر سے محبت دلی تھی اونکے مرنے کے بعد اونکے فرزند ارجمند شاہزادہ کا نام
جداگانہ کارخانہ مقرر کیا پہلے مختاری اوس کارخانے کی مفتی امان الحق بھائی بخشی غلام حیدر خان کو قرار پایا
کیفیت انکی مفصل احوال ناگپور مین مندرج ہوگی غرض یہ بخشی ساکن رواڑی بعد والی ریاست ناگپور ملازمت
بندگان حضرت سے آکر مشرف ہوا فی الجملہ اسباب امارت مہیا تھا لوگون نے چاہا کہ مدار المہامی سرکار ابد قرار
سلطانی تفویض انکو کیجاوے چونکہ نسبت ناگپور یہان عشر عشیر صورت ترقی کی نتھی بے نیل مرام پھر وطن
کی طرف روانہ ہوئے و مفتی امان الحق ملازم سلطانی ہوکر مختار کارخانہ صاحب زادہ ممدوح ہوئے مگر چند
عرصہ کے بعد حالات قلعہ مبارک دیکھکر عاجزی کے ساتھہ نوکری سے کنارہ کش ہوئے مگر غلام حسین انکا
عہدہ پہ مامور ہوا اور مختاری کارخانہ صاحب ممدوح حمید الدینخان پسر کلان خواجہ فرید الدین خان دبیر الدولہ
کو نامزد ہوئی پوشیدہ نرہے دبیر الدولہ کے دو فرزند تھے ایک حمید خان جو علاقہ پہ مامور ہوئے اور دوسرے
زین العابدین خان جو اپنے باپ کی سفارش سے چھٹے انگریزی جرنیل اختر لونی بہادر کی وجہ صاحب ریزیڈنٹ
جنگ کے ساتھہ عہدہ منشی گری پر مامور ہوئے وہان دو لاکھہ روپیہ کا جواہرات کسی حیلہ کے ساتھہ سرکار
راجہ جیپور مین کسی عورات محل سے ملکر حاصل کیا اس جرم مین گو وقت روبکاری بوجہ رفاقت صاحب
رزیڈنٹ بہادر نے چشم پوشی کی سلئے ثابت نہین ہوا لیکن عہدہ سے معزول فرمایا غرض جیپور سے شاہجہان آباد
مین آکر اوس سرمایہ کو بحفاظت تمام پردے مین چھپایا اور متروکات پدری کہ دو تین لاکھہ روپیہ سے کم نتھے
اوقات اپنی سلامت روی کے ساتھہ بسر کرنی شروع کی باوجود قدرت و دسترس بے تکلف پاپیادہ آمد و رفت
کوچہ ہاے شاہجہان آباد مین رکھتے تھے مگر عہدہ مدار المہامی سرکار سلطنت کے بھی خواستگار ہوئی تھی
اور حمید الدین خان چند روز کے بعد مختاری کارخانہ صاحبزادہ سے موقوف ہوکر لکھنؤ مین آئے اور روشن الدولہ
سے ملاقات کرکے پھر شاہجہان آباد مین گئے مرزا سلیمان شکوہ بہادر لکھنؤ مین عہد نواب وزیر آصف الدولہ
بہادر سے چھہ ہزار روپیہ وثیقہ مقرر تھا بعزت و آبرو تمام بسر کرتے تھے جب وزارت لکھنؤ سلطنت سے
بدلی اور انقلاب عام واقع ہوا یعنی عہد نصیر الدین حیدر بادشاہ مین جو سبب ملکہ بیگم دختر مرزا ممدوح
مزاج پیش آئی وہ طلسم لکھنؤ مین قلم جادو بیان تحریر کرے گا مرزا سلیمان شکوہ بسعی کرنیل کا… لکھنؤ سے
کاسگنج مین سلامتی کے ساتھہ پہونچے اور یہان سے کرنیل مذکور شاہجہان آباد مین بادشاہ کے پاس پہونچکر

وہ نقش اپنی مراد کا جمایا کہ خزانہ سلطانی سے پندرہ ہزار روپیہ خرچ راہ کے واسطے اقبال علیخان ناظر
کی معرفت لیکر کاسگنج میں سواری و باربرداری سمیت رکھنے کے لیے آیا چنانچہ ملکہ بیگم جو مرزا سلیم بہادر سے
رنجیدہ خاطر تھیں وہ اور خادمان محل کے ساتھ کاسگنج میں قیام پذیر ہیں فقط مرزا سلیمان شکوہ جریدہ نواب شمس محل کو
لیکر عازم دار الخلافت ہوئے یہاں مرزا ولیعہد بہادر اور امیرون کے ساتھ بڑے تزک سے براہ استقبال
قدم زن ہوئے اور مرزا سلیمان شکوہ بہادر کو ساتھ لاکر حضور اقدس میں حاضر کیا ہنگام ملاقات دونون بھائی
ہجران نصیب فرط محبت سے آبدیدہ ہوئے اور کمال تپاک سے بغلگیر خندہ روز صورت مہمان عزیز محل معلی میں
تشریف فرما ہے بلکہ تجویز تھی کہ تین چار ہزار روپیہ درماہہ بھائی کے واسطے مقرر ہو چونکہ مرشدزادہ سلیم بہادر کو
ملکہ بیگم سے نفاق کلی تھا عم بزرگوار سے بھی صورت اتفاق ظہور میں نہ آئی ناچار مرزا سلیمان شکوہ کو کہ آمد
جنرل لارڈ ہیسٹنگ بہادر درپیش تھی منظور تھا کہ اپنا اظہار حال خدمت گورنر ممدوح میں وقت تشریف آوری
کرنیل کارنیر کی معرفت مناسب ہے ہنوز یہ مشورہ باہم تھا کہ ناگاہ خبر تازہ آویزہ گوش مرزا سلیمان شکوہ ہوئی
کہ فرزند کرنیل مذکور جو سرپرست اہل محل مرزا ممدوح کا سگنج میں تھا وہ داستان حسن و جمال ملکہ بیگم سنکر
عاشق زار ہو کر مشتاق جام بادۂ مواصلت ہزار جان سے تھا قصہ کوتاہ اس حضرت عشق نے پردۂ ناموس
ملکہ بیگم دشمن نام و ننگ اوٹھا دیا وہ تیر محبت دل پر بیٹھا کہ محل سے پوشیدہ نکل کر کھل کھیلی آخرکار فرزند
مذکور خوف پدر سے جو کچھ سرمایہ باپ کا تھا لیکر اوس معشوقہ کے ساتھ کسی طرف راہی ہوا ہر چند جنرل
سنکر کرنیل مذکور نے سبق عاق فرزند پڑھا مگر صفحۂ دل مرزا سلیمان شکوہ سے وہ حرف شکایت جو منقش
ہو چکے تھے نہ اوٹھے سبق ترک ملاقات پڑھکر قیام کاسگنج سے ہاتھ اوٹھایا اور جانب اکبرآباد روانہ
ہوئے مگر لاکھ روپیہ کرنیل مذکور کا بطریق قرض ذمہ مرزا سلیمان شکوہ تھا جب باظہار حال خاطر خواہ تشفی نہ ہوئی
درخواست زر قرضہ مذکور فی صورت نقیض پیدا کری اور جو مشورہ باہم قرار پایا تھا کہ ہنگام تشریف آوری نواب
گورنر جنرل بہادر درستی مطالب دلخواہ لکھنؤ میں آنکلی اوسپر بھی پانی پھرا اوسی چھ ہزار روپیہ وثیقہ لکھنؤ بحال رہا
اور نوکرون فی جہت تنخواہ عدالتین نالشین کین آخرکار انسے وہ اجماعا معلوم ہوا کہ ۱۲۵۲ ہجری میں بفضل الہی کو
نقد حیات و دیگر مخمصۂ دنیا سے نجات پائی اور وہ وثیقہ بھی فوت ہوا اگرچہ سعی کوشش تمام ہزار روپیہ ماہوار اولاد

ذکر دار پر کھنچے جانے شمس الدین خان کا بحکم خالق زمین و آسمان کے

احمد بخش خان ترک خاندان بدل بیگ خان سے تھا جب رسالہ ترک سرکار شاہی سے بعد برہمی امور سلطنت

درہم برہم ہوا ایک جماعت اونمین سے لکھنؤ مین آکر ملازم سرکار وزیر بہادر ہوئی اور جو تھوڑے سوار وہان تھے نجف قلیخان کی بعد خانہ نشین ہوئے اور بعضے راجہ الور و مچہڑی اور بعضی اطراف جیپور مین پہونچی جسوقت لارڈ لیک بہادر نے اسطرف کے راجاؤن اور افواج ہولکر پہ لشکرکشی کی تھی اور میدان مقابلہ مین فوج انگریزی کو کام مشکل سے پڑا تھا یعنے افسران فوج زخم دامن سے سرگریبان تھے اوسوقت یہ احمد بخش خان راجہ بختاور سنگہ والی الور کی وکالت مین سو دو سو سوار ہمرکاب رکھتا تھا افسر فوج انگریزی کے مشورہ سے نشان فوج انگریزی لیکر پیچھے پیچھے عین مقابلہ مین اپنے سوارون کو نمودار کیا اور ہرکارہ بھیجا کہ فوج جرنیل صاحب کمک سپاہ کے واسطے آپہونچی اسبات سی جو لوگ لشکر انگریزی مین پریشان و منتشر حواس تھے اور اصل کیفیت سی بیخبر تھے قوت تازہ پاکر مردانہ وار حملہ پہ قدم زن ہوئے اور مخالفون کو ثابت ہوا کہ فوج تازہ حمایت انگلشیہ کو پہونچی تاب مقابلہ حملہ تازہ نہ لائی صاف رخ میدان سے پھیر کیا اور فتح فوج انگریزی کو نصیب ہوئی اوسوقت افسران فوج نے چیٹھی نیکنامی کی احمد بخش خان کو دی اور اوس مقام پر کہ فیروزآباد جو سر نواح میوات کے قریب تر تھا تھانہ احمد بخش بٹھایا اور جنرل لیک بہادر نے کمال عنایت سے رسالہ پانچ سو سوارون کا مرحمت فرمایا اور چھہ لاکھ روپیہ کا ملک فیروزآباد کچھہ کم یا زیادہ ضلع میوات وغیرہ سے جائداد تنخواہ رسالہ مین حوالہ کیا اوسوقت ترقی دولت احمد بخش خان نے قوت پائی نوبت نشان ہاتھی گھوڑے وغیرہ سامان امارت مہیا کیا اور بنظر دانشمندی صاحبان رزیڈنٹ و افسران سپاہ انگریزی سے راہ و رسم پیدا کی اور مکانات عمدہ سوا سے عمارات سابق صورت کوٹھی انگریزی لب دریای جمن شہر پناہ شاہجہان آباد کے درمیان تعمیر و آراستہ کیئے طرح سکونت ڈالی اور ملک میوات مین کہ نہایت سرکش تھا نقش اپنی عملداری کا بٹھایا اور راجہ بختاور سنگہ کو بھی راضی رکھکر سوال جواب الور بھی سرکار انگریزی مین تعلق اپنی رکھا قلعہ مستحکم آراستہ کیا توپین نصب کین اسباب امارت و سامان شوکت بیس لاکھ روپیہ سے زیادہ جمع کیا آخر خلل دماغ نے نوبت جنون پہونچائی وعدہ پورا ہو چکا تھا قضا آئی درگاہ شاہ نظام الدین اولیا مین جگہہ دفن کی پائی تین لڑکے خان مذکور بھی ایک شمس الدین خان دوسرا ابراہیم خان تیسرا امین الدینخان بعد انتقال احمد بخش خان شمس الدینخان ہوئے آخرکار بھائیون مین ترکہ پدری کے واسطے نزاع درپیش آئی اور عدالت مین نوبت استغاثہ پہونچی اقربا اوسکے جو خوگر کردہ الطاف احمد بخش خان تھی ناراض رہتے تھے از انجملہ فیض اللہ بیگ خان اور فتح اللہ بیگ خان کہ اپنے خاندان مین نام آور تھے

چنانچہ فتح اللہ بیگ خان حرارت مزاج سے خالی نہ تھا اکثر دربار معلی بادشاہی مین صدر اعلی اور عہدہ داران سے ادمجا کرتا تھا فی الحال ابراہیم خان وغیرہ عزیز و اقارب احمد بخش خان سے بیت تھی اور شمس الدین خان سے کدورت آخر مقدمہ مذکور نے چند برسون مین نہایت طول کھینچا احکام کلکتہ تک روبکاری پہونچی فیصلہ اوسکا تجویز مسٹر فریزر صاحب رزیڈنٹ بہادر پر کہ مالک فیصلہ مقدمہ اپیل تھے منحصر رہا غرض فتح اللہ خانکو صاحب ممدوح سے سر رشتہ محبت و اتحاد مربوط تھا انکی وجہ سے سفارش مسٹر فریزر صاحب بہادر کو مقدمہ ابراہیم خان کی طرف توجہ زیادہ تھی راست و دروغ برگردن راوی اول جب نوبت اس امر کی پہونچی کہ صبح یا شام احکام فیصلہ آخر جاری ہو شمس الدین خان نے اس خیال سے ایسا نہو جو ریاست پدری ہاتھ سے جاتی رہے دشمن جان بہادر ممدوح بنگیا وہان بھی قضا فیصلہ مقدمہ حیات ختم کرچکی تھی یعنی ایک شخص میواتی نے حسب اشارہ شمس الدین خان کام صاحب ممدوح کا کہ وقت شام تنہا گھوڑے پر سوار اپنے بنگلے سے شہر مین آتے تھے بضرب بندوق تمام کیا آخر نوبت عدالت فوجداری کی فتح اللہ بیگ کہ دوست مسٹر فریزر صاحب بہادر کا تھا دشمن جان شمس الدین خان بنگیا اور عدالت مین وقت روبکاری گواہی کے ساتھ قتل ہونا صاحب کا حسب اشارہ شمس الدین خان ثابت کردیا اور صدر کلکتہ تک کیفیت روبکاری تحریر ہوئی آخر بحکم قصاص اوسکو عمر تیس سالہ مین [illegible] لی اور آبرو پر احمد بخش خان کو بھی پانی پھرا عوام الناس وجہ بیقصوری کہ اس روبکاری مین صریح عداوت قلبی فتح اللہ بیگ خان کی تھی قبر شمس الدین خان شہید پر پھول و شمع روشن کرتے تھے خلاصہ اوسی زمانہ قریب مین ابراہیم خان بھی عمر بست سالہ مین بحکم قضا شش جہت سے گذرا ملک جاگیر [illegible] سرکار انگریزی کے ذیل مین ضبط ہوا فقط دو جاگیر جو راجہ الور کی طرف سے تھی اولاد کے نام قائم رہی —

ذکر خاندان افاغنہ بڑیچ

مصطفی خان نام قوم افغان بڑیچ کہ علی محمد خان روہیلہ سے کچھ سلسلہ تھا شاہجہان آباد سے بنگالہ مین وارد ہوا رفاقت مہابت جنگ صوبہ دار مین سرفراز خان سے کہ مخالف خان مذکور تھا مقابلہ کیے چنانچہ مہابت جنگ نے اوسکی کیفیت جانفشانی حضور بادشاہ مین لکھکر پنجہزاری منصب اور خلعت پالکی نقارہ و علم سمیت دلاکر مالک دس ہزار سوار کا بنایا اور سرجنگ خطاب بھی ملا چنانچہ مصطفی خان

نذکور شاید تنخواہ میں سواروں کے صوبہ عظیم آباد کی درخواست رکھتا تھا اور وہ صوبہ تفویض ہیبت جنگ
تھا القصہ ہیبت جنگ نے جنگ زرگری کے ساتھ ستر لاکھ روپیہ وکیل کو دیکر مصطفیٰ خان کو نوکری
سے موقوف کروا دیا آخرکار مصطفیٰ خان نے عظیم آباد میں جا کر ہیبت جنگ سے مقابلہ کرنا چاہا اودھر ہیبت جنگ نے
مہمان بلا کر چاہا کہ اگر نوکری مہابت جنگ سے موقوف ہے ہمارے پاس رہے لیکن سر شتہ جنگ تعصب مذہب
کی وجہ کہ اوسکو کافر سے زیادہ تر تصور کرتا تھا منظور نکیا کر ہمت تسخیر ملک پر باندھی تھا مہابت جنگ و ہیبت جنگ
مخالف تھے اور مرہٹہ سے بھی درخواست امداد کی تھی لیکن مرہٹہ اسکی نوکری پر راضی نہوئے ناچار
سر شتہ جنگ نے اب عزم خروج کیا اور پندرہ ہزار سوار اور سو ڈیڑہ سو ہاتھی بہم پہونچا کر عظیم آباد پر آ کر ہیبت جنگ
سے نوبت مقابلہ و محاربہ آئی اجل دست و گریبان تھی زخم دامن دار کھا کر نشانہ تفنگ قضا ہوا مرتضیٰ خان
فرزند مقتول نے گھوڑے چڑھے باکر استین انتقام پدر پر چڑھائی اور اپنے افاغنہ سے ہم سوگند ہوکر
ہیبت جنگ کو پیغام نوکری دیا کہ مہابت جنگ نے منع کیا انھوں کہ آتش کشتن و اخگر گذاشتن وافعی کشتن
و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمندان نیست چونکہ قضا سر پر سوار تھی مکان چہل ستون میں ہنگام چاشت پیادہ
عبد الرشید خان پٹھان نے چاہا کہ بہ تہمت گذار روح ہیبت جنگ قبض کرلی کار مجروح کیا اور مراد شیر خان
نے ڈھکر مجروح کو جوہر شمشیر دکھائے اور کام اوسکا تمام کیا اور اوسیوقت ایک پٹھان نے سر دست
پاے دست اوسکا کاٹ کر مسند پر رکھدیا محمد عسکری خان و مہتاب راے وغیرہ دو تین آدمی جو حاضر تھے
اوس معرکہ میں فی النار ہوئے القصہ پٹھانوں نے تین لاکھ روپیہ خانہ حاجی احمد سے اوسیطرح لیکر
زن و بچہ ہیبت جنگ کو مع احمدی چھوٹے لڑکے سمیت بسواری رتھ بے پردہ کشاں کشاں لشکر میں
لاے اور اسی ہزار سوار و پیادہ جمع کرکے مرہٹہ کی پشت گرمی سے مہابت جنگ کے ساتھ سامان
جنگ مہیا کیا ہنگام مقابلہ سردار خان و مراد شیر خان طعمہ نہنگ شمشیر اجل ہوئے اور شمشیر خان مرتضیٰ خان
سمیت میدان سے بھاگ کر لکھنؤ میں آئے نواب شجاع الدولہ بہادر کے نوکر ہوئے تین ہزار سوار
ہمرکاب تھے پھر مہابت جنگ نے عیال و اطفال پر نظر پرورش کی اور شادی دختر اولاد شاہ قاسم
سلیمانی کے ساتھ کردی آخرکار عہد نواب آصف الدولہ بہادر میں مرتضیٰ خان موقوف ہوکر دلی میں
گیا مرزا نجف خان کا ملازم ہوا جب جام حیات چھلکا اپنی قوم کے ہاتھ مارا گیا چنانچہ مرتضیٰ خان کو تین
لڑکے اور ایک لڑکی تھی بطن زن ہم قوم سے اور بطن ٹڈ صاحبہ طوائف سے بھی ایک لڑکی تھی جو

فیض علیخان کو منسوب ہوئی اور نجابت علیخان و مرزا اسمعیل خان بھی دو فرزند بطن سے طوائف مذکور کے تصور مین آئی مگر ریاست غازی خان برادر مرتضے خان سے متعلق ہوئی آخرکار غازی خان مہاجی سیندھیا کی ملازمی مین راجپوتون سے لڑکر مارا گیا المختصر بہادر خان مذکور سعادتمند و لیئق فرزند تھا اوسنے حسب وصیت پدر ریاست پر قدم نہین رکھا کہ ایسا نہو تا کوئی خلل ناموس مین واقع ہو وہ ریاست نجابت علیخان کے نامزد ہوئی اور محالات ودین وغیرہ سیندھیہ کی طرف سے اوسکی جائداد مین مقرر تھے وقت رونق افروزی لارڈ لیک بہادر نجابت علیخان نے حاضر ہوکر دم اطاعت بھرا جسوقت سپاہ انگریزی کو نواب امیر خان سردار سپاہ ہولکر سے مقابلہ پیش آیا فیض طلب خان کہ جانب انگریز تھا زخم نیزہ کھا کر گرفتار ہوگیا لیکن امیر خان نے ہم قوم سمجھکر بواسطہ کلام اللہ رہا کیا اور ممانعت کی کہ اطاعت انگریز نکرنا لیکن فیض طلب خان نے پھر لشکر انگریزی مین آکر اپنے حقوق جانفشانی بواسطہ وہان زخم نیزہ اظہار کیے اور وہ کشش تدارک پلٹن ڈبالی صاحب جو سات تھے حکیم الدولہ علیخان کی ہنگامہ آرا بھی ہوا چنانچہ لارڈ لیک بہادر نے ضلع کالوڈ جھجر وغیرہ جو تخمینا بارہ لاکھ روپیہ کے تھے با پیادہ رسالہ مین کہ چھ سو سوار کا تھا اپنا انکا عنایت کیے انھون نے آخر اوس صورت کو تقسیم کیا پرگنہ بہادر گڑھ اولاد بہادر خان سے نامزد ہوا اور جھجر گوہانہ وغیرہ حصہ فیض طلب خان مین آیا فیض طلبخان نے جاگیر کو اس خوبی سے آراستہ کیا اور آباد کہ جمع اوسکی انتالیس لاکھ روپیہ سال تک پہونچی تین پلٹن اور چار سو سوار جنگی اور اسباب توپخانہ مہیا کیا عمارات قلعہ جھجر مین امارت کے ساتھ تعمیر کی قلعہ کا سپاہیان انتظام سے حسن دکھایا کہ پچاس ہزار روپیہ مہینہ سپاہ بون خزانہ مین جمع کیا تھی وہ شادی مین جو خرچ ضرورت مصارف ہوتی تھی سپاہ پہری کی صورت تصویر آئی تھی اور زمانے مین درمیان شاہجہان آباد کوئی رئیس انکے مقابلہ امارت مین نتھا آخرکار بعد چند سال نجابت علیخان مورث کی نیابت سے ہم آغوش ہوا اور فیض طلب خان بھی دو تین قضا سے ہمکنار ہوا اسکے باہمین اتفاق رہا بعد انتقال نجابت علیخان فیض محمد خان لڑکا اوسکا ریاست پر قابض ہوا کچھ حصہ اقربا کو کم کیا اور اپنے اسباب امارت پر غرور کے ساتھ عیش و طرب مین زندگی بسر کرتا تھا صحبت مطرب اور ستار نوازون کی بہت غلط تھی اور طبیعت سیر و شکار و دست دیوانی علاقہ لاڈ لیشن ناتھ قوم کا تیمہ کے حوالے تھی آخر اسی شوکت و امارت مین ۱۲۵۰ ہجری کو قضا نصیب ہوئی اکثر ملک قبضہ تصرف انگریزی مین درآ سے لڑکون کے واسطے نقدی وجہ قرار پائی —

اب کیفیت بیگم سمرو زیب النسا جسکے شوہر کو بعض ارباب ایمانی بعض لوگ فرنگی کہتے تھے چنانچہ بیان
کچھ زبان قلم پر آچکا ہے کہ میر قاسم علیخان والی بنگالہ کا ملازم تھا پھر ملازمت بادشاہ نصیب ہوئی اور کچھ
بعد نواب وزیر کے ساتھہ بعد جنگ بکسر مغرب میں جاکر نوکر ہوا افغانیان کہین پھر مرزا نجف خان کے پاس
آکر جاگیر سات لاکھہ روپیہ کی پائی خلاصہ اطراف دار الخلافت مین قیام پذیر تھا ایک طوائف شہر کی بازاری
تھی زیبا نام ایک زر خرید لونڈی اوسکی صاحب جمال تھی نظر الفت امیر شہر وکی اوسپر جا پڑی خواہش ملاقات
مین اوسکے ویتک رسائی ہوئی چند روز کے بعد آمد و رفت و صورت آشنائی صحبت کے ساتھہ پیدا
ہوئی ایک روز حضرت سمرو صاحب ڈھال تلوار لیے تھے اور کلام تیز لاف و غرور آمیز زبان پر حسب اتفاق
زیبا طوائف نے اختلاطاً اسطرح جوہر شمشیر زبان کے دکھائی کہ اگر تلوار میرے ہاتھہ مین دو تو معلوم
ہو کہ کون مرد ہے سمرو مذکور زخم خوردۂ تیغ نگاہ تھا اوسنے بے تکلف تلوار اپنی حوالہ کی اوس زیبا
مردانہ وار میان سے تلوار کھینچکر بلا اندیشہ تن سمرو کی چنانچہ یہ حرکت معشوق نہایت پسند عاشق آئی زر کثیر
نائکا کو دیکر زیبا پر قبضہ کیا اور اپنے گھر مین لاکر صاحب اختیار بنایا آخر یہانتک اوسکو اختیار کامل ہاتھہ
آیا کہ چند عرصہ مین حکم اوسکا سپاہ پر جاری ہوا اوسی زمانے مین مہاجی سیندہیہ نے قدم جانب دکن
اوٹھایا سمرو مذکور نے بھی کہ جاگیر یافتہ اس سرکار کا تھا ہمرکاب ہوا لیکن پہلوان قضا کی کشتی ہاری
یعنی سمرو شکار اجل ہوا آگر افسر سپاہ نے حسب وصیت اطاعت زیبا مذکورہ پر کمر باندھی اب زیبا مذکورہ بیگم
مشہور ہوئی اور وہ انتظام معقول کیا کہ تمام سپاہ غلامانہ کوئی قدم راہ اطاعت سے باہر نہین رکھتا تھا
آخر کار مہاجی سیندہیہ اور باقی مرہٹہ سے کمال صورت موافقت وقوع مین آئی سیر و شکار مین ساتھہ
رہتی تھی اور معرکون مین قدم جرأت مردانگی کے ساتھہ پیشتر رکھتی تھی شجاعت و دلاوری مین مشہور تھی
ہوئی اور جنگ مرہٹہ مین کہ انگریزون سے میدان کھٹرے مین ہوئی تھی کار نمایان توپ و بندوق کے
ساتھہ کیے مین ذکر اوسکا زبان قلم پر آئیگا چنانچہ اسکی شجاعت و بہادری پھر ہٹنے کو مانع تھی اور معرکہ
نجف قلیخان مین کہ فلسفہ ہوچکا بادشاہ سے ہمرکہ فردوس منزل سے خطاب فرزندی پایا اور نجف قلیخان
کو حاضر کیا اور زیب النسا بھی خطاب رکھتی تھی اور معرکہ غلام قادر مین بھی موجود تھی والیان ریاست
ریاستان صاحب عظمت کے مقدمات اسکے حضور مین انفصال پاتے تھے اور کارپردازیان ظہور مین
آئین کہ زبانون پر خاص و عام کے الفاظ آفرین و تحسین جاری تھے اتفاقاً ایک افسر اوسکے رسالہ کا

صحبت مین مشہور ہوا تھا چنانچہ یہ وجہ سپاہ مین باعث بدنامی تھی لہذا رفع تہمت کے واسطے اوس
افسر کو جان سے ہلاک کیا جھگڑا پاک کیا اور روبروے اہل سپاہ وہ شجاعت پیشہ یعنی آبدار رکھتی تھی
گو شوہر میرا یہ شمشیر دودم ہے کو لباس نسوان مین ہون مگر مرد میدان ہون القصہ اسوجہ سے اب کسیکو جگہ
دم مارنے کی نرہی شمرو کے ایک فرزند تھا افراسیاب نام بیگم نے شادی کردی تھی صاحب اولاد تھا
جب افراسیاب جہان سے گذرا بیگم نے اوسکے لڑکے کا نام جان صاحب رکھا تھا اور فرزند خواندہ
بنایا خلاصہ اتنی جمعیت کے ساتھ جاگیر مین قیام پذیر ہین جسوقت لارڈ لیک صاحب بہادر تشریف لاے پیمان و
عہد کے ساتھ محالات مروجہ جو تصرف مین تھے ہر نوسند مجدد حاصل کی بارہ لاکھ روپیہ سے سترہ
اٹھارہ لاکھ روپیہ تک نوبت آبادی پہونچائی چار پلٹن نجیب کی توپخانہ جمعیت آراستہ کین دو تین ہزار
سوار نوکر ہمرکاب تھے تنخواہ ہر ایک کی ماہ بماہ تقسیم کردیتی تھی اور قواعد سوار و پیادہ آپ لیتی تھی حسن
امارت و سامان ریاست و اسباب عدالت مین انگریز صاحب دانش و ریسان صاحب عقل اوسکو آپ سی بہتر
سمجھتی تھی ظلم و زبردستی اصلاً منظور نظر نہ تھی بلکہ اسباب مین خدا کی لگی تھی اکثر لڑکیان صاحبان شریف کی پالکر شادیان
اونکی حسب قوانین انگریزی ظہور مین لائی و گرجا اور کلیسا مع نمازی مساجد و معابد مسلمانی اور عمارات
رفیع سلطانی طرح طرح پر آراستہ اور تعمیر کی اور اپنے عزیزون کو جا بجا آغوش راحت مین پرورش کرتی تھی
لباس ہندی پہناتی تھی اور صاحبان عالیشان گورنر بہادر سے اپنے زمانے مین اسقدر محبت و اخلاص
و اتحاد کے ساتھ بہم پہونچائی تھی کہ حصہ اوسکا روبروی گورنر جنرل بہادر سفر و نیہر پر مسافری کرتا تھا اور
مسٹر ڈیسن کو کہ داماد اوس رشک خاندان کا مشہور تھا یعنی ایک دختر پرورش کردہ اوسکے ساتھ منسوب کی
چونکہ صاحب دانش اور بردبار تھا کار پرداز اپنے گھر کا بنایا خزانہ معقول جمع کیا اور بوجہ حقوق شناسی سلطان
نجف خان مرحوم وغیرہ کو بھی لطف و عنایت سی سرفراز کیا اور شادی مین مشد زادون کے بعین مددگار ہوئی تھی
اور ارباب قلعہ کی ساتھ سلوک و تواضع و خدمت سی پیش آئی تھی مگر اس شیر خونخوار قضا کی شکار ہونے کیا [illegible] ہجری
اپنی قضا سی جانب بہشت بین روح بخش ہوئی ملک اوسکا مال انگریزی مین دیا خزانہ وارثونکو حسب وصیت تقسیم ہوا بہ کیفیت
نیکنامی کے ساتھ یادگار زمانہ ہوئی—

شمس الدولہ میر محمود خان اور مرزا اشرف بیگخان کی کیفیت

حال شمس الدولہ اظہر من الشمس زیب قلم ہو چکا ہے یہ فرزند میر احمد خان خاندان مرزا گرامی خان

...عہدہ تحصیلداری پر مامور رہکر
...انجشیگری سی سرفرازی پائی
...دئی حرف نقطہ حیات پر آیا
...شیگری محمد علیخان بہادر
...رف بیگ خان نے بھی اوسی سال
...داران انگریز سے زمانہ لارڈ لیک
...سے دو شخص بہت نیکنام رہے ایک
...ن آباد مین تعمیر و یادگار باقی ہین مشون کے
...یخ عبد القادر جیلانی نذر و نیاز امام و عشرہ
...لی جاگیر سرکار انگریزی سی عطا ہوئی اور آپ بھی
...عطا ہوا تھا چنانچہ وہ دشمن جان عزیز قوم دلاک سی
...دلاک کیا اور آپ سہ منزلہ کوٹھی پر کود کر کالا منہ کر گیا
...ے نکلا اوسکے مرنے سے شرفا ہی اشہر وہ خاطر ہوئے کہ با...
...شوہر ہوگئین محتاج اور غریب مضطر ہوئے۔

سوانح جان گداز

...ی کے سات سیارون کے مانند سپہر سلطنت مین تجلی افروز تھے چنانچہ
...رحضرت کو دو شاہزادون سے محبت زیادہ تھی اب ایک تازہ داغ اندوہ
...بصلب مرزا جہانگیر بہادر سے تھا سینہ پر رکھتے تھے اور دوسرے ضعف و
...ناتوانی تھی تیسرے مرزا سلیم بہادر مختار کار سلطنت جو فی الحال باعث ملال خاطر
انہ... رہا چار عمر تھی سال مین یہ بھی شش جہت سے گذرے افسوس صد افسوس اسوقت مین
کہ عمر... سبحانی پچاسی برس کی پہونچی تھی ہجوم اندوہ و غم تازہ نے بستر ناتوانی پر ڈالا اور کثرت
رنج و ملال نے مرشد زادہ کے سوگ اور ماتم مین راہ فردوس برین دکھائی یعنی عالم بیماری مین معالجہ

حکمای حاذق مثل امام الدین خان پسران ذکا اللہ خان وغیرہ کا مفید نہوا آخر دنون مین قلعہ ارک سے اوٹھکر درگاہ شاہ قطب الدین بختیار کاکی مین تبدیل آب وہوا کے واسطے قیام فرمایا بعد چندے باوہ کمال استقلال وہوشیاری کے ساتھہ مشغلہ خاص مین مشغول رہکر ستائیسوین رجب ١٢٥٣ھ ہجری کو جہان فانی سے رحلت فرمائی یہ بادشاہ ملکی صفات تہا لباس بادشاہی مین استر خاکساری رکھتا تہا خدا بخشے اور اسی سال نحس مین شاہ روم وشاہ اودہ وبادشاہ لندن نے رخت ہستی تن سے اوتارا اور قدم راہ ملک عدم پر مارا ہیبت دار فانی مین ہنے قرار کسے + سبکو آمادۂ سفر دیکہا۔

ذکر خاندان نظام الملک آصف جاہ

خاندان شیخ شہاب الدین سہروردی اولاد محمد بن ابی بکر اصحاب رسول خدا شیخ الشیوخ بغدادی واقارب ابو الحسن سہروردی سے کہ سوا الجواب ملوک زمانہ مین خلفای عباسیہ وجمعیت خلائق سے تمول وثروت مین مشہور تہے مرجع سلاطین رہتا تہا اور اسفار حاج آستین رحمت حجاج پر جہاڑتے تہے اور مصادے شیخ عالم عزیزان نامی تہا ایک عورت اپنی قبیلہ سے اسکی عقد مین تہی ایک لڑکا اس سے میر بہاؤ الدین نام ظہور مین آیا اور اسیطرح جاریہ اوسکی پاس تہی اوس سے بہی فرزند پیدا ہوا کہ میر شہاب الدین نام تہا یہ شیخ عزیزان سنہ ١٠٤٥ ہجری مین ترکستان سے آکر مستفیض خدمت شاہجہان ہوا اور شاہزادہ داراشکوہ نادر شہ پادشہ کے استقبال کے واسطے گئی اور دولیان خاص بندگان حضرت تک لاکر تسبیح خانہ مین ملاقات کی پانچ لاکہہ روپیہ براہ تواضع دیکر جانب حجاز روانہ ہوا کیا وہان پر شاہد قضا سے ہمکنار ہوا میر شہاب الدین نے نعش اوسکی سہروردین پہونچائی طریقۂ مشیخت چہوڑکر دولت دنیا کی آرزو مین منصب پنجہزاری وخطاب عابد خان سے سرفراز ہوکر اپنے فرزند کو ولایت سے بلایا اور دختر نواب سعد اللہ خان وزیر کے ساتھہ منعقد کیا کہ حسین قلیچ خان اوس سے پیدا ہوا اور میر بہاء الدین کے پیچہے ہندوستان مین آکر کتخدا ہوئے محمد امین خان اوس سے وجود مین آیا محمد امین نے عہدۂ وزارت عہد فردوس آرامگاہ مین پایا چنانچہ قمر الدین وزیر فرزند انکا تہا اور حسین قلیچ خان نے جب رنگ شباب جمایا اجہ سر وہی پنا سور ہوا بعد اوسکے داروغگی گرزبرداران کی نصیب ہوئی مہم دکن پر مقرر ہوا اور بیجاپور مین وہ کار ہای نمایان کیے کہ غازی الدین خان

فیروز جنگ خطاب اورنگ زیب نے عنایت فرمایا اور بعد انتزاع قلاع دیگر ہفت ہزاری منصب حاصل ہوا آگرہ پانچوین سال بہادر شاہی مین شش جہت سی گذرا چنانچہ اجمیری دروازہ کے قریب مقبرہ اوسکا تعمیر ہے فرزند نونہال انکا اپنے گلشن خاندان کا سرو روان او رنگ و بوی بوستان متقدمین و متاخرین سی بہتر تھا چنانچہ حسب تقدیر نظام الملک آصف جاہ خطاب اسکا تھا عہد اورنگ زیب مین کارہای نمایان کو زینت دی اور زمانہ فرخ سیر مین گوشہ نشین تھا کہ پھر طلبی اوسکی صوبہ مالوہ مین ہوئی اسکی بعد صوبجات دکن کو نظم و نسق سی رونق بخشی کہ اسی کارگذاری کے باعث فردوس آرام گاہ کی وزارت ہاتھہ آئی آخر قہرمان ایران جب تشریف لائے منصب وکالت مطلق پر مطلق العنان ہوئے کوئی امیر اونکے وقار و عظمت کے ہمسر نہ تھا اور عہد وزارت مین بادشاہ کو یہ راہ بتائی تھی کہ پانچ امر حضرت ہو کہ رہین ایک یہ کہ خاین اور نافرمان کو ملازمی مین نرکھین دوسری رسم متاجری ملک سی موقوف فرمائین تیسرے رشوت پہ یکقلم حرف آئے چوتھے کافرون پر جزیہ اورنگ زیب کی طرح قرار دین پانچوین بادشاہ ایران تک راہ و رسم بحال رہے لیکن فردوس آرامگاہ عشرت طلب تھی اور صحبت امیر خان و روشن الدولہ وغیرہ مطبوع طبیعت ارباب نشاط سی مالوف لہذا اختیار دستخط کوکی کوکہ زن آوارہ کو بھی عنایت فرمایا تھا اسواسطے وزارت نی رونق نہ پائی آخر مجبور ہو کر اونسے آپکو دکن مین پہونچایا اور انتظام کو وہان کے غنیمت سمجھا آخر بعد فیصلہ نادرشاہ پھر دہلی مین آیا ایام حیات حساب سی پوری ہو چکے تھے وقت رحلت چند باتین اپنی اولاد کو وصیت کین ایک یہ بات کہ ہمیشہ سی سلسلہ آشتی و اتحاد مضبوط رہے دوسری خون ناحق سی احتراز مناسب مجرم کو قاضی شرع کی حوالہ کرنا واجب تیسری ہمیشہ حرکت رہے کہ حفاظت ملک مین غفلت نہو مگر ایام بارش مین فوج کو رخصت دینا لازم چوتھی آپ جہان سپہ انجمن شبانہ روز کا لین پانچوین استمداد معاملات مرجعہ مین اہل اللہ سی ملحوظ خاطر رہے چھٹے جاگیر و ایما خلائق مسدود نہو ساتوین امرائی پیدا کردہ میری دوری نصیب نہون ہندو اور مسلمان نوبت بہ نوبت مامور رہین آٹھوین بھائیون کو قوت بازو سمجھنا چاہیے اور میری دختر زادہ ہدایت محی الدین خان کے حال پر نظر شفقت منظور رہے نوین ادنے کو کار اعلی اور اعلے کو کار ادنے پر مامور کرنا خوب نہین دسوین حقوق بادشاہی دہلی فراموش نہون گیارہوین لڑائی مین دلیری نچاہیے کرنا دفع الوقتی ملحوظ خاطر رہے مگر وقت مجبوری عاجزی ہے بارہوین

قبلہ رو ہو کر طرح جنگ ڈالنا خلاف سے تیرہوین حفاظت خزانہ مقدم تر اور تنخواہ سپاہ ماہ بماہ دینا نہایت مناسب چودہوین نادرادان دکنی کو جگہ دینا نچاہیئے پندرہوین برہانپور و بیجاپور سے خبردار رہنا واجب تر القصہ رحلت محمد شاہ سے مہینے بھر کے بعد آصف جاہ نے انتقال کیا چھہ فرزند تھے اکثر صاحب ریاست ایک غازی الدین خان جو دہلی مین تھا کہ صفدر جنگ نے اوسکو ملہار راؤ سمیت بھیجا تھا چنانچہ اورنگ آباد مین پہونچکر قضا کی حکومت نصیب ہوئی دوسرے نظام الدولہ ناصر جنگ میر احمد خان نام ولیعہد کہ سال ۱۱۶۲ ہجری کو برہانپور سے اورنگ آباد مین آکر مسند ریاست پر قدم رکھا اسنے حسب تحریر امیر خان عمدۃ الملک اپنے باپ سے بغاوت اختیار کی تھی چنانچہ ذکر کیفیت [illegible]

کیفیت نظام الدولہ ناصر جنگ و عروج فرانسیس

جب شاہجہان آباد سے حکم طلب نافذ ہوا ناصر جنگ بہادر نے اپنی طرف سے ہدایت محی الدین خان کو کہ دخترزادہ نظام الملک اولاد عبداللہ خان شاہجہانی سے تھا اور بالفعل حکومت پرگنات ادونی رایچور پر مامور چنانچہ حسب وصیت نظام الملک بنظر شفقت نیابت کل دکن اوسکو تفویض کی اور آپ بارگاہ سلطانی کی طرف عازم ہوا غرض جب تک لشکر لب دریای نربدا تک پہونچی شقہ بادشاہی بحکم مراجعت نازل ہوا اسواسطے کہ اوسکے بھائی غالب جنگ کے نام سے مقدمہ پیشکش صوبہ انفصال پایا تھا نظام الدولہ نے رجعت کی اور اوسی چند روز مین کہ ناصر الدولہ بجانب دولت راہی ہوا تھا ہدایت محی الدین خان نے علم طغیان و عصیان بلند کیا نظام الدولہ نے برسات کی وجہ چند سے اورنگ آباد مین قیام کیا اور چند نصیحت نامہ ہدایت محی الدین خان کے نام رسید قلم کیے اوس زمانے مین حسین دوست خان نام معروف چندا میان قوم نوایت سکنا ارکاٹ کہ مرد ذوفنون و مصاحب ہدایت محی الدین خان تھا اوسنے تسخیر ارکاٹ کے واسطے ترغیب دی اور مفسدہ تازہ برپا کیا ہدایت محی الدین خان نے انور الدین خان پر کہ یہ دونون نظام الملک کی طرف سے ارکاٹ مین رہتے تھے لشکر آراستہ کیا ناگاہ قضا پر چڑھا تھا عین معرکہ مین انور الدینخان کام آیا ہدایت محی الدین خان نے ارکاٹ مین عمل اپنا کیا غرور و شوکت نے رنگ جمایا جواب خطوط نواب نظام الدولہ ناصر جنگ نے ناصواب تحریر کیے اس عرصہ مین محمد علیخان نام پسر انور الدینخان بھی خونبہا پدر کا مدعی ہوا تھا کہ ناصر جنگ نے بعد اختتام ایام برشکال لشکر کشی کی محمد علیخان کو واسطے

چنانچہ پلی تین صاحب استقلال کیا اور آپ فوج کثیر و توپخانہ وافر ہمیت ہدایت محی الدین خان پر کہ دشمن جانی پیدا ہوا تھا اورنگ آباد سی بندر پھولچہری مین کہ جو یہی پانچ سو کوس مفاصلہ پر تھا پاشنہ کوب بلغار کی طریق پہونچا اور ادھر ہدایت محی الدینخان جمیعت فرانسیسی و توپخانہ و سپاہ آراستہ لیکر میدان مقابلہ مین پہونچا چھبیسوین ربیع الثانی ۱۱۶۳ہجری کو صف کارزار آراستہ ہوئی تین پہر کامل توپ و تفنگ سی میدان جنگ گرم رہا آخرکار فرانسیسون کی گرمی شجاعت سرد ہوئی ہزیمت نصیب ہوکر پسپا ہوئی اور ہدایت محی الدین خان زندہ گرفتار ہوا لوگون نے چاہا کہ زندہ رہنا اسکا باعث فساد ہی لہذا رشتہ حیات منقطع کرنا چاہیے مگر نظام الدولہ نے حسب وصیت پدر چشم پوشی کی زندہ مقید رکھا اور ہمراہیون کو بھی ان کے جان آبرو سے بچایا لیکن اہل فرانسیس سی عداوت درمیان مین آئی یعنی بعد ہزیمت سرنوپال دیر سکار جمیعت منتشرہ اجتماع کر کے اطراف ارکاٹ مین مصدر شورش و پرخاش ہوئی نظام الدولہ نے ابھی قدم راہ مراجعت پر نہ رکھا تھا ارکاٹ مین اونکے دفع کرنے کے واسطے قیام پذیر ہوکر فوجین اونکی تدارک کے واسطے روانہ کین چنانچہ کئی دفعہ شکستین نصیب ہوئین اور تمام ملک کرناٹک دست برد فرانسیس مین آیا اور قلعہ نصرت گڈہ عرف جنجی پر کہ پایہ تخت نواح مذکور تھا متصرف ہوئی اور ہمت خان وغیرہ جمیعت افاغنہ ساکن کرناٹک سی در پردہ رنگ سازو باز جاکر فرانسیس سی پیمان وعدہ مضبوط کیا کہ ہم نظام الدولہ درمیان سی اوٹھا تے ہین المختصر چند بین جنگ و پرخاش ہرچند کوشش ندو پکین لیکن نظام الدولہ اپنی سپاہ سی صورت آئینہ صاف رہا سازکرنا پٹھانون کا فرانسیس سے غلط سمجھا کہ اس عرصہ مین غلبہ اونکا حد سے زیادہ گذرا ناچار نظام الدولہ نے عین شدت بارش مین آمادہ شہادت ہوکر بندر پھولچہری سے دس کوس کے فاصلہ پر نصرت گڈہ کی طرف پہونچے چنانچہ سترہوین محرم ۱۱۶۴ہجری کو اہل فرانسیس نے بڑھکر لشکر نظام الدولہ پر شبخون مارا اور توپین سر کرنا شروع کین اودھر قضائی آنکھون پر نظام الدولہ کی پردہ غفلت ڈالے تھے اور اجل سر پر سوار شجاعت و دلاوری کے ساتھ کہ ہنوز کچھ رات باقی تھی ہاتھی پر سوار ہوکر اوسی راہ سے کہ جمیعت افاغنہ کی چھاونی تھی پہلا عزم مقابلہ کیا اوسوقت بھی دولتخواہون نے مکر و فریب افاغنہ سی خبردار کیا لیکن نظام الدولہ کے دلمین سمائی تھی کہ اہل افاغنہ سی میلے کوئی بہی نہیں کہ کرنیکے عوض مین وہ میرے ساتھ براہ بغاوت و پرخاش پیش آئین کہ فہمائش اسکی سماعت کی نظامہ چھاونی افاغنہ مین قدم رکھا تھا ادھر ہمت خان بھی ہاتھی پر سوار ہوکر قریب آیا

نظام الدولہ نے دلمین تصور کیا کہ شاید مجھکو پہچانا نہین آپکو عماری فیل سے بلند کیا کہ وہ مطلع ہو کہ اسقدر
فرصت مین مقابل نے تفنگ اپنی نشانہ پر سر کی کہ سینہ بے کینہ نظام الدولہ پر گولی اوسکی پہونچی
اور کام اوسکا تمام کیا باقی رہا فیلبان اوسکو اور پٹھانون نے بڑھکر کشتہ کیا اور سر نظام الدولہ کاٹ
ڈالا آخرکار دولتخواہون نے سر و تن نظام الدولہ کا ایک لاش کو بعد غسل و کفن جانب اورنگ آباد
روانہ کیا چنانچہ مابین مرقد شاہ برہان الدین قبر پدر بزرگوار کے قریب صورت دفن ظہور مین آئی
القصہ چارون فرزند نظام الملک کے اپنے بھائی کے لشکر مین تھے اونکو پٹھانون نے قید کیا
اور ہدایت محی الدین خان کو قید سے چھوڑا کے مسند ریاست صوبہ جات دکن پر بٹھایا —

کیفیت اسیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر فرزند تیسرا آصف جاہ اور مقابلہ ساتھ فرنسیسیان کم گشتہ راہ کے

ہدایت محی الدین خانکو جب ریاست نصیب ہوئی ہمت خان نائب ہوا اکثر بلاد و قلاع نامی افاغنہ مین
تقسیم ہوئے اسکے بعد فرانسیسیان بندر پھلچری سو ما کئی چند پلٹن اوسی قوم کی نوکر رکھین اور سپاہ افاغنہ
ساتھ لیکر عزم حیدرآباد کیا ہر چند ہدایت محی الدین خان پٹھانون کی اطاعت مین تھا چونکہ تربیت نظام الملک
سے پائی تھی اکثر مقدمون مین اونکے خلاف رای چلتا تھا کہ غالب ہونے لگا لہذا آپس مین نزاع باطنی واقع
ہوئی کبھی کبھی کلمات خصومت آمیز ہر دو کی زبان پر آجاتے تھے اور ہمیشہ کوچ در کوچ قدم زن
تھے جب قریب سنور مین لکی ریٹی پلی کہ مسکن ہمت خان نزدیک تھا پہونچے اوس ہمت نے رنگ بدلایا
گفتگو و مخالفت سے نکل کھلا سے تھے آخر باہم جنگ و جدال سے قرار پایا ہر دو صفین معرکہ آرائی کی اوسی میدان مین آراستہ
ہوئین اور ہنگامہ رستخیز برپا ہوا چنانچہ اہل افاغنہ اکثر افسرون سمیت اوس کارزار مین کام آئے نشانہ
تیر و تفنگ ہوئے حادثہ چشم ہدایت محی الدین خان پر بھی زخم خدنگ پہونچا چشم زدن مین نشانہ تیر اجل
ہوا الغرض اس معرکہ مین وہ چارون فرزند نظام الملک آصف جاہ کے نظر بند تھے ایک بسالت خان دوسرا
صلابت خان تیسرا نظام علیخان چوتھا مغل علیخان چنانچہ چارون صاحبزادے ہاتھی پر سوار خالی کھڑے
تھے جب ہدایت محی الدین خان قتل ہوا رحیم نائک داس دیوان قدیم نظام الملک نے جھککر یہ کلام
طعنہ آمیز زبان پر لایا اور گویا ہوا کہ سخت مقام حیف وجای افسوس ہے کہ بیدست و پا کھڑے رہے وقت
وہ ہے کہ انتقام خون پدر و برادر پر قدم اوٹھائیے سنکر اس بات صلابت جنگ نے سر در گریبان ہو کر

کچھ تامل کیا مگر نظام علیخان نے ہاتھی اپنا سردست قریب فیل ہمت خان لاکر اس ہاتھی اور چالاکی سے
کام لیا کہ ہاتھی پر ہمت خان کے جا پہونچا حریف غافل تھا اور قضا سر پر سوار کہ نظام علیخان نے
سر ہمت خان کاٹ کر سینہ بنابلیک واس پر کہ فیل سوار تھا پھینک دیا اور فرمایا کہ دیکھا اسطرح دردانہ وار
انتقام لیتے ہین کہ دفعتًا وہ سخت شور ہای ہوئی کا حشر کی صورت پیدا ہوئین برپا ہوا کہ بیان سے باہر پوشیدہ رہے
کہ یہ وہی مقام سرائین تھا جہان نظام الدولہ ہمت خان کی ہاتھہ مارا گیا تھا اور دن بھی وہی تھا کہ نعش
نظام الدولہ اورنگ آباد مین پہونچکر دفن ہوئی تھی غرض اسی مقام مین صورت مدفن اون دونون
فتنہ پردازون کی ایک لیل ونہار مین واقع ہوئی اور خلق اللہ کو حیرت سخت تھی کہ منتقم حقیقی نے اچھی
صورت انتقام پیدا کی القصہ اس واقعہ کے بعد سرداران لشکر نے فراہم ہوکر نواب صلابت جنگ کو
کہ بھائیون مین بزرگ تھا مسند ریاست پر قائم کیا اور نذر مبارکباد گذرانی آشوب فرو ہوا اور سر اون
پٹھانون کے نوک سنان نیزہ پر رکھکر خلق اللہ کو دکھائے اور سرداران فرانسیس حسب دستور
حلقۂ ملازمی مین درآئے گویا نوکر سرکار آصفیہ ہوئے غرض یہ مرحلہ سترہوین ربیع الاول سنہ
ہجری مین طے ہوا بعد اسکے حیدرآباد مین مظفر و منصور آکر عرضداشت اور نذر مسند آرائی حضور
اقدس عالمگیر ثانی مین ارسال کی وہان سے خلعت اور فرمان صوبجات حاصل ہوا اب صلابت جنگ کو
استقلال کامل ہاتھہ آیا کارپردازان قدیم نے رفع نزع وفساد کی واسطے باہم بھائیون مین یہ صورت
تقسیم ملک قرار پائی کہ صوبہ کرناٹک اسالت خان کے نام جو بطن خجستہ بانو بیگم سے تھے مقرر ہوا اور بلدۂ
بیجاپور مین مغل خان کو جو بطن خواص سے تھا دیا اور نیابت ریاست جاگیر صوبہ برار بمیت نظام علیخان
کی تفویض ہوئی اور جملہ حساب محاصل و مداخل حیدرآباد و اورنگ آباد صلابت جنگ بہادر سے کہ رئیس اکبر
تھے متعلق ہوا نظام علیخان نے اپنی نیابت مین پہلے شاہ نوازخان کو جو نظام الملک نے قید کیا تھا
چھوڑ کر وکالت مطلق پر مامور کیا اور منصب ہفت ہزاری سات ہزار سوار اون بمیت معہ خطاب صمصام الدولہ
دلا کر مورد تفضلات شایان فرمایا صمصام الدولہ منتظم اچھا تھا خوب انتظام کیا جو زر خطیر اس مہمات مین
خزانۂ آصفیہ سے صرف ہوا تھا تھوڑے ہی زمانے مین پورا کیا غرض کتاب ماثر الامرا جسمین احوال سلطنت
تیموریہ ہندوستان کی تالیف کی ہوئی اسی شاہ نوازخان کی تھی کہ مسودہ اوسکی غلام علیخان آزاد بلگرامی
نے فراہم کیے اور خطبہ اپنا لکھا اب نظام علیخان اور شاہ نوازخان نے باہم مشورہ ہوکر وہ نظم و نسق

ملک و ریاست کا ظہور مین لانے کہ اوج و ترقی نے شان و شوکت پیدا کی حوصلہ کشورستانی نے
ہاتھ پاؤن نکالے خلاصہ اُسمین یہ مشورہ قرار دیا کہ ملک دکھن ہندوستان مین مرہٹہ بھونسلہ پھیلنگ تاخت
جمانا چاہیے بغرض استیصال قوم ملکگیری پر آمادہ ہوکر جانب ناگپور کہ دار الریاست بھونسلہ تھا لشکرکشی کی رگھوجی بھونسلہ
مقابلہ سے ہاتھ اٹھایا پانچ لاکھ روپیہ نقد براہ مصادرہ دیکر مقابل کو راضی کیا پھر دوسری بار ملک میسور پر
جو لب دریای شور سرنگ پٹن کے متصل ہے نازل ہوئے وہان کے راجہ نے پچاس لاکھ روپیہ
پیشکش دیکر حصہ اپنے ملک مین قرار دیا تیسری مرتبہ مرار راؤ مرہٹہ جو صاحب جاگیر نرل کا عہد
نظام الملک سے تمرد پیشہ تھا اور قوت بہم پہونچائی تھی اوسکو بزور شجاعت گرفتار کیا اور تمام ملک
اوسکا اپنے قبضہ تصرف مین در آیا القصہ ان ہی فتوحات سے انکی قلمرو نے وسعت پائی سپاہ راضی
خزانہ معمور ہوا اور اس سے بیشتر قوم نصاری فرانسیس ملازم ہو چکی اور ضلع چکاکول و راج بندری
انکی جاگیر مین عنایت ہوا موسی بوشی نام فرانسیس سیف الدولہ عمدۃ الملک رئیس اس جمعیت کا تھا اور
اسکی سرکار مین عبد الرحمان نام ایک شخص پسر خواجہ قلندر بلخی جو عہد نظام الملک مین بلخ سے آکر صاحب
اعتبار ہوا فوجداری مچھلی بندر اسکی سرکار مین آئی جسوقت دفتر آصفیہ کے متصدیون نے محاسبہ
زر نقد اسکے ذمہ تحریر کیا عبد الرحمان فرانسیسون سے آشنا ہو چکا تھا کثرت محاسبہ کے سبب
مچھلی بندر سے نکلکر پھولچیری بندر مین خواستگار پناہ ہوا اور فرانسیسون سے راہ و رسم پیدا کی کپتان
کورمدہ نام افسر کمان مچھلی بندر نے اوسکو بخیال کم عمری کی وجہ اپنا دوست بنایا تھا اور نظر
التفات زیادہ تھی جسوقت ہدایت محی الدین خان نے مچھلی بندر مین عمل کیا ڈوپلکن صاحب قوم
فرانسیس گورنر پونڈچری کا تھا کپتان کورمدہ نے جمعیت سپاہ فرانسیس کی افسری موسی بوشی
مین نوکر رکھکر عبد الرحمان مسطور کو کہ زبان فارسی و فرانسیسی سے آشنا تھا اہلکار و سررشتہ دار
قرار دیا غرض عبد الرحمان نے کہ صاحب جوہر تھا موسی بوسی کے ساتھ رہکر ثروت عظیم بہم پہونچائی
حل و عقد امور سرکار فرانس و سوالجواب انکے امرای آصفیہ سے تعلق اسکے تھی قطب الملک اسد الدولہ
حیدر جنگ خطاب پایا بے مشورہ اسکے کوئی کام جاری نہین ہوتا تھا جسوقت امیر الممالک نواب
صلابت جنگ کا فرانسیسون سے دل مکدر ہوا شاہنواز خان کو حکم دیا کہ فوج فرانسیس بکلم موقوف کرکے
اور جاگیر مین سے مسدود غرض فرانسیسیون نے اس عزم سے مطلع ہوکر حیدر آباد کو محاصرہ کیا اور اکثر نواح

حیدر آباد پر متصرف ہوئے نواب صلابت جنگ کہ ہنوز خارج شہر تھا سنکر حیدر آباد مین آیا خلاصہ شہر مین اہل فرانسیس تھی اور باہر فوج نواب صلابت جنگ القصہ دو مہینے تک طرفین مین توپ و تفنگ سی میدان گرم رہا اور نواب نظام علیخان اوسوقت جانب برار و بسالت جنگ سی صحبت موافق نہ تھی لہذا مقدمہ فرانسیسون کا اصلاح پذیر ہوا آخرکار یہ بات قرار پائی کہ سند جاگیر سنکا کول و راج بندری سے فرانسیس کو لکھدی اور نوکری بحال رہی جو باعث مصالحہ ہوئے اسکے بعد اہل فرانسیس نے شہر کو خالی کیا اور رخصت ہوئے اور نواب صلابت جنگ پھر اپنے لشکر مین آکر جانب ملک گیری متوجہ ہوئے محالات تھالنی وغیرہ رام چندر مرہٹہ سے انتزاع کیے اور قلعہ دولت آباد پر کہ عہد اورنگ زیب سے قبضہ سادات بخارا مین تھا نظر تسخیر ڈالی مورچال آراستہ کیے اور آکر اورنگ آباد مین قیام کیا سپہ داران فوج اخذ تنخواہ کے واسطے بر سر فساد آئے اور درپے عزل شاہ نوازخان ہوئے اور بسالت جنگ کو جو امیر الملک نے قید و گرفتار کیا تھا اسکو گھر سی نکال لاکر امیر الملک کے پاس لائے اور مظہر ہوئے کہ اگر عہدۂ وکالت مطلق اسکے نام زد ہو تو بلوای سپاہ موقوف ہوتا ہے کہ شاہ نوازخان کے ہاتھون سی سخت تنگ آئے ہین اب صمصام الدولہ شاہ نوازخان نے دیکھا کہ سپاہ دشمن آبرو ہی وقت شب اپنے رفیقون سمیت چار پانچ سو آدمی لیکر بحفاظت حرمت و جان کے واسطے لشکر سے جدا ہوئے اور قلعہ دولت آباد مین پناہ لی مال و متاع اوسکے گھر کا بلوائیون نے غارت کیا آخر نواب صلابت جنگ نے مجبور ہوکر خلعت وکالت مطلق بسالت جنگ کو حسب استرضای افسران سپاہ عنایت کیا اسکے بعد تدارک شاہ نوازخان مدنظر تھا قلعہ دولت آباد کو محاصرہ کیا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی اس سوانح مین متوسط تھے مدعا اس مفسدہ کا یہ تھا کہ شاہ نوازخان مرد عاقبت اندیش جمع کرنے مین خزانہ کی مصروف تھا اور انعام سپاہ مین مخل لہذا اہل سپاہ بد دل تھے چونکہ شاہ نوازخان نائب و دستگیر نظام علیخان تھا جب یہ خبر نظر بند ہونے شاہ نوازخان کی لشکر برار مین گوش زد نظام علیخان ہوئی سخت ناگوار ہوا کلمات خشونت آمیز بھائیون کے تحریر کیے اور پیام دیا کہ خواستہ الٰہی جو کچھ تمھارے اور ہمارے درمیان مین حکم فرمائی مین مصلحت ہے غرض جب بسالت جنگ نی نیابت بھائی کی پائی دفع کرنا نظام علیخان کا پیش نظر تھا جانوجی بھونسلہ ناگپور کو لکھا کہ جاگیر دن سی گماشتون کو نظام علیخان کے بیدخل کرو اسکے بعد بسواس راو پیشوا سی ملکر اعانت چاہی اور نظام علیخان پر

فوج کشی کی اور اوسطرف سی نظام علیخان جوابدہی مین متوجہ ہوئے جنگ صعب دونون لشکرون مین واقع ہوئی ایک مرتبہ اسّی ہزار آدمی لشکر نظام علیخان کی جانب سے کشتہ اور جسم سی مجروح ہوئی اور جعفر علیخان دیوان کا بھی دفتر حیات یکقلم گاوخوردہ ہوا اور جیسے توپخانہ بسواس راؤ بھاؤ کے ہاتھ آیا اور دوسری لڑائی اسطرح پیش آئی کہ غلام سید خان کہ ثانی الحال مشیر الملک خطاب ہوا تھا مغلوبی مرہٹہ مین در آیا لیکن حسن تدارک مشیر الملک سی صورت فتح نمایان ہوئی ایک سو ہزار مرہٹہ اس کارزار مین نذر تیغ و تفنگ ہوا خلاصہ مقام اوڑلیہ مین یہ لڑائی ہوئی تھی اور شروع ہونا مشیر الملک کی ترقیون کا اوسی زمانہ سی ہے مرہٹون کو جان بچانی اور گھوڑون پر سوار ہونا سخت دشوار تھا اس عرصہ مین نظام علیخان نے سپاہ آصفیہ مین طرفہ تفرقہ شکست و بست ڈالا غرض اہل سپاہ خاصہ پیش کشی مین جسقدر کہ شاہ نوازخان سے ناراض تھے نظام علیخان سے آملے یہانتک کہ بصلابت جنگ مغلوب ہوکر اپنے سپاہ کے ہاتھون محبوس و منکوب ہوا غرض فوج نے اوسکو پکڑ کر نظام علیخان کو حوالہ کیا کہ وہ قلعہ ادنی مین نظربند ہوا امیر الممالک نواب صلابت جنگ نے جب یہ صورت حالت کی نظام علیخان سی ناراض نہ تھا برادر و جاگیر سے اوسکو بلا کر تسلی کے ساتھ بھائی کو آغوش محبت مین جگہ دی آصف جاہ ثانی خطاب و لقب ولیعہدی عنایت فرمایا اور انتظام کاروبار ملکی و مالی و خانگی تمام وکمال سر نو تفویض کیا اور شاہ نوازخان کو قلعہ دولت آباد سی بلا کر سترد کیا نظام علیخان نی نیابت اپنی عہدہ وکالت سمیت پھر اوسکو حوالہ کی غرض جو انتظام شکستہ و خراب ہوا تھا پھر تازہ اوس سرکار مین حسن تدبیر ہوا اطمئن خاطری ظہور مین آئی اس عرصے مین بالاجی اور بسواس راؤ کہ ذکر انکا پیشواؤن کی ذیل مین آئیگا نظام علیخان سی جلے ہوئے تھے انتزاع اورنگ آباد کے واسطی فوج کثیر لاکر شہر کو محاصرہ کیا شاہ نوازخان نے اپنے آقا کی حسب اشارہ فوج متعلقہ مع مضافات سندکھیڑ مین اکر لشکر مرہٹہ سے مقابلہ کیا نظام علیخان نے بھی شاہ نوازخان کے پیچھے قدم اوٹھایا تین چار لاکھ شمار یہ فوج ہمرکاب مرہٹہ تھی غالب آئی اور سات آٹھ لاکھ روپیہ کا ملک صوبہ خاندیس سی قلعہ اسیر سمیت صوبہ دکن کی عوض تعلقداری مرہٹہ مین در آیا اور حکومت اسلام نے سلام کیا غرض عہدنامہ پیشوایان دکن و سرکار آصفیہ مین قرار پاکر نقش عمل مرہٹہ اوس ملک مین بیٹھا عامل جابجا روانہ کیے زور و ظلم پر کمر باندھی سیکڑون منصبدار جنکی جاگیرین اوس ضلع مین مقرر تھین نان شبینہ کو محتاج ہوئے

سماعت انکے داد وفریاد کی دونون سرکارون مین نامسموع تھی الغرض انہدنون صوبہ برار سی
بعض محالات قبضہ بہونسلہ مین آکر نصف سے کم برار وحیدرآباد وبیجاپور اولاد آصفیہ کی تصرف مین
رہی بلکہ اسکے چہارم حصہ پر مرہٹہ نظر اپنی لگائے تھے خلاصہ اس حیث وبیث مرہٹہ مین نوبت فتح وشکست کی
عرصہ دراز تک پہونچی امیر الملک صلابت جنگ نے جماعہ فرانسیس کو اپنی حمایت ملک کے واسطے طلب کیا
اور موسی بوسی فرانسیس سکاکول وغیرہ جاگیر دکن سے آئے حیدر جنگ مذکور نے جو زمانہ دوستی
وضع پر دیکھا اور امیر الملک کو دست مرہٹہ سے مغلوب پایا اس فکر مین تھا کہ مختاری خانہ آصفیہ لینا چاہیے
لہذا جمعیت مغلیہ مین اور زیادہ تر آتش فتنہ مشتعل کی اور انکے سردارون کو بزور فریب وتدبیر
اپنی طرف کھینچا اور طلب تنخواہ کے واسطے بلوا کرنے کی راہ بتائی اور بیخ کنی کی درپردہ کوشش کرنی
شروع کین مگر بظاہر دم محبت واتحاد شاہ نوازخان بھرتا تھا یہان تک کہ پھر دوسری بار سپاہ آصفیہ نے
بلوا کیا حیدر جنگ نے اپنے اظہار اخلاص فرانسیس ونمائش خدمتگزاری کے لیے آٹھ لاکھ
روپیہ امیر الملک کے عوض خزانہ فرانسیس سے سپاہ کو پہونچا کر ابراہیم خان کاردی وغیرہ افسران سپاہ
آصفیہ کو اپنی طرف لیا اور امیر الملک صلابت جنگ اور انکے بھائی بسالت جنگ کو سمجھایا کہ قلعہ
دولت آباد جگہ پناہ وامن کی ہے اور سپاہ ہر وقت نافرمانی پر آمادہ مبادا کسی دن آتش فساد مشتعل
ہو اور سرداری کے ساتھ پیش آئین گرفتار کرین لہذا عقل یہ بات چاہتی ہے کہ بودوباش جناب و
لشکر وشہر سے ہاتھ اوٹھاؤ اور تیاری قلعہ مین اسی دن کے واسطے لاکھون روپیہ صرف کیے ہین
قیام پذیر ہو کر حکومت کرو غرض یہ مشورہ اون صاحبون کو نہایت پسند خاطر آیا اور بے تکلف قلعہ
دولت آباد مین در آئے حیدر جنگ نے اسی شرط پر مفسدہ سپاہ رفع کیا تھا القصہ پھر سے
فرانسیسی بظاہر حفاظت کے واسطے اور باطن مین خالی عداوت سے نہ تھا دونون امیرون پر مامور کیے
اور شاہنوازخان کو مع میر عبد السلام ومیر عبد النبی فرزندون سمیت اور یمین الدولہ وغیرہ اور نظام علیخان
کو بھی نظربند کیا اور آپ بہ کشادہ پیشانی حاکم وقت بنا—

ذکر مسند آرائی بار دیگر نواب نظام علیخان بہ تدبیر تمام استقلال پانا مورد پاسداری اقتدار حیدر جنگ

نواب نظام علیخان نے دیکھا کہ وہ دونون شخص بادہ غفلت مین سرمست ہین آپ بھائیون کے

لشکر سے جدا ہوکر باغ بیگم مین قیام پذیر ہوئے حیدر جنگ نے مرزا جیون کی معرفت پیام بھیجا کہ تمکو
بھائیون کی رفاقت اور خاطرداری موسی بوسی مناسب ہے کسواسطے رونق افروز قلعہ نہین ہوتی
نظام علیخان نے جواب اس سوال کا کمال فرحت کے ساتھہ دیا کہ مجکو حیدر جنگ سی چند باتین خواہش
باطنی کی اظہار کرنا ہے لہذا ایک ساعت کے لیے گھڑے میرے پاس آئین کہ مین کہکر
داخل قلعہ ہون مجکو اصلا مفارقت بھائیون کی گوارا نہین چونکہ قضا نے پردے غفلت کی آنکھون پر
جھکا دیے تھے حیدر جنگ جنگ زرگری سے غافل اوسیوقت اوٹھکر آیا اور یہان چند رفیق جانباز
و معتمد شمشیر و خنجر تیز کیے حسب اشارہ نظام علیخان آمادہ قتل حیدر جنگ تھے آتے ہی کام اوسکا
تمام کیا اور اب نظام علیخان نے دیکھا کہ لامحالہ مقابلہ فرانسیس درپیش ہے تنہا اسپ سوار اختمل
پنڈت دیوان قدیم عہد پدر بزرگوار کے دیرہ مین کہ کھانا کھا رہا تھا پہونچا اسنے نوالکر مرہٹہ کے پاس
کہ تیس ہزار سوارون ہمیت وہین قریب فروکش تھا پہونچایا اور پیمان وعہد مضبوط کیے اور دوسری
طرف رام چندر مرہٹہ کو کہ دس بارہ ہزار سوار اوسکے ہمرکاب تھے طلب کیا غرض شکوہ شاہانہ
و شوکت امیرانہ کے ساتھہ نظام علیخان کو اورنگ آباد مین کہ دو کوس کے فاصلہ پر تھا پہونچایا
اور موسی بوسی کو پیام دیا کہ ہمنے جو تمہارے ساتھہ سلوک ہای نمایان کیے تھے اوسکا یہی عوض
تھا جو صلابت جنگ و بسالت جنگ کے ساتھہ ظہور مین آیا اگر سلامتی جان زار منظور نظر ہے تو تشریف
لیجاؤ اور اگر تامل ہے تو آمادہ جنگ ہو القصہ جسوقت موسی بوسی کیفیت قتل حیدر جنگ سے
مطلع ہوا شاہنوازخان کے گھر مین کہ مصلای نماز پر تھا اگر لچھمن نام ہندو بچہ کے ہاتھون اوسکو
دونون لڑکون سمیت راہ عدم دکھائی اور ذوالفقار جنگ برادر حیدر جنگ کو اپنے گھر کا مختار کیا
الختصر جسوقت پیام نظام علیخان گوش زد ہوا تاب مقابلہ نرکھتا تھا سر محاصرہ حیدرآباد سی اوٹھکر
بندر مچھلی پٹن کی راہ لی اور نظام علیخان نے زمینداران اطراف سکاکول و راج بندری کو
کیفیت نمکحرامی ارباب فرانسیس سی بواسطہ کاغذ و قلم اس حکم کے ساتھہ اطلاع دی کہ ہمنے
جاگیر انکی برطرف کی اب جسطرح ممکن ہو اونکو ملک سی خارج کرو چنانچہ زمینداروں نے اموال و
اسباب فرانسیسیون کا بواسطہ شبخون بلاتکلف غارت کرنا شروع کیا اور کشت و خون کا بھی
کوئی ننگ اوٹھا نہین رکھا ہر چند ذوالفقار جنگ مختار بہ دم مصالحہ مین تدارک کرتا تھا لیکن بیکار محض تھا

آخرکار فرانسیسی مجبور ہوکر اپنی سلامتی جان عزیز کیواسطے راہ فرار پر قدم زن ہوئے۔

کیفیت محاصرہ کرنے قوم انگریزی کی وابتدای آنی اس فرقہ کی چیناپٹن سے اور کھینا بندر پھلچیری کا فرانسیسیون سے

جو اہل فرنگ یعنی انگریزی عہد حضرت جہانگیر تیموریہ سی سواحل دریای پر قیام پذیر تھی سنہ ۱۶۱۲ عیسوی
مطابق سنہ ۱۰۲۱ تخمیناً ہجری کی شروع مین پہلی قوم پرتگیزی نے کوٹھی جہت تجارت تعمیر کی نام اونکے
افسر کا کپتان تھا اور گورنر خطاب اور یہ کمپنی جو دوسو پندرہ نفر قوم نصارا سے تھی سرمایہ سات لاکھ
روپیہ کا بہم پہونچا کر اوسکے شریک تجارت تھی اور انکے منصرم اور کارپرداز چوبیس ۲۴ آدمی انگریز تھی
پھر سوای تجارت تمنای حکومت و امارت نہ تھی اول مرتبہ حکم جہانگیر سے احمدآباد و کھمبایت مین عمارت
بنائی تھی اور مردم قلیل چوکی اور پہرے کے واسطے نوکر رکھتے تھے دوسری مرتبہ زمانہ حضرت شاہجہان
مین انہین اہل فرنگ سی مسٹر بوس ڈاکٹر نے معالجہ شاہزادہ جو بارود سے جل گیا تھا کیا از فرمان شاہی
جہت قیام براہ تجارت عنایت ہوا تھا اور اجازت تعمیر کوٹھی شہر بنگالہ مین ڈاکٹر موصوف کی حکمت
عملی سی حاصل کی غرض یہ اہل فرنگ مدراس اور بمبئی مین اطاعت کے ساتھ مسکن پذیر تھے اور
قدم دریای شور سے روی زمین ہند و دکن پر نہین رکھا تھا مختصر تاجرون کی صورت کنارے اور گوشے مین
وصبح بسر کرتے تھے فقط چوکی اور پہرے کے واسطے کئی سو آدمی نوکر تھے چند سال اس سے
پیشتر اونھون نے شاہزادہ فرانسیس کو سلطنت و ملک پدر پر قائم کیا تھا اس سبب انگریز و فرانسیس
مین نزاع کلی بلکہ عداوت قلبی واقع تھی اب کیفیت اونکی پریشانی کی جو زمیندارون کے ہاتھون
نصیب ہوئی سنکر طبیعت نظام علیخان پھر گئی اسکے استیصال پر آمادہ ہوئے چنانچہ انگریزان
چیناپٹن پر تاخت لاکر بندر پھلچیری کو محاصرہ کیا اور جنگ وجدال تواتر مین اسقدر قافیہ
فرانسیسیون کا تنگ کیا کہ شرارت اور کمیان اونکی ساری سرد ہوگئین اور عمارات اونکی جو
اطراف قصبہ مین تعمیر تھی نذر آتش کی اور مستحکم قلعون کی بنیادین ڈھائین خلاصہ صورت اخراج
فرانسیس انکے حسب دلخواہ ظہور مین آئی بعض فرانسیس پریشان روزگار سپاہ ٹیپو سلطان و حیدر ناک
مین در آئے اور اکثر اپنی ولایت کے جانب روانہ ہوئے اور بنات النعش کے مانند متفرق ہوکر
ہندوستان مین پہونچے جابجا رئیسون کی نوکریان کین وہ قوت و شوکت تمام خواب و افسانہ ہوئی

القصہ اوسوقت سی غلبہ نصاری انگریزی دکن اور ہندمین ہرجگہ واقع ہوا چنانچہ اوسی سال پہلی نقش انکے عمل کا دکن مین بیٹھا اور گورنر انگریزی نی مینا پٹن وغیرہ مین قیام کیا اور اوسی سال کے آخر یا شروع مین بنگالہ پربھی قبضہ پایا خلاصہ یہ معرکے دکن کے سنہ ایک ہزار ایک سو ستر یا کہتر ہجری مین وقوع ہوئی القصہ بعد استیصال فرانسیس نواب نظام علیخان کی قوت وشوکت نی زیادہ تر رونق پائی اور حضرت غرور نے بھی دماغ مین جگہہ کی ہرچند صلابت جنگ وصابت جنگ دونون بہائیون نے قلعہ دولت آباد سی مخلصی پائی لیکن نواب نظام علیخان کی طرف سی غافل نہ تھے دَرپردہ پیشوایان پونہ وغیرہ مرہٹون سے یکقلم رسم خط وکتابت جاری تھی لہذا نظام علیخان سی صورت اختلاف ظہور مین آئی اور حرف محبت لوح دل سے اوٹھا کہ اس عرصہ مین مادہورا وپیشوا تازہ مسندنشین تھا بھاو بھواس راو کے حسب مشورہ تسخیر ملک واخذ دولت آصفیہ کی جانب رخ کیا چنانچہ اشارہ صلابت جنگ بھی اس مقدمہ مین مشتہر تھا ناچار نظام علیخان نے اپنی جمعیت موجودہ سمیت مقابلہ مرہٹہ پہ کمر باندھی اور متواتر لڑائیان پیش آئین بلکہ کتیہ مغل علیخان تیسرا بھائی نظام علیخان کا بھی ہراول سپاہ مرہٹہ ہوکر صف آرا ہوا تھا غرض اس جنگ وجدال کو زمانہ دراز گذرا آخر نظام علیخان نے ہزار تدبیر سی پہلے مغل علیخان کو جو جانب مقابل ہوکر دم شجاعت بھرتا تھا گرفتار کیا بعد اوسکے مرہٹون کو پونہ تک پسپا کیا اور اسقدر جوانمردی اور جلادت سی کام لیا کہ مادہورا و زمان زبان پر لاکر مصالحہ پیش آیا اور ملک ستائیس لاکھ روپیہ کا جو پہلے نواب سے لیا تھا مسترد کیا فقط قلعہ دولت آباد مین عمل مرہٹہ رہا اور تمام ملک مین فتح وظفر کے ساتھ عملداری نظام علیخانکی ہوئی اب نواب کو مرہٹہ کی طرف سی کچھہ طمانیت ہاتھہ آئی صلابت جنگ کو قید کیا اور قلعہ بندر مین لگا رکھا چنانچہ پندرہ برس کے بعد اوسی قید وحبس مین ششجہت سی گذرا اور قید حیات چندروزہ سی نجات پائی اب نظام علیخان نے بیدغدغہ ہوکر عرضداشت اس تمام کیفیت کی حضور مین حضرت شاہ عالم عالی گوہر کہ رونق افروز تخت سلطنت تھی نذر سمیت وکیلون کی معرفت ارسال کی خلعت اور فرمان نظامت صوبجات دکن حاصل کیا اور نیا خطاب اپنا آصف جاہ ثانی قرار دیا اور رعیت کو انعام وبخشش سے شادکام کیا اور اپنی کہیسہ کا خلعت مختاری راجہ پرتاب ونت برہمن جیجیدی ساکن سکمیڑ کو عنایت کیا اور ارشاد فرمایا سہ ۱۱۷۵ ہجری بادصبان ... لیمہ وہ

کیفیت بقیہ حال استقلال آصف جاہ ثانی نظام علیخان بہادر مع واردات ٹیپو سلطان وغیرہ بالاجمال

اب نظام علیخان کو سوای آبادی ملک وآراستگی سپاہ اور کوئی فکر نہ تھی لیکن لڑکون کی شادیون کا خیال تھا

کہ اس عرصہ مین اتفاقاً پونہ مین برہمنان پیشوا کی صحبت درہم وبرہم ہوئی تفصیل اسکی انکی رودادمین
جداگانہ قلمبند ہوگی غرض منصب پیشوائی کو مادہوراو اپنی طرف کھینچتا تھا اور رگھناتھہ راو اپنی جانب
آخر رگھناتھہ مغلوب ہوکر باسک بترنک کی طرف روانہ ہوا وہان محمد مرادخان اورنگ آبادی اعزاز واکرام
کے ساتھہ پیش آیا اور اپنی پناہ مین جگہ دی نظام علیخان اور انگریز سے صورت تصفیہ نکال کر امداد وحمایت کا
متعہد ہوا جسوقت سرداران مرہٹہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ نظام علیخان بپاس اعانت رگھناتھہ راو پر ہے
از رہ رفاقت مادہوراو چہوڑکر رگھناتھہ سے آملے اور رگھناتھہ کو احمدنگر مین لائے اور مادہوراو بھی
اودہر سے اونکے مقابلہ کے واسطے نکلا چنانچہ باہم دونون پیشواؤن مین صورت مقابلہ ومحاربہ پیش آئی
مگر مادہوراو ہزیمت نصیب ہوا اور رگھناتھہ راو نے شرط کے موافق ملک پچاس لاکھہ روپیہ کا قلمرو
پونہ سے قلعہ دولت آباد سمیت جو اب تک قبضہ مرہٹہ مین تھا واگذاشت کرکے نظام علیخان کو دیا
چونکہ یہ مقدمہ محمد مرادخان کی وجہ ظہور مین آیا تھا لہذا پاسداری انکی نظام علیخان کو زیادہ تر ملحوظ تھی اب
راجہ پرتاب ونت دیوان کو آتش حسد ورشک لگ اوٹھی اوسنے نواب سے عرض کی کہ رگھناتھہ کو حمایت
عالی مین در آیا مگر منصب پیشوائی کے قابل نہین لہذا باہم مرہٹون مین تفرقہ اندازی اپنی فتوحات عمدہ کی
باعث ہے جانوجی بھونسلہ رئیس ناگپور وکونڈوانہ کو جو صاحب فوج وشوکت ہے بطمع پیشوائی بلاکر نوکر
رکھکے مقابل رگھناتھہ راو کا مقرر کرنا چاہیے اس تجویز مشورہ نے رنگ اپنا جمایا اور رگھناتھہ کو یہ کیفیت ساری معلوم
ہوئی سمجھا کہ مقابلہ نواب وبھونسلہ دشوار ہے پونہ سے نکلکر دست تاراج دراز کیا اور تیس ہزار سوار سمیت آکر اورنگ آباد کو
محاصرہ کیا موتمن الملک ناظم اورنگ آباد وہمت خان کوتوال برادر محمد مرادخان سمیت برسر مقابلہ آیا آخرکار
رگھناتھہ یہان سے اوٹھکر بکلانہ کی طرف گیا اور سپاہ آصفیہ نے تعاقب کیا جب رگھناتھہ راو نے برار کی طرف رخ کیا وہان
بھی فوج اسلام سد راہ ہوئی ناچار رگھناتھہ نے حیدرآباد سے قدم اوٹھایا یہان شجاع الدولہ بہادردل خان ناظم تھا یہ بھی
برسر مقابلہ آیا آخر رگھناتھہ دودلہ ہوکر فکر مین تھا کہ ناگاہ زمرہ رئیسان پیشوائی تسخیر ہندوستان پر کمر باندھی
اور چار پانچ لاکھہ فوج قدیم وجدید لیکر روانہ ہوئے اودہر شہر پونہ سپاہ سے خالی ہوا مثل مشہور ہے
کہ خانہ خالی را دیو می گیرد نظام علیخان نے سپاہ آصفیہ سمیت جانب پونہ قدم اوٹھایا عداوت مذہبی
تھی ہی کوئی دقیقہ خرابی اور تاراجی مین اوٹھا نہین رکھا بزور شمشیر پونہ پر قبضہ کیا غلام علیخان آزاد نے
یہ تاریخ کہ یا کرم موزون فرمائی ہے ؎ آتش زد بپونہ را سپاہ اسلام + ہنوز لشکر پیشوا نے کچھ ہندوستان

علی کی تھی کہ یہ خبر سنکر مضطرب وتشویشی کے ساتھہ پھرا اور اطراف پونہ مین پہونچکر نظام علیخان پر لشکر
کشی کی اودہر فوج مسلمانی کم تھی اہل بھونسلہ جو ہمراہ تھے وہ پہلو تہی کرتے تھے غرض جسوقت فوج
نواب مقامات راکھین بھون مین دریای گنگا کوداوری کے اوپر آمادہ عبور ہوئی کہ سپاہ مرہٹہ پانیکی
مانند آبرسی توپخانہ جبشی نواب کچھہ اسطرف اور کچھہ اودہر کشاکش مین پڑا وٹھل پنڈت دیوان اور
سرداروں سمیت دریای فنا مین ڈوبی آخر نظام علیخان نے ہزار خرابی کے ساتھہ دریا سے اوترکر راہ
حیدرآباد لی آخر ملہار راو ہولکر نے درمیان مین پڑکر صورت اصلاح نکالی اور اسباب غارت رفتہ پھیر
دلایا غرض اسی کشمکش مین نواب مغل علیخان نے بھی قید نظام علیخان سے رہائی پاکر شاہجہان آباد
مین قدم رکھا پیشگاہ سلطنت سے چکلہ داری سرہند پر مامور ہوئے سکھوں کے مقابلہ مین میدان گرم
کیا آتش جنگ وجدال مشتعل ہوکر ہزیمت اوٹھائی اور دہلی مین جاکر نقش قیام جمایا اور سلسلہ عقد خاندان
نواب سعد اللہ خان مین بہم پہونچایا خلاصہ دہات اور کچھیات زیرک نظام الملک اسکے قبضہ مین آئے
آخر کچھہ دنون کے بعد وعدہ حیات پورا ہوا دنیا سے ہاتھہ اوٹھایا راہ عدم پر قدم رکھا قصہ مختصر جب
نواب نظام علیخان حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے سردست دو مقدمہ [illegible] ایک
خروج حیدر نائک اور ٹیپو سلطان کا جنگ مین شرح اس مضمون کی اپنی جگہ پر لکھی ہوگی القصہ
مدت دراز نظام علیخان کو یہان فوج کشی مین گذری آخر کئی لاکھہ روپیہ کا ملک حیدر نائک کو تواضع
کیا دوسرا اہل بھونسلہ سے ناگپور مین باہم نزاع پیش آئی سابا جی بھونسلہ جو اوس زمرہ مین تھا اوسنے
نواب سے مدد چاہی چنانچہ نواب نے ظفر الدولہ کو تئین مع فوج دکن جانب برار روانہ کیا آخر لڑکے شکست
کے بعد وہ مقابلہ اہل بھونسلہ آپسمین اصلاح پذیر ہوا اور سابا جی نے اپنی شرط کے موافق کنجیان
قلعون کی مثل کاویل و پرنالہ وغیرہ جو صوبہ برار سے تصرف بھونسلہ مین ملک آصفیہ سے عہد نواب نظام علیخان
و بسالت جنگ وغیرہ بھائیون مین باہر نکل گئے تھے دھونساجی کے سپرد کین چنانچہ [illegible] قبضہ
عمال نظام الملک مین در آیا اور صورت تصفیہ فیمابین دھونساجی سے ظہور مین آئی خلاصہ بھونسلہ نے
منت کش ہوکر رخصت کیا آخر مودھوجی رئیس بھونسلہ نے کہ دانشمندی مین بوضع خود کامل و مشہور تھا
خدمت نظام علیخان مین آکر وہ بساط اطاعت بچھائی کہ خان مذکور کمال مسرور ہوئے اور چاپلوسی مین
آکر ہیچ بد پسند قلعہ کاویل عنایت فرمائی اور ہر مقدمہ مین پاسداری ملحوظ خاطر تھی کہ اس عرصہ مین پھر خانہ [illegible]

آتش فتنہ سرکش ہوئی صورت اوسکی یہ ہے کہ رگھناتھ راو نے کمپنی سے مدد چاہی آخر بمبئی مین پہونچکر وہان کے انگریزی سردارون سے ملکر امیدوار استمداد رہتا تھا اور پونہ مین ریاست مادھوراو کم عمر و ناتجربہ کار کے نام قرار پائی چنانچہ مشیر الملک نے کہ عہدہ نیابت و مختاری پر سرکار آصفیہ مین مامور تھے انتزاع صوبہ بیجاپور کے واسطے کمر باندھی اور مہاجی سیندھیہ کو دو کرور نقد دینا کہکر طلب کیا کہ پیشوا سے برسر مقابلہ پیش کرے اور آپ تماشا دیکھے ع بہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام ست ٭—

ذکر داخل ہونا انگریز کا خانۂ نظام علیخان مین اور ظاہر ہونا جنگ کہرلہ کا

القصہ جب یہ مشیر الملک نے انگریزان بمبئی سے بواسطہ نامہ و پیام مضمون آشتی و محبت کا جمایا اور چند پلٹن انگریزی بالا بالا نوکر رکھین اور نگاہداشت فوج جدید شروع کی اور یہ تصور تھا کہ سلطنت شاہ عالم عالی گوہر کو جو بکمراہی غلام قادرخان کی وجہ کھٹائی مین پڑ کر سخت ضعیف ہوئی تھی اوسمین نمک مرچ لگائی بغیر رونق دی چونکہ یہ پلاو خیالی تھا اور خلاف مشیت الہی دال نہ گلی یعنی مہاجی سیندھیہ ہنوز ہندوستان مین تھا مشیر الملک تک نہ پہونچا تھا کہ ملک عدم کی طرف روانہ ہوا دولت راو سیندھیہ کہ نوجوان شباب نو رسیدہ تھا قائم مقام مہاجی سیندھیہ ہوکر مقدمات خانہ پیشوایان مین اولجھا رہا اور پیل بند منصوبہ شکست ہوا القصہ جب پیشوا کو سیندھیہ سے صورت اصلاح واقع ہوئی نظام علیخان کی بوجہہ شرارت جو نسبت پونہ ظہور مین آئی تھی کمر انتقام پر باندھی چنانچہ مادھوراو نے اپنی فوج در ہمراہ سیندھیہ کی طرف سے ملک نظام علیخان پر رنگ تاخت جمایا چنانچہ اس معرکہ مین تمام اقوام مرہٹہ اور بھونسلہ اور گائکوار اور سیندھیہ اور پلٹنین فرانسیسی اور ڈبائی صاحب اور بیگم شمرو جملہ پای رکاب مرہٹہ اور پیشوا کے تھین اور اودھر سے نواب نظام علیخان نے نواب روشن خان پدر اسحاق خان و راجہ اجودھیا سنگہ جاگیردار اہو وغیرہ اور سردارون سمیت مقابلہ کے واسطے قدم بڑھایا اور اقوام انگریزی دونون طرفون سے سلسلۂ دوستی مربوط رکھتے تھے چند پلٹنون سمیت آکر ایک طرف تماشائی دونون جانب کے تھے چنانچہ یہ جنگ عظیم مقام کہرلہ مین واقع ہوئی غرض جیت مرہٹہ ہت تھی چار دن تک برابر لشکر اسلامی محاصرہ مین رہا لیکن نامہ نویس دیوان سرکار پیشوا نے کہ خیر طلب سرکار مین تھا اپنی عقلمندی کے ساتھہ طرح سوال جواب ڈالی کہ آتش جنگ جو مشتعل تھی سرد ہوئی آخر نامہ نویس

تتمہ

وشیر الملک نے باہم فیصلہ کیا کہ نظام علیخان حال و بقایا کی عوض کرور روپیہ پیشوا کو دیکر فارغخطی و عہدنامہ
اتحاد و محبت کے ساتھہ لین لیکن سردست تمام مبالغ موجود نہ تھے نصف زر دیکر ارسطوجاہ مشیر الملک کو
باقی کی بابت اول کے طریق سے رہن کیا غرض یہ مصالحہ سنہ ١٢٠٩ ہجری مین واقع ہوا القصہ ارسطوجاہ
مشیر الملک ایک مکان مختصر مین نظربند رکھے گئے جب ایک وقت وقابو تھا کہ نانا فرنویس اغراضی پیشوا مین درآکر پہاڑ
کی طرف روانہ ہوا خلاصہ مختصر جسمین مدداد کی حال پیشوا مین مندرج ہوگی اب طوطی مہاراجہ دولت رام
سیندہیہ بخوبی بولا اور مشیر الملک نے زر بقیہ کہ جسکی بابت قید تھا دینا قبول کیا اور باقی پائی حضور
نظام علیخان مین حاضر ہوکر سرنو امور ریاست کو رونق دی اور دشمنون سے ایام ماضی کا انتقام لیا
غرض نواب نظام علیخان نحیف و زار ہوکر عارضہ لقوہ و فالج مین مبتلا ہوا اور مشیر الملک نے قوت تازہ
اور اختیار کامل پایا چونکہ میانہ ٹیپو سلطان و اقوام انگریز بہادر نزاع کہنہ تھی گورنر جنرل بہادر کلکتہ
و بمبئی و مندراج کو مدافعت ٹیپو سلطان منظور نظر تھی لہذا اہل مرہٹہ اور نظام علیخان اور ارباب بہونسلہ
سے اتفاق بہم پہونچا کر بنیاد جنگ و جدال قائم کی جسوقت ٹیپو سلطان پر فتحیاب ہوئے تخمینا تیس
لاکھہ روپیہ کا ملک حصہ نظام علیخان مین درآیا اسکے بعد سرداران مرہٹہ اور اہالیان انگریز کے
درمیان مین پیشوائی باجی راو ثانی کی وجہ کہ ذکر اسکا اپنے مقام پر آئیگا نزاع و مخالفت واقع ہو
مین آئی انگریزون کو پیشوائی باجی راو منظور تھی اور مرہٹہ بالاتفاق یہ بات کہتے تھے کہ ہمارے گھر مین
انگریز کو جای مداخلت نہین اور نظام علیخان کو بھی حمایت باجی راو مد نظر غرض راجہ مہیپت رام صاحب
صوبہ ملک اورنگ آباد نے فوج مرہٹہ سے جانفشانیون کے ساتھہ مقابلہ کیا اور نواب سبحان خان سپہ سالار
فوج لشکر جنرل ولزلی بہادر کے ساتھہ ہوکر نظام علیخان کی طرف سے کارہای نمایان سے کیے غرض فتح و
مصالحہ انگریز و مرہٹہ مین قرار پایا اوسوقت وہ ملک جو صوبہ برار سے نظام علیخان نے کہوجی بہونسلہ کو دیا تھا قلعہ
گاویل و پنار وغیرہ سمیت پہر سے نو ملک در ریاست نظام علیخان مین شامل ہوا اور سرحد فیما بین ملک حضور
و ملک بہونسلہ دریای وردہا قرار پائی غرض نظام علیخان نے اس فتوح کی بعد سنہ ١٢١٨ ہجری مین اوسی عارضہ
کی وجہ جو لاحق تھا پھر عود کیا اور جہان گذران سے گیا عمارات و باغات حیدرآباد مین یادگار باقی ہے

ذکر جلوہ فرمائی و مسند آرائی نواب عالیجناب فلک قباب مظفر الممالک نظام الملک سیر فرخند علیخان بہادر فتح جنگ کے ساتھہ فولاد جنگ صاحب حیدرآباد دکن کے

نواب نظام علیخان نے بعد رحلت غفران آب خطاب پایا آٹھہ فرزند ارجمند تھی ایک نواب میر احمد علیخان مخاطب
عالیجاہ کہ عین شباب مین تیر نگاہ اجل کے نشانہ ہوے دوسرے میر انتظام علیخان جمشید جاہ کہ یہ بھی
عمر جوانی مین ملک جاودانی کی طرف سدھارے تیسرے میر سبحان علیخان فریدون جاہ کہ سات ہزار
روپیہ کا درماہہ مقرر تھا عزت و امتیاز کے ساتھہ موجود چوتھے میر ذو الفقار علیخان دارا جاہ کہ چھہ ہزار
روپیہ ماہواری انکی مقرر تھی زندہ پانچوین میر جہانگیر علیخان سلیمان جاہ چھہ ہزار روپیہ درماہہ نقد مقرر
اور سلامت و صحیح چھٹین میر جہاندار علیخان کیوان جاہ کہ سب بھائیون مین چھوٹے پانچ ہزار روپیہ
درماہہ پاتے تھے خلاصہ یہ سب فرزند بطن مختلفہ سے تھے لیکن میر ظہور علیخان اکبر جاہ کہ یہ بھی چھہ ہزار
روپیہ کے درماہہ دار اور حی القائم اور ساتوین میر اکبر علیخان بہادر فولاد جنگ اور آٹھوین میر فرخندہ علیخان
فتح جنگ زیب آرای مسند آصف جاہی و ریاست مین اور مقام پدر بزرگوار کی رونق بخش اور اکبر جاہ
برادر حقیقی جود و عطا مین آصف جہ جیسا کے مقابل اور حاتم کے ہم پلہ نام انکی والدہ محترمہ جناب عالیہ متعالیہ کا
تہنیت النسا بیگم بنت خواجہ صالح کہ منصبداران شاہی سے تھے چنانچہ دختر نیک اختر خواجہ مذکور شاہ
سے منسوب ہنگام رحلت غفران آب بھائیون سے باب ریاست مین ملال و کدورت واقع ہوئی ہر ایک کو
دعوی ملک ستانی اور خواہش حکمرانی تھا غرض یہ معاملہ صدر کلکتہ تک پہونچا حسب تجویز اہل کونسل
یہ بات قرار پائی کہ ہنوز مشیر الملک ارسطو جاہ موجود ہے جسکو چاہے صاحب مسند کرے پھر سے نو عہدنامہ کو
تازہ کیا اور فولاد جنگ کو کہ بموافق تقدیر کے اسکا مسند ریاست پہ بٹھایا اور اب بدستور سابق صاحب
اختیار مہمات تھا جملہ مقدمات عہدنامہ خاص سے پہلے اصل مطلب یہ تھا کہ مبلغ اونچاس لاکھہ پچاس ہزار
روپیہ سالیانہ تنخواہ فوج ظفر موج انگریزی جو دوست آصفیہ ملازم ہوئی ہے موافق اوسکی ملک
جاگیرا و سپاہ انگریزی مین جدا کیا جاوے گا اور ایک انگریز انتظام کے واسطے رہیگا دوسری صاحب
رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد مین رونق افروز رہیگا اور فوج مین جرنیل و کرنیل مامور ہوگا تیسری جسوقت
کوئی مدعی مخالف ملک بیرونی پیش آوے یا فتنہ پردازی بدخواہان اندرونی ظہور پکڑے تو تین چار پلٹن
انگریزی سپاہ نظامت کی حمایت کرین اور چوتھے چھاونی فوج انگریزی اطراف ملک مین چار و ناظر
اور ایک چھاونی تلنگان خاص حیدرآباد مین طیار ہو خرچ اوسکا ذمہ ناظم رہیگا پانچوین تاجر اور سوداگر
انگریزی کا بدستور بلکہ زیادہ تر مطمئن خاطر ہوکر اپنے خرید و فروخت مین مشغول رہین کوئی مزاحمت اونکا

نہوگی چھٹین دوست و دشمن ایک دوسرے کے تصور کیے جاوینگے ساتوین سوا اسکے کسی امرمین
مداخلت اہالیان انگریزی نظامت و عدالت کی نہوگی غرض یہ عہدنامہ تاریخ بارہوین اکتوبر سنہ ۱۸۰۰ء کو
قلمبند ہوا اس فیصلہ ارسطوجاہ کو چند مہینے گذرے تھے کہ اجل نے آکر جھگڑا حیات کا تمام کیا بعد اسکے
عہدہ مدارالمہامی و وکالت مطلق میر عالم خان بہادر کے نام تجویز ہوا القصہ خان مذکور نے ضبطی خزانہ
ارسطوجاہ چاہی لیکن خلاف ضابطہ سرکار آصفیہ تھی ظہور مین نہ آئی مگر مہیپت رام دیوان پایہ عزل سے
درآیا پیشکاری اور دیوانی مہاراجہ چندو لعل بہادر کو تفویض ہوئی اور علاقہ اورنگ آباد اور سرافسری
فوج نواح انگریزی راجہ سکھو رودر کے نام مقرر ہوئی القصہ وہ میر مسطور شیعہ مذہب تھا جسوقت معرکہ
کربلای معلے بر روی کار آیا اسنے مدد کامل دی اور کئی لاکھ روپیہ وہان تعمیر عمارات عالیہ کے واسطے ارسال
کیا اور توپین جابجا نصب کین دروازہ ہاے شہرپناہ اور برج وغیرہ تیار کیے چنانچہ استخوان میر عالم خان
حسب وصیت کربلا مین دفن ہوئین اور اولاد اوسکی عزت و آبرو کے ساتھہ وہین پر سکونت پذیر تھی اور
بعد اسکے عہدہ وکالت نواب منیرالملک بہادر سے متعلق ہوا یہ منیرالملک نواب غیور جنگ ابن شیر جنگ کے
فرزند تھے عہد نظام الملک آصف جاہ مین داروغگی فیلخانہ انکے نام تھا اور کچھہ مدت اورنگ آباد کی صوبہ داری
عہد نواب نظام الدولہ مین انہی سے تھی اور مادر نواب منیرالملک دختر نواب داراب قلیخان کی تھی کہ یہ نواب
عہد اورنگ زیب مین دیوان بادشاہی اور منصب دار قدیم تھے پرگنہ ابدل آباد وغیرہ مین لاکھہ رقبہ
جمع کا ملک جاگیر اس سرکار سے عنایت ہوا اور رسالہ چارسو سوارون کا ہمرکاب تھا اور دوسو سوار سوا
اونکے اور منصب پنجہزاری بھی رکھتے تھے لیکن راجہ چندو لعل بہادر قوم کا یستھہ مرد نیک ذات حاتم صفات تھا
اوسکا ثانی ہمت اور مروت اور سخاوت مین مردم دیدۂ بشر کو دیکھنا محال بلکہ کانون نے بھی زبان جہان
کتاب سے سنا نہین مشہور ہے کہ صبح کے وقت جب بستر خواب سے اوٹھتے تھے پانچہزار روپیہ نقد سے پہلے
غریبون اور محتاجون کو دیکر دربار مین جاتے تھے ۳۵ پینتیس برس برابر یہی طریق جاری رہا باقی خیرات
سواری اور وظیفہ خوارون کے سالیانے اور جاگیرین اور انعام مین لاکھون روپیہ ہرسال کا صرف
تھا غرض دریای جود و بخشش نے اوس راجہ کی اسقدر روی زمین پر موجی کی کہ تمام خرد و بزرگ
سیراب تھے سخنوران صاحب ہنر اور فضلای بلاغت شعار اونکے لطف و کرم کے مداح اور فیضیاب خلاصہ
سکہ اونکی نیکنامی کا آج تک ہندوستان مین جاری ہے نظم و نسق ملک اونکی خوش کرداری و کارپردازی سے

اس حسن و خوبی کے ساتھ ظہور مین آیا کہ جسکا جواب نہین غرض یہ مطلب اس داستان سرائی سے یہ تھا کہ یہ سرکار نواب سکندر جاہ بھی قابل یادگار زمانہ تھی —

ذکر احوال خلاف اور نکالنا تلوار کا غلاف سے درمیان امیران دربار کے اور تغیر و تبدل ہونا عہدہ ریذیڈنٹی اور سفارت کا اور خارج ہونا بعضے اہل تجارت کا +

خلاصہ کثرت معارف و نیکنامی راجہ نے وہ گرما گرمی پیدا کی کہ تمام اراکین سرکار آصفیہ آتش حسد و رشک مین جل جلا کر خاک ہونے لگے اور براہ شرارت لگانا بجھانا شروع کیا رفتہ رفتہ آتش غمازی اسقدر شعلہ زن ہوئی کہ نواب فولاد جنگ بہادر کا دل پانی ہوگیا اور یقین کامل کہ لامحالہ یہ صرف راجہ چندو لال خیانت خزانہ بدولت ہے آخر کار حاسدون نے فتنہ پردازیان کین کہ رفقاے راجہ اور رفقاے مبارز الملک ملازم سرکار مین نزاع واقع ہوئی اور درمیان مین تلوارین کھچین کہ عین دربار مین نثار بہادر سردار مارا گیا کشتہ ہوا اور اکثر حاضرین دربار زخمی ہوئے قصہ کوتاہ اور بھی چند صورتین اسیطرح کی خلاف ظہور مین آئین جو باعث ملال خاطر نواب ممدوح ہوئین غرض ابھی کوئی تدارک اس فساد کا نہوا تھا کہ آشوب تازہ پیدا ہوا —

ذکر فساد صاحبزادگان کا ظہور مین پہونچنا اور قلعہ کیول گڈہ کا تصرف مین لانا اور تدارک کارپردازان کا کرنا

سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین سرداران انگریز بہادر اور باجی راو ثانی پیشوائی آخرین سے مخالفت ظہور مین آئی وجہ اسکی ذکر پیشوا مین بیان کیجاتی ہے غرض پیشوا خوف سپاہ انگریزی کے باعث دو تین لاکھ سوار ہمرکاب لیکر پونہ سے برآمد ہوا اور بعضے امراے اورنگ آباد و حیدر آباد سے پیام و نامہ مضامین اعانت و امداد جناب نواب سکندر جاہ مین جاری کرنا چاہا اور یہان سرکار نواب ممدوح مین مبارز الملک وغیرہ صاحبزادگان والا تبار نے خیالی پلاؤ پکانا شروع کیا اور سمجھے کہ مالکی راجہ چندو لال سے ملک و دولت و ریاست محال بحال نگاہداشت سپاہ جداگانہ مین قلم اوٹھایا اور فرمان پدر بزرگوار سے متکفل ہو کے غرض فوج و لشکر [illegible] کیا اور قلعہ کہ گولکنڈہ [illegible] مین [illegible]

سرگرم ہوئے اور سامان جنگ و جدال کے آراستہ کرنے مین ہمہ تن مصروف غرض جب باجی راو
پونہ سے روانہ ہوا افواج قاہرہ انگلشیہ نے منزل قراتک پہونچنے دیا اور یہان صاحبزادہ والا تبار
قلعہ گولکنڈہ مین چند عرصہ تک آمد فوج پیشوا کے منتظر رہے جب شکست اور نظر بند ہونا باجی راو پیشوا کا
سرکار انگریزی مین معلوم ہوا وہ ہوائے شور و شر جو دماغ مین سمائی تھی ہوا ہو گئی اور اپنی حرکت
ناشایستہ سے متنبہ ہوکر بدر پر بزرگوار سے کرنیل رسل و عملہ انگریزی کے معرفت عفو قصور کی درخواست
زبان پہ لائے اور ادھین دنون رسیدنی حیدرآباد کو مسٹر مٹکاف صاحب بہادر نے تشریف لاکر رونق بخشی
چونکہ تمام قلمرو نواب مین بد انتظامی شائع تھی اور رخ نواب ممدوح چندولال سے پھر گیا لہذا صاحب
موصوف نے بذات خاص مصروف ہوکر انتظام ملک و ریاست پہ کمر باندھی اور راجہ چندولال نے
میدان خالی پاکر دہ روغن قاز ملا کہ صورت زنگ آئینہ ضمیر نواب سکندرجاہ سے زائل ہوئی وہ بدستور
قدیم اپنا تصور فرماکر بدستور استقلال و اختیار کامل امور ملک و ریاست مین عنایت فرمایا مسٹر
مٹکاف صاحب بہادر جو نظم و نسق ملک پہ مامور ہوئے تھے وہ کشیدہ خاطر ہوکر شاہجہان آباد کی
طرف کہ عہدہ تسخیر قلعہ سے پہ پردہ پیش تھی روانہ ہوئے اور کرنیل مارکین بہادر کے نام رزیڈنسی حیدرآباد
قرار پائی —

ذکر مجمل تعداد سپاہ و خزانہ و قلعہ حیدرآباد کا اور واقع ہونا اختلاف مذہب خاتمہ کام سکندرجاہ تک اور انتقال فرمانا اس سرای ناپائدار سے

صوبہ اورنگ آباد و بیدر و حیدرآباد وغیرہ قلمرو نواب سکندرجاہ چار کرور روپیہ کے قریب تھے آدہ پونے
ڈیڑہ کرور روپیہ کا ملک داخل جاگیرات منصبداران و راجہ ہای نامی مین تھا جو دم اطاعت سرکار
موصوفہ بھرتی تھی اور جسقدر ملک خالصہ مین محسوب ہو روپیہ اوسکا سال بسال سرکار مین
آتا تھا مصارف فوج و محالات مین خرچ ہوتا تھا یہ تخمیناً ڈھائی کرور روپیہ کا تھا باقی سامان امارت
و اسباب عظمت مہیا اور لاکھون روپیہ مہینے کا خرچ منشاد فوج سوار و پیادہ کے سوا تین پلٹن
حبشیہ و ترکیہ اور ہندی عورتون کی کہ جسکو چیت پلٹن کہتے تھے اسلحہ بندوق کہ تین جوان حق کی
اور پہرہ کا کام دیتی تھین وردی اور لباس انکا تلنگون کی صورت باقی تھا اگرچہ حیدرآباد وغیرہ

ظروف بدری اور قصبہ ورنگل مین قالین خوش وضع بنایا جاتا ہے اور دولت آباد مین کاغذ معقول بنتا ہے باقی کوئی شے نامی نہین آب وہوا بھی وہان کی قابل تعریف نہین گرمجوشی سردی بہت کم لحاف وغیرہ کی حاجت نہین جیت بیساکھ کا موسم خوش آیند مگر برسات مین گلی کوچے نشیب وفراز کے سبب نہایت خراب اور چھاونی انگریزی دریای پڑولکے اوسطرف واقع تھی اور مسیلے دو مقاموں کے مشہور ایک قدم رسول جو سر کوہ واقع چنانچہ دو طرفون سے دو پہاڑ حوالی شہر مین آئی ہین ایک پر قدم رسولؐ اور دوسرے پر قدم جناب امیر چارہ ز مجمع عام رہتا ہے خیمے اور ڈیرے دولتمندون کے نصب ہوتے ہین بزم رقص وسرود رونق پذیر دوسرا ایام عشرہ محرم کہ سواری نعل صاحب کی نکلتی ہے یعنی وہان کی خلق اللہ کا گمان یہ ہے کہ ابا عبد اللہ الحسین شہید علیہ السلام شب عاشورہ مین گشت اطراف فرماتے ہوئے اوس نواح مین رونق افروز ہوتے تھے جہان نعل اسپ سواری خاص گرپڑا تھا لہذا ہرسال خلق اللہ یہان کی ایک نذر وبلند پر رکھکر شب عاشورہ کو اوس پہاڑ پرجہان قدم رسول ہین لیجاتے ہین اور ہزار ہا مشعلین اوسکے ساتھ روشن ہوتی ہین مگر ایام عشرہ محرم نہایت خلاف شرع حرکت ہوتی ہین سینے کا جنبہ بیکر مرثیہ خوانی ہوتی ہی اور تقسیم طعام بعض مقامون پر بیشک ہوتا ہے خلاصہ نواب سکندر جاہ بہادر کو اپنے تمام ایام ریاست مین نوبت محاربہ ومقابلہ نہین آئی ۱۲۴۴ھ ہجری کو عارضہ استسقا مین عروس قضا سے وصل نصیب ہوئے اور آپسمین نزاع واقع ہوئی مبارز الدولہ بہادر چاہتے تھے کہ ہم ہاتھہ پاون نکالین لیکن راجہ چندولال نے صاحب رزیڈنٹ کی صلاح سے ناظر الدولہ بہادر فرزند بزرگ کو مسند ریاست پر بٹھایا اور رسم انعام ونذر نیاز مزارات اولیاء وغیرہ کہ ایک مدت سے مسدود تھی جاری ہوئی یعنی پھر نام ہمت وسخاوت کا جو عرصہ سے مفقود تھا مجدداً پیدا اور شائع ہوا۔

ذکر ثروت وسلطنت خداداد وریاست وحکومت چند روزہ حیدر نایک وٹیپو سلطان ملک میسور مین ابتدا سے انجام تک اور ختم ہونا ساتھہ قادر قوی وغیور کے

نوایت ولونیہ ایک قوم مسلمان سے ہے جو حجاج بن یوسف وزیر بنی امیہ کہ ظلم وخونریزی انکی نسبت سادات وشرفای حوالی مدینہ منورہ وبغداد وعرب مشہور خاص وعام خوف جان ومال سے بھاگ کر

ایک گروہ اونمین سے بعد ہندوستان و دکن کی اقامت پذیر ہوا چنانچہ اہل ہنود انکو
اپنے ملت وطریق سے خلاف دیکھکر مستفسر کیفیت ہوئے جب ثابت ہوا کہ ستم رسیدہ ہین بنظر ترحم
اجازت قیام دی مگر اس شرط پر کہ بانگ وصلواۃ کو سلام کرین بہ اعلان زبان پر نہ لائین کشت و
خون و مفسدہ پردازی سے پرہیز رکھین اور ظاہری لباس وخوراک اپنی ہندوون کی وضع
قبول کرین چنانچہ اوس جماعت نے عالم مجبوری مین وہ شرطین کو بارخاطر تھین منظور کین اور
طرح قیام ڈالی فرودی پیشہ تھی اور ہمیشہ اطاعت اہل ہنود پیش نظر جب عہد سلطان علاء الدین
خلجی مین ملت بیضاے اسلام دکن مین شائع ہوئی قوم نوایت دراوسلاطین کے حلقہ ملازمی
مین درآئے رفتہ رفتہ صاحب عہدہ بھی ہوئے بزرگان حیدر نایک اوسی جماعت سے ہین
کہ بعض مضافات بیجاپور مین عہدہ قضا پر مامور ہوئے بقدر شرافت و متاع آبرو وعزت ہاتھہ آئی بحکم
گردش چرخ کی بدولت ریاستون مین ہرج مرج واقع ہوا وہ فلاکت نصیب ہوئے اور قصبات مین
دہقانون کے ساتھہ اوقات بسر کرتے تھے گو مصنف خلیفۃ الالٰہیہ نے بقلم کرتا ہے کہ نایک
دکن مین ایک قوم تھی ہنود و مسلمان سے ارذل ترین لیکن بعد تحقیقات معلوم ہوا کہ نایک قوم
نہین ایک عہدہ ہے اور یہ عہدہ اوسوقت مسلم ہوتا ہے کہ چند اشخاص متابعت کرین تب اوسکو
جماعہ دار نایک کہتے ہین فرقہ سپاہ مین بھی نایک ہوتا ہے عہدہ دار غرض پدر حیدر نایک کا فتح نایک
نام تھا اور مقامون مین بیجاپور کے فرقہ سپاہ سعادت اللہ خان ناظم ارکاٹ مین نوکر تھا انکی زوال
دولت کے بعد قصبہ کولار مین قیام پذیر ہوکر براہ تلاش معاش گھر سے نکلا شہباز اور حیدر نام
دو لڑکے بھی ساتھہ تھے شمشیر تقدیر نے جوہر دکھائے کہ شہر داروں مین راجہ میسور کے نوکر ہوئے
یہ راجہ زمینداران قدیم ملک میسور دارالریاست سرنگاپٹن سے تھا کہ دم اطاعت حاکم گولکنڈہ حیدرآباد
بھرتا تھا عہد سلطنت اورنگ زیب مین پچاس لاکھہ روپیہ پیشکش گذران کر راجگی کے ساتھہ بسر کرتا تھا
اور نواب آصف جاہ نظام الملک تک فرمان برداری و اطاعت مین رہا بعد آصف جاہ راہ بغاوت مین
قدم زن ہوئے اوسوقت مین فتح نایک کو تین سو پیادون کی جمعداری دی تھی اور نایک خطاب تھا
کہ تھوڑے عرصے مین بخششی قضا نے اسم اسکا فرد دفتر حیات سے نظری کیا بڑا لڑکا شہباز نام اپنے
باپ کی جگہ نوکر ہوا اور چھوٹا لڑکا اپنے بھائی سے جدا ہوکر مرتضیٰ خان جاگیردار [illegible] کے پاس جا کر

ملازم ہوا القصہ جب شاہباز بھی شکار پنجہ شہباز اجل ہوا حیدر سوروتی نوکری کی امید پر سرنگاپٹن
مین آکر راجہ بندراج کا نوکر ہوا اور متصدیان راجہ کو برگ تنبول کبھی پھول وپھل اور کبھی مٹھائی وغیرہ
سوغات کے طریق پہونچا کر ایسا رضامند کیا کہ اونکی سعی وسفارش سے جمعداری ہزار پیادون کی نصیب
ہوئی خلاصہ اس حیدر نے اپنی خدمتگذاری کو وہ رونق دی کہ صاحب اعتماد بنا اور انتظام ڈیوڑھی
خاص بھی حوالہ ہوا چنانچہ ۱۱۶۳ ہجری مین دیوان کلان چورن راجہ میسور کی نیابت کو اور محمد علیخان بن انور الدینخان
کی کمک ومدد کے واسطے ترچناپلی مین آیا حیدر مذکور بھی ہمرکاب تھا بعد مراجعت سپاہ ملازم راجہ
میسور نے حصول زر تنخواہ کے واسطے دیوان کلان چورن پر ایسا تقاضا شدید کیا کہ دیوانہ
بنا دیا آخر حیدر مذکور نے درمیان ہو کر فیصلہ انکا نصف تنخواہ پر کر دیا اب حیدر کی کارگذاری اور
اعتماد نے وہ چند رونق پائی اتفاقاً تھوڑے زمانے کے حیدر اور دیوان مذکور مین باہم ملال و
کدورت واقع ہوئی وجہ اس اختلاف کی زبانی کونڈ راو کہ ملازم سرکار انگریزی و دیوان کچہری سیرن
پٹن کا ناگپور مین تھا اور پیشتر اس سے متصدیان معتمد سرکار ٹیپو مین سلسلہ ملازمی مین تھا معلوم
ہوا کہ راجہ بندراج بستر خواب پر شاہد خواب سے ہم آغوش ہوا کہ ہنگام بیداری یہ حکم دیا تھا کہ اسوقت کوئی
یہان خوابگاہ مین آنے نپائے اتفاقاً دیوان کلان چورن نے کسی ضرورت سے راجہ کے پاس جانا چاہا
حیدر نے ممانعت کی دیوان حماقت شعار دیوانہ تھا زبان حجت دراز کی قصہ کوتاہ حیدر نے قدم خوابگاہ
مین رکھنے نہ دیا آخر دیوان مذکور اپنا سا منہ لیکر پھر گیا وقت دربار جب راجہ نے جلوس کیا دیوان مذکور
نے منہ شکایت حیدر سے لپیٹا اور دستار اپنے سر سے اوتار کر زمین پر پٹک دی راجہ نے غور کیا
یہ قصور حیدر مذکور نہین اوسنے حکم میرا تعمیل کیا آخر اس گفتگو نے طول کھینچا ناچار حیدر نے بپاس خاطر
دیوان قدیم راجہ سے عرض کی کہ مجھکو بیڑہ پان کا رخصتی عنایت ہو راجہ نے رفع شر کے واسطے یہی
رنگ رچا حیدر نے بیڑہ پان اپنی دستار مین باندھکر شہر میسور سے قدم باہر نکالا اور ایک موضع مین پہنچکر
جعلی خط جو برہمنون کی عبارت وکتابت مین قلمبند تھا پیشوایان دکن کی طرف سے اپنے نام جس مین مضمون
طلب زیب قلم تھا ہر ہندو مسلمان کو جو ادہر سے وارد ہوتا تھا دکھانا شروع کیا اور کہتا تھا کہ پیشوا
صاحب نے مجھکو بلایا ہے لہذا نوکری راجہ بندراج چھوڑ کر پونہ مین جاتا ہون چنانچہ یہ تقریر دلآویز سنکر
ایک خلق اللہ تمناے نوکری سرکار پیشوا مین یکجا ہوئے اور نذر جمعداری گذرانکر حیدر کو جمعدار اپنا بنایا

خلاصہ دو ہزار آدمی اسکے قریب اس تقریب و فریب مین جمع آئے اور بازار حسن سخن آرائی حیدر نے
رونق پائی اکثر مہاجنون سے بھی زر نقد اس چال مین براہ قرض حاصل کیا آخر کار یہ جمعیت ایکدل و زبان
ہوکر تاخت و تاراج پر آمادہ ہوا مال و متاع کثیر غارتگری مین بہم پہونچایا اب حیدر صاحب دولت بنا
اور تنخواہ سپاہ بیش قرار مقرر کی رفتہ رفتہ اوس جمعیت نے روز بروز ترقی پائی رعب تاراجی و سطوت
قزاقی اوسکی شہرون مین شائع ہوئی خلاصہ طریقہ جنگ فرانسیس و انگریزی سے بخوبی آشنا تھا اپنی ہمراہی
سپاہ کو توپ و تفنگ و قواعد و آلات جنگی سے آراستہ کیا ایکدن قابو پاکر کینہ دیرینہ جو نقش سینہ
تھا آشکار کیا یعنی دیوان کلان چورن کو گرفتار کیا اور قیدخانہ دکھایا یہ دفتر کا خورد ہوا پہلے تو
بکقلم سرکار راجہ بندراج مین اختیار و اقتدار حاصل کیا اور کچھ دنون کے بعد راجہ کو بھی زوال وبہ
بنا کر کچھ وجہ بسر اوقات کے لیے مقرر کردی کہ وہ گوشہ ناکامی مین بیٹھا اور ملک و خزانہ تمام تصرف
حیدر مین در آیا اور راجہ بنکر صاحب مسند و والی ریاست ہوا قصہ کوتاہ یہ حیدر نایک ایک مرد عاقل
ترشرو و سنجیدہ خو کبھی مقید صوم و صلوۃ کا نہین رہا جنوبی ملک کی طرف میناپٹن نام ایک ملک ہے
وسیع نہایت آباد چنانچہ حکومت وہان کی گنتی رانی کے متعلق تھی القصہ اس ملک مین ایک بتخانہ تھا
قدیم اور نہایت بزرگ افضل ترین نذر و نیاز اوس بتخانہ کی یہ تھی کہ ہر حیلہ و فریب سے ناک انسان کی
کاٹ کر نذر کرتے ہین چنانچہ چند خادم اسی کام پر مامور ہین غرض حیدر نایک نے یہ راہ و رسم رانی سے
پیدا کی اور اہل شہر سے طرح دوستی و اتحاد ڈالی اور تازہ رسالہ بھی پیدون کا براہ خود بینی جداگانہ
نوکر رکھا محرم و شب وغیرہ مسکرات و منہیات کو اپنے عہد مین بکقلم رواج دیا رسم عقد و نکاح بالکل
موقوف کی معاذ اللہ حرام (یعنی زنا) کو زیادہ تر رونق دی بازار ظلم و تعدی گرم کیا جبر سے اور بخیل ایسا تھا کہ
لیمون اور ٹاٹ وغیرہ تک کی خرید و فروخت پر بیان دیتا تھا بلکہ جسوقت ٹاٹ وغیرہ بوسیدہ ہو جاتی تھی
خریدارون کے ہاتھ بیچتا تھا اور نوکرون کو اجازت وطن جانیکی نہ تھی اور اسیطرح مردانگی جوانمردی
و ہمت و شجاعت مین یکتائے روزگار تھا اور تدبیر جنگ و جدال مین بے نظیر حکم اوسکا نہایت مضبوط اور
مستحکم نافذ ہوتا تھا آخر اسنے اور ٹیپو نے بھی حکم خدا سے اکثر بمنت و مشقت اوسکو ہاتھ آئے ایک شاہ محمد شفیع
نام درویش سالک اولاد سید محمد گیسو دراز کی زبان سے یہ روایت گوش زد ہوئی کہ ایک روز حیدر
نایک کے ہمراہ رکاب تھا ایک جنگل مین پہونچے اتفاقاً اس جا حیدر نایک کہ نہایت وسیع تھا درخت

مغیلان کے کانٹون مین اولجھا حیدر نے اوسیدم گھوڑے سے اوتر کر اپنے نوکرون کو اجازت دی
کہ اس صحرا مین خیمے برپا کیے جاوین کہ مادر مہربان یعنی ارض اللہ نے ضیافت ہماری کی ہے اور
بیلدارون کو حکم دیا کہ زمین اطراف صحرا کھودنا شروع کی نصیبہ یار تھا کہ ایک خزانہ بزرگ اور دفینہ کثیر
جسمین زر نقد طلائی و نقرئی و جواہرات گران بہا حساب و شمار سی افزون تھا ہاتھ آیا اسیطرح ایکدن شکار
کو واسطے سوار ہوا ناگاہ ایک شیر خونخوار نشانہ ناوک نگاہ ہوا حیدر نے گھوڑا اپنا اوسپر ڈالا وہ شیر بجلی کی
صورت چوکڑی بھرتا ہوا نظرون سے غائب ہوگیا غار مین پہاڑون کے در آیا حیدر نے حیدر یانی حکم دیا کہ
اس مقام کو کھودو چنانچہ وہان بھی متعدد کوئین ہون ہای مالامی سے لبریز نکلے ایک نقل عجیب اور حکایتون
سی اوسکی یہ ہے کہ چند راجہ بارکش صندقون سی ماہور مقفل اوسکے لشکر کے ساتھ رہتے تھے اور
اون صندوقون مین مورچگان سیاہ و سرخ کلان قامت بھرے ہوئے تھے راتب اونکا شکر اور
چاول سرکار حیدری سے مقرر تھا لیکن کسیکو وجہ اس بارکشی کی معلوم نہ تھی کہ یہ جانور کسواسطے
ہمراہ لشکر رہتے ہین اتفاقاً ایک روز گذر لشکر حیدر نایاب اوس سرزمین پر ہوا کہ دریای شور کے قرب و
جوار مین واقع تھی نہایت نمناک آخر دریافت ہوا کہ اس ملک مین ایک راجہ نہایت زبردست صاحب شوکت
کہ سکہ اوسکی حکومت کا بڑی شد و مد کے ساتھ بیٹھا ہے کبھی جد و آبا نے اوسکی جادۂ اطاعت سلاطین و
وامرا پر قدم نہین رکھا وجہ اوسکی یہ تھی کہ اوس سرزمین پر بچھون کی کثرت اس درجہ تھی کہ رات کو آدمی
اور جانور وغیرہ کوئی قیام نکرسکتا تھا اس نظر سی کسینے آنکھ اوس طرف نہین اوٹھائی لیکن حیدر نایاب
کہ نہایت شوخ دیدہ تھا بلا دغدغہ اوس جگہ خیمہ زن ہوا اور وہان کے راجہ کو پیام دیا کہ اپنے ملک مین
خطبہ ہمارا اقرار دیکر فیلابندی ارسال کیجیے راجہ نے یہ سوال سنکر جواب متکبرانہ دیا اور قدم راہ اطاعت
سے کھینچا حیدر نایاب نے اوسی رات کو افواج قاہرہ مورچگان جو صندوقون مین مقفل تھے رہا کی وہ
ایک چشم زدن مین ساری سرزمین پر ابر کے مانند چھا گئی اور بے تکلف اون تمام بچھون کو کہ جنکا شمار ذرونسے
افزون تھا کاٹ ڈالا آخرکار راجہ نے یہ خبر سنکر بعالم مجبوری مین اطاعت اور خراج دینا قبول کیا اور
حاضر خدمت ہوکر سر جھکایا غرض تدبیر حیدر نایاب موافق تقدیر واقع ہوئی حکومت تازہ ہاتھ آئی
یہ شخص کسی مذہب و ملت کا پابند نتھا جناب سیدہ دوران حضرت فاطمۂ زہرا کو بیبی اور حسنین کو صاحبزادہ خطاب کرتا تھا
باقی تمام عالم اوسکی نظرون مین پشہ سے کم غرض حکم خدا سی اقبال اوسکی اطاعت کا دم بھرتا تھا

اور نصیبا ہمت نے یاوری و مددگاری کی توپخانہ بزرگ و فوج کثیر آراستہ کی اور سامان امارت بڑی حشمت و عظمت کے ساتھ مہیا کیا اور سفیر اپنا ذوالفقار الدولہ نجف خان کی معرفت حضور حضرت ظل سبحانی مین کہ عہد شاہ عالم بادشاہ کا تھا بھیجکر استدعا کی کہ اگر حکم اجراے سکہ و خطبہ میرے نام اس ملک مین کہ تازہ تسخیر کیا ہے عنایت ہو تو تنخواہ دس ہزار فوج کی نسلاً بعد نسل سلاطین قدیمہ دکن کی بصورت سال بسال ارسال و نذر کرون کا غرض یہ عرض اوسکی مقبول نہوئی آخر حیدر نایک نے سلاطین روم و ایران سے سفیر اپنا بھیجکر راہ و رسم ارسال تحائف و ہدایا کے ساتھ پیدا کی چنانچہ کریم خان زند حاکم ایران کی فوج مغلیہ سے ملک بارہ ہزار مغل نوکر رکھے اور پیشگاہ سلطان روم سے خطاب سلطانی اپنے فرزند سعادتمند کے واسطے یعنی ٹیپو سلطان حاصل کیا چتر و آفتاب گیر و تخت مرصع و طلا بناکر اپنے فرزند کو اوسپر بٹھایا چنانچہ ٹیپو اوس دن سے لفظ سلطان کے ساتھ مشتہر ہوا چار لاکھ سوار و پیادہ ہمراہ تھے اور ملک چودہ کرور روپیہ سال کا راجاؤن اور مرہٹون وغیرہ سے بزور شمشیر قبضہ تصرف مین لایا غرض تمام سپاہ اوسکی مالا مال ثروت تھی اور روزمرہ تنخواہ مین ہون طلا و اشرفیان تقسیم ہوتی تھین کار پردازون کو حکم قطعی تھا کہ اہل معاش جس ملک سے یہان آکر وارد ہو اوسکو زر نقد دیکر ملازم رکھلو چنانچہ یہ آوازہ اوسکے جود و بخشش و قدرشناسی کا خاص و عام بلاد ہندوستان مین اور اقلیم اسلام تک شائع ہوا امراے ہند نظام علیخان و مرہٹہ وغیرہ کے مانند اوسکے نظرون مین ہیچ تھے ہر طرف زد و برد اوسکی جاری تھی آخر اطراف ڈنلوا پر کہ حکومت وہان کی عورت سے متعلق تھی تاخت لیجا کر کئی کرور روپیہ نقد حاصل کیا اور علم شہرت و عظمت نے سر اوٹھایا —

ذکر مخاصمت حیدر نایک قوم انگریزون کے ساتھ اور وجوہات خصومت اور لڑائی کے

محمد محفوظ خان اپنے برادر کلان نواب محمد علیخان امراے جدید والی ارکاٹ سے رنجیدہ ہوکر حیلہ مین آنکی بیت اللہ کی ارکاٹ سے نکلکر سرنگ پٹن خدمت حیدر نایک مین پہونچا سردست عزت و آبرو پائی آخر ہم صحبت مین یہ مشورہ قرار پایا کہ ارکاٹ ملک وسیع ہے اور محمد علیخان امراے قدیم سے نہین اوسکی ملک پر قبضہ کرنا چاہیے چونکہ محمد علیخان نے فوج انگریزی نوکر رکھی تھی وہ صورت ظہور مین آنا غیر ممکن تھا لہذا اوس منصوبہ کو قائم کیا کہ محمد محفوظ خان اپنے بھائی سے طرح یگانگت ڈالے چونکہ محمد علیخان سپاہ

انکا یہی پیار کرتا ہے لہذا اونس قوم کو ابھی استقلال کامل حاصل نہین ہوا ہے استیصال کرے
اور ملک ارکاٹ سے خارج کرے کہ کرناٹک مین نشان اوسکا دکھائی نہ دے غرض اس عزیمت پر پہلے محفوظ علیخان
کو جاگیر سے لاکھہ روپیہ تواضع کیے اور نظام علیخان کے پاس بواسطہ وکالت بھیجکر اسبات پر مامور کیا
کہ نظام الدولہ نے مہم کرناٹک کا عزم کیا اور مرہٹون کو اپنی مدد کے واسطے بلایا اور محمد محفوظ علیخان
کو فتح جنگ خطاب اور خلعت گران بہا ماہی مراتب سمیت دیکر رخصت کیا بعد اسکے نواب شجاع الدولہ بہادر
وزیر الممالک صوبہ اودہ کو پیام دیا وہان سے جواب باصواب حاصل ہوا چنانچہ یہ ذکر احوال نواب ممدوح مین
بہ تصریح قلم سے القصہ اس عزیمت کے بعد سنہ ۱۱۸۰ کے شروع مین راہ مہم انگریز پر قدم بڑھایا ادہر
محمد علیخان سپاہ انگریزی لیکر میدان ترمل مین مقابلہ کے واسطے پہونچا اور ادہر سے حیدر نایک
و نظام الدولہ سمیت صف معرکہ آراستہ کی توپ و تفنگ سے میدان جنگ و جدال گرم کیا محمد علیخان
مروجہ سی تھا فوج ہندوستانی محاربہ انگریزی سے ناواقف لہذا شاہد ظفر و نصرت سے ہم آغوش ہوا
نظام الدولہ نے حیدرآباد کی طرف اور حیدر نایک نے سرنگ پٹن کی جانب پس پا ہوکر قدم اوٹھایا مگر فکر
انتقام مین سخت کہ محمد علیخان نے اپنی جوانمردی سے اہل فرنگ سمیت سرنگ پٹن دار السلطنت حیدر نایک پر
زور کیا اور صورت محاصرہ قلاع اطراف ظہور مین آئی چنانچہ قلعہ کشن گڈہ اور قلعہ [illegible] تصرف مین آیا
کہ اس عرصے مین محمد علیخان عارضہ سے مند ہوکر صاحب فراش ہوا مگر انگریز جواب محاربات و [illegible] تھے حیدر نایک
نے ابھی تک سامان جنگ حسب دلخواہ آراستہ کیا تھا دفع الوقتی کی نظر سے پینتیس ۳۵ لاکھہ روپیہ نذرانہ
خرچ مہم دیا کر انگریز سے تجدید صلحنامہ عمل مین لایا اور جو قلاع تصرف محمد علیخان مین آ گئے تھے پھیر لیے
القصہ جب انگریز نے مطمئن خاطر ہوکر سرنگ پٹن سے کوچ کیا آخر سنہ [illegible] مین پہونچکر محمد علیخان
نے اعتماد مصالحہ سپاہ نو لازم کو برطرف کیا مگر حیدر نایک نے وہ تمام فوج جو وہان سے برطرف ہوئی تھی
نوکر رکھہ لی اور ظلم کرنا شروع کیا براہ استقامت عجلت کے ساتھہ میدان [illegible] مین پہونچکر مقیم ہوا
مگر انگریز سے کسیطرح پرخاش نہین کی غرض جسوقت حیدر نایک سرنگ پٹن سے باہر آیا تھا میدان
خالی پاکر مرہٹون نے تاخت و تاراج پر کمر باندھی حیدر نایک نے چند عرصہ مغالطہ دیکر انگریزان سے اس
بیچ کو تحریر کیا کہ شرائط صلحنامہ یہ ہو کہ باہم دوست کے دوست اور دشمن کے دشمن ہین چنانچہ فی الحال
مرہٹہ نے ہمارے ملک کی طرف آتش ہنگامہ مشتعل کی ہے بجالانا شرائط مصالحہ ضرور واجب غرض کو سنہ

مندراس نے اس مقدمہ کو کونسل وجواب کلکتہ پر حوالہ کیا اور حیدر نایک نے عمداً مرہٹہ سے طرح صلح
ڈالی اور جو ملک اونکا لیا تھا مسترد کیا اس عرصہ مین ساز وسامان حرب وضرب اور اسباب قلعہ ستانی
اور سپاہ وتوپخانہ جنگی حیدر نایک نے آراستہ کیا جس سے قوت کامل حاصل ہوئی قصہ مختصر اس عرصہ
ایک سال مین قلعہ اور شہر بندر پھولچری انگریز کے ہاتھون خراب ہوا اور فرانسیس سے امان جان عزیز
کے واسطے منتشر ہوکر پہلے موسی لالی فرانسیس نے نوکری نظام الدولہ قبول کی پھر وہان سے اوٹھ کر
حیدر نایک کے پاس آیا چنانچہ اسکی معرفت حیدر نایک نے سلسلہ رسل ورسائل بادشاہ فرانسیس و
پوناپاٹ سے جاری کیا اور فوج فرانسیسی مدد کے واسطے طلب کی جب فوج ظفر موج فرانسیس وغیرہ بکثرت
ملازم حیدر نایک ہو چکی مسٹر راس بہادر گورنر مندراس کو پیام مخالفت روانہ کیا اودھر سے سفیر نقل
صلح نامہ لیکر آیا حیدر نایک نے قلعہ سرنگ پٹن کے اندر آنے نہین دیا اور یہ جواب زبان پر لائے کہ ہم
جانتے تھے کہ قوم انگریز صادق الوعدہ ہے چنانچہ خلاف اسکے صریح ظہور مین آیا وعدہ وفا ہوا
یعنی وقت آمد مرہٹہ ہماری کمک وامداد سے دیدہ ودانستہ چشم پوشی کی چشمداشت نہ تھی ناچار براہ
عجز نوبت صلح مرہٹہ سے آئی پس تمہاری مصالحہ سے کیا فائدہ کہ وقت ضرورت بدون حکم کونسل کام
نہین سکتے اور بر تقدیر جب حکم کونسل بھی نافذ ہوا اسوقت محمد علیخان سے تقاضی خرچ اور ڈاک
کہ ہمکو مہم درپیش ہے اعانت زر قرض کی طریق کرو سبحان اللہ وہ اسباب وجواہر بیچ کر ہمکو قرضہ دینگے
اسوقت تیاری لشکر کیجاوے اور آہستہ آہستہ ایک کوچ دو مقام چلکر ہماری سرحد ملک تک پہونچنا
ہووے غرض اس دار وگیر کو مدت دراز چاہیئے تاکہ زبان مردم چشم حریف مین سرمہ خاموشی کھینچا جاے
اور پاے مقابل مین حنائے فراموشی باندھی جاے کہ اسطرف نظر نہ اوٹھاے اور قدم اس راہ پر نہ رکھے ہم کہ
فوج سوار ہمرکاب رکھتے ہین دس کوس تک دوڑ مارنا اور پھر آنا ایک بات ہے خزانہ اور سامان مہیا
حاجت قرض لینے کی نہین پس ہمارے تمہارے صورت موافقت کس طرح ظہور مین آئی غرض یہ
جواب سوال زبانی وکیل حوالہ کیا اور جواب مکتوب گورنری مین بھی یہی مضمون قلمبند کیا بعد اسکے
سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین تیس ہزار سوار ہمرکاب اور چالیس ہزار پیادہ تفنگچی ساتھ لیکر بلا تامل مہم کرناٹک پر
قدم رکھا بالاگھاٹ اوتر کر اکثر قلعہ جات جوار کاٹ کے متعلق تھے فتح کئے نصیر الدولہ برادر سوم محمد علیخان
جو قلعہ چتور مین تھا کچھ دنون لڑا آخر عیال واطفال سمیت گرفتار ہوکر مقید ہوا جب یہ خبر انگریزان

مندراس کو پہونچی وہان سی کرنیل بیلی سپاہ جرار لیکر میدان جنگ کول مین آئے اور صف کارزار ظفر
سی آراستہ ہوئی اوس دن عین گرماگرمی محاربہ مین لشکر حیدر نایک سی ایک شرربار اور شعلہ افگن بان
آکر باروت خانہ سپاہ انگریزی مین آتش افشان ہوا کہ دفعتہ وہ تمام باروت خانہ نذر آتش ہوا اور
سپاہ انگریزی منہزم ہوئی اور کرنیل بیلی اسیر پنجہ تقدیر ہوا اب حیدر نایک نی قدم آگے بڑھایا اور
آکر ارکاٹ کو محاصرہ کیا راجہ بیر بر نایب محمد علیخان بعد مقابلہ محصور ہوا دو مہینوں تک برابر جنگ قائم رہی
اندنون محمد علیخان میلاپور مین تھا جب دو مہینے تک فوج کمکی نہ پہونچی ناچار راجہ بیر بر نے لب بمصالحہ
وا کیے اور قلعہ ارکاٹ نذر حیدر نایک کیا حیدر نایک نے قلعہ مین آکر محمد علیخان کی عورتون کو آگ مین
جلا دیا اور تمام اسباب اور مال ضبط کیا نشہ شراب نخوت دماغ مین تھا یہ حرف نوک سنان زبان پر
جاری تھے کہ مین قہر خدا ہون تادیب مردم ارکاٹ کے واسطے اس روی زمین پر نازل ہوا ہون
بعد اسکے لوٹنا اور غارت کرنا اوس نواح کو شروع کیا اور ہر جگہ سے تھانے قدیم اوٹھا کر اپنا
نقش عملداری بٹھایا خلاصہ محمد علیخان سے سوای اسکے کچھ بن نہ آیا کہ انگریزان مندراس کی پاس
جا کر قیام کیا اور قلعہ مندراس کو پہلے سے زیادہ آراستہ کیا غرض اندنون زد و برد و آمد و شد سپاہ
حیدر نایک و فرانسیس سی خوف غارتگری کی وجہ راستہ بند تھا اور دریای شور پر انگریز و فرانسیس سے
لشکر رنجی تھی اور ولایت مین شورش پڑ نابات واقع لہذا وہان کے لوگون کو فرصت و فراغت و خیال
و دماغ اسطرف کا نہ تھا توسن حکومت حیدر نایک کمال جولانی پر تھا اور نرخ غلہ سخت گرانی پر لہذا
ان صورتون کی وجہ ایک قیامت برپا تھی غرض ٹیپو سلطان پسر حیدر نایک نے قلعہ مندراج کو
محاصرہ کیا اور سردار خان خسر حیدر نایک نے قلعہ پہولچری کو کہ انگریز نے دست فرانسیس سی پایا تھا
محاصرہ کیا تمام ارکاٹ اور پہولچری اور مضافات مندراس تصرف سپاہ حیدر نایک مین در آئے
غرض قلعہ مندراس مین قیام انگریز تھا اس عرصہ مین انگریز سخت مخوف و منفعل ہوئے تھے کہ جنیل
سر ایر کوٹ بہادر نے سپاہ ہمیت کلکتہ سے براہ دریا آکر رسد غلہ کی پہونچائی اور چار ہزار تلنگہ حفاظت
شہر مندراس کے واسطے چہوڑ کر باقی بارہ ہزار تلنگہ اور چار ہزار ترک سوار ہمرکاب لیکر شروع سنہ ۱۱۹۵ ہجری
جنگ کی کنڈہ مین آئے اور وہان سے چلکر بمقابلہ سپاہ حیدر نایک کی طرف قدم اوٹھایا پہلے قلعہ دیو رکو
تسخیر کیا سپاہ حیدر نایک کے قدم میدان جنگ و جدال مین نہ جمے صاف اوٹھ گئے انگریزون نے

قلعہ وغیرہ بندر و نکو مستحکم کیا آمد فوج ولایت و بنگالہ کے منتظر تھے ایک روز محمود بندر سے جانب
سلمیر متوجہ ہوئے کہ حیدر نایک نے فوج سمیت آکر وہان میدان جنگ آراستہ کیا لیکن جنرل
سر ایر کوٹ بہادر نے فتح پائی سلمیر مین داخل ہوئے مہینہ دو مہینہ مین چھ ہزار فوج جسمین کرنیل
ماسس و کپتان بن برس کی افسری تھی راہ خشکی سے دریاے چلپکا اوتر کر شریک ہوئی اور مردان
تھانہ گنجام و مچھلی بندر نے بھی ساتھ اونکا دیا غرض جنیل ممدوح نے انکی پشت گرمی و قوت سے
قلعہ سرا سور کو تسخیر کیا اور میدان فرنگی کوٹ مین بعد کونسل قدم آگے بڑھایا غرض میدان سے کول
مین انگریز اور ٹیپو سلطان سے محاربہ سخت پیش آیا یہان موسی لالی فرانسیس نے ہزیمت پائی
سرخ میدان سے پھر گیا پیٹھ دکھائی حیدر نایک نے تعاقب کیا مگر وقت آویزش حیدر نایک شکست
نصیب ہوا اسکے بعد قلعہ مندراس مین بھی جنگ عظیم واقع ہوئی پھر لشکر حیدر نایک پس و پا
ہوئی اور ادھر دو ہزار گورہ جھولدار ولایت سے بمبئی مین پہونچکر قلعہ سمو لہری کو ٹیپو سے انتزاع کیا اور
سرداران کو قتل کیا ہزار گھوڑے تلنگہ ہاے انگریزی کے ہاتھ آئے اور جنیل سیرو نے بنگالہ سے
مندراس آکر توپین قلعہ مندراس سے لین اور دس پلٹن تلنگون اور گوروں کی اور بہت سے سوار ایک ٹیپو
سلطان کو اوسی مندراس مین محاصرہ کیا میدان کارزار کو رونق دی چونکہ قلعہ مذکور لب دریاے شور
واقع تھا ایک طرف ٹیپو سلطان خشکی مین مصروف جنگ و جدال اور قلعہ کے دوسری جانب دریا تھا
اوس سمت سے فرانسیس اپنے جہازون پر سے توپین اور بندوقین اہل قلعہ پر سر کرتے تھے
اور انگریز قلعہ مین سے جواب حریف بخوبی دیتے تھے قصہ کوتاہ اس جنگ و جدال مین سالہاے
دراز گذرے کہ حیدر نایک نے بستر عارضہ سے ہم آغوش ہوکر مرض حیات سے شفا پائی مگر وقت
نزاع ٹیپو سلطان کو اپنے پاس بلاکر وصیت کی کہ پہلے نظام علیخان سے موافقت رکھنا اور صورت
مصالحہ اہل مرہٹہ سے بدستور قائم رہے کہ بیٹے یہ دونون معاملہ اپنے روبرو حیات مین طے کر دیے
ہین انمین زنہار تفاوت نہو دوسرے اپنے نوکرون کو بیٹے بعد امتحان جانفشانی ہر ایک کے
سر پلٹرہ افسری رکھا ہے انکے زوال دولت کا ظاہر و باطن مین خیال نکرنا تیسرے اللہ تعالی نے
سلطنت خداداد تجکو عطا کی ہے اسباب اسکا اورون کے ملکون سے انتزاع کیا ہے لہذا
تمکو بھی ایک مقام و قلعہ مین قیام کرنا نچاہیے بلکہ دنکو کسی جگہ اور رات کو کسی مقام پر اپنے ملک مین رہنا چاہیے

تا صاحبان عزم مین محسوب ہوا اور ساز و سامان حرب و ضرب اسقدر جمع کیا ہے کہ چودہ برس تک جنگ و جدال مین بلا تشویش کام آئے بچشم غور دیکھنا چاہیے کہ انگریز برسر مقابلہ مین اگر تم سے ہو سکے تو اسباب جنگی گولہ باروت اور سامان قلعہ ستانی اور مردم کارآمدنی یکجا کرو اور خزانہ وافر پیدا جو تمھاری برخورداری کا ہے بہرحال چودہ برس تک تیری دولت و ثروت کو زوال نہین مگر آیندہ کو اندیشہ مند ہون باخبر رہنا غرض اس وصیت کے بعد حیدر نایک نے کلمہ الوداع پڑھا۔

ذکر سلطان پیل افگن شیر گیر رستم دستان افراسیاب میدان ٹیپو سلطان کا

ٹیپو سلطان حیات پدر سے صاحب تخت و تاج تھا جب حیدر نایک نے رحلت کی ٹیپو سلطان نے اشک حسرت ابر مژگان چشم تر سے برسائے آخرکار صبر و شکیبائی سے کام لیا حریف برسر مقابلہ تھا اور دشمنان قوی کمین گاہ مین لامحالہ تخت جہانداری پر قدم رکھا چتر مرصع سر پر بصورت بال ہما سایہ افگن تھا اور سکہ اس مضمون کا جاری کیا ع سکہ زد در جہان باسانی بادشاہ ٹیپو سکندر ثانی وزن روپیہ و اشرفی تین تولہ اور چار تولہ سے کم نہ تھا شجاعت و جرأت مین روے زمین پر بے نظیر جسکا جواب نہین یقین ہے کہ پیر فلک نے بچشم مہر و ماہ ندیکھا ہو غایت جلادت سے اپنی جان عزیز کو برابر پشہ تصور کرتا تھا صاحب فہم عالی طبع فراست و دست خدا پرست حد سے زیادہ رعب اوسکا دلون پر مخالفون کے ابر کے مانند چھایا ہوا تھا مثل مشہور ہے کہ اگر صاحب اسپ گھوڑے کو دریا مین پانی پلانے کو لیجاتا تھا تو وہ سر اپنا اوٹھا لیتا تھا اور کہتا تھا کہ شاید آئینہ آب مین صورت ٹیپو سلطان نظر آتی ہے غرض روبرو حیدر نایک کے ٹیپو سلطان تمام سپاہ ملازم تھا اور بارہا جنرل میڈو اور جنرل کوٹ وغیرہ انگریزون سے مقابلہ اور محاربہ ہا کبھی مغلوب اور کبھی غالب تمام ارکاٹ و اضلاع مندراس تصرف مین تھا شہرہ جرأت و بہادری ہر جا و ہر کی ساعت مین پہونچا اور آوازہ قدر شناسی فرقہ سپاہ ہر شاہ و گدا کے گوش زد ہوا جب اوسنے سپاہ اور اثاثہ سلطنت و سامان کشورستانی اپنے باپ سے بہتر بہم پہونچایا معزز و ممتاز زیادہ ہوا ٹیپو سلطان کی جرأت و دلاوری سے ایک نقل قابل یادگار کہ ایک وقت ٹیپو سلطان اپنے دار السلطنت سے باہر تشریف لیگیا تھا میدان خالی پاکر انگریزون نے قلعہ ارسنگ پٹن کو زر نقد دیکر حصار کے اندر قدم رکھا جب یہ خبر ٹیپو سلطان نے سنی مردم ارکاٹ کو جمع کیا

اور فاتحہ خیر پڑھکر دوسو کوس کے فاصلے سے دس ہزار سوار جرار ہمرکاب لیکر سیلاب کے مانند شبا روز
مین آکر متصل منزل مقصود پہونچا چنانچہ اوس دس ہزار سوارون مین فقط دوسو سوار ہمراہ باقی تھے کچھ راہ
مین عاجز ہوکر پیچھے رہگئے اور کچھ گھوڑے سوارون کے چلنے سے بیکار ہو گئے ٹیپو سلطان اونھین دوسو
سوارون سمیت زیر قلعہ آکر جانب بلندی عنان توسن اوٹھائی اوسوقت دو ہزار تلنگہ اور کئی سو انگریز اور
گورے کہ اس معاملے سے محض بیخبر تھے فصیل و برج قلعہ پر نکلکر توپ و تفنگ سے کام لینا شروع کیا
چنانچہ رفعت حصار ساٹھہ ہاتھہ سے زیادہ تھی ٹیپو سلطان اسپ باد رفتار سے اوتر کر دست دیوار
حصار پر قوت و بہادری کے ساتھہ کمند ڈالکر بے نردبان چڑھگیا باقی جو سوار ہمرکاب تھے اس زد و خورد
مین تلف ہوئے اور صرف مجروح جنکی چالیس نفر جانفشانی پر آمادہ ہمراہ باقی تھے کہ فصیل حصار سے قلعہ کے اندر
شیر خونخوار کیصورت در آئے اور تلوارین میان سے لیکر وہ جوہر شجاعت و دلاوری کے دکھائے کہ
انگریز اور تلنگون کو فرصت دم شماری کیسی وا لفظ آہ تک بھی زبان پر آنے ندی ہزار تلنگہ اور انگریز و گورہ
بلکہ زیادہ حساب شمار سے قتل ہوئے میدان صاف کر دیا باقی کچھہ ادھر کچھہ ادھر کچھہ گوشہ نشین جا چھپے اور خواستگار
پناہ ہوئے قطعہ بروز نبرد ان یل ارجمند ۰؛۰ بشمشیر و خنجر بگرز و کمند ۰؛۰ برید و درید و شکست و ببست
یلان را سر و سینہ و پا و دست ۰؛۰ خلاصہ فتح و ظفر قبضہ مین تھی پھر سر نو قلعہ تصرف ٹیپو سلطان مین آیا المختصر
قصہ اس جنگ صعب و کارزار دلیرانہ کی انگریزون نے دیکھکر اپنے مکانون مین آویزان کین غرض کہ
شجاعت و تہوری ٹیپو سلطان خوب چمکا غرض ہنگامہ اس مخالفت و عداوت کا ہمیشہ گرم رہا روز بروز
قوت اور دلاوری ٹیپو سلطان نے رونق پائی چارون طرف ہند و دکن مین ڈنکا اوسکی حکومت کا بجا
لیکن یہ قضا سخت حریف و دشمن جان انسان کی ہے توانا و ضعیف سب اس شیر خونخوار کے شکار
مین لشکر و خزانہ جملہ بیکار آخر سرداران انگریز نے گورنر جنرل ہیسٹنگ بہادر کے حکم سے کونسل کلکتہ
مین یکجا ہوکر یہ بات نکالی کہ تمام رئیسان مرہٹہ اور نظام علیخان سے طرح مصالحہ ڈالی جاے تا رسم اتحاد پیدا
ہوکر رفتہ رفتہ اس فتنہ و فساد کا بند ہو اور افواج قاہرہ خشکی و دریا کی طرف روانہ کیجاے کہ بصورت سیلاب
ہر طرف موج زن ہو اور رسد رسانی کی تدبیر کامل ظہور مین آئی کہ تفرقہ جنگ و جدال مین واقع ہو غرض
گورنر ہیسٹنگ بہادر نے وکیل جانوجی بھونسلا ناگپور و گونڈوانہ کو جو کلکتہ مین رہتا تھا طلب کیا اور ساٹھہ
لاکھہ روپیہ باقیات چوتھہ سالہاے دراز ملکات بنگالہ و اوڑیسہ کی بابت نقد دیا اور تین لاکھہ روپیہ ہواری

پہونچانا قبول کیا اسکے بعد جنرل بنارس کو پلٹن تلنگہ و گورہ سمیت گونڈوانہ و جھارکھنڈ کی راہ جانب مندراسس روانہ کیا اور تحائف بسیار صاحب بھونسلہ اور پیشوایان مرہٹہ کے واسطے ارسال کیے اور سبکو ترغیب دی کہ رسد رسانی و امداد سپاہ انگریزی مین ہمہ تن مستعد رہین خلاصہ جنرل بنارس مندراسس تک لیکن کوئی نقد مطلب ہاتھ نہ آیا قلعہ مین مقیم ہوکر رنگ مصالحہ اور معاملہ کا جمایا اور سلسلہ جنبانی شروع کی کہ ٹیپو سلطان نے قبول نہ کیا آخرکار تینتیس ہزار تلنگہ اور سوار انگریزی یکجا کیے اور جمعیت نظام علیخان و جماعہ مرہٹہ بشرائط مضبوطہ کہ ذکر اوسکا آئندہ زبان قلم پر آئیگا بہم پہونچائی چنانچہ پچاس ہزار سوار و پیادہ نظام علیخان کی طرف سے میر عالم خان وغیرہ کے افسری مین اور لاکھ سوار سے زیادہ ہمراہی مادھو راو پیشوا اور چالیس پچاس ہزار سوار ہمراہی رگھوجی بھونسلہ باقی اور اکثر زمیندار اپنی جمعیت سمیت ہمرکاب انگریز بہادر کے میدان بلبار مین جمع ہوئے خلاصہ باوجود تدارک واقعی نرخ غلہ اس گرانی کو پہونچا کہ آٹھ آنہ فی روپیہ سیر بھر ملنا دشوار تھا باقی دریای شور کی طرف سے اور سپاہ عمدہ عمدہ جنرل کرنیل سمیت راہ جھارکھنڈ و گونڈوانہ سے پہونچی غرض اوس سرزمین پر دریای آہن موج زن تھا سبب اجتماع افواج قاہرہ ہو چکا سخت لڑائیان علی التواتر مقامات مختلفہ پر واقع ہوئین کہ شرح اوسکی خالی طوالت سے نہین قصہ کوتاہ آفتاب حیات ٹیپو سلطان لب بام تھا اور اقبال حریف چمکا ہوا سپاہ ٹیپو سلطان اس لڑائیون مین بکثرت کام آئی اور ہر طرف سے راستہ آمد کمک مسدود ناچار ٹیپو سلطان ٹوٹا پھوٹا شکستہ حال آہستہ آہستہ بڑی شجاعت و بہادری کے ساتھ سرنگاپٹن تک پہونچا کہ فوج انگریزی نے تعاقب اوسکا نہین چھوڑا اور دھر بجای ملک صدمات لشکرکشی و پایمالی زراعات و دست اندازی قحط سخت پیشانی تھی قصہ مختصر نوبت محاصرہ قلعہ سرنگاپٹن آئی اور لشکر انگریزی نے مقابل قلعہ ٹھیرا کیے پھر بازار توپ و تفنگ گرم ہوا اور خرید و فروخت متاع جان بواسطہ حرب و ضرب جاری ہوئی شبخون اور چھاپون نے رنگ اپنا جمایا اور طرح ساز و باز افسران سپاہ ٹیپو سلطان سے بواسطہ طمع زر نقد درپردہ ڈالی اور تمام کارپردازان کو اپنی راہ پر لگا لیا غرض اس جنگ و جدال سخت و سست مین بارہ برسون کے قریب منقضی ہوئین تھین مردان ہمراہی ٹیپو سلطان جان سے تنگ آگئے تھے بلکہ تاب و طاقت مقابلہ نے جواب دیا بلاتکلف اکثر اہالیان سرکار انگریز سے مل گئے اور شکستہ خاطری نے ہمہ خورد و بزرگ کے رنگ شجاعت مٹا دیا غرض جو فوج قلعہ مین ٹیپو سلطان کے ساتھ تھی تینتیس چالیس

ہزار سے زیادہ تھے یہ بھی چاہتے تھے کہ یا رب کہین جلدی صورت صلح نکل آسے آخر کا ٹیپو سلطان نے مجبور ہو کر مصالحہ قبول کیا اور پیام دیا گورنر جنرل بہادر نے اس شرط پر منظور کیا کہ اگر تین کرور تیس لاکھ روپیہ بابت مصارف مہم و نصف ملک تقسیم کر دے تو مضائقہ نہین غرض اس شرط پر صورت صلح ظہور مین آئی ٹیپو سلطان نے دو کرور روپیہ نقد اور دو فرزند اپنے برغمال کے طریق گورنر بہادر کے پاس بھیج دیئے ہنوز طمانیت کامل طرفین نہوئی تھی کہ اتفاقاً قلعہ مین فتور برپا ہوا یعنی قلعہ دار نے انگریزون سے ملکر دروازہ قلعہ بطمع زر کھول دیا وہ تمام فوج انگریزی حصار مین در آئی معاذ اللہ وقت رخصت اقبال و آمد زوال ٹیپو سلطان کا تھا زبان معتمدین سے ہے کہ جسوقت فوج انگریزی حصار مین پہونچی ٹیپو سلطان بے خبر دسترخوان پر کھانا کھانے مین مشغول تھا کہ یہ خبر وحشت اثر گوش زد ہوئی ٹیپو سلطان خون جگر کھا کر رہگیا اور آہ سرد کھینچکر ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا جو ایک جامہ بدن پر تھا اوسکے سوا ایک سیف آبدار میان سے لی شیر خونخوار کی صورت محل سے باہر نکل آیا فقط چند خواص اور خاص بردار چھ سات سو آدمی سے زیادہ اوسوقت ساتھ نہ تھے قریب دروازہ اول مقابلہ فوج انگریزی سے ہوا ٹیپو سلطان اپنی جان زار پر کھیلے تھا ہی وہ داد شجاعت دی کہ رنگ رستم و سہراب شادیا یعنی سینہ بے کینہ پردہ برابر گولیان بندوقون کی پڑین کہ صاف چھلنی بنگیا اور مجروح ہو کر روح نے مفارقت کی انتہاے دلاوری اور بہادری کا یہی تھا کہ زندہ حریف کے ہاتھ نہ آیا خلاصہ شہرون مین شخیص تازہ برپا تھی کہ تصریح اوسکی زبان قلم پر آ نہین سکتی غرض صاحبان عالیشان نے تصویر اس معرکہ قیامت خیز کی بھی بنوا کر عزیز رکھی اور شجاعت و مردانگی ٹیپو سلطان کے ثنا خوان تھے اور تصویر اس ہنگامہ کی بھی قابل دید غرض یہ واقعہ جانگاہ ۱۷۹۹ عیسوی مین گذرا جمال مفروضہ شہر و قلعہ سے تیس لاکھ روپیہ انعام فوج انگریزی مین تقسیم ہوا اور سوای اسکے طلائی و نقرئی تمغے فتحیابی کے عبارت انگریزی مین منقش افسران قلعہ گیر کی زیب گلو ہوئی باقی کرور روپیہ نقد اور تھوڑا سا مال حصہ نظام علیخان مین آیا اور کرور روپیہ نقد اور کچھ ملک دریاے شور کے ادھر او پیشوا کو ملا باقی قبضہ سرکار انگریزی مین در آیا قصہ مختصر جنرل مارکولیس ولزلی بہادر صاحب آوازہ ہوا اور پسران ٹیپو سلطان کو افسران انگریزی نے حرمت و اعزاز کے ساتھ کلکتہ مین ۱۲۱۴ ہجری کو پہونچایا ایک مکان جدا گانہ مین نگاہ رکھا دس دس ہزار روپیہ درماہہ انکے صرف کے واسطے مقرر ہوا اور ایک کرنیل انکے حالات کا ناظر تھا اور باقی

اولاد حیدر نایک کے واسطے حد سرنگ پٹن رہی ایک لاکھ تینتیس ۳۳ ہزار روپیہ سالانہ وثیقہ نقدی
ابتدای سال ایک ہزار سات سو چھانوے عیسوی سے قرار پایا ملک سرنگ پٹن شاہجہان آباد سے
چار مہینے کی راہ پر ہے چھہ منزل مین پوری تک اور یہان سے چھہ منزل ساگر تک اور یہان سے
بارہ مقام ناگپور تک اور یہان سی سترہ دن کی راہ اورنگ آباد تک اور دس منزل حیدر آباد و پندرہ
بیجاپور تک اور یہان سے ایک مہینے کی راہ سرنگ پٹن تک ہی آم اور انگور اور انجیر یہان کا تحفہ ہی —

ذکر صوبہ داران قدیم صوبہ بنگالہ و بہار و اوڈیسہ شہر قار دیہہ ہندوستان کہ جو اس سو برس کے عرصہ مین گذرے ہین ۵

جعفر علیخان صاحب مسلمان و بطن پیران نام زن برہمن سے تھا کہ عالم طفلی مین کسیکے ہاتھہ درمیان
ایران فروخت ہو کر نشو و نما اور علم و ہنر سے آشنا ہوا اور عہد اورنگ زیب سنہ ۱۱ ہجری مین
ہندوستان تک رسائی ہوئی یہان سے بعد چندے خطاب مرشد قلیخان کے ساتھہ شہر تالی
اور صوبہ بنگالہ پر مامور ہوا جسوقت دوسرا ناظم مقرر ہوا اسنے جگت سیٹھہ سے رجوع کی اور نظامت بنگالہ
بارگاہ سلطنت سے مول لی اب بلا تکلف جب کوئی ناظم اور آیا اوس سے محاربہ اور مقابلہ مین بند نہ تھا
مرتے دم تک عہد سلطنت فردوس آرامگاہ محمد شاہ تیموری بابری مین صوبہ بنگالہ بہار و اوڈیسہ شجاع الدولہ
داماد جعفر علیخان مذکور کے نام زد تھا حکومت پاکر بنیاد بلدہ مرشد آباد ڈالی اور امارت بہت سی پیدا کی
یہ امیر رعایا پروری و رفقا نوازی مین اسقدر مشہور و معروف تھا کہ نام رفیقون کے ورق پر ہاتھی دانت
کی لکھوا کر اپنے پاس رکھتا تھا کہ صفحہ دل سے محکوک نہو ہنگامہ آمد قدمان ——— یعنی نادر شاہ ایران
شجاع الدولہ نے سنہ ۱۱۵۱ ہجری کو قضا کی اور سرفراز خان لڑکا اوسکا علاء الدولہ خطاب سے مستقل
صوبہ داری صوبہ بنگالہ وغیرہ پر ہوا اس صوبہ دار کے اولاد نرینی سے یعنی دولت فرزند سے محروم تھا
مگر دو نفر کوکہ کہ زبان ہندی مین عبارت دایہ بچہ سے ہے تھے ایک حاجی احمد اور دوسرا الہ وردی
نام جسوقت سرفراز خان معاملات و انتظام صوبہ داری مین مصروف ہوا اسکا بیٹا … قدیم … ایران
عالم چند و … مصاحبین وغیرہ اور اسی دن کو ضعیف کرکے عہدہ نیابت بنگالہ اپنی [illegible]
حاجی احمد کو حوالہ کیا اور ملک دہلی سے بلا کر مدار المہام بنایا اور آپ عیش و طرب مین [illegible]

مشغول ہوا معاملات ریاست سے ہمہ تن غافل تھا اوس وقت سے آمدنی بنگالہ و بہار و اوڑیسہ کی کبھی
دو کروڑ اور کبھی تین کروڑ سالیانہ مصارف ملک کے بعد ارسال خزانہ سلطانی شاہجہان آباد ہوتی تھی اور
دوسرا کوکہ الہ وردی نام معروف مرزا بندی اپنی لڑکیون کی وجہ قربت خدمت سرفراز خان مین مالک
کاروبار تھا اور پہلے بنیابت شجاع الدولہ مین صوبہ بہار پر مقرر نواب اسحاق خان کی معرفت راہ ورسم
جداگانہ اہالیان سلطنت سے پیدا کی تھی جسوقت سرفراز خان نے نارضامند ہو کر حاجی احمد کو نیابت
بنگالہ سے معزول کرنا چاہا الہ وردی نے بمقتضای برادری وحمایت حاجی احمد تصفیہ چاہا مگر صورت صلاح
مزاج سرفراز خان پیدا نہوئی آخر کار الہ وردی نے شاہجہان آباد مین ڈیڑھ کروڑ روپیہ اضافہ و نذرانہ
دیکر سند صوبہ داری بنگالہ و بہار بارگاہ سلطانی سے اپنے نام منگا کر سرفراز خان کا فوج کشی کر کے ساتھ
کام تمام کیا ہمگی مدت ریاست اس شخص کی چودہ مہینے شمار مین آئی آخر بنگالہ مین آکر الہ وردی سند
صوبہ پر متمکن ہوا استمالت خلق خدا و غور رسی رعایا مین جانفشانی کی اور وابستگان سرفراز خان کو
جو باقی تھے اونکے پرداخت و پرورش پر نظر رہی ستارہ تقدیر عروج پر تھا تھوڑے زمانہ مین
منصب ہفت ہزاری و علم و نوبت و ماہی مراتب و خطاب الہ وردی خان مہابت جنگ حاصل کیا
اور صوبہ بنگالہ پر بذات خود متصرف ہو کر سند صوبہ بہار اپنے داماد زین الدین احمد خان اور
سند فوجداری سلہٹ و چاٹگام شہامت جنگ خطاب سمیت نوازش محمد خان دوسرے داماد کے
نام زیب قلم فرمائی منصب و خطاب صولت جنگ سید احمد خان نام اپنے برادرزادہ کو عنایت کیا
اور سند ڈھاکہ خطاب سراج الدولہ سمیت اپنے نور چراغ یعنے پوتے کو کہ فرزند زینیا تھا مرحمت
کی تھی اور فرط محبت بھی اس نور عین پر رکھتے تھے اور سند رسالہ ہزار سوار تعیناتی منصب و خطاب
نائب جنگ ساتھ عطاء اللہ خان داماد حاجی احمد کو پیشگاہ سلطنت سے حاصل کر دی اور بقوت استقلال
جابجا رسالی نوکرین کو روانہ کیا اور تسخیر صوبہ اوڑیسہ کے واسطے کہ قبضہ مرشد قلیخان ثانی داماد
شجاع الدولہ مین تھا عزم کیا مرشد قلیخان بجہت مقابلہ الہ وردی خان طالب کمک و حمایت ہو کر اوڑیسہ
سے دکن مین نواب آصف جاہ کے پاس راہی ہوا یہان الہ وردی خان سے اوڑیسہ مین مداخلت
کی اور نائب اپنا چھوڑ کر بنگالہ کی طرف عنان عزیمت اوٹھائی اور مرشد قلیخان جو آصف جاہ کے پاس
پہونچکر خواستگار حمایت ہوا آصف جاہ نے معاملات اپنا آنا مناسب نہ دیکھا وابستگان بادشاہی سے

خلاف ہونا زیبا نہین مرہٹہ اسے ناگپور کی طرف اشارہ کیا مرشد قلیخان اس ذریعہ سے جا بعد مرہٹہ ناگپور کو
ششش آنو آمدنی بنگالہ سے دینا قبول کیا اور اپنا ممد و معاون بنایا قصہ کوتاہ اس قوت سے الہوردیخان
مہابت جنگ پر زور ڈالا فوج مرہٹہ بہ افسری بھاسکر پنڈت پچیس ہزار سوار لیکر بردوان و بنگالہ مین پہونچی
اور تازہ رنگ تاخت و تاراجگری جمایا دس برسون تک یہ قیامت مخالفت برپا رہی اور نواب صفدر جنگ
انہین دنون مین صوبہ اودہ سے حکم سلطانی کے موافق لکہیون مین بنگالہ ہوکر آئے تھے الہوردیخان کو
[illegible]ان اور رشتہ دارون پٹھانون کی رعایا پر جو ہمراہ صفدر جنگ آئی تھی پسند نہ آئین لہذا صفدر جنگ کو
اپنے ملکیون سے نکالا فقط اپنی سپاہ موجودہ و تعیناتی قدیم کی قوت سے مرہٹون کے ساتھہ سر بر رہا
خلاصہ جسوقت آمد فوج مرہٹہ سنتا تھا متوجہ مہم ہوتا تھا اور سرحدات دکن واڑیسہ تک پہونچتا تھا اور
تعاقب کرتا تھا کبھی مرہٹہ بنگالہ تک دست تعدی دراز کرتے تھے اور جو کچھہ دستیاب ہوتا تھا لیجاتے تھے
مگر شہر و ملک مین کچھہ امن و امان تھا القصہ مہابت جنگ بھی متوجہ درستی امور ریاست ہوتا تھا
بہرحال اونکے مقابلہ مین اوقات صرف کرتا تھا شرح اسکی مفصل حال بہونسلہ ناگپور مین بیان ہو
آخر صورت مصالحہ اس معاملہ کی میر حبیب و مصلح الدینخان کی معرفت وقوع مین آئی یعنی صوبہ کٹک اور
بارہ لاکھہ روپیہ سال نسبت مرہٹہ مقرر ہوئے القصہ مہابت جنگ نے اس عرصہ ریاست مین محفل
شادی سراج الدولہ بڑی کر و فر کے ساتھہ بصرف زر کثیر آراستہ کی اس جشن عروسی مین تمام آدمی
بنگالہ کے لورہ بندی مین شریک تھے اور ہر لورہ پچیس روپیہ سے کم نہ تھا اور خلعت گران بہا دو تین ہزار
جواہرات بیش قیمت تقسیم ہوئے آخر الہوردیخان مہابت جنگ نے ایام پیرانہ سالی مین سراج الدولہ کو
نیابت صوبہ بہار پر مقرر کیا اور راجہ جانکی رام کو کارپرداز اونکے گھر کا بنایا اور صولت جنگ نام نواسہ کو
صوبہ کٹک دیکر جعفر علیخان کو مختار اونکے گھر کا کیا اور سید محمد قاسم خان کو جو برادر زن مہابت جنگ تھا
فوجداری رنگپور عطا کی اور آخر دنون مین صولت جنگ کے نام فوجداری پورنیہ بھی اضافہ فرمائی
اور خادم حسین خان کو نائب پورنیہ بنا کر ولیعہدی اپنی سراج الدولہ کے نام قرار دی غرض عمر
مہابت جنگ ستر برس کے قریب پہونچی تھی اور مصالحہ مرہٹہ سے بھی فارغ اس عرصہ مین اکثر امیر
نامی سرداران بنگالہ نے قضا کی اور صولت جنگ اور مہابت جنگ بھی ناموافقت آب و ہواے اوس
ملک کے دریای فنا مین غوطہ زن ہوئے راے رایانی میر عالم چند کے نام زد ہوئی اور پیشکاری امید رام

قرار پائی اور جانکی رام نے بھی مع جان اپنی رام کے حوالے کی دولہ رام پسر جانکی رام کی نیابت سراج الدولہ پائی اسکے بعد شدت عارضہ نے مہابت جنگ کو بستر بیماری پر ڈالا ۱۱۶۸ھ ہجری اور کسی روایت سے ۱۱۶۹ھ ہجری مین صحت کلی حاصل ہوئی یعنی قضا کی صوبہ بنگالہ و ریاست سراج الدولہ کے نام مستقل ہوئی اور میر جعفر علیخان نیابت سے معزول ہوکر عہدۂ بخشیگری صوبہ جات پر مامور ہوئے ۔

ذکر ریاست سراج الدولہ و دشمنی اونکی سرداران انگریز کے ساتھ اور مداخلت اس فرقہ دانش خیر کی بعد لڑائی کے اور ساتھ حکومت کے پہونچنا میر جعفر علیخان کا اور کشتہ ہونا سراج الدولہ کا

بعد انتقال صولت جنگ فوجداری پورنیہ شوکت جنگ پسر صولت جنگ کے نام مقرر ہوئی سراج الدولہ مسخرہ دوست ستم شعار تھا اور شراب خوار پہلے سے صولت جنگ کے ساتھ حسد و پرخاش رکھتا تھا چونکہ اب مطلق العنان ہوا اکثر امرای بنگالہ اسکے ہاتھون قتل ہوئے میر جعفر علیخان کو بخشیگری سے معزول کیا اور شوکت جنگ سے پرخاش شروع کی اور انتزاع فوجداری پورنیہ پر کمر باندھی آدمی اپنے روانہ کیے کہ علاقہ شوکت جنگ کو تاراج اور کہر راج بلبھ دیوان ندر محمد خان کو غارت کرین کشن بلبھ نام نائب شوکت جنگ نے فوج سراج الدولہ سے مقابلہ بدتر سمجھکر بحیلہ درشن جگناتھ و گنگا ساگر راہ کلکتہ لی اور تاجران انگریزی کے پناہ مین وہان پر قیام کیا سراج الدولہ نے فرقہ انگریز سے [illegible] حاکمانہ پر قلم اوٹھایا یہ فرقہ غریب الوطن تھا اور گمان خلاف روسای بنگالہ سے متمکن خاطر نہ تھا کسواسطے کہ موافق حکم سلطانی عہد جہانگیر بادشاہ سے مقیم تھے بعد اسکے بحکم شاہجہان ۱۶۴۲ عیسوی مین فرمان بادشاہی اور فرمان شاہزادہ عظیم الشان کہ صوبہ دار بنگالہ تھا پاکر اجازت تعمیر کلکتہ لی تھی چنانچہ بڑی بڑی کوٹھیان بناکر قیام پذیر ہوئے اور یہ کوٹھیان سوداگرون کی مشہور تھین بلکہ ڈھاکہ و تنبور و ہوگلی و مالدہ و راج محل و پٹنہ وغیرہ تمام ضلعون مین کوٹھیان تعمیر تھین اور شاہ انگلستان سے بھی اجازت یافتہ تھی مگر کلکتہ سے اس طرف کبھی قدم باہر نہین رکھا تجارتی مال تاجر اور بیوپاریون کی معرفت بھیجتے تھے اور جو کچھ مال خزانہ اور ولایت سے آتا تھا اپنے کوٹھیون مین نگاہ رکھتے تھے غرض قومین فرقہ نصارا سے نواح کلکتہ مین مسکن پذیر تھین چنانچہ قوم ولندیز ہوگلی و چنچڑہ مین اور قوم

فرانسیس وفرانس دانگمه اور قاسمابازار مین تھے جب بعد اورنگ زیب ضعف سلطنت ہند نے زور پکڑا
حوصله اونکا زیاده ہوا عہد فرخ سیر مین معافی محصول کے واسطے مسٹر ملٹن نے بارگاہ سلطنت مین
جاکر درخواست دی دو برسون تک جواب حاصل نہوا جسوقت آمد گورنر مدراس نے شہرت پائی
اوسوقت اس شرط سے کہ راہ حجاج و اعراب بند نہو فرمان عدم مراجعت محصول جاری ہوا اوس
زمانے سے کام اس فرقه کا بدستور جاری تھا اور عہد الہ وردی خان تک جاری رہا اب انکو ضعیف کرنے
فرانسیس اور لوٹنے جہازات سے بندر پھولچری کی قوت تازہ حاصل ہوئی اور اولاد آصف جاہ نے مقابلہ فرانسیس
کے واسطے انکو نوکر رکھا محمد قلیخان ارکاٹ والہ نے دینا تنخواہ سپاہ انگریزی کا قبول کیا دکن مین سپاه
انکی قدرے قلیل جمع ہوئی تھی لیکن کلکته مین نه تھی اب جوکشن بتیبه نے کلکته مین جاکر پناه لی اور اونھون
نے مضمون سفارش آمیز بخدمت سراج الدوله مین لکھے وہان سے جواب با قبول آیا کہ ہم تمھاری قوم کو
کلکته مین رہنے ندینگے ناچار انگریزون نے جواب مراسلات سراج الدوله مین تامل کیا اور بجهه
بیقصوری کشن بتیبه کی باب مین زبان قلم کو تکلیف دی سراج الدوله نے چراغ پا ہوکر اوسکو پذیره
کیا اور اسی عزم پر کمر مستحکم باندھی کہ کلکته پر برق تاخت کی ڈالی اور انگریزے میدان جنگ گرم کری
اور دست وگریبان ہوا آخر تاجران انگریز نے اسی عزم سے مطلع ہوکر باہم مشوره کیا مسٹر واچھه نام ہمقوم کو
کوٹھی مین چھوڑا اور مسٹر ورنگ گورنر کلکته نے یه خیال کیا کہ بدون فوج انگریزی چاره نہین اور فصیل قلعه
بھی اب تک تیار نہوئی تھی لاعلاج مسٹر ورنگ براه جہاز جانب مندراج روانه ہوا وہان فوج انگریزی
بسبب پھولچری و مندراج مین جنگ فرانسیس کے واسطے آکر لعبد فتح مقیم تھے اوسکو اپنی جانب رجوع
کیا القصه بعد روانگی مسٹر ورنگ سراج الدوله فوج لیکر ۲۰ جون ۱۷۵۶ عیسوی کو کلکته مین مسٹر
واچھه اور انگریزی کوٹھیون پر اقوام نصاره کے تاخت لاکر انگریزی اور ارمنی تاجرونکو غارت کیا اور
کلکته کو تاراج چنانچه بہت سامال برباد ہوا اور ایکسو چھیالیس آدمی قوم انگریز سے گرفتار کیے اور ایک
مختصر تنگ و تاریک مین که طول اوسکا چھه گز اور عرض ساڑھے چار گز سے زیاده وسعت مین نه تھا
قید شدید کو ساتھه بند کیا اور باقی حول صاحب وغیره دست بسته حاضر ہوئے اسوقت ہمراه سراج الدوله
پچاس ہزار آدمی مسلح موجود تھے اور انگریزون کی طرف ہندوستانی نوکرون سمیت دوسو کی جمعیت تھی
چنانچه سراج الدوله نے چھاونی انگریزی کو جو قلعه سے چالیس گز کے فاصلے پر تھی اور کاہی بنگلے

انگریزون کے ہنود و اوسبکو جلا دیا اور اکثر طعمہ نہنگ شمشیر ہوے اور اکثر مجروح آخر چلے قلعہ مین پہونچکر
دو روز تک آتش جنگ مشتعل رہی لیکن کچھہ کام نہ نکلا ناچار انگریزون نے بیبیون کو کشتی پہ بٹھا کر
ڈیڑہ کوس کلکتہ سے آگے جاکر لنگر ڈالے اور یہان سراج الدولہ اور دیوان نانک چند نے اون قیدیونکو
جو گرفتار مصیبت تھے انکو اوس تنگ مکان مین بند کیا اور آب و دانہ سے محروم رکھا ناچار عالم گرسنگی
مین مرنا شروع کیا اور بآرزوی تمام مشتاق و متمنی اس بات کے تھے بلکہ درخواست کرتے تھے کہ ہمین
جلد تر قید حیات سے نجات دو اور بے تکلف قتل کر ڈالو تا عذاب سخت سے رہائی پائین آخرکار اوس ضیق
و کشمکش مین صبح تک ایک سو چھیالیس آدمی جو قید تھے تیئیس آدمی زندہ نکلے باقی جان سے گذرے چنانچہ
اوس مکان کا نام بلیک ہول قرار دیا اور کلکتہ کا علی نگر نام رکھا باقی پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ انگریزی
سے ہاتھہ آیا القصہ نانک چند دیوان کو نائب چھوڑ کر سراج الدولہ نے قدم براہ مراجعت بجانب بنگالہ
رکھا اہل قلعہ نے ساڑھے چار لاکھہ روپیہ اور اسباب فرنسیسی ساتھہ تین لاکھہ روپیہ دیکر نجات پائی بالجملہ
جب بنگالہ مین آیا شوکت جنگ کو پیام دیا کہ پورنیہ سے دست بردار ہو کر اور جاگیر دوسرے مقام کی لے
بہرحال تیری جان زار پر حیف آتا ہے نہین تو کیا نکرتا شوکت جنگ کم عمر ناتجربہ کار بحتاج خلقی اور کم عقلی
مین سراج الدولہ سے بڑھا ہوا اپنے باپ کے نوکرون کے ساتھہ نزاع شروع کی اور اپنی ہمت
مین لاف زنی آغاز کی کہ بنگالہ اور اودہ کو فتح کر کے تخت دہلی سے بادشاہ کو اوٹھا کر کابل و قندھار
مین سکہ حکومت بٹھاتا ہون اس خام خیالی مین دارالسلطنت شاہجہان آباد مین عرضداشت اور
خطوط نواب ضیاء الدولہ اور سعد الدینخان و عماد الملک وغیرہ کارپردازان سلطنت کے نام روانہ کیے
اور راہ و رسم پیدا کی اور درپردہ سند صوبہ بنگالہ کے واسطے کروڑ روپیہ پیشکش دینا اس شرط پہ
قبول کیا کہ چراغ حکومت سراج الدولہ کشتہ کیا جاے اور نواب عالیجاہ آب خطاب بارگاہ سلطنت سے
طلب کیا بلکہ اپنے ارکان دولت کو تاکید تھی کہ اسی القاب سے تلفظ اور عرائض مین یاد کیا کرین چنانچہ
جواب بنام سراج الدولہ کمال غرور اور افروختگی سے زیب قلم کیا کہ مین منتظر اور پا در رکاب بیٹھا ہون
کہ آپ کب آتے ہین اور ہوس شمشیر زنی خاک مین ملاتے ہین خلاصہ اوسطرف سے سراج الدولہ
جام بادہ شباب سے مخمور اور ادھر سے شوکت جنگ سرشار شراب جہالت قدم زن ہوے لیکن میدان
ساری و نواب گنج مین پہونچکر ہنگامہ حرب و ضرب گرم کیا شوکت جنگ فیل سوار تیر و کمان کے ساتھہ

دادمردانگی دی آخر اجل سپاہ تھا گولی تفنگ تقابل کا نشانہ ہوا فیلبان اونکی لاش کو عرصہ وغا سے
ہاتھون ہاتھ لیگیا فتح نصیب سراج الدولہ ہوئی اور نوّے لاکھ روپیہ سر دست ہاتھ آیا اب اور بھی
نشہ شراب نخوت سراج الدولہ چھکا تین مہینے سے زیادہ زمانہ نگذرا تھا کہ اس عرصے مین مسٹر ڈریک
مندرج سے سپاہ انگریزی ایکہزار تین سو پچاس نفر بہ سرداری اڈمرل واٹسن اور کرنیل کلیف
اور آٹھ سو تلنگہ ہندوستانی لیکر پہونچا اور درمیان آب گنگ کہ سپاہ بھاگیرتی کے پاس جہاز سے اوتری
نہ تھی کہ وکیل اپنا سراج الدولہ کے قریب روانہ کیا اور طالب امان عفو ہوا یہان سراج الدولہ نے
باوجود فہمائش ہوا خواہان عذر اوسکا قبول نکیا عزم محاربہ سے باز نہ آیا جب کرنیل کلیف دو تین پلٹن لیکر
جہاز سے اوترا پہلے نانک چند نے توپخانہ گرم کیا وہ ٹھنڈے ٹھنڈے کلکتہ سے بنگالہ مین بھاگ کر پہونچا
سراج الدولہ یہ اخبار سنکر مع سپاہ موجودہ کلکتہ مین پہونچا اوسوقت پھر وکیل بکر انگریزونکی
طرف سے آیا اور زر نقد دینا قبول کیا مگر سراج الدولہ شکار شہباز جہالت تھا جو دماغ مین چڑھی تھی
وہ چھٹی رہی ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۰ ہجری مطابق دسمبر سنہ ۱۷۵۶ عیسوی کو کہ فقط ڈھائی مہینے فتح پورنیہ
سے گذرے تھے لشکر انگریزی نے سراج الدولہ پر شبخون مارا اتفاقاً اوسدن کثرت شبنم حد سے
زیادہ تھی کہ آدمی قریب کا نظرون سے دور تھا سخت مقابلہ ہوا دوست محمد خان وغیرہ ہمراہیان سراج الدولہ
اس معرکہ مین کام آئے اور گولی تفنگ حریف ہودج فیل سواری نانک چند مین پہونچی یہ توتیر کے
مانند بھاگ کر بنگالہ مین پہونچا فقط پانچ سو آدمی چھوڑ گیا تھا اور سراج الدولہ کہ چراغ عقل کشتہ تھا
اپنے خسر محمد ایرج خان نام کی صلاح سے قدم قرار راہ فرار پر رکھا آخر پس پا ہو کر بعد خرابی بصد پیام مصالحہ
دیا اور دو کرور روپیہ نقد عوض اون کوٹھیون کے جو کلکتہ مین غارت گئی تھین مسٹر واچھہ کی معرفت
دینا اقبال کیا بہر حال لینے کے دینے پڑے کچھہ زر نقد پہونچا کر بقیہ زر کی عوض بشرط مصالحہ چوبیس
پرگنہ کلکتہ کے پاس بطریق رہن انگریزون کو سپرد کیے اور ایک کرور روپیہ کا وعدہ آئندہ پر کیا اور
میر جعفر خان جو پیشتر پہونچکر کلکتہ مین مقیم تھا اوسکو وکیل اپنا بنایا وجہ یہ تھی کہ اسنے ولایتی بیبیون کو
ننگ و ناموس سمیت جہاز پر سوار کرکے بھیجا یا تھا جان و مال پر پانی پھرنے نہیں پایا لہذا دوستی کا انگریزونکے
ساتھہ دم بھرتا تھا خلاصہ بخوبی صورت مصالحہ ظہور مین آئی ناچار سراج الدولہ نے بنگالہ مین آکر میر
جعفر علیخان اور دولبرام وغیرہ سے کینہ جوئی شروع کی اور جگت سیٹھہ کو کہ مرد معقول تھا اور مضحکہ کے ساتھہ ۶۰

رنج دینا بہتر نہ سمجھا اور ملازمان عہد مہابت جنگ کو جو معزز و نامور تھے اونسی ہرزہ گوئی کے ساتھہ پیش آیا
اور سر رعایا سی ساتھہ دامن التفات اوٹھایا اور افسران فوج کو تیغ زبان کے جوہر دکھائے اور موسیو لا
نام فرانسیسی کو جو مفرور و مقہور انگریزی دکن سی آکر وارد بنگالہ تھا نوکر رکھکر فوج فرانسیسی کو ملازم کیا
یہ بات منظور نظر تھی کہ فرانسیس سی موافقت پیدا کرے کرنیل کلیف صاحب نے سراج الدولہ کو لکھا
کہ فرانسیسیون کو جو دشمن ہمارے ہین اونکو اپنی شرط کے موافق جو شرط باب مصالحہ ہے نوکر نہ رکھو
پہلی ہمارے پاس فوج نہ تھی جو کچھہ ہونا تھا وہ ظہور مین آیا اب سامان حرب و ضرب اسقدر موجود و مہیا ہے
کہ وقت محاربہ آتش میدان کارزار آب گنگ سی فرو ہونا دشوار اس تحریر و مضمون گرم سی آتش نخوت
سراج الدولہ سرد نہوئی یعنی اصلا التفات نکی سر لاس کو بہار و عظیم آباد کی طرف روانہ کیا اور میر جعفر خان
کو بھی کہ بنگالہ مین کلکتہ سی آئے تھے رنجیدہ خاطر کیا اور اوس کشمکش مین ارباب توپخانہ نے بھی واسطے
تنخواہ کی سراج الدولہ نے یہ امر میر جعفر خان پر حوالہ کیا ارباب توپخانہ نے اوسکے گھر کو محاصرہ کیا
آخر خان مذکور نے بی بی حسینی نام دختر مہابت جنگ کو کہ صاحب سرمایہ تھی متفق کرکے کچھہ روپیہ
بطریق قرض لیا اور دولہ رام کی معرفت خدا خدا کرکے پہونچایا ادھر سپاہ نو نگہداشت نوشت و خواند
انگریزون سی جاری اور جگت سیٹھہ کو اپنی طرف کھینچا اور امرائی بنگالہ سراج الدولہ سی منحرف ہوکر
اونکو ہموار کیا آخر ان سبھون نے ملکر ایک محضر مشتمل شعاری سراج الدولہ کے باب مین لکھکر دستخط کرکے
سو یہ انگریزون کو جگت سیٹھہ کی معرفت دینا منظور کیا چنانچہ وہ محضر میر جعفر خان کی ذریعہ کلکتہ مین
بھیجا گیا اور متواتر طالب سپاہ انگریزی ہوئے اس فکر مین تھے کہ چراغ ریاست سراج الدولہ
کشتہ کرین المختصر ابھی تک ایک کرور تیس لاکھہ روپیہ منجملہ زر مشروطہ اول جانب سراج الدولہ
باقی تھا کرنیل کلیف صاحب لشکر سمیت اوسکے اخذ کرنے کے واسطے کلکتہ سی مرشدآباد مین آئے
یہ پہلا مرتبہ ہے کہ سپاہ انگریزی نے قدم کلکتہ سی باہر رکھا تھا خلاصہ مرشدآباد مین آئے اور
سراج الدولہ دار الامارۃ سی نکلکر لشکر انگریزی کے قریب پہونچا اور جو باتین خلاف گفت و شنود تھین
وہ کھلا بھیجین اور صورت ادائی زر تقاضا بھی بدست پیدا نہوئی آخرکار سراج الدولہ نے
میر مدن بخشی کو سپاہ موجودہ سمیت مقابلہ انگریز کے واسطے روانہ کیا اور مقام پلاسی مین نقشہ
صف آرائی جما مین معرکہ مین میر مدن بخشی تاب آتشباری توپخانہ انگریزی نہ لایا خستہ ہستی ...

خاک سیاہ ہوا سراج الدولہ پریشان عالم ہراس مین میر جعفر خان اور محمد ایرچ خان کے پاس کہ پہلے جدا ہو کر در پردہ انگریزون سے ملے تھے اور یہ وعدہ تھا کہ جسوقت لشکر تمہارا آئیگا ہم شریک ہین آکر دستار سر قدمون پر رکھی اور الفاظ عذر ندامت آمیز اور مضمون خجالت انگیز زبان پر لایا اور موہن لال دیوان کو جو پیشتر مقابلہ فوج انگریزی کے واسطے بھیجا تھا اوسکو پھر بلا لیا اور مصالحہ اعتماد و عقل پر میر جعفر خان کے چھوڑا انھون نے ہمہ تن اغماض کیا اور اس محاربہ مین افسرون نے فوج سمیت ہزیمت و شکست پائی تھی میدان سے بھاگی اور ہر ایک نے اس دریای زد و خورد سے کنارہ کیا ہرچند سراج الدولہ نے دروازہ خزانہ بے تکلف وا کیا کہ اسوقت کوئی معین اور مددگار نہو مگر کسینے التفات نکی اور کوئی دوست نظر نہ آیا آخر مجبور ہو کر بنگالہ مین پہونچا اور چند صندوقچہ جواہر گران بہا کئی کروڑ روپیہ کا مال اور اشرفی سے معمور لیکر اپنی محبوبہ لطیف النسا نام کو سواری رتھہ زنانہ مین بٹھا کر جملہ مال و اسباب ہاتھیون پر رکھہ اپنے دولتخانہ سے پوشیدہ قدم باہر رکھا اور بسواری کشتی بادرفتار آبرو کے ساتھہ عظیم آباد کی طرف راہی ہوا کہ موسرلاس فرانسیس کو سپاہ سمیت مقابلہ انگریز کے واسطے آمادہ کرے اتفاقاً موسرلاس حال یہان کا پیشتر سنکر عظیم آباد سی براہ خشکی روانہ ہو چکا تھا معلوم نہ تھا کہ سراج الدولہ بنگالہ سی براہ دریا کشتی پر سوار آتا ہی غرض ان دونون مین وہ تفرقہ ہوا کہ باہم ملاقات نہوئی جب موسرلاس یہان پہونچا سپاہ انگریزی نے اونکے ہمراہیون کو ہزیمت نصیب کیا غرض اس لوٹ مین اشرفیان دو کروڑ روپیہ کی خزانہ بنگالہ سی ہاتھہ آئین ہر ایک سے علے قدر مراتب مالامال ہوا غرض اسوقت مین جو میر جعفر خان نے مرشدآباد کو خالی پایا مسند حکومت پر اس نظر سی کہ بخواہر علاتی مہابت جنگ اسکی ساتھہ منسوب تھی اس استحقاق سی حسب اجازت انگریز بیٹھہ گیا اور دولہ رام کو دیوان بنایا اور میر محمد قاسم خان کو تعاقب سراج الدولہ پر مامور کیا وہ عظیم آباد کی طرف روانہ ہوئے فوج انگریزی نوکر رکھہ کر بیس لاکھہ روپیہ سے زیادہ سالیانہ مقرر کیا اور کلکتہ سی چوبیس ۲۴ پرگنون سمیت ہاتھہ اوٹھایا اور عہدنامہ موافقت قلمبند کیا اور خطاب حسام الدولہ شجاع الملک مہابت جنگ اپنی مہرمین کھدوا کر اپنے بیٹے صادق علیخان عرف میرن نام کو شہامت جنگ اور اپنے بھائی کاظم علیخان کو ہیبت جنگ خطاب دیا یہ صادق علیخان بطن سی اوسی عفیفہ کے تھا القصہ بعد اسکے عہد حشمت حضرت عالمگیر ثانی

اور عماد الملک وزیر کے حضور مین ارسال کی اور کیفیت بیان کی مشرح لکھکر سند صوبہ بنگالہ
وبہار اپنے نام طلب کی اب سراج الدولہ ادبار نصیب کشتی سوار متصل راج محل پہونچا تلاش طعام
کے واسطے کشتی سے اوترکر خون جگر کھاتا ہوا تکیہ دانا شاہ درویش تک قضا کے ساتھ پہونچا اتفاقاً
اس درویش بداندیش کی داڑھی و مونچھ ایام حکومت مین سراج الدولہ نے مونڈا کر شہر سے خارج
کیا تھا اوسنے بچشم عداوت دیکھکر پہچانا اور چاپلوسی کے ساتھ اپنے تکیہ مین اوس مسند نشین کو بٹھایا
کہ حیلہ سے اب اسباب طعام حاضر کرتا ہون جاکر آغا نظام حاکم راج محل کو بر محل اطلاع دی وہ آغا
مذکور میر محمد قاسم علیخان کو کہ اوسکے تعاقب مین سر دست پہونچا تھا ساتھ لیکر بصورت قضا نازل ہوا
اور سراج الدولہ کو اوس عورت اور لڑکی اور اسباب وجواہرات اور اشرفی اور طلائی آلات
سمیت کہ مالیت کرورون روپیہ کی تھی گرفتار کیا اور بلا کد وکاوش بغیرتی کے ساتھ مرشدآباد
مین لایا وہ ثروت اور عظمت کچھ گرفتاری کی وجہ کام نہ آئی قصہ مختصر محمد بیگ نام رفیق صادق علیخان
نے اوسکو قید ہستی سے آزاد کیا اور سر کاٹ کر دروازہ پر آویزان نعش کو بعد تشہیر دریا مین پھکوادی
معاذ اللہ مقام عبرت ہے سراج الدولہ اپنے قتل کے وقت کہتا تھا کہ جو مینے حسین علیخان کو
بیگناہ قتل کیا تھا یہ اوسکا انتقام ہے خلاصہ جب نعش اوسکی ہاتھی کے پاؤن مین باندھکر راہ تشہیر
روانہ ہوئی عالم بے اختیاری مین وہ ہاتھی اوسی مقام پر پہونچکر کھڑا ہوا جہان حسین علیخان کو قتل
کیا تھا یہ حسین علیخان نائب ڈھاکہ تھا تعمیرات سراج الدولہ سے ایک عمارت عالی امام باڑہ مرشدآباد
مین مشہور ہے کہ لاکھ روپیہ اوسکے صرف سالیانہ کے واسطے سرکار نظامت سے حسب احکام
انگریزی مقرر تھے اور موہن لال دیوان اوسکا گرفتار ہوکر حوالہ دولہ رام ہوا اور مرزا مہدی نام
برادر سراج الدولہ کو بھی شکنجہ عذاب مین مبتلا کرکے زہر دیا گیا —

ذکر ریاست میر جعفر علیخان اور اونکے بیٹے صادق علیخان کا اور خلاف کرنا اونکا سردارون انگریز کے ساتھ اور پاداش مین پہونچنا عوض اوسکی

اوس زمانے مین طوائف الملوکی تمام ملک بنگالہ مین نازل تھی بہتون کو داعیہ خروج بہم پہونچا
چنانچہ حاضر علیخان نام نبیرہ غلام صولت جنگ مرحوم اور اجل سنگہ کاتب ستابرے نے بعض تعلقو

باہم ملا کر پورنیہ مین خروج کیا اور رام نراین نے عظیم آباد مین جعفر علیخان کے ساتھہ عزم مخالفت
کیا اور طرح عداوت ڈالی وجہ اوسکی یہ تھی کہ میر جعفر علیخان بھی ایک ملازمان سراج الدولہ سے
تھا اس نظر سے حکومت و اطاعت اوسکی گوارا نہ تھی آخر کار میر جعفر علیخان نے صوبہ پورنیہ کو جہت
رفع فساد اہل خروج خادم حسین خان پسر خادم علیخان کو کہ یہ اوسکو ماموں کہتا تھا اور مرد باثروت
و صاحب اقتدار تھا حوالہ کیا ادہر رام نراین کے تدارک کے واسطے جانب عظیم آباد عازم ہوا اور
خادم حسین خان نے حاضر علیخان کے مقابلہ مین ہزیمت دی اور پورنیہ مین انتظام کیا اور رام نراین
نے جب آمد میر جعفر علیخان سنی انگریزون سے بذریعہ خط کتابت آمیزش شروع کی اور بواسطہ دیوان و
منشی میر مذکور سندین حسب دلخواہ مہری میر جعفر علیخان سے لکہوائین چنانچہ یہ جعفر علیخان حرف شناس
کم علم تھا کار پرداز منشیون لیکر جو چاہتے تھے مضمون اپنا جماتے تھے خلاصہ وہ سندین رام نراین
کے پاس پہونچین اوسنے سرداران انگریز کے ملاحظہ مین گذرانکر بےقصوری اپنی اور جرم میر جعفر علیخان
حد اثبات کو پہونچایا اور ارباب انگلشیہ کو پایہ حمایت مین لیکر عظیم آباد مین بلایا وقت سوال انگریزی کوئی
جواب معقول میر جعفر علیخان کو نہ آیا سوا ے تساہل اور موافق رام نراین کے ساتھہ اور جانا عظیم آباد کا
دوسری تدبیر معقول عقل مین نہ آئی آخر چند روز میر مذکور عظیم آباد مین قیام پذیر ہوکر رنگ جشن ہولی مین
مصروف ہوا اور رام نراین کو بدستور بحال چھوڑکر مرشد آباد مین آیا اونہین دنون راوشتاب راے
کایتھہ کہ پہلے دہلی مین پیشیات نویس خانہ آغا سلیمان نام غلام کرجی پہلے سے ملازمان سرکار خانہ دوران خان
صمصام الدولہ مین رہا تہ قلیل پر نوکر ہوا صاحب دانش تھا بنظر تقدم بالحفظ احوال سلطنت دہلی
خراب دیکھکر دیوانی عظیم آباد و قلعداری رہتاس و وارد نگی جاگیر صمصام الدولہ کہ بہار و بنگالہ مین تھی
حاصل کی اور شاہجہان آباد سے عظیم آباد مین آیا اور رام نراین سے سلسلہ محبت مضبوط کیا اور میر جعفر علیخان
سے ملاقات کی اور انگریزون سے توسل بہم پہونچاکر سند اپنی متعلقہ علاقون کی مہری و دستخطی کرنیل
کلیف بہادر سفارش نامہ سمیت رام نراین کے نام لیکر عظیم آباد مین آیا اور مقیم ہوا اور میر جعفر علیخان
بہار سے پھر کر جب بنگالہ مین آیا بساط عیش و عشرت بچہائی ناچ رنگ مین مشغول ہوا اور شراب مین پینا
شروع کین اور پھر اوسی کثرت نشہ مین شراب غرور نے کاسہ دماغ مین جوش مارا کہ انگریزون
سے صحبت بیخرش ہوئی اور بنیاد پرخاش ڈالی بسم اللہ ابجد نزاع انگریزی یہ تھی قوم ڈچ سے

سازو باعث آغاز کیا اور جہازی فوج اوس فرقہ کی نوکر رکھی چنانچہ انگریزون کو فریب اوسکا معلوم ہوا آخر
آتش غضب مشتعل ہوئی پہلے قوم ڈچ پر جاکر چنپدن نگر کو انتزاع کیا اور بعد ہزیمت ڈیگر سید جعفر علیخان کو لکھا کہ
دیکھو اب تمسے باتین خلاف عہد ظہور مین آتی ہین وہ بظاہر کلام عذر زبان پر لاتا تھا لیکن باطن مکدر طبیعت صاف
نتھی اور لڑکا اوسکا صادق علیخان زیادہ تر باپ سے عیاشی مین مصروف تین چار ہزار آدمی اوباش
وضع بدشعار شاہجہان آبادی رفیق تھے اور ملک پر یکقلم راجہ چینی لال کو اختیار دیا اور ہرکارون پر مدار
ریاست اپنا قرار دیا جہانگیر نگر راجہ راجبلبھ کو جو ملازم حسین علیخان تھا حوالہ کیا اور ضلع بردوان عوض تنخواہ
فوج سپاہ اور انگریز جو ملازم تھی سپرد و تفویض ہوا اور ہوگلی امیر بیگ کو تفویض کی اور پورنیہ
خادم حسین خان سے متعلق تھا خلاصہ یہ سب لوگ باپ اور بیٹے کی غفلت شعاری سے مطلق العنان
تھے گویا ہاتھی کی اوار چشمہ آمدنی مسدود ہوا اور تقسیم تنخواہ فوج مین خلل واقع آخرکار عبدالہادی خان
وغیرہ رسالدارون نے اوسکی گرفتاری کی فکر مین گھوڑے تدبیرون کے دوڑائے اور محضر تازہ درست
کیا کہ میر جعفر علیخان سوائے عشرۂ محرم گھر سے باہر نہ نکلتا تھا تجویز تھی کہ جسوقت امام باڑہ مین سراج الدولہ
کی آکے شبیہ کرین رفتہ رفتہ یہ خبر جعفر علیخان تک پہونچی اوسنے محرم سے پہلے عبدالہادی خان کو حکم
اخراج دیا اور زمیندارون سے اشارہ تھا کہ اونھون نے کام اوسکا تمام کیا اور اسیطرح گھسیٹی بیگم کو
کہ جن اوسکی تھی تمام عیال سراج الدولہ سمیت کمال ذلت کے ساتھ جہانگیر نگر مین پہونچایا اور میرن
نام اونکے فرزند کو کشتی مین بٹھاکر خواص اور خادمون سمیت دریا مین ڈبوا دیا اور عمارات خالی
کروالی غرض یہی صورت باعث نزاع ہوئی اور اوسی زمانے مین شاہزادہ عالی گوہر بھی تسخیر
عظیم آباد کے واسطے رام نراین سے برسر مقابلہ آئے تھے اوسوقت میر جعفر علیخان بحمایت وجتھا
رام نراین اپنی سپاہ انگریزی جو ملازم تھی باسکرو کی کرنیل کلٹل اور کپتان ناکس روانہ کی اور
اپنے فرزند کو ساتھ کیا چنانچہ صاعقہ آسمانی نے خرمن ہستی میرن جلاکر برباد کردیا خلاصہ جبتک کرنیل
کلیف بہادر متوجہ حمایت تھے کام جعفر علیخان کا خراب ہونے نہین پایا جب عہدہ گورنری شمس الدولہ
مسٹر ہول کو قرار پایا اوسوقت میر محمد قاسم علیخان داماد میر جعفر علیخان سے آزردہ ہوکر جانب کلکتہ روانہ
ہوگئے اور وہ محضر عبدالہادی خان نے جو ہاتھ لگئے تھے روبرو گورنر بہادر پیش کیا اور کیفیت
طلسم و غفلت جعفر علیخان اور حال نادہندی تنخواہ بیان کیا منظور تھا کہ زر پیشکش دیکر ریاست پر قبضہ کرین

غرض اس سوال جواب کی بنگالہ مین آکر علی ابراہیم خان رفیق کی معرفت بواسطہ تحریر تھوڑی بہت سپاہ نوکر رکھنا شروع کی اسی عرصے مین شمس الدولہ نے کلکتہ سے مرشد آباد مین آکر میر جعفر علیخان کو پیام دیا کہ اہل فوج اور رعیت ملک تمسے راضی نہین لہذا مناسب ہے کہ وجہ معقول اپنی فراغ و رجال قرار دیکر ایک جگہ عیش و راحت کے ساتھہ بسر کرو اور ریاست محمد قاسم علیخان کو تفویض ہو چونکہ اقبال مائل زوال تھا یہ امر بخوشی منظور کرنا دشوار تھا قبول نکیا سرداران انگریز کو زیادہ تر ناگوار ہوا قصہ کوتاہ شمس الدولہ بہادر نے محمد قاسم علیخان کو مسند حکمرانی بنگالہ پر بٹھا دیا اور جعفر علیخان کو پروانگی دی کہ جاگیر مرشد آباد مین سکونت اختیار کرے یا کلکتہ مین قیام پذیر ہو غرض عالم مجبوری مین جعفر علیخان نے قیام کلکتہ منظور کیا اور تمام اسباب امارت و جواہرات جو کئی پشتون کا اندوختہ تھا لیجا کر کلکتہ مین جو بازار چوک تازہ بنا تھا قیام کیا یہ عزل و نصب سنہ ۱۱۷۴ ہجری موافق سنہ ۱۷۶۰ عیسوی مین واقع ہوا —

ذکر ریاست و امارت میر محمد قاسم علیخان عالیجاہ کا بنگالہ و بہار مین اور مخالفت کرنا ساتھہ اہالیان کمپنی کی خاتمہ کار تک ۔۔

میر محمد قاسم علیخان مخاطب بعالیجاہ بن سید مرتضے خان ابن عم امتیاز خان متخلص خالص سادات طباطبائی و نبا بر سیر علی بوریا نشین و میر باقر سے ہے اس میر باقر خالص تخلص کا امتیاز خان خطاب تھا اور صوبہ گجرات پر مامور جسوقت مسند ریاست پر قدم رکھا عرضداشت بارگاہ حضرت شاہ عالم عالی گوہر مین جو رام نراین سے ہنگام شاہزادگی معرکہ آرا تھا اور اب حسب تجویز شاہ درانی بہار مین سریر سلطنت پر جلوہ آرا ارسال کی منصب ہفت ہزاری و خطاب امتیاز الدولہ نعیم الملک نصرت جنگ عالیجاہ اپنے واسطے اور خطاب مظفر الملک شمس الدولہ ناصر جنگ اپنے فرزند کے واسطے حاصل کیے اور اوسنہین دنونمین عہدہ وزارت بھی پایا تھا منصب ہفت ہزاری اور خطاب معزالدولہ صلابت جنگ اپنے چچا میر تراب خان نام کے لیے اور خطاب و رسالہ اپنے دوسرے چچا مسمی ابو علیخان کے واسطے زر پیشکش نذر دیکر دستیاب کیا اور منصبداران قدیم کو دلجوئیون کے ساتھہ نوکر رکھا اور حل و عقد و نیابت علی ابراہیم خان سے متعلق تھا اور دیوانی تنخواہات سپاہ ان کے نامزد ہوئی اور دفتر بخشی گری حافظ اسد خان کے زیر قلم اور داروغگی توپخانہ خواجہ گرگین ارمنی کی تفویض ہوئی اور تفنگچی

پیادہ ہی کر کمین خان کے حوالہ کیے اوسکو مقرب حضرت بنایا اور جواہرات اپنا زر مشروطہ کے عوض انگریزونکی
کی پاس سوای ضلع بردوان کے روانہ کیا اور بیس لاکھہ روپیہ نقد پہونچایا کہ اہل کونسل آپسمین تقسیم کرین
اور تنخواہ سپاہ عہد جعفر علیخان کیسیقدر اپنے پاس اور آمدنی ملک سے ادا کی اور کسیقدر زر نقد بیگٹ سیٹھ
سے بھی قرض لیکے تنخواہ مذکورین دیا اور انتظام مداخل مخارج نہایت خوبی کے ساتھہ درست کیا جو جمع
ملک ایک کرور چالیس اور دو لاکھہ اور تینتیس ہزار کی تھی اوسکو دو کرور چھپن لاکھہ چوبیس ہزار تک پہونچایا
اور جس حیلہ کے ساتھہ بنا زر نقد خلائق سے لیکر جمع کرنا شروع کیا اکثر صاحب ثروت اور دولتمندون کو
بے روزگار کیا علاوہ ارباب نشاط سے جو انعامات میر جعفر علیخان نے دیے تھے مسترد کیے اور گھر راجہ سیکہت سنگھ
ضبط کیا اور اوسکو اپنی طرف کھینچا اور اسد زمان خان پسر بدیع الزمان خان زمیندار بیربھوم وغیرہ اور
زمیندارون پر بھی فوج کشی کی اور کرکین خان کو مامور کیا اور میجر یاک انگلش اور خواجہ محمدی خان
بخشی کو معین کیا اور بخوبی گوشمالی متمردان ملک بروی کار آئی بعد اوسکے خواستگار ملازمت بادشاہ
ہوکر میجر کرنیک بہادر کی معرفت حاضر بارگاہ عرش اشتباہ مین ہوکر عظیم آباد کے پاس دولت قدمبوسی سے
مالامال اور سرفراز خلعت صوبہ حاصل کیا چونکہ نظم و نسق مداخل سلطانی صوبہ بہار سے متعلق تھا بذریعہ میجر مذکور
پیشکش دیکر سطے کیا اور بادشاہ کو جانب اوده رخصت کیا اور خانہ رام نراین علت محاسبہ مین ضبط رکھا
سات لاکھہ اوسکا امانتدارون سے بھی ہاتھہ آیا اسپر بھی رام نراین نظر بند تھا اور خانہ خزانچی تاراج
کیا اور مرلی وغیرہ اوسکے متوسلون کو گرفتار و قید کرکے زر کثیر لیا اور راجہ شتاب رای پر زور ڈالکر
شہر و قلعہ رہتاس و دیوانی عظیم آباد و محالات جاگیر صمصام الدولہ انتزاع کیے اور تازہ سند بادشاہی
اپنے نام طلب کی اور انفصال اوسکے معاملہ کا اجازت انگریز پر محول کیا آخرکار کونسل سے حکم ہوا کہ فقط
مرد منتظم ہے محاسبہ واجب ہین جو پرخاش کرتا ہے خلاف دستور نہین شتاب رای کو اگر اطاعت منظور ہو
تو رہے نہین اوسکے ملک سے خارج ہو چونکہ شتاب رای توسل انگریز پر ناز رکھتا تھا مجبور ہوکر ملک وزیر مین
قیام پذیر ہوا اور میر مہدی علیخان برادر عالیجاہ کو فوجداری ترہت قرار پائی چنانچہ میر مہدی علی خان
نے مسارام برادر رام نراین کو کہ آتش نزاع مشتعل کی تھی مار کر اوسکے علاقہ پر قابض ہوکر اپنا دخل کیا
اور محمد تقی خان نے فوجداری بیربھوم پائی غرض چند سال مین اسباب امارت و سامان مناعت و سرانجام
حرب و ضرب آراستہ کیا اور انتظام عملداری اس خوبی کے ساتھہ کیا کہ رخنہ سرکشون کا مسدود ہوا اور

اور زمیندار بھوج پور وغیرہ کے عمدہ عمدہ فرمان پذیر ہوئے اور راجہ بلونت کو نیابت عظیم آباد دیکر ایسا
رعب فوج اور رعیت پر ڈالا کہ بے حکم اوسکے ممکن نہ تھا کہ ایک ذرہ اپنی جگہ سے جنبش کرے حکم تھا کہ اسپ سوار
گھوڑے سے اوترکر سواری مین سلام کیا کرین القصہ تقی ہزاری وغیرہ محارسان قلعہ رہتاس کو جو سرکشی پر
آمادہ تھے قید کیا اور بشن سنگھ زمیندار شاہ آباد نے بنارس مین بھاگ کر پناہ لی شمرو فرنگی تین چار
پلٹین اور توپخانہ سمیت بکسر مین اور روشن علی سپاہ شعینہ سمیت بھوج پور مین مامور ہوئی اب
عالیجاہ کو شناخت ملک مکھہ مدنظر تھی جانب مونگیر روانہ ہوئے اور قلعہ مونگیر کو سر نو تعمیر و آراستہ کیا
اور بہت سا اسباب طلائی اور شیشہ آلات امام باڑہ سراج الدولہ سے منگاکر اوس مکانمین نصب کیا اور
تازہ رونق دیکر اوس جگہہ کو دار الاقرار اپنا قرار دیا اور بڑی شان و عظمت کے ساتھہ حکمرانی نصیب ہوئے
مکانات و عمارات عالی مین پردہ زربفت اور بادلہ کے آویزان کیے اور چلمنین موتیون کی کلابتون سے
بنائی ہوئین لگائین اور تمام ظروف وغیرہ سلفچی آفتابہ لگن شمعدان طلائی مرصع کار مہیا کیے اور استعداد
راہ و رسم انگریزون سے بڑھائی کہ گورنر جنرل بہادر ہمیشہ ملاقات کو تشریف لاتے تھے ایک مرتبہ گورنر
شمس الدولہ بہادر مرشد آباد مین رونق بخش ہوئے تھے ضیافت اونکی کمال مدارات و تعظیم و استقبال
لائق کے ساتھہ عمل مین آئی اور قواعد پلٹن گرگین خان دکھائی چنانچہ شمس الدولہ بہادر نے بعد ملاحظہ
قواعد ارشاد فرمایا کہ فوج تمھاری خوب آراستہ ہے تماشائی اہل ہندوستان کے واسطے لائق ستایش
لیکن زنہار ہوشیاری کے ساتھہ اعتماد پر اس سپاہ کی جماعہ انگریز بہادر سے خیال مخالفت اور حوصلہ منازعت
نکرنا کہ ناحق نام ہندوستان ضائع ہو اور رابطہ اخلاص و اتحاد جو سینہ درمیان تمھارے اور سرکار کمپنی
کے مربوط و منسلک کر دیا ہے شکستہ نہونے پاوے خدانخواستہ اگر ارادہ جنگ انگریز کے ساتھہ منظور نظر عالی ہو تو
تو زر نقد اور زبان اور تحریر اور تقریر سے مضائقہ نہین خلاصہ یہ کہ جو رشتہ ہوا ہو لائق آئندہ کوشش قبول کیجے
القصہ اب بنیاد حکومت میر قاسم علیخان اسقدر مستحکم و مضبوط ہوئی کہ اصلا کسیکو یارای مخالفت اور قوت
منازعت باقی نہ تھی مگر چشم دشمنان بحکم مشیت سیاست نے جواب دیا کہ اس عرصے مین عالیجاہ کو خیال تسخیر ملکت
نیپال نے حرکت دی بصلاح گرگین خان اوس طرف طبیعت رجوع ہوئی یہ طمع تھی کہ وہ ملک سونے کی کان
رکھتا ہے اگر ہاتھہ آگیا تو چاندی ہے پہلے گرگین خان کو سپاہ کثیر کے ساتھہ اودھر روانہ کیا
علی ابراہیم خان نے مشورہ دیا کہ فوج انگریزی کا اسوقت ساتھہ لینا مناسب ہے مگر عالیجاہ نے قبول نکیا

اور قدم جانب کوہستان اوٹھایا ابھی کوہ پیتیا یہ تسخیر ہوا تھا لیکن بعد عبور دریاے گنگ یہ خبر فرح سماع نہوئی
کہ اہل کوہستان نے فوج ہمراہ کپتان خان کو شبخون عظیم مارکر تفرقہ انداز جمعیت ہوئے آدمی بہت ضائع
کیے اور تلف اور باقی ماندون پر نہایت وقت تنگ تھا عالیجاہ عجلت شعار نے ناچار راہ مین توقف کیا
اور علی ابراہیم خان کو بھیج کر کپتان خان کو پھیر بلایا اور مہم موقوف کی—

ذکر بہم پہونچنا اسباب نزع وکدورت کا اور واقع ہونا جنگ کا درمیان عالیجاہ وسرکار انگریزی کے ورجع ہونا بادشاہ ووزیر کا اور اخراج عالیجاہ کا

جہکمالے رازواسے جب تک عالیجاہ جادۂ محبت جماعہ انگریز سے منحرف نہین ہوا یوماً فیوماً کدورت ذرہ
ذرہ اوسکی ترقی پائی اب رشتۂ اتحاد توڑکر آمادہ اسباب نفاق پر ہوا تصریح اوسکی یہ ہے کہ وقت ملاقات
شمس الدولہ بہادر سے ذکر اسباب کا زبان پر آیا جو تجار اس ملک مین آتے جاتے ہین وہ محصول اپنے
مال کا نہین دیتے اور کہتے ہین کہ جب تجار سرکار کمپنی محصول دینگے ہمکو بھی عذر نہین اس سبب سے
نقصان لاکھون روپیہ کا متصور شمس الدولہ بہادر نے فرمایا کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ محصولات
قدیم تاجرون کو معاف ہے اب رسم جدید کا جاری ہونا خلاف آئین اور معاف رکھنا اوسکا باعث آبادی
ملک ونیکنامی تمہاری کا ہے غرض جب عالیجاہ نے اصرار کیا بہ پاس خاطر جواب دیا کہ ہم وقت مراجعت
جسوقت کلکتہ مین پہونچین اوسوقت تم یہ مطلب قلمبند کرنا جو کونسل مین قرار پالے گا وہ اطلاع دیجائیگی
خلاصہ ابھی نوبت سوال جواب نہ آئی تھی کہ عاملون نے اسقدر مضمون کہ جو عالیجاہ نے اپنے عاملون کو
نام لکھا تھا کہ بمقدمہ محصول تجارون کے گورنر بہادر سے ہمنے کہا ہے وہ جلد جواب اوسکا خاطر خواہ دینگے
فریفتہ ہوکر گرفتار کرنا تاجرون کا شروع کردیا بلکہ تاجران انگریزی کو گرفتار کیا جسوقت عالیجاہ مہم کوہ
سے پھر کر عظیم آباد مین آئے خطوط آمد صدر سے معلوم ہوا کہ دار وگیر تاجران جو براہ عجلت پیش از صدور حکم
انگریزی ظہور مین آئی باعث ملال شمس الدولہ بہادر ہوئی چنانچہ بعد معاینہ مکتوبات ارباب کونسل کے حکم ایسا
مضمون کا نافذ ہوا کہ بالفعل کل محصولات معاف کیے اور ارباب کونسل کو تحریر کیا کہ گماشتہ ہمارے
جو تمہارے آدمیون نے گرفتار کر لیے ہین اونکو جب تک رہا نکروگے ہم بھی تمہارے گماشتون کو خلاصی
ندینگے القصہ اس تحریر کے بعد ارباب کونسل نے یہ بات تجویز فرمائی کہ محصول تاجران انگریزی کو لینا

باعث توہین سرکار کمپنی ہے لہذا معاف کرنا اسکا صلاح ہے باقی اور سوداگرون پر اختیار عالیجاہ
باقی ہے آخرکار مسٹر ایمیٹ اور مسٹر جی وغیرہ نے کپتان جانسن کے ساتھ عظیم آباد مین آکر عالیجاہ سے
مونگیر مین مطلب مذکور کا پیام دیا اور شمس الدولہ بہادر نے بھی رقیمہ مصلحت آمیز تجویز فرمایا تھا کہ جو کچھ
مسٹر ایمیٹ استدعا کرین قبول کرنا بگوش محبت عین مصلحت ہی اور عدم اقبال کو باعث ضرر و زوال
تصور کرنا چاہیے اور باقی بندوبست تمھاری کامون کا خاطر خواہ ظہور مین آئیگا اور ارباب کونسل جو فی الحال
مخالف ہین اصلاح اونکی بھی بخوبی عمل مین آتی ہے چونکہ ستارہ اقبال عالیجاہ زوال پر تھا باوجود
اس تحریر محبت آمیز کے مقدمہ مذکور گرگین خان کو حوالہ کیا اوس ناعاقبت اندیش اور کج فہم نے اطاعت
انگریز سے راہ انحراف پیدا کی اور سرداران انگریز کو اصلاح مقدمہ محصول کو آئے تھے اونکو زلف
پریشان محبوب سے زیادہ تر آشفتہ کیا اور لیت و لعل مین ڈالا رام نراین کو قید کیا اس عرصہ مین گرگین خان نے انکو
انگریزون سے اپنی طرف کر لیا عالیجاہ نے افروختہ ہوکر گرگین خان کو ایک مغل کے ہاتھ سے راہ فنا
دکھائی اور شہرو کو نوکر رکھا جب انگریز نے اسکو طلب کیا نہ دیا اور جگت سیٹھ کو بھائیون سمیت جو
مرشدآباد مین آباد تھے اس خیال سے کہ زر نقد سے اعانت انگریز نکرین بلاکر قید کیا یہ جگت سیٹھ اور فتح چند
اور پوتے اوسکے مہتاب راے و سروپ چند مارواڑی قوم نواح جودھپور کے رہنے والے جو عہد
شجاعت الدولہ مین ناظم بنگالہ تھے قضا نصیب ہوئے تمام دولت و مال فتح چند وغیرہ پوتون کو ہاتھ
آیا تھا اور اسقدر صاحب دولت تھے کہ بسبب اور مرہٹہ نے دو کرور روپیہ اونکے گھر سے لیا
اونھون نے بنظر دولتمندی و دریادلی درم ماہی کے برابر بھی نہ سمجھا اور مہابت جنگ کو بھی بنگالہ
سے دہلی تک ایک سکہ جس سن کا طلب کیا اُن تھیلیون کا باندھ دیا الغرض اسوقت غلام حسین اور میر
سیٹھ کو اوسکے بھائی سمیت قید کر لائے عالیجاہ نے عنایات و التفات شاہی کے ساتھ نظربند کیا اور
محمد تقی خان حاکم بیربھوم نے موافق حکم عالیجاہ کے سیٹھ کا محاصرہ کیا چنانچہ یہ امر بھی کمال باعث رنج
و ملال اہل کونسل ہوا کہ آٹھ کرور دون روپیہ کی موقوف ہوئی مسٹر جی و مسٹر ایمیٹ جو مونگیر مین آئے تھے
انکو بوعلیخان استقبال کرکے لایا اور بعد ادای رسم ضیافت وغیرہ مقدمہ تجارت پیش کیا اور بخوبی سمجھایا
مگر عالیجاہ نے مسٹر جی کو اپنے پاس رکھکر اور انگریزون سے جو انکے ساتھ تھے کہا کہ جب تک
گماشتے ہمارے مخلصی نہین پاتے رہائی مسٹر جی سخت دشوار ناچار مسٹر ایمیٹ نے بنگالہ سے نکلکر جب ۲۰

جانب مونگیر راجعت کی افسر فوج متعینہ عظیم آباد کو لکھا کہ صحبت ہماری عالیجاہ سے برہم ہوئی تم براہ سرکشی تسخیر قلعہ وغیرہ مین زنہار کوتاہی نکرنا اور آپ کلکتہ کی طرف قدم زن ہوئے تا وہان پہونچکر یہ کیفیت ارباب کونسل سے ظاہر کرے قضا فساد انگیز تھی منزل مقصود تک کیا راستہ مین عالیجاہ کے عاملون نے کام اونکا تمام کیا بعد اوسکے افسران سپاہ انگریزی متعینہ بہار یعنی میجر کسٹرس اور ڈاکٹر فلرمین وغیرہ جو تھے اونھون نے عین غفلت مین قلعہ عظیم آباد پر شبخون لاکر خالی کرا لیا مہدی قلیخان نے زیادہ مقابلہ اونسے خلاف مصلحت سمجھکر عالیجاہ کو اطلاع دی عالیجاہ نے اور فوج بھیجکر بھیجنے کیواسطے تاکید تحریر کیا ناچار مہدی قلیخان نے طرح مقابلہ ڈالی انگریزی سپاہ دو تین کمپنی کے قریب تھی اونکو قلعہ سے نکال دیا القصہ اس سپاہ انگریزی نے راہ کلکتہ لی رام ندھی بنگالی افسران فوج انگریزی جو کم جمعیت تھا گرفتار کر لیا فقط قصور تسخیر قلعہ حسب الحکم عالیجاہ اونکو حوالہ تیغ بیدریغ کیا اور جتنے عالیجاہ مین روانہ کیے نائب عالیجاہ جو اطراف قاسم بازار وغیرہ مین تھے اونھون نے انگریزون کو پکڑکر قتل کرنا شروع کیا چنانچہ شورش عظیم و فتنہ تازہ برپا ہوا اوس وجہ ارباب کونسل کو شمس الدولہ بہادر و مسٹر ہیسٹنگ بہادر سے کہ حامی عالیجاہ تھے نزاع واقع ہوئی القصہ ارباب کونسل آپس مین دو گروہ ہوئے ایک گروہ طرفداری عالیجاہ کرتا تھا اور دوسرا گروہ خلاف اوسکے راہ مخالفت پر قدم زن آخر کار باہم بحث و تکرار مین یہ بات قرار پائی کہ اگر ہزار آدمی ہماری قوم سے محبوس و کشتہ ہون کچھ مضائقہ نہین مگر عالیجاہ سے خواہ مخواہ مقابلہ کرنا چاہیے اور عوض خون مسٹر ایسٹ بہادر کہ عمدہ سرداران انگریز سے تھا لینا چاہیے القصہ شمس الدولہ نے جوابدہی ولایت کے واسطے دستاویز اس حکم کی اہل کونسل سے لکھوا کر جیب مین رکھی اور عنقریب روانہ ولایت ہوئے اور عالیجاہ بدرخواست اون دشاہ عالم و شجاعت الدولہ کے پاس آئے اہل کونسل نے میر جعفر خان کو جو وارد کلکتہ تھا اوسکو مکان پر بلا کر مژدہ ریاست و امارت بنگالہ سرنو دیکر دو پلٹنون کے ساتھ مہم عالیجاہ پر روانہ کیا معاذ اللہ اسوقت عالیجاہ نے زنبور خانہ فرنگ کو تکلیف دی اور اپنے دوستون کے نسبت بری اندیشہ کی آخر کار جور سپاہ شب تیرہ بخت نے دکھایا وہ اظہر من الشمس ہے بیت در ریاست اہل ہمیچ وقع خرابی افگند با دوست دشمن ہی شود در گردش ایام ما قاسم علیخان عالیجاہ تلون مزاج بھی تھے اور طبیعت پروا ہمہ غالب دوست و دشمن نگاہ مین یکسان اور علم سے بھی اسقدر آشنا نہ تھا جو مضمون عاقبت اندیشی

ذہن نشین ہونا خلاصہ اپنی فوج مین بھی دشمن سمجھا جملہ خرد و بزرگ شکستہ خاطر تھے فی الجملہ جب سپاہ
انگریزی کلکتہ سے مرشدآباد مین آئی پہلے مقابلہ محمد تقی خان سے بیربھوم مین اور سید محمد خان نائب عالیجاہ
سے مرشدآباد مین واقع ہوا محمد تقی خان میدان جنگ مین مارا گیا اور سید محمد خان فرار ہوا بارہوین محرم
۱۱۷۷ھ ہجری کو محمد امیر خان نے مرشدآباد مین پھر سے نومنادی ریاست میر جعفر خان پھر وادی اور
مسند ریاست نے اوسکے اجلاس سے رونق پائی المختصر سپاہ انگریز کو مانند سیماب قرار کہان تھا چار
پانچ دن کے بعد مرشدآباد سے نکل کر جستجوی عالیجاہ مین سرگرم تھی آخر خاک چھانتے ہوئے مونگیر
آئے عالیجاہ نے یہ خبر سنتے ہی فوج جدید نوکر رکھکر میدان سوتی مین جمع کیا اور سیف خان فوجدار
پورنیہ اور اسد اللہ خان اور شمرو فرنگی نے بھی آٹھہ سات پلٹنین اور دو تین ہزار سوار جمع کیے خلاصہ
فوج انگلشیہ سے نوبت مقابلہ آئی آتش حرب و ضرب مشتعل ہوئی توپ و تفنگ نے آتشبازی شروع
کی تر و خشک جلنا آغاز ہوا پہلے دن فوج عالیجاہ کی طرف غلبہ حریف ہوا لیکن شمرو اور نامکار دونون
فرنگیون نے میدان کارزار سے منہہ پھیرا پیٹھہ دکھائی اور اسد اللہ خان وغیرہ ہزیمت نصیب ستارہ
اقبال انگلشیہ چمکا تھا غالب آئے اور بقیہ فوج عالیجاہ نالہ اودھوہ کہ عالیجاہ نے پہلے سے پسند اور
بہتر سمجھکر مقابلہ کے واسطے قرار دیا تھا جمع آئی یہ دریاچہ اودھوہ نال جنوبی راج محل سے جاری ہوا
دریاے گنگ سے ملا تھا طول و عمق بہت کنارے پر اوسکے صحراے پرخار و جنگل دشوار گذار واقع تھا
جنگلی سرکپاس و غیلان دشتی کے درخت باہم دست و گریبان اور سواے اوس پل کے کہ جو
عالیجاہ نے بصورت سد سکندری استوار اوسپر باندھا تھا اور دامن کوہ سے ملا ہوا دوسری راہ
نہ تھی القصہ عالیجاہ نے قبائل و عشائر اپنے میر سلیمان خان و نوبت راے کے ساتھہ قلعہ رہتاس مین
روانہ کیے اور آپ میدان اودھوہ مین آگر شریک فوج ہوا مگر وقت روانگی گنگا مین رام نراین کے
سب چکلی باندھکر نذر دریا کیا اور راے رایان اور راجہ بلنجت وغیرہ اور زمینداروں کو آمیزش انگریز کے
خیال سے قتل کیا اور مرزا نجف خان کو کہ تازہ کالپی سے نوکری چھوڑ کر آیا تھا تین لاکھہ روپیہ نقد دیکر
ملازم رکھا اور مع کامگار خان برادر نامدار خان وغیرہ بھتیان و زمینداران کو ساتھہ اور سپاہ ہراول شیون
ترہت کی افسری دیکر مہم انگریز پر مامور کیا غرض ڈیڑھ مہینے تک مورچہ قائم رہے ہمیشہ توپ و بندوق
سرگرم رہی بعد اوسکے مرزا نجف خان کوہستان بھاگا اور مورچال شکستہ ہوگئے اور عالیجاہ بھی عالم

اضطراب مین عظیم آباد کی طرف قدم زن ہوئے غرض آتے ہی بلا تکلف دونون سیٹھون کو جان سے
ہلاک کیا اور جو انگریز پنجۂ دست قدرت مین اسیر تھے اونکو شمرو کے ہاتھون ہوا ہی توپ پر جنگ کی مانند
اوڑا دیا قصہ کوتاہ سپاہ انگریزون نی مونگیر مین اگر غرت قلیخان قلعہ دار کو زر نقد دیکر رضامند کیا اور قلعہ
مونگیر پر متصرف ہوگئے اور فوج عالیجاہ مین تفرقہ کلی برق کے مانند پڑا گرگین خان اپنے
ترک سوارون کے ہاتھون کہ وقت طلب تنخواہ بدزبانی کے ساتھ پیش آیا تھا مارا گیا غرض غلبۂ انگریز
نی شہرت پائی ملوک الطوائف تمام ملک مین ورقع ایک طرف بنگالہ اور مونگیر سے عمل عالیجاہ صورت نقش
آب اوٹھا اور ایک طرف میر روح اللہ خان خلف سیف خان بن عمدۃ الملک امیر خان نی معرکۂ جنگ اودھ
مین صورت ہزیمت دیکھکر کشتی سوار آتا تھا اتفاقاً اوسی راہ دریا مین ایک کشتی جسپر خزانہ دو لاکھ روپیہ کا
نقد تھا اور عالیجاہ کے پاس آتی تھی مل گئی اوسپر بلا تکلف متصرف ہوکر پورنیہ مین پہونچا اور خروج
کیا جعفر علیخان اور انگریزون سی شیر و شکر کے مانند ملکر پورنیہ پر قابض ہوا اور ایک جانب جو سپاہ انگریزی
باقی پور مین چھاونی رکھتی تھی اوسنے حصار عظیم آباد کو محاصرہ کیا مہدی علیخان برادر عالیجاہ اور محمد قلیخان
قلعدار نے مقابلہ کیا اکثر انگریز اس جنگ وجدال مین کام آئے لیکن فتح نصیب انگریز دیوار حصار صدمات
گولہ توپ سی توڑ کر قلعہ مین در آئے اب عالیجاہ کا نام ونشان مسکن باقی نہ رہا دریائے فکر مین ہاتھ پاؤن
مارنے شروع کیے اور چند عرضیان علی الاتصال بشرکت وزیر حضور حضرت ظل سبحانی مین روانہ
کین اور خواستگار حمایت و مدد ہوا اوسوقت لشکر فیروزی اثر بادشاہ وزیر الممالک شجاع الدولہ بہمیت
بوندیل کھنڈ مین مصروف تسخیر مرہٹہ تھا یہ بالا بالا تحریک عالیجاہ موجب ملال خاطر وزیر الممالک ہوئی
ابھی یہ مقدمہ لیت ولعل مین تھا کہ اوسی زمانہ مین عرضداشت میر جعفر علیخان بھی درخواست صوبہ بنگالہ
مین اس شرط پر آئی کہ بروقت حصول آرزو پچاس لاکھ روپیہ نقد پیشکش اور صوبہ بہار بمصارف
حضرت ظل سبحانی نذر کرونگا یہ گفتگو پیش تھی آخرکار عالیجاہ نے آپ حاضر لشکر ہوکر اپنا قدمون پر
بادشاہ کے ڈالا اور طلاقت لسانی کے ساتھ مضمون مقابلہ اسلام ونصارا ظاہر کیا چونکہ بادشاہ و وزیر دونون
اونہنگام مرہٹہ مین مصروف تھے عالیجاہ شریک جنگ ہوکر چند قلعہ نواح بوندیل کھنڈ سی اپنی سعی و کوشش
کے ساتھ فتح کیے ہندوپت کو مطیع و فرمانبردار بنا کر حق اپنی جانفشانی و کارگذاری کا ثابت کیا اور وزیرالممالک
سی بہ تواضع پیش آیا گیارہ لاکھ روپیہ سالیانہ اور کسی روایت سی لاکھ روپیہ کی جگہ اوپچاس ہزار روپیہ بمقام

روز مداخلت عظیم آباد سے مقرر کیا اور صوبہ عظیم آباد جو پچانوے لاکھ روپیہ جمع کا تھا آصف الدولہ کو دینا
قبول کرکے وزیر کو رضامند کیا وزیر اور بادشاہ کو سپاہ مغلیہ سمیت لیکر بقصد مقابلہ جانب انگریز اوٹھا
میدان حرب کو خیمہ گاہ بنایا اس مرتبہ سوال جواب مین عرصہ کئی مہینونکا گذرا نوبت محاربہ آئی نہین کہ وزیر الملک
نے تقاضا خرچ عالیجاہ سے کیا عالیجاہ نے کہا کہ مجکو فوج سمیت رخصت بنگالہ دو کہ میر جعفر علیخان کو نکال کر
خزانہ قدیم سے زر نقد لیکر نذر کردون متوسلان عالیجاہ برگشتہ بخت نے جو وزیر سے درپردہ ساز و باز رکھتے تھے
بیان کیا کہ عالیجاہ خزانہ وافر اور زر نقد بکثرت اپنے ساتھ رکھتا ہے اگر چاہے تنخواہ سپاہ بکشادہ پیشانی
دے سکتا ہے چنانچہ اوسوقت تک تین سو پچاسی ہاتھی اشرفی اور روپیون سے معمور اور بہت سا جواہرات
بیش بہا لشکر مین موجود تھا چونکہ اقبال ادبار سے بدلا مزاج وزیر کو اوس اخبار نے برہم کردیا کہ مدار الدولہ
کی کیفیت سوال جواب قاسم علیخان عالیجاہ کی بادشاہ سے منیر الدولہ کی معرفت مقدمہ عہدہ وزارت مین
ڈیڑہ کرور روپیہ پر حرف بحرف وزیر تک پہونچائی بلکہ خط و کتابت جو زیب قلم ہوئی تھی بہم پہونچائی اسوجہ سے
درمیان وزیر و عالیجاہ صورت نفاق حسب اتفاق واقع ہوئی اور میر سلیمان خان خانسامان عالیجاہ نے
صندوقچہ جواہرات نفیس کا لاکر وزیر کو حوالہ کیا روایت مختلف ہے کہ چھتیس ۳۶ سے جواہر بیش بہا اوس صندوقچہ
مین تھا اس معاملہ نے گویا کہ عالیجاہ توڑ کر خاک پر بٹھا دیا سچ ہے جب اقبال رخصت ہوتا ہے بال بال
اپنے بدنکا دشمن ہوجاتا ہے یعنی دوسرا تازہ زخم دامن واشمر و فرنگی نے دیا کہ سپاہ قدیم نے اسکے
اشارے کے موافق اتنا تنخواہ کے واسطے بلوا کیا آخر خزانہ اشرفیون کا جو محل مین بے خلل رہتا تھا
خالی کرالیا القصہ باوجود ان ظلمون کے وزیر الممالک نے محاسبہ بلکہ متصدیان سلطانی کے نام طلب کیا
آخرکار اس کشمکش نے عالیجاہ پر وہ وقت تنگ کیا اور کجروی فلک نے وہ روز بد دکھایا کہ سوا ہی دشمن
و بدخواہ کے کوئی دوست و آشنا نظر نہ آتا تھا ناچار مجبور ہوکر عالیجاہ نے ترک لباس کیا گو اکثر
نواب وزیر نے تسلیان دیکر لباس پہ لوکر رونق افروز کیا تھا سومرو فرانسیس نے اور
وقسم وین سمیت رفاقت عالیجاہ سے انحراف کیا یعنی جدا ہوگئے اب عالیجاہ شخص بیدست و پا ہو کر
سر بگریبان فکر ہوا سخت مشتدر تھا آخر نواب عالیجاہ کو اس حیلہ سے کہ فوج تمھاری راہ اطاعت سے
گذری ہے بہرحال بتمام اندیشہ سے ہاتھی پر بٹھا کر اوس دن ہاتھ اپنے لشکر مین لائے اور ایک خیمہ مین
بطریق نظر بندی قیام پذیر کیا ابوالحسن خان اور میر فتح علیخان کو محافظ اونکا بنایا ابوالحسن خان کہتا تھا

کہ ایک دیگ مین عالیجاہ کو بٹھا کر جوش دو تو زر نقد بکثرت ہاتھ آئے لیکن میر فتح علیخان آبرو دار تھا اس
آتش غضب کو بجھاتا تھا القصہ جب نواب وزیر الممالک نے علی ابراہیم خان وغیرہ اور دوستان جانی سمیت
پکڑ کر طلب کیا خانمذکور مرد دانشمند تھا اوسنے شجاع قلیخان چیلہ نواب سے کہ ذی رتبہ تھا ساز و باز کر کے
اوس مخمصہ سے نجات پائی اور پہاڑ امانت داری کا سر شمروپر رکھکر کہا کہ چند لاکھ اشرفی اسکی امانت مین
ہین لیجئے اور میر سلیمان خان نے اس جادو بیانی کے ساتھ کہ خزانہ عالیجاہ قلعہ رہتاس مین ہے لانے کے
واسطے رخصت پائی چنانچہ یہان سے جاکر پناہ مین انگریزون کے قیام کیا اس عرصہ مین سرداران
انگریز کو ثابت ہوا کہ نذرانا خلعت بادشاہی جعفر علیخان کے واسطے ابتک لیساحل نواب وزیر الممالک سے ہوا سواسطے
کہ نواب وزیر ابخواہان ریاست ہر سہ صوبہ کا ہے آخر کار آمد و رفت وکلائے متعہدین سے طرفین کے
وہ نوبت کلمات سخت سست سے بہم پہونچائی کہ صورت نزاع نواب وزیر اور انگریز سے واقع ہوئی اور باہم
مقابلہ یکجا ہوا جنگ صعب ظہور مین آئی چنانچہ یہ بھی لڑائی بکسر کی مشہور ہے القصہ جب میدان مین
صف آرایان ہو چکین نواب وزیر نے عالیجاہ سے کہا اب نوبت کارزار سے گذری جو کچھ ہم سمجھے ہے
بہرکیف رہنا آپکا اس لشکر مین اچھا نہین خلاصہ زر نقد اپنی سرکار سے دیکر عالیجاہ کو رخصت کیا ناچار عالیجاہ
نے لشکر نواب سے قدم باہر رکھا اور سات آٹھ کوس پر پہونچکر انتظار آمد عیال و اطفال مین متوقف تھے
کہ علی ابراہیم خان نے اوسوقت یہان سے لکھبھیجا کہ متصل لشکر قیام حضور مناسب نہین جب تک
خداوند تعالے ادبار کو اقبال سے بدلے اب کسی طرف عنان عزیمت اوٹھائیے آخر کار عالیجاہ
وہان سے اپنے اہل عیال کو لیکر ملک افاغنہ مین اتر چندی و شاہجہان پور کی طرف آئے اور وہان سے راہ
اکبرآباد کی مہاجی سیندھیہ کے پاس پہونچکر اپنی کیفیت سے مطلع کیا اور مدد چاہی اوسنے بھی کہ جنگ
طلاقی سمجھکر جو کچھ سر دست بن آیا احسان کیا اور دیکھا کہ اب فقط خالی استخوان باقی ہین گوشت کا نام نہین
سخن سازی پر اعتماد نہ کیا غرض یہان سے بھی عالیجاہ و نیل مرام سے جنگ زمانہ کہ اگلے پیر فلک کو بسر کینہ
پایا اور شاید پیچ و تاب کھا کر جامہ عقل سے باہر ہوا اور مزاج اعتدال سے گذرا نوبت جنون بہم پہونچی غضب
بغضبہ پیچ و تحق اور بے محل سے لڑائی اتلاف دولت و اقبال کا سبب دیوانگی کے ساتھ بدنام کیا اور رفقا
سے اونکے جو رفقا کہ باقی تھے وہ بھی کنارہ کش ہو گئے اب تنہائی و فلاکت نے قریب ہلاکت پہونچایا پانچ
چھہ برس خستہ حالی اور پریشانی مین بسر کیے آخر بستر مرض پر کام اونکا تمام ہوا موت آئی جہان سے گذر گئے

نعش حسب وصیت شاہجہان آباد مین جاکر درگاہ حضرت شاہ مردان کے درمیان مین دفن ہوئی
اور مقدمات ریاست بنگالہ بعد فتح انگریزی درستی پذیر ہوئے علی ابراہیم خان بواسطہ عقل و دانش عاقبت
اندیشی کی وجہ انگریزی سے ملک مقدم علیہ یہان بنا عمدہ اور خدمت سے سرفرازی پائی اور برسر عرصہ پہونچا
سفارش بقیہ عیال عالیجاہ سرکار انگریزی مین کر کے صورت وجہ معاش نکالی تین تین سو روپیہ درماہہ
لڑکون کا اور ڈیڑہ ڈیڑہ سو روپیہ درماہہ دختران عالیجاہ کے واسطے مقرر ہوا چنانچہ ایک لڑکی اونکی
اقبال الدولہ ابن مختار الدولہ اور دوسری لڑکی محمد نامر خان کے ساتھہ منعقد ہوئی جب صاحب آدم
سن تمیز کو پہونچے فیض تربیت علی ابراہیم خان سے علم و ہنر کے ساتھہ آراستہ ہوئے نوکری تحصیلداری
وغیرہ بقدر لیاقت و آبرو سرکار انگریزی سے پائین اور نواب مرتضی خان دختر وزیر الممالک یمین الدولہ سے
منسوب ہوکر لکھنؤ مین آئے طرح قیام ڈالی میر عبداللہ اور میر کلو وغیرہ نے بھی لکھنؤ مین پہونچکر بعزت
و آبرو بسر کی اور سیندھیہ کے پاس بھی جاکر اعزاز حاصل کیا اور بعض پوتے عالیجاہ کے بنارس
اور لکھنؤ مین ناز و نعمت کے ساتھہ قیام پذیر ہوئے۔

ذکر بقیہ احوال جعفر علیخان اور اونکی لڑکونکا اور مقرر ہونا نظامت بنگالہ کا اوسکے خاندان کے ساتھہ اور منتقل کرنا نیابت اوس مقام کی نواب مظفر جنگ اور اونکی لڑکون سے

جب ستارہ اقبال عالیجاہ برج نحس مین آیا اور وزیر الممالک نے ہزیمت پائی مقدمات مداخل مخارج
سلطنت طے ہوکر صوبہ بہار سے وجہ معاش قرار پائی اور قیام بندگان بادشاہ الہ آباد مین ہوا
اور مصالحہ وزیر انگریزی سے ظہور مین آیا امن و امان اطراف بہار و بنگالہ مین صورت پذیر ہوئی
میر جعفر علی خان ۱۲ - محرم ۱۱۷۸ ہجری کو مسند ریاست پر جلوس فرما ہوئے حکمرانی
کے ہاتھہ پاون نکالے خصوصا خلعت صوبہ بنگالہ بارگاہ سلطنت سے حاصل کیا اور آمدنی
صوبہ بہار سرداران انگریزی کے حکم سے سپاہ انگریزی کی جو متعینہ تھی صرف مین آئی اور بقیہ
زر سالیانہ مصارف بندگان بادشاہ مین واگذاشت ہوا اور آپ قطعا تعلق بہار سے نرکھا خلاصہ بیان ہے کہ
حکومت شہر و عدالت دیوانی و فوجداری یعنی کوئی شی جعفر علیخان سے علاقہ نرکھتی تھی جسکو سرداران
انگریز مامور کرتے تھے مامور ہوتا تھا اور جسکو مقہور کرتے تھے مقہور ہوتا تھا بلکہ بنگالہ مین بھی بمشورہ

انگریز کی کوئی مقدمہ انفصال نہ پاتا تھا مسٹر بہان مڈلٹن یہان کی رزیڈنٹی پر صاحب کلان کے نام سے رونق بخش
ہوئے القصہ جب امر مین صورت متنازع فیہ واقع ہوتی تھی سید جعفر علیخان آپ بسواری بجرہ راہ دریا بہ
جانب کلکتہ کہ دوروزہ راہ پر تھا جاتے تھے کہ مقدمہ طے کرتے تھے ہنوز دو برس طے ہوئے تھے اور
انگریز و نواب وزیر مین معاملہ بہ رنجش تھا کہ جعفر علیخان جو کسی ضرورت سے کلکتہ مین گئے تھے وقت مراجعت
۱۴ شعبان ۱۱۷۸ ہجری کو عارضہ مند ہوکر جام شربت اجل نوش کیا ان جعفر علیخان کے تین فرزند
تھے سید بلوری نجم الدولہ خطاب جنکو مسٹر جانسن رزیڈنٹ بہ دوان جو بعد مسٹر مڈلٹن رزیڈنٹی بنگالہ پر
مامور ہوکر آئے تھے اونھون نے اسکو مسند ریاست پر بٹھایا عہدہ دیوانی نندکمار او نیابت بہار
وعظیم آباد سید کاظم خان برادر جعفر علیخان کو سپرد کی اور کلکی نیابت و مہرج نراین کے تفویض کی اور راو
شتاب رای نے صوبہ اودہ سے پھر کر سرکار انگریز سے جو مصالحہ وزیر کو واسطہ تھا جاکر ایک لاکھ روپیہ حاصل کیا
اس عرصہ مین نندکمار نے آپکو گرگ باران دیدہ اور نجم الدولہ کو صاحبزادہ تصور کرکے معاملہ دارون سے
رشوت ستانی اور اخذ جرمانہ زیادہ حد سے شروع کیا اور مہرین جعلی بناکر ناظم اور سرکار کمپنی کے
درمیان موشکدوانی آغاز کی آخرکار بدنام ہوا گورنر جنرل لارڈ کلیف بہادر جو شمس الدولہ کے بعد کرسی
گورنمنٹی پر مستقل ہوئے اونکو طریقہ نندکمار نہایت نامطبوع آیا جرم بکثرت ثابت کیے آخر گردن مارنے کے
قابل معلوم کیا اور ولایت کو کیفیت اوسکی لکھی ہنوز جواب نہ آیا تھا کہ لارڈ کلیف بہادر ولایت سے جانب انگلستان
روانہ ہوئے پھر دوبارہ گورنری شمس الدولہ پر مسلم ہوئی ولایت سے کلکتہ مین رونق بخش ہوکر حق نندکمار مین
کوئی چارہ نہین دیکھا ناچار حسب تجویز گورنر اول پھانسی کا حکم دیا جو نندکمار کو نصیب ہوئی اور گھر اوسکا ضبطی
مین آکر تاراج ہوا کئی لاکھ روپیہ نقد اور مہرین جعلی نکالین آخر نیابت نظامت بنگالہ سید محمد رضا خان کے
نام قرار پائی خطاب مبارز الملک خانخانان مظفر جنگ اور خلعت عمدہ جواہرات سمیت اور پالکی جھالردار اور
ہاتھی اور گھوڑا اور نشان اور ماہی مراتب عنایت ہوا یہ مظفر جنگ مرد متین و صاحب دانش حکیم علوی خان کے
اقربا سے تھا لیکن اوسوقت مین چھوٹے بڑے سب رئیس بنگالہ انگریز سے رجوع رکھتے تھے نظامت
و ناظم کو تیغ اور پوچ محض سمجھتے تھے اور مسندنشین نظامت کو سوای نگاہداری عظمت و درستی زینت
کسی کام مین مداخلت نہ تھی نہ کسی کے عزل نصب کا اختیار تھا صاحب رزیڈنٹ بہادر کو جملہ اختیار حاصل ہوا
چنانچہ اب راو شتاب رای کا ماہیانہ پچیس ہزار روپیہ اور منصب پنجہزاری قرار پایا اور حکم ہوا کہ صحبت باب

کونسل بہار مین بیٹھکر شریک مشورہ رہی آخر دھیرج نراین نائب صوبہ بہار اور راوشتاب رای ایک
مسند پر بیٹھکر مقدمات بہار جاری کرتے تھے اور صاحب کلان نے قلعہ مین طرح سکونت ڈال کر اونہیں
حکمرانی فرماتے تھے کچھ دنون کے بعد راوشتاب راے نے دھیرج نراین پر چند قصور ثابت کیے کہ وہ
گرفتار محاسبہ ہوکر کلکتہ سے روانہ ہوا اس معاملہ کو ایک برس پورا نگذرا تھا کہ گورنر جنرل بہادر کلکتہ سے
ملاحظہ حالات بنگالہ کے واسطے عازم ہوئے نجم الدولہ راہ استقبال پر جاکر جب پھرے دو تین روز مین
لقمہ نہنگ ہیضہ ہوئے گورنر بہادر نے افسوس کیا اور اوسکے بھائی سیف الدولہ ابن جعفر علیخان کو مسند
نظامت پر جگہہ دی آخر بعد مراجعت گورنر جانب کلکتہ نواب مظفر جنگ نے دھیرج نراین کو شکنجہ عذاب
محاسبہ سے نجات دلاکر بعد فیصلہ فارغخطی دی ابھی چند مہینے نگذرے تھے کہ سیف الدولہ کو عمر شباب
مین عارضہ چیچک لاحق ہوا بھائی سے دو برس کے بعد انتقال کیا ثالث بالخیر سہم نظامت مرشدآباد
نواب مبارک الدولہ سے کہ تیسرے فرزند جعفر علیخان کے تھے متعلق ہوئی اور گورنری مسٹر ورلسٹ بہادر
مشورہ سے جیمز کرٹاس بہادر کمانڈر چیف کے ساتھہ قرار پائی مگر اس ریاست نے کئی برسون قیام پایا بڑی
حسن وخوبی سے حکمرانی کی بعد بائیس برس سنہ ۱۲ ہجری مین قزاق اجل نے قافلہ حیات لوٹ لیا اس
عہد مین نظامت بنگالہ جو سولہ لاکھہ روپیہ کی تھی اسمین سے بائیس لاکھہ روپیہ حصہ سرکار کمپنی بہادر
تھا کہ تنخواہ فوج انگریزی کے واسطے باقی تھی اور باقی روپیہ سالیانہ نظامت مقرر تھا اور فوج انگریزی
تعیناتی بنگالہ ملازم نظامت مشہور تھی اور ہمیشہ دربار مبارک الدولہ بہادر مین نواب گورنر جنرل بہادر
وصاحبان کونسل اور کمانڈر چیف اور جملہ سرداران انگریزی تشریف لاتے تھے جلسہ چاہ پانی اور تماشا
وغیرہ ناچ رنگ کے ساتھہ منعقد ہوتا تھا ابتدا مین منی بیگم زوجہ ومحل مبارک الدولہ بہادر اور ببو بیگم
والدہ سے صورت نفاق واقع تھی سرداران انگریزی نے نواب مظفر جنگ کو اصلاح فیمابین کے واسطے
حکم دیا چنانچہ مظفر جنگ کو طرفداری جناب عالیہ ببو بیگم صاحبہ منظور نظر تھی آخر انگریزی سردارون نے
واسطہ اصلاح ہوکر دونون بیگمون کو راضی کیا اور مراتب عزت وتوقیر مین قوانین قرار دیکر خطاب اور
القاب وآداب جاری کیا اور مرتبہ عظمت نگاہ رکھا بعد اسکے مبارک الدولہ اور مظفر جنگ مین آتش
نزاع مشتعل ہوئی ہر ایک مغرور ریاست تھا اور راوشتاب رای بھی محاسبہ مین مبتلا ہوا لیکن مسٹر
بالنگ کے ذریعہ سے نجات پاکر سرنو داخل کونسل عظیم آباد ہوا آخر نظر جنبہ جانب مبارک الدولہ بہادر

تھی مگر جنرل کادرون بہادر کمانڈر چیف فی بنگالہ مین آکر واسطے اصلاح نزاع مبارک الدولہ و ظفر نیابت
مصروف ہوئے اور سر نو خلعت نیابت دلایا بلکہ عہدہ فوجداری صوبہ بہار او سپر بستزاد ہوا اور دیوانی نظامت
علی ابراہیم خان کو تفویض ہوئی اور محالات عظیم آباد بہ تعہد خیالی رام و ساد ہورام مین در آئی آخر یہ دونون
بدنامی کے ساتھ مبتلای عزل ہوئے اور ارباب کونسل مین تغیر و تبدل واقع ہوا چونکہ مصارف مبارک الدولہ
بہت تھا بنظر کفایت و کمی اوس تمام تیس لاکھ روپیہ مین سے پھر نصفا نصف یعنی سولہ لاکھ روپیہ جیب سلہ تنخواہ
سپاہ مین در آئی اور باقی خرچ نظامت رہا خلاصہ مبارک الدولہ کو حاجت جنگ و جدال نہوئی بخوبی اوقات
عیش و طرب مین بسر کی ارباب نشاط سے مشغلہ رہا داستان بوستان خیال سے طبیعت نہایت مانوس
تھی غرض تیس چالیس برس قطعاً آب و ہوائے بنگالہ نہایت خراب و مسموم مشہور ہوئی غریب الوطنون
نے ترک بود و باش کی اور اکثر رئیس قدیم قضای ایزدی سے گرفتار اجل ہوئے یہان تک کہ مبارک الدولہ
کو بھی پیام حضرت اجل آیا رخت ہستی تن سے اوتارا آخر کار معالجہ آب و ہوای مسموم شراب خواری اور
استعمال افیون وغیرہ مسکرات پر قرار پایا اور وہ نوبت پہونچی کہ امیر و غریب کی عورتون نے بہ کشادہ پیشانی
بادہ کشی اختیار کی خراب و مطعون ہوئین خلاصہ مطلب بعد مبارک الدولہ نواب سرخیاب فرزند ارجمند اونکا
رونق فزای مسند ریاست ہوا نیکنامی کے ساتھ حکمرانی کی یہ بات مشہور عام تھی کہ دعای فقرا سے ریاست
بنگالہ ایک سے پر قرار نہین پاتی عمر صاحب ریاست بہت کم ہوتی ہے صداقت اس بات کی حکومت
سرخیاب سے ہوئی کہ اونھون نے بھی سات آٹھ برسون سے زیادہ مسند ریاست پر قرار نہین پایا عین
جوانی مین قضا نے آنکھین دکھائین چشم بد دور احمد علیخان والا جاہ فرزند مہین نور دیدہ سرخیاب نے جگہ باپ
کی گرم کی لیکن عنفوان شباب مین انکو بھی قضا نے سرد کیا ٹھنڈے ٹھنڈے عازم فردوس بریں ہوئے
بھائی انکے زین العابدین خان عالیجاہ لقب بلند اقبال خطاب نے مسند نظامت کو سرفراز کیا اوس وقت
مین مسٹر جان ہیکن صاحب بہادر رزیڈنٹی پر مامور ہوئے بعد دریافت حالات ملاحظہ فرمایا کہ اب کوئی امرای
قدیم سے باقی نہین صاحبزادہای نو عمر ہر گھر مین صاحب عرصہ ہو کر مصارف لا ابالی مین مشغول تھی آخر کار اوس
سولہ لاکھ روپیہ ماہواری مین بارہ لاکھ روپیہ در نظر انتظام جملہ مصارف متعلقہ ریاست مقرر فرمایا کہ صاحب
مسند اور وثیقہ دار اور وظیفہ خوار قدیم اور محلات امرای بزرگ اور بیگمات محل ناظم رضامند رہین اور تین لاکھ روپیہ
مصارف امام باڑہ سراج الدولہ اور میلہ نواڑہ اور تیرہ وغیرہ مین جو تالاب اور دریاچہ پر بصرف لاکھ روپیہ

نظامت سے ہوتا تھا مقرر کیا باقی اور تیاری عمارت و باغات و آرائش شہر کے واسطے مقرر رہا اور اس انتظام
مین جملہ اختیار صاحب رزیڈنٹ بہادر تھا آخر بلند اقبال نے عین شباب مین کہ عمر زیادہ تر تیئس برسون سے
نتھی سات آٹھ ہی برس مین زمانہ ریاست طے کیا سنہ ۱۲۴۰ ہجری مین جہان فانی سے گذرے ہمایون جاہ
ابن والاجاہ پدر وہ ریاست قرار پائی جو دو ہمت سے نام پیدا کیا بعد انکے انکا فرزند ارجمند منتظم الملک
محسن الدولہ فریدون جاہ منصور علیخان نصرت جنگ نے گیارہ برس کی عمر مین مسند ریاست پر قدم
رکھا اور کرنیل سکلو دو نے اپنی رزیڈنٹی مین دولتخانہ کو سوا نو بیس لاکھ روپیہ کے صرف سے جو نظامت مین
جمع تھے آراستہ کیا اور نو لاکھ روپیہ سالیانہ صرف نظامت سے بارہ ہزار روپیہ صرف ذات ناظم کو واسطے
پہونچتا تھا یہ کیفیت سنہ ۱۲۵۴ ہجری مین گذری اور امور ملک وسپاہ کو نظامت سے تعلق نہ رہا اس نظر سے مضمون
خانگی ریاست تحریر کرنا ناحق زبان قلم کو تکلیف دینا ہے کاغذ و سیاہی کا خون کرنا ہے مگر حال نواب مظفر جنگ
اسطرح پر تھا کہ جسوقت یہ دوسری مرتبہ نیابت نظامت پر مقرر ہوئے بنگالہ مین تشریف لائے اپنے
بیٹے کو بہرام جنگ خطاب کو علاقہ فوجداری ہوگلی پر مامور کیا یہ شخص پر مغز و ذہین تھا آخر بہرام جنگ بھی عالم
شباب و جوانی مین شکار شیر اجل ہوئے مظفر جنگ کو غم فرزند نے سخت افسردہ خاطر کر دیا ترک لباس
ریاست منظور تھا مگر دولتخواہون نے گوارا نکیا مگر مظفر جنگ نے عہدہ نظامت فوجداری سے بواسطہ
استعفا کنارہ کیا ہرچند انگریزی سردار مجوز تھے مگر قبول نکیا ناچار اوس عہدہ پر انگریز جابجا مامور ہوئے
انجام کار مظفر جنگ نے اوسی کثرت غم و رنج مین کہ خدا نصیب دشمن نکرے ستر برس کے ہوکر قصہ
حیات تمام کیا دوسرے لڑکے انکے جناب نواب والا استطاب دلاور جنگ قائم مقام و جانشین پدر ہوئے
یہ شخص اپنے باپ اور بھائی سے بھی زیادہ نازک مزاج تھا مجتنب نواب مبارک الدولہ کی اوٹھائین
تھین کلکتہ مین جا کر قیام کیا تین لاکھ روپیہ سالیانہ اہل کونسل نے مقرر فرمائی چنانچہ دلاور جنگ نے
جیت پور مین چھاونی اور کوٹھی پختہ نہایت تکلف کے ساتھ تعمیر و آراستہ کی عیش و عشرت مین بخوشی
و آرام مشغول رہے ——

کیفیت سلاطین اسلام کا آغاز

جب آفتاب اقبال سورج بنسی راجاؤن کا زمین ادبار مین غروب ہوا ستارہ طوائف الملکی کا چمکا یہ ولایت اودھ نہایت وسیع و آباد تھی مشرق کی طرف بہار اور جانب جنوب دریاے گنگ ذخار اور سمت غرب دہلی و آگرہ اور سرحد شمال کوہستان نیپال ہنوز سکہ فرمان روائی اہل اسلام کا بیٹھا نہ تھا پہلے اوس سر زمین کا جنوبی دریاے گنگا کا حصہ راجہ جے چند والی قنوج خلف بجے چند بن مدن چند بن گوبند چند مین تھا چنانچہ [illegible] یکہزار چارسو اڑتالیس مطابق ۸۴۰ سنہ ہجری مین خطبہ محمد شاہ بن فیروز شاہ کا جونپور مین پڑھا گیا اوسکے بعد سکندر ابن ناصر الدین ۷۹۵ سنہ ہجری مین سریر آرا ہوا اور ۸۰۴ سنہ مین مبارک شاہ کو تخت و تاج شاہی مبارک ہوا اور ۸۰۴ سنہ ہجری مین ابراہیم شاہ نے تاج بادشاہی سر پر رکھا اور ۸۴۴ سنہ ہجری مین محمود صاحب سلطنت ہوا اور ۸۶۲ سنہ ہجری مین محمد شاہ سریر تخت شاہی پر بیٹھا غرض ۸۸۱ سنہ ہجری مین دور حکومت اس خاندان کا دست و بال سے اوٹھا اور ۹۳۲ ہجری مین یہ ملک ہمایون بادشاہ کے دست سے مفتوح ہوکر داخل تیموریہ ہوا اور ۱۱۳۴ ہجری کو قبضہ مین سعدی منصور علیخان صفدر جنگ دریا تصرف اودھ کی یہ سب کے باج سلطنتون کے بیچ مین یہ وزارت ہندوستان ایک خاندان سے تعلق تھی خصوص سلاطین تیموریہ مین انقلاب تاج یعنی عہد محمد شاہ فردوس آرامگاہ کہ آخرین سلاطین دہلی سے گذرا پہلے وزارت محمد امین ابن میر بہاء الدین رؤساے حیدرآباد سے تھی قرار پائی جب آفتاب حیات انکا غروب ہوا قمر الدین خان کو بھی وزارت پر اوج ہوا معرکہ شاہ درانی مین مصلاے نماز پر بحالت عجز ختم ہوئی صفدر جنگ داماد برہان الملک رونق مسند وزارت ہوا برہان الملک ہمائی ولایت ایران نیشاپور کے اصل قوم سادات سے تھے اور فرقہ امامیہ صفویہ متعلق اور بعض فرقہ قزلباش سے حکم روان انکا جاری صورت تصریح حسب و نسب یہ ہے کہ سید [illegible] مخاطب برہان الملک ابن سید نصیر بن سید محمد امین اول ابن محمد جعفر ابن قاضی شمس الدین [illegible] زید ابن حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام جب انقلاب از اصفہان مین رنگ اپنا جمایا یعنی پٹھانون نے جنوبی تسلط کیا و جناب شیخ محمد علی حزین و اقلیجان [illegible] آزاد و آستانی [illegible] ہمت یہ سب لوگ اصفہان سے کمال بے صورت نجات النفس متفرق ہوئے چنانچہ میر محمد امین براہ دریا سورتی جہاز بنگالہ مین آکر شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کے پاس پہونچے اور وہان سے بعض عمال سلطانی کے ساتھ دہلی مین اور وہان سے ہمراہ سربلند خان القصہ [illegible]

سپہ سالاران سے بذریعہ سادات بارہہ حضور فرخ سیر مین پہونچکر کار عملداری پر مامور ہوئے اور مقدمات سلطنت
و نیم ہمگی مین وہ کار نمایان ظہور مین آئے ایک قتل حسین علیخان بارہہ مین شریک تھے اور دوسری صورت
انتظام صوبہ اودہ پیدا کی اور وقت داخلہ لشکر نادرشاہ و مقابلہ محمد شاہ دواسطہ فیصلہ ہوکر مقبول طرفین ہوئی
لیکن جس روز نادرشاہ داخل دہلی ہوا اور دشقا قلوش مین جہان فانی سے نہایت نیکنامی کے ساتھ تمنای
وزارت مین کوچ کیا چند کرور روپیہ حساب شاہی خزانہ مین موجود تھے اور بسبب ندیم ہمگی محمد شاہی شاہجہان آباد
مین صورت دفن قرار پائی دولت فرزند سے دامن آرزو خالی تھا لیکن چار لڑکیان تھین سو نوشش جہت
ایک بیگا بیگم نام بطن دختر محمد تقیخان صوبہ دار اول اکبر آباد سے تھے جو مرزا نصیر ابن مرزا شاہ سے منسوب ہوئے
دوسری محمدی بیگم جو بطن اسی بیگم سے تھی جو محمد قلیخان الہ آبادی کے ساتھ منعقد ہوئی تیسری بندی بیگم جسکی
شادی فرزند سیادت خان برادر برہان الملک کے ساتھ ہوئے مرزا بندہ اونکے فرزند تھے چوتھی نواب صفدر جنگ
سے سلسلہ زوجیت رکھتی تھی اور دو بہنین برہان الملک کی تھین ایک شوہری عزت الدولہ برادر صفدر جنگ سے
عزت یافتہ ہوئی اور دوسری مرزا یوسف سے متعلق تھی چنانچہ سید محمد خان و شاہ میر خان و محمد امین خان و مرزا
جعفر اوس سے پیدا ہوئے صفدر جنگ قوم افاغنہ سے نام انکا مرزا محمد مقیم خان ابن مرزا مسیح نواسہ محمد خان ابن
مرزا محمد قلی کی تھی اور ناصر مرزا خاندان امیر تیموریہ کے پوتون مین سے تھے بواسطہ بھیجنے نذرانہ دو کرور روپیہ پیشکش
سرکار بادشاہ مین دیگر خلعت صوبہ داری اودہ سے صفدر جنگ نے مرتبہ حاصل کیا اور سعی نواب امیر خان سے
کمکیان بنگالہ مین محسوب ہوئے اور شہر دہلی مین اگر مصاحبت و قربت محمد شاہ میسر ہوئی کہ اس عرصہ مین آتش جنگ
احمد شاہ درانی مشتعل ہوئی چنانچہ ہمراہ شاہزادہ مرزا احمد راہ کمک پر گرم رفتار ہوکر فتح نصیب ہوئے ہنگام
مراجعت اخبار انتقال محمد شاہ قرع سماع ہوئے صفدر جنگ نے شاہزادہ مرزا احمد کو تخت سلطنت پر رونق
افروز کیا یعنے بٹھایا اور انتظام وزارت اپنی ذمہ ہمت پر اوٹھایا پسر قمر الدین خان انتظام الدولہ نام کہ تمنے
اس امر و شعون کا تھا اوسنے سمجھا کہ آفتاب منصب وزارت برج زوال مین در آیا آتش حسد و پرخاش
سینہ پر کینہ مین شعلہ زن ہوئے حسن اتفاق سے جب محاربہ افاغنہ بنگش مین صفدر جنگ نے ہزیمت پائی
اور فرصت ہاتھہ آئی انتظام الدولہ نے باغوای مزاج بادشاہ سرکار وزارت سے باز رکھا جب دوبارہ شہرت
لشکر کشی شاہ درانی جوشش پر آئی غبار بادہ شرارت انتظام الدولہ نے یہ رنگ جمایا کہ صفدر جنگ کو حکم سلطانی
جہت مقابلہ درانی صورت لشکر نافذ ہوا اتفاقاً ناگاہ شکست فوج تازہ مین دونون نے زیادہ طول کھینچا افروختگی آتش

مزاج بادشاہ بواسطہ ہواخواہی انتظام الدولہ دوبالا ہوئی آخرکار کشتہ ہوا چراغ حیات خاوندخان کہ باتفاق
صفدر جنگ تھا صورت انقطاع کلی امور سلطنت آشکار ہوئی فقط صوبہ اودہ بحال رہا اور وزارت فی انتظام الدولہ
سے انتظام پایا اور پھر عماد الملک سے تعلق ہوئی مردم امامیہ مذہب جسقدر دہلی مین دم رفاقت صفدر جنگ بھرتے
تھے قصہ مختصر پھر یہ جناب عارضہ مند ہوئے چنانچہ عارضہ ورم پائی نے لیے ہاتھہ پاون نکالے کہ بمقام پیری
گھاٹ پر پہونچکر ہاتھہ زندگی سے دھویا اور قدم دیار ہستی سے جانب ملک جاودانی اوٹھایا نعش انکی مدرسہ دہلی
مین جو تین لاکھہ روپیہ کے صرف مین تعمیر کیا تھا دفن ہوئے صورت رحلت صفدر جنگ در احمد شاہ سنہ [illegible] ہجری مین
پیش آئی اور راجہ نول راے نیابت صفدر جنگ افتخار یافتہ تھا خلاصہ اب صوبہ اودہ شجاع الدولہ پسر صفدر جنگ
جو بطن دختر نواب اسحق خان سے تھے رونق پذیر ہوا خلاصہ صوبہ اودہ انکے بعد شجاع الدولہ سے متعلق ہوا۔

ذکر نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کا

جلال الدین حیدر خان نواب شجاع الدولہ گوہر شاہوار دریای نواب صفدر جنگ دخترزادہ برہان الملک
سپہر ہمت کا آفتاب اور قلزم شجاعت کا گوہر نایاب فنون سپاہگری مین یکتای زمانہ اور کمالات صوری و معنوی
مین یگانہ جوہر شمشیر قوت جسمانی معرکہ عالم مین آشکار ہین پارہ کاغذ کی صورت سر دست سپر حرف الناباتھی
اور حروف سکہ زر بزور انگشت نقطہ بریدہ کی طرح مٹا دینا شوشہ تھا آتش شہوت اس مردی کے ساتھہ
شعلہ زن تھی کہ صحبت امرد سے بھی نہ بچتے تھے سوای بیگم صاحبہ خاص کئی سو خادمہ محل تصرف مین تھین ایکدن
دریای گھاگھرہ مین عروس غسل سے ہمکنار تھے اور علم شناوری سے بخوبی آشنای ایک نہنگ خونخوار سے دوچار
ہوئے بعضے کہتے ہین کہ اس کو ہد دریای شجاعت کو نگل گیا تھا اور بعضے اس بات پر ہین کہ نواب موصوف
قعر دریا مین آویزش کے ساتھہ مردانہ وار غوطہ زن تھے دو گھڑی کامل اس معرکہ مین گذرین ملازمین سرکار
عالی صورت موج پریشان فغان و نوحہ مین سرگرم آخرکار نواب شجاعت شعار نے چھری سے جو درمیان لنگ
پوشیدہ رکھتے تھے کار نہنگ تمام کیا اور سلامتی جان کے ساتھہ اوس دریای ذخار سے نکلے غرض بعد رحلت
نواب صفدر جنگ اسمعیل بیگ خان وغیرہ رسالداران کہ محمد قلیخان الہ آبادی سے ساز و باز رکھتے تھے اور کہتے تھے
کہ نگہبانی اس سپاہ کی جو کہ بے شبان کی صورت پریشان ہے آسان نہین کسواسطے عالم شباب نواب نامدار
حسن پذیر ہے اور ماشاءاللہ حسن مبارک چھبیس ۲۶ برس کا اور نشہ شراب ریاست جوش پر اور صاحبزادگی

طبیعت مین موجود غرض خلاصہ صحبت امراؤ گر گوشائین گرم تھی اور خوش طبیعت خواجہ سراؤن سے طبیعت مانوف ایکدن
نگاہ محبت آمیز نواب شہوت پرست ایک دختر ناکتخدای بقال پر جا پڑی اور ناوک جگر دوز ادای دلفریب سے سینہ
گذرا چنانچہ امراؤ گر گوشائین شرارت پیشہ وقت شب اوس ماہ وش کو پلنگ سمیت اوٹھا لایا نواب شہوت
دوست شیر طبیعت نے بکشادہ پیشانی بادۂ وصل سے ساغر آرزو لبریز کیا اور پھر وقت صبح گوشائین مذکور
جہان سے لایا تھا اوسکو سر دست پہونچا دیا آخرکار آتش بلوہ مشتعل ہوئی بیگم صاحبہ نے بواسطہ آبیاری لوان
فروکی ان وجہون سے وابستگان ریاست کو منظور تھا کہ محمد قلیخان کو طلب کرین لیکن بیگم صاحبہ نے بواسطہ
جنگ زرگری اونکو رضامند فرمایا کہ محمد قلیخان اگر دہی آکر پھر گیا چنانچہ یہ جہت باعث نفاق ہوئی اس عرصہ مین
نواب نے تہا پیچ کچھ دنون مین رئیسان مغلیہ کو بخوبی گوشمالی دی اور جو مطیع و فرمان بردار تھے اونکو سرفراز
اور سرکشون کو جو منحرف تھے اونکو موقوف کیا القصہ اب صورت نظم و نسق ملک حسن و خوبی کے ساتھ جلوہ گر
ہوئی اور رعب دبدبہ کوتہ اندیشیون کی صورت ابر چھایا اس زمانہ مین گرگ کمی انتظام الدولہ سے وہ ہوئی او
مسند وزارت و مدار المہامی عماد الملک نے گرم کی دوستان انتظام الدولہ کا دشمن تھا اور دشمنون کا
دوست اور عہدۂ امیر الامرائی جو نجیب الدولہ سے متعلق تھا انتظام الدولہ نے احمد خان بنگش کو دیا اور بجہہ
اوسکی جاگیر پر لشکر معلق الشان کیا چنانچہ نجیب الدولہ دست مرہٹہ سے عاجز ہو کر سکرتال مین محصور تھا اور
روہیلہ جو اوسکے ہمراہ تھے جانب کوہستان پریشان ہوگئے گوبند پنڈت عامل مرہٹہ نے کمر تاراجی و غارتگری
بکشادہ پیشانی باندھی ناچار نجیب الدولہ نے تنگ آکر نواب شجاع الدولہ بہادر سے رجوع کی پہلے امراؤ گیر
و نجف خان و میر باقر رسالدار اور پھر نواب شجاع الدولہ نے پہونچکے میدان جنگ وجدال مرہٹہ گرم کیا آخر
گوبند پنڈت بزیمت نصیب راہ فرار پر قدم زن ہوا اور نجیب الدولہ نے رہائی پاکر بار احسان و منت اوٹھا
ناعاد عجز و انکسار کا سر پر رکھا غرضکہ اپنے خط مین زیب قلم کرتا تھا یہ مضمون باعث ازدیاد اتحاد فیما بین ہوا
بعد اسکے جب شاہزادہ عالی گوہر نے اپنی تشریف آوری سے آبرو بخشی نواب شجاع الدولہ نے سات لاکھ
روپیہ نقد اور کئی ہزار اشرفیان اور پانچ چھ ہاتھی طلائی و نقرئی سامان سمیت اور پالکی مرصع کار اور چند راس
اسپ باد رفتار عربی و ترکی اور خوانچہ جواہر اور دس کشتیان قماش لطیف اور اسلحہ جوہر دار اور خیمہ فلک فرسا
اور ارابہ بارکش اور چالیس پچاس چالاک اونٹ پیشکش کیے اور حسب الطلب محمد قلیخان بہ امید تسخیر
بنگالہ الہ آباد تک برسم مشایعت ہمراہ رکاب ہو کر شاہزادہ ممدوح کو طرف بنگالہ روانہ کرکے قلعہ اور الہ آباد پر قابض

و متصرف ہوئی اور محمد قلیخان کو شہزادے کی ساتھ کر دیا محمد قلیخان نے جب دیکھا کہ نواب شجاع الدولہ ملک الہ آباد پر متصرف
ہوئی لشکر شاہزادہ پھر آیا اور شجاع الدولہ کی ہاتھ سے گرفتار ہو کر مارا گیا اور اتنے میں بسبب یورش ترکان قیام لشکر شجاع الدولہ بمقام مہدی گھاٹ
جا تھا کہ بواسطہ نجیب الدولہ بحکم طلب شاہ درانی بمقابلہ جنگو بہاو مرہٹہ سے پیش آیا نازل ہوا نواب ممدوح نے حضور درانی میں
پہونچکر لاکھ روپیہ نقد نذر دی اور دولت ملازمت حاصل کی اور اسقدر مورد الطاف سلطانی ہوا کہ شاہ نے اپنے
شاہزادے کو حکم معانقہ دیا خلاصہ بعد فتح و نصرت ایام عشرہ محرم واقع ہوئی نواب نے لباس سیاہ پٹھانوں کو پہنا کر علم
اوٹھائی اور باعلان تمام لفظ تبرا زبان پر لائی غرض پاس و رعایت نواب شاہ کو اسقدر منظور نظر تھا کہ اس باب میں شکایت
درانیوں کی سماعت نفرمائی اور ہنگام مراجعت ولایت جب شاہ نے سلطنت شاہ عالم کی واسطے اور امیر الامرائی نجیب الدولہ
کی لیے زیب قلم فرمائی عہدہ وزارت ہندوستان بنام نواب بالاستقلال دوام قرار دیکر فرمان جاری فرمایا چنانچہ نواب
شجاع الدولہ نے حضرت شاہ عالم کو اوسی فرمان کی ذریعہ سے بنگالہ و بہار سے بلا کر فیض آباد میں طرح
سلطنت ڈالی اور آپ خلعت وزارت سے مخلع ہوے اور باہم کالپی میں آکر بخیال تسخیر مرہٹہ سے دست و گریبان
ہوئے اور صورت فیصلہ ہندوپت سے بھی اوسی زمانہ میں آشکار ہوئی کہ ہمت بہادر گوشائیں نے ایما زور باش
کرامت خان کہ مرد دلاور و سابق رفیق ہندوپت تھا اور اب منحرف قلع و قمع کیا بلکہ کرامت خان اس وار و گیر میں
جان سے گذرا لیکن گوشائیں نے تدبیروں سے ہندوپت کو لا کر حیلہ نواب کا بنایا اور ظہور انام زمیندار نے بھی
اوسی زمانے میں تیس ہزار آدمی بہم پہونچا کر میں فساد سر پر اوٹھائی اور گرفتار ہوا غرض نواب ممدوح حضرت
شاہ عالم سمیت ابھی کالپی و بندیل کھنڈ کی تسخیر میں مصروف تھے کہ عالیجاہ قاسم علیخان نے انگریزی
شکست پاکر مع دست پندرہ لاکھ روپیہ سالیانہ مواجب فوج نواب وزیر قرار دیکر پہلے ایک صندوقچہ جواہر قیمتی
کئی لاکھ روپیہ کا نواب کو دیا اور ایک ارابہ فیل نذر بہو بیگم صاحبہ مادر نواب کیا القصہ نواب کو بادشاہ سمیت
اپنے ساتھ جانب بہار لیگئے بلدیو سنگہ زمیندار بنارس بھی اسی سفر میں بذریعہ راجہ بینی بہادر حاضر آیا لیکن عایا
اوس نواح کی ارباب افاغنہ سے کہ قطع اشجار باغات و بربادی زراعات پر دست تعدی و ظلم دراز کیا تھا
نہایت تنگ آکر انگریزوں کے باب ترقی میں دعاگو تھے اور خلاف مشورہ عالیجاہ نواب اپنی وضع پر طریقہ
جنگ ملحوظ رکھتے تھے اس نظر سے متنغص ہو کر عالیجاہ نے باظہار تدبیر زر نقد اجازت جانے کی جانب بنگالہ
علی ابراہیم خان کی معرفت طلب کی نواب وزیر نے پیام دیا کہ فی الحال کار پردازان سلطنت میرا ملک کا
چاہتے ہیں عالیجاہ نے جواب دیا کہ میں تمھاری اعانت سے آیا ہوں ملک و مال پر دسترس نہیں رکھتا

آخرکار اس قیل وقال مین عالیجاہ نے کہ محض بے بال وپر تھا چاہا کہ ترک لباس امارت کرے لیکن نواب وزیر نے نظر بند کیا اور طرح سوالجواب معاملہ انگریزون پر ڈالی اظہار انگریزونکا یہ تھا کہ بنگالہ و بہار و اوڈیسہ یہ تین صوبہ تصرف بندگان حضرت مین ہین اور دو صوبہ ہماری تعلق مگر نواب وزیر کو منظور نہ تھا آخرکار صورت مقابلہ قرار پائی میجر منیرو نام مغلوب الغضب فوج انگریزی مین افسر تھا اور نواب سالار جنگ بھی صلاح و ترغیب محاربہ دیتے تھے چنانچہ نواب وزیر نے عالیجاہ کو بسواری فیل رہا کیا اور آپ میدان مقابلہ مین آرا ہوئے المختصر اس معرکہ جنگ مین وہ آتش ہنگامہ جدال وقتال شرربار ہوئی کہ پیر فلک بعینک شمس و قمر تماشائی اوسکا تھا خلاصہ عبور نالہ درکاولی فوج انگریزی کو دشوار تھا ناچار رخ اونکا بینی بہادر کے غول پر پھرا شیخ غلام قادر وغیرہ اور میر باقر خان نے کہ جنکا امام باڑہ لکھنو مین مشہور ہے بواسطہ توپ و تفنگ ایسی داد شجاعت اور دلاوری کی دی کہ ساری گرمی آتش ہنگامہ فوج انگریزی سرد ہوئی اور بینی بہادر گھوڑے سے اوتر کر بنجیون کے شامل ہوا شام تک صورت تفرقہ فوج مقابلہ مین آشکار رہے اور ہر آئینہ صورت فتح وزیر نمودار تھی لیکن رات کے وقت لڑائی موقوف ہوئی صبحگاہ کواکب افواج سلطانی آسمان روی زمین پر مانند آفتاب عالمتاب تجلی افروز ہوئے اور وہی آتش حرب و ضرب میدان جنگ مین شرربار قریب تھا کہ بینی بہادر نقاب حجاب چہرہ عروس فتح سے اوٹھائے لیکن مشیت آلہی خلاف خواہش تھی کہ ناگاہ شجاع قلیخان چیلہ نے بجمعیت سواران عین معرکہ مین نمودار ہوکر چاہا کہ سکہ فتح و ظفر اور نقش نام آوری و شجاعت اپنے نام کا بٹھائے غرض عنان شکستہ اسپان برق رفتار کی ہتھون سے سپاہ انگریزی میں خاک اوڑائی اس وجہ بینی بہادر کی طرف شرربار توپ و تفنگ بر او شرارت سرد ہوئی اور توپخانہ فوج انگریزی کہ اونکی نظرون مین یہ دونون حریف یکسان تھے اوسی گرماگرمی کے ساتھ آتش افشان رہا مغلیہ سوار و پیادہ آتش زیر پا تھے عین گرمی ہنگامہ حرب و ضرب مین پای استقلال میدان سے اوٹھ گیا ایسے پردے آنکھو نکے جلی کہ اپنے لشکر مین آتش غارتگری مشتعل کی بلاتکلف لوٹنا شروع کیا غرض فوج غالب وزیر مغلوب ہوئی نواب وزیر مجبور ہوکر میدان سے کنارہ کیا عنایت خان پسر حافظ رحمت خان نے کہ ہرکاب وزیر تھا مغلیہ کو نوک سنان طعنہ پر رکھکر تہوری اور بہادری ارباب افاغنہ اس شد و مد سے بیان کی کہ نواب وزیر نے بینی بہادر کو اوسی جگہ حکم قیام دیکر آپ افاغنہ سے طلب امداد کے واسطے جانب بانس بریلی قدم بڑھایا اور بندگان حضرت ظل سبحانی نے خلاف رضا سے نواب وزیر اوس جگہ مقام کیا اور انگریز سے صورت اصلاح

براہ آشتی ظہور مین لائے چنانچہ عہدہ وزارت بخیال پاسداری انگریز و شہزادہ محمد مرزا اکبر کے نام قرار
دیا اور مصالحہ نواب وزیر سے معرفت بینی بہادر اس شرط پر ظہور مین آیا کہ عالیجاہ دشمن دکو حوالہ کرین اور
مشہور ہے کہ دو افسران انگریز ذی مرتبہ قرابتیان گورنر کلکتہ سے وقت معرکہ جو قبضہ نواب وزیر در آئی تھے
اونکو نواب وزیر نے خیمہ و خرگاہ و اسباب خورد و نوش شراب و آب برف وغیرہ سامان آسایش
امارت کے ساتھ مہیا کیا تھا اور تماشائی رقص و سرود سے دلجوئیان اونکی عمل مین آئین تھین چنانچہ بعد
ہزیمت اونکو ایک ایک تھیلی اشرفیون کی اور خوانچہ جواہر گران بہا اور چار چار برق رفتار و شایستہ گھوڑی
اور اسباب وغیرہ دیکر اپنے قید سے رہا کیا تھا وہ ہر ایجان سے تصفیہ مقدمہ نواب وزیر مین دل لڑا کے تھے
اور ثنا و صفت نواب وزیر حد سے باہر اپنے جلسہ صاحبان ہمقوم مین بیان کرتے تھے چونکہ نواب وزیر
جانب بریلی تشریف لیگئے تھے صورت مصالحہ وقوع مین نہ آئی محمد بشیر خان قلعہ چنار گڈہ اور علی بیگ خان
الہ آباد مین نواب کی طرف سے مامور تھے خلاصہ میدان خالی تھا انگریزون نے قبضہ اپنا تمام ملک وزیر پر
کر لیا محمد اکبر خان کو کوتوالی لکھنؤ پر مامور کیا تھا اور بلدیو سنگھ راجہ بنارس کو کہ ذمہ دار تسخیر قلعہ چنار گڈہ
ہوا تھا چنار گڈہ کی طرف روانہ کیا کہ اس راجہ نے جاگیر محمد بشیر خان کو بعد مقابلہ ہزیمت دی اور نجف خان کو
کورہ اور الہ آباد کا منتظم بنایا اور قلعہ الہ آباد مین بخوبی عمل انگریزی بیٹھ گیا اور نواب وزیر نے جب مصالحہ سے
انحراف کیا بینی بہادر کہ سست مصالحہ تھا مجبور ہو کر طرف لکھنؤ روانہ ہوا اور شتاب رائے کو معرفت اوسکی
یہ سوال جواب مصالحہ انگریز سے اسطرح پیش آیا تھا کہ ساختہ و پرداختہ بینی بہادر سے نواب وزیر کو انکار نہوگا
چنانچہ یہان صورت خلاف ظہور مین آئی انگریزون نے اوسکو کہ ناس واسطہ تھا گرفتار کیا عالم مجبوری مین
شتاب رائے نے اقرار کیا کہ دراصل مین ذمہ دار بینی بہادر حاضر ہون وہ تو کافور ہو گیا لیکن مین حاضر ہون آپ
آپ جو کچھ تجویز فرماوین سزاوار اوسکا ہون افسران انگریز کو یہ کلام صداقت التیام بہت خوش آیا عزل و نصب
عمال و بند و بست امور ملکی لکھنؤ کے قلم رائے شتاب رائے پر حوالہ کیے خلاصہ جب نواب وزیر پاس بریلی مین
پہونچے ادھر آئینہ دل ارباب افاغنہ مخالفت نواب صفدر جنگ سے زنگ آلودہ تھا اور خلاف طریق و
مذہب ہونے کے اوسپر چلا اصلا التفات درخواست نواب وزیر پر نہ کی بلکہ اکثر کلام فساد آمیز و تمسخر کے
زبان پر لائے اوسوقت بھی ششہزار سوار و پیادہ ہمرکاب وزیر تھا قریب تھا کہ اون شرارت آمیز باتون سے
صورت فساد و شر برپا ہو لیکن حافظ رحمت خان عقلمند تھا وہ ہمراہ رکاب نواب وزیر فرخ آباد مین آیا

بیان احمد خان بنگش نے بھی عین اہانت کے ساتھ پاسداری نواب سے چشم پوشی کی اور یہ کلام نا ملائم زبان
سخت پہ لایا کہ یہ بضاعت قلیل جو کیسہ مین ہے صرف ارباب افاغنہ کرنا خلاف عقل مناسب ہی کہ صلح کی عوض انگریزونکو
نذر کرو بمقولہ معروف سیل عمیق درگل ماندہ اشپیل بایتا کشید * خلاصہ نواب وزیر اوسوقت عالم یاس مین نہایت
ملول خاطر ہوے اتفاقاً اوس زمانے مین عماد الملک رونق افزاے فرخ آباد تھے اونھون نے بیس ہزار
روپیہ یومیہ مقام اور چالیس ہزار روپیہ کوچ تنخواہ قرار دیکر باہمان اوہولکر کو بلا کر اور ہمراہ نواب وزیر کیا اور
آپ بھی شریک لشکر ہوے چنانچہ پھر آتش مقابلہ مقامات کورہ مین انگریز کے ساتھ مشتعل ہوئی اگرچہ مرزا
نجف خان ملازم انگریز نے جو مقام کورہ مین شعار رفاقت نواب وزیر اختیار کی لیکن پہلی مقابلہ مین فوج ہولکر منہزم ہوئی
اور مرہٹہ ہوش باختہ تھے اور پٹھان بیدل ناچار بعد خرابی بصرہ نواب وزیر نے دیکھا کہ سواے مصالحہ اور کوئی صورت
کشایش نہین چنانچہ اس معرکہ مین میجر کیرک نام افسر ذی مرتبہ سپاہ انگریز مین تھا اور خیر طلب نواب وزیر ناچار
راو شتاب راے کو جو فوج انگریز کے ہمراہ تھے بلا کر سوال جواب مصالحہ پیش کیا شتاب راے نے براہ شتاب
قدم اس راہ مین رکھا اور صاحب ممدوح کے پاس پہونچکر ہنوز باتین مصلحت آمیز آشتی وصلح کی تمام نکی تھین
کہ نواب وزیر دس بارہ سوار بقاعدہ اور سو پچاس پیادے اردلی کے سواے شاگرد پیشہ اسواری پالکی طرف میجر کیرک
بہادر کی طرف قدم اوٹھایا میجر ممدوح کو کلام صلح شتاب راے پر اعتماد نہ تھا ہوائی سمجھتے تھے کہ سواری نواب
وزیر وہ ورسی نمودار ہوئی میجر موصوف نے پہلے بسرعت تمام شتاب راے کو اداے رسم استقبال کے واسطے روانہ
کیا اور آپ خیمہ سے نکلکر چند قدم پیادہ پالکی نواب کے ساتھ چلکر اپنے خیمہ مین رونق افروز کیا اور
کمال بشاشت کے ساتھ ملاقات کی اور اوسی جلسہ مین خطوط اہل لشکر وزیر کہ جنمین مضامین پیوستگی وسازش
قائبند تھے دکھائی خلاصہ بہ تواضع عطر وپان وغیرہ کمال خوش وخرم رخصت کیا اور صلحنامہ ٹھہری طرفین اسی
مضامین کے ساتھ ثبت ہوے کہ پچیس ۲۵ لاکھ روپیہ نقد اور پچیس ۲۵ لاکھ بطریق تنخواہ صوبہ سے نواب وزیر
دین کہ خانہ پری خرچ سرکار کمپنی جو اس مہم مین صرف ہوا ہے ہوجاے ایک رزیڈنٹ اور ایک انگریز جہت حصول
سالیانہ اور ایک جرنیل سپاہ ملازم حضوری ہمیشہ ہمراہ وزیر رہے اور صوبہ اودہ پر وزیر اور صوبہ الہ آباد پر بادشاہ
متصرف رہین صوبہ بنگالہ وبہار واوڑیسہ سے کچھہ سروکار نرکھین اور پچاس لاکھ روپیہ سالیانہ نقد عوض نوکری
سپاہ انگریزی سال بسال پہونچتا رہے دوست ودشمن طرفین یکسان گنے جاوین اور قصور راجہ بلدیو سنگھ بنارس
والہ معاف ہوا اور راجہ مذکور نے بائیس لاکھ روپیہ سالیانہ نواب وزیر کو سال بسال دینا قبول کیا المختصر انگریز

اسکے

یہ معاملہ گذرا اور عماد الملک نے ملک پندرہ لاکھ روپیہ کا جو وزیر منت کش توافع کرتے تھے قبول نکیا بلکہ چند روز کالپی مین کہ جاگیر تھی سکر جانب مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور نواب وزیر نے خلعت وزارت سے مخلع ہوکر بادشاہ کو الہ آباد مین پہونچایا اور اپنی فرزند یمین الدولہ کو کہ ابھی ستّرہ برس کا سن تھا اتالیق اور دیوان اور توشکخانہ سمیت چھوڑکر اپنے ملک کی طرف قدم زن ہوئے ۔

ذکر احوال راجہ بینی بہادر کا

بیسواڑہ مین ایک برہمن تھا آنکھون سے معذور گدائی پیشہ لڑکا اسکا بینی بہادر نام ہاتھہ پکڑے تمام شہر لیے پھرتا تھا بینی رام صراحی برداری سرکار راجہ مہانراین دیوان نواب شجاعت الدولہ مین دو تین روپیہ مہینے کا نوکر ہوا چالاک و خوش تقدیر تھا رفتہ رفتہ مصاحب بنا اور عمدہ کامون مین دست اندازی حاصل ہوئی ستارہ قسمت ترقی پذیر تھا ایکدن نواب نے بضرورت تین لاکھ روپیہ مہانراین سے طلب کیا چونکہ اگر شراب خواری مین سرشار تھا لیکن بینی بہادر ہوشیار اسنے اوس کام کو بخوبی تمام سرانجام دیا اور عوض اسکے خلعت چکلہ خیرآباد سے مخلع ہوکر [illegible] دونون [illegible] خطاب راجگی سے سرفراز ہوا [illegible] انگریزون سے جنگ بکسر مین ذہن نشین نواب وزیر تھا [illegible] دل [illegible] لہذا [illegible] بینی بہادر کو [illegible] گرفتار کیا اور حسب اجازت دونون مردم دیدہ خانہ چشم سے برآوردہ کیے [illegible] کے بعد دو سال واقع ہوئی الغرض پھر نواب وزیر نے فیض آباد مین [illegible] بادشاہ کو الہ آباد سے بواسطہ ارسال عرضداشت بلاکر سیر و تماشا عمارات نو ساختہ دکھایا اور [illegible] لاکھ نذر دیکر پھر الہ آباد مین پہونچا دیا اور [illegible] رنگ شادی آصف الدولہ فرزند ارجمند کا [illegible] انتظام الدولہ بن قمر الدینخان کے ساتھ قرار دی خوش نظر علیخان خواجہ سرا شاہجہان آباد مین جاکر نواب امام الدینخان [illegible] انتظام الدولہ مرحوم کو صاحبزادی سمیت لائے اور [illegible] نواب شجاع الدولہ [illegible] امام الدینخان [illegible] خواجہ سرا [illegible] لاکھ روپیہ [illegible] شادی مین صرف کیا [illegible] خان [illegible] سرکار [illegible] مردود [illegible] واقع ہوئی [illegible] نواب وزیر [illegible] صاحب [illegible]

چھاونی جلاکر پھونک دی تا ہنگامہ شرارت اونکا سرد ہو یہ ثابت خان مردود لاور شجاعت شعار عمال بادشاہی سے تھا
صاحب جرأت راجہ جیسکھہ سوائی کو مسلمانون سے کمال نفرت تھی اتفاقاً کسی تیرتھہ پر غسل کے واسطے گیا تھا وقت
مراجعت ثابت خان فیل سوار نے وہ کام چالاکی کے ساتھہ کیا کہ سر دست ہاتھی پر راجہ مذکور کے جا پہونچا اور تیغ
زبان نصیحت کے جوہر دکھائے کہ یہ مخالفت اہل اسلام ایکدن باعث ضرر جان عزیز ہوگی خبردار ہے آئندہ
اختیار القصہ پلٹن اسکی مع بندوق زنبورک نہایت گرم و چکی ہوئی تھی جب کارو بار ثابت خان ٹھنڈا ہوا
یہ پلٹن میر نعیم خان کے حوالہ ہوئی اسی عرصہ مین خط جیدر نایک دکن و منارس سے نواب وزیر کے نام اس
مضمون کا آیا کہ مجھکو انگریزون سے منازعہ درپیش ہے اگر آپ ادھر فوج ظفر موج لیکر تشریف لائین تو
استیصال اونکا کلکتہ سے باسانی تمام ممکن ہے بیت درختیکہ اکنون گرفت ست پای بہ نیروی
مردی برآید ز جای چنانچہ نواب وزیر نے جواب خط مین یہ عبارت زیب قلم فرمائی کہ فی الحال مجھکو انگریزون
سے صورت آشتی ظہور مین ہے خلاف محبت قدم بازار و صلح سے ابعد حسب اتفاق یہ خط جنسہ صاحب رزیڈنٹ
کو ہاتھہ جا پڑا کو اس مضمون کے خلاف اونکے لوح دل پر نقش تھا مجبور ہو کر اوس خط کو بخط مستقیم جانب
کلکتہ روانہ کیا وہان سے اخذ نامہ مضامین شکر گذاری کے ساتھہ آیا جو باعث ازدیاد الفت و استحکام بناء محبت
جانبین ہوا ـــــ

مقدمہ خارج ہونا امراؤ گر گوسائین کا درپیش ہوا

جس وقت غلبہ پٹھانون کا لکھنؤ و الہ آباد مین ہوا امراؤ گر گوسائین ملازمی سے پہلے شہر الہ آباد مین آیا تھا اور
پٹھانون سے میدان جنگ و جدال گرم کیا اسوجہ سے نواب صفدر جنگ بہادر نظر التفات اوسکی حال پر
فرماتے تھے اب نواب شجاع الدولہ بہادر سے محبت اوسکی کم ہوئی یہان سے جاکر احمد خان بنگش کا نوکر
ہوا نواب وزیر نے خان مذکور کو جا بجا مین مالنت لکھی اوسنے جواب لکھا کہ مین فرمان پذیر نواب وزیر ہمیشہ
جو قدم راہ اطاعت پر رکھون یہ بات خلاف ہے ہنگامہ آتش غضب مشتعل ہوئی فوج پہونچکر مستعد مقابلہ ہوئے
جب لڑکون نے دیکھا کہ جانبین مین آتش فساد و پرخاش شعلہ زن ہوئی ہے امراؤ گر گوسائین کو سمجھایا کہ
وہ عالیشان رئیسون مین یہ فساد برپا ہونا اچھا نہین اور نواب سالار جنگ بھی لکھنؤ سے فہمایش احمد خان
کے واسطے گئے تھے چنانچہ خان عزت شعار نے نواب سالار جنگ کو بجنسہ نذر کی و قید کرلیا بقول شخصی کہ شاید

یہ خبر دہلی مین پہونچی نجیب الدولہ نے براہ سرعت فرخ آباد مین پہونچکر درمیان دونون لشکرون کے خیمہ برپا کیا
اور پانی اوس آتش ہنگامہ پر ڈالا سالار جنگ کو قید سے چھوڑایا آخرکار امراوگر گوشائین کچھہ مدت جاٹون
کے پاس رہکر پھر آیا اسکے بعد بندگان شاہی کا الہ آباد سے شاہجہان آباد کی طرف جانا معلوم ہوا فرمان اطلاعی نواب
وزیر کے پاس آیا نواب وزیر نے حسب الطلب بارہ لاکھہ روپیہ بطریق قرض اور سامان مطلوبہ ہاتھی اور ارابہ وغیرہ سمیت ارسال کیا
اور آپ بھی براہ مشائعت فرخ آباد تک پہونچے جب لشکر سلطانی دار الخلافت مین داخل ہوا ضابطہ خان
پسر نجیب الدولہ سے کہ بعد پدر اسکی جگہہ کو گرم کیا تھا صورت نزاع واقع ہوئی نوبت مخالفت پیش آئی
اسباب جنگ وجدال مہیا ہوا حسب عادت رہیلے سکرتال مین محصور ہوئے اور مرہٹہ نے مرزا نجف خان
کو شریک ہوکر بادشاہ کی طرف سے میدان معرکہ گرم کیا عیال واطفال اوسکے قید کرکے مہاجی سیندہیہ کو
سونپے آخرکار ضابطہ خان مغلوب ہوکر دوستی نجیب الدولہ کے اعتماد پر نواب وزیر سے رجوع لایا اور
اپنے باپ کے حقوق محبت یاد دلاکر طلبگار حمایت ہوا نواب وزیر نے محمد ایرج خان کو اپنی دستار مبارک
سمیت بدلنے کے واسطے مہاجی سیندہیہ کے پاس برسم سفارت روانہ کیا اور پیام دیا کہ ضابطہ خان
ہمسے رجوع لایا القصہ مہاجی سیندہیہ نے باعث افتخار سمجھکر کمال خورسندی کے ساتھہ خط نواب وزیر
کو اپنے سر پر رکھا اور تین روز عالم نشاط مین صدای نوبتخانہ گرم رہی عیال واطفال ضابطہ خان جو حیطہ ضبط
مین گرفتار تھے رہا کیے اور حسب اشارہ نواب وزیر اوسکے معاملہ کی درخواست دہلی سے کی اور مرہٹہ کو لکھا
کہ ہمسے ضابطہ خان موقوف رکھو چنانچہ مرہٹہ نے نواب وزیر کو پیام دیا کہ ہم مہم مذکور سے ہاتھہ اوٹھایا لیکن
اشارہ سلطانی کے موافق مامور تھے اور اب جانا ہمارا پٹنہ کی طرف بضرورت پیش آیا ہے درین راہ
ریاست کٹھیر راہ مین ہے پیشوا ہمارا ہے لہذا امیدوار ہین کہ ساٹھہ لاکھہ روپیہ ہمکو دلوا دو
چنانچہ نواب وزیر نے قریب لشکر پہونچکر حافظ رحمت خان کو بلایا اور صلاح اس باب مین پوچھی القصہ
سفر اوم کھاٹ مشہور ہے اس سفر مین بہت لشکر ہمراہ نواب وزیر تھا چنانچہ سوداگرین فقط بنجارون کی
لشکر ظفر پیکر مین تھین خلاصہ بعد رد وبدل بسیار یہ بات قرار پائی کہ پٹھانون کو دست قدرت باقی نہین
لیکن نواب وزیر تمسک چالیس لاکھہ روپیہ کا مہری رحمت خان لیکر زر مذکور مرہٹہ کو اپنے پاس سے
عنایت کرین نواب وزیر نے حافظ رحمت خان سے تمسک بمعیادی ایک سال کا لکھوا کر چالیس لاکھہ روپیہ
پٹھانون سے اور چالیس لاکھہ روپیہ اپنے خزانہ سے بنام حافظ رحمت خان قرض کے طریق اور چالیس لاکھہ

اپنی طرف سے کہ جا بجا ایک کروڑ ہوا اور مشہور ہون کو دیکر جانب پونہ رخصت کیا قلعہ جات اٹاوہ وغیرہ اور ملکون کے جو پٹھانون سے تعلق رکھتے تھے اپنے قبضہ تصرف مین لائے اور وہ تمسک لیکر اپنی ملک کی طرف رجعت فرمائی اور ضابطہ خان کو ساتھ لاکر نوکر رکھا ہزار سوار عنایت فرمائے —

ذکر جنگ نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کا حافظ رحمت خان سے

پھر کیفیت دلمین نواب وزیر کے توہم افاغنہ بسبب غبار ایام ماضی کا تھا کہ اونھون نے شکست بکسر کے بعد جب نواب وزیر نے مدد وحمایت چاہی تھی کلمات سخت وسست لاف زنی کے ساتھ زبان پر لائے تھے اس ازالہ سے کا سر شکنی اونکی منظور تھی لیکن نجیب الدولہ نہین چاہتے تھے کہ صورت مخالفت واقع ہو چونکہ مشیت الٰہی مین انسان کا دخل نہین اس عرصہ مین نجیب الدولہ نے قضا کی اور میعاد تمسک پوری حافظ رحمت خان مذکور سے ہوئی نواب وزیر نے طلب کیا حافظ رحمت خان نے پٹھانون کو فہمائش کی کہ زر مشروطہ پہونچانا ضرور ہے ایسا نہو کہ مقدمہ سہل دشوار ہو جائے مگر پٹھانون کو یہ خیال ہمیشہ سمایا تھا کہ ایک طرف ضابطہ خان مع [illegible] سوار جمعیت ملازم نواب ہے اور دوسری جانب دوندے خان کہ درپردہ وزیر سے سازوباز رکھتا ہے [illegible] مخالفت غیر ممکن اسلیے ادای زر مذکور مین عذر و تساہل کرتے تھے آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ حافظ رحمت خان نے جواب خط نواب وزیر اس مضمون سے تحریر کیا کہ پٹھان ہمارے اختیار مین نہین اور میرے ذاتی حصہ مین پانچ لاکھ روپیہ سے زیادہ نہین [illegible] بہم پہونچا [illegible] لیا ہے اور بالفعل آپکے قبضہ تصرف مین ہے زر مذکور سے کمتر نہین کہ ادای زر [illegible] اوس سے ممکن نہ ہو نواب وزیر نے [illegible] گورنر جنرل [illegible] بہادر گورنر [illegible] کہ حافظ رحمت خان باوجود اپنی تحریر کے خلاف کرنا چاہتا ہے [illegible] منظور ہے [illegible] اس [illegible] گورنر جنرل [illegible] اعلیٰ [illegible] حافظ رحمت خان [illegible] طرف [illegible] ہوا تھا

کہ افاغنہ کمربستہ نے سرپا مین سونہ اوٹھایا تھا کہ سپاہ انگریزی کو اپنے سرپر دیکھا حافظ رحمت خان فیل سوار
میدان مین آیا ہنوز رزمگاہ مین ہنگامہ حرب وضرب بخوبی گرم نہوا تھا کہ دفعتہ گولہ توپ صورت قضا سے حافظ رحمت خان
پر سر دست آپہونچا چشم زدن مین کام تمام کیا آخر افاغنہ جو آتش زیر پا تھی گرما گرمی اونکی سرد ہوئی اور
قدم میدان سے اوٹھا کر راہ فرار پر رکھا اور وابستگان حافظ مقتول عیال واطفال سمیت دامنگیر کوہستان
کمایون ہوئے مگر جنرل چمپئن صاحب بہادر نے تعاقب اونکا چھوڑا نہین ذکر اسکا آگے احوال رحمت خان
مین بہ تفصیل آئیگا خلاصہ یہ پھر نواب وزیر نے اپنی فرزند ارجمند یمین الدولہ سعادت علیخان بہادر کو بیس ہزار
سوارون سمیت بریلی مین مامور کیا اور چند افسر مثل مرتضیٰ خان بڑیچ اور سیدی بشیر خان وغیرہ وہان
چھوڑے اور صورت انفصال معاملہ یہ ہوئی کہ حسب درخواست فیض اللہ خان جو پٹھان سمیت جانب
کوہستان گیا تھا چودہ لاکھ روپیہ کا ایک رامپور اولاد علی محمد خان کے نام کہ سرگروہ پٹھانون کا تھا بطریق
جاگیر عنایت فرمایا اور ہانسی حصار وغیرہ جو اوس طرف دریاے جمن کے واقع ہے نواب نجف خان کو کہ حمایت
کے واسطے مقامات اسولی مین آرہے تھے ذیل سلطنت مین حوالہ کیا باقی قنوج کول تک اور شاہجہان پور
سے امروہہ تک جسقدر ملک ذیل مین روہیلون کے تھا قبضہ نواب وزیر مین رہا بعد اسکے نواب محبت خان
پسر حافظ رحمت خان جنرل چمپئن صاحب کی معرفت ملازمت مین حاضر آیا کیفیت اسکی آگے زیب قلم ہوگی
اور ضابطہ خان کو مرزا نجف خان کے حوالہ کیا کہ پتھر گڈہ مین جا کر پایکر کامیاب ہوا یہ باتین تو یہان تک ختم
ہوئین اب نواب وزیر بعد انفراغ مہم فیض آباد مین آکر اپنی فوج وملک کے نظم ونسق مین ہمہ تن مشغول
ہوئے لیکن بقول مولف بیت دار فانی مین ہے قرار کسے * جسکو آباد سفر دیکھا * قضاے کار نواب
وزیر عارضہ مبارک مین مبتلا ہوئے بعض اشخاص روایت خلاف مشہور کرتے ہین کہ نواب وزیر نے دختر
حافظ رحمت خان کے ساتھ خلوت چاہی تھی اوس عصمت شعار نے بمقتضاے غیرت بادوس زخم زہر آلودہ
چھری کا موضع ناف کی جگہ پر دیا لیکن عارضہ مذکور راستہ سے لاحق ہوا تھا کہ پالکی آئینہ دار پر سوار ہو کر بطریق
ڈاک فیض آباد پہونچے اور چند عرصہ جراحان ہند وفرنگ کا معالجہ رہا ہنوز صورت تندرستی ظہور مین نہ آئی
تھی کہ بادہ سرطانی چھلکا اور جام حیات شراب ممات سے لبریز ہوچکا تھا دوسری ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری کو
دار ناپائدار سے جانب عالم قرار کوچ کیا گلاب باغ مین جو بنایا ہوا اونکا فیض آباد مین ہے دفن ہوئے
پھر استخوان انکے بصد ہدایت اونکی شاہجہان آباد مین کہ جہان جہان کا خمیر تھا وہان پہونچا ہمگی ایام ریاست

وزارت بائیس ۲۲ سال شمار مین درآئی وعمر بیالیس ۴۲ برس کی تھی اس چند عرصہ مین اس صاحب داعیہ اور عالی
ہمت نے وہ نظم ونسق فرمایا کہ اس خاندان مین دوسرے سے وقوع مین نہین آیا اٹھارہ ہزار ہرکارہ ملازم
تھا جو خبرین پونہ اور سرکار مرہٹہ کی نو دن مین اور کابل کی بارہ دن مین آتی تھین اور آپ ملاحظہ فرماتے تھے
شجاعت وسپاہگری مین بھی اسقدر نام آوری پیدا کی اور رونق تازہ دی کہ سوای چھوٹے بڑے توپخانہ کے
سات سو توپین جلبی نوساختہ ہمرکاب رہتی تھین اور کئی ہزار فرانسیس اس کارخانے مین نوکر تھے چنانچہ بعد مصالحہ
انگریز بہادر فی الفور اونکی ظہور مین آئی بلکہ یہ بات شامل عہدنامہ بھی ہوئی تھی کہ فرانسیس کو نوکر نرکھین گی اس
زمانے مین کپتان ہاپر بہادر رزیڈنٹ تھے القصہ پھر میجر پھولیر بہادر تشریف لائے اور کرنیل کلیس ملازم
فوج انگریزی مین مامور تھا کوئی عمارت نامی نواب وزیر مرحوم کی لکھنؤ مین تعمیر نہین ہوئی چھاونی فیض آباد
و عمارت وہان کی ساختہ نواب وزیر نامی موجود اب کیفیت امیرون کی جو اس عہد وزارت مین تھی یہ ہے
پہلی آتما رام قوم کھتری دیوان برہان الملک یہ شخص صاحب مرتبہ تھا اور دو لڑکے تھے ایک راجہ پرتاب سنگھ
اور دوسرا راجہ رام نراین یہ دونون قدیم سے عہدۂ دیوانی سے کامیاب رہے چنانچہ صاحب ریاست
رام نراین تھا اور لڑکا انکا راجہ مہانراین لئیق وہوشیار کہ راجہ رام نراین کے بعد رحلت عہدۂ دیوانی نصیب ہوا
اور حال راجہ بینی بہادر جو نائب مشہور تھا اس سی پہلے قلمبند ہو چکا ہے مسمی راجہ صورت سنگھ پہلے متصدیون کے
زمرہ مین راجہ مہانراین کے تعلق نوکر تھا پھر اسکے بعد علاقہ اطلاق نویسی مین مامور ہوا آدمی لیاقت دار و
کارپرداز تھا روز بروز ستارہ ترقی مائل باوج رہا عہدہ محاسبہ عمال ملک متعلق ہوا آخر رفتہ رفتہ کار دیوانی پر
مامور ہوا اور راجہ جگناتھ داماد اسکا تھا خلاصہ وہ دونون حسن لیاقت ولباس امانت سی متحلی تھے اور دیوان
کہے جاتے تھے عمارات عالیہ انکی لکھنؤ اور فیض آباد مین مشہور اور محمد بشیر خان غلام حبشی کہ مولد اسکا اور اسکے
باپ کا لاہور اور کریم اللہ خان اسکا وکیل معین الملک صوبہ دار لاہور ہو کر بارگاہ سلطنت مین حاضر رہتا تھا چونکہ
شیعہ مذہب تھا نواب صفدر جنگ سے رجوع لاکر حضور نواب شجاع الدولہ بہادر مین مرتبہ حاصل کیا اور بعد
جنگ بکسر قلعہ دارچنار گڈہ بنا اور فوج متعینہ بریلی کا جو مرزا سعادت علیخان بہادر کی جنگ حافظ رحمت خان
کی بعد قرار پائی تھی سردار ہوا تھا مرتضی خان اور محبوب علیخان اور لطافت علیخان سمیت مامور ہو کر بریلی مین
رہتا تھا اور عہدۂ میر تزک متعلق حال اسکے وفات کا ذکر سلطنت مین گذرا اور جسجگہ مناسب ہوگا زیب قلم کیا جائیگا
اور عہدہ خزانہ عامرہ نواب شجاع الدولہ بہادر رای پتر چند بقال برادر زادہ ذوقی مل کے تفویض تھا اور کثرت

سپاہ کی وجہ نواب شجاع الدولہ بہادر کو نوبت خزانہ جمع کرنے کی کمتر پہونچی جو کچھ زر آمدنی آتا تھا خرچ سپاہ
مین صرف فرماتے تھے باقی محل مین نگاہ رکھتے تھے خزانچی برای نام تھا اور عہدہ نظارت بہار علیخان
اور جواہر علیخان خواجہ سراؤن کے نامزد تھا چنانچہ بہار علیخان خوبصورتی و خوش جمالی کے بدولت معشوقہ
نواب موصوف مشہور تھا اور جواہر علیخان خواجہ سرایان ہمراہی بیگم صاحبہ مین بہت فرد متین و پر منحر تھا صاحب
قدرت اور توشکخانہ نواب وزیر عنبر علیخان خواجہ سرا کے سپرد تھا اور سوا ہی انکے محبوب علیخان اور الماس علیخان
وغیرہ خواجہ سرایان ہمراہی بیگم صاحبہ یعنی زوجہ شجاع الدولہ بہادر مشہور تھی اور باورچیخانہ مولوی فضل عظیم خان
سی گرم تھا اور حسن رضاخان کو بھی سرکار نواب مین خصوصیت حاصل اکثر احکامات مالی و ملکی انکے واسطے سی
جاری ہوتے تھے چنانچہ یہ پوتا جانسپار خان کا تھا اور جانسپار خان خواصان معتمد عہد شاہجہان بادشاہ سی تھا
خلاصہ انکے نسل سے چار بھائی تھے محمد عسکری خان محمد ابراہیم خان صمصام الدینخان مرزا علی رضا اور
محمد عسکری خان کے دو فرزند اور ایک لڑکی تھی چنانچہ یہ لڑکی مرزا علیخان کے ساتھ منسوب ہوئی نواب
مظفر الدولہ انکے نطفہ سے تھے اور نام اون دونون لڑکون کا مرزا اچھی صاحب اور منگلو صاحب تھا اور
محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہ تھی مگر مرزا صمصام الدین کے جو فرزند تھا وہ جوہر لیاقت سی محروم لہذا
مشہور نہوا مگر مرزا علی رضا کے تین فرزند اور تین لڑکیان تھین ایک بنارسی بیگم جو لطف علیخان ابن نبد علیخان
داروغہ داغ تصیحہ سی منعقد تھی اور دوسری مرزا جعفر صاحب سی سلسلہ زوجیت رکھتی تھی ذکر انکا اکثر زیب قلم ہوگا
اس سرکار مین دانشمند تھا باقی اور متوسلان سرکار انگریزی مین جہان بیلی صاحب کی وجہ محسوب کیے گئے تھے
اور تیسری زوجہ مرزا اچھی صاحب پسر آغا زین العابدین ابن نواب کالب کی تھی یہ کلب علیخان عموی نبد علیخان
مذکور وغیرہ مردان علیخان کے تھے یہ تینون لڑکیان اور نواب مرزا حسن رضاخان ایک بطن سے تھے
اور موسے رضاخان اور غلام رضاخان دو لڑکے مرزا علی رضا کے بطن مختلف سے پیدا ہوئے چنانچہ
حسن رضاخان کو انکے عموی محمد ابراہیم خان نے پرورش کیا تھا اسوجہ حسن رضاخان وقت شباب سے
ہمراہ نعیم خان رہے یہ نعیم خان خالہ محمد ابراہیم خان کے فرزند تھے بعد انکے کچھ دنون ہمراہ بشیر خان سرکار
نواب شجاع الدولہ مین سرفراز ہوئے اور نعیم خان مصاحبان قدیم عہد صاحبزادگی نواب شجاع الدولہ بہادر
سی تھے اخر کار جاعت شجیبان ثابت خانی انکے متعلق ہوئی چنانچہ کوٹھی نعیم خان کی بنائی ابتک لکھنؤ مین موجود
اور بعضے انکے اقربا ہی ثابت خان سے جا ملتے ہین انوپ گیر یعنی ہمت بہادر خطاب اور امراؤگیر یلہ اندر گیر یہ دونون

رسالدار تھا سات ہزار سوار قوم مغل سمیت پرتاب گڈھ اور الہ آباد مین رہا اور ابتدای عہد نواب آصف الدولہ
بہادر مین دست اجل نے چہرہ اوسکا فرد حیات سے نظری کردیا سید محمد باقر خان نبیرہ سیدی فولاد خان
کوتوال شاہجہان آباد کی پانچ چھہ ہزار سوار و پیادہ زیر حکم تھے اور تدارک راجہ ہای سرکش ملک سرو ار کہ
عبارت دامان کوہستان لب دریای گھاگرہ سے ہے متعلق رہا پھر بعد عہد نواب آصف الدولہ بہادر علاقہ
جاگیر بیگم صاحبہ واقع فیض آباد مین بسر کی سرکار وزیر سے تعلق نہ تھا گوپال نپڈت بھائی رگھوجی بہسہ
باجی راو ایک ہزار پانچ سو سوار مرہٹہ ہمرکاب رکھتا تھا اور اوتالیس ہزار روپیہ مشاہرہ رسالہ مین دستخط اسکے
کام کرتے تھے آخر مرہٹون مین جا کر شامل ہوا جمیل الدین خان تورانی دو ہزار سوار کے رسالہ پر کار فرما تھا
اور سپہر اجل نے زندگانی اپنی اسی سرکار مین طے کی عمارات اسکی وبات لکھنؤ مین باعث بنیاد نشان قائم ہی
مگر آثار اولاد باقی نہین جملہ مسمار اور مرتضے خان بڑیچ پسر مصطفی خان؛ جنگ خر کہ امرای بنگالہ سی عہد مہابت جنگ
مین تھا آخر بنگالہ سے پھر کر نواب شجاع الدولہ بہادر کا نوکر ہوا چار ہزار روپیہ درماہہ ذات تھا اور رسالہ
سواران ہمراہ اور انکی اولاد نے دہلی مین ترقی پائی لطافت علیخان خواجہ سرا ایک بمرگڈہ یعنی چار پلٹن کا
مالک تھا محبوب علیخان کے ساتھ بارہ ہزار سوار و پیادہ تھے دہلی مین ہمرکاب نجف خان رہکر زیارت کے
واسطے راہی ہوا قاسم خان بسمل پانچ چھہ ہزار سوارون کا رسالدار تھا لیکن عہد نواب آصف الدولہ بہادر
کی پہلے برخاستہ ہوکر جانب اطراف دکن قدم زن ہوا اور بعضے اقربا اوسکے شاہجہان آباد مین رہے
کرنجی بیگ خان اور میر عزیز اللہ خان پنجابی وغیرہ یہ سوای اونکے صاحب رسالہ تھے جمشید بیگ اور خواجہ نعمت اللہ
کی ہمراہ دو دو ہزار ترک سوارون کا رسالہ تھا چھہ ہزار پیادہ نجیب شاہجہان آبادی کہ پیش پاسی شمار کیے
جاتے تھے حوالہ مرزا احمد سالار یہ نجیب کام سی توپ تفنگ کے بخوبی آشنا تھے اور مرزا احمد نہایت مردم شناس تھا
کہ ہیچمدان کو اوسکی پلٹن مین جگہہ نہ تھی سب سپاہی نجیب و شریف تھے اور نام بائیسی پلٹن آخر عہد سلیمان جاہ
باقی رہا مگر اولاد سے انکی تعلق نہ تھا ان مرزا احمد کے دو فرزند تھے نامی ایک نے بعد برہمی روزگار کانپور
عمل انگریزی مین بسر کی اور دوسرے میر نظر علی نام داماد معتمد الدولہ صاحب وثیقہ اب تک باغ شینبک
مین شگفتہ ہر [illegible] اسماعیل [illegible] بالا راو مرہٹہ بھی رسالدار تھے خلاصہ اس سرکار عالی مین
ایک [illegible] ہزار پیادہ [illegible] تھے اور روایت بعضون کی یہ ہے کہ ستر ہزار پیادہ تلنگہ اور جیبدار
[illegible] اور [illegible] شجاع الدولہ بہادر تھے اور تیس ہزار سوار سے زیادہ آخر عہد نواب [illegible]

آخر کار سوارون سے متنفر ہو کر نگاہداشت سوار پیادہ کی طرف توجہ زیادہ تھی۔

ذکر وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر

نام نامی وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر برگزیدۂ خدا وخلائق کا مرزا یحیی خان بہادر اور مرزا امانی بھی لوگ کہتے تھے بلاشک ایسا جوان جملہ خوبیون سے آراستہ پیر فلک نے بچشم مہر و ماہ ہزارون برس سے نہ دیکھا ہوگا قامت مبارک اس سرو بوستان ریاست کا جانب اسفل اعلے سے کمتر تھا اسوجہ سواری اسپ مین رانین کم آشنا تھین خانۂ زین کو جسطرح چاہیے آباد نکر سکتے تھے تیر اندازی وتفنگ زنی مین ید بیضا حاصل اور ذہن عالی اور یاد داشت اس صورت کی تھی قسم حیوان وانسان سے جسکو ایک نظر دیکھ لیا پس صورت مردم دیدہ تصویر اوسکی بیاض چشم مین منقش ہوگئی ایام صاحبزادگی مین عہدۂ میر آتشی اور خدمت غسل خانہ بادشاہی انکے نام سے کرم اور آبرو یافتہ تھا طبیعت خدا پرست کوئی دم یاد الہی سے فراموشی نہ تھی ہاتھی یا پالکی پر سوار ہوتے تھے سبحان اللہ وقت سواری بھی درگاہ معبود مین جبہہ سائی کے ساتھ استغفار و توبہ فرماتے تھے اور کبھی تسبیح ہاتھ سے اوس دانائی دہر کے جدا نہوتی تھی نماز پنجگانہ اوس زندہ دل کی قضا ہونا کیسا ادا ہوا کی مصارف عشرہ محرم وتعزیہ جناب سید الشہدا علیہ السلام کمال خضوع وخشوع کے ساتھ تھا چنانچہ جس دکان مین سر بازار تعزیہ ملاحظہ فرماتے تھے پا پیادہ جاتے تھے کم سے کم پانچ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ہزار روپیہ نذر کرتے تھے کئی لاکھ روپیہ کا ہر سال محرم مین خرچ تھا جو کچھ باب تعزیہ داری مین ان نواب وزیر سے ظہور مین آیا عشر عشیر اوسکا سلاطین پیشین کو نصیب ہوا تھا اسعہد مبارک مین یہ شہر لکھنؤ انکی بدولت رشک گلزار ارم تھا ہولی اور بسنت اور جشن وغیرہ مین ہر سال لاکھون روپیہ صرف فرماتے تھے بہار عشرت وعیش سے گلشن ہستی مین اس نواب رنگین طبیعت سے رونق پائی اور خرچ مطبخ خاص کا سواے فرمائشات دو ہزار دو سو روپیہ یومیہ سے زیادہ تھا اور جسوقت عزم شکار فرماتے تھے جنگلی ہاتھی چالیس چالیس سوار اور پیلے کے آدمی دست بدست زنجیر شکار مین باندھ لاتے تھے شیر و گرگ و آہو وغیرہ کے شکار کا کچھ حساب نہین مرغان ہوائی تا دیک جگہ دور کرشانہ خورشید فلک اور گاو چرخ کا زہرہ آب تھا اور مرغخانہ وغیرہ سرکاری مین ہزارون روپیہ ماہواری کا صرف المختصر ہنوز جنازہ نواب شجاع الدولہ بہادر گلاب باغ مین نپہونچا تھا کہ نواب سالار جنگ اور مرزا علی خان

وغیرہ اور امرا اکابر شایست جہانرہ سے مراجعت فرما کر جناب عالی یعنے آصف الدولہ بہادر کو مسند وزارت پر جلوہ افروز کیا کرنیل کلیس صاحب بہادر اور مسٹر کنوی صاحب بہادر جو اہالیان کمپنی کی طرف سے مامور تھے حسب ضابطہ رسم تواضع سے خرسند ہو کر زبان گویا کو لفظ تہنیت سے آشنا کیا اور سید مرتضی خان جو ایام صاحبزادگی سے مدار المہام تھے انکو عہدہ نیابت بالاستقلال سے سرفراز فرمایا اور مختار الدولہ بہیبت جنگ خطاب مرحمت ہوا اور عہدہ جرنیلی انکے لڑکے کے نام پر ہوا اور اقبال الدولہ خطاب پایا اور نیابت جرنیلی خوشحال رای پیشکار کو عنایت ہوئے اور عہدہ نظارت و خانسامانی تحسین علیخان اور آفرین علیخان خواجہ سراؤن کو تفویض فرمایا القصہ جو عہدنامہ وقت جلوس سرکار انگریز سے قرار پایا مضمون اوسکا یہ تھا پہلے کمی کرنا سپاہ زاید عہد نواب شجاع الدولہ بہادر مرحوم کا اور دوسرے نوکر رکھنا دو کمپو انگریزی چھپن لاکھ روپیہ تنخواہ نقدی کو سرکار کمپنی کے واسطے اور تیسرے پرداخت برادران و اقربای نواب وزیر مرحوم مغفور و اطاعت حضرت ظل سبحانی اور چوتھے رہنا ایک شخص کا بارگاہ سلطنت مین بطریق وکالت تجویز ہوا پھر کمپنی یہ سب باتین حسن و خوبی کے ساتھ سرانجام پائین۔

ذکر حال مختار الدولہ

پوشیدہ نہ ہو کہ مختار الدولہ خاندان سادات حسنی حسینی کہ اصل انکی مدینہ سے نقل کی گئی ہے وہان کسی اگر سلطنت مین خروج کیا عباسیہ نے انکو عراق سے باہر کیا پھر اصفہان فارس مین آئے مولد انکا شیراز ہے بزرگ انکے ہمیشہ داخل زمرہ مرزایان دفتر ایران زمانہ صفویہ مین تھے چنانچہ عمارات و باغات و ریاست انکی ایران مین یادگار باقی رہی جس وقت فرقہ اوزبکیہ اور تکلیہ وغیرہ افاغنہ عہد نادر شاہ سے پہلے خواستگار سلطنت ایران ہو کر اصفہان کو محاصرہ کیا اور امراے صاحب دولت صفویہ کو مبتلای محاسبہ کر کے اخذ زر کے واسطے کشاکش مین ڈالا اشرفا اور امرا اوس دیار کے جلای وطن ہوئے دفتر بادشاہی اور خانہ ہای رعایای اصفہان کو لوٹا اور جلایا اوس وقت سید [illegible] ابن سید منصور ابن سید علی رضا کہ سات پشت سے نسب انکا محمد طباطبا اور ابراہیم طباطبا سے سلسلہ پدری پہنچا محمد ابراہیم دونون ابنا حسن مثنیٰ اولاد حضرت امام حسن مجتبی علیہ السلام کے تھے بصرہ و بغداد و اطراف بصرہ فارس مین مدت تک نیز شمشیر سلطنت کی ہین چنانچہ تفصیل انکے احوال کی مجالس المومنین و عمدۃ المطالب وغیرہ مین مشہور ہے کہ یہ حسن مثنیٰ اور اولاد حضرت امام حسن کو دو جہت سے بزرگی تھی ایک ناظم ہونا اور دوسرے بانی کی طرف سے کہ نسب پوشیدہ انکا عادل سے ملتا ہے کسو واسطے کہ شہربانو زوجہ جناب ابا عبد اللہ الحسین

علیہ السلام دختر یزدجرد بن شہریار بادشاہ ایران کی تھی اور اولاد حسن مثنیٰ مین مدت تک سلطنت عراقین رہی مگر خلفاے عباسیہ نے زوال شوکت کے ساتھہ عرب سے اخراج کیا اور فارس مین لاکر مدت دراز تک قید رکھا خلاصہ سید احمد مذکور چند پشت سے داخل جرگہ مرزایان دفتر ایران عہد دولت صفویہ تک رہے آخر کشاکشی افاغنہ مین عزل نصب ہوے اور خانہ برباد آخر کار سید احمد عالم تجرد مین اصفہان سے بانداز نگاہ مخفی و پوشیدہ نکلکر جانب بیت اللہ قطع منازل کرنا شروع کی بعد طواف حرم شریف مدینہ شریفہ مین آکر وہان سے زیارت مزار مطہرہ جناب سیدۃ النسا علیہا وعلی ابیہا الف الف تحیۃ والسلام کے واسطے گیا اور خدام درگاہ سے استدعا کی کہ بہ ہیئت زیارت حجرہ منورہ کے اندر مشرف ہو خادم آستانہ شریفہ نے جواب دیا کہ یہان رسم زیارت بیرون قبہ سے ہے اندر اوسکے کوئی مرد جاتا نہین ناچار سید احمد یہ بات سنکر نہایت غم و اندوہ مین تین رات دن برابر آستانہ مبارک پر بے آب و دانہ گریہ وزاری کے ساتھہ مشغول رہا چوتھی رات کو خدام روضہ مطہرہ نے عین خواب شیرین مین یہ دیکھا کہ یہ سید احمد فرزند ہمارا ہے دروازہ مزار مبارک بلا تکلف کھول دو مقام شش و پنج کا نہین اور اوسی وقت صداے طیبۃ طیبۃ گوش زد ہوئی اور جناب سیدہ نے سر سید احمد پر دست شفقت رکھکر تسلی دی چنانچہ کرامت مخدومہ نشان پنجہ شریفہ سر و دست سر سید احمد پر آشکار ہوا اور تا دم مرگ باقی رہا ہر ایک کو اوسکے دیکھنے سے صورت آئینہ حیرت ہوتی تھی خلاصہ اوس عالم عسرت مین نشان پنجہ دست مبارک دیکھکر سید احمد اسقدر گریہ و مناجات مین مصروف ہوا کہ عالم بیخودی طاری تھا ابھی آدھی رات گذری تھی کہ خادمان درگاہ حسب الحکم سیدۃ النسا علیہا السلام سر سید احمد پر پہونچے اور جو لباس اوسکے زیب بدن تھے پارہ پارہ کرکے تبرکاً اوٹھا لیگئے سید احمد مدت دراز تک مدینہ مین رہکر خدمت آستانہ سے مشرف رہے اور اس حکایت نے شہرت پائی حضور صفویہ سے تجدید خطاب طباطبا خان مرحمت ہوا اگرچہ کتاب عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب مین زیب قلم ہے کہ ابراہیم طباطبا ہنوز خورد سال تھے ایکدن باپ نے چاہا کہ جامہ قطع ہوا ابراہیم سے پوچھا کہ تمہارے واسطے قمیص قطع ہو یا قبا ابراہیم کہ ہنوز خورد سال تھے لکنت زبان طفلانہ سے لفظ قبا قبا کے عوض طبا طبا زبان پر لاے اوس وقت اولاد اونکی طباطبا سے مشہور ہوئی اور وجہ دوسری اور کتابون مین یہ بھی قلمبند ہے کہ صداے طباطبا روضہ مطہرہ سیدہ موصوفہ سے اور کسی اولاد ابراہیم کے واسطے نافذ ہوئی تھی اور اہل عرب و عجم نے کلمہ طیبۃ طیبۃ کو تحریف و تصحیف کرکے طباطبا کہا ہی یہ حال ایام زمانہ ماضی کا ہے اور وساختہ طباطبا خان سید احمد کا جو گذرا دیکھیے

اوسکے ہنوز موجود تھے کہ بعض لوگون نے سنا ہی الغرض سید احمد کو ایام سکونت مدینہ منورہ مین جاروب کشی
درگاہ سے کام تھا اور بسر اوقات تحریر کلام اللہ پر تھی کہ خط نسخ کی نہایت درجہ خوشنویس تھے القصہ اہل و عیال
بھی اونکے ساتھ تھے جب سن بلوغ کو پہونچے اور طالب معاش ہوئے سید احمد اونکو لیکر اپنے مکانات مین کہ درمیان
ایران تعمیر تھے یعنی اصفہان مین آئے چونکہ عملداری ایران و امور سلطنت نے انتظام پایا تھا خیال محاسبہ دفتر و اندیشہ
برہمی سلسلہ اور تلف ہونے کو اغذ ملکی سے خوف کھا کر ایک لڑکے کو کہ سید مصطفی نام تھا کہ ثانی الحال بخطاب
مصطفوی مخاطب ہوا تھا ساتھ لیکر جانب ہندوستان متوجہ ہوئے اور کچھ اولاد اونکی اصفہان مین قیام پذیر
ہوئی اوس زمانہ مین حضرت خلد منزل بہادر شاہ ابن اورنگ زیب کو علمای لاہور سے شیعہ و سنی کے بارہ مین منازعہ
اور گفتگوی علمی تھی مرزا موسوی خان کہ جملہ اکابر علما و امرا سے تھے اونھون نے سید احمد کو اپنے گھر مین بطریق مہمان
رکھا اور علم و کمال سے انکے حضور خلد منزل کو آگاہ کیا چنانچہ تسبیح خانہ مین صورت ملاقات تعظیم و بغلگیری کے ساتھ
ظہور مین آئی سید احمد کہ حافظ سہ ہزار حدیث صحیحہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی تھی وہ گوہر شاہوار کلام آبدار کے
نیسان زبان سے برسائے کہ حضرت نے نہایت محظوظ ہو کر ایک طلائی طبق زر سرخ سے لبریز اور ایک نقرئی طبق
روپیون سے بھرا ہوا نذر کیا پاندان اور اونکا کچھ عنایت کیا ملازمان و خدمتگاران سید احمد سے ایک شخص تھا
لاابد خان نام مرد با کیفیت و صاحب تصرف اکثر نقل کرتا تھا کہ وہ اشرفی و روپیہ ہر ایک وزن مین دس تولہ سے
کم نتھا خلاصہ بعض ارباب کہتے ہین کہ اوس صحبت و ملاقات مین خطاب طباطبا خان سید احمد کو امداد ہوا مگر کیفیت
یہ الفاظ خلاف اصل ہین آخر کار سفارت ایران کے واسطے انکی تجویز ہوئی لیکن قبول نکی کسواسطے کہ غلبہ نادر شاہ
سے وہی کار تھا اور سید مصطفی کو پیشکار خلد منزل سے خطاب مصطفوی خان عنایت ہوا ہنوز لشکر فیروزی
مین تھے کہ خلد منزل نے منزل خلد مین قیام کیا اور صورت مخالفت در شاہی سلطنت مین واقع ہوئی اور عہد سلطنت
حضرت محمد فرخ سیر تک وہ شاہجہان آباد مین رہے اور نواب برہان الملک سے جو ولایتی شناسائی رکھتے تھے
ملاقات کرکے ملازمت محمد فرخ سیر سے مشرف ہوئے خلاصہ جب سید احمد نے رخصت ولایت کی درخواست
کی اور حضرت کو بچشم التفات و رحمت منظور نظر تھا کہ انکو کسی عہدہ و خدمت لائق پر مامور کرین لیکن سید موصوف نے
قطعاً اغماض و انکار کیا چونکہ حسب و نسب انکا آفتاب سے زیادہ تر روشن تھا حضرت نے اپنے محل مین تذکرہ
انکا کیا نواب ملکہ زمانی نے ایک لڑکی سید کی اپنے عہد عاطفت مین پالی تھی بہر حال صورت و سیرت مصطفوی خان
سے مطلع ہو کر ارشاد کیا کہ اگر سید طباطبا خان کو دیکھی ہے انکا بیٹا ہے تو اپنے فرزند سعادتمند کو عقد کر دین

کہ ہم شادی اسکی اپنی آنکھون سے ساتھ عمل مین لائین خلاصہ یہ صورت نواب مولوی خان و نواب
برہان الملک کی بوجہ سعی ظہور مین آئی یعنی اوس لڑکی کے ساتھ کہ رقیہ بیگم نام تھا شادی فرزند کی
ہوئی اور عروسی جہیز لاکھ روپیہ سے زیادہ عنایت کیا اسباب و سراپا و دو خواجہ سرا جواہر و زیور ہاتھی
و پالکی بھی مرحمت فرمائے چنانچہ محمد ایاز نام خواجہ سرا اونھین خواجہ سراؤن سے تھا اور بعض زنان پیران کی
زبان سے سماعت مین پہونچا ہے کہ پنجرے طلائی تار کی جسمین زمرد و یاقوت نصب تھے اور اوس لڑکی کے
کھیلنے کے واسطے بنی تھی اسباب جہیز کے ساتھ آئی اور پرگنہ موہونہ بارہی قلمرو لکھنؤ مین بابت جاگیر دیا گیا
خلاصہ مصطفوی خان اپنی جاگیر مین نواب برہان الملک کے ساتھ آئے جب سلطنت فردوس آرامگاہ کو
پہونچی القصہ نواب صفدر جنگ بہادر اور سید مصطفوی خان سے بواسطہ نواب برہان الملک صورت دستار بندی
کی ظہور مین آئی قصہ مختصر طبا طبا خان یعنی سید احمد کا سن مبارک زیادہ ہو چکا تھا لکھنؤ مین پہونچکر جہان فانی سے
گذر گئے مقبرہ اونکا راج گھاٹ مین دریاے گومتی پر تعمیر ہوا چنانچہ وہ مزار پاک اونکا مرجع ارباب عطا اور صاحبان
حاجت کا تھا پھول اور چراغ اہل غرض لاکر روشن کرتے تھے خلاصہ مطلب مصطفوی خان کو کسی ضرورت کی
جاگیر مین صورت توقف واقع ہوئی انھون نے سند جاگیر نواب برہان الملک کو اور جاگیرداروں کے
شمول حوالہ کی اوسکے بعد برہان الملک نواب صفدر جنگ نے یہ عادت قرار دی کہ جب برس دو برس
مصطفوی خان نے اوس جاگیر مین مقام کیا تمام داخل خالصہ کہ عوض جاگیر ہوتا تھا اپنے تصرف مین لاتے
جس وقت متصدیان سرکاری محاسبہ نکالتے تھے صفدر جنگ بہادر مصطفوی کو یہ مضمون اپنے ہاتھ سے
زیب قلم فرماتے تھے کہ صاحب من سلامت مدت ہوئی کہ باہم ملاقات نہین ہوئی مشتاق رہتا ہون
والسلام خلاصہ یہی اشارہ تغیری علاقہ تھا غرض یہ خط پہونچنے کے بعد خان مذکور لکھنؤ مین آکر برس
دو برس اپنا زر جمع کیا ہوا صرف کرتا تھا چنانچہ خرچ اسکے نان و نمک کا کم سے کم ہزارون روپیہ ماہواری سے
زیادہ تھا جب نواب ممدوح کو اخبار اسکے تکلیف خرچ کی پہونچتی تھی سند دوسرے علاقہ کی دیکر رخصت
کرتے تھے خلاصہ محاسبہ انکا بقلم معاف تھا بعد انتقال نواب صفدر جنگ خان مذکور نواب شجاع الدولہ
بہادر سے اجازت روانگی عتبات عالیات لیکر روانہ ہوئے اولاد چھیدا لال صاحب درویش مشرب طریقہ
پیری مریدی و حیثیت مین داخل جسکے درویشان ولایت کہتے ہین اور مشہور ہوا یہ خبر کہ نقش آپ کو
تھا اولاد طبا طبا اور برادران سید احمد سے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ سید احمد دو بھائی تھے ایک صاحب سجادہ

اور دوسرے صاحب امارت و ارادت غرض جو صاحب سجادہ تھے وہ رای بریلی مین رہے مکان اور اولاد
انکی اور سجادہ قائم ہے اور جو دنیادار تھے مراد اون صاحبون سے ہے کہ اولاد مصطفوی خان مین معروف تھے
در خاندان مختار الدولہ نے انھین سے نام پایا اور سید احمد جال نے کہ خروج ہمیرسی جہاد کی ساتھہ کیا قریب لاہور شہادت
نصیب ہوا ان سے تھا واللہ اعلم القصہ جب مصطفوی خان نواب شجاع الدولہ بہادر سے رخصت ہوکر بنگالہ مین پہونچے
گوش زد ہوئی کہ بوجہ زد و برد جنگ جدال فرانسیس و انگریز مین واقع ہے اس رہگذر سے راہ آمد و شد
غربی جہازون کی بالکل مسدود ہے ناچار بنگالہ مین صورت توقف پیدا ہوئی قاسم علیخان نے نہایت لطف و اعزاز سے پیش آکر
مصطفوی خان کو چند محال پورنیان کے نواح مین بطریق جاگیر عنایت فرمائے ایک مدت تک بنگالہ مین رہے
چنانچہ عشرہ محرم اور ایام متبرکہ مین تقسیم کرنا طعام کا مغلیہ کو زبان زد مردم بنگالہ تھا بعد چند عرصہ ناموافقت آب و ہوائے
بنگالہ نے کام اونکا تمام کیا اونکے لڑکون مین ایک سید صاحب پدر پیاری بیگم صاحبہ زوجہ مختار الدولہ کی تھی
اور دوسرے سید اکرم خان باقی بھائیون مین ایک میر محمد باقر خان اور دوسرے میر محمد طاہر خان تھے اور فرزندان
میر محمد باقر سے ایک سید محمد خان اقتدار الدولہ اور دوسرے سید مرتضے خان مختار الدولہ خطاب اور
تیسرے سید اسمعیل نصیر الدولہ معز خان اور فرزندان میر محمد طاہر صاحب سے ایک میر محمد نصیر خان اور
دوسرے محمد سعید خان اور تیسرے میر بابا صاحب اور چوتھے محمد شفیع خان صاحب اور دختران مصطفوی خان
سے صاحب جیو صاحبہ تھین القصہ اوسی جاگیر سے معاش اونکی برقرار جب میر محمد قاسم خان صوبہ دار بنگالہ نے
انگریز کے ہاتھون ہزیمت پائی صورت بربادی ریاست اوسکی آئی آخر جاگیر اون صاحبون کی بھی ضبطی
نصیب ہوئی ناچار خویش و اقربا سمیت لکھنؤ مین آئے مگر اس مرتبہ تمام سرمایہ بنگالہ زمیندارون نے غارت
کیا جب لکھنؤ مین پہونچے نہایت تکلیف سے اوقات بسر ہوئی تھی نواب شجاع الدولہ بہادر کہ ہمہ تن
اپنی مہمات مین مصروف رہتے تھے ہنوز کوئی صورت بندوبست معاش نہوئی تھی کہ آغا صادق وغیرہ
جو اوس زمانہ کے امیرون مین صاحب لیاقت تھا انکی وجہ وہ غربت نصیب حضور نواب آصف الدولہ بہادر کے
ایام صاحبزادگی مین کہ رونق بخش فیض آباد تھے پہونچے اور سید مرتضی خان کو عہدہ خانسامانی سرکار سے
تفویض ہوا اور ڈیوڑھی بیگم صاحبہ یعنے والدہ آصف الدولہ بہادر کی اقتدار الدولہ سید محمد خان کو حوالہ
ہوئی خلاصہ انتظام امور خانسامانی نے سید مرتضے خان کے ہاتھون نہایت رونق پائی آخر انکو براہ
وکالت اپنی درستی مطالب کے واسطے پدر بزرگوار کے پاس بھیجا سید مرتضی خان نے اپنی حسن تدبیر سے

جاگیر آصف الدولہ کے واسطے مہری شجاع الدولہ بہادر حاصل کی اب پہلے سے زیادہ تر رونق کارخانہ ظہور مین آئی جب شجاع الدولہ بہادر سرائے عاریت کو چھوڑ کر جانب ملک بقا روانہ ہوئے اسوقت شورش عظیم وارثان وزارت مین پیدا ہوئی کوئی ملازمان شجاع الدولہ کو منظور نہ تھا کہ چشم بد دور آصف الدولہ سند وزارت کو رونق بخشین لیکن مختار الدولہ اور کرنیل کالیس صاحب اور مسٹر کیوی صاحب کمپنی کی طرف موافق عہدنامہ شجاع الدولہ ممد و معاون موجود و معتمد علیہ تھے انکو متفق کر کے عہدنامہ جدید پر کے قرار پر آصف الدولہ بہادر کو مسند وزارت پر جلوہ آرا کیا اور نیابت مختار الدولہ پر مسلم ہوئی اولاد شجاع الدولہ بہادر مین تین فرزند صاحب اقتدار تھے پہلے آصف الدولہ بہادر کہ ولیعہد تھے دوسرے یمین الدولہ نواب سعادت علیخان بہادر کہ بیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے اضلاع بریلی مین حافظ رحمت خان کے وقت مہم سے قیام پذیر تھے اور ثالث بالخیر مرزا جنگلی صاحب نے جبین سے اطاعت اپنے بھائی ولیعہد کی قبول کی اور کار و بار نیابت نواب شجاع الدولہ بہادر کہ ہنوز نام نیابت قرار نپایا تھا محمد ایرج خان کرتے تھے چونکہ نواب مرحوم آپ ہمہ تن کل انتظام امور ریاست مین مصروف تھے اقتدار نایب نہ تھا یہ محمد ایرج خان افغان زادہ کم اوقات حنفی مذہب باشندہ دھول پور باری کا تھا پہلے راے لال چند فوجدار اٹاوہ کے فراشون مین ملازم تھا پھر خدمتگاری مسعود خان خواجہ سرا کے بادشاہی مین بسر کی پھر سرکار نواب شجاع الدولہ بہادر مین آ کر داروغگی بازار لشکر کی پائی آخرکار اپنی چالاکی و یاوری طالع کی بدولت مورد الطاف ہو کر احکامات عالی مین مداخلت نصیب ہوئی یعنے لوگون کو احکام وزیر الممالک پہونچاتا تھا لکھنے پڑھنے سے یکقلم محروم مگر احکام رسانی مین مغلیہ ملازم سرکار اوسکے ساتھ بسلوک ہوتے تھے چنانچہ کچھ دنون مین صاحب دولت ہو کر آبکو حبیب خاص نواب ممدوح قرار دیا بعد وفات نواب شجاع الدولہ بہادر ایکدن حیلہ و فریب سے حضور نواب آصف الدولہ بہادر مین یہ بات عرض کی کہ اگر مجکو رخصت عنایت ہو تو سندین وزارت اور صوبجات کی بارگاہ سلطنت سے لکھوا دون کہ باعث استحکام ہر امور ہو خلاصہ جسوقت رخصت ہوا دہلی مین پہونچا مجد الدولہ کی نسبت گنجایش نپائی نہ اوسکے سرمایہ ہونے سے آگاہ ہو کر عمدًا اوسکے مقدمات مین لیت و لعل رکھتے تھے اور نظر وہین تھا کہ یہ چڑیا سونے کی جال سے نکلکر جانے نپاے گوپال پنڈت وغیرہ صاحب سپاہ جو ہمراہ اوسکی مامور ہوئے تھے اونھون نے تنخواہ اپنی شاہجہان آباد مین طلب کی ایرج خان نہایت ممسک تھا ایک کوڑی اپنے پاس سے دینا جان دینے کے برابر سمجھی اسی حیلہ حوالہ مین رکھا کہ آج کل مین خلعت وزارت لیکر

چلتا ہوں اور اہل دربار شاہی ذلیل قوم سمجھکر اکثر مضحکہ کرتے تھے ایکدن راجہ رام ناتھ نے کوئی الٹی سیدھی
کہی کہ خان مذکور کو جواب نہ آیا فرط حجاب کی وجہ گوپال ٹھپٹ سے جو متقاضی تنخواہ تھا کہا کہ راجہ رام ناتھ میری جناب
رخصت میں مخل انداز ہے بہرکیف اوس سے سمجھنا چاہیے قصہ کوتاہ مردان سپاہ نے فریب میں آکر اوسکے
مکان پر ہلا کیا رام ناتھ تو عالم اضطراب میں کسی طرف سے نکل گیا لیکن حکم سلطانی ایرج خان کے نام نافذ ہوا
کہ دار السلطنت میں یہ کیتین فساد انگیز ہیں اور خلاف ضابطہ ناچار باون ہزار روپیہ دیکر سپاہ کو روانہ لکھنؤ کیا اوسکے
آپ مجد الدولہ سے خوف کھاکر نواب نجف خان کو جو محاصرہ قلعہ آگرہ میں مصروف تھے لکھا کہ مجد الدولہ
سر الینا چاہتے ہیں نجف خان گوش بر آواز ایسی فردہ کے تھے اپنے آدمی بھیجکر ایرج خان کو اپنے پاس
طلب کیا اور قریب بسند جگہ دی عزت و توقیر میں اوسکے کوئی بات اوٹھا نہ رکھی فرد گذاشت واقع نہیں ہوئی
اب نواب آصف الدولہ بہادر عہد نامہ کی وجہ پیشکشی سپاہ کی مصارف سے سبکدوش ہو گئے —

ذکر دولتخواہی مختار الدولہ وزیر الملک آصفی

گو بیپروائی مختار الدولہ نے وہ رنگ جمایا کہ اسناد وزارت بارگاہ سلطنت سے اس حسن کے ساتھ دستخط
ہوئی کہ یہ صورت کسی انقلاب میں موجود نہ ہوئی تھی بلکہ شاہ درانی سے خلعت حاصل کیا اور دونوں سرکاروں
اونکو بھی خلعت عنایت ہوا اور دولت سے آنکی لشکر جانب اٹاوہ اہل سپاہ سے لیا کیا تھا اوسکو یہ وعدہ دے
کہ تنخواہ کے کارستوں عزا میں روپیہ دینا چاہتے گری فوج انگریزی کی وجہ دفع کیا اور اٹھین یا سبھی
پیشکش و پیچ محض حکم تھا اور نعمت ہدایت ناحق مقابلہ کیا اور وہ کرمش آیا کہ اوسکے کشتہ اوسکی فوج میں کچھ باقی
نہ تھا کتاب عماد السعادت میں لکھا ہے کہ مختار الدولہ نے ہمت بہادر کے واسطے میر افضل سر المارٹن یا کسی کو
تحریر کیا تھا اور میر افضل نے وہ خط جہاد لال کے پاس بھیجا تھا جو میر آگرہ داروغہ تھا مختار الدولہ کے
ہاتھ آیا لاکر حاضر کیا مختار الدولہ بہادر نے اوسکو پارہ پارہ کیا یہ مضمون ساختہ معلوم ہوتا ہے اور عقل کا لگا
سوچو ہاتھ آیا اوس خط کا میر آگرہ کو سو بہ تصور کیا جاوے کہ اس طرح کا خط کا مضمون فتنہ انگیزی کا باعث ہوا
ہوتا ایسے حریف سے کہ اطمینان تمام دم بھی نہیں سکتا اور اگر یہ مضمون بیہودہ کار آیا ہو تو اوس کو
نواب وزیر سے تصور کرنا چاہیے کہ بیجا اوٹھا سے گا بہون سے کہ شکر ارباب مرحوم سے باوجود
عنایات حضور اعتماد کو شامل میں اس سرکار میں چڑھا تھا اور ساتھ اونکے ایک جم غفیر ہمرکیب سوا اونکے

کہ صاحبان انگریز سے مندرج عہدنامہ ہوئے تھے دفع اور موقوف کرنا ہمت بہادر کا نواب وزیر نے چاہا تھا
اور جسوقت میر افضل نے وہ خط بھیجا پھر کسو وجہ ہمت بہادر نے میر افضل سے نزاع کی کہ تمنے شکایت
ہماری بندگان نواب وزیر مین عرض کی اور سوای ان باتون کے اگر میر افضل مطیع و فرمانبردار مختار الدولہ
تھا پھر کسو اسطے شکایت مختار الدولہ حضور نواب وزیر مین پہونچائی تھی کہ وہ حلقہ اطاعت سی باہر ہے اور مرہٹے کے
ساتھہ آمادہ کاوش و اگر نواب وزیر کو نگاہ رکھنا اونکا منظور تھا تو کسلئے اونکے ساتھہ آپ عازم جنگ ہوئے
اور مختار الدولہ کو بھیج کر میدان رزم گرم کیا اصل صورت اس قصہ کی یہ ہے کہ فوج نوکر رکھی ہوئی نواب
شجاع الدولہ بہادر کی جملہ بالاتفاق مغرور تھی کہ ہرگز ہمکو کوئی موقوف نہیں کرسکتا مگر اس شرط سے
جو درمیان نواب وزیر اور سرکار انگریزین ہوئی تھی آگاہ ہوکر غافل تھے اور نواب وزیر اونکے موقوف
کرنے کے واسطے کوئی حیلہ چاہتے تھے کہ تھوڑے سے جرم نافرمانی مین موقوف فرمائین جسوقت طلب
میر افضل حضور مین ہوئی راجہ جھاؤلال اونکے پلہ حمایت پر تھا اور وہ وقت برطرفی کے بندوقین نہین
دیتے تھے بلکہ شامل لشکر ہوکر اشارہ جھاؤلال سے آتش بلوہ مشتعل کی تھی اس نظر سے انکی صورت تادیب
ظہور مین آئی جھاؤلال اور ٹھیکہ اس مقدمہ مین ملزم ہوئے اور قید شدید پاکر حوالہ مختار الدولہ کیے گئے
اور قبل اسکے تمام ملک تنخواہ سپاہ مین تھا اس عہد مین یہ بات قرار پائی کہ زر نقد سی ملک اگر خزانہ عامرہ
مین داخل ہوا اور خزانہ سے زر نقد تنخواہ سپاہ مین تقسیم ہوا کرے اور پچاس لاکھہ روپیہ نقد
سوای اسباب بیگم صاحبہ فیض آباد سے حاصل کیا اور پانچ لاکھہ روپیہ سالیانہ ملک فرخ آباد سے مظفر جنگ سے
مقرر ہوئی کہ عہد شجاع الدولہ بہادر تک یہ بات ظہور مین نہ آئی تھی محمد رضا خان برادرزادہ مختار الدولہ کی زبان قلم
سی ہے کہ مولف کتاب سیر المتاخرین اوس زمانے مین وارد لکھنؤ ہوکر امیدوار عہدہ سفارت دہلی تھا اور
اور امر عہدنامہ سے ناواقف محض چنانچہ مختار الدولہ در ماہہ تجویز کرتے تھے کہ وسیلہ مین وکالت دہلی کے
کہ جسکا خواستگار تھا حسب الحکم انگریز مجبور تھے خلاصہ اسوجہ مکدر ہوکر کلمات توہین نواب وزیر و مختار الدولہ
کی نسبت زبان قلم پر لائے اور اوسی کتاب سے یہ مضمون ہے کہ مختار الدولہ نے باوجود اسقدر موانست
کہ جو انگریز سے تھی اور سرکار وزیر مین اختیار کامل حاصل لیکن اپنے واسطے جاگیر اور نفع پیدا نکیا خلاصہ
بدون دریافت اصل مطلب مولفین کتب تواریخ یا مین کہ بے تحقیقات واقعی جو کچھہ رطب و یابس جوالگوش ہو
زبان قلم کے نذر فرمائین اور درج تاریخ کرین خصوصاً وہ مطلب جو باعث زوال آبروی صاحب عزت و وقار کا

اور کتاب عماد السعادت مین مندرج ہے کہ اشارہ نواب وزیر بہ قتل مختار الدولہ کے واسطے تھا یہی
غلط محض ہے کسلیے کہ مؤلف کتاب مذکور آپ زیب قلم کرتا ہے کہ جسوقت مرزا محمد امین بن مرزا یوسف کور
نی آصف الدولہ بہادر سی عرض کی کہ مین مختار الدولہ کو درمیان سی اوٹھاتا ہون نواب ممدوح نی اجازت ندی
اور نواب سالار جنگ نے بھی باوجود اسکے کہ لڑکی اپنی پسر مختار الدولہ کے ساتھ منسوب کی تھی امتحاناً
ایکدن نواب وزیر سی پوچھا کہ باب قتل مختار الدولہ مین کیا حکم ہے اوسوقت بھی آصف الدولہ بہادر راضی
نہوئے اور سوای ان باتون کے اگر آصف الدولہ بہادر کو کشتہ کرنا اونکا منظور ہوتا یا موقوف کرنا مد نظر تو کون
مانع تھا ہزار حیلہ بروی کار لاسکتے تھے اب محمد رضا خان پسر نجم الدولہ کی تحریر سے ہے کہ جوار باب اوس
عہد مین حاضر حضور تھے اور فرزند مختار الدولہ اور نجم الدولہ اپنے بزرگوار سی از روی تحقیقات معلوم ہوا کہ اصل
حال یہ تھا کہ مختار الدولہ شیرازی بعد نشو و نما ولایت سی آیا تھا صحبت اجلاف و ارزال مطبوع خاطر نہ تھی
کہ نشہ شراب غرور و نخوت جو لازمہ اہل ولایت ہی آنکھون مین چڑھا تھا اہل ہند سی کم اختلاط تھی امرا و اعزا اور
عمائد سے چنانچہ محبت خان پسر حافظ الملک سی کہ باپ اسکا مالک ملک کٹھیر تھا کج ادائی کی ساتھ ملاقات کرتا تھا
باقی ملازمان سرکار نواب وزیر اوسکی نظرون مین کمتر تھے خلاصہ یہ باتین محمد ایرج خان وغیرہ کی خلاف تھین
جھاؤلال اور بسنت علیخان خواجہ سرا وغیرہ جو شریک جلسہ ہای نوشش تھے انھون نے نواب وزیر سے
عرض کیا کہ ہملوگ حضور کے ساتھ بزم شراب گرم کرتے ہین تو یقین ہے کہ مختار الدولہ بزور شمشیر ہمکو سرد
کریگا جب یہ وار خالی گیا مکرر پھر عرض کیا کہ محاسبہ کرور روپیہ کا مختار الدولہ سی لینا چاہیے اسپر حضور نے التفات
نکی آخر کار جب کسی شمشیر تدبیر نے جوہر نہ دکھائے اونھون نے باہم یہ بات قرار دی کہ مختار الدولہ صبح کو وقت
جسدم بندگان عالی بستر خواب پہ آنکھ کھولتے ہین آتا ہے اور حضور صورت اوسکی دیکھ کر اوٹھتے ہین اور کمپنیان
سلامی کے واسطے دولتخانہ کے اندر آتے ہین بہتر یہ ہے کہ اوسکو تفنگ بانستان کا نشانہ کرین لیکن جنابعالیہ
کیفیت اس معاملے کی معلوم نہ تھی مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ جنکو مختار الدولہ سی واسطہ قرابت تھا شریک
مشورہ تھے اور صورت نسبت قرابت یہ تھی کہ نواب کلب علیخان پوتے نواب علی مردان خان شاہجہانی کے
چند لڑکیان تھین از انجملہ ایک بطن بیگم صاحبہ سی کہی جاتی تھی منیٹو بیگم صاحبہ نام تھا جو بطن پیاری بیگم و صلب سید
صاحب ابن مصطفی خان سی پیدا ہوئی تھی اور زوجیت مختار الدولہ مین درآئی منیٹو بیگم خوشدامن مختار الدولہ
تھین اور کلب علیخان خسر نواب صفدر جنگ تھے کہ ایک لڑکی انکی نواب سی منسوب تھی اور ایک لڑکی مرزا حسن رضا خان کی

اس قرابت قریبہ کی وجہ مرزا احمد صاحب نے مختار الدولہ کو اوس منصوبۂ قتل سے جو قاتلون نے باہم قرار دیا تھا اطلاع کیا بلکہ مدت دراز تک یہ بارگران احسان گردن پیاری بیگم و اقبال الدولہ پر رکھا کیے کہ انہین مختار الدولہ کو قاتلون کے ہاتھون سے بچایا ورنہ اوسیوقت کام تمام ہو چکا تھا القصہ وہ کیفیت سنکر مختار الدولہ اندیشہ مند ہوئے اور صبح دم حسب معمول حضور جناب عالی مین حاضر نہوئے دو تین مرتبہ عصابردار سرکاری بھی طلب کے واسطے آیا مگر مختار الدولہ نے عذر کسل طبیعت عرض کیا جب تیسری بار عصابردار پھر حکم لایا کہ جو طبیب و علاج تمھارے گھر مین مہیا ہے وہ یہان بھی موجود مناسب ہے کہ جلد آؤ کہ جناب عالی تمھاری انتظار مین ابھی تک خوابگاہ سے برآمد نہین ہوئے ناچار مختار الدولہ چھ سات سو سوار کارگذار اور اکثر عزیز و اقارب اپنے ساتھ لیکر پہلے خدمت مسٹر جان پیلی رزیڈنٹ بہادر مین گئے کہ فی الجملہ اپنی کیفیت سے مطلع کرین پوشیدہ نرہے کہ معاملہ لشکر بمقام اٹاوہ مین پیش آیا تھا چنانچہ نواب وزیر بھی فی الفور سوار ہو کر ڈیرہ مسٹر جان پیلی مین پہونچے ان دونون صاحبون کے پہونچنے مین پیش و پس تفاوت چند منٹ واقع ہوئی ابھی مختار الدولہ نے باتین شروع کی تھین کہ آمد آمد جناب عالی شائع ہوئی خلاصہ مختار الدولہ اور رزیڈنٹ بہادر نے بعد ادای رسم استقبال جناب عالی کو لاکر مقام صدر مین بٹھایا اوسوقت جناب عالی نے مختار الدولہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمنے کیا بدی کی تھی کہ تمنے دو تین کرور روپیہ ہمارا خراب کیا اور حساب اوسکا نہ سمجھایا مختار الدولہ نے یہ سوال سنکر مہر اپنی مسٹر جان پیلی صاحب بہادر کو حوالہ کی اور جواب دیا کہ صاحب ضامن میرے ہین ایک روپیہ سے کرور دو کرور روپیہ تک جو ذمہ میرے ثابت ہووین اوسکے ادا کرنے مین حاضر ہون لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہون کہ جناب عالی نام اون مفسدہ پردازون کی اطلاع فرماوین کہ مین اسیقدر روپیہ اونسے لیکر سرکار عالی مین حاضر کرون یہ امر کسی دولتخواہی سے خالی نہین جناب عالی نے اوسوقت نام ہر ایک کے ارشاد فرمائے مختار الدولہ نے عرض کی کہ پہلے دولتخواہی دولتخواہ یہ ہے کہ ایام صاحبزادگی جناب عالی مین کارخانہ سرکار کو جو نہایت ابتر تھا بخوبی انتظام دیا اور دوسری سند جاگیر نواب شجاع الدولہ سے مسترد کی کہ باعث انتظام و رونق کارخانہ سرکار عالی ہوئے اور تیسری اوسوقت کہ سب لوگ متفق اللفظ کہتے تھے کہ آصف الدولہ بہادر عیاش و صاحبزادہ فراغ ہین لیاقت وزارت نہین رکھتے دولتخواہ نے اوسوقت مسٹر کلیس اور مسٹر کنوی صاحب کو خلاف مرضی مسٹر ہستنگز صاحب بہادر آمادہ اور جانباز سرکار پر کیا اور چوتھے محمد ایرج خان خلعت وزارت پیشگاہ سلطنت سے منگوا لاسکا اد

یعنی بیرون صرف زر خزانہ خلعت بارگاہ سلطانی شاہجہان آباد و بادشاہ ولایت سے منگا دیا او سوقت
کسی شخص نے دعوی خیر طلبی و دولتخواہی نہ کیا اب کہ جملہ انتظام صورت پذیر ہوچکا وقت عیش و کامرانی
ہاتھہ آیا نمک حلال خیر خواہیان اپنی بگھارنے لگے بہرکیف انصاف ان باتون کا حضور عالی کے ہاتھہ ہے
اگر ان باتون سے بھی مزاج عالی مین کدورت ہے تو اس سلطنت و وزارت سے نان جو ہزار درجہ بہتر زیادہ
ہوس نہین جب تک جناب عالی محاسبہ نہین سمجھہ دولتخواہ کو تکلیف نوکری معاف ہو چنانچہ صاحب رزیڈنٹ بہادر
نے بھی اقرار ضمانت کیا جب یہ صورت ظہور مین آئی نواب وزیر نے مختار الدولہ کو آغوش لطف مین لیکر فرمایا
کہ مین ہمیشہ تمسے رضامند رہا اور اب بھی خوشنود ہون اور کوئی خلاف خیال نکرو اور اسیوقت میرے ساتھہ چلکر
اپنے مخالفون کو سمجھہ لو چنانچہ مختار الدولہ کو اپنی خواصی مین بٹھاکر اپنے خیمہ مین لائے ہنوز سواری حضور
خیمہ مین نہ پہونچی تھی کہ بسنت علیخان وغیرہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر نقد ہوش ہاتھہ سے دیا غرض بسنت علیخان
سلامی دیکھہ فی الفور اپنے پلٹن مین بھاگ کر جا چھپا اور سب اسیطرح روپوش ہو گئے فقط راجہ جھاؤ لال
کہ شامت سر پر سوار تھی حاضر رہا اوسکو جناب عالی نے بلاکر مختار الدولہ کو حوالہ کیا اور فرمایا کہ اسکو قید رکھو
غرض مختار الدولہ نے راجہ جھاؤ لال کو لاکر خیمہ جداگانہ مین رکھا فقط اسیقدر ممانعت تھی کہ قلمدان
اور اسلحہ اوسکے پاس نجانے پائے اور پہرہ سر پر رہے سوای اسکے طعام خوشگوار و لباس و رقص و
رنگ مین کوئی فتور نہ تھا اب دوسرے دن بسنت علیخان کلام اللہ ہاتھہ مین لیکر آیا اور قسم کھائی کہ مجھکو سوای
اطاعت اور کوئی بات منظور نہین مختار الدولہ نے کلام مجید اوسکے ہاتھہ سے لیکر خلعت دیا اور فرزند خواندہ
بنایا خلاصہ ایک ہفتہ تک یہ معاملہ اسی طرح رہا کوئی صدا نہ اوٹھی لیکن جناب یمین الدولہ جو جمعیت کے
ساتھہ بریلی مین بعد فتح جنگ حافظ رحمت خان تشریف رکھتے تھے اور سید بشیر خان ساتھہ تھا اور
راہ و رسم خط و کتابت صاحبان انگریز سے جاری تھی لیاقت و دانائی مین جملہ اولاد شجاع الدولہ
بہادر سے ممتاز تھے اور تفضل حسین خان اتالیقی اور مدرسی مین اون جناب کے مصروف مگر مختار الدولہ
نے اون دونون پشیمان پیچو صاحب بہادر سے اجازت لیکر بریلی سے بلایا تھا چنانچہ لشکر آباد مین
موجود تھے اور ہوای تمنائے وزارت دامنگیر یقین ثابت ہوا کہ جب تک عروج مختار الدولہ پہ پانی
نہ پھیرینگا اسقدر اونکو بر آنا مدعا کا دشوار ہے تب آتش بسنت علیخان سے جتایا اور پیمان و عہد باستنایت مین
راجہ جھاؤ لال اپنے علیخان سے ہو گئے اب فکر تازہ قتل مختار الدولہ و آصف الدولہ بہادر کی گوشہ نشین

۱۴

خاطر ہوئی راجہ جھاؤ لال و فضل علی و طالب علی و جمال خان و مراد علی و نور الدین اس کام پر مامور ہوئے
اور میر باقر اور یوسف خان جو محمد بشیر خان کے ساتھ تھے اونھون نے بھی دم شراکت بھرا اور تفضل حسین خان
بھی اس سوال جواب مین شیر و شکر تھے چنانچہ بسنت علیخان اسیدہ بنابت مین ہمہ تن مصروف اوس کام مین تھا
اور آگے سے زیادہ تر حاضر باشی مختار الدولہ کے پاس شروع کی بظاہر دوست صادق و جانثار
کامل بنا القصہ جسوقت لشکر نواب وزیر آمادہ مین تھا شدت گرمی قیامت کی تھی اور ہوائین تند و درشت چلتی تھین
مگر بسنت علیخان نے اوس لشکر مین ایک تہخانہ فرش و اسباب وغیرہ سے آراستہ اور مرتب کیا چنانچہ تعریف
اوس مکان کی مکرر سہ کرر حضور نواب وزیر و مختار الدولہ مین بیان کی اور تہ دل سے منظور یہ تھا کہ قدم رنجہ
فرمائین اور دعوت کرنا بھی عداوت کے ساتھ پیش نہاد خاطر تھا چنانچہ ایکدن کمال تکلف کے ساتھ سامان
ضیافت مہیا کیا اور بلجاجت تمام حضور جناب عالی مین رونق بخشنے کے واسطے عرض کی ابھی رشتہ حیات مضبوط
تھا حرف عذر ہوائے تند و شدت گرمی کا زبان پر آیا مگر مختار الدولہ کہ جام حیات لبریز ہو چکا تھا دام فریب
مین آگئے یعنے اوس تہخانہ مین تشریف لائے آدمی جلو اور سواری کے جو ہمرکاب تھے رخصت فرمائے
ہر چند بعض ہواخواہون نے مختار الدولہ کو یہان آنے سے منع کیا تھا لیکن قضا نے پردے غفلت کے
آنکھون پر چھوڑ دیے کچھ ساعت نکی دشمن جانی دوست صادق نظر آتا تھا خلاصہ مختار الدولہ آکر رونق افزائے
مسند ہوئے سوای چند طوائفون کے وہانپر اور کوئی نہ تھا ایک جہالو نام طوائف جو مطبوع نظر مختار الدولہ
تھی وہان پر موجود اور سوتا لکھن قوال جو نہایت خوش گلو تھے حاضر آئے بسنت علیخان کہ اپنے خیال مین
تھا اوسنے رنگ بزم شراب جمایا دور ساغر چلا شیشہ خالی ہوئے خلاصہ شراب مسموم کے نشہ نے رنگ تازہ
در پردہ آنکھون مین پیدا کیا اور بسنت علیخان اس حیلہ سے کہ سامان ضیافت حاضر کرے تہخانہ سے باہر آیا کہ
دفعۃً ادھر اودھر سے وہ مردان جلاد پیشہ جو قتل مختار الدولہ پر آمادہ اور مامور تھے صورت قضا سے
نازل ہوئے چھری اور خنجر اور شمشیر سے کام انکا ایکدم مین تمام کیا اور بسنت علیخان اوسی عالم مین بعد
قتل مختار الدولہ اپنی پلٹن مین آیا اور مسلح ہو کر فوج سمیت نواب وزیر کے عزم قتل پر روانہ ہوا چنانچہ نواب وزیر
مین اوسی کیا گرمی کے ساتھ پہنچا یہان نواب ہوشیار ہو چکے تھے ارشاد فرمایا کہ یہ مسلح آنا کس عزم پر
ہو بسنت علیخان نے عرض کی کہ دشمن جناب عالی کو کشتہ کیا نواب وزیر نے فرمایا کسکے حکم سے پھر عرض کیا کہ حکم
کیا موقوف تھا جسکو دشمن حضور معلوم کیا قتل کیا پھر نواب وزیر نے فرمایا شاید اب عزم قتل میرے کا ہو

اوسوقت بسنت علیخان نے عالم اضطراب مین ہاتھین جھانکنا شروع کین اور دیکھا کہ راجہ نوازسنگہ اور جانی خان اور چند اشخاص مسلح حضور کے روبرو کھڑے ہین وقت ہاتھہ سی جاچکا تھا عرض کی یہ مجال خانہ زاد نہین کہ نواب وزیر نے نوازسنگہ کو اشارہ کیا کہ اوسنے شمشیر خونخوار سی کام اوس بدشعار کا تمام کیا اور کشتہ کرنے کے بعد کلام فحش کہکہ پاپوش کاری بھی کی اور نواب آصف الدولہ بہادر طوفان صفت اوٹھکر خیمہ کے بالاخانہ پر کہ کبوترخانہ اوسپر نصب تھا پہونچے اور ادہر غلام محمد خان عرف بڑی مرزا صاحب کو جو بسنت علیخان مقتول سی رنگ قرابت جما تھا یعنے ہمشیرزادہ مشہور تھے اوسنے میان سی باہر ہوکر بالاخانہ پہ جاکر ہاتھہ قبضہ شمشیر پر ڈالا اور بیام سی لیکر جانی خان سے قصد مقابلہ کیا تب بڑی مرزانی کہا کہ مجکو کسی سے خصومت نہین ہے اگر کوئی شخص ہو تو یہان سے باہر نکلجاؤن جناب عالی نے فرمایا کہ جانے دو جب بڑے مرزا بالاخانہ سے نیچے اوترے چوکی کے خاص برداروں نے چاہا کہ بندوقون سے دھر دین جناب عالی نے ارشاد فرمایا کہ ہمنے اسکو پناہ دی اس عرصہ مین پلٹن ہمراہی بسنت علیخان کی جو امیدوار کشتہ ہونے جناب عالی کی تھی بلا تکلف ہست ایپردہ تک آچکی جب معلوم ہوا کہ بسنت علیخان واصل جہنم ہوا اور جناب عالی بالاخانہ پر رونق افروز ہین اپنا منہ لیے ہوے پہر گئی مگر اوسوقت لشکر مین ایک عجب ہنگامہ تھا اور حشر تازہ برپا قریب تھا کہ بدمعاش دست غارتگری دراز کرین کہ جناب عالی نے تسلی خلق اللہ کے واسطے ہاتھی پر سوار خیمہ سی باہر رونق بخش ہوے انور علیخان خواجہ سرا سے معتمد مختار الدولہ خواصی مین تھا القصہ تفضل حسین خان نے کیفیت اوس سانحہ کی حرف بحرف سعادت یمین الدولہ تک پہونچائی اور عرض کی کہ ارباب لشکر واقع ہوتا اس خونریزی کا اشارہ جناب سی مشہور کرتے ہین یہ سنکر نواب سعادت علیخان بہادر مضطر اور اندیشہ مند ہوئے اور اوسیدم خیمہ امراؤ گر گوشائین مین تشریف لائے خواستگار حمایت ہوئے خلاصہ یہ ہرکارہای اخبار نے فوراً جناب عالی تک خبر پہونچائی نواب وزیر بہ عجلت سوار ہوکر خیمہ امراؤ گر گوشائین مین در آئے اور سبب آنے یمین الدولہ کا دریافت کیا امراؤ گر گوشائین نے سخن سازی کی راہ سے سوگند یاد کی اور کہا کہ مجکو کسی طرح مکر و فریب حق حضور مین منظور نہین آخرکار نواب وزیر وہان سی پہر کر خیمہ مسٹر جان پریبو مین تشریف لائے اور کلمات حیرت باب مختار الدولہ مقتول مین زبان پر لائے مسٹر جان پریبو صاحب بہادر نے بھی بہت افسوس کیا القصہ جسوقت نواب وزیر نے بجانب خیمہ رزیڈنٹ بہادر رخ کیا گوشائین مذکور نے یمین الدولہ سی کہا

اسوقت حمایت کرنا حضور کی انگریزون سے جنگ مول لینا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ یہان سے تشریف لیجائین کہ
نواب وزیر بھی آپکی طرف سے بدگمان ہین اوسوقت یمین الدولہ نے اوسکے گھر مین ایسا ڈالکر فرمایا کہ اگر تمکو حمایت
سے گریز ہے تو مجکو کسی طرف بحفاظت پہونچا دے گوشائین نے کہا کہ یہ بات بھی ہو نہین سکتی مگر ایک گھوڑے بادرفتار
نذر حضور کرتا ہون کہ سوکوس راہ طے کرسکتا ہے آخرکار وہ گھوڑے برق رفتار کو نذر دیکر لب دریاے جمن تک پہونچایا
اور رخصت کیا چنانچہ یمین الدولہ نے تفضل حسین خان سمیت عبور دریا فرمایا اور آبرو کے ساتھ لشکر نجف خان
کی طرف کہ اٹاوہ سے دو تین منزل دور تھا صورت موج دریا روانہ ہوئی باقی اور قاتل مختار الدولہ بھی کافور
ہوئے محمد بشیر خان اس سے کچھ دنون پیشتر لشکر نجف خان مین پہونچا تھا چنانچہ یمین الدولہ بہادر اور محمد بشیر خان
اور محمد ایرج خان یہ سب لشکر نجف خان مین یکجا ہوئے اور یہان نوازش علیخان خواجہ سرا نے نعش مختار الدولہ
کو بعد تجہیز و تکفین آغوش لحد مین سونپا اور وہین اٹاوہ سے دو کوس مقبرہ اونکا تیار کیا چنانچہ مدفن اون کا اب تک
ہے لاشہ بسنت علیخان ٹکڑے ٹکڑے کرکے وہین سے اوٹھایا تھا اور خاک مین ملایا گیا نے تقسیم کے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ
اس تقریر سے شرکت نواب آصف الدولہ بہادر قتل مختار الدولہ مین ثابت نہین ہوتی بلکہ حفظ الہی شامل حال
تھا ورنہ آپ جان پر جنابعالی کے آبنی تھی —

ذکر حال مختار الدولہ کا

بعد قتل مختار الدولہ نواب وزیر نے چاہا کہ عہدہ نیابت افتدار الدولہ سید محمد خان برادر کلان مختار الدولہ
یا سید معزز خان اوسکے مجھلے بھائی کو تفویض فرمائین مگر اونھون نے قبول نکیا اس عرصے مین انور علیخان
خواجہ سرا جنکا اعتبار الدولہ خطاب تھا وہ امور نیابت کو سرانجام دیتا تھا کچھ دنون کے بعد پھر عہدہ نیابت
سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کو سپرد ہوئی لیکن یہ شخص حرف آشنا نہ تھا معاملہ فہمی دشوار بہرکیف صورت
پیشدستی پیش آئی محمد ایرج خان کے باب طلب مین فرمان روانہ کیا یہ خان مذکور مرزا نجف خان کی طرف
سے اکبرآباد مین تحصیلدار تھا حسن اتفاق سے اوسی زمانہ مین مرزا نجف خان اور یمین الدولہ بہادر اس نظر سے
پچاس لاکھ روپیہ محمد ایرج خان کے پاس موجود ہے اخذ کیا چاہیے قلعہ دیگ واقع اکبرآباد کی طرف آئی
تھی ہنوز منزل مقصود تک نہ پہونچے تھے کہ محمد ایرج خان حسب شقہ نواب وزیر بسواری کشتی براہ دریاے جمن
قدم زن ہوئے جب تک مرزا نجف خان اکبرآباد مین پہونچے پہونچے یہ ملک نواب وزیر مین آکر داخل ہوا اور

خلعت گرانمایہ ہاتھی پالکی سمیت پیشدستی کا حاصل کیا ان دو کاموں کے سوا اور کوئی امر اس شخص سے ظہور میں نہ آیا ایک یہ کہ ضیاء الدولہ اور نصیر الدولہ برادران مختار الدولہ سے نہایت بدسلوکیاں تک کہ اقتدار کو سردمہری کے ساتھ آفتاب گرم میں جگہ دی اور زنبور کانوں میں آویزاں کرکے طالب محاسبہ ہوا اور وہ سزاے سخت جو لائق نہ تھی تجویز کی آب و دانہ اور بول براز مسدود کیا دوسرے سلسلہ سپاہ سرکار توڑ کر بدنام ہوا اور مسٹر جان پیسیو کو بلا ل پہونچا ہنوز دو مہینے اس حکومت کو نہ پہونچے تھے کہ ایرج خان آپ بھی مرض سوء القنیہ میں مبتلا ہو کر بول و براز بند ہوا دو ہی تین دن میں شفاے کلی پائی یعنے اجل نصیب ہوا ضبطی اموال ایرج خان و خانہ مختار الدولہ ایک ساتھ قریب ہوئے اور عمارات عالی مختار الدولہ دریاے گومتی کے پاس جہان حسن باغ اور احاطہ سیدیوں کا تعمیر ہے تھی پہلے یہ احاطہ مختار الدولہ کا مشہور تھا لاکھوں روپیہ صرف ہو کر باہتمام مظفر حسین خان میں بنا تھا اکثر اوس عمارت سے منہدم ہوئی اور اکثر صیغہ ضبطی میں در آئی اسباب تردد باب نیابت میں لاحق تھا کہ اوسی زمانہ میں لشکر اٹاوہ سے پھر کر لکھنؤ میں آیا اور اقتدار الدولہ نے سامان ضیافت جناب عالی مہیا کیا چنانچہ روز دعوت فرش پا انداز ہزاروں روپیہ کا بچھایا اور چبوترہ سوا لاکھ روپیہ کا بکمال تکلف کے ساتھ مرتب کیا وقت رونق افروزی جناب عالی ارباب نشاط نو رنگ اپنا جمایا جب بزم رقص و … نواب وزیر دستر خوان پر بیٹھے خاصہ تناول فرمایا اور سرانجام کشتی ہاے نقد و جنس جو لوازمہ ضیافت تھا قبول کیا وقت رخصت اقتدار الدولہ براہ معانقت نواب وزیر کو پالکی تک پہونچا کر رخصت ہوئے ابھی مکان میں داخل ہوئے تھے کہ اوسیوقت حسب الحکم جناب عالی پہرہ تلنگوں کے سر پر صورت بلا آ پہونچی اور حکم کیا کہ دیوانخانہ سے جانب محلسرا قدم نہ اوٹھائے آخرکار چند ایام اپنے گھر میں نظربند رہے اور پھر سرنو ضبطی اونکے گھر کی ہوئی جب یہ صورت ظہور میں آ چکی نواب وزیر تالیف قلوب اقرباے مختار الدولہ کے درپے ہوئے اور دروازہ آمد و رفت وا کیا اکثر پیاری بیگم صاحبہ زوجہ مختار الدولہ کے گھر قدم رنجہ فرماتے تھے اور سیر و تماشا میں مصروف رہتے تھے اور حال اقبال الدولہ پر نہایت لطف و کرم کے ساتھ مہربانی مدنظر تھی جاگیر اور پرگنہ اور یا لاکھہ روپیہ جمع کا جو اقبال الدولہ کے نام زد تھا بحال رکھا اور جو شادی اقبال الدولہ کی دختر نواب سالار جنگ کے ساتھ وقت حیات مختار الدولہ قرار پائی تھی اور شادی بنالی بیگم دختر مختار الدولہ جو بطن مخملات (?) سے تھی مرزا چھجو صاحب پسر نواب سالار جنگ سے قرار … پائی تھی اوسکے صرف کے واسطے دس بیس ہزار روپیہ بیگم صاحبہ کو دیکر بخوبی سرانجام دیا

چنانچہ آفرین علیخان وغیرہ خواجہ سرا اس بزم شادی مین شریک تھے اور رو برو انکے رسمین ادا ہوئین اور دولت النسا خانم زوجۂ اقبال الدولہ کو ہمشیرہ صاحبہ فرماتی تھی وجہ اس رشتہ کی یہ تھی کہ دختر نواب سالار جنگ گویا خواہر عم زاد جنابعالی تھین اور نہایت نظر شفقت انکو حال پر مبذول فرماتی تھی لیکن پرگنہ دلمؤ جو جاگیر اقتدار الدولہ مین تھا بعد معرکہ ضیافت کی اور تجویز دوسری جاگیر کی تھی کہ اس عرصہ مین نیابت مرزا حسن رضا خان صاحبان صدر نے قبول فرمائی اور عہدہ رزیڈنٹی لکھنؤ بھی تبدیل ہوا حیدر بیگ خان بعد انتقال ایرج خان عہدۂ پیشدستی پر مامور ہوئے اور عوض جاگیر دلمؤ اقتدار الدولہ کو چکلہ بہرائچ وغیرہ بارہ لاکھ روپیہ کا صیغہ مستاجری مین تجویز ہوا انھون نے جاکر زمینداران ٹھول سے میدان جنگ گرم کیا اور نصیر الدولہ بھائی دوسری انکے جاگیر اقبال الدولہ سے کچھہ زر نقد لیکر عازم روانگی دکن ہوئے چنانچہ راجہ ریوان تک پہونچکر کچھہ دنون کے بعد پھر آئے کچھہ زمانہ تعطل مین گذرا اور اقتدار الدولہ بعد چند سال علاقہ داری سے معزول ہو کر خانہ نشین ہوئے مگر چند سال جاگیر پرگنہ اوریا جو متعلق اقبال الدولہ سے تھی برقرار رہی آخرکار مقدمات سائر مین عمال الماس علیخان و عامل اقبال الدولہ سے نزاع واقع ہوئی چنانچہ پیاری بیگم صاحبہ زوجہ مختار الدولہ اور دختر نواب سالار جنگ زوجۂ اقبال الدولہ جنابعالی سے مستاجری سائر جاگیر کی سائل ہوئین آخر یہ قرار پایا کہ جاگیر بھی شامل مستاجری الماس علیخان ہو چنانچہ بعد وضع مصارف سپاہ سات ہزار روپیہ نقد مہینا مقرر ہوا اسکے بعد تین ہزار روپیہ ماہوار جاگیر کی عوض قرار دیا گیا قصہ مختصر جسقدر التفات انگریزی انکی جانب ہوئی تھی اوسی قدر کارپردازان وزارت بدظن ہوتے تھے یہان تک کہ وہ تین ہزار روپیہ مواجب بھی مسدود کیا آصف الدولہ بہادر خلاف مختار الدولہ مشہور تھے اور یہ برہمی جاگیر و کمی مواجب کی وجہ ناسلوکی نائبون کی تھی —

ذکر احوال حسب سرفراز الدولہ کا

احوال حسب و نسب سرفراز الدولہ اس سے پہلے حال امرای شجاع الدولہ بہادر مین زیب قلم ہو چکا ہے کہ خاندان جان سپار خان سے تھے اور حال حیدر بیگ خان یہ ہے کہ حیدر بیگ خان اور نور وز بیگخان دو مغل زادہ کابلی تھے حنفیہ مذہب میان تمکین کے ساتھہ رفاقت مین تھے بعد اوسکے راجہ بینی بہادر کی سعی سے عاملون کے زمرہ مین درآئے نہایت سخت گیر تھے چنانچہ عہد نواب آصف الدولہ بہادر تک

بابت باقیات زرشقہ تحصیل دونون بھائی مقید ہوئے نوروز بیگ خان جو آفتابگیر مین بٹھایا جاتا
تھا ان صدمون سے دن اوسکے حیات کے مبدل شام ممات سے ہوئے مگر حیدر بیگ خان کو بہادر علیخان
خواجہ سرا نے جناب بیگم صاحبہ سے بذریعہ سفارش تحصیلداری گوڑہ کہ جاگیر بیگم صاحبہ مین تھا دلادی یہان
بھی حسب عادت دست تصرف دراز کیا چنانچہ اس علت کی وجہ کشاکشی مین مبتلا ہوا آخر ضمانت اقتدار الدولہ
سید محمد خان بہادر نے اوس بلا سے نجات دی اوسکے بعد محمد ایرچ خان نے پھر اوسکو محاسبہ مین دھرا
مرتضی خان بڑیچ نے ضامن ہو کر حافظ عزت و آبرو ہوئے حسب اتفاق طالع خوابیدہ اس عرصہ مین بیدار ہوا
مسٹر جان پرسیو صاحب بہادر کو بوجہ بے علمی سرفراز الدولہ کہ ہمیشہ سوال جواب کاغذی درپیش رہتے تھے
تلاش صاحب علم تھی حسب تقدیر اسمعیل بیگ خان شورہ والے نے جو ڈاکخانہ اور رزیڈنٹی ہرکارون کا داروغہ
تھا ملاقات کی سبب تقریب حیدر بیگ خان بہ آئین شایستہ ادا کی منصب نیابت اور خطاب امیر الدولہ دلاکر
اوس کام پر مامور کیا یہ شخص دانشمند و کردہ کار و لئیق و شریف بیشناس تھا اور علم نوشتخواند مین یکقلم کامل کمال
حسن و خوبی کے ساتھ اوس نیابت کو آراستہ کیا کہ نیکنامی عالم مین شایع ہوئی اور کاغذات دفتر عہد
شجاع الدولہ بہادر سے کہ وہ کارخانہ سپاہانہ تھا اتبک ابتر و خراب چنانچہ ارباب دفتر قدیم و جدید کو کوئی
حرف غلط کی طرح پوچھتا نہ تھا اس عہد مین عہدۂ دیوانی ٹکیت راے قوم کایستھ سری باستب کو مع
خطاب راجگی قرار پایا یہ راجہ ٹکیت راے خویش حشمت علیخان تحویلدار جواہرخانہ نواب شجاع الدولہ بہادر کے
ملازمون سے تھے دس پندرہ روپیہ سے زیادہ درماہہ نصیب نہوا تھا یہان سے مخلصی پاکر اکبر علیخان
داروغہ دیوانخانہ مختار الدولہ کے نوکر ہوئے ستارہ قسمت برج شرف مین ترقی پذیر تھا اور عنایت الہی
شامل حال تھوڑے دنون مین بوجہ خوش کلامی کہ شعر و سخن سے طبیعت آشنا تھی انور علیخان خواجہ سرای مختار الدولہ
راہ آمد و رفت پاکے مشرف دیوانخانہ ہوئے آخر مختار الدولہ کے بعد سرفراز الدولہ تک رسوخ حاصل کیا اور
اس مرتبہ کو پہونچے جو اظہر من الشمس ہے حقیقت مین یہ شخص خوش وضع نہایت خوب صاحب حلیم الطبع نیک صفت
موصوف تھا امور خیر مین نیکنامی سے مشہور عالم ہے باب چندہ و روزینہ وغیرہ اکثر برہمنون کا انھین کے
عہد دولت سے سرکار لکھنؤ مین وا ہوا ہزار در ہزار روپیہ تا بقای سلطنت تمام قلمرو اودھ مین مجرائی دفتر سلطانی تھا
اور خاص عمارات عالی پختہ اور باغات میوہ دار اکثر بزرگ تیرتھون پر تعمیر اور موجود ہین اور بہت سے پل پختہ
سرہی دریاے معارج پر جاری اور گنجہات آباد شہر و دہات مین اونکی نیکنامیون کا نشان دہر ہے ہین

یہ حاتم عہد سپہر خیر کا آفتاب پر نور تھا اکثر معابدون پر شوالے اور ٹھاکردوارے نام خدا موجود لاکھون
روپیہ کے یومیہ دار اور وظیفہ خوار اس صاحب قلم کے بدولت پرورش یافتہ اتبک دعای خیر مین
سرگرم اور اکثر انکا رہن قائم اور اکثر ذات اور اراضی صیغہ معافی مین محتاجون اور غریبون کو سرکار
نواب وزیر سے دلا کر دست آویزین کل عنایت کین چنانچہ کسی طرحکا حرف آنا محال تھا بلکہ اب تک
یہ چشمہ جاری ہے یعنی سرکار انگریز بہادر سے مستحق پاتے ہین ابتدای وزارت سے آخر سلطنت تک
اس قلمرو مین مثل اونکے صاحب خیر دوسرا نہین ہوا اور ہمیشہ محفل وجلسہ مین تذکرہ مثنوی مولوی روم
علیہ الرحمۃ وتصنیفات شیخ سعدی شیرازی رہا کرتا تھا اور کلام حافظ شیراز عزیز وممتاز خلاصہ تقریر
یہ ہے کہ سرفراز الدولہ اور امیر الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے ثالث بالخیر اس ششجہت مین آخر عہد
نواب وزیر تک بے شش وپنج نیکنام رہے اور اوسی زمانہ مین عمدہ جرنیلی سپاہ محمد رضا خان فرزند
سرفراز الدولہ کے نام زد ہوا یہ شخص مرض جوع مین مبتلا اور مجنون صفت آزاد مشرب تھا اور بنیابت
جرنیلی مرزا امام بخش کے نام قرار پائی یہ امام بخش غلام بچہ کسی شخص کا تھا کہ اپنے آقای نعمت کے پاس
سی بھاگ کر ایام صاحبزادگی آصف الدولہ بہادر مین حاضر آیا مقرب ہوا آخر نواب شجاع الدولہ بہادر نے
نالائق حرکات دیکھکر اوسکو ملک سے اخراج کیا تھا لیکن وزارت جناب عالی مین پھر آکر نیابت جرنیلی کو پہونچا
تین چالیس ہزار پیادہ اور چار پانچ ہزار سوار ونکا افسر بنا اقتدار کامل حاصل ہوا لیکن کچھہ دنون کے بعد
پھر حسب عادت اپنے طریق بد وضعی پر قدم زن ہوا آخر کار پھر حکم اخراج نافذ ہوا کہ فرصت سواری اور اسباب
اوٹھانے کی نپائی شہر سے نکالا گیا اور اوسی سال کرنیل گاڈر صاحب بہادر کلکتہ سے تشریف لاکر اس شد ومد
سے ملازم نواب وزیر ہوئے اور وہ پلٹنین جو محمد ایرج خان نے بر طرف کین تھین ہر طرف سے بہم پہونچاکر پھر
جمع کین چنانچہ پہلے فتح چند نایک قلعہ دار تال گانون پرگنہ فرخ آباد کے قریب کمر بغاوت باندھی تھی اونکی
کشتی کی گرفتاری اوسکی ظہور مین آئی اسکے بعد حسب الحکم گورنر بہادر گجرات ودکن کی طرف مامور ہوکر
روانہ ہوا اور اوسی عرصہ مین امیر الدولہ حیدر بیگ خان بہادر نے راجہ صورت سنگھ کو کہ مین الدولہ کی بعد
صوبہ داری بریلی پر قائم تھا معزول کیا گیا عوض اوسکے راجہ کندن لال کہ متصدیان عہد افاغنہ سے تھے
منصوب ہوا اسنے تمام ملک آبادکو کہ عبارت کو ویران کیا اور زر تحصیل کی علت تصرف مین قید ہوکر زندان حیات
سے بواسطہ کمات نجات پائی اور میر زین العابدین خان صرف کوڑی والد سید برکت سید شجاع الدین

ابن شاہ علیخان ابن میر تقی وزیر شاہزادۂ اکبر ابتر ابن خلد مکان اورنگ زیب سے تھا فی الحال رفاقت
الماس علیخان خواجہ سرا مین معزز چنانچہ صیغہ عالی مین سات آٹھ لاکھ روپیہ سرمایہ بہم پہونچاکر سرای معالیخان
مین امام باڑہ اور مسجد عالی اور چاہ آبرو دار نہایت بزرگ دمدروازہ طیار کیا کہ وہ نشان اتبک لکھنؤ مین
گوشہ سڑک درمیان امام باڑہ ہوکر نکل گئی ہے موجود بعد انتقال مصری بیگم اونکے زوجہ کے ہاتھ ترکہ کئی
لاکھ روپیہ کا نقد وجنس آیا اور اس عورت صاحب ہمت نے الماس علیخان سے عرض کی کہ اسقدر نقد وجنس
متروکات شوہر سے حاضر ہے اوس خواجہ سرای سیہ چشم عالی دماغ نے صورت زلف محبوب آشفتہ ہوکر نیسان
زبان سے گوہر افشانی کی کہ مال مردہ پیچھے مردہ کے جانا چاہیے لہذا مناسب ہے کہ لڑکونکو تقسیم کردو مین محتاج
و کوتاہ ہمت نہین جو دست اخذ دراز کرون چنانچہ زبان مصری بیگم سے اسکے جواب مین پھر کوئی بات نکلی
صورت شیرینی وہ ترکہ لڑکونکو تقسیم کردیا اور فضل خدا سے یہ سید بزرگ مرحوم کثیر الاولاد تھا بعض لڑکون
نے وہ زر نقد عالم شباب مین رائگان صرف کیا اور بعض اولاد نہایت رشید و نامور ہوئی چنانچہ نظامتین سرکار
نواب وزیر سے مرحمت ہوئین اونہین سے سید کاظم علیخان اور میر ہادی علیخان اور میر باقر علیخان رشید
و بزرگ و صاحب عظمت تھے باقی کیفیت اورون کی قلمبند ہوگی خلاصہ یہ سید زین العابدین نے علت محاسبہ
مین زندان نصیب ہوکر قید ہستی سے رہائی پائی اور اونہین دنون مین جب رسالہ سید جمیل الدین تورانی کا
شکستہ ہوا ناچار یہ ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کے پاس گئے القصہ چوتھی برس نواب یمین الدولہ
سعادت علیخان بہادر لشکر مرزا نجف خان سے پھر کر لکھنؤ مین آئے اور کچھ دنون سعادت گنج مبارک مین قیام
فرمایا اور پھر اپنے موافق درخواست شہر بنارس مین جاکر طرح قیام ڈالی تخمیناً دو لاکھ روپیہ صاحبان انگریزی
معرفت ماہ بماہ پہونچتا تھا اور بعد اسکے پھر مرزا جنگلی صاحب بڑے صاحبزادے شجاع الدولہ بہادر کے
لشکر نجف خان مین تشریف لیگئے ابھی زیادہ قیام نکیا تھا کہ مرزا نجف نے قضا کی جانب باغ خلد سدھارے
صاحبزادے ممدوح نے بھی مراجعت فرمائی اور پھر کچھ دنون کے بعد عظیم آباد مین جاکر بود و باش
اختیار کی اوسی زمانہ مین کرنیل ہانی صاحب بہادر نے ملک سردار جنابعالی سے اجارہ لیکر مرزا ابوطالب خان کو
کار دبار وہان کا سپرد کیا ان مرزا کے عہد مختار الدولہ تک مرزائی کے ساتھ بخوبی گذری بعد اونکے حیدر بیگخان
نے جو درماہہ پانچ سو روپیہ کا پاتے تھے موقوف کیا یہ وجہ شکستہ خاطری کی تھی چنانچہ جملہ کیفیت اپنی مسیر طالبی
نام کتاب مین کہ تصنیف اونکی ہے مندرج فرمائی القصہ مشیّت از تقدیر و بیش از قسمت غیر ممکن اتفاقاً

حیدر بیگ خان کو صاحب ممدوح سے کچھ صورت عناد واقع ہوئی کہ وہ بہت جلد جانب کلکتہ تشریف لیگئے کاروبار مرزا ابو طالب خان بھی برہم ہوا ناچار یہ بھی جانب کلکتہ روانہ ہوئے اور وہان سے ولایت لندن کی طرف قدم اوٹھایا اور اوسی زمانے مین صوبہ الہ آباد اسمعیل بیگ خان شورہ والا کو کہ حیدر بیگ خان کا ساعی ہوا تھا قرار پایا چنانچہ انھون نے وہان جاکر طلب باقیات مین اکثر اراضی و املاک زمیندارون کی سول لیکر صاحب سرمایہ ہوئے مگر دولت حیات سے ہاتھ اوٹھایا زین العابدین خان فرزند اسمعیل خان کے تھے کہ چند مدت پرگنہ بریلی مین سرکار انگریزی مین نوکر رہے بعد اوسکے شاہجہان آباد مین عسرت کے ساتھ بسر کی پھر کچھ دنون لکھنؤ مین بیکاری و تعطل سے مشغول رہا آخر دیوانہ ہوکر سنگ ساز قضا ہوگی دوسرے برس خواجہ عین الدین انصاری عملداری صوبہ بریلی پر منصوب ہوا یہ شخص رفقاء خادم حسین خان بنگالہ والے سے تھا مومن اور دوستدار ائمہ معصومین چنانچہ نظیر اپنا نہ رکھتے تھے یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم مین معمول تھا کہ عاشورہ کو تمام مال و متاع نقد و جنس اور عمارات اور زن و فرزند بلکہ اپنی ذات سمیت جناب سید الشہدا علیہ السلام کے نام خیرات کر دیتے تھے اور پھر قرض و دام سے زر نقد بہم پہونچاکر سول لیتے تھے خلاصہ جس جگہ اس شخص نے عملداری کی بے مثل رہا پہلے فیض آباد مین مامور ہوئے وہان ہنگامہ چوری کا بسبب زور و شور کے ساتھ تھا بلا تکلف حکم شدید نافذ کیا کہ زنہار کوئی شخص رات کو دروازہ اپنے گھر کا بند نکرے خدانخواستہ اگر کوئی صورت نقصان ظہور مین آئے سرکار سے لے اور چور کو بلا کر بلا اندیشہ راہ فنا دکھاتے تھے اور ہاتھ کاٹ ڈالنا ایک بات تھی چنانچہ اوسی کے تمام عمل مین نام دزد باقی نرہا اور جس جگہ ایک ہفتہ کے واسطے جاتے تھے نیو امام باڑہ و مسجد کی پہلے بٹھاتے تھے اور قبر اپنی بناتے تھے کہ آخر ایکدن جہان سے اوٹھنا ہے اور وہی آستانہ نجف اشرف کے پیے جناب عالی نے پانچ لاکھ روپیہ اور سرفراز الدولہ نے دو لاکھ روپیہ بدست حاجی محمد کے بھیجا تھا چنانچہ خواجہ صاحب ممدوح نے اپنے حوصلہ کے موافق اور دست قدرت کے لائق زر نقد بھیجکر شریک تعمیر ہوئے اور ہمیشہ تسمہ چرمی زیب کمر اور لباس شنجرفی در بر خلاصہ جامہ خاکساری مین لباس دنیا داری کو آبرو دی تھی اور پیشانی عرضیون کی جو بسبب حکام زیب قلم کرتے تھے پہلے یہ حرف زبان قلم پر آتا تھا کہ دانا برحق سمجھ بیشک اس فقرہ کے بعد قلم جانب مطلب اوٹھتا تھا اور غریبون کو لنگر خانہ سے کھانا اور موسم زمستان مین رضائی ملتی تھی چنانچہ انکے بعد جواب انکا صفحہ روزگار پر پیدا نہوا چنانچہ انکی اولاد سے میر ابراہیم علی نام

بریلی مین چند مدت عہدۂ دیوانی پر مامور رہے پھر انگریزی تحصیلداریون مین رونق پائی اور اوسی زمانہ مین جرنیل کوٹ بہادر کمانڈر چیف ولایت سے کلکتہ مین اور وہان سے لکھنؤ مین رونق افروز ہوئے نواب وزیر نے الہ آباد تک رسم استقبال ادا کی اور کمال طمطراق کے ساتھ شہر لکھنؤ مین لائے بزم ضیافت آراستہ کی چنانچہ اون دنون ملک سرنگاپٹن دکن مین انگریز بہادر اور حیدر نائک پدر ٹیپو سلطان سے جنگ صعب اور مقابلہ سخت درپیش تھا جرنیل صاحب ممدوح نے درخواست اعانت زر نقد وفوج نواب وزیر سے فرمائی چنانچہ امرای لکھنؤ اور جملہ جاگیرداروں پر بھی کئی لاکھ روپیہ کی قرار پائی تھی غرض ہر ایک کو اسباب مین اغماض تھا مگر اقبال الدولہ نے پیش قدمی کی ساٹھ ہزار روپیہ لا کر حاضر کر دیا اب راستہ بھی مذکور طوعاً وکرہاً جاری ہوا حیدر بیگخان سرفراز الدولہ کو یہ معاملہ خوش نہ آیا جاگیر اقبال الدولہ قرق کی اور تین ہزار روپیہ جو اونکا درماہہ تھا موقوف کیا اور انھین دنون مین مسٹر جان پیسیو دوبارہ لکھنؤ مین تشریف لائے تھے کچھ حیدر بیگخان سے آزردہ ہو کر پھر گئے رزیڈنٹی متعلق مسٹر چیملین اور جرنیلی جانسین صاحب سے تعلق تھی اور جو مقدمہ راجہ چیت سنگھ کا نواب گورنر جنرل بہادر سے بنارس مین واقع ہوا شرح اوسکی حال مین انگریزی سردارون کے بیان ہوگی مگر واقع ہونا اس واقعہ کا درمیان نواب وزیر و نواب سالار جنگ و بیگم فیض آباد باعث تکدر ہوا کسواسطے کہ وہ راجہ وابستگان سرکار وزیر سے تھا رستم علیخان رفقای نواب صفدر جنگ نے منسارام زمیندار قوم برہمن کو اپنے وقت مین درجہ اعلے تک پہونچایا تھا جب رستم علیخان رفیق عمدۃ الملک نواب امیر خان بادشاہی کا ہوا محمد علیخان صفدر جنگ کی طرف سے علاقہ منسارام پر مقرر ہو گیا ہرچند یہ شخص اول تحصیلدار تھا مگر منسارام نے لڑکی اپنی جو بطن طوائف مسلمان سے تھی اوسکو زوجیت محمد علیخان مین دیا تھا اور مالگذاری سرکار مین فروگذاشت نہین کی اسکے بعد بلونت سنگھ لڑکا اوسکا اپنے باپ سے خوش معاش زیادہ ہوا مالگذاری مین بھی کوئی بات خلاف ظہور مین نہین آئی مگر جسوقت سرکار وزیر سے طلب ہوتے تھے کہتا تھا کہ جناب عالی خدا کے برابر ہین جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے پھر نہین آتا وجہ اسکی یہ تھی کہ اوسی زمانہ مین پرتھی سنگھ پرتاپ گڈھ والا حکم وزیر سے قتل ہوا تھا مگر بلونت سنگھ جنگ بکسر مین شریک لشکر تھا اور بنیاد بلدۂ رام نگر بنارس بلونت سنگھ سے ہے اور قلعہ بجی گڈھ پر جو سر کوہ رفیع و راہ دشوار گذار واقع ہے بہ قیمت زر خطیر مول لیکر خزانہ اپنا وہان رکھا تھا اور کار پردازان سرکار سے سازش کا رنگ جمایا بابو چیت سنگھ فرزند بلونت سنگھ سے رعیت نارضامند تھی اسواسطے نواب آصف الدولہ بہادر

اخراج اوسکا چاہتے تھے مگر گورنر جنرل بہادر نے امان دی تھی اتفاقاً اوسی عرصہ مین گورنر جنرل
بہادر سے کچھہ نزاع ظہور مین آئی نواب سالارجنگ نے بنظر سعی آصف الدولہ کو منع کیا کہ انگریزون
کی طرف ہوکر بلونت سنگہ سے میدان جنگ گرم فرماوین چنانچہ یہ خبر اوڑتے اوڑتے کلکتہ تک پہونچی
حکم ارباب کونسل نافذ ہوا کہ جاگیر ہمشیرہ سالارجنگ ضبط ہوکر توفیر سرکار مین جمع ہواکرے چنانچہ الماس علیخان
جو عامل اوس جاگیر کا تھا پایۂ عزل مین درآیا اور مرزا شفیع منصوب ہوئے اوسوقت حیدر بیگ خان نے
موقع پاکر جناب عالی سے عرض کی کہ فی الحال قسطین سرکار کمپنی کی دینا ہین وہ بھی بیگم صاحبہ سے دلائی جاوین
چنانچہ اس مقدمہ مین بیگم صاحبہ نے عذر پیش کیا آخر معلوم ہوا کہ بیگم صاحبہ خواجہ سراؤن کی فرمائش پر
عمل فرماتی ہین ناچار جناب عالی خواجہ سراؤن کے تدارک کے واسطے عازم فیض آباد ہوئے اور وہان
جاکر جواہر علیخان وغیرہ خواجہ سراؤن کو پابزنجیر فرمایا اور وقت ملاقات بیگم صاحبہ نے خلعت عطا کیا آلات
طلائی ونقرئی بھی بہت سا ہاتھہ آیا القصہ قصور وزیر سالارجنگ وغیرہ معاف ہوا اور مزاج گورنر بہادر
صورت آئینہ صاف پھر سے تو جاگیر صورت طبیعت بیمار بحال ہوگئی یہی دو تین بادشاہی سردار دہلی سے لکھنؤ
مین آئے تھے نواب سالارجنگ برادر افتخار الدولہ اور مرزا علیخان ابن نواب اسحاق نجم الدولہ پسر
موتمن الدولہ اسحاق خان کلان ابن غلام علیخان ابن مرزا حسن شوشتری کہ نسبت اونکے حلیمہ خاتون
مرضعہ جناب رسالت مآب علیہ السلام سے منسلک ہے مرزا حسن عہد خلد مکان اورنگزیب مین اکبرآباد سے
اعظم شاہ عہدہ باورچیخانہ پاکر ملازم ہوگئے تھے اور غلام علیخان بھی نوکر رہے تھے اور اسحاق خان
کلان کچھہ دن رفاقت امین الدولہ انصاری مین رہکر محمد تقی وزیر شاہزادہ اکبر شاہ کے پاس رہے اور
عمدۃ الملک کے ذریعہ سے حضور سلطنت تک حاضر آئے چنانچہ ذکر اسحاق خان کلان سلطنت محمد شاہی
سلسلہ پذیر ہے قصہ مختصر جس روز سے صفدر جنگ بوجہ مخالفت انتظام الدولہ دہلی سے جدا ہوئے سالارجنگ
اور مرزا علیخان دونو بھائی ہمراہ تھے ندیم پیشگی انکے خاندان مین قدیم سے چلے آتے تھے جاگیر چھ لاکھ
روپیہ کی ہمراہ جاگیر وجہ شجاع الدولہ کے ساتھہ کہ ہمشیرہ اونکی تھین سرکار بادشاہی سے جداگانہ مقرر
ہوئے یہ دونون سرکار خاندانی معتمدان روزگار سے تھین مرزا علیخان متانت مین بےنظیر تھے کسی سے
آشنا نہین ہوا اور باورچی دو دو سو روپیہ درماہہ کے اس سرکار مین ملازم تھے اور اولاد مرزا علیخان
فی پانچوین سال جلوس آصف الدولہ مین رحلت کی نواب احمد علیخان شوکت جنگ شخص نام اور فرزند ارجمند

محمد تقی خان ہوش تخلص نہایت نیک صفات تھا اور ہندی شاعری ہوش کی لائق پسند ارباب سخن ہوئی
نواب شوکت جنگ کثیر اولاد تھے لہذا تقسیم درماہہ کی وجہ صورت امارت باقی رہی مگر آسودہ روزگار تھے
اور نواب سالار جنگ کمال شگفتہ رو خندہ پیشانی خوش زبان عمر بھر پچاس ہزار روپیہ ماہواری انکے صرف
مین آیا نغمہ اور سرود سے طبیعت زیادہ تر مالوف تھی باوجود شاگردی انچھا برس کلاونت کہ ابنای تانسین
سے تھا گوی سبقت اوستادی مین لیگئے اور اسدرجہ کمال اس علم موسیقی مین بہم پہونچایا کہ قوالون کلاونون
سے حصہ شادی وغمی کا بمقتضاے ظرافت اور علم اور کمال بیبصب لیتے تھے خیال اور ترانہ اور سور وغیرہ میراثی
انکا دستور العمل خوانندگان زمانہ تھا چنانچہ رسمین عیش وطرب کی انکے مرنے کے بعد فنا ہوگئین رفیق اور
ملازم انکے مدت العمر نوکری سے موقوف نہین ہوئے تنخواہین اونکی غرہ کے روز گھر بیٹھے پہونچا کین
سید قاسم علیخان اور اصغر علیخان وغیرہ کہ ذکر اونکا جابجا آئیگا فرزند سالار جنگ کے نامی گرامی تھے اور
سواے اس خاندان کے اولاد قمر الدینخان جو تقریب شادی نواب آصف الدولہ بہادر مین آئے تھے
ذکر انکا قلمبند ہوچکا ہے تیسرا خاندان کلب علیخان وبند علیخان کا جو گنج علیخان کے فرزند تھے چوتھے
مدار الدولہ ابن میر یوسف خان ابن میر موسیخان قدیم امیر منصب داران بادشاہی سے مقرب خلد منزل تھے
اور مدار الدولہ آپ بھی عہدۂ بخشیگری سے سرفراز جسوقت سے کہ شاہ عالم نے انکو دہلی سے الہ آباد کو
بھیجا تھا وہان بھی یمین الدولہ سعادت علیخان نے مرزا نجف خان کے جاگیر علاقہ ہنڈون تیاتہ پر قابض
ہوئے مدار الدولہ کو نائب اپنا بنایا جب یمین الدولہ بہادر لکھنؤ مین تشریف لائے مدار الدولہ ساتھ آئی
علاقہ چھبر ہٹہ ساٹھہ ہزار روپیہ جمع کا انکی جاگیر مین قرار پایا آیندہ ذکر انکے اولاد کا بھی زیب قلم ہوگا کہ
خاتمۃ الشیاطین لکھنؤ ہوئے الغرض ساتوان سال جلوس آصفیہ مین راجہ جھاؤ سنگہ ناظم اوجہ بیگمان
سے فرقی تنخواہ کی علت مین مقابلہ پیش آیا اومدیلہاے شرارت شعار شریک اونکے ہوئے آخر کار فوج
انگریزی کے ہاتھون کشتہ ہوا اور اوسی سال راجہ چھاؤ بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث
کہ خوف عدالت دامنگیر تھا بھاگ کر آئے بعد عزل ٹہر چند عہدۂ خزانچی گری اور خطاب راجگی سے
سرفراز ہوا اور آٹھوین سال محکمہ عدالت لکھنؤ مین قرار پایا مفتی غلام حضرت اور قاضی غلام مصطفے سے
فتواے مسائل شرعیہ واحکامات عدالت متعلق تھے مگر بھوانی سنگہ اردلی کہ صاحب اقتدار تھا اوسکے
مداخلت کی وجہ مقدمات عدالت ضعف پذیر رہے اور اسلئے داروغگی سید محمد نصیر خان بہادر برادر

عمر او مختار الدولہ کے نام زد ہوئی اور مولوی محمد امین فتوی کے واسطے مقرر تھے مصارف اونکے ماہواری کا سرکار سے مقرر تھا لیکن عملہ عدالت کو تنخواہ تساہل کے ساتھ ملتی تھی چونکہ راجہ ٹکیت رائے مدار المہام دیوانی حال مفتی غلام حضرت پہ توجہ کمال رکھتے تھے اسواسطے سید محمد نصیر خان برخاست دل ہو کر بنارس کی طرف راہی ہوئے اور پھر طوطی غلام حضرت کا خوب بولا —

ذکر آمد و رفت گورنر بہادر

اس آٹھ برس کے زمانے مین دو مرتبہ نواب گورنر ہشٹنگ بہادر رونق افزای لکھنؤ ہوئے پہلے اوس وقت کہ ہنگامہ جیت سنگہ و حیدر بیگ خان گرم تھا اور تمام نقشہ قدیم برہم ہوا اور اختیار صاحبان انگریزیہ اس سرکار مین کمتر ہا میجر اسیرن کو جو کمپنی کی طرف سے ناظر معاملات تھے موقوف کیا اور میور کرنیل گاڈر صاحب کو بھی جو تسخیر گجرات کے واسطے گیا تھا اور گوہد وغیرہ قبضہ تصرف مین لایا معزول کیا اور کرنیل ہانی کو ملک سردار سے بدل دیا اور عبداللہ بیگ بڑیچ کو جو زمرہ ترکسواران انگریزی سے برطرف ہوکر سند اول تحصیل فرخ آباد ہوا تھا اوسکو ملک سردار مین بھیجا لیکن بدہ باقی وجہ امیر بیگ کے ہاتھون سے خرمن حیات پائمال ہوا القصہ سرکار کمپنی سے متواتر طلبی قسط ہوتی تھی اور یہان سے زیادہ بار پہونچنا متعذر تھا ہر مرتبہ تمسک حال و بقایا افزائش سود سمیت قلمبند ہوتا تھا حیدر بیگ خان صدر مین لکھتی تھی کہ یہ بے انتظامی کمپنی کے گماشتون کی سبب سے ہے اسواسطے میجر پامر صاحب کہ وہ رہ ہو کر آئی تھی اور دوسری مرتبہ گورنر ہشتنگ بہادر جب تشریف لائے تمسک مہری نواب وزیر بابت زر قسط جو تعدادی پونے دو کرور روپیہ کا تھا بھیج لیا اور کہا کہ اسکو آپ اپنے ہاتھ سے چاک فرمائیے کہ سود سرکار کا نقصان ہماری کئی وجہ ہوا اور اہالی عملہ دینا اوسکا نہین چاہتے ہین نواب وزیر یہ کلام سنکر نہایت منت کش اور محظوظ ہوئے او تاکید فرمائی کہ زر رواجبی دیا جاوے آخرکار گورنر جنرل بہادر نے حکم فرمایا کہ ان دنون اطراف و شہر مین قحط سالی واقع ہے ایک ہزار روپیہ ہماری طرف ـــــ سے خیرات فرمائیے چنانچہ دس ہزار روپیہ ماہواری بابت خیرات کچہری رزیڈنٹی سے شامل وثیقہ جنرل مارٹین جاری ہے بعد اوسکے سفارش راجہ جھاؤلال حیدر بیگ خان سے فرمائی اور ہاتھ اوسکا انکے ہاتھ مین دیکر جانب ولایت رخصت ہوئے بعد انکے لارڈ کرنوالس رونق افزای کلکتہ ہوئے اور حیدر بیگ خان کو یہ فکر دوسری درپیش تھی کہ مصارف یہان کا اس وضع پر تھا کہ پہلے اسسے

شاہزادہ جوان بخت جہاندار شاہ خطاب تشریف لائے تھے اور نواب وزیر بخوبی معیت سوافق آئی تین لاکھ
روپیہ سالیانہ اوسکے مصارف کو واسطے مقرر ہوئے اور بارہ دری نگینہ محل مین قیام و یکچند مین مناسب
اوراہوئین اوسوقت گورنر جنرل کا ہادبہی اوسجگہ موجود تھے لیکن شاہزادہ موصوف نے کرم بخش طوائف کو شمع کاشانہ محل
بنایا بنظر پاسداری بیگم صاحبہ یہ امر خلاف رائے نواب وزیر ظہور مین آیا اور معیت شاہزادہ مرغ بازون وغیرہ
قوم ارذل سے زیادہ بڑھی آخر بکہتر ہوکر روانہ بنارس ہوئے اور یہ درخواست زبان پر لائے کہ صوبہ الہ آباد
جو تعلق وزیر مین ہے آمدنی اوسکی مجھکو چاہیئے لارڈ کرنوالس بہادر نے شاہزادہ سے بنارس مین ملاقات
کی اور اونکی درخواست سے مطلع ہوکر نواب وزیر کلمہ کلام اوس باب مین زبان پر لائے آخر دو لاکھ روپیہ
سالیانہ جہت شاہزادہ قرار پایا اور دوسری مرتبہ جو شاہزادہ موصوف دہلی مین جاکر پہر آئے تھے یہ حال
زیب قلم ہوچکا ہے سوای اس مصارف کے نواب وزیر ساٹھہ لاکھہ روپیہ سالیانہ جشن ہولی و بسنت وغیرہ
اوبالی صرفون مین خرچ فرماتے تھے اور ہر سال بتقریب شکار جو کوچ درپیش ہوتا تھا کارپردازان سے
استفسار تنگ طالبی فرماتے تھے کہ حیدر بیگ خان اور راجہ ٹکیت رای کا دم ضیق مین پڑتا تھا اوسوقت حاضر کرتے تھے
اور سوای اسکے جو فوج زائد تھی خرچ اوسکا بھی زیادہ تھا یہان تک کہ ترک سوارون نے بلوہ کرکے تنخواہ
اپنی حیدر بیگخان کو گھیر کر لی آخرکار بنظر کمی قدیم رسالہ دار موقوف کیے گئے چنانچہ ہمت بہادر اور بھائی
اوسکا امراؤگیر اور رفعت خان تیر تیغ اور شیخ احسان وغیرہ یہان سے برطرف ہوکر لشکر نجف خان مین پہنچے
اور بعض اشخاص پریشان ہوکر اور جانب سدہار سے اور چہاونی محبوب علیخان کی فوج انگریزی نے
موافق حکم وزیر بندر آتش کی اور نشان توپ و تفنگ خارج کیا چنانچہ وہ بھی نجف خان کے پاس جاکر بعد الیہ
جوکہ مین مشغول ہوا اور سوای اسکے مزاج نواب وزیر مین یہ بات پیشتر تھی کہ جو تاجر کوئی شی عمدہ لاتا تھا بلا تامل
خرید فرماتے تھے خصوصاً انگریزی سوداگرون کا مال ایک روپیہ سو لاکھہ روپیہ تک مول لینے مین دریغ
نہ تھا چنانچہ جنرل مارٹین فرانسیس جو صاحبان میجر پہولیر صاحب سے تھا اوسنے کرورون روپیہ
نواب وزیر کی بدولت تجارت مین پیدا کیا اور نام آوری کے ساتھہ جہان فانی کو چھوڑا یہ کیفیت مصارف
نواب وزیر کی تھی مولوی دلدار علی اور سید مرتضی وغیرہ علمای مذہب امامیہ نے حسن رضا خان کی وجہ
نام پیدا کیا نماز جمعہ اور جماعت کی جسکا رواج و رسم اس ملک مین نہ تھا لکھنؤ اور فیض آباد مین فقہ
اور مسائل کے زور سے جاری کی اور کربلا مین جاکر حکم اجتہاد وہان کے مجتہدون سے لیا اور پہر اپنے

اجتہاد اپنا جاری کیا اور مصارف حیدر بیگ خان جو نائب سرفراز الدولہ حسن رضا خان تھا بلکہ نیابت سے
بڑھکر صاحب اختیار چھتیس لاکھ روپیہ سالیانہ سے کم نہ تھا کوٹھے کنارے عطر روغن خوشبو لاکھون روپیہ کا تلف
صرف ہوتا تھا اور مصارف راجہ ٹکیت رای خدا بخشے نور اسکے نور عمارتین عالی اور باغات شمر ود اور اکثر
گھڑسے اور پل اور معابد گاہین بیشمار آج تک روی زمین پر یادگار باقی ہین اور مصارف الماس علیخان
کہ ہمیشہ مساجد ہی مین بسر اوقات کرتے تھے زیادہ تر اون صاحبان سخاوت پیشہ سے تھا تفصیل اور
تشریح ان حضرات کے اپنے گھرون مین بادشاہ وقت تھے ایک ایک نے عمارت عالی لاکھون روپیہ
کی تعمیر کی غرض یہ خرچ و مصارف باعث ترقی افکار حیدر بیگخان تھی آخر کار سپاہ دیر قلم سیاہ کی کا پہرا
عنایت الہی سے اوس زمانہ مین آمدنی ملک تین کرور روپیہ سالیانہ سے کسی طرح کم نہ تھی ناچار حیدر بیگخان
نے پہلے کلکتہ مین یہ تحریر روانہ کی کہ مین ایک طرف تقاضاے اقساط کمپنی سے مبتلای عذاب ہون اور
دوسرے مصارف نواب وزیر سے ہوان روح بہتر یہ ہے کہ آپ یہان تشریف لاکر اپنی قسطون کے
عوض ملک تقسیم کرلین کہ دایمی خرخشہ موقوف ہوجاے ملازم سرکار نواب وزیر ہون اسمقدمہ مین اپنی
طرف سے التماس کر نہین سکتا اگر اودھر سے سوال کیا جاے اعانت اوسکی میرے ذمہ ہے غرض او جو
اس تحریرات کے کلکتہ سے سواے [illegible] کے کچھ جواب نہ آیا آخر کار حیدر بیگخان نے کہ تگ و دو سے لگی تھی
بعد داخلہ لارڈ کرنوالس صاحب بہادر نواب وزیر سے رخصت لیکر جانب کلکتہ قدم اوٹھایا اور وہان پہونچکر
جواہرات کرور روپیہ حضور گورنر بہادر مین پیش کیا اور کیفیت ساری جو صفحہ دل پر منقش تھی عرض کی گورنر
بہادر نے فرمایا کہ عوض اس تحفہ کے کون شی نایاب اپنی طرف سے خدمت جناب العالی مین روانہ کرون زیبا
یہ ہے کہ یہی تحائف جو نواب وزیر نے جواہرات بھیجا ہے ہماری طرف سے جناب عالی کو پہونچا دو بلکہ یہی مضمون
محبت نامہ مین لکھکر حیدر بیگخان کو رخصت کیا اور آپ بھی عقب خانہ کو رونق افروز کلکتہ ہوے لے جنانچہ
یہان سے بھی رسم استقبال و ضیافت وغیرہ علی قدر مراتب حسن و خوبی کے ساتھ ادا ہوئی خلاصہ کہ گورنر
صحبت مین اکثر فین خرچ جہادولی تشادین اور اکثر نام انگریزون کے جو سرکار نواب وزیر سے تنخواہین
پاتے تھے نکال ڈالی کہ یہ حرف زبان مبارک پر لاے کہ گورنران سابق بلند خاندان نہ تھے جو پاسداری
نواب وزیر سے دور رہی کسواسطے کہ مراتب وزیر الممالک لایق اسکے نہین کہ زبان کو مجال چون و چرا
ہے سچ ہے ع قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری ٭ خلاصہ گورنر بہادر ممدوح جو آفتاب سپہر خاندانی

اونھون نے مصارف نواب وزیر و کثرت خرچ عمائد لکھنؤ مین حرف شکایت کبھی زبان مبارک پر نہین لاتے
بلکہ محظوظ ہوکر وہ اخراجات و مصارف جنمین کمی و زیادتی کی گنجائش تھی تصرف فرمایا اور کثرت خرچ ارکان
دولت سرکار نواب وزیر سے اصلاح پذیر ہوئے القصہ ظہور اس مقدمہ کا باعث خوشنودی نواب وزیر
ہوا اور حیدر بیگ خان پر نوازشین فرمائین بلکہ سب سے زیادہ ترد و لتخواہ نظر آیا القصہ حیدر بیگ خان نے
اس انتظام مین مدت بسر کی اپنے آقای نعمت کا خیر طلب تھا خلق اللہ مین نیکنام رہکر فوج و سپاہ مین نگہداشتہ تھا
آخر سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین شکار شہباز اجل ہوا اور قضا سے پہلے عالم بیماری مین فرد جنس و نقد جو کچھ گھر
مین تھا لکھکر حضور نواب وزیر مین روانہ کردی کہ یہ مال سرکار ہے چاہین لین چاہین بخشدین اکبر علیخان و
حسین علیخان دونون لڑکون کو سپرد نواب وزیر کیا خلاصہ متروکات مذکور نقد و جنس سمیت بیس لاکھ
روپیہ کے قریب تھا لڑکے بھی کم سن چونکہ نواب وزیر سیر چشم تھے اور حسن خدمتی حیدر بیگ خان سے رضامند
نظر اونکے مال و اسباب پر نکی لیئے ضبطی سے محفوظ رکھا تمام اونکی اولاد کو بخشدیا حقیقت مین اس خانزاد
نے لکھنؤ مین نام آوری کے ساتھ عمر عزیز بسر کی اور اسی سفر دن مین نواب محبت خان بھی جو ہمرکاب جنابعالی
جانب بہرائچ گئے تھے وہان سے کلکتہ مین جاکر منظور تھا کہ عرض حال کرے لیکن یہان سے ملاقات کو واسطے
ممانعت تھی گورنر جنرل بہادر نے بدون ملاقات رخصت کیا حیدر بیگخان نے اونکو ہمراہ اپنے لاکر بدستور
درماہہ دو ہزار روپیہ کا بحال رکھا اور اوسی زمانے مین غلام قادر خان ابن ضابطہ خان اپنے باپ سے رنجیدہ
ہوکر لکھنؤ مین آئے پالکی جھالردار خلعت پائی اور یہان کی قوت سفارش سے پھر اپنے وطن کی طرف روانہ
ہوگئے چنانچہ ضابطہ خان نے حسب ضابطہ قصور معاف کیا اور بارہوین سال جلوسی مین تیاری عمارات عالیشان
امام باڑہ کلان کہ جسکا جواب روی زمین پر نہین ہی اور مسجد بزرگ فرشتون کی سجدہ گاہ اور رومی دروازہ
فلک فرسا تعمیر ہوا جسقدر تکلفات قابل دید ہین رفعت مسجد و امام باڑہ ہم پایہ بام فلک سے ہے اور وسعت
نشانہ ناوک نظر سے بعید چونہ اور اینٹ کے سوا ایک تسو بھر لکڑی کا نام نہین طول دالان امام باڑہ ساٹھ
درعہ اور عرض بیس گز اور بلندی رومی دروازہ چالیس پچاس گز سے اونچی نہایت خوش قطع اور نازک کار زیبا قلم
فرماتے ہین کہ ارباب سیاح و جہان گشت زمانہ کا قول ہے کہ فی الواقع کوئی عمارت اس درجہ عظمت و لطافت
کی ساتھ شاہجہان آباد و مرشدآباد و اکبرآباد وغیرہ مین کیا روی زمین پر چونے اور اینٹ کی نہین دیکھی جلوس و
آرائش و کثرت آلات ماتم ہندا اوس امام باڑہ کی قابل دید چشم پیر فلک نے کمتر دیکھی ہوگی خلاصہ

کرور روپیہ سے زیادہ قیمتی اسباب جھاڑ لے بزرگ سبز و سرخ رنگ کے روشن قندیل مہرو
ماہ اور آئینہ ہای کلان قد آدم چشمہ خورشید سے مصفا اور آبدار اور چند ضریح مبارک سونے چاندی
کی مرصع کار سراپا نور سقف فرسا خزار حسن و خوبی سے رونق بخش امام باڑہ تھین اور زینت شیشہ دار
سرخ و سبز قیمتی لاکھہ روپیہ سے جو ڈاکٹر فلتن صاحب سے فرمایش ہوئی تھی افسوس صد افسوس بعد رحلت
نواب وزیر لکھنؤ میں پہونچی اور اوسی عہد میں سات لاکھہ روپیہ حاجی محمد طہرانی کی معرفت آصفیہ نہر
لانے کے واسطے دریای فرات سے آستانہ نجف اشرف تک کہ چند فرسخ فرات آب شور تھا خزانہ عامرہ
سے روانہ کیے گئے اور کچھہ زر نقد سے کار مرزا احسن رضا خان اور کچھہ خواجہ معین الدین انصاری کا بھی
درستی صحن روضہ نجف کے واسطے کربلای معلی کی طرف روانہ ہوا چنانچہ چشمہ فیض کسی بادشاہ دریادل کا
جاری ہوا تھا موج زن ہوا اور نام نواب وزیر کے ہند سے عرب تک آبرو پائی اور تیرہویں سال
جلوسی میں مرزا احسن رضا خان سے فراز الدولہ اور راجہ تکیت رای سوال جواب و ملاقات گورنر جنرل
بہادر کے واسطے کلکتہ میں گئے تھے پندرہ لاکھہ روپیہ صرف کر کے پھر آئے سوای اپنی راہ و رسم
کی اسباب کٹھن ہے اور کوئی بات سرکاری فائدے کی ظہور میں نہ آئی اقبال مشہور ہے کہ گنوا کے آئے
فاتحہ آبائی دیا اور چودہویں سال اسٹریچی صاحب بہادر مشیر الصدر کی تقریب میں لکھنؤ میں پاس سرکار کے
تشریف لائے اور اوسی سال جشن شادی مرزا وزیر علیخان پسر خواندہ نواب وزیر کا دختر اشرف علیخان
ابن نواب محمد علیخان نبیرہ مردان خان کے ساتھ قرار پائی تھی رونق پذیر ہوا تیس لاکھہ روپیہ صرف
میں آیا خلاصہ فقط تین لاکھہ روپیہ کا روغن سیاہ روشنی میں جلا تھا باقی جو حسن آرائش و لطف بزم تو عروسی
کی تعریف میں زبان قلم بیہ آئین ہر صفحہ کاغذ روکش ارژنگ مانی ہو جائے اس جشن شادی کے مثل
کوئی بزم جشن ابتدای وزارت سے اختتام سلطنت تک مرتب نہیں ہوئی ہزاروں سیلوچہ نقرئی جو سانچے
میں ہوئے تھے اسی شادی میں تھے اور تختہ ہای آرائش منقش و بادلہ و تمامی سے تمام آراستہ اور زمین
پر اسباب دولتخانہ سے جا چار باغ تک کہ مسافت تین کوس کی درمیان میں مائل تھی حسن آرائش کے
ساتھ چھپا ہوا تھا ساری زمین بہار گلشن دکھائی دیتی تھی اور ناچ رنگ کھانے وغیرہ کی تعریف میں فضول
ہیں محمد علیخان رئیس رامپور اور مظفر جنگ فرخ آبادی حسب الطلب نواب وزیر اس تقریب میں شریک
جلسہ تھے اور بعد اس شادی کے رسم کتخدائی مرزا رضا علی چھوٹے لڑکے کی جو گود لیا تھا ختنہ

مرزا جنگلی صاحب کے ساتھ کم صرف مین ادا ہوئی مگر یہ بزم شادی بھی فی الجملہ غیرت حسن گلشن و رونق بہار گلزار تھی غرض نواب آصف الدولہ بہادر مین ساری آمدنی ملک انھین صرفون مین خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت کے کسیکو کسی سے کام نہ تھا ہر روز روز عید تھا اور ہر شب شب معراج سچ تو یہ ہے کہ یہ خواب خیالی تھا جو مردم دیدہ کی نظرون سے گذرا۔

بیان کیفیت شہر لکھنئو جو بہ رونق نواب وزیر بہ رشک فردوس تھا بیان کرنا ضرور ہوا

موضع لکھنا پور و لچھمن پور دہات زمینداری مسمے لکھنا قوم اہیر جو راج سری راجہ بلہا سنگہ پاسی قوم سے تعلق رکھتے تھے جسوقت آمد لشکر بادشاہان اسلام یعنی علاء الدین غوری و محمود غزنوی و سید مسعود غازی تسخیر ملک ہندوستان کے واسطے شروع ہوئی بعد فتح و ظفر حسب مقتضائے شاہنشاہی صرف لغلبندی وغیرہ لیکر تاج بخشی فرمائی عنان اسپ عزیمت جانب معاودت اوٹھائی تھی اوس زمانے مین اکثر اہل اسلام وہان وقصبات اقلیم ہندوستان مین رہگئے اونہین سے مسمی سید عبد الوہاب موضع کٹولی مین قیام پذیر تھے اور یہ موضع لکھنا پور سے جانب مغرب نالہ بہتا ہے کہ فاصلہ تین کوس کا ہے واقع یہان کی بھی زمینداری لکھنا اہیر مذکور سے متعلق تھی چنانچہ یہ اہیر تعلقدار چوبیس گانون کا تھا سید عبد الوہاب خدمت و خبرگیری سے آبرو یافتہ ایکدن مسمے تالوتی سنگہ فرزند راجہ بلہا سنگہ جہت شکار ہاتھی پہ سوار باز و چرغ سمیت موضع کٹولی مین وارد ہوا حسب اتفاق دیوارین مکان سید مذکور کی کوتاہ قامت تھین ناگاہ زہرہ نام اونکی لڑکی کہ حسن و جمال مین رشک مشتری و ماہ تھی اوس حل نژاد کی نظر پڑ گئی اور کمان عقل و فراست کی اوتر گئی ہزار جان و دل سے اوسکے حسن دلکش کا فریفتہ ہوگیا اور سینہ ناوک نگاہ جگردوز سے نشانہ صورت زلف و سنبلہ تمنائے شادی دراز کیا اور عالم بیتابی مین اپنے گھر جاکر سید مذکور سے پیغام عقد دیا یہ سید بہر وضع دارد صحیح النسب شریف و نجیب تھا یہ ناملائم کلام کہ خلاف شان و آبرو تھا سنکر کان کھڑے کیے اور صورت بید لرزان اپنی زندگی سے سیر ہوکر آمادہ مرگ ہوا کہ آبرو پہ پانی نہ پھرے مسمی سید احمد حسین و سید محمد حسین دو فرزند نرادے اونکے نہایت دانشمند و صاحب شعور تھے اونھون نے چالاکی و ہمت عالی وجہ سے سید ممدوح سے بواسطہ مشورہ یہ راہ بتائی کہ آپ یہ نسبت نامعقول قبول فرمائیے مگر اس شرط پر کہ مہلت دو مہینے کی دستیاب ہو اور یہ بہانہ زبان پر لائین کہ اس عرصہ مین تمہاری شان کے

موافق سامان شادی تدبیر و کوشش سی بہم پہونچائین چنانچہ اوس بوالہوس نے یہ شرط منظور کی
اوسوقت وہ فرزند صاحب تدبیر جانب لشکر امیر تیمور راہی ہوئے لشکر ظفر پیکر نواح پنجاب مین نازل
ہو چکا تھا ہنوز مقام کرنال وغیرہ پر نہ پہونچنے پائے تھے کہ لشکر تیموریہ آکر وارد ہوا القصہ صاحبزادون نے
شیخ المشائخ رئیس الملک شیخ علاء الدین متوطن قصبہ تھیس منجملہ قصبات شرفاً و تعظیماً بیت اللہ یعنے
کعبہ شریف سے جو سرکار شاہی امیر تیموریہ مین عہدہ بزرگ سے سرفراز تھے اور اکثر جنگ و جدال
مین کار نمایان انکے ہاتھون سے ظہور مین آئے پے بہ پے باعث مزید اعتبار و موجب ترقی عز و وقار
تھا دولت ملازمت حاصل کی اور کیفیت ناموسی ہنگامہ قوم پاسی کی اظہار کی چونکہ اونکو پاس آبرو
سادات و خیال مذہب تھا فرمایا کہ تم سمجھے دو لاکھ روپیہ نقد لیجاؤ اور اس شرط سی شادی قبول کرو
کہ ہم قوم شریف سے ہین اور یہ مواصلت و رشتہ مندی بوجہ سرداری و ریاست جو ہمکو نصیب ہے
ہمارے اہل قوم نے جو ہندوستان مین رہتے ہین نہایت پسند کی اور جیسا کہ مناسب تھا مدد خرچ مین
بھی دریغ نہین کیا لہذا ہم چاہتے ہین کہ تمہاری سب قوم یعنے جملہ خرد و بزرگ برات مین شریک ہوکر
تشریف لائین قریب لاکھ روپیہ کے نقد و جنس جہیز مین دونگا اور سامان مہمانداری شراب و طعام
خوشگوار وغیرہ جماعت برات کے موافق سوای اوسکے مہیا کرنا منظور ہے سوای اس لقین و فہمائش
کی یہ بات بھی استفسار فرمائی تھی کہ ای سیدزادون اوس جوار و نواح مین کوئی دوست بھی تمہارا ہے
اونھون نے کہا کہ مسمی لکھنا اہیر تعلقدار وہان کا جو راجہ مذکور کے ہاتھون نہایت تنگ آیا ہے
اور ہماری خبرگیری و دلجوئی مین مصروف رہتا ہے اور دم محبت و اتحاد کا بھرتا ہے شیخ المشائخ نے
فرمایا کہ یہ لشکر تیموریہ صبح و شام نازل دہلی ہوتا ہے تم گھر اپنے جاکر حسب شرائط مذکور بزم شادی
آراستہ کرو اور جو دن برات آنیکا قرار پائے اوس سی دس روز پیشتر ہمکو اطلاع دینا اور چند
جاسوس و ہرکارہ چست و چالاک فقیر و مساکین شکستہ حال کے لباس مین اون سیدزادون کے
ہمراہ کر دیے القصہ وہ سیدزادے سفر سی کامیاب آئے اور شادی بخوبی قرار پا گئی اور یوم ساعت
عقد قرار پایا اونھین ہرکارون نے کہ ڈاک کی صورت بیٹھے تھے شیخ المشائخ کو جاکر خبردار کر دیا
کہ آج سی اسقدر دن شادی کے باقی ہین شیخ المشائخ نے مطلع ہوکر امیر تیموریہ سے بعد عرض حال
جمعیت تدارک پاسی مذکور اجازت لی چنانچہ امیر تیمور نے تسخیر ممالک اودہ و بلہرہ بہرایچ وغیرہ کے لیے

حکم قطعی نافذ فرمایا چنانچہ تیس ہزار سوار اور پانچ ہزار زنبورکی وہ شیخ المشائخ ساتھ لیکر بر سبیل یلغار
صورت حشر عین برات کے دن کہ یہان سب چشم براہ انتظار تھے پہونچے مسمے لہرا پاسی راجہ لام پور
و بلنگ سنگہ راوت پاسی والی قصبہ سہالی کو برات کے دن قضا لائی تھی میر ممدوح نے تیس ہزار
کی شراب اور ستر ہزار روپیہ کی قریب اور تمام سامان کھانے کا جو ساتھ ستر ہزار آدمیون کو واسطے
اکتفا کرے مہیا کیا تھا جب بزم شادی نے رونق پائی اور سب چھوٹے بڑے یکجا ہوئے شرابین
بکثرت چلنے لگین اور دھوان دھار نشون سے خرابیان پیدا کین اکثر بیہوش ہوئے غفلتین غضب
کی چھا گئین اور اکثر راگ رنگ مین مصروف تھے ناگاہ شیخ المشائخ نے آ لیا حکم قتل عام دیا چنانچہ
ایک چشم زدن مین تیس ہزار آدمی کے قریب واصل جہنم ہوئے باقی زن و فرزند چھوڑ چھوڑ کر عالم
اضطراب مین بحالت خراب بھاگے بہت اجل رسیدہ کی جانون پر نالہ بنیا مین پانی چڑھا صورت حباب
ڈوب گئے اور اکثر اسیر پنجہ دست بلا ہوئے اور سید صاحب نے نجات پائی آبرو پر پانی پھرتے
پھرتے رہ گیا آخر کار شیخ صاحب ممدوح جانب گڑہ مانک پور متوجہ ہوئے وہان کا رئیس فتح سنگہ نام
کہ نہایت سرکش تھا اور قلعہ اوسکا مستحکم سخت مگر عقل سے تنگ تھی تاب مقابلہ فوج مقابل لا سکا براہ عجز و الحاح
قدم زن ہوا اور صورت تصفیہ معاملہ ظہور مین آئی خلعت پایا اسکے بعد شیخ مذکور نے نگہداشت فوج جاری
کی اور مردم کار گذار و شجاعت شعار ہر چہار طرف انتظام ملک کے واسطے مامور کیے اور آپ پانچ ہزار
سوار اور دس ہزار پیادہ اور ہزار زنبورک لیکے موضع لکھناپور مین نازل ہوئے خیمہ برپا کیے اور مسمے
لکھنا اہیر کو خلعت سے مخلع کیا اور زر نقد سے مالامال اور فرمایا کہ جو کچھ تمنائے دل ہو عرض کر
اوسنے درخواست کی کہ موضع لچھمن ٹیلہ جو مقام سرا ہے اسمین کوئی قصور واقع نہو اور سر نو آبادی ظہور
کو اس شہر مین منظور ہو میرے نام سے ہو اوسوقت قصبہ لکھنو لکھنا کے نام سے موضع لکھناپور
مین آباد کیا گیا اور حدین اوسکی یہ قرار پائین جانب مغرب نالہ جیبر پل قصائی مشہور تھا اور جانب
مشرق نالہ اسمعیل گنج اور جانب شمال دریاے گومتی اور جانب جنوب بابا نالہ موضع تل پورہ جسکا نام
آغا میر نے دولت پورہ رکھا تھا چنانچہ ان حدون کے درمیان مین پانچ ہزار گھرون کے قریب
سواے بازار و جلوخانہ و شیخن دروازہ وغیرہ آباد ہوا اور خاص آبادی لکھناپور مین قریب دریاے مذکور
کہ زمین وہان کی رفیع و بلند تھی قلعہ تعمیر کیا گیا چنانچہ ابھی تک وہی مقام خاص ہے اور لچھمن ٹیلہ

محاذی لکھناپور قریب آبادی قلعہ مذکور واقع ہے خلاصہ اوس سال صوبہ اودہ کا بندوبست پینتالیس لاکھ روپیکا
ہوا جب کچھ زر نقد جمع خرچ سمیت سرکار امیر تیمور مین ارسال کیا گیا وان سی جلدوی جانفشانی مین وہ زر نقد
صیغہ انعام مین آکر حکم شاہی نافذ ہوا کہ قلعہ لکھناپور مین بادن پرگنہ قرار دیکر باؤنی مشہور کرو اور انکو معاف
ہوا اور جہت تنخواہ سپاہ حکم دیا کہ بعد تسلط بریلی و بداون و پیلی بھیت وغیرہ جو کچھ تنخواہ قرار پائیگی وہ بھی
صیغہ معافی مین مجرا اور منہا ہوجائیگی چنانچہ چار برس تسلط کے بعد صورت مذکور ظہور مین آئی القصہ چودہ
برس تک شیخ المشائخ نے اس ملک مین داد زندگانی حکمرانی کے ساتھہ دی بعد انتقال اونکے بیٹے شیخ
فخرالدین المعارف شیخ الہدی گیارہ برس کی عمر مین عہدہ پدر بزرگوار پر سرفراز ہوا چار برس تک وہ شیخ
مسمی گھبر دیال دیوان اور شیخ محمد صلاح نایب شیخ مرحوم نے بدستور کام کیا اور بخوبی انتظام دیا اسکے بعد
شیخ الہدی نے آپ انتظام ملک پر کمر باندھی چنانچہ گورکھپور اور بانسی مین بازار جنگ عظیم گرم کیا ستارہ اقبال
برج شرف مین تھا عروس فتح و ظفر سے ہم آغوش ہوئے اور اپنی طرف سی محمد پناہ اپنے برادر عمزاد کو نایب
مقرر کیا اور آپ دربار گہربار امیر تیمور مین پہونچے اوسوقت جب مہم ملک ہندوستان مین مثل مقامات اودہ
و گجرات و بوندیل کھنڈ وغیرہ پیش آئین انتظام اوسکا شیخ الہدی سے متعلق رہا اور شیخ المشائخ رئیس الملک
عمدۃ الموالی شیخ فخرالدین احمد بہادر خطاب پایا مگر لفظ خان خطاب مین قبول نہین کی چالیس برس کمال
رتق و فتق کے ساتھہ کار سرکار شاہی مین مصروف رہے جب عارضہ ضیق النفس مین طبیعت وقف ہوگئی
شیخ عبدالرحیم اپنے پسر زادے کو خلعت دلاکر خطاب قدیم سے ممتاز کیا عمر اونکی سو برس کے قریب
ہوئی تھی جب سوئے بادشاہ ہمایون پسر امیر تیمور تخت نشین ہوئے اور شیر خان و سلیم خان
رسالہ داران نے سرکشی کی فوج شاہی اونکے سرکوبی و تدارک کے واسطے مامور ہوئی قریب گیا جی
کے معابد ہندوون کا ہے جنگ واقع ہوئی فتح و شکست اختیار خدا تھی فوج شاہی نے ہزیمت پائی ہمایون
بادشاہ آپ فوج کثیر سمیت متوجہ جنگ ہوئے سرداران لشکر اکثر کہ شیر خان و سلیم خان کی قوم سی تھی عین
معرکہ جنگ مین نمک حرامی کو چاشنی دیکر آئے کٹھائی مین پڑے اوقات شیرین بادشاہ مدح تلخ ہوئی
مصلحت وقت سمجھکر لڑائی سے ہاتھہ اوٹھایا اور برہم یلغار راہ شیخ المشائخ نے نقد و جنس سے کوئی امر
خدمتگذاری مین فروگذاشت نہین کیا جب بادشاہ نے ولایت مین جاکر پھر لکھنؤ پر قدم رکھا شاہ تہماسپ
فرمان روا ولایت کی پشت گرمی سے گرمی بازار دشمنون کی سردی اور سر نو صاحب تاج و تخت ہوئے

رئیس الملک خدمت سلطانی مین پہونچکر خدمت سابقہ کے عوض سرفراز و ممتاز ہوئے باون پرگنہ
نواح لکھنؤ کے نسلاً بعد نسل اپنے نبیرہ مسمے نواب حیات خان و نواب وارث خان کے نام معاف
فرماکر سپہر رونق بخش اودہ ہوئے صوبہ اودہ بنارس و الہ آباد و بداؤن و صوبہ بہار وغیرہ سمیت کی جمع
مین تنخواہ فوج کی منہائی و مجرائی ہوکر جو کچھہ باقی رہا اوسمین چھتیس ٣٦ لاکھہ روپیہ خزانہ عامرہ شاہی مقرر
ہوا اسکے بعد جو کچھہ دونون مجرائی و منہائی ہوکر باقی رہا وہ سب معاف و مرفوع القلم ہوا قصہ مختصر دیبی سنگہ
قوم ناگر عہدہ کروڑہ گری و انتظام ملک اودہ کے واسطے مامور ہوا اوسکی پشت یہ خدمت قوم مذکور مین
متعلق رہی جب محمد شاہ تخت نشین ہوئے برہان الملک کہ ناظم ملک ہنڈون و بیانہ کے تھے خیرخواہیان
ظہور مین آئین مزید اعتبار و افتخار حاصل ہوا صوبہ داری ملک اودہ سی سرفرازی پائی بڑے بھائی
کو سعادت خان اور چھوٹے بھائی کو سیادت خان خطاب عنایت ہوا انہین پانی پر اصورت حباب
سی لکھنؤ نے رونق پائی اب مؤلف وجہ تسمیہ لکھنؤ جو دراصل ہے نہ نجات پائی آبرو پر پانی پھرتے
دانش قبول دپسند فرمائین چونکہ تخت گاہ راجہ رام چندر شہر اودہ تھا ہوئے وہان کا لچھمن برادر خورد راجہ
رام چندر شہر لکھنؤ مین تھی چنانچہ پوشیدہ نہ رہے جو لچھمن ٹیلہ لب دریای گومتی متصل مسجد کے قریب موجود ہے
کہ زبان سنسکرت مین لچھمن کو لکھمن بھی کہتے ہین لہذا یہ سرزمین آباد و لفظ لکھمن سے مشترک ہوکر لفظ
مین لکھنؤ ہوگئی باقی اور سخن آرائیان ہین کجا لکھمنا اہیر اور کہان لکھنؤ بقول شاعر ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

محاربہ نواب وزیر با افاغنہ رامپور

سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین مقدمہ جنگ افاغنہ رامپور درپیش تھا چنانچہ نواب شجاع الدولہ بہادر نے ملک
رامپور فیض اللہ خان کو کہ جسکی جمع تیرہ ١٣ لاکھہ روپیہ تھی بعد محاربہ حافظ رحمت خان جدا کردیا تھا جب
خان مذکور شکار پنجہ شہباز اجل ہوئے محمد علی فرزند بزرگ اونکا کہ مذہب تشیع و ملت اثنا عشریہ سے
مانوس تھا اوس وجہ دستگیری نواب وزیر سے قائم مقام ہوا چنانچہ غلام محمد خان دوسرے فرزند کو
بسبب تعصب مذہب اپنے برادر بزرگ کو راہ فنا دکھائی اور بدون اطلاع و اجازت نواب وزیر
مسند ریاست پر جلوہ افروز ہوا غرض یہ بات نواب وزیر کو سخت ناگوار خاطر ہوئی کلکتہ کو لکھا گورنر جنرل
بہادر نے جنرل ابرکرمبی بہادر کو پندرہ سردار انگریزی اور چھہ پلٹن گورہ اور تلنگہ کی مامور فرمائین

کہ مقام کانھ پور مین یہ سپاہ انگریزی اکر جمع ہوئی اور اسطرف دریا کے لشکر دریا موج غزنیہ سے اپنے
سوج زنی کی خلاصہ کٹرہ کمال زئی مین پہونچکر رام پور سے تین منزل اسطرف فوج انگریزی سے
مقابلہ ہوا جب فوج افاغنہ نے شکست کہائی اور غلام محمد خان کہ ہنوز میدان مین نہ آیا تھا رام پور سے
کوہستان کی طرف سنگ آمد وسخت آمد راہی ہوا تھا آخر اونھین جرنیل کے ذریعہ سے نذر و نیاز سمیت
نظر بند ہو کر آیا اور پچیس ہزار اشرفی پیشکش دینا احمد خان پسر محمد علیخان مقتول کے نام سے قبول کیا
اور نیابت نصر اللہ خان کو تفویض ہوئی اور تیرہ لاکھ روپیہ کے ملک سے محالات ٹھاکردوارہ وغیرہ
چار لاکھ روپیہ کے جمع کے داخل قلمرو نواب وزیر ہوئی اور غلام محمد خان عیال سمیت الالیان
انگریزی کے حوالہ ہوا تشریح اسکی حال افاغنہ مین قلمبند ہوگی اور جس روز لشکر ظفر پیکر نواب وزیر
فتح الہدی سے آپ استظام مرد کانین دورویہ کمال حسن و خوبی سے نقش و نگار کے ساتھ آراستہ
برج شرف مین تھا عروس فتح و ظفر نواب کے دکانون مین زیب افزا تھے اور پری پیکر رنڈیان سر سے
پاؤن تک زیور آبدار گوہر بار اسپر تہمتہ اور گران بہا پوشاکون سے پیراستہ لب بام اپنے مکانون اور
کمرون مین جلوہ آرا وغیرہ کثیر ہجوم تماشائیون سے کوچہ و بازار رشک گلزار ارم تھا غرض اسوقت تک
عمدہ رزیڈنٹی مسٹر چیری صاحب بہادر سے رونق افروز تھا —

ذکر ناموافقت نواب وزیر سرفراز الدولہ و راجہ ٹکیت رای کے

بعد رحلت حیدر بیگ خان جب سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت راے کلکتہ مین سے گئے تھے اور جو روپیہ
کمپنی کا ذمہ نواب وزیر قسطون کی رو سے چاہتا تھا اوسکی وجہ سود مین تیس لاکھ روپیہ سالیانہ
دینا اقرار کیا تھا چنانچہ تقاضا اوسکا اہل شہر و عمال سے رہتا تھا آخر ٹکیت راے نے شکایت
کثرت مصارف نواب وزیر لکھکر خط نواب گورنر جنرل بہادر کا نواب وزیر کے نام اس مضمون کا
حاصل کیا کہ زر خطیر مصارف بیجا مین رائگان صرف ہوتا ہے اگر عوض اوسکے خزانہ مین جمع ہو تو کسی کار
ضروری مین آئے نواب وزیر نے اس مضمون سے دریافت کیا کہ یہ آتش افروزی ٹکیت رای
کی ہے وگرنہ انگریز کچھ ناصح ہمارے نہین اس نظر سے راجہ مذکور کو نظرون سے اشک رائگان کے
مانند گرا دیا اور عزل پر مستعد ہوے چنانچہ راجہ مذکور نے ایکدن فرد قرضہ مہاجنان شہر لکہدا دی

پچیس لاکھ روپیہ فاضلات کی خزانچی سے لکھواکر ملاحظہ مین گذرانکر عرض کی کہ سود اسکا باعث نقصان
سرکار ہے چونکہ توجہ نواب وزیر جانب کاغذ بہت کم تھی دیکھکر نہایت افروختہ ہوئے اور غضب مین آکر
راجہ جھاؤلال کی طرف مخاطب ہوئے اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ جب تک حیدر بیگخان زندہ رہا
تکلیف حساب وکتاب کی نہین دی جسوقت کہ ہم بذات خاص متوجہ اس کام کے ہوئے یہ کار پرداز لوگ
جو لاکھون روپیہ اپنے حقوق کا لیتے ہین محض بیکار ہین یہ سنکر پہلے راجہ جھاؤلال خاموش رہا جب
دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اوسوقت عرض کی کہ راجہ ٹکیت راے مہاجنون سی شہر کے
ساز وباز رکھتا ہے اور بیجناتھہ جو داروغہ خزانہ کا ہے وہ بھائی راجہ ٹکیت راے کا ہے اور آج اسقدر
دست قدرت حاصل ہے کہ اگر چاہے عمارت نقرئی تعمیر کرے غرض یہ سب زر سرکار کی بدولت ہے
آخرکار یہ حکم عالی نافذ ہوا کہ راجہ جھاؤلال مہاجنون کو اپنے گھر مین یا راجہ بچھراج کے مکان مین بلاکر
گفتگو کرے اور رای بالک رام امین محاسبہ ہو قصہ مختصر بعد رد وقدح حسب فیصلہ بالک رام ہی گیارہ
لاکھ روپیہ مہاجنون کا نکلا باقی سب حساب مصنوعی تھا اس جرم مین خزانچی گری بیجناتھہ سی نکلکر پھر بکر
بچھراج کو دی گئی جب راجہ ٹکیت راے نظرون سے گر گئے ناچار بواسطہ سرفرازالدولہ مسٹر
چیری صاحب بہادر رزیڈنٹ سی پیوستگی چاہی اور سلسلہ جنبانی کی مگر سر وست سود مند نہوئی جسوقت
راجہ ٹکیت راے نے سیہ کاغذ آراستہ کرکے پیش کیا بہر کیف بسفارش سرفرازالدولہ اور سعی
رزیڈنٹ بہادر سے راجہ کو پھر خلعت دیوانی اور پیشکاری کا حاصل ہوا مگر آئینہ ضمیر نواب وزیر
غبار آلودہ رہا صورت صفائی جلوہ گر نہوئی بلکہ سرفرازالدولہ سے کدورت مزاج مین آگئی رزیڈنٹ
بہادر نے عرض کی کہ بخشیگری سرفرازالدولہ کے فرزند سے متعلق ہونا چاہیے اور تعلق دیوانی کا
راجہ سے مناسب اور مصاحبت جھاؤلال کے نسبت قرار پذیر ہو اور باہم کوئی شخص کسی کے
عہدہ مین دست اندازی نکرے اور بچھراج خزانہ مین رہے مگر نواب وزیر نے سرفرازالدولہ سی
فرمایا تھا کہ تم نایب ہمارے ہو جھاؤلال خیر خواہ پر نظر التفات لازم ہے اور ٹکیت راے بدخواہ
کو بے توقف کرنا مناسب مگر سرفرازالدولہ کو عزل ٹکیت راے منظور تھا آخرکار نواب وزیر نے
کاغذ گذرانیدہ ٹکیت رای کو جعلی قرار دیا اور بخشیگری فرزند سرفرازالدولہ کو بسبب کم سنی یا کدر خاطر
کی وجہ نصیب نہوئی مرزا جعفر کو ملی جھاؤلال کو عزل مرزا جعفر اور راجہ ٹکیت رای کا مد نظر تھا اس معاملہ

نواب وزیر اور مسٹر چیری صاحب کے درمیان مین شمشیر بخش نے جوہر دکھائے اور کدورت دلی ہنوز
مین آئی نواب وزیر نے صدر کو لکھا وہان سے مسٹر لڈن بہادر رزیڈنٹی پر مامور ہوئے اور اہل صدر
سے یہ تحریر آئی کہ ہمنے حسب استدعاے جنابعالی مسٹر چیری صاحب کو موقوف کیا اب مناسب ہے کہ جھاؤلال
کو جنابعالی کسی کاروبار ریاست مین مداخلت نہ دین معطل کرین غرض باوجود اس تحریر کے نواب وزیر نے
لطف و کرم جھاؤلال سے کم نہ کیا اور جھاؤلال نے ہرچند خاک اڑائی اور منشی عبد اللہ کی معرفت
تصفیہ و صفائی چاہی لیکن مسٹر چیری صاحب ایسی قباحتین نہ لکھ گئے تھے کہ جو اصلاح فراج رزیڈنٹ
بہادر حال ہوتین اور تفضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت کلکتہ قرار پاکر جانب کلکتہ روانہ ہوئے
اور راجہ گوبندرام قوم ناگر کہ اوس عہدہ پر مامور تھا موقوف ہوا کہ اس عرصہ مین جناب عالیہ متعالیہ
بیٹی برہان الملک اور ماں شجاع الدولہ بہادر کی فیض آباد مین جنت نصیب ہوئین یہ جنابعالیہ عالی ہمت
و بلند حوصلہ تھین اور سبحان اللہ فراج مبارک بھی اسقدر سادہ تھا کہ سکھ چین نام لونڈی ملازمہ قدیم
کلیدار خزانہ تھی اوسکو جسوقت ضرورت زر نقد ہوتی تھی آفتاب دینے کے بہانے تھیلیان خزانہ
بیگم صاحبہ سے نکال کر دھوپ مین رکھتی تھی اور جسقدر چاہتی تھی دامن آرزو کو گریبان تک مالامال
کرتی تھی اور شام کے وقت تھیلیان خزانہ مین رکھکر بیگم صاحبہ سے تر زبان ہوتی تھی کہ آج اسقدر
روپیہ دھوپ مین خشک ہوگیا چنانچہ بیگم صاحبہ اس دروغ کو سچ سمجھکر کبھی مزاحمت نہین فرماتی تھین لاکھ روپیہ
کی جاگیر پیشگاہ سلطنت سے جداگانہ تھی اور جو دوسری جاگیر شجاع الدولہ اور صفدر جنگ سے لی تھی
نقد پچاس لاکھ روپیہ سے زیادہ تصور کرنا چاہیئے اور جواہرات اور اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ کا
بھی حساب اور شمار مین لاکھون سے کم نہین تھا چنانچہ نواب وزیر نے اسکے لینے کے واسطے
خواجہ سرا وغیرہ متوسلان ڈیوڑھی کو کہ اطاعت وزیر سے گریز کرتے تھے زنجیر و طوق پہناکر کمال
تشدد کے ساتھ صورت منضبطی ظہور مین لائے القصہ راجہ جھاؤلال نے تھوڑی حمایت منشی
غلام قادر خان کی وجہ دست تعدی دراز کیا اور خرچ قدیم اعزہ اور سرداران سپاہ وغیرہ و
اقارب و اہل حرم سراے برہان الملک نواب صفدر جنگ موقوف اور کمی کرکے ایسی کفایت نکالی کہ
ڈیڑھ کروڑ روپیہ قرضہ صاحبان انگریزی کا جو عہد راجہ تکیت راے سے تھا ادا کیا اور چالیس لاکھ
روپیہ نقد خزانہ سے ایک قرضہ سب انگریزون کا بیباق کیا اور جو کچھ فی الجملہ باقی رہا اوسکو بلاسود بنا ہو

قسط بند کیا او سوای اسکے کچھ زر نقد بھی خزانہ مین جمع کیا اور امور خانگی مین بھی خیر خواہیان
کین کہ نواب وزیر اکثر زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ مرزا حسن رضا خان اور ٹکیت رای نے
گھر اوس شخص کا برباد کیا مگر جھاؤ لال نے پھر سر نو قائم کیا القصہ جسطرح کہ انتظام امور خانگی راجہ
جھاؤ لال سے ظہور مین آئے تقربات صدر آراستہ نہو سکے بلکہ جو کچھ وقوع مین آیا خلاف وہان کی
تھا شرح اوسکی یہ ہے کہ جب راجہ جھاؤ لال اہل کلکتہ سے اپنی درستی مقدمات مین پابوس ہوئے
در پردہ نامہ پیام مرہٹہ گان کالپی سے شروع کیا اور جو لڑکا انکا بطن نجبین طوائف سے تھا اوسکو
دختر رحمت بہادر کے ساتھ منعقد کیا اور شادی اپنی لڑکی کی اونکی لڑکی کے ساتھ کردی کہ سلسلہ
اتحاد مضبوط ہوا اور ایک لڑکی محمد بخش خان کو کہ قوم ترک جنگ تورانی شاہجہان آباد سے تھا حوالہ کی
کہ وہ اپنے عقد مین لایا اور عمر خان پروت دراز کو رامپور سے بلا کر نوکر رکھوایا اور منظور تھا کہ
نصر اللہ خان کو نیابت احمد علیخان سے موقوف کر کے عمر خان کو نائب رامپور کا بنائے کہ یہ ساز و باز
دلبستگی افاغنہ رامپور و تورانیان شاہجہان آباد و مرہٹہ گان کالپی کے وقت ضرورت کام آئے
اسی زمانہ مین وقائع فرخ آباد سے معلوم ہوا کہ نواب مظفر جنگ ابن احمد خان بنگش رئیس فرخ آباد
نے فنا ئے ریاست ویران کیا بڑا لڑکا اوسکا جانشین ہوا جھاؤ لال نے چاہا کہ فرخ آباد مین بھی آتش فتنہ
مشتعل ہو فراج نواب وزیر کا اس راہ پر لائے کہ اس صاحب مسند فرخ آباد نے اپنے باپ کو
زہر دیکر ہلاک کیا تھا لائق مسند نشینی نہین مناسب ہے کہ بعوض اسکے دوسرا فرزند رونق افزا مسند ہو
اور خداوند خان نائب غرض جب کیفیت افاغنہ پسور شمس آباد کو کہ جو شریک دولت فرخ آباد تھی
معلوم ہوئی اونھون نے مداخلت نواب وزیر خلاف سمجھ کر مفسدہ برپا کیا آخر وہ جماعت جو بسیج
خداوند خان تھی مہاراجہ جھاؤ لال کی پاسداری کی وجہ سے مستعد مقابلہ نہوئی اور ادھین دنون مین
کابل سے آمد آمد زمان شاہ درانی کی جانب لاہور مشہور ہوئی راجہ جھاؤ لال نے بھی یہان سے پیام خفیہ
بھیجے او موافقت چاہی اور قلعہ الہ آباد کو اس اشتہار سے کہ اگر فوج ابدالی پہونچے پناہ و گریزگاہ ہو
سر نو آراستہ کرنا چاہا اور نواب وزیر کو صلاح دیتا تھا کہ حضور قدم لکھنؤ سے باہر رکھین غرض یہ جملہ
خبرین صاحبان کونسل اور نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ کو پہونچین اور اشتباہ ہوا کہ جھاؤ لال نواب
وزیر کو آمادہ مخالفت کرتا ہے اور یہی آئینہ فراج نواب گورنر بہادر کے رہوا اور یہ صورت تازہ قرار پائی

کہ فوج انگریزی اس نام سے کہ اگر لشکر شاہ ابدالی اس طرف رخ کرے ہم تدارک کرین گے
قلعہ الہ آباد مین جمع ہونے لگی لیکن فوج ابدالی نے لاہور سے ولایت کی مراجعت کی غرض مدعا کے
گورنر جنرل بہادر اوس جمعیت سے جو قلعہ الہ آباد مین جمع ہوتی تھی اصلاح حال لکھنؤ منظور نظر تھا
آخرکار مسٹر جان سور صاحب بہادر نے تفضل حسین خان کو ساتھ لیکر کلکتہ سے تدارک ابدالی کے
سیاہ مین کوچ کیا اور بنارس مین آئے اور وہان سے فوج بنارس اوٹھا کر لکھنؤ مین تشریف لائے
نواب وزیر نے تمامی امرای وزارت ساتھ لیکر براہ استقبال قدم رکھا اور آئین ضیافت اور مدارات
معمول کی بخوبی ادا ہوئین آخرکار نواب گورنر بہادر نے باعلان تمام درخواست کی کہ جناب عالی
راجہ جھاؤ لال کو کہ اکثر خبرین مفسدہ پردازی اور فتنہ انگیزی کی اوسکی ذات سے مسموع ہوئی ہین
ہمارے حوالہ کرین تو ہم جو کچھ اوسکے حق مین بہتر جانین ظہور مین لائین قصہ مختصر اسوقت نواب وزیر کو
کہ عالم مجبوری تھا سوای اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ راجہ مذکور کو حوالہ کیا نواب گورنر بہادر نے راجہ مذکور کو
عظیم آباد مین بھیجا کر ایک مکان عنایت فرمایا اور پانچ ہزار روپیہ مہینا مقرر کیا کہ اوسنے تمام عمر اپنی
عیش و عشرت مین بسر کی اور عمارت عالی بنائی اور ہمیشہ تعزیہ داری بڑے تکلف سے کرتا تھا غرض
سنہ ۱۲ ہجری مین بستر بیماری پر قضا کی اور وقت انتقال اپنے دفن کے واسطے بوضع اسلام و
کی خلاصہ لکھنؤ مین راجہ مذکور جسوقت کھانا کھاتا تھا تو انہین شہر کی روبرو اوسی فرش پر ناچتی گاتی
تھین اور ایک طرف مسلمان بیٹھ کر کھانا نوش کرتے تھے اور دوسری سمت ہندو لوگ زہر مار کرتے تھے
غرض جملہ خانوادہ انکا مشابہ الاسلام تھا اور اولاد نرینہ سے محروم رہا چند لڑکیان تھین ایک لڑکی خاندان
نواب اشرف علیخان مین مرزا ابھورا ولد ابراہیم علیخان کے ساتھ منسوب ہوئی بعد انتقال مالک
میراث اولاد بطنی نجبن طوائف کی ہوئی دوسری لڑکی ولی محمد خان عظیم آبادی کے ساتھ منعقد
ہوئی چنانچہ لکھنؤ مین یہ آکر عمارت راجہ جھاؤ لال پر متصرف ہوئی اور نجبن طوائف چند مدت سے
بالک رام سے متعلق تھی اسوجہ سے درماہہ اوسکا جاری رہا کچھہ دنون کے بعد رای بالک رام سے
کوئی نزاع خفیف پیش آئی تھی کہ اس عرصہ مین نجبن نے انتقال کیا اور رای بالک رام نے بھی
راجہ کی بعد ترک لباس کیا اور بعض والہیزن نے انکی انگریزی سرداروں سے توسل بہم پہنچا کر
اپنی اندوختہ سے اوقات معمول مقرر رکھہ کر بعزت و امتیاز تمام بسر کی اور دیہات معافی رکھتے

بالکسر رام کے بیٹی ہین کنور رتن سنگہ کے نام کہ فرزند انکے تھے سرکار انگریزی سی بحال رہی
بعد روانگی جھاؤ لال جانب عظیم آباد نواب گورنر مسٹر جان شور لی صاحب بہادر نے جناب عالی سی پیام دیا
کہ کار نیابت مرزا حسن رضا خان سے لیا جاے اور دیوانی و پیشکاری راجہ ٹکیت راے سی متعلق ہو
مزاج نواب وزیر کا جھاؤ لال کے جانے سے کمال افسردہ تھا یہ جواب اوس سوال کا دیا کہ اگر دنیا
نیابت اور دیوانی انھین دو شخص کو منظور ہے تو مین عتبات عالیات کی طرف روانہ ہوتا ہون نشیب
بھی دوسرا پیدا چاہیے کرتا ہین بلاشبہہ تبدیل لباس کرونگا یہ جواب سنکر نواب گورنر بہادر نے تامل کیا
کچھہ دنون الماس علیخان خواجہ سرا کی طرف گمان نیابت ارباب شہر کو رہا مگر گورنر بہادر کو منظور نہ تھا
قصہ مختصر آخر حسب بہتر رضای نواب وزیر و گورنر بہادر تفضل حسین خان کے نام عہدہ نیابت قرار پایا خلعت
سی ممتاز ہوے غرض تفضل حسین خان نے معرفت اکرام اللہ خان سرفراز الدولہ کو اپنی کیفیت سے
آگاہ کیا تھا کہ جیتے بہت سا خون جگر کھایا تھا کہ امر نیابت بدستور آپکے نام قرار پائی لیکن خلاف اوسکے
ظہور مین آیا آپ ملال اس بات کا نفرماوینگے چنانچہ سرفراز الدولہ نے یہ خبر سنکر خوشنودی کے
ساتھہ حاضری حضرت عباس منگاکر تقسیم کی اور خان مذکور سے کہلا بھیجا کہ اس بات سے ہم بہت
خوش ہوے پوشیدہ نرہے کہ سیف اللہ خان اور کرم اللہ خان دو برادر اعیانی کشمیر سے لاہور مین
تھی سیف اللہ خان کے پانچ لڑکے تھے رحمت اللہ خان کہ عدالت بنارس بھی کچھہ دنون انسی متعلق
رہی دوسرے انعام اللہ خان کہ لکھنؤ مین تشریف رکھتے تھے تیسرے احسان اللہ خان چوتھے افضل اللہ خان
پانچوین اکرام اللہ خان اور سوا اُنکے دو لڑکیان ایک محمد حسین خان کے لڑکے کے ساتھہ منسوب
ہوئی اور دوسری سلام اللہ خان پسر میر محمد خان کے ساتھہ منعقد تھی لیکن کرم اللہ خان مدت تک
وکالت نواب معین الملک صوبہ دار لاہور پر مامور رہا اور تین لاکھہ روپیہ سالیانہ پایا کیا چنانچہ تفضل حسینخان
انھین کرم اللہ خان کے فرزند خوش اقبال تھے اور مولد انکا قصبہ سیالکوٹ تھا دہلی مین آکر شاگرد
مولوی نظام الدین کے ہوے اور علم ریاضی مرزا خیر اللہ مہندس سی اخذ کیا بعد اوسکے لکھنؤ مین آکر
فرنگی محل مین ملا حسن سے استفادہ کیا ہنگام سبق اعتراض حاکمانہ کرتا تھا ملا حسن ناخوش ہوکر
کتاب کو زمین پر دے مارتا تھا آخرکار اپنے مدرسے مین آنے کو منع کیا رفتہ رفتہ یعقوب علیخان
خواجہ سرا کی معرفت حضور نواب شجاع الدولہ مین حاضر آیا اور منصب اتالیقی یمین الدولہ سعادت علیخان کا

مامور ہوا جسوقت یمین الدولہ الہ آباد مین سے تھے خان مذکور مصروف مطالعہ رہتا تھا اور مولوی سید
دلدار علی مغفور جو مجتہد مذہب شیعہ سے تھے وکالت تفضل حسین خان کی کرتے تھے اور مولویان
عصر سے مباحثہ پیش نظر تھا چنانچہ مولوی غلام حسین سے اکثر متنازعہ رہتا تھا بالجملہ بزرگوار انکے
حنفی مذہب رکھتے تھے یہ فقط اپنی ذات سے طریقہ اثنا عشری پر قدم زن ہوئے جسوقت یمین الدولہ
لکھنؤ مین لشکر مرزا نجف خان سے عازم ہوئے نواب آصف الدولہ بہادر نے گورنر ہسٹنگ بہادر کے
نام خط تحریر کیا کہ اگر سعادت علی خان لکھنؤ مین آئین گے اونکا ہے تو تفضل حسین خان ساتھہ اونکے
نہ آئے اسوجہ سے آنا تفضل حسین خان کا لکھنؤ مین موقوف رہا بالا بالا کلکتہ مین پہونچے جب مہم
گونڈہ انگریز کو پیش آئی اوسوقت افسر کمان کے ساتھہ جاکر راناے گونڈہ کا مقدمہ فیصل کیا اور رسوخ
خانہ انگریز مین پیدا ہوا لیکن ایک مرتبہ جرنیل پالر صاحب بہادر کے ساتھہ لکھنؤ مین آکر پھر کلکتہ مین گئے
اس مرتبہ گورنر ہسٹنگ بہادر نے تفضل حسین خان کو ہمراہ اپنے لاکر ملازمت جناب عالی مین پہونچایا بعد
اوسکے علاقہ وکالت نامزد ہوا رفتہ رفتہ نیابت نصیب ہوئی اور مرزا مہدی علیخان کو جو عاملان سرکار
وزیر سے تھے مشیر اور جلیس اپنا بنایا اور مرزا جعفر کو عہدہ بخشیگری تفویض کیا او نجاحت دلایا اور
بعض رفقاے حیدر بیگ خان کو خدمت دیوانخانہ اور کوتوالی کی دلائی اور نصیر الدولہ سید معز خان تو
طرح محبت ڈالی اور امیدوار کیا مگر اونھون نے اوس زمانے مین تبدیل لباس کیا تھا اور اسباب دنیا
ترک اور سن مبارک بھی زیادہ تھا اس نظر سے نوکری اور علاقہ کچھہ قبول نکیا القصہ تفضل حسینخان
جسوقت امور سرکار مین تنگ ہوتا تھا اکثر کہتا تھا کہ مجھکو مطالعہ کتب و شغلہ درس و تدریس اس نیابت
سے بہتر تھا غرض اس مقدمہ کو ابھی ایک سال پورا نہوا تھا کہ مزاج جناب عالی جادۂ اعتدال سے منحرف
ہوا شروع مین مرتکب استعمال خمر تھے بعد اوسکے توبہ کی پھر شراب سے مشغلہ رہا اوسکو چھوڑکر
افیون پر ٹھہری اور پہلے حقہ سے طبیعت کشیدہ تھی مگراب دمساز تھا خلاصہ مرض نے ہاتھہ پاؤن
نکالے دوا اور غذا مین بے اعتدالیان واقع ہوئین حکماے حاذق شفائی خان اور حکیم صادق وغیرہ
کہ ہر ایک صاحب تصانیف اور ارسطوے وقت تھے معالج بنے رہے مگر نواب وزیر ارشاد فرماتے تھے کہ
اب مین خواستگار زندگی نہین ہون بلکہ عوام مین مشہور تھا کہ جانے سے جھاؤلال کے جان عزیز
نواب وزیر کے اپنی زندگانی ناگوار خاطر رہی بلکہ دوا سے پرہیز تھا آخر جام حیات لبریز ہوچکا تھا صورت استسقا

آشکار ہوئی آب برف سے گرمجوشی رہی مرض نے طول کھینچا استعمال دوا بھی ترک ہوا اور علاج
بھی موقوف کیا پچیس برس ریاست اور وزارت مین بآرام وصحت گذری تھین آٹھوین ربیع الاول
۱۲۲۱ ہجری کو حیات پنجروزہ سے ہاتھہ اوٹھایا شش جہت سے جانب فردوس برین قدم رکھا
جملہ سن مبارک اکاون برس کا تھا آغا محمد روضہ خوان مصنف کتاب جام جہان نما و بحر البکا روضہ
خوانی اور مرثیہ گوئی اور خوش بیانی مین ولایت سے ہندوستان تک بے نظیر تھے بہت برس ہوئے
ہوچکے ہین کہ ولایت سے آکر ملازم سرکار جناب العالی ہوئے تھے تاریخ مدفن نواب وزیر جو بےمثل تھے قلم
فرمائی یہ ہے بہشار روح و ریحان وجنات القصہ طبیعت وزیر الممالک خدمت عطیات عالیات کی
زواروں سے نہایت مائل تھے سیکڑون کوٹھی خاک کربلا اور تحائف اور نادرات متبرکات
کربلا و نجف اشرف سے معمور تھے باوجود اس عظمت اور حشمت کے وقت انتقال جملہ کوٹھون پر
دفعۃً مہر و قفل نصب ہوگئے خاک کربلا و کفن ہرن مرزا حسن رضا خان کے پاس سے آکر نصیب ہوا
دو ہزار ہاتھی اسوقت تک سرکار عالی مین موجود تھے اور بائیس سو روپیہ روز کا خرچ مطبخ سرکاری
مین تھا چنانچہ برف اور پھول اور گلاب اس عہد مین باوجود کثرت کسی کو دیکھنے کو میسر نہین ہوتا تھا
جملہ کارخانہ سرکار مین جاتا تھا حقیقت مین ایسا عظیم الشان صاحب عظمت رئیس اس اقبال اور اقتدار کا
مادر گیتی نے دوسرا پیدا نکیا ہوگا انکے عہد دولت ثالث بالخیر مین تین رزیڈنٹ تشریف لائی پہلے
مسٹر جان پرسنڈ بہادر بعد اونکے مسٹر ایبوس بہادر انکے بعد مسٹر چیری صاحب بہادر بعد انکے مسٹر
لمسدن اور نیابت سواے مختار الدولہ و ایلچ خان و حسن رضا خان دوسرے کو نصیب نہین ہوئی۔۔۔

ذکر وزیر علیخان

غفران مآب نواب آصف الدولہ بہادر کے کوئی فرزند نطفہ سے نہ تھا ہمیشہ آرزومند رہے کہ
ورثاے وزارت پر گہر ہوا اور باغ ریاست پر ثمر لیکن نخل آرزو بارور نہوا عالم مایوس مین ایک فرزند
سیدی غریب کو جناب العالی نے اپنے آغوش فرزندی مین جگہ دی اور وزیر علی نام رکھا غرض
اسیطرح دس بارہ لڑکے اور رضا علی اور شجاع علی اور دیانت علی وغیرہ تھے مگر کسینے نام اور نمود
نہین پائی جو وزیر علی کہ ستارہ اقبال انکا برج شرف مین متمکن تھا نہایت ذکا اور صاحب دانش

وخوبصورت ورنگ ملیح وکمسال خوشنما تھا تعلیم علم وآداب وہنر وانشا کی بخوبی پائی خوشنویسی مین مرزا
محمد علی اعجاز رقم کے شاگرد تھے اور فنون سپاہگری مین رستم خان پچکیت کے خصوصاً اسپ تازی اور
شمشیر افگنی اور تیر اندازی اور چوگان بازی مین گوی سبقت لیگئے حقیقت مین غفران مآب کو وزیر علی
سے کمال الفت تھی اور بدرجہ نہایت محبت چنانچہ احوال کتخدائی اس فرزند خوانده کا زیب قلم ہوچکا ہے
القصہ حسب وصیت نواب وزیر مکان باولی مین صاحب رزیڈنٹ بہادر اور جملہ ارباب وزارت نے
ملک وزیر علی کو مسند ریاست پر جلوہ آرا کیا اور حسب آئین سب رسمین خوشنودی اور شادکامی کی مثل منادی
وغیره ادا ہوئین اور خلعت بخشیگری سے مرزا جعفر صاحب کو مخلع کیا لیکن وزیر علیخان مہمات ملکداری
اور وزارت سے کہ یہ کوچہ دشوار گذار ہے محض ناآشنا غرض وہ حرکتین ناشایستہ اس کثرت سے
وقوع مین آئین کہ جو صورتین سالہای دراز مین پیدا ہوئین وہ عرصہ چند روز مین وقوع ہوئین نئے نئے مصاحب پیدا کیے سن مبارک سترہ سال کا
تھا اور عالم شباب جوانی پر شہر لکھنؤ حسن خیز پریرخساروں سے رشک قاف تھا اور حوروشون سے
غیرت گلزار ارم مرزا وزیر علیخان نے فریفتہ حسن طوائفان بازاری پر ہوکر بازار صحبت گرم کیا صحبت شیشہ
وجام کی خوش آئی نشہ شراب وبنگ نے رنگ جمایا مرزا وارث علیخان جو معشوق لکھو خان کو قوال کا مشہور
تھا اوسکو داروغہ کچہری ارباب نشاط کا بنایا مشیر اور ہمدم ہوا اور میر عزت علی سیدی غزت شاگرد رستم خان
پچکیت سے تھا وہمساز ہوا اور اسیطرح اکثر قوال اور کلاونت کہ لیاقت مصاحبت نہ رکھتے تھے
اونکو مراتب بخشے اور امیران قدیم اور اہلکاران لائق سے منہ چھپایا اور الفاظ حقارت اور کلمات نالائق
جو حرف آبرو پر لاتے تھے زبان پر لانے لگے اور نواب غفران مآب نے جو طوائفین اپنے نفس کے
واسطے جمع کی تھین اونپر نگاه شہوت آمیز ڈالنی شروع کی بلکہ محل سے نکالکر واسطے اپنے انتخاب
کین اور تحسین علیخان خواجہ سرا کو کہ عہد غفران مآب مین صاحب توشکخانہ تھا چنانچہ بعد رحلت آقا نعمت
لباس ہاے لکر قبر مبارک پر راه دنیا سے پاون توڑ کر بیٹھا تھا شروع وزارت مین بلاکر خلعت سے
سرفراز کیا جواہرات اور اثاثہ بہت سا اوس سے لیکر بیجا صرفون مین لاے اسوقت تحسین علیخان
نے ان حرکتون سے منع کیا اوسکے جان وآبرو کے دشمن ہوکر بے حرمت کرنا مدنظر تھا چنانچہ اشارہ
نے آنکھین حضرت کی پھری ہوئی دیکھین تفضل حسین خان کے پاس جاکر بنظر دوراندیشی جا چھپا غرض
ان حرکتون سے جملہ بیگمات خصوص والده ماجده غفران مآب نہایت رنجیده خاطر ہوئین اور جو وارث حقیقی تھا

دو زلف محبوب کی طرح پیچتاب کھانے لگے ایک قلم باب شکایت وا ہوا نوبت رزیڈنٹ بہادر تک پہونچی
صدر کو لکھا گیا اور تفضل حسین خان نہرار دل سے خواہان وزارت یمین الدولہ بہادر تھا کہ مسٹر جان سور
صاحب گورنر جنرل بہادر لکھنؤ مین رونق افروز ہوئی خلاصہ نواب گورنر بہادر ہنوز ابھی لکھنؤ مین تشریف
نہ لائے تھے کہ پہلے ایک وثیقہ اس مضمون کا تیار ہوا کہ مرزا وزیر علی خان حیثیت ریاست اور لیاقت
وزارت اصلا نہین رکھتا محض حفاظت خلائق کے واسطے کچھہ دنون کے لیے مسند نشین وزارت ہوا تھا
اب اطوار ناہنجار ہمیشہ بروی کار آتے ہین اور حسب و نسب اوسکا جیسا کہ ہے ظاہر اور ورثاء حقیقی ریاست
سے محروم لہذا پہونچنا حق کا اہل استحقاق کو سر دست اولاد نواب شجاع الدولہ سے زیبا ہے اور
عزل مرزا وزیر علی کافۂ انام پر کہ ملازم اور دولتخواہ اس سرکار کے ہین واجب و لازم کہ خوشنودی خدا
و رسول و خلق کا باعث ہے جو شخص اس اتفاق سے انکار اور اغماض کرے اپنے کردار کو پہونچے
مختصر القصہ یہ کاغذ وثیقہ کا خانہ بخانہ کوچہ و بازار مین پھرا مہرین بیگم صاحب وغیرہ جملہ بیگمات قدیم و بعض اکابر
لکھنوی اور خواجہ سرایان اور افسران اور ابنای نواب سالارجنگ اور مرزا علیخان وغیرہ کی برابر ثبت
ہوئین اور مہاجنون بازاری اور چودھریون نے بھی دستخط اپنے لکھدیے مگر عبد الرحمان قندھاری
اور بعض مردمان سپاہ نے اس گفتگو کے ساتھہ پہلو تہی کی کہ ہم لوگ نوکر سپاہی پیشہ مسند وزارت
کو ہین ہمکو معاملات خانگی سے کیا کام جو کوئی مسند پر رونق بخش ہوا طاعت اوسکی ہر نوع منظور اور
اصل حقیقت یہ ہے کہ مرزا وزیر علیخان باوجود اون کیفیتون کے جو زیب قلم ہوئی ہین شجاعت دوست
و سپاہ پرست تھا باہمت تھا اشرفیون کو کوڑیون سے بھی کمتر تصور کرتا تھا چنانچہ اس زمانے مین سخاوت
منحصر اسطرح جیسا صرفون پر تھی اور اہل سپاہ زر دوست ایسے ہی شخص کو عزیز رکھتے ہین و اکثر
مستعد فساد و فتنہ پردازی ہوتے ہین چنانچہ نواب گورنر بہادر نے اقبال الدولہ سے ارشاد کیا کہ مرزا
حسن رضا خان کو سمجھا دو کہ آپ افسران فوج کے پاس جا کر کہین کہ اسیوقت قرب و جوار لکھنؤ سے
اوٹھہ جاوین چنانچہ یہ حکم تعمیل ہوا اور نواب گورنر جنرل بہادر نے چند پلٹنین انگریزی اور ترک سوار اور
گورہ کو اطراف جوانب سے بلا کر بی بی پور کے قرب و جوار مین قیام دیا اور اب بے تکلف خبر معزول
ہونے وزیر علیخان کی مشتہر ہوئی خلاصہ یہ پیام گورنر بہادر کا منشی غلام قادر خان کی معرفت وزیر علیخان کو
پہونچا کہ موافق شرع شریف کے قرار پایا ہے کہ جناب کو دولت آصفیہ مین شرعا اور عرفا کسیطرح

شراکت اور مداخلت نہین اور اہل استحقاق سے لیئے اولاد نواب شجاع الدولہ بہادر اس منصب
وزارت سے محروم لہذا ایک اونمین سے مسند آرا ہو بہرکیف جناب سکے واسطے بہترین اطعمہ واشربہ
وامتعہ وسامان امارت نصیب ہوگا مثل مشہور ہے وقت از دست رفتہ وتیر از کمان جستہ باز نمی آید
صورت نظربندی وزیر علیخان ظہور مین آئی انگریزی پہرے حلقہ زن ہو گئے بعد اوسکے بحکم نواب
گورنر جنرل بہادر کا نافذ ہوا کہ دو سو بہلیان اور دو سو اونٹ اور رتھہ ہاتھی اور چند ارابہ آٹھہ سو رنگ
جسقدر اسباب اور اساسہ شوکت نقد وجنس وجواہرات وپشمینہ واصطبل وفیلخانہ وغیرہ توپخانہ و
نقارہ وماہی مراتب سمیت ضروریات امارت وسواری وجلوس وحشمت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت ہو
مقام فروکش تک پہونچا وین اور ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہواری مصارف خاص کے واسطے
معرفت صاحب رزیڈنٹ بہادر ماہ بماہ مقرر فرمایا اور شہر بنارس مین جو باغ مادھو داس مشہور ہے
قیام کے واسطے تجویز ہوا چنانچہ یہ سب صورتین ظہور مین آئین مگر اس دار وگیر مین مال کرورون
روپیہ کا شیخی تیار کی مانند بھولی لوگون کے تصرف مین آیا اور جواہرات وغیرہ لاکھون روپیہ کا ضائع
اور تلف ہوا اس تغلب وتصرف مین بہت آدمی صاحب مایہ اور صاحب تجارت ہو گئے غرض کارخانہ
غفران مآب سوا ہی زر نقد اسقدر تھا کہ دیہہ جیہہ رخ بھی اوسکے اسباب اپنے مین حاضر تھا گویا ایک قطرہ
پانی کا دریا سے گیا کرورون روپیہ کا مال ضائع ہوا اور کرورون روپیہ کا اسباب مال ومتاع وزیر علیخان
کے ساتھ گیا اور کرورون روپیہ کا تحائف اور اجناس نواب گورنر بہادر سرکار کمپنی کی تواضع
مین ورآیا چنانچہ اون سب مین ایک کتاب شاہنامہ اور شاہجہان نامہ مطلا ومذہب لکھا ہوا جو جواہر رقم
خوشنویسون کا ہنر حسن وخوبی کے ساتھ تھا وہ کہ ولایت انگریزی مین درمیان ایک مکان کے کمال
حفاظت کے ساتھ نگاہ رکھا گیا چنانچہ دیکھنا اوسکا رونمائی کے ساتھ میسر ہوتا ہے اور قسم جواہرات
کی تعریف لکھنا زبان قلم کو تکلیف دینا ہے غرض باوجود اس کیفیت کے پھر بھی وہ سامان عظمت
اور حشمت کا لکھنؤ مین باقی تھا کہ حوصلہ بشری اوسکے تصور سے عاجز ہے بارہا شالی کی کوٹھون مین
خاک تودہ کے مانند ڈھیر اور کثرت جواہرات سے زمین سیر غرض حکومت وزیر علیخان کی لکھنؤ مین چار
مہینہ اور کئی روز رہی تیاری جشن بسنت کی لاکھون کے صرف کے ساتھ درپیش تھی مگر درحقیقت بسنت
کی خبر نہ تھی کہ غنچہ خ نیلی رنگ کی آنکھون مین سرسون پھولی اور یہ تازہ گل کھلایا بہارستان آرزو مین

خزان آئی —

ذکر انجام کار وزیر علیخان کا گرفتار ہونے تک

چند روز وزیر علیخان اپنی قبیلہ لیئے دختر نواب اشرف علیخان سمیت بنارس مین جاکر مقیم ہوئے چالیس ہاتھی اور دو سو گھوڑے اور دو تین کمپنیان تلنگون کی اور کئی تمن نجیبون کی اور جملہ جلوس امارت کا مہیا تھا کمال عیش و عشرت مین اوقات بسر ہوتی تھی اکثر شادیون مین غلام بچون اور اپنے رفیقون کے لاکھون روپیہ صرف کیا عوام الناس مین بہت اور جود نے ناموری پائی غرض یہ چشمہ فیض بنارس مین جاری تھا اور ارباب لکھنؤ نے کا شہرہ وثیقہ کی باب مین ہجوخوان تھے اور اشرف علیخان اور تفضل حسینخان کے حق مین وہ چوٹین اور شعر یان موزون ہوئین کہ زبان قلم پر آنا اونکا باعث حجاب ہے اور وزیر علیخان کے واسطے ثناخوان گر ستارہ اقبال برج نحس مین آچکا تھا اسقدر آرام و عشرت وزیر علیخان نوجوان کی پیر فلک کو خوش نہ آئی رفیقون نے گھوڑے کاغذ کے دوڑانا شروع کیے زمینداران نواح اور سرداران اطراف سے جو صاحب پایہ تھے نامہ و پیام جاری کیا خاصہ پیمان اور عہد کے بعد ایک دن خاص خروج کا مقرر ہوا آخرکار پردہ راز نشان کھلا مسٹر چیری صاحب بہادر جو رزیڈنٹ بنارس تھے عزم وزیر علیخان سے آگاہ ہوئے رفتہ رفتہ یہ خبرین اوڑتی ہوئی صاحبان کلکتہ تک پہونچین بہرحال سدباب فتنہ و فساد منظور تھا تجویز کیا کہ وزیر علیخان کلکتہ مین بلالیا جاے تا آتش فتنہ مشتعل نہو آخر صاحب رزیڈنٹ بہادر نے وزیر علیخان سے سوال روانگی کلکتہ فرمایا ناچار اونھون نے امروز فردا پر رکھا مگر نگاہ انتقات آدمیون کی شروع کی یہ صورت زیادہ تر باعث آشفتگی مزاج رزیڈنٹ بہادر ہوئی زبان نصیحت اکی بعضے راجہاے بوندیل کھنڈ و اطراف بہار و بنگالہ اسباب پر مستعد ہوئے اور ایکدن اور ایک مہینا خاص مقرر ہوا کہ انگریزدن سکنہ بنارس کا وزیر علیخان کام تمام کرے اور اوسی یوم مقررہ کو ہر ضلع مین ہر ایک شخص حوصلہ اپنا باقی نرکھے جوہر شمشیر دکھائے اور فوج انگریزی کو شربت فنا پلائے لیکن کارخانہ دنیا وابستہ مشیت الٰہی ہے وہ دن جو وعدہ کا قرار پایا تھا اوس سے پیشتر یہان تازہ رنگ فلک نیرنگ ساز نے جمایا کہ چیری صاحب بہادر نے وزیر علیخان کو کسی تقریب سے اپنے پاس بلایا منظور اتحاد و الفت کلمات نصیحت آمیز زبان پر لائے آخرکار کچھ گفتگو نے طول کھینچا

وزیر علیخان کو تاہ فکر نے بلا تکلف طپانچہ چیری صاحب بہادر پر حوالہ کیا پیمانہ حیات لبریز ہو چکا تھا پھر دوبارہ
شمشیر کمر سے لیکر کام انکا وہین تمام کیا دوسرے نام افسر فوج انگریزی جو وہان پر بیٹھا تھا اور ایک بی بی اوسکے
ساتھہ تھی اوسکو بسرعت تمام لیکر گوشہ مین جا چھپا اور وہان سے انگریزی چھاونی مین سواری پالکی پر پہنچا
اور سو پچاس آدمی ہمراہ وزیر علیخان کے آتش زیر پا گھر سے تھے اونھون نے بڑہکر بنگلہ چیری صاحب
بہادر کو نذر آتش کیا اور مال و اسباب جو سر دست ہاتھہ آیا لوٹ لیا پھر وزیر علیخان نے اپنے مکان پر
آکر لوگون کو روپیہ اور اشرفیان عنایت کین اور عالم عجلت مین نگاہداشت تازہ شروع کی اور مرزا
جوان بخت کے پاس جاکر مدد چاہی اونھون نے کنارہ کیا پھر بیگم صاحبہ کے پاس جاکر خواستگار
توپ کے ہوئے غرض یہان بھی فکر کی گولی نے کام نکیا ناچار یہان سے پھر کر مرزا جمعہ نبیرہ مرزا جوان بخت
کے پاس گئے چونکہ یہ کمسن ناتجربہ کار محض تھے سلاح جنگی تن پر آراستہ کیے اور فیل پر سوار ہوکے
اور وزیر علیخان نے خواصی مین جگہ پائی دو تین ہزار آدمی قدیم و جدید اس دو چار گھڑی مین یکجا ہوئے
کہ دفعۃً افسر مذکور دو پلٹن انگریزی اور کچھ کمپنی تلنگہ کی لیکر قریب شہر پہونچا نوبت صف آرائی آئی
پہلے کپتان وہی مذکور نے پیام دیا کہ اگر وزیر علیخان ہمارے پاس آئے تو ہم اوسکے ساتھہ کوئی بدی نکرینگے
مگر وہان تقدیر اور رنگ پر تھی قدم مقابلہ بڑہایا ناچار کپتان مذکور نے چار گولے توپ ہوائی کے سر کیے
کہ دفعۃً اوسکی آواز کے ساتھہ تماشائی شہر اور فوج جدید نے راہ فرار لی فقط وزیر علیخان چند اشخاص
سمیت میدان کارزار مین رہگئے ہر چند چاہا کہ ہاتھی سے اوترکر ہاتھہ تلوار پر ڈالین مگر لوگون نے
سمجھایا کہ اب یہ جرأت بیفائدہ ہے غرض وزیر علیخان نے میدان سے پھر کر جسقدر جواہر اور اشرفیان
مکان پر تھین کچھہ اپنی کمر مین رکھین اور کچھہ ہمراہیون کی کمرون مین بندھوا کر دو سو سوار ہمرکاب لیکر
شہر سے نکلے اور بقیہ اسباب و اسامیہ بدمعاشون کے تصرف مین آیا اور وہ سوار جو ہمراہ رکاب تھے
بطمع زر و جواہر گھوڑون سے ہاتھہ اوٹھاکر پیادون کے مانند راہی ہوئے مگر بعضون کو کوتوال شہر
بنارس نے گرفتار کیا اور بعضون نے مال بخوبی ہضم کیا اور بعضون نے مال کے پیچھے جان بھی
رائگان دی وقت ضبطی مکان مرزا وزیر علیخان قلمدان خاص مین اکثر خطوط مشو سلان کمپنی انگریز بہادر
کو ہاتھہ آئے جنکا مضمون باعث فساد تھا چنانچہ خطوط شمس الدولہ برادر ناظم ڈہاکہ اور خط ناصر الدولہ
پسر عمادالملک کہ بہ مدد شمس الدولہ تحریر کیا تھا آخر کار بعد رد بکاری بہت آدمیون کا اخراج ہوا

اور بہتون کے واسطے پھانسی کا حکم نافذ ہوا اور بہتون نے مخلصی پائی اور اکثر محبس دائمی مین گرفتار
ہوے اور تشہیر کیے گئے ذکر ہر ایک کا لکھنا باعث طوالت کتاب اور محض بے فائدہ ہے بلکہ شمس الدولہ
نے بقوت علم وہ رویکاری کی اور کلمات لغت زبان پر لایا کہ عملہ انگریزی کے ذہن مین نہ آئی آخر اوس
بلا سے نجات پائی غرض جسوقت وزیر علیخان نے دریاے گنگ کو عبور کیا تھی ونل بیس سوار ہمراہ رکاب تھے
باقی افتان و خیزان راجہ بنارس کے پاس کہ رام پور مین رہتا تھا آسکے مگر یہان جگہ نپائی سراسیمہ اور بیقرار
ہوکر آوارہ و پریشان کوہستان کی طرف قدم اوٹھایا اور گھاگھرہ کے پار پہونچے بعض زمیندار پہلے
اتفاق کرتے تھے اور پھر کنارہ کرتے تھے چنانچہ پھر کاسب علی نام کہ سابق ملازم سرکار کمپنی تھا اور
اسیطرح بادل خان نام نے ساتھ دیا اور جنگلون مین ہمراہ رہے لیکن ہر جگہ فوج انگریزی و فوج نواب
وزیر سایہ کے مانند عقب اونکے پہونچتی تھی صورت سیماب کسی جگہ ٹھہر نہ سکتے تھے اور وزیر علیخان مرد
شجاع تھا ہی کمال دلاوری کے ساتھ لڑتا بھرتا چلا جاتا تھا آخر سوات مین پہونچے جو میواتیون سے
بھی کچھ بن نہ آئی وہان سے جے پور پہونچے راجہ پرتاب سنگہ اوسوقت مسند آرا تھا اوسنے کمال بشاشت
کے ساتھ رسم استقبال ادا کر کے وزیر علیخان کو لاکر اپنے گھر مین رکھا دستار بدل ہوا مگر یہ پیچ کسی پیچ
نہ کھلا اور والدہ راجہ مذکور نے وزیر علیخان کو اپنا فرزند خواندہ بنایا یہ لٹو ہو گئے مدت تک اعزاز و اکرام
ساتھ رکھا کوئی امر خدمتگزاری مین فرو گذاشت نکیا کہ اس عرصہ مین کرنیل کالیس صاحب بہادر مع فوج
انگریزی کے ساتھ اونکے تعاقب پر مامور تھے پہونچے اور وزیر علیخان کو طلب کیا راجہ جے پور پہلے حرف
انکار زبان پر لایا چنانچہ یہ حال کیفیت جے پور مین تحریر ہوگا خلاصہ جب وعدہ زر نقد کا سنا اور سمجھا کہ
مقابلہ مین فوج انگریزی سے سر بر نہونگا اس طمع مین آکر اوسنے وزیر علیخان کو گرفتار کر دیا یعنے خفیہ
انگریزی پہرے اپنے گھر پر بٹھا رکھے تھے اونھون نے رات کے وقت بے تکلف قید کر لیا آخر
کرنیل مذکور نے اونکو بقید شدید پالکی مین بٹھا کر دونون طرف قفل لگا دیے اور بحفاظت تمام راہ
ڈاک پر جانب کلکتہ روانہ کیا وہان جاکر قلعہ مین قید ہوے اور چالیس برس مدت محبوسی اہل کونسل کی
تجویز سے قرار پائی لیکن پلنگ اوس شیر بیشۂ شجاعت کو استراحت کے واسطے ملتا تھا اور کھانا ہندوستانی
باورچیون کا پکایا اور آب خوشگوار پہونچاتے تھے اور کھانے پینے کے وقت دو گانے والی حاضر
رہتے تھے ہنوز چالیس برس مدت مذکور مین سے طے نہین ہوئی تھی کہ مدت عمر وزیر علیخان اوس قیدخانہ مین

کو ہو گئی یونانی اور انگریزی حکیموں کا معالجہ سودمند نہوا اور جنازہ کے ساتھ سب چھوٹے و بڑے
دار الامارت کلکتہ کے جمع تھے ارباب تاریخ لکھتے ہیں کہ ہرچند وزیر علیخان طفل مزاج تھا مگر شجاعت
و ہمت میں جوان بے نظیر تھا بھاگتے وقت لوگ بیان کرتے ہیں کہ اکثر جگہ ہزاروں سوار کے بیچ سے
تن تنہا بزور شمشیر مقابلہ کرتے ہوئے نکل گیا اور جس وقت دریای گھاگھرہ پہ پہونچا فوج انگریزی بھی
صورت صبح قدم بقدم جا پہونچی مگر اوسنے کمال جلادت اور جرأت کے ساتھ کرچند کاٹ کر اپنے گھوڑے کو
بلا تکلف پانی میں ڈال دیا اور پار اوترا پہاڑوں پر اور جنگلوں میں اکیلا پھرا اور تیوریوں پہ بلا میں آیا
اکدن قید خانہ کلکتہ میں پلنگ سے ہم آغوش سے اتفاقاً رشتہ بالاے مروارید غلطان کا جو زیب گلو تھا
شکستہ ہوا وزیر علیخان نے ایک دانہ اوٹھا کر جسطرح لڑکے گولی کھیلتے میں بزور انگشت دیوار پہ
حوالہ کیا قضارا آواز اوسکے ٹوٹنے کی جو آویزہ گوش ہوئی نہایت خوش آئی گویا ہر ایک دانہ مروارید
کو اوسیطرح دیوار پر مارکے شکستہ ہوئے اوس وقت اوسکا پانی پلانے کے واسطے حاضر تھا اوسنے
یہ حال دیکھکر بقیہ دانوں کا سوال کیا حضرت نے وہ سب موتی جو کئی ہزار کے تھے دیدیے اسلئے خلاصہ
بعد انتقال زوجہ اوسکی لیلے دختر اشرف علیخان لکھنؤ میں آئی مرزا ابھو پسر ابراہیم علیخان کے ساتھ
منعقد ہوئی اور چھ سو روپیہ مہینا زن مذکورہ کے واسطے سرکار انگریزی سے مقرر ہوا چنانچہ فرزندان
مرزا ابھو اوسپر قابض تھے اور بیٹی وزیر علیخان کی بھی کچھ پاتی تھی اور مشہور تھا کہ زیورات نوجہ بلکہ
مسند قیمتی میں تھا وہ تصرف مرزا ابھو میں آیا اور سید عزت علی بعد گرفتاری وزیر علیخان جے پور سے نکل کر
بھرت پور میں پانسو روپیہ کا نوکر ہوا اور وہیں قضا کی اور دار شغلی لکھنؤ میں اکثر چہ دنوں رہا اور پھر
بنارس میں جاکر اپنی املاک پر قابض ہوا—

ذکر وزیر الممالک مدار المہام یمین الدولہ نواب سعادت علیخان بہادر

جس وقت یمین الدولہ نواب سعادت علی خان بہادر علاقہ پٹہ و دون پیانہ وغیرہ میں تھے یہ علاقہ سات لاکھ
جمع کا تھا جو مرزا نجف خان نے حوالہ کیا تھا چنانچہ سات آٹھ ہزار آدمی انہیں نہایت بہادر میں جمع ہوئی تھی
اور نواب مدار الدولہ نیابت کرتا تھا اور بہادر موصوف جاٹوں کی سرکوبی میں جو مفسد و بے دارالزمان
کر رہی تھی مشغول اور اپنے ملک متعلقہ کے انتظام میں مصروف مگر ہمہ تن آئینہ دل میں یہ صورت

جلوہ نما تھی کہ بادشاہی کارپردازون کی ضمانت اور سعی مرزا نجف خان سے اپنا عہدہ موروثی نیابت
یا کوئی عہدہ جاگیر جسمین خرخشہ اور کوئی خار نہو یا کوئی اور ملک کہ جسمین صورت ثروت ظاہری قائم رہی ہاتھ
آئی مگر یہ نقد آرزو کا پیش از وقت و بیش از قسمت حاصل ہونا دشوار تھا القصہ مرزا نجف خان کی
ہمیشہ جنگ وجدال مین گذرتی تھی اور فراج بندگان عالی کو نوبت رات دن کی ناگوار آخر اکبرآباد تک
پہونچکر نواب گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر کو جانب کلکتہ خط شوقیہ اس مضمون کا زیب قلم کیا کہ لشکر مرزا
نجف خان کا عنقریب ارادہ آگے بڑھنے کا ہے چنانچہ اسکے جواب مین یہ مضمون تازہ ہاتھ آیا کہ جانا
آپکا اور طرف مناسب نہین بلکہ مراجعت جانب لکھنؤ صلاح دولت ہے چنانچہ نواب آصف الدولہ بہادر کہ
کوئی امر تازہ متصور نہین مگر اسباب کا ذمہ دار ہوسکتا ہون کہ لہذا اونکے سوای آپکے دوسرا لائق وزارت
نہین اوسوقت یہ منصب بزرگ آپکو تفویض ہوگا چنانچہ نواب سعادت علیخان بہادر حسب اشارہ نواب
گورنر بہادر لکھنؤ مین آئے اور ملاقات سے بھائی یعنی آصف الدولہ بہادر کے مسرور ہوئے اور چندروز
ساتھ بہ خوشی کے ساتھ رخصت ہوکر پہلے کلکتہ مین تشریف لیگئے اور پیمان وعہد تازہ درست کرکے
حسب صلاح اہل کونسل بنارس مین تشریف لاکر باغ مادھوداس مین رنگ قیام جمایا تخمینا دولاکھ
روپیہ سالیانہ حضور وزارت سے صاحب رزیڈنٹ بہادر کی معرفت پہونچنا قرار پایا مشہور ہے کہ جسوقت
نواب ممدوح کلکتہ مین تشریف فرما تھے براہ بے تکلفی اکثر آمدورفت دولتخانہ گورنر بہادر کی فرماتے تھے
اہلکاران جو گورہ وہم دروازہ پہرہ پر تھا ناداننگی کی وجہ مانع ہوا اور کچھ حرف ناملائم زبان پر لایا چنانچہ
اوسکے جواب مین نواب ممدوح نے شمشیر ولایتی کمر سے کھینچکر حوالہ کی کہ وہ گورہ سیاہ بخت زخمی ہوا
مگر نواب گورنر جنرل بہادر نے چشم پوشی فرماکر جانب بنارس رخصت کیا کہ طرح قیام کی ڈالی چنانچہ
اس مقام مین نواب ممدوح اور گورنرون سے جو لکھنؤ مین تشریف لاتے تھے اور صاحب رزیڈنٹ
بہادر اور شاہزادگان اولاد مرزا جوان بخت سے بخوبی راہ ورسم محبت جاری ہوگئی تھی اور انتظام
مداخل ومخارج نے وہ رونق پائی کہ چالیس لاکھ روپیہ بنارس مین باوجود قلت مداخل خزانہ مین جمع
ہوا چنانچہ آج تک خزانہ قدیم اونھی سے مراد تھی اور زمینداری اور باغات اور عمارات اور دکانین
سوای اسکے اسباب امارت مہیا اور محاصل وہان کا دس نپدرہ ہزار روپیہ سالیانہ تھا اور خبر رسی نواب
ممدوح کی اسقدر مشہور تھی کہ آخور اصطبل وفیلخانہ ضائع نہین ہونے پاتا تھا چنانچہ دانہ وراتب دواب

کام آتا تھا خلاصہ قلمبند کرنا احوال بنارس کا سررشتہ اختصار سے ورجا تاہے چنانچہ بعد انتقال نواب
غفران مآب مرزا وزیر علیخان نے مسند وزارت کو کرم کیا مگر سرد ومہری فلک سے آگاہ نہ تھے اسس
چار مہینہ کے عرصہ مین کہ وزیر علیخان رونق مسند وزارت تھے نواب سعادت علیخان بہادر نے کلکتہ
مین جاکر پیمان وعہد گذشتہ کو تازہ کیا اور وقت معزولی وزیر علیخان براہ ڈاک انگریزی داخل کانپور
ہوئے یہان مرزا جنگلی صاحب وغیرہ ابنای نواب شجاع الدولہ بے پر کی اوڑاتے تھے کہ یہ دولت
اور ثروت ہماری نصیب ہوتی ہے خلاصہ جس روز نواب سعادت علیخان بہادر شہر لکھنؤ مین داخل
ہوئے اوسی رات کو وزیر علیخان کو بھی بی بی پور مین مکان گورنر بہادر مین نظربند ہوئے فقط آفرین علیخان
اور قاسم علیخان اونکے پاس رہے اور باقی جملہ اعزہ واقربا نے حسب الحکم نواب گورنر بہادر راہ [illegible]
قدم مارا چنانچہ پنجشنبہ تیسری شعبان سنہ ۱۲۱۲ ہجری کو نواب ممدوح لکھنؤ مین رونق بخش ہوئے اور چوتھی کو
جلوس فرمایا پہلے خدمت جناب بیگم صاحبہ یعنے زوجہ نواب شجاع الدولہ بہادر کہ فیض آباد سے تشریف لاکر
سنہری برج مین تجلی افروز تھین حاضر ہوکر خلعت سے مخلع ہوئے بعد اوسکے شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ
کی پاس کہ جلوہ آرا سے لکھنؤ تھے تشریف لائے یہان سے بھی خلعت حاصل کیا بعد اوسکے دولتخانہ جعفری
آکر مسند وزارت پر جلوس فرمایا اسوقت نواب گورنر بہادر لکھنؤ مین تشریف فرما تھے سوال وجواب
مین عہدنامہ کی قرار دینے سے کے بعد نہضت فرمائی کلکتہ ہوئے اور جو تازہ عہدنامہ فیمابین نواب وزیر اور
سرکار کمپنی مین ہوا نقل اوسکی یہ ہے دفعہ اول سررشتہ دوستی واتحاد کا کہ قدیم الایام سے مابین سرکار
عالیتین مین منظور اور مربوط ہمیشہ پائدار وبرقرار رہیگا دوست ودشمن طرفین کے دوست ودشمن
جانبین محسوب ہون گے اور طرفین سے اقرار اس بات کا عمل مین آتا ہے کہ جملہ قول وقرار سابق کے
جو کچھ بالفعل بحال رہے اور خلاف مضامین عہدنامہ ہذا ہین وہ امر عہدنامہ کی روسے مستحکم ہوگا۔
دفعہ دوم موافق قولنامہ ہای سرکارین حفاظت روزشب ممالک مقبوضہ نواب وزیر الممالک بہادر
تمام دشمنون کے ہاتھ سے ذمہ سرکار کمپنی انگریز بہادر کے ہے لہذا چند جمعیت در ہم پیادہ وسوار
سررشتہ ملازمی مین درآئے اس نظر سے نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے مین کہ چھپن[۵۶] لاکھ
اور ستہتر[۷۷] ہزار اور چھ سو[۶۰۰] اڑتیس[۳۸] روپیہ بابت معینہ سالیانہ کہ نواب غفران مآب آصف الدولہ بہادر
سرکار کمپنی مین پہونچاتے تھے وہ اور سوا اوسکے اونیس[۱۹] لاکھ بائیس[۲۲] ہزار تین سو باسٹھ

کرڑ یا چھ لاکھ روپیہ بوزن عیار سکہ لکھنؤ سالیانہ ہوتا ہے سرکار انگریز بہادر مین ہمیشہ پہونچے گا۔
دفعہ سوم وجہ معینہ سالیانہ مندرجہ عہد تاریخ اکیس ۲۱ ماہ جنوری ۱۷۹۸ء عیسوی کہ یوم جلوس نواب
وزیر الممالک بہادر مسند ریاست ملک اودہ پر ہے واجب الطلب ہوگا اور نواب وزیر الممالک بہادر
اقرار کرتے ہین کہ وجہ معینہ کو بموجب اقساط ماہواری فی ماہ بحساب چھ لاکھ تینتیس [illegible] ہزار تین سو تیرہ [illegible]
روپیہ پانچ آنہ چار پائی بموجب قسط بندی مندرجہ عہدنامہ واجب الادا اوقات سرکار کمپنی بہادر مین پہونچیگا
دفعہ چہارم منجملہ وجہ سالیانہ جو موافق قرارداد سابق کے مقرر تھا جسقدر روپیہ تاریخ اکیس ۲۱ جنوری
۱۷۹۸ء تک باقی ہے اوسکا ادا کرنا اوسکا فوراً عمل مین آئیگا دفعہ پنجم نواب وزیر الممالک اقرار کرتے ہین
کہ مبلغ ایک لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ سالیانہ وزیر علیخان کے واسطے مقرر ہوگا اور بموجب قسط ہر مہینہ
مین بارہ ہزار پانچ سو روپیہ سرکار کمپنی مین پہونچیگا اور سرکار کمپنی سے وہ روپیہ تا قیام وزیر علیخان
کو ادا کر پہونچیگا دفعہ ششم وجوہات مصارف بیگمات و شہزادہ سے مقام بنارس کہ دو لاکھ چار ہزار
روپیہ سالیانہ ہے اور وجہ مشاہرہ ہای متعلقہ فرخ آباد کہ [illegible] ہزار [illegible] سو اڑتیس روپیہ سالیانہ ہے
پچھتر لاکھ روپیہ وجہ معینہ سالیانہ مذکورہ مین محسوب ہوگا دفعہ ہفتم نواب گورنر بہادر سرکار کمپنی بہادر
کی طرف سے اقرار کرتے ہین کہ فوج انگریزی ملک اودہ مین کہ حفاظت کے واسطے معین ہو تعداد
اوسکی دس ہزار سوار و پیادہ انگریزی اور ہندوستانی سے مع توپخانہ کم نہوگی اور اگر کسیوقت فوج
وہان کے زیادہ تین ہزار مردم سواری کیا انگریزی کیا ہندوستانی اور کیا توپخانہ کی ضرورت واقع ہو
نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ اخراجات فوج زائد اپنی سرکار سے ادا کرینگے اور
جس حالت جسوقت کسی ضرورت سے فوج سرکار کمپنی بہادر متعلقہ ملک اودہ آٹھ ہزار آدمی پیادہ سے
کیا اہل فرنگ اور کیا ہندوستانی اور کیا توپخانہ سے کم ہووے بقدر کمی افواج یا جسقدر نفس الامر
ہوگا چھتر لاکھ روپیہ مین محسوب ہوگا دفعہ ہشتم اور چونکہ اب تک کوئی قلعہ ملک اودہ مین تحت اور
تصرف سرکار کمپنی کے نہین ہے اس صورت مین بمقتضای اوس اعتماد کے کہ بمرتبہ کلی نواب وزیر الممالک
بہادر اور دوستی سرکار کی رکھتے ہین اقرار کرتے ہین کہ قلعہ الہ آباد با جمیع امکنہ و عمارات و مضافات
اوسکی تئین [illegible] کے جو متعلقہ قلعہ مذکور کے ہین اور اراضی گرد اوسکے اوسقدر کہ واسطے باہم حفاظت قلعہ
کی کافی ہو ہمیشہ تحت و تصرف سرکار کمپنی بہادر مین تفویض متعلق کرینگے مگر وجہ محاصل گماٹون کی سرکار

کمپنی سے حساب نواب وزیر الممالک بہادر مین مجرا ہوگی اور نواب موصوف اقرار کرتے ہین کہ جو روپیہ
واسطے استحکام اور اصلاح قلعہ کے ضرورت ہو زیادہ آٹھہ لاکھہ روپیہ سے نہو صورت اوسکی یہ ہیکہ مبلغ آٹھہ لاکھہ
یا ہر قدر روپیہ مرمت مین اوس قلعہ کے کہ درحقیقت رقم مذکور سے زیادہ نہو عرصہ دو سال مین تاریخ عہدنامہ
سے بحساب اون مقدارون کے کہ نوبت بہ نوبت واسطے مرمت کے ضرور ہو سرکار کمپنی مین پہونچا دینگے
اور یہ بھی نواب صاحب بنظر وجوہات مرقومہ صدر اقرار کرتے ہین کہ جو روپیہ زیادہ تین لاکھہ روپیہ سے نہو
مرمت قلعہ فتح گڈہ کے لیے چھہ مہینے کے عرصہ مین تاریخ عہدنامہ سے سرکار کمپنی مین پہونچا دینگے
دفعہ نہم اور جس صورت مین بنظر حسن حفاظت دست ملک مقبوضہ نواب وزیر الممالک بہادر یہ امر اصلاح
متصور ہو کہ چھاونی فوج انگریزی مقام کانپور و فتح گڈہ سے اوٹھکر اور جگہہ پر قائم ہو نوابصاحب موصوف
قبول کرتے ہین کہ جسجگہ اصلح و انسب متصور ہوگی افواج انگریزی اوس جگہہ مقامت کریگی اور اخراجات
کوچ افواج انگریزی و تیاری چھاونی بنا اپنی سرکار سے ادا کرینگے دفعہ دہم اندر ضمن استقرار
حقوق نواب وزیر الممالک بہادر مین زیر باری اخراجات کثیرہ سرکار کمپنی بہادر کو عائد ہوا اس صورت مین
نوابصاحب اقرار کرتے ہین کہ بارہ لاکھہ روپیہ سرکار کمپنی بہادر مین داخل کرینگے دفعہ یازدہم
ادای زر واجب سرکار کمپنی انگریز بہادر متعینہ ملک اودہ و ادای جمع متعینہ سالیانہ مندرجہ دفعہ دوم
و سوم عہدنامہ ہذا مین بلا توقف و تاخیر موقوف ہے سو واسطے نواب صاحب اقرار کرتے ہین کہ تین
اقساط ماہواری مقرری بلا توقف و تاخیر پہونچے وہ کفالت کہ موجب اطمینان خاطر ہو سرکار کمپنی سے
مقرر کیجاویگی دفعہ دوازدہم موافق عہدنامہ موثقہ فیما بین سرکار نوابصاحب بہادر و سرکار کمپنی
بہادر وجہ معینہ سالیانہ فریقہ کثرت نہ پہونچے اور اخراجات فوج جدید بھی سرکار نوابصاحب مین ہمیشہ کے
واسطے واجب ہوا لہذا ایسا لازم و متصور ہوکہ بعد ملاحظہ مداخل و مخارج سرکار نوابصاحب جسقدر
تخفیف اخراجات زائدہ کارخانجات ملازمان وغیرہ مین ضرور ہو بہ لحاظ شان و شوکت و مراعت الحقوق حسب
ہوسکے عمل مین آوے اس صورت مین نوابصاحب اقرار کرتے ہین کہ وجوہات تخفیف مذکور نفقہ او سکا
جاری کرینگے اہل ریاست سرکار کمپنی انگریز بہادر سے مشورہ کرکے حسب استصواب و استصلاح
اہل ریاست سرکار موصوف کے تجویز کرینگے دفعہ سیزدہم جبکہ امور سرکارین نواب وزیر الممالک
بہادر اور سرکار کمپنی بہادر واحد متصور ہے اس صورت مین یہی صلاح اور صواب دید متصور اور باہم منظور

ومقبول ہوئی کہ جو کچھہ نوشت خواند خطوط فیمابین سرکار نواب صاحب و دیگر ہر کدام پیش عمل مین آئی
موافق صلاح سرکار کمپنی بہادر ہو چنانچہ نواب صاحب اقرار اور وعدہ کرتے ہین کہ کوئی نوشت خواند جو منافی
مضمون دفعہ ہذا کے ہوگی جاری نہوگی دفعہ چہاردہم اداکرنے شرائط مندرجہ عہدنامہ تجارت
موثقہ فیمابین سرکارین آئین جسطرح کہ مناسب جاننا چاہیے خصوصا ملک نواب وزیر الممالک بہادر مین توجہ
اور ہمت مصروف ہوئی ہے اس صورت مین دونون سرکارون کی طرفون سے اقرار کیا جاتا ہے کہ
جتنی شرطین ذکر کی گئین اجرا ہون اور تاثیر کی گئی ہون حتی الامکان سعی وکوشش عمل مین آئیگی
دفعہ پانزدہم نواب وزیر الممالک بہادر اقرار اور وعدہ کرتے ہین کہ اہل فرنگ کو بے استرضاے
کمپنی بہادر اپنی سرکار مین نوکر نرکھینگے بلکہ ملک مین بھی جگہ قیام کی ندینگے دفعہ شانزدہم
نواب وزیر الممالک بہادر اقرار کرتے ہین کہ واسطے مصارف اون شخصون کے کہ نام فرزندان نواب
غفران مآب آصف الدولہ بہادر مشہور و معروف ہین وجہین انکی فراخور حال مقرر رکھینگے اور کمال
خوشی کے ساتھہ وعدہ کرتے ہین کہ اونکو سایہ امن حفظ و حرمت مین رکھینگے دفعہ ہفدہم
نواب وزیر الممالک سعادت علیخان بہادر اپنی طرف اور وارثون کی طرف سے اور نواب گورنر سرجان شور
صاحب بہادر سرکار کمپنی انگریز بہادر کی طرف سے اقرار کرتے ہین کہ اعانت و رعایت مندرجہ دفعات
عہدنامہ ہذا بکمال آشتی و درستی عمل مین لاوینگے اور ہمیشہ تمام امور فیمابین سرکارین بکمال یکجہتی
اور یکرنگی کے ساتھہ ادا ہونگے اور اختیار اور اقتدار نواب صاحب موصوف امور خانگی و ملک موروثی
مین بطرح غبطت ہوگا فقط القصہ بعد درستی عہدنامہ و جلوس وزارت گورنر بہادر جانب کلکتہ تشریف
لیگئے اور قلعہ الہ آباد و قلعہ فتح گڈہ و فرخ آباد مین عمل دخل انگریزی ہوا اور تنخواہ مرشدزادہ ہاے
بنارس اولاد مرزا جوان بخت اور تنخواہ وزیر علیخان اور بعض اسامیان سکنہ فرخ آباد اور پانچہزار روپیہ
درماہہ متعلقان آصف الدولہ بہادر مرحوم مغفور اور دس ہزار روپیہ درماہہ ابناے حافظ رحمت خان کا
رزیڈنٹ لکھنو کے ہاتھون پہونچنا خزانہ انگریز سے قرار پایا اور عہدہ وکالت و سفارت کی واسطے حضور
اقدس بادشاہی مین حصول خلعت وزارت کے نام سے لطف علیخان پسر حاجی بلال محمد خان
اور مسٹر پالر جانب شاہجہان آباد روانہ ہوے مگر شاہ حاجی صوبہ دار ملازم سیندھیہ مارج ہوا چنانچہ یہ
کیفیت حال سلطنت مین قلمبند ہو چکی ہے اسی سبب سے ماہواری مصارف بادشاہانہ خود حضرت ظل سبحانی

کہ سات ہزار مہینے کا تھا ضم ہوا لیکن چھہ ہزار روپیہ درماہہ مرزا سلیمان شکوہ کا بحال رہا بعد اسکے جناب بیگم صاحبہ یعنی والدہ نواب غفران مآب کہ لکھنؤ مین تشریف لائی تھین روانہ فیض آباد ہوئین اور سند جاگیر چکلہ سلون وگونڈہ وغیرہ کہ قدیم سے مداخلت اونکی تھی جاری ہوئی اور عہدۂ وکالت کلکتہ کا تفضل حسین خان کے نام قرار پایا اور روانہ کلکتہ ہوئے اور خلعت نیابت سے بدستور سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان سرفراز ہوئے اور دیوانی راجہ ٹکیت راے کے نام زد ہوئی اور بخشیگری ساہو تلسی رام و احدیہ موقوفہ کے متعلق ہوئی باقی خلعت اور خدمتون کی تقسیم کی گئی اور سررشتہ اخبار شہر صاحب رام سے متعلق ہوا اور اخبار چکلاون کی چنی پرشاد کے نام زد ہوئی اور دار الضرب مین سکہ بالکشن کہ چھتہ انکا لکھنؤ مین مشہور اور سراے معالیخان مین موجود ہے بیٹھا اور ہرکارہ ہاے اخبار ظاہر و پوشیدہ ہر ایک امیر اور ملازم سرکار اور اہل خدمات و محل کے ڈیوڑھیون پر مقرر ہوئی خلاصہ پہلے نواب وزیر نے انتظام اخبار فرمایا اور اسقدر متوجہ ہوئے کہ ہرکارہ ہاے اخبار پرچہ خود ہی لاکر دست مبارک مین دیتے تھے بلکہ سررشتہ مین بھی نقل اوسکی نہین ہوتی تھی اور اون ہرکارون پر اور ہرکارے خفیہ مامور تھے کہ اخبار نویسون کی تحریرات صدق وکذب سے خبر دیتے یہین خلاصہ دار و مدار انتظام حکومت جملہ اخبار پر تھا اور رقم جرمانہ خلاف زمانہ ماضی حال مین آمدنی عمدہ قرار پائی بعد اسکے امور عدالت مین متوجہ ہوئے مولوی سعدن صاحب سے کہ اوستاد بندگان عالی تھے پہلے جیب خاص اور کئی خدمتین متعلق تھین اب عدالت بھی تفویض ہوئی چنانچہ رسوخ انکا اورون سے زیادہ تھا اور سوالجواب عرائض ضروریہ کے انکے تعلق تھے خلوت اور جلوت مین باریاب ہوا کرتے تھے عرض معروض کی گنجائش تھی اور کوتوالی چبوترہ بدستور میر بہادر علی کے پاس رہا اور عہدہ توپخانہ بیگی اور خدمت ڈیوڑھی انتخاب بیگ علیخان کے نام کہ مشخص شدید الحکم عہد غفران مآب سے تھا بدستور بحال رہا اور تقسیم چکلاون کی اس صورت سے ہوئی الماس علیخان کو کہ زور شور انکا اوس زمانہ مین بہت تھا بلکہ علی گڈہ اور کول وغیرہ دریاے گنگ کے اوس طرف جو چھپا انہین سے ہاتھہ آیا تھا تفویض ہوا اور چکلہ بانس بریلی مرزا مہدی علیخان وحسین علیخان کو کہ دستگرفتگان تفضل حسین خان سے تھے حوالہ ہوا اور چکلہ اعظم گڈہ میر کاظم علیخان فرزند میر زین العابدین خان کوڑہ والہ کو مرحمت ہوا اور علاقہ صورت سنگہ وغیرہ تعلقداران کا اہتمام انکو سپرد ہوا اور توشکخانہ بدستور تحسین علیخان سے اور عہدہ نظارت آفرین علیخان سے بحال رہا یہ دونون

خواجہ سرا قدیم سے تھے —

ذکر مقدمہ نیابت و عہدہ ہا بنام مرشدزادگان و وقوع شادی مرشدزادہ ہا اور ابتدای عروج دولت حکیم مہدی علیخان

سرفراز الدولہ خزانچی قدیم اس خاندان کے تھے عہد وزارت نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر مرحوم سے تجلی افروز ہوا اور پچیس برس نیابت غفران مآب مین روشنی رہی لیاقت علم سے محروم مگر شمع عقل بے نور تھی اور ذہن روشن تھا کہ زبان فارسی کو بخوبی سمجھتے تھے اور کلام کرتے تھے خلاصہ پاسداری انکی غفران مآب حد سے زیادہ فرماتے تھے یعنی مرزا بھائی کہتے تھے اور یہ جب تک دربار مین نہین آتے تھے اور کسیکو نوبت مجرا نہین آتی تھی اس عہد مین کہ نواب سعادت علیخان بہادر جملہ معاملات ملکی اور خانگی مین بذات خود متوجہ تھے ملاحظہ کواغذ اور اجرای احکام کے وقت صاحبان انگریز کے مانند کرسی پر رونق بخش ہوتے تھے مسند سے کم رغبت تھی اور مسند خلوت مین ہوتی تھی چنانچہ جس کاغذ ملکی کا سوال فرماتے تھے سرفراز الدولہ جواب مین عاجز ہوتے تھے اس نظر سے نواب وزیر اکثر شکایت انکی عدم وقفیت و ناخواندگی اور ناراضی مسٹر جان لمسڈن صاحب بہادر رزیڈنٹ سے کرتے تھے اور سرفراز الدولہ خو کردہ الطاف غفران مآب سے تھے تعلیم و تفہیم وقت ملاحظہ کواغذ و بیکاری مقدمات گوارا نہ تھا نہایت دشوار اور جوابدہی کاغذی مقدمون کی وقت بازپرس کمال اشکال غرض یہ صورت باعث افسردگی خاطر تھی اور مرزا حسن رضا خان کا متوسلان انگریزی مین شمار تھا لیکن خلاف سرفراز الدولہ کہ طبیعت شیعہ گری کی طرف بیدرجہ مائل تھی محض گریز تھا مگر بنظر خوشامد ساغر بادہ گلرنگ کہ مطبوع خاطر بندگان عالی تھا وقت بادہ کشی حاضر کرنے مین دریغ نہ تھا اور باتین چاپلوسی کی فروتنی کے ساتھ زبان سے آشنا تھین اور معارف اپنا بہ نسبت سابق بہت کم کر دیا کہ نظرون مین نواب وزیر کے کھٹکین اور بندگان عالی کو تنگ کرنا انکا ہر نوع منظور تھا مین اجازت حاضر باشی حضر و سفر و سواری و خواصی کی دی تھی چنانچہ حسب الحکم مقام خواصی ہودج فیل خاصہ نہایت مختصر اور تنگ تیار کیا گیا تھا کہ سرفراز الدولہ کو بیٹھنا خواصی مین شکنجہ عذاب سے کم نہ تھا آخرکار دن رات کی محنت اور حاضر باشی دربار سے نہایت تنگ آگی جو وقت انکے خواب و آرام کا تھا

وہ وقت ملاحظہ کا غذ نواب وزیر قرار پایا غرض خواب و خور و بول و براز مین خلاف عادت تفرقہ پڑا مبتلا ے عارضہ
ہو کر عالم مجبوری مین دنیا سے گذر ے بیت نا تک طوفان حریف این قدر سختی نیم ہا دانۂ تشکیم بار آگر دشمن
چشم سیاست ہا غرض کثرت مصارف اور قلت آمدنی کی وجہ کہ اس عہد مین سوای مواجب کی نہ تھی مین چالیس
لاکھ روپیہ کے قریب نوبت قرض کی پہونچی جب یہ کیفیت بواسطہ اخبار سماعت حضور مین آئی حکم ہوا
کہ ستغیث عدالت مین استغاثہ کرین اور وارثون سے لین ودھر تو یہ حکم ہوا اور ادھر اسباب شوکت
ظاہری نوبت اور نقارہ اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ جو جلوس سرکاری تھا کارخانہ سرکار مین طلب کر لیا گیا باقی
اسباب توپخانہ اور اصطبل وغیرہ جو خاص ذاتی تھا وہ حکم ہوا کہ نیلام ہوکر قرض خواہون کو دلایا جاوے
اور صورت نیلام کی یہ تھی کہ سو روپیہ کا مال تیس چالیس روپیہ پر بصفت بول پر چھوٹتا تھا دوسری یہ صورت
قرار پائی کہ شادی صاحبزادہ سے مرزا کاظم علیخان بہادر کی سرفراز الدولہ کی بھتیجی کے ساتھ قرار دی تھی
اسباب عمدہ عمدہ اقربای سرفراز الدولہ نے متروکات مذکورہ سے دولہن کے جہیز کے واسطے معین کیا
اور باقی مہاجنان شہر کو قرضہ مین ادا ہوا خلاصہ سرفراز الدولہ کے ایک فرزند محمد رضا خان نام تھا کہ عہدہ
جرنیلی اوسکی نام زد تھا شخص آوارہ مزاج اور علت صرع و خلل دماغ مین آخر عمر تک مبتلا رہا ان صورتون کی
عہدہ نیابت و جرنیلی دونون جاتی رہی چنانچہ جناب عالی نے حسب انشاء عہدنامہ صاحب رزیڈنٹ بہادر
سے کہا اور صدر کلکتہ کو تحریر کیا کہ نواب غفران مآب کو جو ہمیشہ عیش و عشرت سے مشغول رہتے تھے ضرورت
نیابت کی تھی اور مین بذات خود متوجہ انتظام جملہ امور ملکی اور مالی کا ہون حاجت نیابت نہین پچیس ہزار
روپیہ ماہواری مدت تک گوارا کرنا خلاف عقل ہے چنانچہ نواب گورنر بہادر نے اس بیان کو کہ واقعی تھا
پسند کیا جملہ اختیار تفویض بیگم عالیہ تھا عہدہ ولیعہدی کا انتظام نواب رفعت الدولہ بہادر صاحبزادہ
کلان سے متعلق ہوا اور نیابت نصیر الدولہ دوسرے مرشدزادہ کے نام جو اونسے چھوٹے تھے قرار
پائی اور جرنیلی مرشدزادہ نواب شمس الدولہ بہادر کے نام سے روشن ہوئی اور مواجب در ماہہ
سرفراز الدولہ ان تینون صاحبزادون کے نام تقسیم ہوا اور بڑے صاحبزادہ کو مرشدزادہ خطاب ملا
اور حکم ہوا کہ اسی سے اونکو تحریر و تقریر مین اس خطاب سے یاد کیا کرین بعد اسکے تعمیر عمارت
جدید کی طرف طبیعت عالی نے نیو ڈالی غرض کہ ہندوستانی عمارت دولتخانہ غفران مآب جو شہر لکھنؤ
مین دریای گومتی کے کنارے ملا ونذ سبب تعمیر تھی خصوصاً اوسمین عمدہ عمارت چہل ستون اور طلائی

بارہ دری قابل دید تھی جسکی تمام برجون پر مسی چادرین نصب تھین اور طلائی خالص بکثرت ملمع کیا ہوا تھا
اوسکو حکم ہوا کہ اسکو کھود کر انگریزی کوٹھی تازہ تعمیر ہو چنانچہ سوای اوسکے ایک بارہ دری اور مہتاب باغ کی
دوسری عمارت تعمیرات آصفیہ سے دولتخانہ مین باقی نہین رہی وہ سب چہل ستون وغیرہ منہدم ہوائی
مہدی کو اہتمام مین ہوکر ایک کوٹھی انگریزی کہ کلان کوٹھی کے نام سے مشہور ہے کمال تکلف کے ساتھہ تعمیر ہوئی
اور وہ سونا وتانبا جسقدر کہ ہاتھہ آیا وہ سب دار الضرب مین جاکر سلوک کیا گیا پہلی شادی مرشدزادہ
نواب رفعت الدولہ بہادر کی عالم فریفتگی مین نواب بشیرخان نجومی کی دختر خورشید پیکر کے ساتھہ اپنی
رغبت سے عہد فردوس آرامگاہ مین واقع ہوئی اب شادی دوسری مرشدزادہ نواب نصیرالدولہ
بہادر کی نواب امام الدین خان نبیرہ وزیر الممالک قمرالدین خان کی لڑکی کے ساتھہ ظہور مین آئی
اور تیسری شادی مرشدزادہ شمس الدولہ بہادر کی دختر میر [illegible] سالار جنگ کے ساتھہ منعقد ہوئی
اور چوتھی شادی مرشدزادہ صادق علیخان دختر نواب [illegible] کے ساتھہ منسلک ہوئی [illegible]
پانچوین مرشدزادہ کاظم علیخان کا سرفراز الدولہ کی بھتیجی کے ساتھہ ہوا اور اوسی عرصہ مین نواب وزیر
نوکر و نادری ملک کے واسطے بتقریب سیر وشکار جانب چکلہ خیرآباد ومحمدی نہضت فرمائی چنانچہ یہ سفر
دھوبہرہ کے نام سے مشہور ہے ایکدن ہنگامہ سیر وشکار کا گرم تھا کہ ایک شیر جنگل سے نمودار ہوا اور نواب
وزیر نے کہ خمار شراب مین چور تھے چشم بد دور قریب تھا کہ وہ نقشہ [illegible] لیکن شجاعت کو کام فرمایا تو وہ
شیر تھا بندوق سر کی قضای کار وہ گولی سر دست [illegible] پہونچی کہ وہ شکار [illegible]
ہوا نواب وزیر نے تیر حسرت دل اندوہگین پر کھایا اور اوسکے وابستون کو انعام سے سرفراز کیا اور
پھر بہت کم جانب شکار مصروف ہوئے خلاصہ اس زمانہ مین چکلہ محمدی جو جنگل مین واقع تھا اراضی افتادگی
بکثرت اور زراعت قلت کے ساتھہ تھی لہذا بنظر آبادی خلعت چکلہ مذکور کہ تین لاکھہ روپیہ کا تھا حکیم
مہدی علیخان کشمیری کو جو اکرام اللہ خان کی معرفت درخواست مستاجری کی تھی عنایت کیا حکیم مذکور
نے تقدیم پیشگی پچاس ہزار روپیہ کا کچھہ اپنے پاس سے اور کچھہ اپنی آشنا پیاز و نام طوائف سے لیکر داخل کیا
چنانچہ انکی حسن سعالی و انتظام سے وہ سرزمین ایسی سرسبز و آباد ہوئی اور جنگل ویران کہ جمع اوسکی
بارہ تیرہ لاکھہ روپیہ تک پہونچی اور رعیت تمام آسودہ اور مرفہ حال تھی غرض بعد اوسکے چکلہ خیرآباد کی
تفویض حکیم مذکور ہوا نوبت مستاجری چالیس لاکھہ تک پہونچی اور آپ بھی صاحب دولت ہوئی اور منافع

تجارت سے ہزار چند دولتمندی نے رونق پائی شمار لاکھوں کا حساب سے افزون ہوا اور حسن لیاقت
و دانشوری نے وہ مرتبہ بخشا کہ نواب وزیر کی مصاحبت نصیب ہوئی اور طوائف پیاز و ناز سے وہ پینگ
محبت کے بڑھے کہ رشتۂ عقد مین در آئی عمارات عظیم محلہ نہرہ واقع لکھنؤ مین آراستہ کی جب عمارت
رفیع و منزلہ سہ منزلہ تعمیر ہوئی اہل محلہ نے باب استغاثہ وا کیا ہرچند التفات نواب وزیر حکیم مذکور کی
جانب زیادہ تر تھا لیکن حکم ہوا کہ جو دروازے باعث بے پردگی اہل محلہ مین مسدود ہون غرض حکیم مذکور
نے ہرچند بقوت خاک اوڑائی لیکن رخنہ حکم دل نواب وزیر مین نہ پڑا بمقتضای عدالت پاس ناموس
شرفا ملحوظ رہا اور حکم اول تبدیل نہوا اگر حکیم نے ثروت و حشمت و دانشمندی مین شہرت پائی —

ذکر تقسیم پانے ملک کا درمیان نواب وزیر و سرکار کمپنی انگریز بہادر کے

بعد روانگی گورنر جنرل سر جان شور صاحب بہادر و ایک برس عہدہ گورنری مسٹر اسپاک صاحب بہادر
اور مسٹر الورڈ کلارک صاحب بہادر کو مفوض ہوا اگر اوس وقت معرکہ جنگ ٹیپو سلطان ملک مندراج دکن مین
واقع تھا اور چودہ پندرہ برس مین اس معارک مین گذرین تھین کیفیت اسکی فصل جداگانہ مین زیب قلم ہوگی
آخر وہ منصب جنرل ولزلی بہادر کے [illegible] مقرر ہوئی اور عہدہ گورنری اوس خطاب کے ساتھ
کہ اشرف الاشراف نواب گورنر جنرل مارکولس لارڈ ولزلی بہادر قرار پایا القصہ جسوقت بہادر ممدوح
[illegible] نو بخشی نواب وزیر کو یہ پیام دیا کہ پہلے ٹیپو سلطان سے ارسال خزانہ کے
واسطے دکن مین نہایت عجلت کے ساتھ حکم ولایت نفاذ ہوا تھا لہذا سرکارین عالیین مین کسیطرح
مغائرت نہین ہے اگر اسوقت مین ایک دو کروڑ روپیہ سے اعانت ہو تو زیادہ تر باعث استحکام بنیاد
محبت و الفت کا ہے ہنوز جواب اس درخواست کا نہ پہونچا تھا کہ نواب گورنر بہادر ممدوح [illegible]
اور نواب وزیر الممالک بہادر نے کمال عظمت و حشمت کے ساتھ پیرہ استقبال کا [illegible] جا کر لکھنؤ
مین لائے اور بعد تواضع و تکریم معمولی یہ جواب اوس سوال کا دیا کہ ہمکو اب تک امور خانگی کے بسبب
عنایت غفران مآب جملہ تباہ و خراب سے فراغت حاصل نہین اور صورت انتظام حسب دلخواہ ظہور مین نہین
آئی اور فقط دو تین برس مین ابھی وزارت مین گذری تھین وہ روپیہ کہ مشہور [illegible] اوسکے
خسارہ سے بھی ابھی تک مہلت نہین ملی اور خزانہ بھی بہت کم ہے ہرگز متحمل ایسی [illegible] کا ہونا خالی

شکا دینے میں اس صورت میں تقسیم ہونا ملک کا مقتضا اتفاق ہے چنانچہ نواب گورنر بہادر نے بخوشی خاطر اقبال فرمایا اور عہدنامہ ثانی اس عبارت سے تحریر ہوا — **نقل عہدنامہ دوپارہ** جو درمیان عہد فیمابین سرکارین عالیین منعقد ہوئی بعوض تفویض بعض محالات ممالک متعلقہ نواب وزیر کے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کو بسبیل دوام و استقلال اقساط قدیم و حال کے مبادلہ میں مستحکم ہوا شرح اوسکی یہ ہے کہ بموجب عہدنامہ سابقہ سرکارین باب حفاظت ممالک محروسہ نواب وزیر الممالک بہادر میں جمیع معاندان اندرونی و بیرونی سے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر نے اپنے ذمہ لیا ہے اور جناب نواب وزیر الممالک بہادر نے اس ذمہ داری سے عہدہ برائی کے واسطے اہل ریاست کمپنی کو چھیتر لاکھ روپیہ سالیانہ دینا مقرر کیا ہے و نیز اخراجات فوج زائدہ تعداد مشروطہ عہدنامہ مذکورہ حفاظت کے لیے ضرور ہو مگر نواب صاحب موصوف نے عہدنامہ مرقومہ میں ذمہ اپنے قرار دیا ہے چنانچہ ان دنون مستحسن و مناسب یہ بات نظر آئی کہ اخراجات مذکورہ واسطے ہمیشہ کے اور مقرر ہون کہ بعد اوسکے حرف کسی قسم کی دقت کا درمیان میں نہ آئی اور سرکار کمپنی کو حصول زر اخراجات کی طرف سے ہمیشہ اطمینان کلی حاصل رہے لہذا آنریبل ہنری ولزلی صاحب بہادر اور لفٹنٹ کرنیل اسکاٹ بہادر نواب مستطاب القاب گورنر جنرل اشرف الاشراف مارکوئس ولزلی صاحب بہادر کی طرف بحسب اختیار نواب معظم الیہ و نواب وزیر الممالک ہندوستان سعادت علیخان بہادر نے بذات خود اور وارثون کی طرف سے نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن یہ عہدنامہ تفویض کرنا بعض محالات ممالک متعلقہ کا سرکار کمپنی انگریز بہادر کے نسبت بسبیل دوام و استقرار بعوض و مبادلہ اقساط قدیم و حال جو واسطے اخراجات محافظت ملک کے بابت ان دس دفعون پر منعقد فرمایا —

دفعہ اول نواب وزیر الممالک بہادر منجملہ ملک مقبوضہ اپنے سے محالات مفصلہ ذیل ایک کروڑ پینتیس لاکھ تئیس ہزار چار سو چہتر روپیہ آٹھ آنہ پاؤ بالا سکہ حالی لکھنؤ کی جمع کا واسطے اخراجات قدیم و حال یعنی فوج سرکار کمپنی انگریز بہادر کے لیے جو واسطے حفاظت ملک سرکار مقرر ہے اور وجہ مصارف بیگمات و مرشد زادہ ہای مقام بنارس اور شاہزادہ ہای متعلقہ فرخ آباد ہمیشہ کے واسطے اہالی سرکار کمپنی انگریز بہادر کو تفویض فرماتے ہین چنانچہ لغایۃ [illegible] ہجری تک تفویض عمل سرکار رہا ہے اب تفویض انگریز بہادر کیا گیا

کھیرا گڑھ	فرخ آباد	محالات سرکار	چکلہ گورہ و دیگر دوآبادہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

اعظم گڈھ تیلی پرگنہ بستان جھول — گورکھپور پرگنہ — صوبہ الہ آباد و پرگنہ

چکلہ بریلی تعلقہ — باندہ وغیرہ تعلقہ — نابل متعلقہ — شیران کی

دفعہ دوم جو کچھ اقساط قدیم سے موافق دفعہ ثانیہ عہدنامہ ۱۸۰۱ء کے ذمہ نواب وزیر الممالک بہادر بغرض خرچ و حفاظت ملک
ملک ہے اب جائداد اوسکی سرکار سے دی گئی کوئی اور خرچ فوج کا حفاظت ملک وغیرہ کی
بابت نواب صاحب کے ذمہ تعلق نہ رہیگا اور حفاظت ممالک محروسہ اودہ وغیرہ ملک مقبوضہ سرکار
کمپنی نیز اور بقیہ ملک مقبوضہ جناب عالی متعالی اگر ضرورت فوج زائد کی پڑے اخراجات اوسکا نواب صاحب سے تعلق نہ رہیگا
دفعہ سوم حفاظت بقیہ ملک سرکار ہیچ معاندان اندرونی و بیرونی سے سرکار کمپنی بہادر اپنے ذمہ لیتی ہے
اس شرط پر کہ افواج کمپنی بقیہ ملک سرکار میں جس جگہ اہل کمپنی مناسب جانیں اختیار اہلیان موصوف
کے رہیگا اور سوا اسکے کہ نواب وزیر الممالک بہادر پاس پلٹن تلنگہ اور ایک پلٹن نجیب پیادہ سوائی کی اور دو ہزار
سوار اور تین سو گولہ انداز کہ وہاں [illegible] میں بقیہ فوج برطرف کریں گے کہ پیادہ اوسمیں سے [illegible] تحصیل
کے واسطے اور قدر سے سوار اور نجیب ہمراہی عامل کے لیے ضرورت ہوگی ہمیشہ رکھا جاوینگے
دفعہ چہارم فوج انگریزی ضرورت کے موافق [illegible] ضرورت جناب عالی متعالی میں جا رہیگی
دفعہ پنجم مقصد اصلی اور مطالب واقعی دفعہ اول و دوم و سوم و چہارم عہدنامہ ہذا کا یہ ہے اشکال شاہ
اور دقیقہ و تقیدوں سے مجمل اور مشتبہ نہ رہے بیان کیا جاتا ہے جو سوبا اس ملک کا عوض اقساط قدیم و جدید
اخراجات حفاظت ملک جناب عالی کے ہمیشہ اور سکے ایک حصہ انگریزی و بعد اجتماع افواج میں مقابلہ
ومدافعہ دشمنوں بیرونی کے واسطے اور تنخواہ پہونچانے فوج کی بابت وقت تدارک ہنگامہ [illegible]
ملک نواب صاحب تا اقامت فوج انگریزی کی وجہ میں تنخواہ [illegible] حضور [illegible] فوج انگریزی
تنخواہ بابت اوسکی تحصیل محالات مقبوضہ میں آفات سماوی و ارضی کے واقع ہونے سے یا روداد جنگ
وغیرہ کے سبب ان محالات میں دعوی مطالبہ سرکار نواب صاحب وزیر الممالک نہ رہیگا ۔
دفعہ ششم جو محالات موافق مضمون عہدنامہ ہذا کمپنی انگریز بہادر کے تفویض ہوئے ہیں اونپر بالکل
اقتدار اور اختیار سرکار کمپنی اور انتظام اہالی سرکار موصوف کا رہیگا اور بعد تفویض ملک جائداد کمپنی انگریز
بہادر میں جو شہر ملک سرکار میں باقی رہیگا تا بابا اوسکا بر تحصیل و دوام اور استقلال کے ساتھ سرکار

وزیر الممالک مین نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ ضمانت سرکار کمپنی بہادر اور اختیار جناب عالی کا اوس ملک بقیہ پر رہیگا اور جناب عالی اقرار کرتے ہین کہ بقیہ ملک سرکار مین ایسا سررشتہ بند و بست کہ باعث رفاہ خلائق و حفاظت جان و مال رعایا ہو کہ حسن و خوبی اوس سے ظہور مین آئے اور جناب عالی متعالی اوس بقیہ ملک سرکاری مین صلاح و مشورہ سے اہالیان کمپنی انگریز بہادر کے موافق ہمیشہ عمل مین لاینگے

دفعہ ہفتم سکنات اور محالات مندرجہ دفعہ اول عہدنامہ ہذا ابتدای فصل سے سپرد اہالی سرکار کمپنی کے ہوونگے اور تا ادای اہالی سرکار کمپنی محالات مقبوضہ جناب عالی مین حسب معمول اقساط واخراجات قدیم و جدید کا پہونچا دینگے —

دفعہ ہشتم دستور العمل اجرای امور تجارت کے واسطے آپسکی صلاح سے کہ موجب مفید دونون سرکارون کے ملکون کا اور رفاہ تجارت پیشون کا ہو جداگانہ تیار ہوگا لیکن تا انصرام اوسکے ایسا قرار پایا کہ آمد و شد تاجرون کی دریای گنگ وغیرہ کی راہ سے فیما بین سرحد ممالک سرکارین کے بلا تعرض سے مزاحمت علت محصول مین نہوگی سوا اخذ محصول اون تجارتیون کا جو اور جگہ مال بیچنے کے ارادہ سے قیام پذیر ہون عمل مین آئیگا لیکن قدر محصول کا اون جنسون پر جو اپنے ملک سے جاوین یا اور ملک سے آوین اسقدر کہ زیادہ محصول مروجہ حال سے نہو اختیار اور اقتدار مین دونون سرکارون کے رہیگا اور یہ بھی قرار پایا ہے کہ درخواست معافی محصول بمصارف افواج کمپنی انگریز بہادر جو ملک مقبوضہ کی بابت ہے معمولات ملک سپرد ہونے کے بعد عمل مین نہ آئیگی —

دفعہ نہم دفعات عہدنامہ مورخہ ۱۲۱۳ کہ بعہدنامہ ہذا مستبطل ہوسکا نہین بدستور بحال و برقرار رہینگے —

دفعہ دہم عہدنامہ ہذا دس دفعون پر مشتمل ہے تاریخ دوم شہر رجب المرجب ۱۲۱۶ ہجری مطابق دہم ماہ نومبر ۱۸۰۱ء کے مطابق شہر لکھنؤ مین قلمبند ہوا انریبل ہنری ولزلی صاحب بہادر اور لفٹنٹ کرنیل اسکاٹ صاحب بہادر نے نقل اس عہدنامہ کی زبان انگریزی و فارسی مین اپنے مہری و دستخطی حوالہ جناب عالی متعالی کی اور جناب عالی نے بھی ایک نقل اوسکی فارسی اور انگریزی سے مہر اور دستخطی صاحبان موصوف کو حوالہ فرمائی اور صاحبان موصوف اقرار کرتے ہین کہ ساٹھ[illegible] عہدنامہ کی تیس دن کے عرصہ مین دستخطی اور مہری نواب گورنر جنرل اشرف الاشراف مارکویس ولزلی صاحب بہادر کی حاصل کر کے جناب عالی متعالی کو حوالہ کرینگی اور یہ عہدنامہ بالفعل مہری و دستخطی اپنا سپردین کی فقط جناب سعادت علی خان

کاغذ مسطور مقدمی گورنر بہادر پہونچا صاحب رزیڈنٹ مسٹر لمسڈن کے بعد جو بالفعل کرنیل اسکاٹ نامور بخدمت نواب وزیر کے تھے اونہوں نے لاکر اپنے ہاتھ سے وزیر الممالک کو دیا چنانچہ ظہور اس عہدنامہ کا چوتھی برس وزارت مین ہوا گویا نصفی ملک تقسیم پایا کسواسطے پچاس لاکھ روپیہ عہد آصف الدولہ بہادر کا تنخواہ فوج انگریزی کی بابت شرط اور آخر مین اوسی عہد کے چھہ لاکھ روپیہ تفضل حسین خان نے اوس رقم پر افزون کیا تھا اور اب ابتدای عہد بندگانعالی مین بیس لاکھ روپیہ اور اوسپر اضافہ ہوا تھا بالفعل اس عہدنامہ کے وقت ستر لاکھ اور زیادہ ہوکر ایک کرور پینتیس ۳۵ لاکھ چند ہزار روپیہ حساب ہشت آنی سے حصہ انگریز بہادر مین گیا ——

ذکر تعمیر وثائق و پنشن مواجب و جاگیر امرایان لکھنؤ کا

پہلے تفضل حسین خان کو کہ کچھ دنون پہلے سے جاگیر دیہات ساٹھہ ہزار روپیہ کی قرار پائی تھی سند اوسکی نسلاً بعد نسلاً و بطناً بعد بطن امداداً ہوئی جو کاغذ انگریزی مین درآئی اور نقل ترجمہ فارسی مرحمت ہوئی اور ایک ہزار روپیہ خاندان مختار الدولہ کے نام جو سرکار انگریزی سے مقرر کیا گیا کاغذ انگریزی مین مندرج ہوا اور مطابق اوسکے خطوط وزیر الممالک بہادر اور سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رای کے نام اسی مضمون کی عنایت ہوئی کہ شاہ مذکور بحال رہا ہو بحال پرورش اور [illegible] ہی اور خاندان امیر الدولہ حیدر بیگ خان کے واسطے کہ دو شخص فرزندان سے تھے دو ہزار روپیہ درماہہ قرار پایا — اور آخرین علیخان خواجہ سرا کہ شخص از اطاعت نواب وزیر مین تھے مواجب انکا مع عہدہ [illegible] برقرار رہا اور بحال [illegible] اضافہ [illegible] چالیس ہزار روپیہ [illegible] جاگیر مین عنایت ہوا اور تحسین علیخان خواجہ سرا کو [illegible] انگریزی سے [illegible] کیا تھا چنانچہ درماہہ انکا سرکار انگریزی کی وثیقہ میں آصف الدولہ مین قرار پایا اور تحسین علیخان کی طرف سے میان شیخ شمس عرف شہاب الدین نام مختار رہا اور بعد وفات خان مذکور مختار کاری تقسیم وثیقہ کی میان شیخ شمس عرف شیخ شہاب الدین کی [illegible] قرار پایا [illegible] اوس وثیقہ کا مرزا علی صاحب [illegible] ہزار روپیہ درماہہ [illegible] مین سے دو ہزار روپیہ [illegible] مرزا علی صاحب [illegible] قرار پایا [illegible] رضا خان ابن سرفراز الدولہ

سوای ان دو بھائیون سے ایک غلام رضا خان اور دوسرا موسی رضا خان باقی نہ تھے مرزا جعفر صاحب
برادر خالہ زاد سرفراز الدولہ کہ سفارت ہنر لنی کا بھی مربوط تھا عہد رزیڈنٹی جان بیلی صاحب بہادر اور
انہی عہد اختیار مین ایک ہزار روپیہ درماہہ انکا سرکار سے مقرر کرادیا تھا وہ بھی کچھ برسون کے بعد
قرار پایا اور اسیطرح بعض اعزہ و اشخاص بیرونی کا بھی مواجب رزیڈنٹ کی معرفت مقرر ہوا انہین سے
درماہہ نواب رستم علیخان ابن مظفر جنگ کہ فرخ آباد سے آکر سکونت پذیر تھے مقرر ہوا اور چند سال پیشتر مرزا
ابوطالب خان نوکری غفران مآب کی چھوڑ کر جانب لندن گئے تھے اور وہان شہنشاہ ثریا بارگاہ
وولایت اور اہل پارلیمنٹ کی حکم سے عہدہ دفتر فارسی کچہری گورنر جنرل کا اسکے نام زد ہوا تھا لیکن
بعد مراجعت لکھنؤ مین آکر ناکام دنیا سے گذر گئے اور انکے لڑکون کے واسطے دو سو روپیہ درماہہ سرکار
کمپنی انگریز سے معین ہوا کتاب مسیر طالبی جسمین حالات ولایت لندن وملک انگریز و فرانسیس وغیرہ کی
ترتیب قلم مین انھین کے تصنیفات سے ہے اور سیوائے دو ہزار روپیہ درماہہ نواب رحمت خان بن حافظ
رحمت خان اور چھ ہزار روپیہ درماہہ شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر کو صاحب رزیڈنٹ بہادر کے
واسطے پہنچا قرار پایا اور جو بعض اولاد سلاطین صفویہ ایران سے دولت افزور لکھنؤ ہو گئے تھے اسکے واسطے
پانچ ہزار روپیہ درماہہ قرار پایا کہ کچہری رزیڈنٹی سے ملتا اور اسوقت تک سواے ان چند آدمیون کے اہل
وثائق سے زیادہ باقی نہ تھے بعد اسکے جو زیادہ ہوئے تفصیل اوسکی آخر فصل حال لکھنؤ مین اہتمام
باسم قلمبند ہوگی —

ذکر انتظام نواب وزیر الممالک یمین الدولہ کا کہ واسطے رئیسون خلعت کی قانون ہوا

بعد انتقال سرفراز الدولہ عہدہ نیابت وجرنیلی سے نصیر الدولہ بہادر اور شمس الدولہ بہادر سے رونق پائی اور
راجہ تکیت رای کا بھی دفتر حساب کا وفور داخل ہوا کوئی سر رشتہ ور اشتہاین نہ تھی بعض رقم اولاد بر حرف تھا سر رشتہ
دیوانی راجہ جھاؤلال سے ودھلباقی نویس سے متعلق ہوا انکی بھی مضبوط حساب عمر پوری ہو گئی قریب جو خرچ
ایام حیات کا مرتب ہوا اصل نقد عمر عزیز مین باقی تک باقی نہ رہی خلعت دیوانی دیا کرشن کا بیٹہ قوم سکسینہ کو عطا
سرا ہنگی سمیت عنایت ہوا یہ صاحب قلم کاغذی حساب کتاب مین فرد تھے اور رتن چند بقال مراد آبادی جو بنارس
سے ہمرکاب نواب وزیر آیا تھا اخیر بازار نیابت جرنیلی اور اخبار کا گرم کیا ایسی جزرسی اور کفایت شعاری کو

رونق دی کہ مزاج بندگان عالی مین در آیا اور ملکی کامون مین دال اسکی گلنے لگی جاگیر پندرہ ہزار روپیہ
کی واسطے اوسکے ملک بانکپرا مین قرار پائی جب دکان ہستی مین اسکی جنس حیات کی اجل کے ہاتھ بکگئی
انگمن لال اوسکا اوس جاگیر پر قابض رہا القصہ جملہ اہل محل سے نظر التفات نواب وزیر جانب والدہ
مرشد زادہ نواب جلال الدولہ بہادر کہ خانوادہ نامی سے تہین زیادہ تر تہی جسوقت تشریف فرمای بنارس تہے
سطبوع خاطر کی وجہ کمال عزت کے ساتھہ محل مین جگہہ دی اور ولادت فرزند اقبال مند سے کہ باعث یمن
وسعادت کا تہا اور محبت نے رنگ اپنا جمایا سپلے تاٹ محل معروف تہا اب سے وعنایت ہوکر خاص محل
خطاب ہوا اور پانچ علاقہ اس حساب سے جاگیر مین در آئی کہ چکلہ سلون چھہ لاکھہ روپیہ کا بیگم صاحبہ کے
نامزد ہوا اور نواب گنج ایک لاکھہ بیس ہزار روپیہ کا خاص محل سے متعلق ہوا اور علاقہ بدوسرا ے
ساٹھہ ہزار روپیہ جمع کا آفرین علیخان سے قرار پایا اور مچھریٹہ ساٹھہ ہزار روپیہ کا نواب مدار الدولہ سے
تعلق کیا گیا اور دیہات جاگیر تفضل حسین خان کے حصہ مین آئے اور باقی محالات خالصہ سرکار کے
متعلق تہی تفصیل اوسکی یہہ ہے —

چکلہ کوڑہ [illegible] محال [illegible] لاکھ	چکلہ بیسواڑہ [illegible] محال [illegible] لاکھ	چکلہ بانگر [illegible] محال [illegible] لاکھ	چکلہ [illegible] اٹھہ [illegible] محال [illegible] لاکھ
چکلہ [illegible] پور [illegible] محال [illegible] لکان	چکلہ خیرآباد [illegible] محال [illegible] لاکھ	ڈیوی و [illegible] وغیرہ [illegible] محال [illegible] لاکھ	دریاباد وغیرہ [illegible] محال [illegible] لاکھ
رام نگر [illegible] محال [illegible] لاکھ	چکلہ محمدی [illegible] محال [illegible] لاکھ	سندیلہ رسول آباد و صفی پور [illegible] محال [illegible] لاکھ	چکلہ سلطان پور [illegible] محال [illegible] لاکھ
گوشائین گنج [illegible] محال [illegible] لاکھ	مانک پور بہار دو محال لکان [illegible]	املاک نواب [illegible] جگاس درشاہجہان آباد [illegible]	املاک بنارس [illegible] [illegible]
حضور تحصیل [illegible] لاکھ	میزان کل ایک کرور [illegible] لاکھ		

سائر و آبکاری و کوتوالی و گنجیات و چوہری بازار و نخاس و دار الضرب کہ جمع اسکی [illegible] لاکھہ
روپیہ سے کم نہو گی علاوہ جمع مال پہنچتی اور کیفیت عاملون کی یہہ کہ الماس علیخان [illegible]

وغیرہ عاملان سابق نے تقسیم ملک کے وقت جب کاغذ سرکار انگریزی سے طلب ہوا آپسمین قرار دیا
کہ اگر اپنے ایام مستاجری کی جمع مشخصہ دام دام حضور مین گذرانتے ہین تو بندگان عالی نہایت
کاغذی وجرسس ہین ایسا نہو کہ محاسبہ توفیر ملک کی بابت شکنجہ مین کھینچین اور زر توفیر مانگین اس
نظر سے جو کاغذ جانب انگریزیہ لیا گیا توفیر اوسکی پوشیدہ تھی وقت تشخیص اون محالات مین صورت
زیادتی جمع اور آبادی روزافزون کی ظہور مین آئی اور یہان سرکار وزیر مین برعکس صورت کمی
سال بسال واقع ہوئی چنانچہ یہ امر خلاف طبع وزیر الممالک ہوا صادر حکم فرمایا کہ الماس علیخان وغیرہ کو
سرکار سے ملک مستاجری سے نکلے جدید عامل مقرر و مامور ہون مرزا مہدی علیخان اسی علت باقی مین قید
ہو کر زندان حیات سے بواسطہ اجل رہائی پائی اور حسین علیخان کہ بھائی مرزا مہدی علیخان کو کہے
جاتے تھے چونکہ بریلی سے معزول ہو کر لکھنؤ مین آئے نواب وزیر نے تصور کیا کہ یہ شخص دولتمند اور
محاسبہ سے پاک ہے اسکو مستاجری کسی علاقہ کی دیکر اخذ زر کیا چاہیے مگر حسین علیخان کہ مافی الضمیر
بندگان عالی سے آگاہ ہو چکے تھے رضامند نہوئے دختر مرزا جعفر صاحب کہ انکے لڑکے کے ساتھ
منسوب تھی اور متوسل جان بیلی کے تھے انکی صحبت مین ایام خانہ نشینی کے بسر کیے اور صدمات
دارگیر سے محفوظ رہے فضل علیخان اور مرزا اغا علی وغیرہ اقربای مرزا مہدی علیخان نے علاقہ داری قبول
کی اور خلعتون سے مخلع ہوئے کاظم علیخان پسر زین العابدین کوڑہ والہ چونکہ دار اعظم گڈھ نے جو کم التفاتی
نواب وزیر پر اطلاع پائی لکھنؤ مین نہ آکر حیدرآباد دکن کی جانب روانہ ہوئے اور الماس علیخان نے کہ دولتمندی
اور ثروت انکی عمائدہ لکھنؤ سے زیادہ تر تھی اوسنے سپاہ موقوف کر کے عیش وعشرت مین کر وفر کے ساتھ
زندگانی اپنی بسر کی عالی ہمتی اس دولتمند کی مشہور زمانہ تھی خواجہ سرایان ہمراہی بہو بیگم صاحبہ مادر
نواب آصف الدولہ مین ممتاز اور جہیز مین ہمراہ اونکے آیا تھا جسوقت مرض الموت مین مبتلا ہوا کروڑون
روپیہ اسکے خزانہ مین تھا کلکتہ اور حیدرآباد دبمبئی و راجواڑہ وغیرہ شہرون مین کوٹھیان انکی جاری تھین
اور لاکھون روپیہ امراو اعزہ لکھنؤ کے ذمہ بصیغہ قرض و امانت مین دستاویزات مکمل کے ساتھ واجب الادا تھا
جسوقت یقین کامل ہوا کہ پنجہ شہباز اجل کے ہاتھون سے رہائی غیر ممکن ہے ایکدن اپنی مسجد مین
جا کر حوض کے کنارے بیٹھے اور صندوقچہ منگوا کر کواغذ دستاویزات کے حوض مین ڈالدیے اور
میان رحمت بچکانہ وغیرہ اپنے عملہ کو بلا کر کہا کہ اکثر ارباب شہر شریف اور نجیب اوس شخص کو قصد این

اور کیفیت مزاج نواب وزیر معلوم اگر دستیاب ہوئین تو وہ بیچارے عذاب سخت
مین مبتلا ہوئے لہذا سبکو معاف کیا اب مناسب ہے کہ کوئی شخص انمین سے آپکو امانت دار
اور قرضدار میرا ظاہر نکرے اور یہ باقی لوازمہ ظاہری جو باقی ہے وہ بہر کیف اختیار بندگان عالی
مین ہے اور مقسوم لوگون کا القصہ یہ حرکت انکی نواب وزیر کو نہایت ناگوار خاطر ہوئی جسوقت
الماس علیخان نے قضا کی حیدر بخش چیلہ اور جملہ متوسل اونکے مدت تک گرفتار بلا رہے اور قید شدید
مین مبتلا آخرکار حیدر بخش وغیرہ نے مرزا جعفر صاحب سے ملکر رزیڈنٹ کی بدولت لکھنؤ سے رہائی پائی
جہان آباد و کوڑہ ملک مفوضۂ ذیل انگریزی مین جاکر سکونت پذیر ہوئے ارباب شہر مشہور کرتے تھے
کہ پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ اس رہائی مین صرف ہوا درمیان والون نے مال مارا واللہ اعلم
مگر لاکھون روپیہ سوای املاک کے اون لوگون کے پاس اوسوقت تک موجود تھا اور املاک الماس علیخان
مع چھاؤنی اور باغات و عمارات امام باڑہ و مسجد و خانقاہ وغیرہ اور جملہ کارخانجات امارت ظاہری جو کچھ تھا
وہ سرکار نواب وزیر مین درآیا اور جو شخص قدیم و جدید چکلون وغیرہ پر مامور ہوئے کچھ تفصیل اوسکی
یہ ہے فضل علیخان اور مرزا خانی اقربای مرزا مہدی علیخان اور بدری داس اور راجہ پرم دھن ابن راجہ
جاسکھ رائے و اصطباقی نویس اور ابنای میر زین العابدین خان اور بھوانی پرشاد و ستل پرشاد
متوسلان الماس علیخان خلاصہ شرح انکی باعث طوالت مضمون رائگان کی ہے لیکن سب سے بہتر بلکہ
حکیم مہدی علیخان تھے اسکے رتبہ کو کوئی نہین پہونچا تھا اور کارخانہ اختیار رای صاحب رام پسر نوبخت رای
و ٹیکا رام پسر اوبخشی بھولا ناتھ سے متعلق تھا اور دار الضرب رای بالکشن کے نامزد تھی اور نیابت
انکی بنسی دھر کے تعلق غرض ان متفرقہ علاقون مین قلیل جمع سے نوبت کثیر جمع کی پہونچی مستاجری
اعتبار مین کبھی بتیس تینتیس ہزار روپیہ سے زیادہ نہین آتا تھا اب دو لاکھ روپیہ کی جمع کو پہونچی اور دار الضرب
دار الضرب وغیرہ جملہ کنجیات مین جمع نے ترقی پائی اب نظم و نسق سپاہ کی صورت زیب قلم ہوتی ہے
آخر عہد غفران مآب تک باوجود برطرفی اور کمی اسی پلٹن پیادہ کی اور زیادہ پندرہ ہزار سے سوار ملازم
سرکار عالی تھے اب حکم ہوا کہ انکی چالیس پلٹن اور تین ہزار سوار ملازم رہین اور باقی برطرف اسپر بھی رای
رتن چند نے اپنی خبر رسی کو کام فرمایا کہ فی سوار دو آنی اور فی پیادہ ایک آنی تنخواہ مین صورت کفایت کی نکالی
اور سوروں عنایتون کا ہوا آخر چھتیس ۳۶ ہزار پیادہ اور سوار ملازم نواب وزیر باقی رہے مگر چھ پلٹن انگریزی

حفاظت حدود کیواسطے مامور ہوئین و چھاونی اونکی تین جگہ پہ قرار پائی پہلی چھاونی منڈیاؤن مین
جو دو کوس لکھنؤ سے شمال مشرق کو واقع ہے ایک کرنیل و کپتان یہان قیام پذیر تھا اور بیان
و سپاہ سردارون کے بنگلون کے واسطے اور سپاہیون کی کوٹھیون کے لیے اور قواعد سپاہ کے
واسطے جداگانہ پیمایش ہوکر تفویض جنرل افسر کمان کے ہوا اور ایک چھاونی چھیتاپور ضلع محمدی مین
مشرق و شمال کی جانب معین ہوئی اور ایک چھاونی سلطان پور مین قرار دی گئی اور ایک ایک متصدی
پچاس ساٹھ روپیہ پانیوالے تینون مقامون مین مامور ہوئے کہ چھکڑا اور مزدور و کہار وغیرہ فراہم کرکے چھاونی کو
بروقت پہونچاوین اور رسد رسانی کرین اور سرکاری عاملون اور انگریزی افسرون مین واسطہ ہین اور
گوشہ مغرب و جنوب و خاص مشرق عمل انگریزی مین ملا تھا حاجت اور فوج کی نہ تھی کسواسطے کہ دریاے
گنگ موج زن ہے اور ایک جانب کانپور اور ایک جانب الہ آباد واقع تھا خلاصہ جملہ سپاہ قدیم و جدید
کی تنخواہ ساٹھ لاکھ روپیہ تخمیناً قرار پایا اور بیار چار مہینے کے بعد تنخواہ انکی خزانہ سے نقد ملتی تھی اور شرح
انکی یہ تھی پیادہ چار روپیہ کا اور کمیدان اَسّی روپیہ کا اور تمندار پندرہ روپیہ کا اور نائب تمن دس روپیہ کا اور
جمعدار پانچ روپیہ کا اور سررشتہ دار پندرہ روپیہ کا اور وکیل دس روپیہ کا اور شرح سوارون کی علی العموم
بیس روپیہ کی تھی عہدہ اجلہ علیشاہ تک اور تنخواہ افسرون کی رتبہ کے موافق جملہ رسالدارون مین عبدالرحمٰن خان
قندھاری ممتاز تھے شاہزادگان قندھار سے سلسلہ انکا ملتا تھا چنانچہ یہ ہمرکاب شاہ درانی اکثر سوار الطاف
نواب شجاع الدولہ بہادر کے ہوئے آصف الدولہ بہادر بھی نہایت لطف سے پیش آئے پہلے رسالہ پانچ سو
سوارون کا متعلق تھا بعد اوسکے فوج انگریزی کے ساتھ کمکی ہوکر دکن مین گئے اور مرہٹون کی لڑائی
مین کارنمایان ظہور مین لائے رسالہ نے ترقی پائی سولہ سو سوار ہمرکاب ہوئے گو نواب عالی نے
سوارون کو کم کردیا لیکن عزت و توقیر انکی زیادہ مدنظر رہی اور تمہر نگرنا وثیقہ مقرر ولی وزیر علیخان مطبوع
تھے انکے حلال پسند تھے آخر اسّی برس کے ہوکر اس خواہش جہت سے جانب دارالبقا نیکنامی کے ساتھ
روانہ ہوئے اور اس رسالہ مین آدمی عمدہ اور عالی خاندان تھے مگر تیس روپیہ سے زیادہ شرح نہ تھی
اور عبدالرحمن خان اپنے پاس سے اکثر رسالدارون اور جمعدارون کو پانچ سو و چار سو و تین سو و دو سو روپیہ
درماہہ دیتے تھے عالی ہمتی مین بے نظیر تھے اور سپہ گری مین یکتاے روزگار حسب دستور اصل لوکام
انکا تمام کیا چار پانچ لڑکے تھے اونمین بڑا حبیب الرحمان خان تھا شجاعت مین شہرہ تھا سعادت و حسن

کچھ ان بھائیون مین صورت نزاع واقعہ ہوئی اور نواب وزیر کی چشم عنایت پھری دیکھی لکھنؤ سے
جاکر مرہٹون کے نوکر ہوئے اور جنگ وجدال مین جان بازی کی خلیل اللہ خان انکے لڑکے نے
پھر لکھنؤ مین آکر نوکری کی اور فقیر محمد خان وحبیب الرحمان خان کے ساتھ تھے ذکر انکا کیا جائے گا
حبیب اللہ خان کے جانے کے بعد رسالہ عبد الہادی خان دوسرے فرزند عبد الرحمان خان کے
نام قرار پایا اور سوا اسکے رسالدار بہت تھے ذکر بعضون کا اپنی جگہ پہ آئیگا الغرض نواب وزیر سپاہ پیشہ
اور فنون سپاہگری مین کامل و تیر اندازی مین شاطر بندوق و شمشیر زنی مین برق دم اسپ تازی مین
شہسوار اور شوق گھوڑون کا نہایت تھا گھوڑے ایران اور ترکستان اور عرب اور ولایت انگریزی اور نیپال
اور ہندی اور دکھنی وغیرہ کے نہایت عمدہ عمدہ اصطبل سرکاری مین فراہم تھے اور قسم قسم کے بچھیرے
خانہ زاد دیہان بہم پہونچائی تھی اور لاکھون روپیہ تیاری رمنہ مین صرف کیا جہان گھوڑے سرکاری کمال
آسایش سے چرتے تھے اور گھاس ولایت کی منگوا کر اوس رمنہ مین بوئی کہ وہ تختہ سبزی مین
رشک تختہ زمرد تھا اور زراعت جو ولایتی کی نہایت خوبی کے ساتھ عمل مین آئی اور دریای گومتی
اوس رمنہ کے بیچ مین ہوکر موج زن تھا سیکڑون گاو میش صحرائی یعنی ارنی بھینسا کھو اور گجراتی بیل اطراف
دکن سے بقیمت گران مول منگوائے اور شوق گھوڑون کا اسقدر تھا کہ بہت ناز و نعمت کے ساتھ
پرورش اونکی مد نظر تھی خانہ زاد بچھیرون کے واسطے شیر مادہ گاو ملتا تھا اور دانہ وغیرہ دودہ مین بھگو کر
گھوڑون کو ملتا تھا کسی ریاست مین ایسے گھوڑے نایاب و نازپرورد میسر نہ تھے کہ جنکے میدان صفت مین
اشہب قلم قدم اوٹھا نہین سکتا۔

ذکر انتظام شہر و عدالت شاہی جنت آرامگاہ

بعد نظم و نسق ملک و سپاہ انتظام شہر و گنجیات کی طرف طبیعت عالی مصروف ہوئے افزائش
محصول آمدنی اموال تجارت و غلات و کرانہ جات سے جمیع گنجون کی چار چند اضافہ ہوئی و تاجران
ولایت انگریزی وغیرہ مشہور ایسے آسودہ و خوشنود ہوئے کہ جملہ اجناس روی زمین کی تحفہ تحفہ
چین ہندوستان و دکن و کوہستان کپڑا اور کرانہ وغیرہ عمدہ عمدہ لکھنؤ مین بآسانی میسر تھا اور
سعادت گنج تمام گنجیات شہر سے مطبوع خاطر تھا آبادی اوسکی سرنو مد نظر تھی وجہ اوسکی یہ ہے

اگرچہ پہلے جسوقت نواب وزیر لشکر مرزا نجف خان سے لکھنؤ مین رونق بخش ہوئے تھے اوس زمین پر آکر قیام فرمایا بازار و چند دکانین آراستہ و تعمیر کین اور سعادت گنج نام قرار دیا تھا اب اسوقت کہ صاحب ملک ہوے گنج مبارک خطاب دیا اور تمام تاجر ہندوستانی وغیرہ کو حکم تھا کہ وہین آکر فروکش ہووین اور چبوترہ کوتوالی بھی نہایت پر تکلف آراستہ تھا اور کوتوال شہر کا اوس مقام پر حکم و احکام نہ تھا اور مستاجر گنجہات کو اسقدر قدرت کہان تھی جو قدم اوسمین رکھتا اور حکم چبوترہ سعادت گنج کا دور دور قصبات اور اطراف مین گھاٹون پر دریاے گنگ و دریاے گھاگرہ اور کوہستان شمالی کے تلے تک دریاے مواج کی مانند جاری تھا اور گماشتے حاکم گنج مذکور کے زمینداران اور کوہستانیون اور کرانہ فروشون کے نام بٹول اور بہرائچ وغیرہ بڑی بڑی منڈیون مین فرمان اپنا بھیجتے تھے اور یہی حکم تھا کہ جو کوئی اوس گنج مبارک مین قیام پذیر ہو اوسپر حاکم گنجہات و کوتوال شہر کا اختیار نہین اور قرضخواہ کو قدرت نہ تھی کہ مقروض سے وہان جاکر تقاضا کرے اور جو مجرم وہان جاکر پناہ لیتا تھا قصاص اور سزا سے محفوظ رہتا تھا اس جہت سے اوسکی آبادی نے نہایت عدالت کے ساتھ نہایت رونق پائی اور اکثر ہندو و مسلمانون نے جاکر قیام کیا اور حفاظت اوس گنج کی ذات خاص بندگانعالی سے متعلق تھی اور جملہ ناکون مین حکم تھا کہ جو مسافر باہر سے شہر مین آوے اوس سے کسی طرح مزاحمت نکرین اور اس شہر لکھنؤ سے اور طرف جاوے جائزہ اونکے مال و اسباب کا دیکھا جاے باب نقدی مین یہ حکم تھا کہ مصارف سے زیادہ کہ منزل مقصود تک پہونچاوے کوئی شخص نہ لیجاوے اور بدون دستک راہداری مجال نہ تھی کہ پرندہ بھی بال تا کہ شہر سے نکل جاوے اور نواب وزیر کو اسبات کا یقین تھا کہ آبادی شہر لکھنؤ بہی پیکر طوائفون کے باعث سے زیادہ ہے لہذا حکم تھا کہ کوئی طوائف لکھنؤ سے باہر قدم زن نہووے اور درگاہ حضرت عباس علیہ السلام بھی سعادت گنج سے متعلق تھی اور کیفیت اوسکی یہ ہے کہ فقیر بیگ نام ایکشخص عہد آصف الدولہ بہادر مین تھا اوسنے ایک علم دریاے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کیا اور ارباب شہر سے یہ بات ظاہر کی کہ مجھکو عالم خواب مین یہ الہام غیبی ہوا ہے کہ یہ علم حضرت عباس کے ہاتھ کا جو معرکہ کربلا مین تھا وہ فلان مقام پر دفن ہے تو اوسکو نکال لے غرض اس رنگ مین چند رفیق اپنے طریق کے جمع کرکے اوس مقام پر کہ آشنا تھا گیا اور علم کو اپنے علم مین رکھا تھا کھود لا کر اپنے گھر مین کہ درمیان رستم نگر واقع تھا نہایت بزرگی کے ساتھ رکھا القصہ اس حکایت نے شہرت پائی چنانچہ نواب غفران مآب ہزار جان و دل سے شیدا ان کے بلاے [illegible] کے جان نثار تھے اور ائمہ معصومین کے خواستگار [illegible] مین اوس فقیر بیگ کے

رونق افروز ہو کر زیارت علم سے مشرف ہوئے اب اور اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جوق جوق
آنے لگے شیرینیاں اور نیازین حاجتمندون نے حاضر کرنی شروع کین جب فقیر بیگ پہ
علم دست قضا کا ٹوٹا اوسکے لڑکے نے جمعرات کے دن بدستور وہ طریقہ جاری رکھا کہ اوسکی
آمدنی سے بخوبی اوقات بسر کرتا تھا عشرہ محرم میں زیادہ تر رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان کچا تھا
چھت کے عوض کھپریل واقع تھی اب نواب وزیر نے عمارت پختہ نہایت خوب برج اور گنبد اوسطلا بست
آراستہ کیا اور صندوق پر تکلف بادلہ پوش اور شامیانہ معقول چاندی کے چوبون کا اور نقرئی
مہیا کیا نوبت و گھڑیال دم دروازہ رکھا خلاصہ آمدنی اوسکی کچھ حصہ مین خادمون کے آتی تھی اور کچھ
سرکار مین داخل ہوتی تھی رفتہ رفتہ آمدنی وہان کی لاکھون روپیہ سالیانہ کی پہونچی ہر جمعرات کو خصوصاً
نوچندی کو جلسہ لطیف اوس درگاہ مین منعقد ہوتا تھا سوای زیارت کرنے والون کے ہزار ون تماشائی
اور پری پیکر طوائفین شہر کی بن ٹھن کے ہزار حسن و خوبی کے ساتھ جمع ہوتی تھین چشم بد دور وہ
جلسہ نور کا تھا اور قیام سلطنت تک رہا اب بقول شخصے ع آن قدح بشکست وآن ساقی نماند فقط
اسباب شہرات تک ٹیکیٹیچر مین باقی خیریت نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرائش اور وہ زینت چنانچہ اوسوقت
لکھنؤ مین باون گنج اور بہت سی بازارین مشہور تھین پیشتر ستابدی جمع گنجیات دو لاکھ سے زیادہ
نہ بڑھی تھی اوسوقت چار پانچ لاکھ روپیہ کی نوبت پہونچی پہلے علاقہ گنجیات میر بہادر علی کو نوالکے
متعلق تھا بعد اوسکے لالہ گنجبہاری لال کو ہوا اس شخص نے نام خدا خوب نام پیدا کیا اسی علاقہ مینسے
مائر و گنجیات مین لاکھون روپیہ پیدا کیے دولتمند بنا اور سوای گنجیات جمع سائر و چھاپہ و پارچہ کو بھی
گنجبہاری لال پسر بنی پرشاد داروغہ کی حسن رسائی سے ایک لاکھ روپیہ سے دو لاکھ چالیس
ہزار روپیہ تک پہونچی رقم تاوان اور جرمانہ وغیرہ کی زیادہ تر جنس سے تھی انتظام گنجبہاری لال و
اخبار نویسان سرکار سے ایک نقل قابل بیان کے ہے کہ رای رتن چند نے اپنے عہد دولت مین چاہا
چاہا کہ زر نقد جو کچھ کیا تھا مراد آباد خاص اپنے وطن مین روانہ کرین مگر نواب وزیر کا حکم نہ تھا کہ کوئی شخص
زر نقد لیکر نا کہ سے نکل جاے ایک مرتبہ رای مذکور نے نہایت پوشیدگی کے ساتھ اچار اور مربے
کے گھڑون مین کئی ہزار اشرفیاں بھر کر اور ایک مرتبہ خیمون مین دربردہ سلوا کے چھکڑون پہ روانہ کین ہرکارہ
اخبار نویس خفیہ صاف سرکار مین پہنچا دی نواب وزیر نے بلا تکلف بالا بالا منگوا کر خزانہ عامرہ مین داخل کین

اور رتن چند سے کے روبرو فرماتے تھے کہ اچار اور مربے وغیرہ رای صاحب سے بہتر دوسرا شخص تیار کرنا نہین جانتا ہے اور کسی روز جب مزاج پر طبیعت آجاتی تھی فرماتے تھے کہ رامو صاحب اوس قسم کا مربا اور اچار ہمارے واسطے تیار کرنا چاہیے جیسا کہ اپنے گھر کے واسطے بھیجے ہو اب انتظام نرخ غلہ کا جوان نواب وزیر سے ظہور مین آیا وہ تو نہین پر دوسرے سے آج تک نہین ہوا بنظر رعیت پروری اس امر کا بھی خیال ہمیشہ رات دن مد نظر رہتا تھا ۱۲۸۳ فصلی مین کمی بارش کی وجہ نرخ غلہ پہ پانی پھرا یعنی صورت گرانی نمودار ہوئی گنجون کی ساہوکارون اور بیوپاریون کو بلا کر پہلی مرتبہ تاکید بلیغ فرمائی کہ غلہ اس ملک کا دوسرے ملک مین نجانے پاوے جب اس حکم سے بھی کچھہ دال نہ گلی یعنی صورت ارزانی غلہ ظہور مین نہ آئی بلکہ گرانی کا بھاری رہا یہ حکم سنگین نافذ فرمایا کہ تمام غلہ ملک سرکار وگنجیات کا جو کچھہ غلہ نہ زمین مین دفن رکھتے ہین بلا تکلف آج بیچ ڈالین کچھہ مواخذہ نہین مگر کل سے اگر زمین میں قلم وسکا دفن رہا وہ بحق سرکار ضبط ہوگا یعنی مالک اوسکی سرکار ہے خاطر خواہ سرکار کو دینا پڑیگا بہر حال یہ صورت غیر ممکن تھی تمام اہالی اور تاجر رجوع ہوئے حساب اوس غلہ کا جو زمین مین دفن تھا حاضر کیا اوسکے معائنہ سے معلوم ہوا کہ ابھی غلہ اس قلمرو مین اسقدر موجود ہے کہ خدانخواستہ اگر تین برس برابر امساک باران ہو تو بھی گرانی کسی کے باعث خاطر نہو چنانچہ حکم ہوا کہ تین برسون تک غلہ معمولی نرخ پر یعنی گیہون پنسیری کا فروخت ہوا اور یہ سیر یہان کا چھیانوے سکہ کا ہوتا تھا اور تمام ہند ودکن وغیرہ مین اسی روپیہ سے زیادہ نہین تھا۔

ذکر انتظام عدالت ہا

عہد غفران مآب تک فیصلہ مقدمات عدالت کا کوتوال کی تجویز اور ثالثون کی رای اور احکام شرع پر منحصر تھا اب سررشتہ عدالت تین صورتون پر منضبط ہوا ایک فوجداری دوسری دیوانی تیسری افتاء ثالث پہلی کچہری فوجداری کوتوالی سے متعلق ہوئی تھی میر بہادر علی اور میر جرات علی مہتمم تھے انکے بعد خواجہ محمود سے تفویض ہوئی انکے بعد دھومی بیگ کوتوال کے حوالہ ہوئی تمام شہر مین محلہ محلہ تھانہ جات قرار دیے گئے اور ہر مقام پر ایک تھانہ دار اور سپاہی مامور تھے طوالت آبادی شہر تکیہ بودلی سے بی بی پور تک کہ باہم فاصلہ پانچ کوس سے کم نہ تھا اور عرض چاربانغ سے علی گنج اور بانس منڈی سے لیکے

دریاے گومتی کے اوس پار تک کہ تین کوس کی وسعت قیاس کرنا چاہیے سیکڑون محلے اور کٹرے اس عرصہ مین
آباد ہوے پہلے سواے جنگل اور نالون کے نشان بھی ہموار کا نہ تھا اور دو پلٹن کوتوال کے ساتھ تھانہ بندی کی
واسطے معین کی گئین شبخون و ڈاکہ وغیرہ بیرونی آدمیون کا تمام عہد دولت مین اتفاق نہین پڑا لیکن
حضرات شہر فتنہ پرواز اکثر مفسدہ برپا کرتے تھے بعض شرفاے سفید لباس سیاہ دل ایسے
چند گروہ تھے بہ اعلان تمام قرابین اور تلوارین ہاتھون مین لیے گھرون مین دولتمندون کے رعایاے
شہر سے بے تکلف در آتے تھے اور بکشادہ پیشانی مال و متاع اونکا لوٹ لیجاتے تھے اور تھانہ دارون
پر بمقابلہ مستعد ہوتے تھے اکثر دروازہ مکانون کا کھولنے نہ پاتے دیوارون مین لگاکر گھرون مین در آتے تھے
غرض دولتمندون کے مال و متاع سے گذر کر جانون پر بنتی تھی آخرکار کوتوال شہر کو حکم اونکی گرفتاری کا
نافذ ہوا اکثر زندہ گرفتار ہوے اور اکثر مارے گئے ایک سانحہ شرارت پیشگان لکھنو سے قابل تحریر ہے کہ اون
سب مین فتو نامے چور نہایت سینہ زور تھا کہ طرہ ماہ و افسر خورشید کو لیجانا اوسکے نزدیک کیا دور تھا اوس
بارہ گز کی اونچی دیوارون پر بصورت گنجشک سر دست اوڑ کر پہونچ جانا ایک بات تھی اور دو منزلہ سہ منزلہ مکان
سے برق کے مانند گر پڑنا ایک کھیل تھا اور سلاسل آہنی کو تار عنکبوت کی صورت بے تکلف توڑ ڈالتا
اور طواف شہر سے دم آشنائی کا بھرتا تھا ہزارون روپیہ اشرفیان نقد کوڑیون کی طرح بیدریغ
دیتا تھا اور گانجہ و چرس وغیرہ نشون کی صحبت گرم رکھتا غریب اور محتاجون کو نقد و جنس دیکر مالامال کرتا تھا
اور شادیون مین غریب لوگون کے زر نقد سے شریک ہوتا تھا سبحان اللہ جس شہر مین چور اور بدمعاش
یہ ہمت عالی اور حوصلہ بلند رکھتے تھے وہان کے شرفا اور سخاوت اور بخششون کا حساب شمار سے افزون
دلاوری فتو مذکور سے دو ایک نقلین قابل تحریر ہین شیر اور مرغ بازی وغیرہ دولتمندان شہر کی مشہور
ہے ایکدن ایسے مجمع مین گذر فتو مذکور کا ہوا ایک امیران لکھنو کے پاس جوڑہ پستول ولایتی کا نہایت
برق دم اور تحفہ تھا فتو نے اوسکو طلب کیا اوس امیر نے اوسکے دینے مین دریغ کیا فتو نے کہا
حضرت ذرا اس پستول کو ہوشیاری کے ساتھ نگاہ رکھیے گا یہ ہمارا مال ہے خلاصہ اوس دن سے
وہ امیر ایکدن اسکو دل کے مانند پہلو سے جدا نہین کرتا تھا مگر اوس چالاک نے کسی عیاری سے کام
اپنا کیا ویسے ہی صاف چرا لیگیا ہرچند صاحب مال نے اوسکی تلاش مین خاک چھانی ہرگز نشان ہاتھ نہ آیا
آخر اوسی فتو نے دوسرے دن لاکر اوس امیر کو دکھایا کہ حضرت یہ جوڑہ پستول کا حاضر ہے آخر اوس [illegible]

خوش ہوکر اوسکو کچھ زر نقد سمیت عنایت کیا اور دوسری نقل اوسکی دلاوری اور چالاکی کی یہ ہی کہ حسب اتفاق
ایک وقت زندان خانہ مین قید تھا اور عشرۂ محرم قریب آیا چونکہ تعزیہ دار تھا محافظون سے اوسنے کہا کہ
مجکو مطلق العنان کرو انشاء اللہ تعالے عشرۂ محرم کے بعد بال کا باندھا حاضر ہونگا لیکن صورت خلاصی ظہور
مین نہ آئی ایکدن محافظان محبس کو مغالطہ دیکر زنجیر آہنی توڑ کر صاف جیلخانہ سے نکل گیا اور کسی سے
حفاظت اوسکی نہو سکی لیکن بہادری اور شجاعت اسکو کہتے ہین کہ تعزیہ داری سے فارغ ہوکر عشرۂ محرم
کے بعد بکشادہ پیشانی محبس مین آکر موجود ہوا اور اپنے ہاتھ سے زنجیر آہنی اپنے پاؤن مین ڈال کر خود مقید ہوا
آخرکار حسب الحکم عالی ورہا ہوا اوسکا سرکار سے مقرر ہوا اور چبوترہ کوتوالی کے نظر بازون مین ممتاز ہوا
اور اسی طرح سے کئی چور اور گرفتار ہوکر سلسلۂ ملازمی مین گرفتار ہوے کہ سدباب اون مفسدون کا ہوا لیکن
منشاء سرکار سے یہ شرارت جاتی رہی کسواسطے کہ انکی طلاقت لسانی اور سینہ زوری سے اہل شہر کو ثابت ہوتا
کہ یہ گروہ ملازمین سرکاری سے ہے اور بیرونی چور صاحب قدرت جو اطراف اکبرپور اور سلطانپور وغیرہ سے آتی تھی
حرکتین اونکی بھی اعجاز سے کم نہ تھین گھوڑہ یا اونٹ اگر کسی گھر مین تا گئے تھے اور دروازہ بند یا محافظونکی
مستعدی سے باہر لانے کی راہ نپاتے تھے تو بے تکلف صحن خانہ سے کھولکر لب بام پر لیجا کر دوسری طرف
لیجاتے تھے اور اصلا کسیکو خبر نہوتی تھی اور اگر شاید کسی کی نظرون پر چڑھ گئے تو کتا یا سور سمجھکر چشم پوشی
کرتا تھا یہ تاثیر اونکے علم کی تھی اس عہد مین باعث یورش وزدی یہ تھا کہ عہد غفران مآب تک عامل لوگ
چورونکو زندہ نہین چھوڑتے تھے اب باب خونریزی مین ممانعت تھی اس نظر سے بازار وزدی گرم تھا
اور روحین رعایا کی سرو نگران چورون کو شہر مین جگہ قیام اور پناہ کی نہ تھی باہر علاقون پر بود و باش
رکھتے تھے اور عاملون کے اظہار سے معلوم ہوتا تھا کہ اکثر زمیندار لوگ غلہ فصل ربیع کا بلا تکلف اپنے
صرف مین لاتے تھے اور وعدہ اداے زر کا ضمانت بضبر دیکر ما دھیٹھ اساڑہ کا کرتے تھے وجہ یہ ہے
کہ قریب ایام بارش مین تلنگے انگریزی رخصت لیکر ہنستے اپنے گھرون کو جاتے تھے اور ہونا اشرفیون کا
اونکے گھرون مین مشہور تھا لہذا یہ زمیندار کوتاہ ہمت قطاع الطریق پیشہ اونپر ہاتھ غارتگری کا دراز
کرتے تھے اور عمال مستاجری پیشہ خفیہ اور نذرانہ لیکر پامال ہوتی تھی اسباعث سے کم کم تدارک اونکا
ظہور مین آیا تھا اور اخبار نویس بھی اوس عہد مین مستاجر ہوتے تھے اونکو بھی سوائی زرکسی کے
دوسرا کام نہ تھا اسوجہ نواب وزیر اس تدارک واقعی سے مجبور تھے والا اونکی رعیت پروری مین کلام ہے

کوئی فرق نہ تھا چنانچہ شجاعت علیخان نام ایک برادر علاتی نواب وزیر نے قطعۂ زمین ایک زمیندار سے
لیکر اوسکی عورتون کو براہ ظلم نکال دیا تھا اور منظور تھا کہ طرح عمارت کی ڈالین یہ امر خلاف رای
نواب وزیر ظہور مین آیا اوسکو شہر سے خارج کیا غرض عدالت فوجداری کی یہ کیفیت ہے اور
دوسرے عدالت دیوانی کا یہ حال تھا کہ ابتدا مین مولوی سدن اور بعد اونکے ظہور الدہ وغیرہ کے
متعلق رہی اور ایک کچہری مرافعۂ ثالث کی قرار دی تھی اوسمین جناب عالی ہفتہ مین ایک مرتبہ آپ
بذات خاص متوجہ ہوکر فیصلہ مقدمون کا کرتے تھے مقام اس کچہری کا اکثر حسن باغ مین قرار پایا تھا
سوای اسکے اور کچہریان افیون کی مقرر تھین اور ایک صندوق رکھا جاتا تھا کہ اوسمین مستغیث عرضیان
اپنی ڈالتے تھے اور مزین بدستخط ہوتی تھین خلاصہ ابتدای وزارت سے اور انتقال تک کوئی روز ملاحظہ
کاغذات سے خالی نہین گیا اور جس مکان مین کہ کاغذ ملاحظہ فرماتے تھے دم دروازہ قریب پردہ ایک طرف
عملۂ ضروری یعنے مرشدزادہ نصیر الدولہ بہادر اور راجہ دیاکرشن اور عاملون کے وکیل اور متصدی
حاضر رہتے تھے اور دوسری طرف مرشدزادہ شمس الدولہ بہادر اور رتن چند اور اہل انشا اور بعضے
افسر فوج کے حاضر رہتے تھے اور ایک طرف چوکی طوائفان اور رقاصان ماہ پیکر جمع رہتی تھی اور درمیان
خود بدولت اور ان ماہ پیکرون کے ایک دروازہ آئینہ دار حایل تھا جس وقت نگاہ ملاحظہ کاغذ سے خیرگی
کرتی تھی کرسی عرش منزلت سے اوٹھکر آئینون کی راہ سے نظارہ بازی اور تماشا رقص وغیرہ فرماتے
تھے اسقدر عشرت دوست ہونا فرمانرواؤن کا خالی مصلحت سے نہین غرض جس امر مین اس ارسطو فطرت
نے قاعدہ اور قانون جاری کیا آخر عمر تک بخوبی انجام کو پہونچا۔

ذکر عمارات جدیدہ کا

عمارات بغداد آب اوس مقام پر تعمیر تھی کہ وہ ابنیائی اور سیلاب موسم برشکال کا سدباب آیندہ ورود کا ہوتا
تھا نالہ شہر او چوک اور فرنگی محل [illegible] ہے ایسی تنگ گلیان تجس و خراب کہ سردی اور جاڑے کے
دنون مین بھی برسات [illegible] مین کیچڑ تھین اور بہت [illegible] اور آب و ہوا خلاف شہر سے سخت خراب
اور بیماریون کی کثرت چنانچہ ایک کیفیت [illegible] ایک کیفیت گذاری شہر کی صفت مین نہایت آبدار
سبزہ زار [illegible] ایک کمرہ اوس ایک کیفیت [illegible] پل شہر لکھنؤ کی ۔ ایک [illegible]

باعث تکدر مزاج نواب وزیر کا اس عمارت سے تھا اور دوسرے وقت انتقال غفران مآب دو پہرے
انگریزی تلنگون کے دولتخانہ قدیم آصفی مین مامور ہوئے تھے اور ہنوز اپنے مقامون پر قائم یہ صورت
بھی سبب ناگواری طبع عالی کی تھی اور نیز یہ بھی تعمیر عمارات جدید بنیاد نمائش امارت تھی غرض اس چند وجہون سے
پورب طرف شہر اور بی بی پور کے درمیان مین کہ اراضی وہان بلند اور کچھہ ہموار تھی پسند فرمائی اور
طرح تعمیر عمارت جدید کی ڈالی عہد غفران مآب مین جنرل مارٹین انگریزی تاجرون مین نامی گرامی نہایت
متمول تھا اوسنے دو کوٹھیان نہایت عمدہ ایک شہر سے ملی ہوئی آراستہ کین تھین اوسکو پچپن ہزار روپیہ کو بندگان اعلی
نے مول لی و اپنی عمارت جدید مین ملائی اور دوسری کوٹھی جو حسب وصیت سرکار کمپنی نے اوسکو
اور مال متاع جنرل ہمیت ضبط کیا اور وجہ تعمیر اس کوٹھی کی بی بی پور مین جو کوٹھی مارٹین مشہور زمانہ ہے
جنرل مذکور نے بنائی یہ ہے کہ اس تاجر نے عمدہ عمدہ چیزین ولایت یا اور جزیرون سے منگوا کر غفران
مآب کی ہاتھہ لاکھون روپیہ کی فروخت کرلین اور اسی تجارت کی بدولت دامن آرزو اوسکا مالامال ہوا تھا
ایکدن غفران مآب سے یہ بات عرض کی کہ ایسی کوئی چیز نایاب حضور عالی کے ہاتھہ مین فروخت کی کہ جسکی
قیمت کرور روپیہ کی ہو لیکن اب منظور نظر ہے کہ اس عروس آرزو سے ہم آغوش ہون آپنے فرمایا کہ ہم
بلاشبہہ مول لینگے اسلیئے وہ کوٹھی کہ حقیقت مین نمونہ بہشت شداد کہا چاہئے خوبی سے آراستہ کی اور عمدہ
عمدہ صنعتین حکمت کے ساتھہ بروی کار آئین اور مقامات نادر تعمیر کیئے کہ رعد و برق و باران کی سیر حاصل ہو
اور ہوای شرقی و غربی و جنوبی و شمالی کو آنکھون سے دیکھے اور طوفان ہوا و گرمی و سردی کا اندازہ نگاہ
سے معلوم ہو اسیطرح پانچ درجے اوس کوٹھی کے کہ ہر مقام انواع تکلف سے آراستہ تھا تیاری
ہنوز اپنے منزل مراد پر نہ پہنچی تھی کہ دیوار حباب غفران مآب معمار قضا نے نیو سے گرادی اور تھوڑے
دنون کے بعد تاجر مذکور بھی مکان ہستی سے کوچ کر گیا اور مرنے کے وقت ہزار حسرتون کے ساتھہ
اسباب کوٹھی کو سپرد کیا اور پچیس لاکھہ روپیہ متروکہ اپنا چھوڑا کہ اوسکی آمدنی کے منافع سے متعلق اوسکے
سرکار کمپنی سے وثیقہ پاتے ہین باغات اور املاک وسوای اوسکے جو کچھہ اثاثہ تھی کیفیت اوسکی آئندہ زیب قلم
ہوگی خلاصہ اوس کوٹھی کو کہ شہر سے ملحق تھی بندگان عالی جناب نے خرید فرمائی اور سوا اسکے
پانچ چھہ کوٹھیان اس حسن و لطافت کے ساتھہ اوسی طرف اور آراستہ فرمائین کہ اگر حورین جنت کی
اوسکی سیر و تماشا کو روی زمین پر آئین ہوسکتا ہے شیشہ آلات سادہ اور منقش اور اسکے قدم آدم سے اونچے

اور انگریزی باجے قیمتی اور گھڑیان جواہر دار اور تیار طرح طرح کے سامان کروڑون روپیہ کا مول لیکر
اون مکانون کو سجایا اور باغون کو رنگ رنگ کے ولایتی میوہ دار درخت چمن اور فرنگ کے باغبانون کے
ہاتھون سے لگا کر آراستہ کیا اور کوٹھی فرح بخش مین کہ ہمیشہ مکان جلوس کا تھا دریائے گومتی سے ایک نہر آبدار
کاٹ کر تہ خانون کے اندر لائے تھے اور صحن مین اندر نہر کے کوٹھریان منقش اور رنگین اس
آبداری کے ساتھ بچھا دین تھین کہ دو انگل پانی اوپر بلندی سے ریزش کرتا تھا اور مخملی اطلسی پردے
کارچوبی کام کے نہایت تکلف اوس مکان مین نصب تھے اور کرسیان مرصع اور سادہ جا بجا
بچھی ہوئی تھین اور زربفتی مسندین گران بہا نور آسا طلا نور اور طائران خوش الحان جنپر ہزار رنگ
قدرت کے تیار تھے روضہ رضوان کی بلبلون پر طعنہ زن طلائی پنجرون مین دل عاشق کے
مانند زلفون مین آویزان اور آئینہ چھوٹے بڑے شرد کیے ہین دو دورمین و معکوس ہین و ہزار ہین اکثر
مقامون پر حیرت افزا اور ولایتی جھاڑ بلور کے منقش اور سادہ اور رنگین تجلی افروز الغرض وہ مکان
جنت نشان روکش طلسمات تھا اور بارہ دری سر راہ اور دو رویہ دکانین ولایت لندن اور کلکتہ کی
وضع پر تعمیر فرمائین فیلخانہ اور اصطبل اور چھاونی شاگرد پیشہ اور سپاہ وغیرہ کی تمام پختہ اور راہین
وسیع سڑک کے طریق پر ہموار کین اور اسی طرح کوٹھی دلکشا اور کوٹھی خورشید منزل اور ماہ منزل
اور کوٹھی موسیٰ باغ وغیرہ تیار ہوئین چنانچہ کثافت شہر کی لطافت کے ساتھ بدل گئی اور ہر ایک
دولتمند صاحب ثروت کو حکم عالی نافذ ہوا کہ عمارت عالی تعمیر کرے چنانچہ ظہور مین آیا اور دو سو سقے
اور دو تین سو گاڑیے واسطے آبپاشی کے واسطے صبح و شام سڑکون پر مامور اور کئی سو لالٹین سونے
چاندی کی نفیس نفیس جنمین شمعین مومی روشن رات کے وقت سواری مین تجلی افروز رہتی تھین غرض کہ تمام
اسباب امارت کے واسطے ہر ایک نادار امیر کو ضرورت ہوئی اور لوازمہ امارت کی خواہش تاجرون
نے ہر ملک سے لانا ہر قسم کے چیزون کا شروع کیا اور دکانین شہر مین اس کثرت اور خوبی سے
آراستہ کین کہ جس شے کا آنکھون سے دیکھنا محال تھا وہ قیمت ارزان کے ساتھ ہاتھ آنے لگین —

ذکر جمع کرنے خزانہ جنت آرامگاہ کا

غرض آمدنی ملک اور انتظام پیمانہ وغیرہ مین سوائے خزانہ قدیم کے کہ چالیس لاکھ روپیہ ماہواری سے آیا تھا

تیرہ کرور روپیہ نقد اس صورت سے تحویل مین آخر عہد تک تھا وسمین اسّی لاکھ روپیہ مرشد زادہ نواب نصیر الدولہ بہادر کی تحویل مین جمع اور ایک کرور روپیہ تحویل مرشد زادہ نواب شمس الدولہ مین رکھا اور ایک کرور روپیہ تحویل خاص محل مین اور آٹھ کرور روپیہ بڑے خزانہ مین ظفر الدولہ کے سپرد تھا اور دو کرور روپیہ خزانہ سپاہ مین گلذاری مل خزانچی کے سپرد باقی ہونا بائیس کرور روپیہ کا جو زبان عوام الناس پر مشہور ہے محض غلط لیکن دو تین شخص دولتمند اور متمول البتہ مطیع اور فرمان پذیر نواب وزیر کے تھے کہ بندگان عالی نے دیدہ و دانستہ اونسے اخذ زر مین چشم پوشی فرمائی تھی مخصوص حبیب خاص سمجھتے تھے اونمین ایک حکیم مہدی علیخان کہ انپر گمان کرور روپیہ سے زیادہ کا تھا دوسرے غلام حسین چکلہ دار سلون کا کہ چالیس پچاس لاکھ روپیہ نقد سے زیادہ کا آدمی تھا اور اسیطرح سے مشرف علیخان و تجمل حسینخان وغیرہ صاحب ثروت تھے القصہ یہ دولت و خزانہ با وصف مضاعف ہونے ملک کے غفران مآب کو دستیاب نہوا ہر سال وقت سفر دس پانچ لاکھ روپیہ کی نوبت قرض کی آتی تھی اور نواب شجاع الدولہ بہادر کو اس دعوے وزارت اور ملک گیری پر تصور مین نہین آیا چنانچہ پچاس لاکھ روپیہ پیشتر وقت مصالحہ انگریز کا فروخت زیورات مردم محل سے بہم پہونچا القصہ نواب سعادت علیخان بہادر اکثر فرماتے تھے کہ اسقدر روپیہ جو خزانہ عامرہ مین جمع ہے کیا ہے اصل تو یہ ہے کہ معاذ اللہ روز بد کے واسطے اگر نان خشک کے عوض نخود بریان کار آمدنی آدمیون کو تقسیم ہو تو ایک وقت سے زیادہ کفایت نہین کر سکتا سبحان اللہ کیا بلند حوصلہ تھا اور طبیعت زرکشی پر نہایت مستعد تھی جب بیگم فیض آباد کی طبیعت زیادہ علیل ہوتی تھی بنظر تقدم بالحفظ عیادت کے بہانے پہونچتی تھی کہ ایسا نہو زر مستجمعہ وہان کا ادہر ادہر جاے اور خواجہ سراؤن وغیرہ کے تصرف مین آ جاے —

ذکر صحبت جنت آرامگاہ کا صاحبان انگریز کے ساتھ

اور منشی عبد القادر خان سررشتہ دار اور مسٹر جان لمسڈن شروع وزارت مین عہدہ رزیڈنٹی پر مامور تھے اور اونکے بعد کرنیل ولیم اسکاٹ صاحب بہادر نے عہدہ رزیڈنٹی کو کرم فرمایا اور یہان سے عہدہ رزیڈنٹی شاہ جہان آباد پر مامور ہوکر روانہ ہوے تھے کہ راہ مین قزاق قضا نے قافلہ حیات کا لوٹ لیا بعد اونکے عہدہ مذکور کرنیل کالنس صاحب بعد رحلت جنتگاہ کے تفویض ہوا یہ صاحب مداح وزیر علیخان کے

جیلچپر سی گرفتار کر لاے گے تھے اور اسی عہد مین عہدہ منشی گری مرزا باقر علیخان کو سپرد ہوا گرنیل
کالیس صاحب بہادر مرض نقرس مین مبتلا ہو کر لکھنؤ مین شکار شہباز اجل کے ہوے مقبرہ اونکا شہر
تھا بعد اونکے عماد الدولہ افضل الملک میجر جان بیلی صاحب بہادر عہدہ رزیڈنٹی پر تشریف لاے
ایک مدت تک بندیل کھنڈ اور اضلاع باندہ وکالپی مین کہ تازہ تصرف اہل انگلشیہ مین قبضہ مرہٹہ سے
آیا تھا مامور رہے مرزا جعفر صاحب مخاطب سرفراز الدولہ کہ اوستاد مسٹر جان بیلی صاحب کو تھے
مرزا حاجی وغیرہ فرزندان سمیت ہمیشہ ہمراہ اونکے رہتے تھے لکھنؤ مین آے خلاصہ کرنیل کالیس
صاحب تک صحبت رزیڈنٹ کی وزیر الممالک سی بخوبی ہموار رہی اور لطف سی گذری اب چند وجہون سے
صورت خلاف ظہور مین آئی ایک یہ کہ مرزا جعفر اپنے اوستاد کو صاحب ممدوح نے جناب عالی کے روبرو
حاضری پر لاکر حکم بیٹھنے کا دیا گو نواب وزیر نے طوعاً و کرہاً اجازت دی مگر نہایت ناگوار ہوئی کسواسطے
کہ نوکرون مین فقط چند اشخاص کو حکم روبرو بیٹھنے کا تھا خلاصہ مرزا مذکور معاملات لکھنؤ سے بخوبی
مطلع تھا اور مرد چالاک رپورٹ اکثر سہل مقدمون کا مشکل تقریر سے صدر کلکتہ کو لکھواتا تھا کہ دبدبہ
رزیڈنٹ وزیر پر ہو اس زمانے مین عہدہ گورنری لارڈ منٹو صاحب بہادر سی رونق پذیر تھا کوئی جواب
رپورٹ خلاف سررشتہ نافذ نہین ہوا حسب اتفاق اوس عرصہ مین تفضل حسین خان جو عہدہ وکالت
کلکتہ پر مامور تھے کسی کام کے واسطے جانب لکھنؤ روانہ ہوے مگر کلکتہ سی مرض الموت بھی ساتھ ہوا
ہزاری باغ تک پہونچکر گلشن ہستی سے جانب گلزار ارم فصل بہار کی نکہت سدھاری المختصر نواب وزیر
کو ورغلانا مرزا جعفر کا اور اطوار رزیڈنٹ کے ناگوار خاطر ہوے مسٹر اوزلی صاحب کہ مصاحبان سرکار
وزیر سے تھے اونکو بظاہر کسی مطلب فرمایش کے حیلہ مین اور سوال وجواب کے واسطے اہل پارلیمنٹ
وجناب بادشاہ جم جاہ یعنے شاہنشاہ انگلستان کو جانب ولایت لندن روانہ کیا اور یہ سبب کیفیت
صاحب رزیڈنٹ پر آشکار ہوئی اور اونھون نے کاغذی گھوڑے دوڑاے اور باہم دلی آئینون
مین صورتین کدورت کی پیدا ہوئین اور تحریرات خانگی مین مضمون پرپیچ وسخن تہ دار قلمبند ہونے لگے اور
کلمہ کلام ترش زبان شیرین قلم پر بظاہر آنے لگے اور یہان تک نوبت پہونچی کہ دونون طرف سی کھنچین کہ اگر
سر راہ باہم سواریان دوچار ہوگئین سلام وکلام سے تنفر تھا آخر یہ صورت رنجش وملال کی [illegible] باہم
افزادہ ہوئی اور یہان تک طول کھینچا کہ آخر عہد نواب وزیر مین مشہور ہوا کہ بندگان عالی نے [illegible]

صاحب ریذیڈنٹ کے لائق سزا سنگین سے لکھ بھیجا کیے اور صاحب ریذیڈنٹ بھی جواب شکی
پیشکی دشمن جانی نواب وزیر کو نگھٹہ والدہ اعظم سے تا نانا شہید چیز کے مرحوم نگو پہ چپرا ہاتھ کہ اسقدر بلا شک تھا
کہ نواب وزیر کو تبدیلی ریذیڈنٹ منظور نظر تھی لیکن حسن رسائی اور مستحکم تدبیرون سے مرزا جعفر کی اور
دانشمندی جان بیلی صاحب کی وجہ وہ صورت وقوع مین نہین آئی اور بعض مقدمہ جناب نواب وزیر
پوشیدہ تھی بعد مباشت دوسرے گورنر جنرل کی تشریف آوری کے وقت کہ ذکر اوسکا اپنی جگہ پر
آئیگا آشکار ہوئی اور باوجود ان شرارتون کے مرزا جعفر صاحب کے ساتھ سلوک اور مراعات ظاہری
سے نواب وزیر نے چشم پوشی نہین کی لڑکون کی شادیون مین دیدہ و دانستہ اعانتین کین اور
عنایتین ظاہر دین اور دوسری وجہ نقیضی یہ تھی کہ نواب وزیر کو قرقی جاگیر تفضل حسین خان منظور تھی
اور جان بیلی دشمن اس کے صاحبان صدر کو حمایت اولاد خان مرحوم مد نظر تھی وہ خواہش ظہور مین نہ آئی اور
وجہ تیسری یہ تھی کہ خانہ زادون اور حیدر بخش خان چیلہ الماس علی خان کو معطلی کے واسطے نواب وزیر نے
نہایت کدوکوشش کی مگر سعی مرزا جعفر کی وجہ سے پیش نہ گئی وہ آبرو اور مال سمیت لکھنؤ سے نکل گئے
یہ صورت بھی باعث تکدر مزاج عالی کے ہوئی اور وجہ چوتھی یہ تھی کہ جان بیلی صاحب نے سوا متعلقان
قیدیوں سرفراز الدولہ درماہہ مرزا جعفر صاحب کے باب مین بہت کوشش کی لیکن جناب عالی نے
قبول نہ کیا آخر کار سرکار کمپنی سے ایک دو ہزار روپیہ درماہہ ورثای سرفراز الدولہ اور تین سو روپیہ
مرزا جعفر کی ماہواری قرار پایا اور اسیطرح وجہ پانچوین عاملون کا مقدمہ ہے خصوصاً حسین علی خان
چکلہ دار سندیلہ بیری جو سمدھی مرزا جعفر کا تھا اور نواب وزیر چاہتے تھے کہ اوسکو عذاب محاسبہ مین
مبتلا کرین غرض اسطرح کی چند صورتین باعث خلاف ہوئین اور نواب وزیر فقط اسقدر قدر اور منزلت
ریذیڈنٹ کی سمجھتے تھے کہ وہ سرکار انگریزی سے فقط دریافت اخبار خیر و عافیت کے واسطے مامور ہین
اور پہونچانا خطوط و کاغذ وغیرہ طرفین کا متعلق سوای اسکے اور کسی کام مین مداخلت نہین اور صاحب ریذیڈنٹ
خلاف اسکے آپکو تصور کرتے تھے اور بلند پہنچے تھے پس یہ صورتین مغائرت کی تھین۔

ذکر قدردانی حامی جناب العالی مرشدزادگان دار الخلافت و دیگر اہل شہر

ایکدن بندگان عالی مکان جان بیلی صاحب چہرہ فتح بخش تھے کہ سواری مرزا سلیمان شکوہ شاہزادہ کی

اوئی بندگان عالی رسم استقبال جیسا کہ مناسب حال تھی بجا لائے اور جسوقت شاہزادہ مرزا جہانگیر بخت بہادر لکھنؤ مین
تجلی افروز ہوئے نہایت طمطراق کے ساتھہ قدم راہ استقبال پر رکھا اور کوئی امر خدمت گذاری مین صحبت
کے ساتھہ فرو گذاشت نہین کیا کہ یہ مضمون حال سلطنت مین قلمبند ہو چکا ہے غرض عرصہ قلیل مین زر کثیر قریب
دو لاکھہ روپیہ کے اس تقریب مین صرف ہوا اور اسیطرح اولاد مرزا جہاندار شاہ کے ساتھہ بھی کہ
بنارس سے آئے تھے مراعات عزت و توقیر کے ساتھہ مد نظر رہی چنانچہ ایکدن اونہون نے رہ ولائتی
شمشیر آبدار جو زیب کمر تھی پسند فرمائی بندگان عالی نے اوسپر مد نظر کی اور اپنے دولتخانہ مین پہونچکر دو
تلوارین آبدار کہ اوس سے قیمت اور جوہر مین کم نہ تھین زیادہ تر تہین عوض مین بھیجکر اس حیلہ مین کہ یادگار بزرگون
کی باعث ہے رضامندی شاہزادہ کے ساتھہ شمشیر اول طلب فرمائی اور ہندوستان مین اطراف دکن
اور راجواڑہ اور سرکار مرہٹہ مین خط کتابت اور شخصون کی آمد و رفت طرفین سے برسم اتحاد جاری تھی اور
بنظر بندہ پروری ارباب کمال سے لطف و عنایت مین بندہ تھے بلکہ ہر وقت خاطر داریان طبیعت پسند تھین
ایک شخص خانوادہ مجد الدولہ عبد المجید خان بہادر سے کہ ادب و قاعدہ سلطنت کے ساتھہ لباس و جامہ و
دستار بوضع قدیم زیب تن تھی سواری بازار مین پھرا ہوا جنابعالی نے بنظر قدر دانی کہ یہ چراغ کسی خاندان
عمدہ کا معلوم ہوتا ہے بلاکر نوکر رکھا اور تنخواہ پیش قرار مقرر کردی اسی طرح میر ابو القاسم خان کہ رئیسان
بنگالہ سے تھے پاسداری اونکی نہایت فرماکر ہفت صد روپیہ درماہہ مقرر کیا بلکہ قربت حاصل اور سبحان علیخان
اور تاج الدین حسینخان کبھو بھی قدر دانی سے محروم نہین رہے یہ پیشتر سرکار انگریزی مین عہدہ تحصیلداری پر مامور
تھے جسوقت سے کہ سررشتہ تحصیلداری ملک انگریزی مفقود ہوئے لکھنؤ مین آکر ملازم ہوئے لیکن نشوونما
اس ثروت و دولت کا اس عہد کے بعد ہوا اور شہرہ سوزخوانی میر امیر علی صاحب نواسہ خواجہ باسط کا تھا
جسوقت آویزہ گوش ہوا کمال اشتیاق کے ساتھہ طلب فرمایا میر امیر علیصاحب نے جواب مین عرض کیا کہ
عادت غربا کی یہ ہے کہ اس فن کو سوا اپنے گھر کے دوسری جگہہ نہین کرتا اگر آتش اشتیاق سماعت
سوزخوانی بندہ مجھ دل مین مشتعل ہے تو خانہ فقیر کو تشریف آوری سے روکش روضہ رضوان فرمائے اگر
خدانخواستہ یہ عرض ناسموعہ ہے تو حکم ہو کہ صحبت اس شہر سے منقطع کرون اور اگر قبول ہے تو دم اطاعت
کا بھرون خلاصہ طبیعت جنابعالی کی اسقدر ہنر دوست تھے کہ معروضہ میر ممدوح کا منظور فرمایا اور دو سو
روپیہ درماہہ خانہ نشینی مین مقرر فرمایا اسی طرح مرزا محمد قتیل تخلص کہ پہلے قوم کھتری سے تھے اور اب شرف

اسلام سے ہوکر شہرہ کشور نظم و نثر مین پایا تھا چنانچہ چند رسالہ زبان فارسی مین اور دیوان فارسی اونکی
تصنیفات سے مشہور زمانہ مین ایکدن انکو بھی بندگانعالی نے طلب فرمایا اور ملاقات چاہی مگر یہ شخص بھی آزاد
وضع تخلص تھا عرض کیا کہ حصول دولت ملازمت عین سعادت ہے اور چشم تمنا دوچار لیکن چند عادت
اپنی وضع آزادانہ نے پسند کی ہین ایک مدار یا حقہ گلی سے نہایت طبیعت مانوس اور ہر دم عزیز ہے دوسرے
دستار پوشی سے چار ناچار طبیعت بریج فقط کلاہ سادہ مطبوع طبع باقی ہیچ میسر ہو امید وار تعظیم و تکریم
علم کہ بہر کیف حاصل کیا ہے اگر یہ صورتین ناگوار خاطر عالی نہون طلب فرمائین فقیر حاضر ہے اور اگر خلاف
رای بندگان حضور ہے قیام شہر نامنظور ہے خلاصہ نواب وزیر علم دوست اور ہنر آشنا تھی یہ باتین
قبول فرمائین اور اجازت بے تکلف آنے کی دی چنانچہ تعظیم بالای طاق کسی پردہ مین بچھایا کہ جسوقت
خبر اونکے آنے کی دم دروازہ قریب آ دیرہ گوش مبارک ہوئی پہلے سے اوٹھکر ٹہلنا شروع کیا جبتک
مرزا نے قدم اندر مکان کے رکھا آپ کھڑے کھڑے ملاقات ہوئی بعد اوسکے بیٹھے باقی حقہ رہا
چنانچہ اودھر نواب وزیر نے آپ اسکی طرف توجہ نہین فرمائی اور ادھر مرزا موصوف نے بھی دم نہین لگا
رہی کلاہ سادہ وہ زیب سر تھی خلاصہ نظم و نثر مرزا مطبوع خاطر بندگان عالی نہایت تھی چنانچہ انشا پردازی
نواب وزیر کی مشہور زمانہ تھی اور کمالات علم و ہنر حاصل بلکہ کوا غذ دفتر کو بھی حکم تھا کہ خط نستعلیق مین قلمبند
ہو چنانچہ دفتری متصدی بھی خط خوش سے بہرہ مند ہوئے اور غلطی حروف پر پانچ روپیہ جرمانہ اور نقطہ پر
ایک روپیہ متصدی اور منشی سے لیا جاتا تھا بلکہ اکثر اعداد حروف پر حکم اخذ جرمانہ نافذ ہوئے ہین مصداق اسکا
یہ فقرہ ہے کہ منشی تو کہ لفظ توزع را بطرز نو نوشتہ ہیں خطا کرد لہذا ہفتاد روپیہ جرمانہ گیر حسب اتفاق کسی
جلسہ مین زبان قلم نواب وزیر ممدوح پر املا غلط آگیا چنانچہ منشی بھولاناتھہ مہتمم منشی خانہ نے وہ کاغذ حضور
مین لاکر عرض کی کہ آج صحت اس لفظ کی خانہ زاد کو ئی ہوکہ اس املا سے درست ہے چنانچہ نواب ممدوح نے
اپنی نسبت اسطرح جرمانہ کو رونق دی کہ جابجا تنخواہ منشی خانہ کی دوچند ہو گئی اور عہد واجد علیشاہ تک یہ دفتر
باتین قرار درا جرا پایا کیا غرض علم و ہنر کو بھی اوس عہد مین نہایت رونق تھی اور اسیطرح رقاصان ہندی کو
ایک شخص پرکاش نام جو الہ آباد اور ہندیہ سے آیا تھا اور لکھنؤ مین اپنے فن والون سے گوی سبقت لیگیا ہر چند
بندگانعالی کو اوسطرف توجہ نہ تھی لیکن اوسکے ہنر و کمال نے کہ تماشہ اور ہنر مہرہ پر رقص کرتا تھا اور
کوئی دقیقہ اوس پر وہی سے علم موسیقی مین فروگذاشت نہین ہوتا تھا حضور تک پہونچا اور مواجب ... قرار

ملازم ہوکر جابجا جانے کی ممانعت ہوئی اور اسیطرح مسند رباب الفنا کہ پہلے ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر کی تھی
اور عہد وزیر علیخان مین محل سے نکلی سرود و خیال و حسن و جمال مین یکتای روزگار لیاقت ظاہری اور
پوشاک پرتکلف سے ہمہ تن آراستہ تھی چنانچہ بندگان عالی بھی اوسکی حسن و لیاقت و نغمات پر فریفتہ ہوکر
جو پہلے سے مصاحب ہو رہے تھے چونکہ وہ اب سیدزادہ قاسم علی نام فرزند میر انور داستان گو پر فریفتہ تھی
یہ خبر سنکر اکثر اوس سے ارشاد فرماتے تھے کہ ہرچند دل سے تجھپر رغبت ہے لیکن طبیعت تیری
دوسری جانب گرفتار ہے مجھکو تیری وصلت سے انکار کہ بے تکلف و بے لذت ہے غرض اسقدر طبیعت پر
اختیار تھا کہ ہرچند اوسپر مائل تھے لیکن عالم بیکسی مین بھی کہ خون حجاب و حیا کا کرتے تھے کبھی ہاتھ اوسکی
طرف نہین بڑھایا اور انعام وغیرہ سے سلوک رہے اور اسقدر مردم دیدہ حضور کو چشم بد دور دور پردہ رغبت
تماشای حسن و جمال منظور نظر تھا کہ ارباب شہر لفظ حسن پرستی کا نسبت جناب عالی اطلاق کرتے تھے
اور دانشمندون اور صاحب کمالون سے صحبت مین گرمجوشیان اور اختلاط جاہل اور بے علمون سے
نفرت کلی چنانچہ ارباب صحبت جناب کی تحریر و تقریر و فضل و کمال سے آراستہ تھی اونمین سے ایک میر
انشاء الله خان حکیم میر ماشاء الله خان بہادر کا بیٹا یہ شخص نہایت صاحب علم تھا شاعری اور بدیہہ گوئی مین موزون طبع
کہ آج اوسکے کلام کی سخنورون مین شہرت ہے اور نکتہ سنجی اوسکی ایسی دلکش تھی کہ مزاج بندگان عالی کا
مالوف تھا دوسری یہان خواجہ حسن پیرزادہ ای چشتیہ سے شخص معروف تھا بدیہہ گوئی مین سرآمد زمانہ
بیان مضامین فقر و تصوف مین یگانہ کلام نکتہ اور لطیفہ آمیز نہایت مطبوع خاطر بندگان عالی تھی ایکدن
سواری حضور مکان منشی علی نقی خان کے قریب ہو نکلی کہ یہ شخص قصباتی تھا وقت سواری فرمایا
صاحب منشی گری رزیڈنٹی مین مامور تھا اونہین کوٹھی رزیڈنٹی کے پاس حویلی پختہ اور آراستہ تعمیر کی
اور پیشانی دروازہ پر یہ مصرعہ تاریخی کندہ تھا ع حویلی علی نقی خان بہادر کی ۰ لہٰذا فقط یہ مصرعہ مبارک
بندگان عالی نے دیکھکر مضحکہ کے ساتھ انشاء الله خان کی طرف متوجہ ہوئے میر موصوف نے
بدیہہ عرض کیا ع نہ عربی نہ فارسی نہ ترکی ۰ نہ سم کی نہ تال کی نہ سر کی ۰ یہ تاریخ کہی ہوئی کسی لڑکے کی
حویلی علی نقی خان بہادر کی ۰ اور ایک روایت تازہ ہے کہ ایکدن ایک گیدڑ رمنہ خاص مین آکر دانہ گھوڑون
کو چھپکر کھاتا تھا بندگان عالی کی نظر پڑ گیا گرفتار ہوا انسارام نام رکھا گیا غرض وجہ اس نام
کی یہ تھی کہ ایک شخص انسارام نام نہایت احمق تھا لڑکے اوسکو خر کہتے تھے پس وہ کہ اپنے باوا جان پر چھوڑا گیا

بہت سی قاطر پیدا ہوئے اور ایک افسانہ یہ ہے کہ ایکدن بندگان عالی محل مین رونق افروز ہوئی نسوان محل کو دیکھا کہ زیورات بادلہ اور مقیش سے تیار کر کے زیب گوش و گردن کیا ہے خواجہ سراؤن کو حکم ہوا کہ زیور طلائی و مرصع کار انکے انتزاع کیے جائین چنانچہ تعمیل اس حکم کی عمل مین آئی چند روز ضبط رہا اور پھر عنایت ہوا—

ذکر منصوبۂ عظامت جنت آرامگاہ تا حال رحلت فرمائی اس دار فنا سے

ارباب ثقات اہل صحت اور بندگان عالی کی زبان سے مسموع ہوا کہ بعض اقوام انگلشیہ کے ذریعہ خصوصا اور فی صاحب کی معرفت نواب وزیر نے حضور مین بادشاہ لندن اور اہل پارلیمنٹ کے تمام ممالکات ہندوستان جو قلمرو سرکار کمپنی مین محسوب تھا اس مضمون سے درخواست ستاجری کی کی تھی کہ بعد منہائی مصارف فوج و مواجب تنخواہ ملازمان جسقدر روپیہ کہ بدانست اہلیان کمپنی پس انداز ہوتا ہے اوسکو نقد ادا کرتا ہون اور اضافہ سال بسال قبول چنانچہ ارباب کمپنی اور بادشاہ ولایت کو اس نظر سے منظور ہوا کہ زر آمدنی اونکا بیچ ممالکت ہند کی تمام خرچ ہو جاتا ہے اور ہمیشہ جمعہ خرچ پینتالیس ۴۵ کرور سال تخمینا کم زیادہ ہندوستان ولایت مین آتا ہے اور کبھی سوائی فاضلات کے روپیہ پس انداز نہین ہوتا اگر بندگان عالی کو ستاجری تمام ہندوستان کی دیجاوے سزاوار ہے جواب انکی دولتمندی کا ہندوستان مین نہین چنانچہ لارڈ ماٹرا بہادر کو اسکی درستی کے واسطے ہندوستان کی طرف روانہ کیا جب یہ بات تمام سرداران انگریزی کو ثابت ہوئی کہ آنا گورنر بہادر کا اس تقریب سے ہے کہ رضامندی بندگان عالی ظہور مین آئی القصہ جسوقت گورنر جنرل بہادر تشریف فرما ہوئے اور اوس مضمون سے اشتہار پایا صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ دریای تردد مین غوطہ زن ہوئے اور اسی کثرت تشویش و تفکر نے وہ رنگ پیدا کیا کہ عوام الناس نے سخن تراشیان شروع کین اور زہر اوگلنی لگی کہ صاحب رزیڈنٹ کی عداوت نے آخر یہ زہر بویا کہ جان نواب وزیر پر آبنی لیکن یہ گمان خلق غلط ہے بلکہ صورت انتقال بندگان عالی اس طرح ثبوت ہوئی کہ ساٹھ برس سی عمر شریف زیادہ تجاوز کر گئی تھی اور عارضہ ورم جگر اور استسقا کا کہ ملک الموت کہا چاہیئے لاحق ہوا تھا اور کئی مہینے حکیم علی شریف نے کہ حاذق ترین حکمای عہد سے تھے معالجہ کیا مگر کوئی علاج اونکا راست نہ آیا فی الجملہ تسکین حاصل ہوئی اور صورت شفا پیدا چنانچہ حسب اجازت حکیم مذکور نواب سعادت علی خان بہادر بتقریب صحت غسل زیارت

درگاه عباس علیه السلام سے مشرف ہوکر رقص و تماشا مین مصروف تھے کہ یہ رات گئی بسبب ارتکاب [illegible]
اگرچہ ہمشیرہ انکی داخل محل کے تھی اور عہدہ دیوانخانہ و آبدارخانہ و دواخانہ متعلق اوسکے تھا آب بخشی حاضر کی
چنانچہ نوشش جان فرماتے ہی آئینہ دل مین صورت تکدر ظہور ہوئی اور رنگ طبیعت کا بدلا کلام پاس سے کے
زبان پہ آے کمال عجلت کے ساتھ مرشدزادہ ولیعہد بہادر کو یاد فرمایا حکیم مرزا علی اور عیسیٰ ابن دار ہنوز
حضور مرشدزادہ مین نہین پہونچے تھے کہ سر دست روح روان جسم مبارک نواب سے مفارقت کر گئی ہنگامہ
گریہ و زاری کا سرد مہری فلک سے گرم تھا کہ ولیعہد بہادر صورت برق بیقرار اور میجر جان بیلی صاحب رزیڈنٹ
مع ایک ڈاکٹر اور چند سرداران انگریز سمیت حاضر آئے یہان شب حیات تمام تھی اور چراغ عمر گشتہ دود
دہن مبارک سے جاری وقت صبح سید دلدار علی صاحب مجتہد نے اگر لاش ممدوح غسل و کفن دیا
بیان حاضرین وقت کا ہے کہ صفحہ سینہ پر الف زیبای نیلگون کا زیب قلم تھا خلاصہ یہ حرف روشنائی
رمضان علیخان پہ دال ہوا القصہ بعد تجہیز و تکفین مقبرۂ خاص بازار مین جو پیشتر سے تعمیر تھا نعش مبارک
شان و عظمت کے ساتھ صورت خزانہ دفن ہوئی مادہ تاریخ وفات زبان ناسخ سے ہے ع نواب
وزیر بلسے نواب وزیر ماہ یہ سانحہ جان گداز انتیسوین رجب سنہ ۱۲۲۹ ہجری مین گذرا

ذکر وزارت نصیب ہونا غازی الدین حیدر خان بہادر کا

جماعہ انصرام مالی و ملکی نواب نصیر الدولہ بہادر اور شمس الدولہ بہادر کے تعلق تھا اس معاملہ مین مہر سکوت
لب پر تھی اور کاسہ چشم لبریز گر صحبت گفتگوی عہدنامہ مین راہ مداخلت کی نپائی اور عہدنامہ اس مضمون کا
لکھا گیا کہ خلاف طریق جنت آرامگاہ جو سرداران انگریز و مخصوص صاحب رزیڈنٹ سے بے روی کار تھا
کوئی امر مالی و ملکی بدون مشورہ جان بیلی صاحب بہادر ظہور مین نہ آئی خلاصہ اوسکا بہ کتابت عہد و پیمان تا بن
بیلی صاحب بہادر نے نواب غازی الدین حیدر خان بہادر کو مسند وزارت پر جلوہ آرا کیا توپین سلامی
اور مبارکباد کی سر ہوئین اور حاضرین دربار کو نذر گذرانے کا حکم نافذ ہوا جب نوبت شمس الدولہ
بہادر کی آئی بنظر اخلاص حرف شکایت زبان پہ لائے صاحب ممدوح نے جواب دیا کہ
اگر اطاعت بھائی کی منظور نہ ہو تو مختار ہو تمہارے یہ مستور بحال [illegible] انگریزی اور قاعدہ قدیم کے
خلاف ہے کہ بعد اولاد اکبر ریاست [illegible]

چہار پہلی سے بطریق نذر افشان اس حال کے دست مبارک نذر پر مار اکہ اشرفیان روی زمین پر نثار ہوئین
اور بصورت شکر رنجی ناکامی کے ساتھ اظہار تاریخ خردگفت جشن وزارت مبارک باد خورد و بزرگ
جواہرات وخلعت ہاے فاخرہ سے حسب ضابطہ علی قدر مراتب سرفراز ہوئے خلعت مدار المہامی بلا مشروط
نیابت خطاب معتمد الدولہ سمیت آغامیر کو عنایت ہوا اور عہدہ و اصلباقی سے مع خطاب راجگی راجہ دیاکشن
نے افتخار حاصل کیا سلطفر علیخان ابن لطف علیخان مرحوم نے خلعت توپخانہ اور اہتمام سواری کا پایا اور خلعت
ولیعہدی کو مرزا نصیر الدین حیدر نے رونق بخشی خلاصہ زمان حال مین خلاف عہد ماضی آمد و رفت صاحب
رزیڈنٹ بہادر کی ہر روزہ اور ہفتہ مین دوبارہ بندگان عالی کے اونکو کاشانہ دولت مین جاری ہوئی بعد
وفات مرزا جعفر صاحب قمر الدین احمد خان معروف مرزا حاجی قمر تخلص آفتاب سپہر علوم ستارہ نظم و نثر کا
ہیچ شد فنا مین جنکا عہدہ خزانہ رزیڈنٹی سے مستوفی ہوکر بہ امید منصب نیابت کارہای نیابت متعلقہ کو سرانجام
دیتے تھے اور صورت نقشہ بلکہ اہالیان سرکار کمپنی کی اعانت سے اسطرح ظہور مین آئی کہ تین لاکھ
روپیہ کے علاقہ پر ایک تحصیلدار مامور ہوا اور حق التحصیل زر تحصیل سے دو پاے اوسکو عنایت ہوا اور جو اسقدر
ملازمین اور سہ بندی وغیرہ تعلق اوسکے رہے اور ڈیڑہ روپیہ فیصدہ دو پاے سواے مصارف پولیس کے
واسطے امداد ہو اور تھانہ داران پولیس شریک تحصیلدار کے رہین اور بیس لاکھ روپیہ کے ملک مین ایک
ناظم لایق کار گذار مقرر کیا جاے اور دو ہزار روپیہ اوسکے مصارف ذات وغیرہ کے لیے سرکار سے ملے
اور سپاہ نصرت پناہ سرکاری ناظم کے ساتھ تعینات رہے خلاصہ جب یہ رپورٹ صدر کلکتہ مین صاحب رزیڈنٹ
نے تحریر کی یہ جواب آیا کہ نواب گورنر جنرل قریب اوس ضلع مین رونق بخش ہوئی ہین بعد ملاقات حسب راے
بندگانعالی تجویز ہوگا اور محصول سائر و پرمٹ پر نظر نہ تھی اور عہد جنت آرامگاہ مین بدون جائزہ و اجازت
ناکہ شہر سے باہر کوئی جا نہ سکتا تھا اور حساب نقد کا یہ شمار تھا کہ دس روپیہ سے افزون باہر لیجانا شہر سے
غیر ممکن تھا اب اس عہد دولت مین سدباب ان باتون کا اصلا نہ تھا ؎ بہ راہ آمد و شد شب چو واتھی
بہ آسانی تھی وہ نازل بلا تھی مہ زنگ آلودہ ہوتا آئینہ دل نواب مرحوم کا صورت رزیڈنٹ سے صاحبان
صدر پر آشکار تھا اور مضمون اجرای نامہ و پیام کا ولایت تک واضح ناگاہ خبر آمد آمد تازہ بہار کی گلشن ہندوستان
خوشبو کی نکہت اوڑی عروسان چمن صورت بلبل نغمہ سنج ہوے کہ تشریف لانا نواب گورنر جنرل آف
ستکین لارڈ مائرا صاحب بہادر کا کہ رنگ اتحاد نواب وزیر کا اونکے دامن دل پر جما تھا گل تازہ کھلانے لگا ۱۴

یعنی اشجار امور ریاست لکھنؤ حسب خواہش نواب مرحوم بارور ہونگے عظیم آباد تک دائرہ دولت بہادر
موصوف حرف مراد کی صورت نزول ہوا تھا کہ خبر خزان ہونے بہارستان زندگی نواب جنت آرامگاہ
کی سنکر غنچہ دل گورنر بہادر کا اوس خار غم سے گل افسردہ کی رنگت کھلا گیا خلاصہ مطلب کانپور سے
براہ استقبال بڑی شان وعظمت کے ساتھ جو اونکے سامان شان وشوکت کے تھے نہایت اعزاز
واکرام سے شہر لکھنؤ مین کہ کثرت آراستگی اور آئینہ بندی سے صورت نوعروس ہفت وآراستہ تھا
رونق بخش ہوئے جشن عالی نے جشن بزم نوعروسی کا دکھایا پری پیکرون نزاد طوائفین کی دلربائی کے
ساتھ پاکوبی نے سرو دست محفل رقص مین وہ حشر برپا کیا کہ پای صبر مردم دیدہ تماشا دوست کی جای قرار
سے مژگان محبوب کے مانند جنبش کر گئے اور پریشانی بنات النعش ستارون کی کثرت عیش ونشاط سے
زلف مشکین مین کمان ابرو معشوقون کے جا پہنچی اور خورشید طلعت ماہ رخسار مطربون کی آواز دلکش
اور نغمہ پردازی نے وہ رنگ داؤدی پردلیپیون کے روبرو جلے پردہ جمایا کہ خیال حسن وخوبی زہرا کا
جھول گئی قسم ہے سزان مین کی کہ آسمان فرط حیرت سے صورت آئینہ متحیر تھا بے شش وپنج پیشین
برابر سامان دعوت سپہر شکار کے ساتھ کمال حسن وآرائش سے مہیا رہا کہ شب روشن شب معراج تھی و
ہر روز رشک عید ہے

ذکر تقرر نیابت معتمد الدولہ کا

حکیم مہدی علیخان ارسطو وقت کی گل فشانی تحریر نے اس رنگ سے سبزہ باغ بندگان عالی کو دکھایا مرزا
حاجی کہ وابستگان صاحب رزیڈنٹ سے تھے جملہ ملکی اور خانگی کارخانون مین مخبر سہر کیف افشای راز ریاست
یعنی مداخل ومخارج ملک وموجودات خزانہ وغیرہ کی کیفیت اوسکی وجہ سے ممکن اور مداخلت صاحب رزیڈنٹ
سے لکھنؤ مین صورت عمل انگریزی کی آشکار ہوتی ہے اور جنت آرامگاہ افلاطون زمان فی ہزار دو روپیہ
صاحبان انگریز کی تنخواہ مین صرف کیے ہین مناسب ہے کہ بواسطہ اسکے نواب گورنر جنرل بہادر سے
طرح درستی معاملات ریاست کی ڈالی جاوے کہ خالی فائدہ سے نہین چنانچہ ڈاکٹر ملکم دوکنیل نے
سند مہری وکالت وسفارت کے ذریعہ سے کلکتہ پہونچا آئینہ ضمیر بندگان عالی کا جان بیلی کی صورت سے
اظہار کیا نواب گورنر بہادر نے پردہ ہو کہ صاحب رزیڈنٹ سے ارشاد فرمایا کہ مداخلت تمہاری سرکار وزیر مین

خلاف احکام ولایت وحکم صدر کلکتہ ظہور مین آئی بہرحال اگرینامی اپنی منظور ہے تو راضی نامہ بندگان عالی مرحوم ومنصوب کا حسب دستور حاضر کرو صاحب رزیڈنٹ میجر جان بیلی بہادر نے جب دیکھا کہ بدون حصول راضی نامہ صورت حال بری کی آئینہ ظاہر مین زنگ آلودہ نظر آتی ہے منشی علی نقی خان سے کہ دروازہ آمد و شد کا خدمت بندگان عالی مین اوپر کھلا تھا طرح مشورہ کی ڈالی منشی مذکور نے سید محمد خان عرف آغا میر ابن سید تقی او لاد شاہ ترکمان کو جو عہد صاحبزادگی اور ولیعہدی سے زمرہ مین پیش خدمتون کے اور اب معتمد علیہ سرکار نواب وزیر کا تھا بامید ترقی منصب وحشمت بواسطہ بہادر ممدوح اس بات پر رضامند کیا کہ اوسنے روغن قاز روی بود برساخت اس رنگ سے ملا اور طلاقت لسانی نے دم تقریر وہ نشیب وفراز دکھایا کہ نواب وزیر نے عین رضامندی کے ساتھ راضی نامہ مہری حسب مضمون کا منظور نظر تھا لکھدیا خلاصہ جب وہ کاغذ بواسطہ جان بیلی صاحب بہادر بلاحظہ نواب گورنر بہادر مین گذرا منتظم الدولہ معنوی بنکر نظرون سے گرے اور وہ چار انگریز نامی جو عہد جنت آرامگاہ سے ملازم تھے پایۂ عزل مین آئے اب مطلب یہ ہے کہ یہان وعہد جان بیلی صاحب کی بدولت عہدہ نیابت آغا میر پر مسلم ہوا اور بائیس۲۲ پارچہ کی خلعت معمول سے قامت شریف مخلع ہوئی اقبال الدولہ ابن مختار الدولہ اور اکبر علیخان ابن امیر الدولہ حیدر بیگخان اور اقربای سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان اور لڑکے تفضل حسین خان وغیرہ کے جو قدیم سے حقدار اس منصب کے تھے محروم رہے ہزار درجہ علم اور حسن لیاقت مین زیادہ تھے لیکن مقسوم نے کمی کی شعر واحق را قابلیت شرط نیست ۱۱ بلکہ شرط قابلیت داد اوست ۱۱ خلاصہ ستارہ اوسکی اقبال کا برج شرف مین جلوہ آرا تھا یہ عہدہ بزرگ کہ اوسکی کم سوادی اور حوصلے سے ہزار صد ہزار درجہ زیادہ تھا نصیب ہوا بعض اکابر اور اعزای لکھنؤ نے چند مدت گذرانی مین ندر نیابت کر اپنی توہین کی نظر سے چشم پوشی کی آخر کار نوبت اس درجہ کو پہونچی اور ڈنکا ترقی اقبال کا بجا کہ سلام کرنا اور پہونچنا خدمت تک اسکے اپنے بزرگان مردہ کا افتخار سمجھتے تھے۔

ذکر روانگی شمس الدولہ جانب بنارس

ناچار شمس الدولہ نے مایوس ہوکر تمام اہل وعیال وخزانہ کثیر واسباب امارت ورفقا سمیت عمارات بنارس مین طرح قیام کی ڈالی سولہ ہزار روپیہ ماہواری جو عہد جنت آرامگاہ سے مقرر تھا بدستور بحال رہا

دوسو اونٹ اور سو کہار باربردار اور پچیس ہاتھی اور دوسو گھوڑے اور سوار و پیادہ اور توپخانہ اور نوبت و نشان
سامان امارت کے ساتھہ کمال شان و عظمت سے اور کئی کشتی سرانجام فراش خانہ وغیرہ براہ خشکی و تری ہمرکاب
اونکے تھے اب جناب بندگان عالی مطمئن خاطر ہوئے اور انتظام مالی و ملکی مین مداخلت رزیڈنٹ حسب الحکم
نواب گورنر جنرل بہادر باقی نرہی جو نقشہ بہ تجویز جان بیلی صاحب بہادر بر روی کار تھا منسوخ ہوا طریقہ مستاجری
قدیم کا جاری کیا گیا مگر صورت نظامت اور کلکٹری بدستور قائم رہی دو کلکٹری منشی علی تقی خان کے ذیل مین تھین
ایک قطب الدین حسینخان کے نامزد تھی اور دوسری جعفر علیخان پسر زین العابدین خان کے تعلق تھی
جو زر نگہ منشی علی تقی خان کو دیکر حاصل کی تھی اور ایک سمت [illegible] مذکور کی طرف سے نائب قرار پایا اور ایک چکلہ
فرزند معتمد الدولہ بہادر کے نام مقرر ہوا اور نیابت اوسکی راجہ بھوانی پرشاد کو ملی اور الماس علیخان جو لاکھون
روپیہ کے محاسبہ اور علت مین مفرور تھا اور چڑیا سونے کی مشہور اوسکو معتمد الدولہ نے بطور مصاحب اپنا رفیق
بنایا اور ایک کلکٹری کنور رتن سنگہ بہادر فرزند مہاراجہ چندر لال بالکرام جو متعلقان قریب راجہ جھاؤلال اور [illegible] راجہ
دیاکرشن کہ ضلع بانس بریلی سے کئی برس کے بعد آئے تھے نامزد ہوئی یہ شخص کمال صاحب علم اور
دانشمند تھا فہمی تخلص مرزا قتیل کا شاگرد اور ایک کلکٹری عمدہ یعنی خیرآباد و محمدی کی منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان
بہادر [illegible] کی سعی سے کچھہ اضافہ جمع گذشتہ پر دیکر تفویض ہوئی اور نواب معتمد الدولہ و منشی علی تقی خان
اس عہد مین یکجان و دو قالب تھے غرض اس سال مین کہ انتظام معاملات عظمی ریاست مین گذرا آمدنی ملک
سو کرور روپیہ تھی کہ ایک کرور چالیس لاکھہ کل جمع تھی حصول نہوئی چنانچہ اوسی زمانہ سے یہ راہ باقیات کی
سال بسال کھلی کہ متصدیان دیوانی عامل قدیم پر یا جدید پر زر باقیات علاقہ کو جمع حال کے شامل کرکے وصول
کر لیتے تھے عہد جنت آرامگاہ مین دزدان خارجی شہر مین نہین آنے پاتے تھے اور جو یہ سفید پوش
شہر کو کشادہ پیشانی و دلاوری کے ساتھہ چوری کرتے تھے انتظام انکا بخوبی عمل مین آتا تھا اب اس
زمانہ حال مین بالی گوبند مہاجن کے گھر مین سا ہوکار وہین سرشام ڈاکہ پڑا اور جرم اوسکا دھوکی بیگہ کوتوال پر
رکھا گیا اوسنے ہر چند عذر کیا کہ یہ شہری چور نہ تھے مگر اکثر بدمعاش سید روشن علی کے گھر مین جو بھائی معتمد الدولہ کا
کہا جاتا ہے قیام رکھتے ہین مگر کسیکی مجال نہین کہ نام اونکا زبان پر لاسکے کچھہ یہ عذر سنا نگیا آخرکار دھوکی نے
بقای آبرو کے لیے کچھہ کھا کر مر گیا اثبات ڈاکہ نہوا غرض [illegible] سمجھہ لیجیے [illegible] کو نوالی سید [illegible]
کہ اپنا سید ہی فولاد دہان سے تھا تفویض ہوا

ذکر حیات بیگم فیض آباد مع اجرای وثیقہ بیگم صاحبہ

چونکہ بیگم والدہ ماجدہ نواب غفران مآب آصف الدولہ بہادر مرحوم صاحب عظمت وکمال نیک سیرت تھین
شہزادون سے شرفیاب اور آبرو دار اونکی بدولت حرمت و امارت کے ساتھ بسر کرتے تھے اور چکلہ سلون
متعلقہ ساتھ حویلی فیض آباد جو قدیم سے جاگیر بخشیدہ بادشاہی اور انعام نواب صفدر جنگ شجاع الدولہ بہادر
انسے متعلق خالصہ یہ ملک کمال آباد و زرخیز تھا اس نظر سے نظر ہمیشہ جنت آرامگاہ کی اوس ملک وخزانہ و
دولت پر تھی جب کبھی طبیعت بیگم صاحبہ کسلمند ہوتی تھی سیر وشکار کی پرورش مین قریب فیض آباد
پہونچتے تھے کہ ایسا ہو کہ چراغ حیات بیگم صاحبہ کا گل ہو جاے اور خواجہ سرا اور کارپرداز خزانہ اور توشکخانہ
وغیرہ پر ہاتھ صاف کرین اس صورت مین آئینہ دل بیگم صاحبہ فی الجملہ جنت آرامگاہ کی طرف سے زنگ آلودہ تھا
لہذا اپنی حیات مین طرح وثیقہ کی ڈالی —

ترجمہ کاغذ وثیقہ

یہ وثیقہ وصیت نامہ کے طریق حضور امت الزہرا عرف بہو بیگم صاحبہ بنت موتمن الدولہ اسحاق خان
زوجہ نواب شجاع الدولہ بہادر مادر والدہ نواب آصف الدولہ بہادر کی طرف سے عالیان کمپنی انگریز بہادر کے نام کہ کفالت
و ضمانت ہماری تمام متعلقین کا انکی ذمہ ہمت پر ثابت و لازم ہے لکھا گیا کہ اپنی حیات مین جاگیر و عمارات و
اموال تمام میرے قبضہ اور تصرف مین تھا جو کچھ مصلحت وقت تھا کیا چونکہ حیات قابل اعتماد کے نہین ہر وقت
ممات درپیش ہے اسواسطے بنظر عاقبت اندیشی اوس سب کو بطریق ودیعت و امانت عالیان کمپنی بہادر کو دیا اور
سونپا بیٹھے اور بعد اوسکے صرف مین اختیار کامل بخشا چاہیے کہ جسطرح کفالت و ضمانت میری کی
اوسی صورت میرے مرجانے کے بعد عزیز اور برادر زادے اور لواحق اور خواجہ سرا وغیرہ جو وابستہ ہمارے
ہین اونکی ہمیشہ ہوون مین حامی رہکر وہ وجہ جو نام بنام جاگیر اور نقدی وغیرہ سے فرد علیحدہ پر لکھدی ہے
نسلاً بعد نسل بطنا بعد بطن بحال و برقرار رکھین اور کوئی ظلم و تعدی اونپر کرنا سکے عمارات و باغات اور
مکانات کو بدستور اونکے تصرف مین بعد وفات نسلاً بعد نسل اونکے قبضہ مین رہے اور عزیز القدر
دراب علی خان خواجہ سرا اور جملہ اہلکار اور ملازم کہ جو خدمتون پر مامور ہین ہوون سے محاسبہ اور حساب کتاب اپنا

سمجھا دیا اوسنے کوئی مواخذہ و تعرض کرنے نپاسے مگر انکو مناسب ہے کہ بموجب حکم وثیقہ جو کچھ خزانہ مین
جمع ہے اهالیان سرکار موصوف کو نشان دین اور اهالی سرکار اوسمین سے تین لاکھ روپیہ تعمیر و تیاری
مقبرہ کے واسطے اور ایک لاکھ روپیہ نذر کربلا و نجف اشرف و مکہ شریفہ کے لیے جدا کر دین اور
داراب علیخان کو مردمتدین ہے اوسکو اسکے صرف کرنے مین اختیار ہے اور مصارف مقبرہ کے لیے
پرگنہ مچھ پچھ اٹھہ سو دہات دس ہزار روپیہ جمع کا مقرر کیے جائین کہ آمدنی اوسکی مساکین و متوطنین مقبرہ کے
صرف مین آسکے اور تنخواہ برادرزادون اور لونڈیون اور وابستون کو محال جاگیر یا منافع مال سے داراب علیخان
دیا کرے اور کمنا اور لکھنا خانہ مذکور کا پیدا ہو غرض بعد اجرای جمیع وجوہ جو کچھ نقد و جنس سرکار عالیہ ہماری
مین باقی کامل ہے اختیار اوسکا اهالیان سرکار موصوف کے ہاتھہ مین تفویض کیا جو چاہین کرین
اور جسکو چاہین دین مگر بعض اقربا اور عزیز جو تنخواہ اور جگہہ سے رکھتے ہین بعد وفات اونکے وجہ تنخواہ مذکور
مین احتمال کمی و بیشی اور موقوفی کا خلاف معمول ہماری سرکار کے ہے ہماری مال سے جو کچھ پس انداز رہے
فراخور حال کے موافق اهالیان کمپنی کوئی وجہ مقرر کرین مورخہ بست و ششم رجب ۱۲۳۰ ہجری مطابق ۱۲۲۲ فصلی
اور یہ تنخواہ سوای اوسکی جو سرکار وزیر الممالک سے جا بجا و خاص محل اور ولیعہد و نواب میرزا علیخان اور سالار جنگ اور میرزا قاسم
و اکبر علیخان و اصغر علیخان کو مقرر ہے قرار پائی جائیگی جہت تیاری مقبرہ باہتمام داراب علیخان تین لاکھ نذر روانہ کربلا و نجف اشرف و اہتمام ایضاً ایک لاکھ

جمع مقبرہ اہتمام ایضاً تنخواہ برادرزادگان وغیرہ تنخواہ قاسم علیخان جسطرح عہد آصف الدولہ سے جاری ہے جاری رہے
اور امداد و اعانت اوسکی اهالیان کمپنی کرین اگر سرکار وزیریہ سے موقوف ہو یا اونکی اولاد زیادہ ہو ہر ایک کو بموجب فرد
فراخور حال دین اور تنخواہ خاص محل کی فرد کے موافق دینا چاہیے اور اگر تنخواہ لطف النسا بیگم و تقی علیخان
و مرزا نصیر کی اور اونکے فرزندان سمیت کوئی ... سے موقوف ہو ہماری جاگیر یا منفعت سے مقرر کیجاوے اسی طرح
تنخواہ فرزندان مرزا محمد کی بدستور رہے اور اگر سرکار وزیریہ سے امداد و نوازش ہو صورت ہماری جاگیر یا
منفعت سے مقرر کرین اور اولاد ظفر الدولہ در ماہہ اپنے باپ کا پاتی رہین اگر سرکار وزیریہ سے وہ ... ہم
تو یہان مقرر ہو بعد تحریر وثیقہ فرد حساب نقدی موجودات خزانہ مرتب ہوئی تمام ایک کرور ساٹھہ لاکھہ روپیہ
نقد تھا ایکدن بیگم صاحبہ بسبب کثرت عارضہ عریان اوس کاغذ وثیقہ کو دیکھتی تھین کہ اصغر علیخان چلے
آسکے اور یہ صورت پریشان اپنے عمہ حقیقی کی دیکھکر رونے لگے بیگم صاحبہ نے اوسوقت فرمایا کہ ای فرزند
یہ مقام گریہ و زاری کا نہین ہر ذی روح کو ایکدن یہ راہ درپیش ہے دامن صبر و شکیبائی کا ہاتھہ سے دینا نہ چاہیے

عقلمند عقل سے دور آپ کو مناسب ہے کہ موافق اس تحریر کے جو میرے ہاتھ مین ہے کاربند ہو خلاصہ عالم تخلیہ مین سب مقدمے انکو سمجھا دیے اور وہ کاغذ سپرد کیا حساب منفعت اور وثیقہ اور تعداد زر مذکور سی تین لاکھ روپیہ سالیانہ منفعت اہالیان انگریزی قرار پایا اور جان بیلی صاحب کو طلب فرما کر سب مراتب اپنے روبرو طے کیے یہان جنت آرامگاہ نے بہ نظر فراست کامل عاقبت اندیشی سے لیا قبل اسکے وہ کہ اور وثیقہ شہرت پذیر ہو اور جان بیلی صاحب اسکو صدر مین روانہ کرین استدعای فتوی ایک محضر اسمای فرضی سے لکھکر تیار کیا کہ علمای دین اور مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہین اس باب مین کہ ایک شخص زید نام ناحق شناسی کی وجہ باوجود موجود ہونے وارث شرعی کے ترکہ اپنا نزاع کے باعث عمرو کو حوالہ کرتا ہے اور ورثای شرعی کو مطلق محروم رکھنا چاہتا ہے یہ بموافق شرع شریف درست ہے یا نہین چنانچہ جملہ علمای لکھنو اور مفتیان خارج شہر نے جو بہرہ اس علم فقہ سے رکھتے تھے فتوی دیا کہ محروم رہنا وارث شرعی کا ترکہ زید سے خلاف شرع شریف کے ہے جب یہ کاغذ عبارت کتب وقایع وہدایہ وغیرہ کی دلیلون کے ساتھ مہر اور دستخطون سے مجلی ہوا دارالامارت کلکتہ مین پہونچا وہان کے پادریون علمای نصاری نے کہ اصل مطلب سے علم نہ رکھتے تھے علمای لکھنو کے فتوے کے موافق حکم دستخط کر دیے خلاصہ جب وہ کاغذ بخوبی تمام درست ہوا شادیانی جان بیلی صاحب مبدل بہ رنج ہوئی کہ وارث شرعی نواب وزیر یعنی جنت آرامگاہ موجود اور اہالیان صدر بھی دانشمندی جنت آرامگاہ سے جو بنظر تقدم بالحفظ ظہور مین آئی تھی متعجب ہو کر ورطہ حیرت مین غوطہ زن ہوے چونکہ تیر از کمان جستہ تھا یہ بات قرار پائی کہ اہالیان کمپنی کو سوای نقدی اور کسی شے سے سروکار نہین القصہ ابھی بیگم صاحبہ قید حیات مین تھین اور تقسیم نقدی کی نہوئی تھی قبل تشریف لانے نواب گورنر جنرل بہادر کے لکھنؤ مین بیگم صاحبہ اور جنت آرامگاہ دونون جہان فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کر گئے جب وزارت بندگانعالی یعنی رفعت الدولہ پر مسلم ہوئی اور یاوری طالع اور خوبی اقبال سے نزول دایرہ دولت نواب گورنر جنرل بہادر کا ظہور مین آیا وہ حرف مراد بخوبی کرسی نشین ہوا یعنی اس جلسہ مین دارا بطلیخان خواجہ سرا جو سوال وجواب مقدمہ مذکورہ کے لیے لکھنؤ مین آیا تھا خلعت سے سرفراز ہو کر موجود تھا چنانچہ نواب گورنر جنرل بہادر نے مقدمہ فیض آباد مین اسقدر فرمایا کہ نواب وزیر مالک اس ملک کے اور وارث جملہ مال ومتاع کے ہین رایگان جانا وہان کے اسباب کا منظور نہین اور سرکوبی کوہستانیون کی جو ملک نواب وزیر کے سرزمین ترائی مین تخم اپنے قبضہ کا بویا تھا نواب گورنر بہادر نے

عہدنامہ کے موافق اپنے ذمہ قبول کی کل ہونا چراغ بیگم صاحبہ کا باعث تاریکی فیض آباد کا ہوا نہ ازدواج تھی
بیکار و بی معاش ہوئے القصہ منشی سرکار عالیہ فیض آباد مین مامور ہوئے کہ موجودات خزانہ
وغیرہ کی نگاہ کرین اور ملک کی طرف عمال نواب وزیر کے روانہ ہوئے علاقہ جاگیر مریم مکانی عرف بادشاہ
بیگم صاحبہ کو جاگیر مین عنایت ہوا اور بہو بیگم صاحبہ کی طرف سے میر فضل علیخان مقرر ہوئے یہ بادشاہ بیگم لڑکی
نواب شیر خان کی تھین علم معقولات وحساب ہندسہ و نجوم مین یدبیضا حاصل تھا ہمیشہ تقویم احکام سال کی
ملکہ بادشاہان شاہجہان آباد کی حضور مین گذرانتی تھین اسوجہ سے خطاب شیر خانی اور سرمایہ آبرو کی ساتھ
حاصل تھا اور بنارس مین قیام پذیر چنانچہ ہندگان عالی عالم صاحبزادگی مین مفتون حسن روزافزون ہو کر اونکو
بہ اجازت والد ماجد و حرف زر اپنے عقد مین لائے اور تا حصول سند وزارت دوسرے عقد سے پرہیز رہا۔

میر فضل علی خان کی کیفیت

سید فضل علیخان سادات صحیح النسب ساکن شاہجہان آباد سے تھا بزرگ انکے سرکار شاہی مین عہدہ فوجدارخانی
وغیرہ سے بدرجہ اوسط ممتاز رہے فیض النسا نام انکی بہن کہ طلاقت لسانی رکھتی تھین اور قواعد محلات
سے آگاہ خدمت بادشاہ بیگم مین بعہدہ مغلانی گری ملازم و ممتاز اور میر موصوف بھی انکی سعی سے سرکار
موصوفہ مین نوکر ہوئے اور بہ وزیر رتبہ نیابت پہونچا تھا بالفعل یہ علاقہ جاگیر سلون مین مقرر ہوئے اور راجہ
ٹکیتا و درسنگہ بہمن حبا عہ دستگیر شدگان جنبت ازاں نگاہ سے مرد ہوشیار تھا معتمد الدولہ کی طرف سے منظور تھا
بہنگر چند متصدیون کے ساتھ دریافت موجودات خزانہ فیض آباد کو واسطے روانہ ہوا اور چھوٹے صاحب کچہری پادری
سے منشی سیر چند بسمیت امور ہوئے اور مرزا بنا علی مرثیہ گو افسردہ تخلص بہ اعتبار و وقفیت شد کیے اس
جرکہ کے تھا دارب علیخان نے کنجی خزانہ کی چھوٹے صاحب کو حوالہ کی اور بعد چند عرصہ کے نیکنامی کے
ساتھ خزانہ اوسکی زندگانی کا فراق اجل سے لوٹا بعد انتقال اوسکے اثاثہ اور احوال مذکورہ مین صورت
خیانت ظہور مین آئی صاحب ثروت مشہور ہوا راجہ ٹکیتا درسنگہ کا اسوقت سے ہے اور جو شخص اس معاملہ مین
شریک تھا صاحب دولت نکلا غلاصہ جو قسم نقد وجنس صیغہ منضبطی مین آتا تھا فتح علیخان ملقب الدولہ اورنگ
کی تحویل مین داخل ہوتا تھا اور عوض اوسکے خزانہ عامرہ سے نقد سرکار انگریزی مین جاتا تھا عہدہ دار درگاہی
ڈیوڑھیات منشیان بیگم صاحبہ فیض آباد کا کہ ظاہر مین گمنام اور باطن مین باعث فتوح قمقمی کا انتظام

ومرزا حسین علیخان صاحب ابن نواب قاسم علیخان نے صاحب رزیڈنٹ سے سفارش کرکے مرزا پناہ علی مرثیہ خوان کو دلایا تھوڑے عرصہ مین اس شخص نے وہ ثروت بہم پہونچائی کہ ارباب لکھنؤ و فیض آباد کو اسپر گمان قوی جو نسبت سے خالی تھا سرمایہ لاکھون روپیہ کا بہم پہونچایا غرض انکے مرنے کے بعد معتمد الدولہ نے بازار پیشکش مقبول مرزا حسین علیخان بہادر کو روغن قاز طمع کا ملکر اس کام پر راضی کیا وجہ یہ تھی کہ مرزا اندکور کو زر و جواہر کی نواب سالار جنگ اور قاسم علیخان کے گھرون سے ہاتھ آگئی تھی اخذ کرنا اوسکا منظور نظر تھا لیکن صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پاسداری مرزا محمد تقی خان جو مالک وثیقہ اور نواب فیض آباد سے مرکوز خاطر وہ صورت ظہور مین نہ آئی غرض بی بی لطف النسا بیگم صاحبہ روشنی چشم جناب عالیہ مرحومہ کی تھین مرزا ممدوح سے جو زمرہ اکابرین لکھنؤ و فیض آباد مین انکی شرافت اور نجابت و امارت و سخاوت و شجاعت و ہمت کو کوئی پہونچ نہین سکتا تھا نسبت پہنچین اور مرزا حیدر صاحب فرزند ارجمند انکے بطن سے اشتہار رکھتے تھے صاحب رزیڈنٹ نے جملہ انتظام وثیقہ و بہت اسورات فیض آباد کو انکی راے پر حوالہ کیا اور گنگا پرشاد قوم کایتھ تقسیم وثیقہ کو واسطے ملازم ہوکر چند سال مین اسقدر مالامال ہوا کہ طرح عمارت کی ڈالی اور رنگ احداث باغات کا جمایا اکثر بابت پیشہ مرزا حیدر صاحب سے متعلق رہا آخر کو نوکری گنگا پرشاد سے کھٹائی مین پڑا اور وہ صورت مفسدہ اور مناقشہ کی درمیان اہل وثائق کے پیش آئی کہ نقشہ اوسکا دست بدست قرار پائے اور جملہ ملک و مال بیگم صاحبہ فیض آباد پر اختیار کامل مالک و نزارت پر رہا ــ

ذکر مقید و نظر بند ہونے معتمد الدولہ بہادر کا

صورت زوال معتمد الدولہ اوبار رسیدہ کی جو ظہور مین آئی ایک یہ تھی کہ کسی شخص نے اشتہار شہر و شکسہ ہونے معتمد الدولہ کا علی تقی خان سے دروازہ آہنی پر وقت چسپیدہ کر دیا کہ ہنگامہ انکا اسکے اوسکے مضمون سے مطلع ہوکر بہ باعث اس امر کا گوشمالی پانے کے ساتھہ منظور نظر ہوا و بہ سبب افزائش تیرہ کی اسقدر ہوئی کہ ساتوین تاریخ محرم کو امام باڑہ آغا باقر مرحوم مین ارباب شیعہ اور اہل سنت مین جو فساد عظیم واقع ہوا یعنی جو علم ڈیوڑھی خاص محل اور خود محل سے اوسکے دو نکو لے شار ہیں اور نوبت کشت و خون کی آئی اور کوچہ قبر تکہ مین سکان مرزا جعفر و مرزا حاجی کے قریب وہ شور و ہنگامہ برپا ہوا کہ تمام متعلقان تمام کوفہ و صحابہ کی لیکر مسلمان کہنی و سکنائے لندن وغیرہ کے نسبت یورش تیرہ یا علان تمام ورش شدت سے ہوا کہ زبان طعن و تشنیع کی

شکایت اسکی حضور شہنشاہ جہان عالی مین آئی تب سے گرانی غلہ کی قحط سالی مین ارزانی رشوت سے نسبت
کار پردازان علاقہ کیفیات سے کہ جو باعث پریشان حالی غربا کی تھی اور جو تقسیم نہونا تنخواہ ملازمان سرکار
وغیرہ کا کہ اکثر آمدنی ملک کی صرف ذات خاص معتمد الدولہ مین آتی تھی اور پانچوین کثرت ظلم و تعدی سبب
روشن علی کی جو بھائی معتمد الدولہ کا مشہور تھا اہل حرفہ پر کہ اسباب قیمتی سو روپیہ کا ایکدوس پانچ روپیہ
پر بشکل تمام دیتا تھا اور دشنام و فحش سے ہر وقت زبان اوسکی آشنا رہتی تھی اور باب شنوائی شکایت کا
یک قلم بند تھا علاوہ ان سب باتون پر طلسم تازہ اہل شہر پر یہ تھا کہ ہزارون مکان پختہ و خام ہندو اور مسلمانون
کی تیاری عمارات دولت پورہ معتمد الدولہ مین کھود کر خاک مین ملا دی گئی و صاحب خانہ بصورت بنات النعش
پریشان ہوے اور اگر کسی خانہ برباد کو قیمت مکان دی تو ہزار روپیہ کے عوض مین سو دو سو روپیہ چنانچہ
عمارات عالی راستے کسی رام تخشی جو باعث مکرامت کی شمال عمارات معتمد الدولہ ہو گئی جلد کھینچا دو تین لاکھ کی مسمار
کی گئی چنانچہ اوسیمین ایک مکان کہ نام اوسکا چاندی خانہ مشہور ہے مقابل دروازہ مکان آغامیر مذکور جو
قبضہ مین کنگلہ محل کے کہ محلات نصیر الدین حیدر بادشاہ سے ہے موجود اور مکانات خرید وغیرہ جو سکے
خالی کرنے مین وہ عجائبات براہ ظلم بے وجہ کار آئی کہ اطفال و عیال صاحب مکانات کو سرپر چادر عصمت ڈالکر
نکالنا محال تھا غرض اس گرگا گری سے شگفتہ تازہ ہو فلک فرسا عمارت معتمد الدولہ کی جہان تا آباد ہی شہر تین
کہ طول و عرض اوسکا صد و پنجاہ ذرعہ کا ان سے پالش نہین کر سکتا ہے تمیز کی خلاصہ یہی عمارت کہ
ایک عالیشان محل تیار ہوا اور بغرض یہ ہندو مسلمان خانہ برباد کی صدائے زاری گوش پہ فلک سے گذری لیکن
شہنشاہ تعالی تک پہونچنا اس کیفیت کا کمال دشوار تھا کہ عرضی کسی کی بدون نظر ثانی معتمد الدولہ حضور تک
جانہ سکتی تھی اتفاقاً اگر کسی کی عرضی ملاحظہ تک پہونچ بھی گئی تو معتمد الدولہ نے تازہ مضمون انشا مین عرض
کیا کہ بسبب تنگی کوچہ ہای شہر اور کثرت گل و لای بازار کہ سدراہ گذر بگھی و بیچ گاڑی کی ہوتی ہے یہ صورت اوسکی
آراستگی کی ظہور مین آئی ہے اور قیمت جائداد مکان کی خاطر خواہ مالکین کو دیجاتی ہے لیکن یہ ارباب شرارت
پیشہ اس ہوا مین چاہتے ہین کہ آتش غضب شہنشاہ تعالی کی مشتعل ہو خلاصہ ایک خلق گرداب بلا اور ورطہ غم آ
مین پڑی تھی اور کسیکا ناوک دعا ہدف مدعا پر کہ ہر دم کمان زبان سے نکلتا تھا نشانے پر نہ پہونچتا تھا خلاصہ وہ ہوای
تعلی دماغ معتمد الدولہ مین سمائی تھی کہ آپ کو خرد زادہ سے بڑھ کر تصور کرتا تھا اور منظور نظر تھا کہ عالیجاہ کیوان
سلطان کو جو بادشاہ بیگم اور میر فضل علی کی طرف سے ناموس سے موقوف اور اپنی وضع پر دوسرے شخص کو

ومرزا حسین علیخان صاحب ابن نواب قاسم علیخان نے صاحب رزیڈنٹ سے سفارش کر کے مرزا پناہ علی
مرثیہ خوان کو دلایا تھوڑے عرصہ مین اس شخص نے وہ ثروت بہم پہونچائی کہ ارباب لکھنؤ و فیض آباد کو اسپہ
گمان قوی جو ضعف سے خالی تھا سرمایہ لاکھون روپیہ کا بہم پہونچایا غرض اسکے مرنے کے بعد معتمد الدولہ نے
باقرار پیشکش معقول مرزا حسین علیخان بہادر کو روغن قاز طمع کا ملکر اس کام پر راضی کیا وجہ یہ تھی کہ مرزا مذکور کو زر و نقد
جواہر کی نواب سالار جنگ اور قاسم علیخان کے گھرون سے ہاتھ آگئی تھی اخذ کرنا اوسکا منظور نظر تھا لیکن
صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پاسداری مرزا محمد تقی خان جو مالک وثیقہ اور نواب فیض آباد تھے مرکوز خاطر وہ صورت
ظہور مین نہ آئی غرض بی بی لطف النسا بیگم صاحبہ روشنی چشم جناب عالیہ مرحومہ کی تعین مرزا ممدوح سے جو زمرہ اکابرین
لکھنؤ و فیض آباد مین انکی شرافت اور نجابت و امارت و سخاوت و شجاعت و ہمت کو کوئی پہونچ نہین سکتا تھا
منسوب تھین اور مرزا حیدر صاحب فرزند ارجمند انکے بطن سے اشتہار رکھتے تھے صاحب رزیڈنٹ نے جملہ
انتظام وثیقہ وصیت اسورات فیض آباد کو انکی راے پر حوالہ کیا اور گنگا پرشاد قوم کائتھ تقسیم وثیقہ کے واسطے
ملازم ہوکر چند سال مین اسقدر مالامال ہوا کہ طرح عمارت کی ڈالی اور رنگ احداث باغات کا جمایا اگرچہ یہ
منصب مرزا حیدر صاحب سے متعلق رہا آخر کو نمکی گنگا پرشاد سے کشائی مین پڑا اور وہ صورت مفسدہ
اور مناقشہ کی درمیان اہل وثائق کے پیش آئی کہ نقشہ اوسکے دست بدست قرار پائے اور جملہ ملک و مال
بیگم صاحبہ فیض آباد پر اختیار کامل مالک وزارت پر رہا۔

ذکر مقید و نظر بند ہونے معتمد الدولہ بہادر کا

صورت زوال معتمد الدولہ اور بار رسیدہ کی جو ظہور مین آئی ایک یہ تھی کہ کسی شخص نے اشتہار تہمت و شکوہ ہونے
معتمد الدولہ کا تقی خان سے دروازہ آہنی پوشیدہ کردیا کہ جنگ کا انعال سے اور اسکے مضمون سے
مطلع ہوکر … باب اس امر کا گوشمالی پانے کے ساتھ متامل نظر ہوا وجہ سے افزائش تہمت کی اسقدر ہوئی
کہ ساتوین اٹھوین محرم کو امام باڑہ آغا باقر مرحوم مین ارباب شیعہ اور اہل سنت مین جو فساد عظیم واقع ہوا یعنی جو علم
ڈیوڑھی خاص محل اور خورد محل سے اوٹھے وہ تکرار سے پیچھے اور نوبت کشت و خون کی آئی اور کوچہ فقیر محلہ
مین مکان مرزا جعفر و مرزا حاجی کے قریب وہ شور و ہنگامہ برپا ہوا کہ تمام متعلقان تمام و کوفہ و صحابہ کی تکبیر
متوسلان کمپنی و سکناے لندن وغیرہ کے نسبت پرورش تہمت یا علان تمام اس شدت سے ہوا کہ زبان صاحب رزیڈنٹ کی ۲۰

شکایت اسکی حضور بندگان عالی مین آئی پیشتر سے گرانی غلہ کی قحط سالی مین ارزانی رشوت سی نسبت تھا
کار پردازان علاقہ گنجیات سے کہ جو باعث پریشان حالی غربا کی تھی اور چوتھی تقسیم نہونا تنخواہ ملازمان سرکار
دولتمدار کا کہ اکثر آمدنی ملک کی صرف ذات خاص معتمد الدولہ مین آتی تھی اور پانچوین کثرت ظلم و تعدی سید
روشن علی کی جو بھائی معتمد الدولہ کا مشہور تھا اہل حرفہ پر کہ اسباب قیمتی سو روپیہ کا لیکر دس پانچ روپیہ
بمشکل تمام دیتا تھا اور دشنام فحش سے ہر وقت زبان اوسکی آشنا رہتی تھی اور باب مشغولی [illegible] کا
کیا قلم بند تھا منجملہ ان سب باتون پر طلسم تازہ اہل شہر پر یہ تھا کہ ہزارون مکان پختہ و خام ہندو اور مسلمان
کی تیار کی عمارات دولت پورہ معتمد الدولہ مین کھود کر خاک مین ملا دی گئی و صاحب خانہ بصورت نہایت المنقش
پریشان ہوئے اور اگر کسی خانہ برباد کو قیمت مکان دی تو ہزار روپیہ کے عوض مین سو دو سو روپیہ چنانچہ
عمارات عالی راجہ ٹکیت رام بخشی و راجہ جھاؤلال کی شامل عمارات معتمد الدولہ ہو گئی جلد کھدوانا دو تین لاکھ کی مسمار
کی گئی چنانچہ اوسمین ایک مکان کہ نام اوسکا چاندی خانہ مشہور ہے مقابل دروازہ مکان آغا میر مذکور جو
قبضہ مین رنگلے محل کے کہ محلات نصیر الدین حیدر بادشاہ سے ہے موجود اور مکانات خرید و غیر خرید کے
خالی کیے زمین وہ عجائبات براہ ظلم بیدردی کار آئی کہ اطفال و عیال صاحب مکانات کو سر پر پاؤں رکھ کر بہ سمت الکہ
نکلنا محال تھا غرض اس گیر و گیری ہنگامہ حشر تازہ مین فلک فرسا عمارت معتمد الدولہ کی عین ناف آبادی شہر مین
کہ طول و عرض اوسکا بمسعود چشم ورحمت فلکان سے پیمائش نہین کر سکتا ہے تعمیر ہوئی خلاصہ کئی محلہ کھود کر
ایک عالیشان محل تیار ہوا اور بغرض یہ ہندو و مسلمان خانہ برباد کی صدائے زاری نالی گوش پیر فلک سے گذر گئی لیکن
بندگان عالی تک پہونچنا اوسکی کیفیت کا کمال دشوار تھا کہ عرضی کسی کی بدون نظر ثانی معتمد الدولہ حضور وزیر تک
جا نہ سکتے تھے اتفاقاً اگر کسی کی عرضی ملاحظہ تک پہونچ بھی گئی تو معتمد الدولہ نے تازہ مضمون اظہار مین عرض
کیا کہ بسبب تنگی کوچہ ہائے شہر اور کثرت گل و لای بازار کہ سدراہ گذر بگھی و بیچ گاڑی کی ہوتی ہے یہ صورت اوسکی
آراستگی کی ظہور مین آتی ہے اور قیمت جائداد مکان کی نا خواہ مکین کو دیجاتی ہے لیکن یہ ارباب تہمت
پیشہ اس امر مین چاہتے ہین کہ آتش غضب بندگان عالی کی مشتعل ہو خلاصہ ایک خلق گرداب بلا اور ورطہ عذاب
مین پڑی تھی اور کسیکا ناوک دعا یہ کہ ہر دم کمان زبان سے نکلتا تھا نشانے پر نہ پہونچتا تھا خلاصہ وہ ہوا کہ
خلل دماغ معتمد الدولہ مین سمائی تھی کہ آپ کو خداوند زادہ سے بڑھکر تصور کرتا تھا اور منظور نظر تھا کہ عامل جاگیر
سلطان کو جو بادشاہ بیگم اور میر فضل علی کی طرف سے مامور ہے موقوف اور اپنی وضع پر دوسرے شخص کو

حاکم مقرر کرے اور دیوانی ولیعہدی کی۔ اپنچ کسی رفیق سے سلسلہ پذیر ہوا اور وقت روانگی فرخ آباد اکثر
حرکات نا ملائم نسبت مرشدزادہ عمل مین آئین منجملہ اوسکے ایک یہ ہے کہ جب نواب گورنر جنرل بہادر بمصارف
مہم کوہستان سکہ کے واسطے خواستگار اعانت زر کے ہوئے تجویز بندگان عالی کی یہ ہوئی کہ ایک کرور روپیہ
سوای زر عوضی وثیقہ فیض آباد دیا جاے اور عہدنامہ اور وثیقہ اوسکا جدا کیا جاے معتمد الدولہ نے کہ مشتاق
اسکا بدل سے تھا مکرر کہہ کر زر مذکور کو خزانہ تحویلات ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان بہادر سے کچہری رزیڈنسی
مین پہونچایا جب گورنر جنرل لارڈ ماٹرا صاحب بہادر جانب مغرب سے پہر کر فتح گدہ اور فرخ آباد مین متوقف تھے
آمد آمد مرشدزادہ معتمد الدولہ کے ساتھ شائع ہوئی تہا چنانچہ چار پانچ سردار انگریزی براہ استقبال قدم درمیان ہو
اور مرشدزادہ کو لاکر رونق افزای خیام ذوی الاحتشام کا کیا پہلے دن جب مرشدزادہ ملاقات گورنر بہادر کے واسطے
آئے محفل مہمانی مین جلسہ رقص ولایتی بیبیون اور رومی انگریزی سازون کا منعقد ہوا المختصر سلسلہ آمد و رفت
معتمد الدولہ سوال و جواب مقدمات کے لیے جاری تھا اظہار اسکا یہ تھا کہ ہر چند خزانہ عامرہ سلطانی مین اختیار
میرا نہ تھا لیکن حسب استدعا سے گورنر بہادر بندگان عالی کو سمجھا کر سبیل زر مذکور لکھنؤ مین لایا اب امیدوار ہون
کہ وثیقہ اوسکا درستی پذیر ہو کہ مفویون نے آتش فساد مشتعل کی اور مزاج مرشدزادہ مین یہ آگ لگائی کہ
گرم بازاری معتمد الدولہ کی سرداران انگریزی مین ایسی شعلہ آور ہے اور آبرو مرشدزادہ پانی پانی ہے اور
رونق سواری نے اوسکے جلوس سواری خاص کا کر دیا غرض ان آتش افروزیون سے مزاج مرشدزادہ
منغض ہوا اور سرد مہری نے دلہین قیام کیا اتفاقاً ایک دن ہواے تند کی گرم رفتاری نے ایسی خاک
اوڑائی کہ خیمون نے اہل لشکر کے صورت طائر دم پرواز بہرا بلکہ جس خیمہ مین مرشدزادہ رونق بخش ہے وہ بہی
سرکولی ہوا سے قریب تھا کہ سرنگون ہو اور خیمہ معتمد الدولہ کو سوای ہزارون فراشون کے امرای عالیشان
دست بدست تھامے ہوئے تھے کہ پای استحکام جگہ سے نہ اوٹھین غرض ان ناہموار باتون نے دلہین شہزادہ کے
کی آگ لگا دی اور گرم بازاری معتمد الدولہ کی سرد ہوئی اور گرمجوشی محبت سرداران انگریزی کی وجہ مزاج
بندگان عالی کا جل بجہا اور اس گرما گرمی سے طبیعت افروختہ ہوئی کہ اوسکی آبرو و عزت بخشی ہوئی بادولت کی
تھی اب گرمی موافقت سرداران انگریزی نے رخ دولتخواہی سے پہیر دیا اسی طرح اکثر الفاظ شکایت
سر دربار علی محمد خان و محمد علیخان اور صمصام الدولہ بہادر کے روبرو زبان پر آئے غرض جب معتمد الدولہ لکھنؤ
سے پہر کر آیا ستارہ اقبال کا پہرا تھا بندگان عالی نے نظر بند فرما کر ارشاد کیا کہ اب دیکہتا ہون کہ کون ضمانت اوسکی

سکر تاہی کر نہ بدون طلب بارپایہ چو انہو اکے ان دو برسون مین جو اعزا لکھنؤ مین آئے کیفیت اونکی زیب قلم ہوتی ہے
پہلے نواب منصور خان ابن اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ دُرّانی تلاش معاش کے لیے آکر درمیان
محلہ حیدر آباد کہ تازہ آبادی ظہور مین آئی تھی طرح اقامت ڈالی ہنوز صورت درستی معاش سوای مدد خرچ جو معتمد
معتمد الدولہ سے پیدا ہوئی تھی کہ ادہی ایام ناکامی مین بیمار ہوکر دار فنا سے گذرے دوسرے عباس قلیخان پسر فخار الملک
فرزند منیر الدولہ جو شاہ عالم عالی گوہر کی طرف سے الہ آباد مین ناظم تھا اور اپنے باپ کی جاگیر مین نواح عظیم آباد
کی طرف مسکن پذیر تھا زیارت کربلای معلے اور نجف اشرف سے مشرف ہوکر ایران سے پھر کر لکھنؤ مین آئے
اور وقت ملازمت شمشیر قیمتی حضور پُر نور بندگان عالی مین گذرانی اور کتاب اپنی تصنیف کی ہوئی جسمین احوال سیاحت
اور مصائبات کا جو سفر عرب وعجم مین اقوام دہاتی کے ہاتھون اوٹھائین تھین اور اسکے نتیجہ بغداد مین
گرفتار ہوکر اثاثہ دو تین لاکھ روپیہ کا غارت ہوا تھا بعد کئی برس کے تین ہزار روپیہ ماہواری
انکا مقرر پایا اور اسی عرصہ مین نواب قاسم علیخان بہادر ابن نواب سالارجنگ بھی قضا سے مرے یہ نواب
رئیس اعظم ہمہ صفت موصوف تھا طعام نفیسہ سے زبان آشنا اور اچار مربے وغیرہ بنانے مین شہرہ تھا
اور ہاتھی گھوڑے تلوار کے بخوبی جوہر شناس اور قدر دانی ارباب علم وکمال کے بے نظیر تھے اور سررشتہ دوستی
خوانی مین داؤد ثانی و دولت نقد وجواہر سے ثروت وحشمت کے ساتھ مالا مال اور سرداران انگریزین گورنر جنرل
انکے مراتب عزت و توقیر کے ملحوظ خاطر اب بھائی انکے نواب اصغر علیخان اور فرزند انکے حسین علیخان بہار
گلستان ریاست باقی رہے اور اسی زمانہ مین مرزا نوازش علیخان ابن نواب سالارجنگ میدان قضا مین کام آئے
اسباب امارت نقد وجواہرات سے دولتخانہ انکا معمور تھا مگر وہ صفتین جو انکے بھائی قاسم علیخان مین تھین
نہ تھین رمضان علیخان کہ لباس لیاقت ذاتی سے آراستہ اور صاحب عمارت تھے اور بہو بیگم کی جنت آرامگاہ
کی عزیزون مین داخل تھی اس رشتہ سے قدیم اور مقرب جنت آرامگاہ کے تھے اور اسباب انکا بیش قرار تھا
تقدیر وہان قضا کے ہو گئے اور تنخواہ انکی انکے فرزندون کے نام زد ہوئی اور انہین دنون گلابداری کی
خزانچی کا بہارستان عمر خزان نصیب ہوا اور خزانہ حیات کا قزاق قضا نے لوٹ لیا عمارت اوسکی تین منزل و دروازہ
ویسا بازار مین بلند و وسیع جو تھی وہ بعد ایام غدر مسمار ہوئی یہ شخص نقال راجہ رای رتن چند کی وجہ معتمد الدولہ
ملازم ہوکر عہد جنت آرامگاہ مین خزانہ تقسیم سپاہ کا کہ جسمین دو تین کروڑ روپیہ ہمیشہ موجود رہتا تھا محصول تھا
دروازہ اسکے مکان عالیشان کا جو مقابل صحن حیدر باغ اور عمارات سنگین محل کی سر بازار ہوم گنج کی کا بنا تھا

حکم ہوا کہ کھود کر فرش کیا جاے لیکن صاحبکمپنی نے نذرانہ دیکر کچھ بلندی اوسکی پست کردی اور نواب جلال الدولہ بہادر امراے نامی شاہجہان آباد سے تھے پرگنہ مجہرانہ متعلقہ خیرآباد ساٹھ ہزار روپیہ جمع کا انکی جاگیر مین تھا ایک مدت سے پنجہ دست مرض مین ایسے گرفتار ہوے کہ پاؤن رفتار سے عاری تھے ایک نفری پایون کی مختصر چارپائی پر بیٹھ کر دربار نواب وزیر اور گورنر جنرل بہادر مین جاتے آتے تھے جب دار مدار انکا قضا نے جاگیر حیات سے اوٹھا دیا تو ترکہ کے واسطے صورت نزاع ظہور مین آئی آخر یہ تجویز ہوئی کہ ریاست محمد علیخان کی نام زد ہو اور پانچ ہزار روپیہ درماہہ جاگیر کے عوض نقدی خزانہ عامرہ وزارت سے عنایت ہوتا رہے اور اوس تنخواہ مین نواب مہدی علیخان اور نواب احمد علیخان اور امجد علیخان کی بھی تنخواہ قرار دیجاے غرض اس تہیہ سے وہ آتش فساد جو مشتعل تھی فرو ہوئی خلاصہ یہ تینون بھائی اون صفتون سے جو شایان ریاست اور عمارت کی تھین موصوف تھے عقل و علم و آداب و ہمت و شجاعت مین معروف رنگ آبرو و توقیر مہدی علیخان بہادر کا سرکار عالیین مین جاتا تھا اور اسی عرصہ مین تجمل حسین خان فرزند ارجمند تفضل حسین خان بہادر نے قضا کی یہ علامہ عصر ابتداے عہد جنت آرامگاہ سے آخر عہد غفران آب تک کبھی نائب اور کبھی وکیل و سفیر کلکتہ کے رہے اور علاقہ میواڑہ مین جو جاگیر انکی ساٹھ ہزار روپیہ کی تھی حمایت سرکار انگریزی کی وجہ کو کارپردازان سرکار وزیر نے دست انداز یان کین احمد حسین خان اور حیدر حسین خان وغیرہ فرزندان تجمل حسین خان بہادر کے نام بدستور بحال و برقرار رہی ۔

ذکر تغیر و تبدیل رزیڈنٹی و برروآمدن مرزا حاجی صاحب و آفرین علی خان و ملک نیابت کو پہونچنا معتمد الدولہ کا بعد مخلصی نظربند سے

مسٹر اشٹیپہی بہادر رزیڈنٹی گوالیار سے جان بیلی صاحب کے عوض لکھنؤ مین تشریف لاے یہان بعد نظربند ہونے معتمد الدولہ کے مرزا حاجی کاروبار نیابت کو رونق دیتے تھے اور علاقہ جاگیر بادشاہ بیگم صاحبہ متعلق آفرین علیخان خواجہ سرا تھا اور علاقہ سلطان پور مرزا محسن برادر خرد مرزا حاجی کے تعلق خلاصہ تحریر یہ ہے کہ اب معتمد الدولہ نے دیکھا کہ آزردگی بادشاہ بیگم صاحبہ اپنی بربادی منصب و وزارت کی باعث ہے اس فکر و تدبیر مین عرق ریزیان شروع کین کوئی دقیقہ سحر و افسون و طلسم و دعا و تعویذ وغیرہ بذریعہ فقیرین کے باقی نہ رہا کہ جو ظہور مین نہین آیا آخر کار سبحان علیخان نے بی بی قطبی بیگم کی وجہ آئینہ دل بیگم صاحبہ کا زنگ آلودگی

پاک کیا اور صورت صفائی پیدا ہو کر پھر خلعت نیابت سے مع نوبت و نقارہ سرفراز ہوا اس عرصہ میں مسٹر اسٹریچی صاحب رزیڈنٹ جانب کلکتہ تشریف لے گئے اور کچھ دن مسٹر ریبر بہادر قائم مقام رزیڈنٹ رہے کہ مسٹر جان سامٹن بہادر جو سابق دفتر فارسی صدر کلکتہ میں سکرتر اور رزیڈنٹ بنگالہ تھے عہدہ رزیڈنٹی لکھنؤ پر مامور ہو کر رونق فرما ہوئے کچھ دنوں کے بعد یہ بھی مستعفی ہو کر نہضت فرمائے ولایت ہوئے اور مسٹر رکھسن صاحب بہادر نے آکر مسند رزیڈنٹی کو رونق دی —

ذکر بادشاہ ہونا غازی حیدر خان بلقب شاہ زمن

جمعیت رائے اور روشن لال دو بھائی قوم کائتھ سکسینہ اطراف شاہجہان پور بانس بریلی سے لکھنؤ میں وارد ہوئے سررشتہ دار الضرب میں ملازم سرکار وزیر کے ہوئے غرض جو سکہ جلوس وزارت کا ہر سال بنایا پڑتا تھا کچھ نمونہ کی راہ کلکتہ میں جاتا تھا ثالث بالخیر انکو جو سال تیسرا شروع ہوا یہ صورت تازہ سکہ نقش پذیر ہوئی کہ ایک طرف شاہ عالم بادشاہ خلافت پناہ شاہجہان کا نام اور دوسری جانب لفظ اودھ اور صورت مچھلی کی کہ رسم قدیم یہان کی ہے یعنی نواب صفدر جنگ بہادر جب صوبہ اودھ میں جلوہ آرا ہوئے ہنگام مداخلت پہلی مچھلی سے نذر حضور میں گذری لہذا بنظر شگون نیک سکہ میں مروج ہوئی و مضروب ہو کر روانہ صدر کلکتہ کا ہوا چونکہ مزاج بندگان اختراع پسند تھا نقشہ جدید مرسلہ دونوں بھائیوں کا کہ درمیان دو شیرون کے تصویر نقش تھی پسند ہو کر جاری کیا گیا اور چند روپیہ حسب دستور روانہ صدر ہوئے نواب گورنر بہادر نے جواب محبت نامہ کا مبارکباد جلوس میں اس مضمون کے ساتھ تحریر فرمایا کہ بندگان عالی فضل الہی سے مالک ملک اور اپنے اقلیم کے بادشاہ ہیں سکہ مضروبہ اگر بنام نامی اپنے منقش فرماتے تو بھی زیبا اور بجا تھا آمدم بر مطلب جب نواب گورنر جنرل لارڈ ماٹرا صاحب بہادر لکھنؤ سے جانب مغرب باشتیاق ملاقات بادشاہ شاہجہان آباد میں نہضت فرما ہوئے مگر بوجہ مشکل ملاقات آئینہ ظہور میں رونما نہوئی مگر اندر کے صورت غبار آشکار اب معتمد الدولہ نے مضمون محبت نامہ سے آگاہ ہو کر بواسطہ ریپورٹ صاحب رزیڈنٹ الالیان صدر کلکتہ سے تحریک اس امر خاص میں شروع کی کہ سکہ بنام بندگان عالی جاری ہو الالیان کونسل کلکتہ نے دو فریق ہو کر یہ مشورہ ہوا تجویز ایک فرقہ کی یہ تھی کہ پیدا ہونا اس صورت کا خالی تکلف سے نہین اور رای دوسرے فرقہ کی حسب مراد خلائق جب نوبت نواب گورنر بہادر کی آئی رائے دوسرے فرقہ کی پسند فرما کر یہ اجازت دی کہ نواب وزیر الملک دینی

ہر طرح اختیار رکھتا ہے اور شکایت بادشاہ دہلی کی اسطرف ہو نہین سکتی وزیر سے ہوگی مختصر اٹھارہوین
ذیحجہ ۱۲۳۳ ہجری کو صورت وزارت سلطنت سے مبدل ہوئی اور بزم جشن جلوس براہ حسن وخوبی کے ساتھ
منعقد اس تقریب مین تین کروڑ روپیہ اس حساب سے صرف ہوا کہ دو کروڑ روپیہ تکمہ تخت وچتر مرصع کی تیاری
کے واسطے خزانہ قدیم جنت آرامگاہ سے ساہ گوپال لال پسر ساہ بہاری لال کی تحویل مین جمع ہوکر تخت
وچتر شاہی مرصع ومکلل جواہر کار وشامیانہ کارچوبی جھالردار مروارید وغیرہ تیار ہوا اور ایک کروڑ روپیہ بطریق
تواضع خدمت سرکار کمپنی مین ارسال ہوا اور مسٹر ریکٹس صاحب رزیڈنٹ لاکھون روپیہ نقد اور اجناس
وتحائف حوصلہ وانداز سے خارج تھا مالا مال اسقدر دریای جود وبخشش نے جوش مارا اور سات دن
برابر جشن اس خوبی وحسن کے ساتھ قرار رہا کہ تمام بلاد مین وعملہ خرد وبزرگ انعام واحسان و
خلعت ہاے فاخرہ سے مخلع اور دولتمند ہوئے اور ہنگامہ رقص وطرب کا صورت حشر برپا رہا ولیعہدی
شاہزادہ مرزا نصیر الدین حیدر سے رونق پائی اور معتمد الدولہ منصب وزارت سے سرفراز ہوا چونکہ دفتر
حساب عمر راجہ دیا کرشن کا قضا سے انھون کا دور ہوا تھا نول کرشن لڑکا انکا خطاب راجہ کے ساتھ
خلعت عہدہ واصلباقی خالصہ سے ہمہ تن مخلع ہوا اور سرپرستی تخمینگیری کی راجہ چتر بھجن آفتاب سے لیکن چند
عرصہ مین فرد حساب نول کرشن کی اجل نے چاک کی گلستان عہدہ دیوانی خالصہ سے راجہ سیوہ رام برخوردار ہوئے
اور راجہ بالکرشن پسر نول کرشن نگہداشت کاغذ واصلباقی سے نہال ہوئے اور سکہ مبارک جو سبحان علیخان
نے موزون کیا یہ ہے سکہ زد برسیم وزر از فضل رب ذوالمنن ۔ غازی الدین حیدر عالی نسب شاہ زمن
اور نواب روشن الدولہ ابن مشرف علیخان ابن سید علیخان وزیر دوم اور علی محمد خان ابن نوازش علیخان
ابن نواب سالار جنگ معتمد الدولہ کو نذرانہ دیکر وزیر سوم اور صمصام الدولہ مرزا ججو صاحب برادر محمد تقی علیخان
وزیر چہارم مقرر ہوئے اور میر نظر علیخان فرزند میر افضل علی ہانسی والہ جو برادر داماد معتمد الدولہ کا تھا عہدہ
جرنیلی سے ممتاز ہوا اور نیابت انکی حسام الدولہ فقیر محمد خان بہادر پر مسلم ہوئی اور خلعت نیابت وزارت
سبحان علی خان کو مرحمت ہوا اور خلیل الدینخان خدمت وکالت مطلق سے سرفراز ہوئے خلاصہ وقایع
وزیر بے شش ونیج رونق عنصر وزارت معتمد الدولہ کی تھی اور نام کچہریون کے اس روش پر مبدل
ہوئے دار الانشا دار الاجرا صدر الصدوری اور کچہری سلطانی دفتر نظامت دفتر جرنیلی دفتر دیوانخانہ
وغیرہ اور جمعداران مضافات لکھنؤ نے عرضداشتین اپنے مبارکباد سلطنت کی نذرون سمیت ارسال کین

اور خطابون سے راجگی ورائی کے نام آور ہو کر دم اطاعت کا بھرنے لگے اور بعض کوتہ اندیشون بد سرشت
نے بنیاد گڑھی اور قلعہ کی ڈال کر راہ بغاوت پر قدم زن ہوئے۔ گو آفرین علیخان بدخواہان معتمد الدولہ مین
محسوب نہ تھا لیکن دوست و دشمن کا بھی حساب دشمنون کے شمار مین ہے اس نظر سے خواجہ سرای
مذکورہ کو مرزا حاجی سے موافقت تھی آئینہ دل معتمد الدولہ کا مکدر تھا دربار مین آنے کے واسطے
ممانعت تھی غرض اوسی تھوڑے زمانہ مین سرای فانی سے مسافر ملک عدم کا ہوا اور میر حیدر بخش نائب
آفرین علیخان علت محاسبہ ملک مین مغضوب اور مقید ہو کر ایام مقیدی مین قید حیات سے رہائی پائی یہ شخص
حنفیہ مذہب کی خوبی سے عاری تھا یعنے مذہب امامیہ کو اس درجہ بڑھایا کہ نام صحابہ لکھکر زیر فرش بچھایا تھا کہ
پائمال ہون چنانچہ کربلا و تال کٹورہ لکھنؤ مین اب تک موجود ہے اور جب نوبت مرزا حاجی کی آئی یہ بھی
بلاؤن مین مبتلا ہوئے اور تمنای نیابت مین اسباب امارت اوسی شان و عظمت کے ساتھ جو تھا مہیا کر
پیش پیش ہاتھی سو ڈیڑھ سو گھوڑے ایام تعطل مین رونق فیلخانہ و اصطبل رہی بلکہ ایام تعطل مین بندگان حضرت
اکثر فرماتے تھے کہ ہمنے ایک شیر خونخوار پنجرے مین نگاہ رکھا ہے جسوقت سلسلہ زنجیر کا اوسکی گردن سے
جدا ہو دیکھئے کس کس کو لقمہ کرے خلاصہ اس تقریر کا اشارہ معتمد الدولہ کی طرف تھا چونکہ عداوت قلبی
تھی معتمد الدولہ نے مرزا محسن برادر مرزا حاجی کو محاسبہ چکلہ سلطانپور مین گرفتار کیا اور مرزا حاجی کو
انکی علت مین آنے سے دربار مین حکم ممانعت بندگان حضرت کا نافذ کیا درپے آبرو تھا ہی وہ خاک کشتی مین
اوڑائی کہ گھر کو گھر ہو اس عجلت اور سرعت مین صورت اخراج شہر سے خلاف شان ثروت ظہور مین لائے
یعنے مرزا حاجی پیادہ پا سر بازار تمازت آفتاب مین اپنے مکان سے نکلکر روانہ ہوئے جو شخص دیکھتا تھا
اونکی شان ثروت و عظمت و حشمت و شوکت کو یاد کر کے پردہ چشم آب اشک سے پر کرتا تھا مرزا محسن
لطیفہ سنج اوس عالم پریشانی مین بھائیون اور رفیقون کے ساتھ روانہ ہوئے یہ تاریخ اپنے اخراج
کی فی البدیہہ استخراج کی یعنے سو ۵ ای غریبی ہا اور وجہ اخراج مرزا حاجی کی ساعتًا یہ تھی کہ مرزا حاجی نے
سید غلام علی پسر میر حامد علی کو چند ہزار روپیہ دیا کہ ملکر قتل معتمد الدولہ کو مامور کیا تھا چنانچہ ایکدن حکیم واجد علیخان
کے گھر مین کہ انکی لڑکی کی محفل کتخدائی منعقد تھی اور معتمد الدولہ بھی رونق افزای بزم شادی تھے کہ ہنگامہ رقص
برپا ہوا تمام اکابر لکھنؤ موجود تھے اور میر غلام علی بھی سلاح بستہ شریک تماشا و خواستگار وقت قتل معتمد الدولہ
تھا کہ شیخ امام بخش ناسخ تخلص نے اس اسرار سے مطلع ہو کر معتمد الدولہ کو بواسطہ فقیر محمد خان بہادر

مطلع کیا القصہ فقیر محمد خان بہادر سے مطلع ہوکر بہ نظر تقدم بالحفظ غلام علیخان سے ہتیار طلب کیے
جب وہ دینے پر راضی نہوا بہادر مذکور نے اوسپر طپنچہ پستول سر کیا غلام علیخان نے بھی زخم کھا کر
فقیر محمد خان سی بزبان شمشیر بات کی کہ ہر دو زخم رسیدہ ہوئے اور وہ گرفتار جسوقت یہ شخص ہمہ تن برہنہ کیا گیا
تب مہاجن تعدادی دس ہزار روپیہ کچھہ کم و بیش اوسکے بازو پر جو بصورت تعویز بستہ تھی دستیاب ہوئی
چنانچہ اسی کاغذ نے شہادت عزم مرزا حاجی کی بندگان حضرت کے روبرو دی اور حکم اخراج جاری
ہوا اور غلام علی دائم الحبس ہوکر کئی برسون کے بعد قید حیات سے رہا ہوا جب ہاتھہ مرزا حاجی پر صاف ہو چکا
پای نظر معتمد الدولہ منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان پر پڑا سیلے کئی لاکھہ روپیہ بواجب و غیر واجب ذمہ اسکے
واجب الادا انکا الکر طلب کیا اونہون نے کہ دانشمند تھے بحکمت عملی کام کیا بواسطہ وکیل علاقہ زر مطلوبہ
بلکہ کچھہ زائد حساب سے دیکر خواستگار خلعت سال آیندہ کے ہوئے معتمد الدولہ نے بھی مصلحتاً غفلت ہی
کو واسطے پردہ الطاف و کرم آیا یعنی چکلہ بہرائچ کا اونکے علاقہ قدیم پر زیادہ کرکے ارسال کیا منتظم الدولہ
نے نظم و نسق اس علاقہ بہرائچ کا بھی بخوبی کیا لیکن ایک چودھری اوس علاقہ کا کہ صاحب دولت تھا حسب اشارہ
معتمد الدولہ قدم زن راہ کجرفتاری پر تھا منتظم الدولہ نے اوسکو حیلہ او تدبیر سے کسی شخص کے ہاتھہ سے
راستہ عدم کا دکھایا اور مال و اثاثہ اوسکا تمام و کمال اپنے خزانہ مین داخل کیا ظہور اس معاملہ کا دل
معتمد الدولہ مین صورت خار پر آزار کھٹکا منتظم الدولہ اسوقت تھا اوسنے شاہجہان پور علاداری سرکار
کمپنی انگریز بہادر مین کہ محمدی سے نزدیک تھا طرح تعمیر عمارت کی ڈالی اور بتدریج تمام دولت و حشمت
کے ساتھہ شاہجہان پور مین جاکر بواسطہ صاحبان عالیشان انگریز بہادر بندگان حضرت کو لکھہ بھیجا کہ جو کچھہ مناسب
سمجھیے لینا منظور ہو بضمانت سرداران انگریز حاضر ہون لیکن حاضر ہونے لکھنؤ مین قاصر ہیں کیف کاوش خار
فکر کی دل معتمد الدولہ مین رہی اور مجبور ہوکر ظہور اس امر کا اپنے خوبی اقبال سے تصور کرکے زر مناسب
جو کچھہ تھا بانتہا طلب کر لیا اب فکر معتمد الدولہ مظفر علیخان بن لطف علیخان کی دامن گیر تھی یہ شخص صاحب
نفس اور شجاع تھا عہدہ دیوانخانہ اور توپخانہ کا متعلق سوای بادشاہ کے دوسرے کی طرف رجوعکا نہ سے
عار تھی آخرکار امرت لال نام کایتھہ شاگرد مرزا قتیل کا نظم و نثر مین جو متصدی مظفر علیخان کا تھا اوسکو
پیش کرکے چند قصور مظفر علیخان پر رکھکر خانہ نشین کیا بعد اوسکے اسد الدولہ معروف غلامی کہ غلامان
۱۲۴۰ پرورش یافتہ جنت آرامگاہ اور مقرب آنحضرت سے تھا صاحب ثروت و شجاعت اور سپاہگری مین معروف

چند غلام شفقت سپرد اوسکے تھے ایکدن بندگان حضرت نے ایک شیر کو پنجرے سے کھولکر جلو خانہ دربار سے فرمایا کہ شمشیر اور چار آئینے اوسکو شکار کرو میان غلامی نے اوسکے حملہ سے مقابل ہوکر ایسا چابکدستی سے اوسکو کیاکہ وہ زبون اور ناتوان ہوا اوسوقت سے خطاب اسد الدولہ پایا چار پانچ سو راجپوت وغیرہ نمکخوار کی کابھرتے تھے جو معتمد الدولہ بہ سبب خاش آبادہ ولیہدی اوسی جمعیت کے ساتھ ذکو بند و قین شیر کی ہوئین تمام مال و اسباب سمیت شہر سے نکلکر راہ کانپور کی لی ایک کوٹھی متصل دردولت اوسکی عمارت سے کمال تکلف سے تعمیر اور آراستہ موجود تھی اور کانپور پہونچکر طرح قیام کی عمارت نوساختہ مین ڈالی اور چند عرصہ کے بعد مکان اوسکے حیات کا مسمار ہوا اور دیوارین چار عناصر کی منہدم ہوئین اسیطرح مسمی روشن کہار کہ معتمدان جنت آرامگاہ اور بندگان حضرت سے تھا اور کنجیان خزانہ حضوری اور جواہر خانہ کی اوسکے ہاتھ مین تھین ایکدن معتمد الدولہ نے کچھ روپیہ روشن سے طلب کیا بدون اجازت آقائی دینے مین تامل کیا بلکہ حضور مین حاضر ہوکر زبان شکایت و خیانت معتمد الدولہ کی کھولی مسمی لعفو رفوبات معتمد الدولہ نے اوسے زبردستی ساتھ لیکر تغیر اور تبدل اوسکا کیا پشت افگار کی وجہ اوس کہار کو ایک دن ساتھ اپنے جہان عمارت بن رہی تھی لیجاکر کسیکو اشارہ کیا کہ اوسنے ایک خندق مین ڈالکر زندہ درگور خاک سے معمور کیا اور بندگان عالی سے عرض کی کہ وہ دنیا سے گذرا واللہ اعلم یہ امر زبان عوام سے سماعی ہو اور اسیطرح الہ بخش مرہٹہ کہ ثروت اور دولتمندی اوسکی اس درجہ رونق کو پہونچی تھی کہ اوسکی فرزند کی بزم شادی مین قریب ہزار جوڑہ قاب و کاسے کے ایک رنگ دسترخوان پر پہونچے تھے اور دو تین لاکہ روپیہ اوسکا بازار مین منتشر رہتا تھا کسی صدور قصور مین کشان کشان شہر سے خارج کیا کہ وہ بیلی عمل انگریزی مین کہ وطن قدیم اوسکا تھا جاکر علاقجات زمینداری کی سوال اور مستاجری لیکر عماندون کی صورت بسر کرتا تھا اور جابہ دربار داران انگریزی مین محسوب خلاصہ اسیطرح پیرائین بدخواہون کی ظہور مین آئین اور اسطرح کی حکایتین بہت ہین —

ذکر خیرخواہان معتمد الدولہ

جملہ رفقاے دولتخواہ ایک اعظم علیخان شخص بازاری ناخواندہ نے بسبب تعلق لڑکپن سے غمگسار معتمد الدولہ تھا وقت عروج دولت زمرہ مین خاص خواصون کے منسلک ہوکر کا تعلم دیوان اور اشرفیان نذر کی اوسکو

ہاتھہ مین رہتی تھین پہلے انعام لباس و دوشالہ وغیرہ سے ممتاز ہوکر بمداخلت کلی مزاج معتمد الدولہ مین پائی اور
رفتہ رفتہ خفیہ امورمین محرم اسرار ہوا از آنجملہ خزانہ و توپخانہ وغیرہ تمام کارخانون پر دست قدرت حاصل کیا
خلاصہ اسقدر انعام اور اکرام اور امانت اور خیانت مین دولت کثیر ہاتھہ آئی کہ مالک لاکھون روپیہ کا ہوا اور گردن کشی
مشہور تھا رفیع وعالیشان عمارات اسکی برابر و مقابل عمارات معتمد الدولہ کے اوسی کر و فر کے ساتھہ اب تک
تعمیر ہے اور ایک کوٹھی فلک فرسا نعل دروازہ مین موجود اور جسوقت سوار ہوتا تھا شہر و بازار مین ہزار پانسو
روپیہ فقیرون محتاجون کو تقسیم کردیتا اسکا بات تھی اور خدمتگار اوسکے لباس گران قیمت سے ہمہ تن آراستہ
رہتے تھے اور ہزارون روپیہ رقص و طرب مین بواسطہ ہوا صرف ہوتا تھا خلاصہ طلا زبان معتمد الدولہ سے الیتا نام
اور صاحب ہمت دوسرا نہ تھا ٹیپو خان جو عہدہ شتر سواری مین پندرہ روپیہ کا ملازم تھا ثروت و دولت
اوسکی رفاقت معتمد الدولہ کی وجہ سے اس ترقی کو پہونچی کہ ہزارون روپیہ سنگریزہ کے مانند طوائفون کے
انعام مین صرف ہوتا تھا حرف شناس تھا نہ سبق کتاب مروت کا پڑھا اکثر کارخانہ دواب کا اوسکے تعلق تھا
تیسرے سنگین خان ان شخصون کی طرح شرافت اور پرہیز مین مشہور لیکن فی الجملہ عدالت العالیہ مین
مداخلت رکھتا تھا رات دن ساغر چشم بادہ نشہ شراب سے لبریز و اُم الخمر مالنذ ادیان اسکی بدولت مالامال
تھین اور بیچارہ محض تھا جو تھے روشن علی نام سادات کو تاریک کیا مرد سفلہ طبع خراب و فضح بدزبان
محض فحش گو ممسک و بخیل و سخت بیمروت تنخواہ ملازم و قیمت جنس بائع کو دینا اوسکی مذہب مین حرام تھا
کوئی شخص علی الصباح نام اوس نحوست شعار کا زبان پر نہ لاتا تھا پانچوین میر اسد جوان وجیہ سفید پوست
لحیم و شحیم سابق تحویلداری جنس کو ٹھیون کی حوالہ اوسکے تھی اسوجہ سے صاحب سرمایہ ہوا ایک دن
ہنگام جائزہ سبوی خاک آلودہ کوٹھی مین رکھا تھا جو اوسکو باہر لاکر دیکھا کئی سیر اوراق طلا پر تھا اپنے
گھر مین روانہ کیا خلاصہ ان صورتون سے مالامال و دولتمند بنگیا چھٹین اشرف نام باورچی کہ بخوبی مال
اوسکی کلی تھی ہزارون روپیہ کی عمارت پیدا کرکے سرمایہ زندگی کا بہم پہونچایا تھا ساتوین میر بندہ علی سپہ
شاکر علی قوم حمامی ذلیل اوقات سرکار مہاراجہ دولت رام سیندہیہ مین پہونچکر مسخراپن کی بدولت
کچھہ سرمایہ بہم پہونچاکرکے کسی لڑکی طوائف سے جو منظور نظر مہاراج کی تھی آنکھہ ڈالتا تھا اس قصور سے
اوس سرکار سے صورت اخراج ظہور مین آئی ٹوپی ترک سوارون کے مانند سرپر رکھتا تھا آپکو سید کہکر
پہلی لباس سیاہ رنگ عشرہ محرم کا اور اشرفی نذر و زنجیر طلا جو ہمیشہ نذر سادات ہوتی تھی سرکار معتمد الدولہ سے

حاصل کیا کرتا تھا آخر مسخرہ کی اوسکی استقدر چمکی یعنے کبھی حسب پروانگی سر بزم مقعد اوسکی عشیرت شمع بنتی تھی
اور کبھی ہولی اوسکی کون مین رکھوا کر بکریان عقب اوسکے دوڑائی جاتی تہین یہ کیفیت دیکھکر معتمد الدولہ اور
حضار مجلس ہنستی ہنستی قہقہہ دیوار بنجاتی تھی اسی طرح ایک دن موش مسلم حلق مین اوتار گیا غرض نقلین
لاکھون روپیہ دستیاب ہوئے یعنی پچاس پچاس ہزار روپیہ اور جواہرات اور پشمینہ وغیرہ ایک ایک دن مین
انعام پاتا تھا نو عورتین اپنے عقد مین لاکر عمارت عالی محلہ منشی گنج مین آراستہ کی خلاصہ اس وضع کے
بہت لوگ تھے کہ ہر ایک کی تشریح خیال مین سوای فوت مطلب اور کچھ فائدہ نہین غرض سوای انکے رفقای
نامور و آبرو دار صاحب دانش و علم و کمال مین موصوف اس سرکار مین بہت تھے اور وہ ریاست اور
دولت بہم پہونچائی تھی کہ بعد زوال معتمد الدولہ برسون عیش و عشرت مین اوقات اونکی بسر ہوئی پہلے
سبحان علی خان علامہ عصر بصفت موصوف تھا بے نظیر عالی فکر خوش تدبیر یعنی معتمد الدولہ کسی کام پر
بے مشورہ انکے قدم نہین رکھتا تھا دوسری تاج الدین حسین خان صاحب عقل ارسطو عہد قوم کنبوہ مین مثل انکا
کم تیسرے شجاعت شعار غضنفر محمد خان بہادر گویا تخلص خاندان محمد خان نائب قائم خان بنگش کے چراغ
الہی ریاست کامل اونکی فتح آباد مین موجود ہے چوتھے سید وفا خان صاحب کہ رسالہ قوم مغل خاندان ترک بیگ
و بدل بیگ خان روسای شاہجہان آباد سے تھے پانچوین ... کی بدولت ثروت کامل حاصل کی
مولوی خلیل الدین خان فرزند قاضی القضات نجم الدین علیخان رونق خانوادہ جمیل الدینخان تورانی
عہد نواب شجاع الدولہ مین صاحب رسالہ روسای قصبہ کاکوری سے تھے جامع فنون و صاحب علم و کمال
دولتمند و خوش اقبال چھٹے حکیم واجد علیخان ثانی افلاطون نقش حکمت و طبابت مین ابقراط ثانی ساتوین
ساہ بہاری لال فرخ آبادی اور لڑکا انکا گوبند لال ساہوکار کہ شہرہ اونکی دولتمندی کا مشہور عام تھا

شرح بیان اسراف معتمد الدولہ

اکدن ایک فراش کو چہرہ غمگین و صورت محزون دیکھکر معتمد الدولہ نے وجہ اوسکی استفسار کی اوسنے عرض
کی کہ نکاح لڑکی کا درپیش اور کیسہ خالی استقدر لیاقت پاس میرے نہین کہ اس بار گران سے سبکدوش
ہون یہ فکر سوہان روح ہے یہ سنکر معتمد الدولہ نے ... کو حکم دیا کہ اعظم علیخان سے دریافت کرو
کہ آمدنی آج کی خزانہ مین کسقدر ہے ... معلوم ہوا کہ لاکھ روپیہ کسی عامل کا ملا آیا ہے ...

مخاطب ہوکر فرمایا کہ تیری قسمت مین اسیقدر آمدنی تھی جلد اعظم علیخان سے لیکر غرض اوسیوقت زر مذکور
ہاتھیون پر بار ہوکر اوسکے گھر مین سردست پہونچا المختصر مصارف نفقات مذکورہ کا کم سے کم دو تین ہزار
روپیہ سے اور زیادہ دس بارہ ہزار سے ہر مہینے مین نہ تھا پس اسطرح سے مصارف سلاطین اقالیم
عظیمہ کو کب میسر ہوسکے ہون سے کہ اس قلیل ملک مین بکثرت خرچ خالی خرچ ہو نہ تھا بعضو وزرو وزارت
پناہ کا نعالی سے ایک کوڑی خزانہ سلطنت مین داخل نہین ہوئی جملہ آمدنی ملک صرف تعدی اور فرمائشات
معتمد الدولہ مین در آئی آخر سبحان علیخان نے ایک روز پردۂ غفلت کے معتمد الدولہ کی آنکھون سے کھینچ
اوٹھا لے اور باتین عاقبت اندیشی کی سمجھائین کہ آخر کار انجام اس اصراف بیجا کا کیا ہوتا ہے مناسب
کہ وہ فکر اندیشہ کیجاسے کہ صورت انتظام امور ملک ظہور مین آئی وزر بلا وجہ تلف و رائگان نہو کچہ خزانہ مین
جمع کیا جاسکے کہ وقت ضرورت کام آسکے سبحان اللہ معتمد الدولہ نے یہ سنکر انتظام اوسکا اس وضع پر
قرار دیا کہ بندگان عالی جو امراض ورم جگر و استسقا و صلابت معدہ وغیرہ مین مبتلا تھے حکیم مرزا علی وغیرہ اطبای
سلطانی کے ساز و باز سے جام شراب اور پیالہ بنگ پر گو انکار تھا رکھ لیا اور نوبت افراط کی اس تعلی کو
پہونچی کہ شام سے صبح اور صبح سے شام تک عالم مخموری اور نشہ مین گذرتی تھی اتفاقاً اگر کسی وقت لباس
ہوش مین آکر بندگان عالی توجہ امور سلطنت کی طرف فرمانے لگتے تا کچھ استفسار کسی معاملہ کا کرتے تھے
تو معتمد الدولہ سر و دستار قدم مبارک پر رکھکر عرض کرتا تھا کہ پہلے حضور جام صحت بخش جو باعث تندرستی
اور اعتدال مزاج عالی کا ہے نوش فرماوین پھر خانہ زاد ہر قسم کی کفش کاری کا سزاوار ہے اور آبداران
سرکاری کو تاکید تھی کہ بیسرے حضور اور غیبت مین کسیوقت پانی خالی مسکرات اور شراب سے نرہے غرض
وس پردۂ غفلت مین معتمد الدولہ اپنی عروس مدعا سے ہم آغوش تھا اور صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ سے بواسطہ
منشی غلام حسین خان کہ شخص بے خلاف تھا اطمینان حاصل کی اور تازہ چالاکی معتمد الدولہ اقان تاریخ ملاحظہ
فرماوین کہ منشی خلیل الدین خان کو صدر کلکتہ مین بھیجکر وہ مضمون پیدا کیا کہ اخبار صحیفہ لکھنؤ کا جو اخبار صدر مین
چھپا جاتا تھا آنا اوسکا یہان موقوف ہوا بلکہ اہل اخبار کے ساتھ کچہ ایسا سلوک پیدا ہو کہ آیا کہ جو کاغذ
شمس الاخبار ہے یا جام جہان نما کلکتہ سے آتا تھا سوائے تعریف و مدح بندگان حضرت کے اور مضمون
خلاف نہوتا تھا اور صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ بھی معتمد الدولہ کے پاس خاطر کی وجہ کیفیت یہان کی قلم انداز
فرماتے تھے چنانچہ کوتاہ نظری آنکھون کا باعث بربادی ملک اسبب یہ چار فکرین واسطہ دارگیری و ابر معتمد الدولہ و نوکرمین

پہلے یہ کہ جس پیرایہ مین جو کچھ خزانہ قدیم سے نکلے میرے خزانہ مین داخل ہو دوسرے یہ کہ بندوبست
ملک اس وضع پر قرار پائے کہ سوای میرے رفیقون کے دوسرے کی مداخلت نہو اور آمدنی ملک
میرے قبضہ تصرف مین رہے تیسرے اکابرین لکھنؤ اور مہاجنون سے جسطرح بنے صورت اخذ زر
جلوہ آرا ہو چونکہ عمدہ ترین مصارف سلطانی سے یہ ہے کہ اب کثرت سپاہ مین تنخواہات صرف پر ہے
آخر کار یہ صورت اپنی کارسازی سے ظہور مین لایا اور یہ صیغہ نذرانہ ہم نکلی وہر رسالہ سے بیس بیس ہزار
روپیہ پیشگی وجہ نذرانہ مین لینا شروع کیا اور ساہوکارو اور اہل حرفہ پر اس صورت سے ہاتھ اخذ زر کا دراز کیا
مشتی نمونہ از خروارے سب کا لکھا اس گوشہ کناری والہ کہ زمرہ اہل حرفہ سے صاحب دولت تھا لاکھ روپیہ
کہ فراہم شات محلات معتمد الدولہ مین خرچ کیے تھے جب وہ خواستگار ہوا کار پردازان معتمد الدولہ نے اوس
دیوانہ حماقت شعار کو پری کے مانند اس شیشہ مین اوتارا کہ اگر صورت حصول قدمبوسی بندگان حضرت ظہور مین
آئی تو ہچشمون مین دیدہ و دانستہ باعث افزونی آبرو کا ہے وہ دیوانہ دام فریب مین آکر لباس خلعت
بادشاہی کا معتمد الدولہ سے آرزومند و طلبگار ہوا معتمد الدولہ کہ اسی فکر مین تھا اوسکو ساتھ اپنے دیوانخاص
بارہ دری سلطانی مین لیجا کر ایک مقام پر بٹھا دیا اور کہا کہ مین حضور اقدس سے عرض کر کے تدبیر حصول
خلعت عمل مین لاتا ہون یہ کہکر وہ قصر اپردہ سلطانی کے اندر تشریف لے گئے اور یہ دیوانہ پری
زدہ تمنای خلعت کے نشا مین پھولا ہوا بیٹھا تھا کہ اتفاقاً بندگان حضرت رونق افزاے بارہ دری ہوئے
اور اوسکو بہیئت کریہ مجسم و شیم دیکھکر فرمایا کہ یہ کون ہے مرد ادان کی مجال نتھی کہ معتمد الدولہ کے
ساتھ لائے کو زبان پر لاوین مہر سکوت لب پر لگائی کہ بندگان حضرت نے تصور فرمایا کہ ہم مدت سے سنتے تھے
کہ یہان اس جگہ دیو پلید کا مقام ہے عجب نہین کہ وہی ہو حکم دیا کہ نظر بند رہے چنانچہ حکم کے ساتھ لوگون
نے دست بدست پکڑ کر گرفتار کیا اور کشاکش اس درجہ سے ہوئی کہ وہ اقبال آشفتہ حال بلای تازہ مین
مبتلا ہوکر قریب تھا کہ پاجامہ مین ہگدے سمجھا کہ جان و دولت و ناموس و عزت سب پانی پھرا اور چشمون کی
نالون سے اشک رائگان کے مانند گرا قدمون پر معتمد الدولہ کے سر رکھکر زار نالے کرنا شروع کی
بحکم مصرع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ما خلاصہ معتمد الدولہ نے اوس ابلہ مسکین سے فارغخطی زر مذکور کی
تو زائد حساب جرمانہ مین لکھوا کر پا کیا کہ وہ جان و عزت اپنی لیکر کافور ہوا اب چند ساعت جو بندگان حضرت
پہر وہان تشریف لائے کے استفسار فرمایا کہ وہ دیو کہان ہے ایک شمال او سکا پتا نتھا کہ اصل مطلب کو نقل کرکے

چینی در اسپست اوسکی تمام آنکھین دوڑسے آخر کار معتمد الدولہ نے عرض کی کہ اللہ تعالے اسنے بندگان حضرت کو لباس کرامت ظاہری اور باطنی سے آراستہ فرمایا ہے اصل مین وہ مرد دو دلپید بیشک دیو سیاہ تھا کہ اسا چمکی اور پہرے سے جہان فرشتہ پر نہین مارسکتا مقتضاے نگاہ کی صورت غائب ہوگیا چنانچہ ثالث بالخیر وہ تینون وزیرون اور ارباب محفل نے کلام معتمد الدولہ پر روغن قاز ملا اور تائید کی کہ وہ بلا سر معتمد الدولہ سے ٹلی اور کبھی معاملہ اس صورت سے کہ بروے کار آئے ایک شخص تھا کہ بندگان حضرت چند روز سے از روے التفات تلاشی اوسکے تھے کہ معتمد الدولہ نے آزردہ ہوکر حکم دیا کہ تو اپنے گھر سے ہرگز قدم باہر نرکھنا اور بندگان حضرت سے یہ بات بیان کی کہ وہ تو الہ وہان شہید قضا کا ہوا ایکدن شامت اوس بیچارہ پر اسوار تھی کہ اوسنے قدم گھر سے باہر رکھا تھا کہ اتفاقاً بندگان حضرت کی سر سواری نگاہ اوسپر جا پڑی حکم دیا کہ یہ فلان شخص ہے جلد حاضر کرو معتمد الدولہ کہ ہمرکاب تھا اوسنے ناوک نگاہ چارون طرف ڈالی کارپردازان سواری کہ نظر شناس تھے عین وقت پر تعمیل حکم والا سے چشم پوشی کی اور مانند مردم نگاہ کے اپنی جگہ سے حرکت نکرسکے اور وہ تینون وزیر بھی آنکھین معتمد الدولہ کی دیکھتے رہے باہم چار آنکھین ہوکر صورت آئینہ متحیر تھے بندگان حضرت نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے صورت بزم تصویر عالم سواری مین نظر آتی ہے سبھون نے بالاتفاق ایک زبان ہوکر عرض کی نظارہ بخش چشم کونین نے بندگان حضرت کو چشم بیدور چشم پر نور جہان مین اپنی عین عنایت سے عطا کی ہے پردے ظاہر و باطن کے کہلے ہین جو کچہ حضور ملاحظہ فرماتے ہین ہم سب لوگ ہرگز دیکھہ نہین سکتے خلاصہ زبان حضرت پر یہ کلام تھا کہ وہ ای وہ ہے اور زبان پر ان کو تہیون کے دیدہ و دانستہ یہ حرف تھا کہ کہان ہے کہان ہے لامحالہ حضرت بادشاہ کو یقین کامل ہوا کہ بلاشک یہ صورت لباسی تھی غرض اسطرح حکایتین بہت ہین بوجہ ضخامت کتاب قلم انداز کیا اسقدر روایا لا ابصار کو للبلیق نمونہ اقتدار معتمد الدولہ سے کافی ہے تجویز تقسیم نظامتون کی شمہ کیفیت بند و بست و انتظام ملک کی یہ ہے کہ معتمد الدولہ نے نظامت چکلہ بیسواڑہ کا اپنے سمدھی روشن الدولہ کو سپرد کار سے دلاکر چار پانچ لاکھہ روپیہ شمارہ ملک کے نام سے خزانہ معتمد الدولہ مین سات برس تک برابر داخل ہوا کیے اور باقی جمع خزانہ ایشان معتمد الدولہ اور تنخواہ سپاہ متعینہ اور صرف ناظم مین ورا کی ایک خرمہرہ خزانہ سلطانی مین داخل نہوا اسی لاکھہ روپیہ مین المال اس عرصہ مین روشن الدولہ نے خرچ کیے پانچ پانچ سو سات سات سو روپیہ درماہہ ایک ایک فرقہ کا تھا منجملہ اوسکے منشی جہنگا اور مرزاکی صاحب

گذشت نماسے زمانہ مین اول چکلہ محمدی ساہ گوبند لال سے اس شرط سے لیا کہ بعد خرچ سپاہ و فرمایشات جو کچھہ
پس انداز ہوگا سرکار مین پہونچا دونگا علی ہذا القیاس دوم علاقہ سلطان پور جو اسّی لاکھہ روپیہ سے زیادہ کا تھا
تاج الدین حسین خان کو مرحمت ہوا اور آخر عہد معتمد الدولہ تک بحال رہا لشکر انکا لشکر محمد شاہ کا جواب تھا چاندنی
چوک آراستہ کیا سیکڑون طاسے لئے ارباب نشاط کے مہیا اور دکانین ہر پیشہ کی صرافہ اور بزازہ اور نانبہ
اور حلوائی وغیرہ کی موجود اور توپخانہ و سپاہ اسی شان و عظمت کے ساتھہ وغلام حسین خان چکلہ دار سابق سلون
آباد و دیا ہوا جنت آرامگاہ کا اسقدر متمول اور دولتمند تھا کہ سو پچاس ارابہ زر نقد ہمیشہ اوسکے ہمراہ رہتے تھے
یہ شخص کمال جری اور رسا تھا اور علداری اسکی رونق پذیر وقت انتقال چونکہ لاوارث تھا تمام مال و منال لاکھون
روپیہ کا ضبطی تاج الدین حسین خان مین در آیا اور اسی قوت سے ہاتھہ پانون ایسے نکالے کہ جادۂ اعتدال
سے گذرے ایک زمیندار ایک لاکھہ کئی ہزار روپیہ عین المال کا باقیدار تھا اور محصور یعنی قلعہ بند تھا عین مقابلہ کے
وقت مین ایکدن مجلس عزای حضرت امام حسین مین تنہا ایک بینی و دو گوش آکر موجود ہوا اور اپنے نام سے
نشان دیکر متظلم ہوا کہ مین حضرت امام حسین کی ضمانت سے حاضر خدمت ہوا ہون اب چاہو بخشو اور چاہو قتل کرو
اوسوقت تاج الدین خان سے سوائے اسکے کچھہ بن نہ آئی کہ کاغذ اوسکے محاسبہ کا اپنے دفتر
سے لیکر پارہ پارہ کیا اور حوض پر آب مین ڈال دیا اور فارغخطی دیکر رخصت کیا اور عشرہ محرم مین لاکھون روپیہ کا
صرف تھا المختصر گویا یہ علاقہ جاگیر مین تاج الدین حسین خان کے تھا بلکہ وہلہ مین ضبطی چکلہ دار سابق سے
کچھہ رقم قلیل سرکار مین داخل ہوئی اور بعد اوسکے کچھہ آمدنی دست بردا شتہ فرمایشات معتمد الدولہ اور
سبحان علیخان مین در آئی تھی باقی جملہ تاج الدین حسین خان اور سپاہ معینہ کے صرف مین خرچ ہوتی تھی
ایک حبہ خزانہ سلطانی مین داخل نہوا بنارس اور کانپور مین دکان خزانی کی آراستہ کی اور عمارات عالیہ
کی لکھنؤ اور کانپور مین طرح ڈالی سوای ضبطی مذکور بائیس لاکھہ روپیہ نقد آمدنی سرکار سے ذمہ خانہ کوبر
متصدیان دفتر کے حساب سے واجب الادا تھے اور اسی طرح جو علاقہ اور چکلہ فقیر محمد خان اور
پنڈو خان کے تفویض تھا زر آمدنی علاقہ انکے رسالون کی تنخواہ مین محسوب تھا اور کچھہ فرمایشات معتمد الدولہ
مین صرف ہوتا خزانہ سلطانی سے کچھہ واسطہ نہ تھا اور جو علاقہ ساہ جی سے متعلق تھا وہ جیب خاص معتمد الدولہ
کہلاتا تھا اور چکلہ بہرائچ میر ہادی خان مخاطب سیف الدولہ ابن میر زین العابدین خان برادر جعفر علیخان
چکلہ دار سابق کے نام زد تھا یہ ملک نہایت سیر اور شاداب تھا سوائے آمدنی محصولات زمین کے ایک آمدنی تازہ

یہ تھی کہ ایک قوم جو سب کچھوا یعنی سیار اور سانپ کے کھاتے واسلے دزدی پیشہ قطاع الطریق صاحب
جمعیت گنگا یا گھاگرہ کے کنارے مقام قلب سمجھ کر قیام گزین ہوتے تھے چنانچہ مال و متاع تاجرون
اور مہاجنون کا بلا تامل غارت کرتے تھے اور مردان سپاہ انگریزی جو رخصت و رضا لیکر اپنی پلٹن سے
وطن کی طرف جاتے تھے اونکو جنگل مین مار کر تھیلیان اشرفیون کی اونکی گردن سے نکال لیتے تھے
چنانچہ سیف الدولہ نے قتل و قمع انکا اس حسن و خوبی کے ساتھ کیا کہ اس انتظام اور بند و بست سے
تمام دم اطاعت کا فرمان برداری کے ساتھ بھرتے تھے کہ نمائش انکی صدر کلکتہ تک علی الاتصال
پہونچی تھی اور اوقات انکی کمال عیش و عشرت مین گذرتی تھی ایک فرنگن بھی اور محلون کے سوا
انکے محل مین تھی اور اسقدر عیاشی اور امارت مین زر کثیر صرف کیا کہ انگشت نمای اہل شہر ہوے کہ خلاصہ یہان
سے بھی نصف روپیہ سرکار معتمد الدولہ مین پہونچتا تھا اور متصدیان دفتر دیوانی مالا مال تھے غرض رسم ارسال
زر عاملون کی جانب سے خزانہ سلطنت مین یک قلم مفقود ہوئی اور عمال سے یہ عمال تک کسیکو پروا اس
امر کی نہ تھی کہ کوئی شخص ہمارا گریبان گیر ہوگا اور زمیندار علاقون کے اچھے شعور ہو کر بے محل خرچ مین مشغول
تھے ظفر الدولہ فتح علیخان کپتان صاحب خزانہ اسباب بہ صورت سپند آگ مین جلتے تھے کہ بندگان حضرت کو
کچھ پروا آمدنی کی نہین ہے جو کچھ صرف ہوتا تھا خزانہ قدیم سے تھا جب صورت تقاضای طلب تنخواہ
عزیزان و اقربایان سلطانی و سپاہ شاگرد پیشہ و امرای لکھنؤ ظہور مین آتی تھی کچھ علی الحساب دیکر زبان بندی
اونکی ہوتی تھی یا اوسی خزانہ قدیم پر گذرتی تھی اور آمدنی سائر و گنجیات شہر کی اسقدر نہ تھی جو اس خرچ کو
کفایت کرتی اور گرانی غلہ کی اس درجہ ترقی پذیر ہوئی کہ عہد دولت جنت آرامگاہ مین گیہون فی روپیہ
بیش سیر سے کم نہین بکے اور اس عہد دولت مین ابتدای جلوس سے آخر تک آٹھ دس سیر سے
زیادہ فروخت نہین ہوے ۔

ذکر پیدا ہونے صورت نزاع درمیان ظفر الدولہ و معتمد الدولہ کے

حقیقت مین ظفر الدولہ خیر طلب اور دولتخواہ کا قدم اس راہ مین نہوتا تو خدا معلوم کیا نوبت گذرتی جب
پانچ چھ کرور روپیہ خزانہ قدیم سے ان صورتون مین خرچ ہوچکا زبان ظفر الدولہ پر حرف شکایت بہ
اعلان تمام آنا شروع ہوا اور معتمد الدولہ نے اونکی جان و حرمت کے درپے ہو کر اسقدر تنگ کیا

کہ اونھون نے کنجیان خزانہ اور جواہرخانہ اور توشکخانہ وغیرہ کی بندگان حضرت کے روبرو رکھدین اور
خواستگار رخصت کعبۃ اللہ اور کربلاے معلی کے ہوے لیکن یہ صورت ظہور مین نہ آئی اور کچھ دنون
یہ معاملہ اسی طریق سے اولجھا رہا جب ظفر الدولہ ہمہ تن عازم سفر کربلا ہوے محلات سلطانی کو یقین
کامل ہوا کہ اب کوئی پشت پناہ ہمارا سرکار شاہی مین نہین رہا باہم متفق سب محلات نے بھی بندگان حضرت
سے عرض کی کہ جب ظفر الدولہ جاتا ہے ہم بھی امیدوار رخصت کے ہین کیونکہ حضور دست معتمد الدولہ
سے مجبور اور بادۂ غفلت مین شیشۂ دل عاشق کی مانند چور ہین غلام جب یہ باتین ظہور مین آئی تھین
بندگان حضرت سوگند دلا کر تسلی آمیز کلام سے پیش آتے تھے ـ

ذکر تنگ گیری معتمد الدولہ کی ساتھ وارثان سلطنت جنت آرامگاہ اور نوکرون اونکی کے

نواب شمس الدولہ بہادر کے حال کی سوا کہ رونق افروز بنارس تھے اور بندگان حضرت کے بھائیونکا
حال جو رونق دار السلطنت اور بزم آراے سلطانی تھی زیب قلم ہے کہ عدم دستیابی مواجب مشاہرہ
سے اسقدر تنگ آئے کہ علی الاتصال بندگان حضرت سے نوبت عرض معروض آئی اور صاحب رزیڈنٹ
بہادر نے بھی اس باب مین مہر سکوت لب سے اوٹھائی اور انکے تصفیہ معاملات مین قدم رکھا پہلے
نواب نصیر الدولہ بہادر نے کہ چھوٹے بھائی حضرت ظل سبحانی اور بھائیون مین بڑے تھے خواستگار مشاہرہ
کے ہوے معتمد الدولہ نے عرض کی کہ اگر حساب بیباقی کا ہو تو کچھ حکم ہو بجالاؤن اور اگر حساب
کوئی چیز لائق شمار کے ہے تو کاغذات خزانہ جنت آرامگاہ سے ثابت اور متحقق ہے کہ یہ حسب
مقدمات مالی اور ملکی کے مالک ہمہ تن تھے اور امور دیوانی وخالصہ دیہات کے جا بجا متعلق شمس الدولہ کو
علاقہ انبار وتحویلی سپاہ سے فقط کام تھا اور قطع نظر اسکے جو وقت رجوع مقدمات عاملون سے
سالہا سال زر نقد دستیاب ہوا ثروت اور دولتمند ہونا انکا ظاہر کچھ پوشیدہ نہین کہ کوئی انکو ہم پلہ
دولت کے نہین اور چوراسی لاکھ روپیہ نقد امانت انکی تحویل مین جمع ہے اوسکو بنصفیت بیست
خزانہ عامرہ مین داخل کرین خلاف آداب یگانگت اور خیر اندیشی نہین بعد اوسکے حساب تنخواہ پیش فرماوین
اور نہین ارزال چند اقوام ولاکھ سے جو اونکے مصاحبت مین لگے ہین وہ جو کچھ مناسب سمجھاوین
پیش باب اوس پر عمل فرماتے ہین یہ تقریر پیچدار سنکر بندگان اقدس اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے

ارشاد کیا کہ بیشک زر امانت لیلینا چاہیے اور مفسدون کی سزا دینا مناسب خلاصہ جب شمشیر فکر معتمد الدولہ
نے یہ جوہر دکھائے اوسیوقت ایک ضرب توپ اور تمن نجیب وکمپنی تلنگہ دروازہ نواب نصیر الدولہ بہادر پر بیجکر
ماسور کیا اور تاکید کی کہ زر امانت جنت آرامگاہ خزانہ سلطانی مین داخل کرو اور سد باب آمد و رفت اہل رفقا کی
راہ کھلی اور عظیم اللہ اور رحیم اللہ قوم حجام کہ بصورت دو نفر ایک بادام کے تھے اونپر حکم طلبی کا جاری ہوا
اور مسماۃ عظیمنا طوائف کہ معشوقہ عظیم اللہ کی تھی اور کمال کشاکشی مین گرفتار بلوایا اور چوکی پہرہ اوسکے
گھر پر ماسور کیے گئے غرض عالم اضطراب مین عظیم اللہ نے سوائے رجوع ہونے کے اور کوئی علاج اس
مرض کا نہ دیکھا بہرکیف زر مذکور براہ تواضع دینا مناسب سمجھا اور نواب نصیر الدولہ بہادر نے رہائی عظیم اللہ
پنجہ دست غضب معتمد الدولہ سے غنیمت سمجھی بعد اوسکے نوبت نواب جلال الدولہ مہدی علیخان کی
آئی یہ سب فرزندان جنت آرامگاہ سے چھوٹے تھے اور یوسف کے مانند عزیز اور ماں انکی نواب خاص محل
کہ پہلے تاج محل خطاب انکا مشہور تھا یہ بھی سب محلون سے محبوب زیادہ تھین کرور روپیہ نقد سوای جواہرات
وغیرہ کیسۂ امانت میں رکھتی تھین جہاہولال کا تھہ دیوان خانگی کے تحویل مین تفویض تھے کہ منافع اوسکا
جمع کیا کرے چونکہ زر مذکور تصرف ماہولال مین تھا دو تین لاکھ روپیہ اوسمین سے لیکر تعمیر عمارت مین صرف کیا
اور اسقدر عیش ناہنجار اور نشاط بداطوار مین مشغول ہوا کہ خاص محل کو صورت بدنامی ظہور مین آئی اور کیفیت یہ
بواسطہ معتمد الدولہ بندگان حضرت تک پہونچی اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کو اطلاع دیکر محاسبہ کرور روپیہ کا
اوسکے سر پر رکھا گیا اور ماہولال کو کشان کشان بے آبروئی کے ساتھ بلوا کر پہلے تیغ زبان کے جوہر
دکھائے اور پھر ایک لکڑی مین باندھکر ایسا عذاب ضرب و سلاق سخت مین مبتلا کیا کہ جان زار اوسکی لبون تک
آئی اور جلال الدولہ بھی اس متصدی سے رنجیدہ خاطر تھے کہ یہ عہد شباب مین جب روپیہ خرچ کو واسطے
طلب کرتے تھے ماہولال زیادہ مقدار مناسب سے نہین دیتا تھا اور نواب خاص محل بھی اسی وجہ آزردہ
تھین حسن اتفاق سے اوسی زمانہ مین پچاس ہزار روپیہ نقد بندگان حضرت نے صرف شادی و ولادت
فرزند کے واسطے جلال الدولہ کو کہ فرزند سے کم نہ سمجھتے تھے عنایت فرمائے معتمد الدولہ نے بوعدہ
ادای زر مذکور رسید مہری منگوا کر رقم مذکور مین مجرا کیا اور ماہولال سے کئی لاکھ روپیہ نذرانہ لیکر فیصلہ کیا
اور باقی کے واسطے وعدہ خلافی کرکے متصدی مذکور کو گرفتار کیا اور وہ کاوش و پرخاش کی کہ جلال الدولہ
اشرفی و جواہرات جسقدر ہاتھہ آیا لیکر اسپ سوار پوشیدہ بغرض کلکتہ راہی ہوئے جب دیکھا کہ شکایت معتمد الدولہ

تا مسموع ہے جہاز پر سوار ہو کر بیت اللہ اور کربلا سے معلی کا راستہ لیا غرض جب ان دونوں مرشدزادوں صاحب اعتماد کی یہ صورت گذری اور مرشدزادگان کا حوصلہ پست ہوا چنانچہ محمد حسین خان بہادر نے بھی جلاوطنی اختیار کیا اور باقی کاظم علیخان اور جعفر علیخان وغیرہ نے عالم مجبوری میں جو کچھ قلیل قلیل معتمد الدولہ دیتا تھا اوس پر قانع تھے لیکن کوئی شخص سرمایہ اور ثروت سے خالی نہ تھا اور اسی زمانہ میں معتمد الدولہ اور مرزا تقی خان کے درمیان میں صورت نزاع پیش آئی وجہ اوسکی یہ تھی کہ معتمد الدولہ کے تین لڑکی تھیں اور ایک لڑکی پاؤں سے معذور تھی جو میر نظر علیخان پالکیسی والہ کے ساتھ منسوب اور ایک لڑکا دختر روشن الدولہ سے منسوب تھا اور شادی دوسرے کی دختر شاہ میر خان کے ساتھ ہوئی یہ خانوادہ برہان الملک و جناب عالیہ فیض آباد سے تھے چونکہ یہ نسبت خلاف قدر و منزلت شاہ میر خان کی تھی اونھوں نے وقت درخواست معتمد الدولہ انکار شادی سے کیا اور کہا کہ لڑکیاں مجھ غریب کی غریب خاندان میں جاتی ہیں یہ سنکر معتمد الدولہ نے راہ جبر و ظلم پر قدم رکھا ناچار شاہ میر خان نے شہر چھوڑا اور کلکتہ میں پہونچکر جسکو دیکھا وہ دوست معتمد الدولہ کا ہے جہاز پر سوار ہو کر لندن کی طرف سدھارے اور محمد تقی خان کہ لکھنؤ اور فیض آباد میں رہتے تھے وہ بحث شاہ میر خان میں خفا ہو کر کانپور عمل انگریزی میں تشریف لیگئے لیکن صاحب عالیشان نے تمنا کے ساتھ طلب کر لیا اور معتمد الدولہ نے مرزا چھجو صاحب جو چھوٹے بھائی محمد تقی خان کے تھے اونکو وزیر چہارم مقرر کیا اور صمصام الدولہ خطاب دلایا —

ذکر نمک حرامی معتمد الدولہ جناب عالیہ متعالیہ بادشاہ بیگم کے ساتھ اور دشمنی نصیر الدین حیدر و محسن الدولہ

جب معتمد الدولہ نے بخوبی ہاتھ پاؤں نکالے پھر راہ اطاعت بادشاہ بیگم سے قدم اوٹھایا اور چاہا کہ دیوانی ولیعہد بہادر کی سبحان علی خان کے نام نزد ہو اور سمجھا کہ بدون اخراج میر فضل علیخان یہ صورت ظہور میں آنا غیر ممکن اسنے چند پرچہ اخبار بے انتظامی جاگیر کے باب میں گوندہ و جرائم سے کہ تعلق اونکی تھی درست کر کے حضور بندگان حضرت میں گذرانی آخرکار جناب بیگم صاحبہ تک پہونچکر داروغگی جاگیر میر فضل علی خان کے اوپر حرف آیا لیکن در ماہیہ خانہ نشینی میں معقول جناب بیگم صاحبہ عنایت فرمائی تھیں اور آمد و رفت ڈیوڑھی پر جاری تھی جب معتمد الدولہ نے دیکھا کہ شیشۂ تدبیر میں بال

بدگمانی پیدا اس مقدمہ کو مختلف سماعت بندگان حضرت مین پہونچا کر حکم اخراج میر مذکور کا حاصل کیا چونکہ میر مذکور فرمان پذیر جناب بادشاہ بیگم کا تھا اوسنے معتمد الدولہ کو جواب دیا کہ مین مطیع تمہارا نہین ہون بدون اجازت بادشاہ بیگم کے کہ ملازم اونکا ہون ہرگز قدم شہر سے باہر نرکھونگا یہ تقریر گرم سنکر معتمد الدولہ جل گیا اور افروختہ ہوکر اس مضمون کو آب وتاب کے ساتھہ خلاف پیرایہ مین بندگان عالی کے گوش زد کیا اونھون نے چین بہ ابرو ہوکر حکم قضا تشیم نازل فرمایا کہ اگر میر فضل علی زندہ گرفتار آسکے نہین سر دست سر اوسکا حاضر دربار دولت ہو معتمد الدولہ نے چاہا کہ اس حکم والا کو اب تعمیل کرے یعنی سوار ہوکر اوسکے مکان پر یورش کرے لیکن معلوم ہوا کہ دو چار سو آدمی جنگی گرد پیش مسلح بیٹھے تھے جان تو عزیز ہوتی ہی دو ضرب توپ اوسکے دروازہ پر روانہ کین ہنوز محاصرہ مکان نہوا تھا کہ میر مذکور نکلکر ڈیوڑھی بادشاہ بیگم مین مخفی ہوا معتمد الدولہ نے طلب کیا بادشاہ بیگم نے ارشاد فرمایا کہ ہمنے دستگیری تیری نظر بندی کی اسی چشمداشت پر کی تھی کہ روبرو آنکھون کے آیا اب سر اوسکا میرے سر کے ساتھہ ہے اور یہ سوال وجواب معرفت لی مغلانی ہمین میر مذکور کے تھا اس وجہ سے اسکی تقریر آرائیون نے اور بھی صورت نقیض پیدا کی غرض صبح سے چار گھڑی دن رہے تک یہ حشر برپا رہا اوس عہد مین مسٹر اشٹیر صاحب بہادر قائم مقام رزیڈنٹی کے تھے اونھون نے ایک انگریز متعینہ چہاونی منڈیانون کو ڈیوڑھی بیگم صاحبہ بھیجکر یہ پیام دیا کہ نزاع فیمابین باعث خونریزی خلائق ہے لہذا میر مذکور کو ہماری ضمانت اور کفالت سے ہمارے پاس بھیجو وجان ومال پر اوسکے اصلا حرف ضرر کا نہ آنے پائیگا بادشاہ بیگم نے بعد اطمینان وعہد وپیمان میر مذکور کو صاحب ممدوح کے پاس بھیجدیا ایک دن اپنے مکان مین بعزت تمام رکھکر دوسرے دن پہرے تلنگون کے ساتھہ دیگر طرف کانپور کے رخصت کیا اور ساٹھہ ہزار روپیہ نقد خرچ کے واسطے بادشاہ بیگم سے دلا دیا ہرچند معتمد الدولہ نے اس راہ مین خاک اوڑائی اور ہرگز منظور نہ تھا کہ وہ لکھنؤ سے سلامتی کے ساتھہ جاسکے لیکن صاحب ممدوح نے قبول نفرمایا اور نقیض بھی فیمابین بادشاہ بیگم اور معتمد الدولہ کے واقع ہوئی بندگان حضرت نے حکم دیا کہ مرشدزادہ دربار مین نہ آنے پائے اور سیکڑون آدمی ہمراہی بادشاہ بیگم جو میر فضل علی کی طرف سے گرفتار ہوکر مقید ہوئے اور باقی بھاگ گئے اور گھر میر مذکور کا ایک آن واحد مین مسمار ہوا اور اسباب لاکھون روپیہ کا غارت کیا اور عامل جاگیر بھی معتمد الدولہ کی طرف سے مامور ہوا اور بادشاہ بیگم ومرشدزادہ پر صدمے پہونچنا شروع ہوئے

ہنوز کیفیت گفتگوی شادی مرشدزادہ کی دختر نواب نصیر الدولہ بہادر کے ساتھ شائع ہوئی تھی اور باہم
طرفین مین صورت رسمیات واقع ہوئی تھی کہ بوجہ نقیض مذکور لفظ شادی کا زبان طرفین پر نہ آیا
انجام کار معتمد الدولہ نے وہ بساط بچھائی کہ دختر بلند اختر نواب نصیر الدولہ کی شادی حسن انتظام کے
ساتھ نواب محسن الدولہ بہادر نواسہ بادشاہ بیگم کے ساتھ ظہور مین آئی اور عمارت مرزا حاجی کی بود و باش
کو واسطے سرکار سے عنایت ہوئی اور ظہور اس امر کا اور بھی باعث تکدر مزاج بادشاہ بیگم کا معتمد الدولہ
سے کہ سبب نوعروسی مسطور کا تھا ہوا ناچار بادشاہ بیگم نے مواصلت مرشدزادہ کی مرزا سلیمان شکوہ کی
لڑکی کے ساتھ در پردہ بالا بالا قرار دی عین وقت پر بندگان حضرت کو اطلاع دی کہ اب رسمیات
شادی مین شریک ہون معتمد الدولہ وغیرہ اراکین سلطنت اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کو بخوشنودی
تمام شادی مین اجازت شرکت دی یہان تک کہ بزم شادی ہزار حسن وخوبی سے آراستہ ہوئی اور
غنچہ قلوب ہواخواہون کے ہوا خیزی عشرت سے گل گل کی روش شگفتہ ہوئے اور دل دولتخواہون
کو فرط نشاط سے فرحت آگین اور نہال گلعذاران سیم اندام زرین لباس کی پاکوبی سے سردست محفل
نوعروسی کو غیرت گلزار ارم بنادیا غرض اس بزم شادی نے جشن کیقبادی کی آبرو مٹی مین ملادی اگرچہ
مخالفت معتمد الدولہ کی وجہ جیسا کہ چاہیے رونق شادی ظہور مین نہ آئی لیکن دو ہفتہ کامل ہنگامہ عیش
ونشاط گرم رہا القصہ دل بادشاہ بیگم معتمد الدولہ سے کھٹکا ہوا تھا اور رہنا اوسکا شریک سواری نوبت
برات منظور نظر عالی نہ تھا حفظ جان مرشدزادہ کے واسطے صاحب رزیڈنٹ بہادر کو اپنی وضع پر پیام
دیکے سو پچاس سردار ذی اقتدار انگریزی طلب کیے جو ہمراہ سواری ہاتھی کے گرد ہالے کے مانند مہ کے
حلقہ زن تھے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر شریک جلسہ اور بندگان حضرت مرزا حسن رضا خان کے
بارہ دری مین جو گومتی کے پار تھے رونق بخش اور جلسہ محفل شادی بارہ دری حسن باغ مین
آراستہ تھا جب معتمد الدولہ کو حکم خواصی مین بیٹھنے کا ہوا یگانہ طمطراق کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہمراہ
تھا خلاصہ جب بزم شادی اوٹھی اور نقش مراد کرسی پر بیٹھا یعنے وہ نوعروس خورشید پیکر ماہ رخسار
ہزار حسن وخوبی کے ساتھ صورت شمع شبستان سلطانی مین تجلی افروز ہوئی اور سلطان مریم بیگم خطاب
پایا یہ تازہ کاوش خار غم طلعت معتمد الدولہ مین پیدا ہوئی کہ نہال تمنای بادشاہ بیگم حسب خواہش بار ور
ہوا دوسرا رنگ جمایا لیکن کوئی بلبل گلستان وزارت مین باقی نہ تھا کہ جسکا گل سے رشتہ ہوا مرزا محمد حسین

پسر نواب روشن الدولہ کہ ناکتخدا تھا اوسکو دوسری دختر سلیمان شکوہ کے ساتھ کہ انکو بہ رشتہ
نیابت ناپسند خاطر تھا بزور ظلم منعقد کیا اور اس حیلہ سے سات ہزار روپیہ ماہوار کہ خاصہ شجاع الدولہ کی
بادشاہ شاہجہان آباد کی خدمت مین آمدنی الہ آباد کی عوض جاتی تھی اور فی الحال مسدود ہو رہے سلیمان شکوہ
بہادر کی کہ چھ ہزار روپیہ کے درماہہ دار تھے جاری و واگذاشت ہوئے اب تیرہ ہزار روپیہ مین
اوقات عیش و آرام مین بسر ہونی شروع ہوئی لیکن آتش کدورت بادشاہ بیگم کی دوبالا اشتعال پذیر
ہوئی اور نوبت شکایت معتمد الدولہ بندگان حضرت سے آئی لیکن جواب دندان شکن پایا کہ یہ بیجا شکایت
وانمود ہے اور شہزادہ نے بھی صحبت سلطان مریم بیگم صاحبہ سے صورت بہار پیدا کیا اور یہی جولانیت
اوس گوہر آبدار قلزم خوبی سے کنارہ آخر کا فیض زنی تازہ معتمد الدولہ نے شروع کی آمدنی کا کیمیر
ہاتھ تصرف کا صاف کیا اور بحکم بادشاہ کا پرداخت بادشاہ بیگم کے واسطے نافذ ہوا بہار دیا اور
یہ تازہ گل کھلایا یعنی خواصان بادشاہ بیگم سے ایک خواص گل رخسار نام مشہور ہوئی کہ آپ ایک شاہزادہ
سے نخل خجل بار آور ہوا بادشاہ بیگم نے بلا تحقیقات گل گل شگفتہ ہوکر قدوم مبارکبادی کا بندگان حضرت
اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کے آویزہ گوش کیا اور خاص و عام نہال ہوئے لیکن اہل حرم پیشہ کے
معلوم ہوا کہ وہ حمل نہ تھا عارضہ عارض تھا اب بادشاہ بیگم صاحبہ کو فکر تازہ پیدا ہوئی اور چاہا کہ کسی
اس معاملہ پردہ واسطے لامحالہ بچہ کا فوری تازہ ولادت بصرف زر بہم پہونچا کر سر دست مشہور کیا کہ صدرنشین
خواص مذکور گوہر بار ہوئی معتمد الدولہ نے کیفیت سے مطلع ہوکر بندگان حضرت کو آگاہ کیا اور بار دیگر
مذکورہ بہ و بخت مکرر تحقیق مین مقید ہوئی اور یہ مقدمہ جان بیکن صاحب بہادر رزیڈنٹ کی معرفت
صدر تک پہونچا اور وہان سے جواب مین مراسلہ گورنر بہادر کا اس مضمون سے آیا کہ معاملہ نسل بندگان حضرت کا
بخوبی تحقیقات کیا جاے اسوقت معتمد الدولہ نے عناد وکاوش کے سبب کہ اسکا علم خدا کو ہے اوسکے
جواب مین لکھوا کر بھیجا کہ شہزادہ بھی نطفہ بندگان حضرت سے نہین ہین بیگم صاحبہ نے ایک بچہ خواص کے
پرورش کرکے تہمت بندگان حضرت پر باندھی ہے اس مرتبہ ثانی صدر سے جواب آیا کہ صاحب رزیڈنٹ
بہادر کو مناسب ہے کہ جناب اقدس سے تحقیق زبانی کرین ہنوز یہ جواب یہان آیا نہ تھا کہ معتمد الدولہ نے
تمام شہر مین دروازہ بدروازہ اشتہار نامجات اس مضمون کے لکھوا کر چسپا دیے کہ مرزا نصیر الدین حیدر کو
کوئی فرزند بندگان حضرت کا قرار نہ دے خلاصہ جب صاحب رزیڈنٹ نے واسطے تحقیقات اس حال کی

حاضر حضور ہو کر استفسار حال کیا تو بندگان حضرت نے کیفیت اپنی زبان مبارک سے اقرار ولدیت شاہزادہ موصوف کا فرمایا اور تمام اشتہار جو مشتہر ہوئے تھے تازہ ہوئے جو یہ بھی ناوک فکر معتمد الدولہ نے نشانہ سے خطا کی اور شعبدہ برپا کیا یعنی بندگان حضرت سے عرض کی کہ بادشاہ بیگم نے اس نظر سے کہ چشم تفضلات حضور کی میری جانب ہے اور تیغ شکایت اونکی جوہر برش دکھا نہین سکتی دس لونڈیان ترکنین اور حبشنین قتل دشمنان حضور کے واسطے مامور کی ہین اور منظور نظر یہ ہے کہ بعد ظہور اس سانحہ کے اصلاح مختار صدر کا لکھنؤ ہو کر کے مرزا نصیر الدین حیدر کو تخت سلطنت پر بٹھائین اور آپ مختار بنین خلاصہ آتش فتنہ مشتعل کی اور وہ آب و تاب طلاقت لسانی کو دی کہ آراستہ آمد ورفت محل کا مسدود ہوا اور دروازہ کہ فاصل میانہ خوابگاہ سلطانی اور محل قیام مریم مکانی کے تھا تیغہ کیا گیا او سوقت سے یک قلم ملاقات طرفین پر حرف آیا۔

ذکر عقد و وصال بندگان حضرت کا مبارک محل و سلطان محل کے ساتھہ

جو کاوش خار غم مفارقت سے اوس گل رخسار کی غنچگی خاطر حضرت ظہور مین آئی معتمد الدولہ نے اسکے دفع کرنے کے واسطے رنگ تازہ جمایا یعنی ایک گل اندام سرو قامت انگریزی عورتون مین کہ بطن ہندوستانی سے پیدا ہوئی تھی مرزا حاجی اپنے ساتھہ لکھنؤ سے لائے تھے عقد بندگان حضرت مین در آئی رنگ محل خطاب پاکر مبارک محل نام مشہور ہوا اور دوسری دختر قوم انگریز سے کہ باپ اوسکا صیغہ تجارت مین معروف تھا لیکر منعقد کیا کہ سلطان محل خطاب اوسکا مشہور ہے اور دس دس ہزار روپیہ درماہہ اور جاگیر مقرر کی گئی معاذ اللہ ناظرین تاریخ نامسعودی طالع اور برگشتگی روزگار اور کجرفتاری گردون ناہنجار ملاحظہ فرماوین کہ اب نوبت متوسلان بادشاہ بیگم کی فقر و فاقہ پر پہونچی ایک روپیہ ہزار روپیہ برابر تھا اسباب طلائی اور نقرئی پردے مین یک کر عشرت کے ساتھہ اوقات بسر ہوتی تھی اس زخم کاری دامن دار پر بھی نمک پاشی معتمد الدولہ کم نہوئی یعنی ہر وقت اس بندش و تجسس مین رہتا تھا کہ جو اسباب بکنے کے وقت ظاہر ہوا اوسکو منگوا کر اپنے توشکخانہ مین داخل کیا آخر کار اسکی سردمہری کو سات سات آٹھہ آٹھہ روز محل بادشاہ بیگم مین نوبت آگ دینے کی چولھے مین نہ آتی تھی بعض اوقات چنچ باجوائین دودن بھنوا کر محل مین تقسیم ہوتے تھے بلکہ یہ صورت عکس نعمت روز عید کا رکھتی تھی ورگرنہ

حضرت رمضان محل مین قیام پذیر تھے۔ آخرکار مرشدزادہ مرزا نصیر الدین حیدر نے بنظر تقدیم بالحفظ انجام کو سوچ کر ایکدن باغ شیشہ جنگ مین رونق بخش ہوئے اور خاصہ طلب فرماکر نوش فرمایا معتمد الدولہ نے قدم جادۂ اطاعت سے باہر نہین رکھا تشفی اور دلاسا کے ساتھ پیش آیا اور دلجوئیان اونکی حسب مراتب ہر وقت ملحوظ خاطر تھین چونکہ طبیعت مالوف عیاشی اور تماشے سے تھی معتمد الدولہ نے شہر کی طوائفون کو اجازت دی کہ دن رات خدمت مرشدزادہ مین حاضر رہکر عیش و عشرت مین مشغول رہین آخرکار اٹھارہ دن کے بعد مکان معتمد الدولہ سے اوٹھکر حسن باغ مین رنگ قیام جمایا اور حسینی بیگم کہ ملکہ زمانیہ مشہور ہوگئی ہمراہ انکے آئی کچھ مطبوع خاطر تھی بعد کچھ دنون کے بمعرفت عورت محل فردوس کے آمد و رفت پیام جاری ہوئی اور خدمت بادشاہ بیگم مین پہونچی کہ حکم ممانعت درآمد برآمد شاہزادہ سرکار شاہی سے نافذ ہوا یہانتک کہ جب نواب گورنر جنرل لارڈ امہرسٹ بہادر رونق افروز ہوئے اسوقت شاہزادہ ممدوح اس دربار سے محروم رہے۔

ذکر قضایای عیسی خان فرزندان معتمد الدولہ کے ساتھ

عیسی خان نام قوم پٹھان اولاد سے پسر معصوم حافظ رحمت خان ساکن بانس بریلی نیک معاش اطراف دکن سے پھرتا ہوا لکھنؤ مین آیا اور ملازمت معتمد الدولہ مین بہرہ ور ہوکر رسوخ پیدا کیا مسماۃ جیبا خان طوائف اور مان اوسکی جو باجو خوش گلو اور نغمہ سرائی مین مشہور منظور نظر تھی اوسے باجازت معتمد الدولہ اپنے گھر مین بٹھاکر طلبگار عقد ہوا چونکہ یہ امر خلاف رضا سمجھا گیا تھا اسی سبب اسکا جانا بیرا کہ اقربا سے معتمد الدولہ سے تھا اوسنے اقرار کیا کہ معتمد الدولہ سے کبھی مخالفت کرونگا جو بواسطہ میرا سے یہ دونون محل معتمد الدولہ مین آمد و رفت رکھتی تھین وہان بامید پناہ جاکر کئی روز باہر نہ نکلین عیسی خان دل دادہ آمادہ فساد ہوا عید کے دن بذریعہ نذر دربار خاص مین پہونچا معتمد الدولہ داخل محل ہوچکا تھا ملازمت سے محروم ہوکر مکتب خانہ مین گیا دو لڑکے معتمد الدولہ کے پڑھ رہے تھے اونکو نذر دیکر ایک کو اپنے آغوش مین لیا اور دوسرے کو اوسکے رفیق نے پکڑا باہم خنجر بران کمر ون سی زبان اجل کے مانند نکال کے اونکے سینون پر رکھدیے رنگ اون گلعذارون کا بے قلم کاغذ زعفرانی کے رنگ زرد ہوگیا اوستاد اور حاضرین مکتب خانہ کتاب وحشت پڑھنے لگے دفتر ہوش و حواس پریشان ہوا

آخر کار کلام زبان عیسی خان پر یہ تھا کہ اگر ان بیچارون کے جان کی خیر منظور ہے تو معتمد الدولہ میاجان کو محل سے نکالدے ورنہ اگر نہین ابجد عمر انکی تمام ہے غرض ایک حشر تازہ برپا ہو گیا اور سامان عید قربانی کو نظر آنے اون دونون یوسف ثانیون کی جان عزیز تلف ہونے کے ڈر سے کوئی پاس اونکے جا نہ سکتا تھا اور سے شمشیر و تفنگ دکھلاتے تھے اور دونون جانباز جان پر کھیلے تھے کہ اگر کسی نے ہاتھ ہم پر ڈالا یا شمشیر بقبضہ ہوئے تو ہمنے جوہر خنجر بران دکھائے یعنی چراغ شبستان وزارت سی بجھا دیا آخر کار نوبت تشریف آوری صاحب رزیڈنٹ بہادر پہونچی اور مجبور ہو کے میاجان کو محل سے نکال کر روبرو عیسی خان کھڑا کر دیا اور چالیس پچاس روپیہ جو تنخواہ کا وہ طلبگار تھے حاضر کیا عیسی خان نے بنگاہ کرم دیکھ کر سب روپیہ اوس طوائف کے تلف کرکے دو ہزار روپیہ انعام مین دیا اور کہا کہ ایسے ہی نامردون کی ہمت پہ ناز کرتی تھی یہ کہہ اور ہاتھ اون لڑکون کا صاحب رزیڈنٹ کے ہاتھ مین دیا اور خواستگار ہوا کہ شرط جوانمردی یہ ہے کہ مجھکو بے مزاحمت کانپور پہونچا دو صاحب ممدوح نے ہاتھی پر بٹھا کر کٹہری کرکے اوسکو آبرو و حمیت گنگا پار پہونچا یا لیکن صاحب جج بریلی نے اوس مجرم کو پکڑ کر قید کیا اتفاقاً نواب گورنر جنرل جیلخانہ بریلی مین واسطے دیکھنے قیدیون کے تشریف لائے عیسی خان مقید نے سلام کرکے عرض کی کہ آپ قوم نصارا سے ہین اور نام میرا عیسی ہے بوجہ گرفتار عذاب ہون چونکہ یہ لطیفہ عجیب تھا نواب گورنر جنرل نے خوش ہو کر اوسکو قید گران سے رہا کیا —

ذکر مریض ہونا بندگان حضرت کا بعارضۂ مرض الموت اور عہد و قسمیہ معتمد الدولہ بمرض الموت

جب ورم جگر اور امراض لاحقہ بندگان حضرت نے استعمال شراب اور غذا ہائے نامناسب سے طول کھینچا اور صورت مرض الموت کی پیدا ہوئی معتمد الدولہ نے ایکدن تازہ دام تزویر کا بچھایا کہ یہ چار بار روشن الدولہ و صمصام الدولہ اور تقی محمد خان اور مرزا علیخان حسب فہمایش معتمد الدولہ قدم زن ہوئے ایک نے یہ بات عرض کی کہ اس زمانہ مین بدخواہ اولاد خواہان مرگ پدر ہوتی ہے خصوصاً شاہزادے چنانچہ مرشدزادہ کو اصلا رنج و ملال عارضہ حضور کا نہین دوسرے نے کہا اسوقت مین خیرخواہ نوکر نایاب ہے مگر معتمد الدولہ انتخاب تیسرے نے اسیطرح طلاقت لسانی سے کام لیا کہ معتمد الدولہ

ازلی غریب اور محتاج لیکن عنایات سلطانی نے یہ مرتبہ بخشا کہ شاہزادی آتش رشک مین جلتی ہین
کس روش صورت نثار دل شاہزادی ہین ہر کھٹکے چوتھی نے یہ رنگ تقریر جمایا کہ ہم سب اہل وثائق
شمار کیے جاتے ہین سدرمق موجود رکھتے ہین لیکن دست معتمد الدولہ سے سوای کاسہ گدائی اور کچھ
ہوا معلوم بندگان حضرت یہ تقریرین کہ دم جادو اور افسون کا بھرتی تھین سنکر ارشاد کیا کہ بادولت پر
بھی یہ بات روشن ہے کہ یہ شخص بعید ہے خراب و برباد ہوا القصہ کاغذ وثیقہ مبارک محل و
فاطمہ بیگم و خرچ درگاہ نجف وغیرہ طلب فرما کر چھبیس ہزار روپیہ ماہواری ذات معتمد الدولہ کا قرار دیا
اور دس ہزار روپیہ رنگ محل کے واسطے اور اسیطرح حساب مصارف ضروری لکھکر مقرر کیا کہ اس
چودہ برسون مین ابتدای جلوس وزارت سے اب تک تین کرور روپیہ منجملہ اوسکے ایک کرور روپیہ
وجہ تقسیم وثیقہ فیض آباد مین اور ایک کرور روپیہ بطریق تواضع مبارک باد تخت نشینی اور ایک کرور روپیہ
قرضہ ذمہ اہالیان کمپنی تجویز کرکے وثیقہ معتمد الدولہ وغیرہ کا اوسمین لکھکر اور تیار کرکے مسٹر جارج بیلی برادر
جان بیلی کو کہ عہدہ ڈاکٹری مین ملازم تھا بھیجکر مسٹر ارکنیسن صاحب رزیڈنٹ کو طلب فرمایا اوسپر
دستخط کروا دیے اور کہا کہ فارغخطی محاسبہ مالی اور ملکی لکھکر معتمد الدولہ کو ہمنے فرزند کیا ہے عنایت
کیے اور ضمانت اہالیان کمپنی ہین اوسکو وثیقہ دار بناکر تمکو سپرد کرتے ہین کہ ہر صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کو
واجب ہے کہ عزت اور توقیر اوسکی نگاہ رکھین اور وثیقہ دار سمجھکر تمام آفتون سے اپنی ضمانت مین محفوظ
رکھین غرض جب یہ کاغذ دستخط اور مہر سے مکمل ہو چکا ایک نقل دفتر رزیڈنٹی مین رہی اور دوسری
چٹھی مین ملفوف ہو کر صدر کلکتہ کو روانہ کی گئی اب یہان تک عارضہ نے ہاتھ پاؤن نکالے کہ اکثر اوقات
کلام یاس و حسرت کے زبان بندگان حضرت پہ آنے شروع ہوے اور حکیم مرزا علی معالج خلاف
حکم معتمد الدولہ استعمال شراب وغیرہ سے کہ امراض لاحقہ کو سم قاتل تھا ممانعت نکر سکتے تھے آخرکار ہاتھ
معالجہ سے اوٹھایا اور نوبت قریب نزع پہونچی اور دفتر ہوش منتشر ہوا بادشاہ بیگم حسب ارشاد ظفر الدولہ
بہادر سند جاگیر لکھوا کر دونون وارثون سمیت مرشد زادے کو ساتھ لیکر مکان بود و باش بادشاہ مین
پہونچین ہر چند امرت لال عرض بیگی نے ممانعت کی لیکن مسموع نہوئی القصہ جو خواجہ سرا قریب حضرت
بیٹھا تھا وہ بادشاہ کو ہوش مین لاکر تشریف آوری بیگم صاحبہ سے آگاہ کیا بادشاہ نے بنظر محبت قریب
بٹھایا اور طوفان سرشک آنکھون سے طرفین کے اوٹھا خلاصہ اوسوقت بندگان حضرت نے

ہوش وحواس اپنے درست فرماکر کاغذ جاگیر مذکور پر مہر اپنی بواسطہ مرزا شہزادہ ظفر الدولہ سے طلب فرماکر
ثبت کردی اس تھوڑے عرصہ مین حال سُدھ کا آنحضرت کا اور غیر ہوا بے شش و پنج چھ گھڑی رات رہے
۲۷ - ربیع الاول سنہ ہجری دیوالی کے دن اس شش جہت سے جانب گلشن خلد بہر تک بہار سدہارے
اور حسب وصیت مقام نجف مین صورت خزانہ رکھے گئے کئی چیزین ان حضرت کی اختراع فرمائی تھین پہلے
کشتیان کوئی مچھلی کی صورت - اور کسی مین شکل ہاتھی گھوڑے وغیرہ کی بنی ہوئی نقرئی طلا کار زورق
سواری بجرہ اور سیر دریا سے طبیعت آشنا دوسرے ایجاد خیمہ کہ بے اعانت طناب و میخ صورت
خیمہ برپا ہوتا تھا اور ہوا سے گر نہ سکتا تھا تیسرے ہودے ہاتھی کے شکاری کہ فیل سوار جس طرف
رخ کرے اوسی طرف صورت ہودہ کی آشکار ہو اور عمارتون مین شیشہ آلات روشنی کے نصب کیے
اور کھانے طرح طرح کے نان آفتاب اور پلاؤ شب دیگ اور بڑی روٹی جسکا وزن دو من سے
کم نہ تھا میدہ اور قند سے تیار کی اور کئی چیزون کے نام بھی تبدیل فرمائے سرشیر کو کہ ملائی کہتے ہے
بالائی نام رکھا اور دہی سے لیئے جغرات اوسکو وہی نام بخشا اور حقہ کو حسن محفل قرار دیا اور سیکڑون لڑکیان
ناکتخدا کو ہزارون روپیہ کا جہیز دیکر منعقد کیا اور باوجود اون عنایتون کے جو نسبت معتمد الدولہ کی مرعی تھین
اسقدر رعب ڈالا تھا کہ روبرو بادشاہ کے جانا مشکل تھا وسامنا دم توپ کا اور مقابلہ شمشیر خونخوار آسان تھا
کسواسطے کہ حضرت ہمیشہ عالم غصہ وغیظ مین سیلی اور طپانچہ اور مشت ولگد سے تعلیم فرماتے تھے اگر روز
ایک فراش کہ تنخواہ کئی مہینوں کی چڑھی تھی صدمہ فقر وفاقہ سے ناتوان وزار ہو کر فرش زمین پر گر پڑا
اور کیفیت معلوم ہوئی عصا بردار مامور فرمایا کہ بارہ پہر تک گھر مین معتمد الدولہ کے جلد خود بزرگ پیر آسپ و
دانہ حرام رہا اور فی الفور دامن اوسکا زر تنخواہ سے معمور کیا اور طبع ہونا کتابون کا لکھنؤ مین بواسطہ صاحبان
انگریزی اسی عہد مین رائج ہوا کتاب ہفت قلزم نام تصنیف کی ہوئی ملا احمد عرب کے اور صحاح حیدری
اور شرح منازل اوسی زمانہ مین تصنیف ہو کر زیور طبع سے آراستہ ہوئین -

حال سلطنت مرزا نصیر الدین حیدر سلیمان جاہ

جسوقت عنصر حالی شاہ زمن مخاطب خلد مکان پر دست قضا سے پانی پھرا اور ہوا سے اجل لگ کر گرمی
سے آتش حیات کو سرد کیا دو گھڑی رات باقی تھی مسٹر اکنس صاحب بہادر رزیڈنٹ حسب مشورہ

معتمد الدولہ و شہزادہ کو بلا کر پہلے یہ حرف زبان پر لائے کہ جنت آرامگاہ نے مسند نشینی کی عوض
سرکار کمپنی کو ملک تقسیم فرمایا اور خلد مکان نے کرور روپیہ تواضع کیا آپ کیا اقرار فرماتے ہین شہزادہ
نے یہ جواب دندان شکن دیا کہ بعد غفران مآب مرزا وزیر علیخان مستحق غیر مستحق مسند وزارت پر متمکن تھا
اوس وقت جنت آرامگاہ نے اخذ ملک موروثی کے واسطے شش آنہ قدیم پر دو آنہ اضافہ فرمایا اور
ہمیشہ کے واسطے اپنا دامن چھوڑانے کے لیے صورت تقسیم ملک قرار دی اور حضرت شاہ زمن
کے نو بھائی وارث شرعی تھے اور شمس الدولہ طلبگار ریاست واسطے انطفای اس آتش فتنہ کہ
کہ مشتعل تھی کرور روپیہ دینا قبول فرمایا اب بادولت کے واسطے کہ تنہا بلا شرکت غیرے وارث
ریاست ہون اہالیان سرکار کمپنی نے کون امر تازہ تجویز فرمایا اظہار ہو کہ حکم تمہاری رضا جوئی کا ظہور
مین آئے صاحب رزیڈنٹ بہادر نے اپنے کلام کو لطیفہ اور مضاحکہ مین ڈالکر ہنس دیے اور لفظ
مبارکباد اجلاس اورنگ سلطنت کا زبان پہ لائے القصہ مختصر شاہ ذیجاہ نے تخت سلطنت کو رونق بخشی
اور چتر کشور ستانی نے رفعت اور نمایش پائی معتمد الدولہ نے پایہ وزارت پر کھڑے ہو کر کرسی
صاحب رزیڈنٹ کے واسطے بچھوائی اور صمصام الدولہ داہنی طرف مگس رانی مین مشغول ہوئے
اور مہاراجہ سیو رام نے بائین طرف مروحہ جنبانی کو رونق دی سات دن برابر جشن سلطنت ہزار
حسن و زینت کے ساتھ رونق پذیر رہا اور کرسی ولیعہدی پہ مرشد زادہ مرزا فریدون بخت عرف
مناجان جادہ آرا ہوئے خلاصہ اوائل سلطنت مین کہ ابر نیسان اقبال شاہی گوہر بار تھا وہ ارزانی
گرانی غلہ برسون سے لکھنؤ مین تھی کہ رعایا اوسکی کاوش سے صورت گندم سینہ چاک اور پہلو
اوسکی نیش زنی سے چھلنی کے مانند مشبک تھا وہ رفع ہوئی دس سیر سے بیس سیر تک بلکہ زیادہ نرخ
غلہ پہونچا اور آبیاری نزول ابر کرم سے تمام زراعت رشک تختہ گلزار نظر آنے لگی اور اشجار
باغات پہولے اور پہلے القصہ پہلے زمانہ جلوس مین بادشاہ بیگم صاحبہ کو مریم مکانی خطاب عنایت
ہوا اور جاگیر سلون اور گونڈہ کی بدستور بحال رہی اور بی حسینی کو جو معتمد الدولہ کے یہان سے لائے تھے
ملکہ زمانیہ بنایا اور پرگنہ ہا متعلقہ چکلہ بیسواڑہ جاگیر مین عنایت کیا چنانچہ وارث علیخان اور فتح علی خان
کو خلعت ہاے فاخرہ و دیگر عنایت کے طریق پہ ملکہ زمانی نے روانہ کیا اور معتمد الدولہ کو برادر جان برابر
خطاب مرحمت فرمایا اور باون لاکھ روپیہ نقد انعام مین دیا اور شیو رام پسر راجہ نول کشور بن دیا کشن

مہاراجہ افتخار الدولہ نے زبان مبارک سے کہا اور عہدہ دیوانی کا تین لاکھ روپیہ نقد صیغہ انعام مین مرحمت ہوئے اور سبحان علیخان کو نیابت وزارت عطا ہوئی اور تحریرات صدر کا یکقلم اختیار ملا اور افسری دار الانشا کی لطف فرمائی اور پچاس ہزار روپیہ نقد دیے اور اسقدر دلجوئیون مین معتمد الدولہ کو مصروف ہوئے کہ مفارقت ایکساعت کی محض ناگوار تھی اگر حقیقہ پینے کو واسطے جاتا تھا تو بااعلان ارشاد فرماتے تھے کہ بہادر سبحان برابر کی اسقدر بھی جدائی ناگوار خاطر ہے آخرکار حکم ہوا کہ حقہ معتمد الدولہ کے روبرو آیا کرے اور اکثر کوٹھی نور بخش مین رونق بخش ہوکر عیش و عشرت سے مشغول ہوتے تھے اور کبھی کبھی پلنگ بھی معتمد الدولہ کے ہم آغوش شاہد خواب سے ہوتی تھی اور براہ مزاح و ظرافت ارشاد فرماتی تھی کہ نواب بھائی ایسا نہو کہ ہمارے استراحت فرمانے سے پلنگ تمہارا نجس ہو غرض ساعت بساعت لطف و عنایت ترقی پذیر تھا اور عاملون اور راجاؤن اور رعایا کے نام فرمان جاری فرمائے کہ اعدے راہ اطاعت معتمد الدولہ سے قدم باہر نرکھے غرض ایسا جال مکر و فریب کا حضرت نے دانائی کے ساتھ بچھایا کہ اکثر اوقات معتمد الدولہ اپنے جلسہ مین کہتا تھا کہ یاد تفضلات شاہ زمن میرے دل سے بھول گئی اور قریب تخمیناً دو سو عزیز اور رفیق اور قریب معتمد الدولہ کو حضرت نے خلعت ہای گران بہا سے ہاتھی پالکی سمیت سرفراز فرمایا اور کئی اسامیان ملازمان اور چند خواصین اور گانے والیان جو عہد خلد مکان مین ناچنا گانا انکو تعلیم ہوا تھا معتمد الدولہ کے واسطے بھیجین لیکن سبحان علیخان فرماتے تھے کہ یہ سبز باغ خزان رسیدہ ہے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر مشورہ دیتے تھے کہ معتمد الدولہ جو یہ وثیقہ شاہ زمن نے عنایت فرمایا ہے اسکو غنیمت سمجھکر آپکو بلا مین مبتلا کرنا ہے سزاوار نہین چونکہ زوال اقبال قریب تھا اسی پر وہ غفلت مین گرفتار غضب ہوا —

ذکر عوض پانا اور بدلا اوٹھانا معتمد الدولہ کا اپنے کاروبار بیری کے ہونے کا

شعر بیک گردش چرخ نیلوفری ❊ نہ نادر بجا ماند نے نادری ❊ کیفیت امارت اور حال عمارت اور کثرت دولت اور ترقی افزونی جاہ و حشمت معتمد الدولہ کی روداد خاص و عام پر اظہر من الشمس ہے زن و فرزند بادشاہ کو اسقدر دست قدرت حاصل نہ تھی کہ قدم راہ مقاومت مین دھرے آخرکار رتبہ اوسکا اس مرتبہ کو پہونچا کہ ارباب لکھنو کہتے تھے کہ ایک درویش کامل نے چند انگشتری نگینہ دار نقش تسخیری

منقش معتمد الدولہ کو دی تھین جسوقت زیب انگشت کرتا تھا بادشاہ اور خُرد و بزرگ سب طرح دم اونکی
اطاعت کا بھرتے تھے جب ستارے اقبال کے شرف سے نکلکر برج نحس مین آئے پہلے حضرت
سلیمان جاہ نے وہ انگوٹھیان کسی حیلہ سے لیکر اپنی انگلیون مین پہن لین ہرچند معتمد الدولہ نے پیروی
کی مگر ہاتھہ نہ آئین غرض جب یہ چڑیا سونے کی دست معتمد الدولہ سے اوڑ گئی اقبال نے روگردانی
کی مسماۃ فیض النسا مغلانی جو اپنے بھائی میر فضل علی کے ساتھہ کانپور اور فرخ آباد کی طرف گئی تھی
بہشت نصیب ہوا خلد مکان کا سنکر فرخ آباد سے راہ ڈاک پر لکھنؤ مین داخل ہوکر خدمت جناب بادشاہ
بیگم صاحبہ مین حاضر ہوئی اور اوسکے سبب سے سر نو خط کتابت میر فضل علی اور حکیم مہدی علیخان سے
شروع ہوئی اور مہدی علیخان نے وہ رنگ رچایا تہا کہ ایک محبت نامہ بنام آنحضرت کی طرف سے
جو کاغذ مُہری فرستادہ حضرت پر جو پہلے سے اون تک پہونچا تھا اظہار عداوت ہاے قلبی معتمد الدولہ
صغر سنی سے اوسپر لکھکر خدمت نواب گورنر جنرل بہادر مین روانہ کیا جب یہ مضمون آویزہ گوش بہادر
ممدوح کے ہوئے صاحب رزیڈنٹ کے نام حکم نافذ فرمایا کہ بندگان حضرت سے درپردہ دریافت کرین
کہ یہ تحریر مذکور اصل رکھتی ہے یا نہین خلاصہ جسوقت رزیڈنٹ بہادر نے پردے مین دریافت کیا بندگان حضرت
فی اس نظر سے کہ صاحب موصوف اور معتمد الدولہ دونون باہم شیر و شکر ہین افشا کرنا اوسکا غیر مناسب
سمجھکر حرف انکار کا زبان پر لائے اتفاقاً حال تشریف لانے لارڈ کمبرمیر بہادر کا الہ آباد مین تسخیر
بھرت پور کے واسطے سنکر منتظم الدولہ نے قدم فرخ آباد سے نکالا اور الہ آباد مین جاکر دولت
ملاقات بہادر ممدوح سے مالامال ہوئے اور یہ مضمون زبان پر لائے کہ جو فلان تاریخ خط شاہ اودہ کی
طرف سے نواب گورنر جنرل بہادر کے نام گیا تھا آپ جانتے ہین یا نہین صاحب ممدوح نے فرمایا کہ ہان
ہم بخوبی مطلع ہین بلکہ گورنر جنرل بہادر نے اسکے دریافت کرنے کے واسطے ہمسے فرمایا ہے اور
صاحب کونسل بھی اوسپر متفق ہین پس منتظم الدولہ نے ساری کیفیت یہان کی پوست کندہ گوش گزار
کی کہ شاہ اودہ دہشت معتمد الدولہ سے کہ دشمن جانی ہے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر سے سازش رکھتا ہے
اسقدر چھپائے ہوئے ہین کہ وہ سواے انکار کے حرف دوسرا زبان پر نہ لائین گے لہذا آپ بلا شرکت
رزیڈنٹ اس مقدمے کو محض خلوت مین شاہ اودہ سے دریافت فرمائین لارڈ کمبرمیر بہادر جو لکھنؤ مین
رونق افروز ہوئے بادشاہ کو کلمات محبت آمیز اور اتحاد سے اپنی طرف راغب فرمایا اور کپتان ... بہادر کو

واسطے دریافت اوس مضمون بالا کے مامور کیا اور اس عرصہ مین عرضداشت منتظم الدولہ بھی بندگان حضرت مین
خلاصہ مضمون مطلب کی آئی اور میر فضل علی بھی دوسرے لباس مین اسپ سوار ناگاہ بانون سے داخل
لکھنؤ ہوکر ڈیوڑھی مین مریم مکانی کے پہونچا اس مضمون پر پرچہ اخبار سے معتمد الدولہ مطلع ہوکر آتش غضب
مین جل بھا اور آگ فتنہ کی بھڑکائی لیکن بندگان حضرت نے بہ ہوشیاری تدبیر فرو کی غرض میر فضل علی نے
بھی اگر کان بادشاہ کے در پردہ بھر دیے جب کپتان ممدوح ہنگام ملاقات عین خلوت مین کہ دخل
رزیڈنٹ کا نہ تھا بادشاہ سے مستفسر ہوئے اوسوقت بعد اخذ پیمان و سوگند بادشاہ نے اقرار کیا
او جو اپنے ہین دست معتمد الدولہ سے پائین تھین حرف بحرف بیان کیا اور کہا کہ ان مضمون خطوط اسعلوم کا
جناب سپہ سالار بادولت کے ہے نقطہ کا خلاف نہین اور جو شاہنامہ فردوسی کا کپتان ممدوح نے بہ اخراج
اشعار حکم سعدی وغیرہ انتخاب کیا تھا اوسکے چھاپنے کے واسطے پچاس ہزار روپیہ عنایت فرمائے
اور تحفہ و تحائف عمدہ اور بیش بہا سے بعد ادای رسم مہمانی شاہانہ لارڈ کمیٹ فیر بہادر کو رخصت فرمایا جب لشکر
صاحب ممدوح کا لب دریاے گنگ پہونچا چٹھی تاکیدی بنام رزیڈنٹ لکھنؤ تحریر فرمائی کہ جس طرح سے بنے
صورت گرفتاری معتمد الدولہ ظہور مین آئی آخرکار صاحب رزیڈنٹ مضمون چٹھی موصوف سے مطلع ہوکر خلوت
بادشاہ مین حاضر ہوئے اور الفاظ عذر زبان پر لاکر کہا کہ دوست و دشمن بندگان حضرت کو ابھی نظر و نہین
بھی دوست و دشمن ہین بہرحال رضاجوئی بندگان حضرت کی منظور اگرچہ پیشتر سے ارشاد ہوتا یہ عرصہ ڈھائی
مہینے کا ہرگز نہ ہوتا اب صورت گرفتاری معتمد الدولہ ظہور مین لاتا ہون لیکن گرفتاری اوسکی در دولت پر
باعث فساد عظیم کی ہے بلکہ عین احتمال خونریزی کا پیش نظر خلاصہ جب مضمون ختم ہوا صاحب رزیڈنٹ
کاغذ جو اس باب خاص مین لکھا ہوا اپنے ساتھ لائے تھے دستخط کے واسطے پیش کیا اوسوقت طلب
فرمایا قلمدان کا معتمد الدولہ سے یک قلم خلاف مطلب تھا بادشاہ نے قلم انگریزی لیکر اوسپر دستخط فرمائے اور ثبت
کرنا مہر سلطانی کا شرط آیندہ پر رکھا غرض جب صاحب رزیڈنٹ وہان سے برآمد ہوئے حضرت نے معتمد الدولہ کو
جو بیٹھے اخراجی ریاست کا اوٹھائے تھا پان عنایت فرماکر ارشاد کیا کہ کچھ صدر سے تمہاری مقدمہ مین سفارش
آئی ہے تم صاحب رزیڈنٹ سے دریافت کرو اور جو کچھ اوسکا سبب سررشتہ لاؤ اور خلعت سے مخلوع ہوکر
غرض صاحب رزیڈنٹ نے اوسوقت کپتان پٹسن کو بلاکر مضمون بالا سے مطلع کیا کہ اسنے اپنی کمپنی کو آدمی
پہلے سے متفرق مکان رزیڈنٹی مین مامور کیے اور اپنے منشی کے معرفت فقیر محمد خان اور [illegible]

مانعت کر بھیجی کہ اسوقت اپنے گھر سے قدم باہر نرکھین غرض جب معتمد الدولہ احاطہ مکان رزیڈنٹی مین داخل ہوا مردان کمپنی مذکور حلقہ زن ہوئی اور کپتان ثمن نے کہا کہ آپ گرفتار ہین اور مردمان سواری کو اشارہ کیا کہ آقا تمھارا گرفتار ہوا تم سب اپنے گھرون کی راہ لو ورنہ تم پر بھی بلائے قید شدید کی نازل ہوتی ہے یہ کلام وحشت خیز سنتے ہی وہ سب آدمی ہمراہی آغا میر کے پاون سر پر رکھ بھاگے مگر اعظم علی اور دو خدمتگار حاضر رہے جب معتمد الدولہ گرفتار ہو کر صاحب رزیڈنٹ کے روبرو آیا اور کاغذ عدم مفسدہ پردازی کے باب مین مُہری لکھ کر نظر بندی اپنی اپنے دولتخانہ پر رضامندی سے قبول کی اور اوسوقت بھی شرارت سے باز نہ آیا یعنے دو توپین اپنے دونون طرف کوچہ مین نصب کین اور قیامین بھی صورت آزادی دکھائی کہ مکان سے مجال نہ تھی کہ قدم باہر رکھے لیکن دونون وقت گھر مین ایک دربار عظیم برپا رکھتا تھا اور دریاے انعام واکرام نے آگے سے زیادہ تر تموج شروع کی غرض بہ صورت بدولت صاحب رزیڈنٹ نمایش آبرو کے واسطے حاصل تھی —

بعد مقید ہونے معتمد الدولہ آغا میر کے خلعت نیابت سے سرفرازی پانا فضل علیخان کا

جب آسمان نے عین شباب وزارت مین آنکھین دکھائین اور معتمد الدولہ نظر بند ہوا میر فضل علی کو خلعت نیابت بائیس پارچہ کا عنایت ہوا اور اعتماد الدولہ خطاب پایا اور انتظام الدولہ مظفر علیخان جو خانہ نشین تھے اونکو خلعت دیوانخانہ ملا اور بادشاہی پہرے وابستگان معتمد الدولہ کے مکانون پر مامور ہوے اسم شماری اونکی یہ ہے میر محمود وغیرہ پسران میر افضل بانسی والہ کہ سمدھی معتمد الدولہ کا تھا اور بھانجا نیک ... اور تاج الدین حسین خان اور حکیم واجد علی اور دولت رائے و اصطباقی نویس اور ... خان اور ... بندہ علی مصحکہ ... اور مولوی جلال الدین اور سنگی خان ... اور شاہ قطب اعظم وغیرہ مگر یہ جملہ اشخاص نظر بند ہوے اور اکثر اسباب انکا غارت گیا الا دو لوگ محفوظ رہے کہ جنکے مکانون پر پیشتر معتمد الدولہ نے انگریزی پہرے بٹھا دیے تھے وہ یہ ہین فاطمہ بیگم بہن معتمد الدولہ کی اور ... الٰہی بخش بھتیجا انکا اور میر روشن علی اور میر شاہ علی برادر زوجہ معتمد الدولہ اور میر نثار حسین اور میر اسعد کہ اہل مراتب سے تھے غرض اس کشاکش مین کہ شہر پاتھا بازارین شہر کی اور دروازہ رعیت کے گھرون کی مسدود ہوے اور کوٹھی نوربخش اور حیدر گنج اور باغ وداراکا اس ذخیرہ مین جو پہرے

سلطان

سلطانی پہونچے قدرے قلیل اسباب یہانکا تلف ہوا لیکن رقم نقدی کسی جگہہ نہ تھی امرت لال
عرض بیگی کہ ایام مرشدزادگی مین سلیمان جاہ کی خبرین معتمد الدولہ اور خلد مکان کو پہونچاتا تھا اور
جو سلسلہ آمد و رفت دربار شاہی منقطع ہوا یہی باعث تھا جب یہ گرفتار ہوا اور نوبت زد و کوب کی آئی
اور ایام مداخل و مخارج امور متعلقات دیوانخانہ کے محاسبہ مین مبتلا ہو کر کچھ زر نقد جو امکان مین تھا
حاضر کیا اور باقی سبیل زر کے واسطے اجازت طلب کی کہ اپنے مکان مین جاکر جو دفینہ کہ موجود ہے
حاضر کرون غرض اس فریب سے اپنے گھر جاکر آبدار قلم تراش سے گلا کاٹ کر کام اپنا تمام کیا
پھر اعتماد الدولہ نے چاہا کہ بلاے محاسبہ مین معتمد الدولہ کو مبتلا کرے چونکہ وہ قیدی انگریزی تھا ہر چند
خاک اوڑائی لیکن کوئی تدبیر پیش نہ گئی منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان بامید نیابت فرخ آباد سے
وارد دار السلطنت ہوئے دیکھا کہ وہ دولت اعتماد الدولہ کو نصیب ہو چکی مایوس ہو کر نذر وزارت وغیرہ
مین کہ شایان تھی تامل کیا آخر کار صورت تالیف قلوب ظہور مین آئی چونکہ منتظم الدولہ مرد آزمودہ اور
صاحب دانش تھا دل اعتماد الدولہ کا نذر دیکر خوش کیا اور اس پیرایہ مین کہ امور تجارت خراب ہونگے
تھوڑے عرصہ مین انتظام دیکر پھر حاضر دولت کا ہونگا بسبیل تعجیل جانب فرخ آباد روانہ ہوئے مشہور ہے
اونھین دنون مین کہ حاضر حضور تھے ایکدن منتظم الدولہ نے دیکھا کہ قسم کیوان جاہ پسر ملکہ زمانی خلعت
جیغہ کلغی سے سرفراز ہو کر کاغذات سیاہ پر قلم دستخط کا روان کیا نہایت آزردہ ہو کر کاغذ اوسکے
ہاتھ سے لیکر باواز بلند یہ کلام زبان پر لائے کہ اسقدر ابلہ سمجھ کو امورات سلطنت سے کیا واسطہ ہے
جو اُسکو صاحب دستخط سمجھتا ہو غرض یہ زبان آوری بندگان حضرت کو پسند نہ آئی بلکہ حرف ملال صفحہ دل پر
منقش ہوا خلاصہ دو تین برس مین ان معاملون مین گذرے اور اخراج معتمد الدولہ کا شہر لکھنؤ سے کانپور
کی طرف ہوا اور حجلہ الملک نزول سلطانی مین در آئی اس زمانے مین کہ ورود بمعرفت اعتماد الدولہ
مسٹر گنہیمن صاحب بہادر رزیڈنٹ کے پاس وثیقہ رنگ محل کے واسطے اور چوبیس لاکھ وثیقہ اعتماد الدولہ
کو لیکے کوٹھہ سے نکال کر بھیجے گئے اسکا حال بہ تشریح اپنی جگہہ پر بسبب قلم ہو گا اب رفتہ رفتہ رزیڈنٹ
کے دلمین اعتبار اعتماد الدولہ نے گھر کیا نیکنامی کے ساتھ پانو پسارنے لگے القصہ جب
سبحان علیخان سے نوبت اخذ و مواخذہ پہونچی ثابت ہوا کہ یہ شخص خیر طلب سرکار شاہی کا تھا نیابتاً
شریک مشورہ ہو کر انکی تجویز سے منشی عاشق علیخان رفیق اعتماد الدولہ سفیر کلکتہ مقرر ہوئے اور

ورپیشی او نبقہ مذکور تعلق اسکے تھی چنانچہ اس کام کی بدولت صاحب زر ہوکر انھون نے رنگ تجارت
کلکتہ مین جمایا اور طرح تعمیر عمارت عالی کی ڈالی اور دیوانی وزارت منشی جانکی پرشاد سے متعلق تھی
اور دفتر بیت الانشا مولا منشی جوالا پرشاد اور مسودہ نویسی صدر کلکتہ تعلق سبحان علیخان سے رکھتی تھی
خلاصہ یہ مضمون تازہ اور ظہور مین آیا کہ جو درمیان سبحان علیخان اور تاج الدین حسین خان کو حرف
اتحاد اور محبت کا تھا اوٹھا اور نقش عداوت صفحہ دل پر بیٹھا چنانچہ محاسبہ بائیس لاکھ روپیہ کا بابت
سلطان پور نسبت اسکے قرار پایا ناچار تاج الدین حسین خان معزول سپاہ سلطانی تعینہ سلطان پور سے
بواسطہ جود و کرم مخلصی پاکر دار السلطنت لکھنؤ مین آئے دریافت ہوا کہ مکان پر بادشاہی چوکی اور پہرہ
ماموہ ہین اوسی طرح اسپ سوار معتمد الدولہ کے دولتخانہ مین در آئے اور چندے روز رہکر بواسطہ استحقاق
رفاقت دست آویز جو کام فارغخطی کا کہ ہی حاصل کرکے بکشادہ پیشانی اپنے گھر مین آبیٹھے اور فقیر محمد خان
اور بیشو خان اور ساہ گوبند لال کی رضاجوئی اور اطاعت اعتماد الدولہ پر قدم مارا اور دامن اپنا محاسبہ سے
پاک کیا اور سب عمدہ دار عہد معتمد الدولہ کی رجوع لائے واجد علیخان نے بھی وہ زمانہ سازی کی کہ دونون
سے پلے برابر رکھے غرض بعد ان باتون کے انتظام ملک کی جانب قلم اوٹھایا علاقون پر عامل براہ مستاجری
روانہ کیے لیکن طبیعت بندگان حضرت کی اعتماد الدولہ کی طرف سے کئی وجہون کی سبب صاف نہ تھی
ایک یہ کہ جسطرح ایام مرشدزادگی مین اتالیقی کرتے تھے اوسی روش اب بھی مراتب تفہیم اطوار شایستہ
مین قاصر نہ تھی دوسرے جو مقام کہ معتمد الدولہ سے منظور نظر سلطانی تھا وہ ظہور مین نہ آیا تیسرے شراکت
صحبت بندگان حضرت سے جو خلاف وضع تھی دور دور رہتے تھے آخر کار رفتہ رفتہ صورت تقیض
پیدا ہوئی اور صحبت جوانان نوخاستہ مطبوع طبع اقدس ہوئی اور بزم بادہ گلرنگ نے گل کھلائے
اور جلسہ ناچ رنگ کا جما آہستہ آہستہ بازار انکا گرم ہوا اور گرماگرمی اعتماد الدولہ سرد ہوئی اور صورت
نقیض پیدا ایکدن بندگان حضرت بسواری بجرہ روی آب پر آشنائی سیر دریا تھے نشہ شراب پر خمار
بادہ گلگون کا طرہ کہ ناگاہ ٹوپی فرنگی بچہ عالم نشہ شراب مین نذر دریا ہوئی چنانچہ اوس دشمن آبرو نے
حسب اشارہ بندگان حضرت وہ دست افشانی کی کہ قریب تھا کہ دستار سر اعتماد الدولہ سے جدا ہو لیکن
اونھون نے پیچ و تاب کھا کر دونون ہاتھون سے سنبھالی یعنی بظاہر آبرو بیپانی سے بچالی افراسیاب فی قالب
سہراب ہو گیا اور بیا کہ جوہر شمشیر آبدار دکھائے لیکن جب ارباب کشتی نے تلوار میان سے کھینچنے نہ دی اعتماد الدولہ (۹۹)

تیغ زبان روان سے کام کیا اور آنا جانا دربار کا موقوف کیا اور ہاتھہ کاموں سے کھینچا اور بانوں آمد رفت کا توڑا ایکدن بندگان حضرت نے کثرت نشۂ شراب مین بواسطہ جمعدار ہرکارہ ہا ارشاد فرمایا کہ مردم جلو تیار رہوں چنانچہ حسب الحکم اقدس جو فوج حاضر حضور تھی تیار رہوئی اعتماد الدولہ نے بنظر تقدیم بالحفظ صاحب رزیڈنٹ بہادر کو درپردہ اطلاع دی کہ عنان اشہب ہوشیاری کی ہاتھہ سے مدین چونکہ یہ مقدمہ کچھہ اصل نرکھتا تھا دوسرے روز صاحب ممدوح نے اگر دریافت فرمایا حضرت نے جواب دیا کہ انکو کیونکر معلوم ہوا اونھون نے پردہ روی عروس راز نہان سی اوٹھایا کہ باعث افشای راز مذکور کا اعتماد الدولہ پر سے یہ صورت بادشاہ کو نہایت ناگوار خاطر عالی ہوئی او چنبار تازہ آئینہ دلمین جا اعراض فضیق مین کام اعتماد الدولہ تمام ہوا یعنے جہان فانی سے گذری اور کربلاے میر خدا بخش مین جنازہ اونکا دفن کیا گیا فقط دو لڑکیان تھین جو میر حامد علیخان اور میر حیدر حسین قوم سادات سے رشتہ عقد کا سلسلہ پذیر تھا وثیقہ اعتماد الدولہ کا ان دونون دامادون وغیرہ پر جو حصہ وارثے تھے تقسیم ہوا آخر یہ دونون صاحب لکھنؤ سے نکلکر شاہجہان آباد مین قیام پذیر ہوئے

ذکر بعضے مقربان شاہی کا کہ ہمسر نائب وزیر کے تھے اور سر انجام مہام سلطنت اور اشارہ بندگان حضرت کا

ظفر الدولہ کپتان فتح علیخان بہادر کہ سپہر امانت اور دیانت کے آفتاب روشن تھے ثالث بالخیر محمد علیخان تھا بڑے تر کے اسکے اقبال الدولہ خطاب تھا اور عہدہ نیابت چپلی جو متعلق کیوان جاہ تھی سرفراز و ممتاز اور دوسرے کریم الدولہ اور تیسرے شجیع الدولہ چنانچہ یہ دونون صاحب صاحب پلٹن تھے اور تین داماد ظفر الدولہ کے تھے ایک مرزا حسن بیگ کو توپخانہ چپلی بہیمی سپرد تھا اور دوسرے میر علی اکبر پسر میر کلان بہ جا جاسی پلٹن کے مختار تھے اور تھوڑے سے سوا ایکی ہمرکاب اور تیسرے محمد میر سادات بارہہ سے کہ حل وعقد سررشتہ عدالت اونکے سپرد تھا خلاصہ اسقدر الطاف سلطانی مبذول حال اقبال الدولہ تھا کہ حضرت دم بدم اونکا دیکھکر خوابگاہ سے اوٹھتے تھے اور رات دن جلسہ عشرت مین شریک رہتے اور غلام مرتضیٰ خان شاگرد ملا محمد روضہ خوان و مرثیہ خوانی اونکے متعلقہ کاموں کا سر انجام دیتا تھا اور مرثیہ خوانی ایسی ملا محمد خوش گلو اور الحان دلکش مرثیہ خوانی اونکی سحر و کرامت کے ساتھہ مشہور زمانہ اقبال الدولہ کی

ثروت کو پہونچے الغرض ستارہ اقبال اقبال الدولہ ایسا چمکا کہ تمام انتظام مالی و ملکی کو رونق دیتے تھے اور کارپردازی انکی نظامت و تنخواہ کی تعلق اور عہدہ سفارت کا کام بھی منشی عاشق علیخان سے جدا ہو کر حکیم ظفر علی کے نام قرار پایا خلاصہ دو ڈھائی برس خوب طوطی اقبال الدولہ کا بولا آخر یہ کمال دیکھکر اسکے رازدار اسباب حسد پیشہ آتش رشک میں جلنے لگے چنانچہ مسمات نام خواجہ سرای ڈیوڑھی مختار رہ علیا نے اقبال الدولہ کو عین غفلت کے ساتھ تہمت موافقت محل ندکور بپر دھر لیا کہ وہ نظروں سے بادشاہ کے گرے اور حکم سلطانی نازل ہوا کہ بیرون لندنا ذکر حکم قضا شیم وہ جا فرصفدر نمود غرض کارخانہ انکا برہم ہوا اور عہدہ جرنیلی کا موقوف۔

ذکر نجم الدولہ جعفر علیخان کا

جعفر علیخان ابن مظفر علیخان ابتداے شباب میں اپنے باپ سے رنجیدہ ہو کر لشکر مہاراجہ دولت راو سیندہیہ میں پہونچے اور دولت ملازمت حاصل کی جب حضرت سلیمان جاہ جلوہ آرای تخت سلطنت ہوئے بنظر محبت قدیم شتر سوار کو دو ہزار روپیہ سمیت بھیجکر جعفر علیخان کو گوالیار سے طلب فرما کر عہدہ توپخانہ سلیمانی عنایت کیا اور پانچ سو روپیہ درماہہ ذات مقرر ہوا مصاحب اور ندیم تھے وہ عزت و آبرو بہم پہونچائی کہ آتش حسد میں ارباب رشک حسد زدہ جلنے لگے چنانچہ تاج الدین حسینخان نے وہ آگ فتنہ و فساد کی بھڑکائی کہ بازار گرم انکا سرد ہوا۔

ذکر راجہ رام دیال کا

بنیی رام لکھنوی ساکن محلہ چکلہ مرد لحیم و شحیم خوش وضع و سفید پوش تھا سوپاری فروشی میں متاع آبرو ہاتھ آئی اور داد و ستد کی بدولت سرخرو ہوا صاحب تقدیر تھا بقول معروف کہ خدا می دہد نہ خرامی دہد ایک بھوانی مہرا کہ جمعدار کہاران کا نامی تھا چھ سات لاکھ روپیہ نقد رکھتا تھا مرگیا وہ زرکثیر بلا محنت اسکے ہاتھ آیا اور زرکثیر کی بدولت صاحب سرمایہ بنکر عاملوں سے بواسطہ پوتہ داری زرکثیر حاصل کیا عشرت نام طوائف لکھنؤ سے رسم آشنائی بڑھا کر گھر میں رکھا اور دروازہ آمد و رفت او شناؤں کا مسدود کیا چنانچہ ایک دختر اور احمد علی نام پسر اوسکے بطن سے بہم پہونچے قصہ مختصر جب بنیی رام نے قضا کی رام دیال لڑکا انکا کہ عورت ہمقوم سے تھا کوٹھی ساہوکاری اور مال و متاع وغیرہ کا وارث بنا

ایسا چالاک تھا کہ جواہر فروشی کی بدولت حضرت بندگان تک رسائی بہم پہونچائی اور وہ لڑکی جو بطن عاشور آ سے اُس جواہر فروش کی خواہر ہوتی تھی محلات سلطانی مین داخل ہو کر مقبول محل خطاب ملا اور رام دیال کو خطاب راجگی عطا ہوا بعد زوال منصب اقبال الدولہ ستارہ اسکی کارگذاری کا چمکا اور ہیچ معاملات رطب ویابس پر قلم حکومت جاری تھا اور خزانچی رزیڈنٹی سے وہ راہ رسم پیدا کی کہ غلام حسین منشی مسٹر گنبس صاحب بہادر سے صورت اتحاد نکالی اور بواسطہ شبک زرگری ڈاک کے ہرکارون اور چوبدارون سے بھی ساز و باز کی جاتی بلکہ ارباب کرانی بھی وہان کے دم اسکا بھرتے تھے بہرحال امور سلطنت کا مختار تھا اور عملہ رزیڈنٹی بھی توقیر اوسکی کرتے تھے لیکن علم سے اصلا بہرہ نہ رکھتا تھا محض ناخواندہ اور کندۂ ناتراش تھا جب مسٹر لاکٹ صاحب بہادر سے رزیڈنٹی لکھنؤ نے رونق پائی اور صاحب موصوف نے رام دیال سے پوچھا کہ طبیعت تیری کیسی ہے یہ بے علم بلا تامل یہ حرف جواب زبان پر لایا کہ اوس شخص کے پیٹ مین نفس بہت رہتا ہے یعنی نفخ یہ مضمون تازہ سنکر صاحب رزیڈنٹ بہادر نے یکقلم دریافت فرمایا یہ شخص منصب بزرگ کے قابل نہین اسی طرح ایکدن اور صاحب ممدوح نے رام دیال سے کہا کہ کیوان جاہ لڑکا بادشاہ کا ہے یا نہین یہ کہکر قطعاً تاکید فرمائی کہ زنہار یہ راز افشا نہو اور یہ کلام بندگان حضرت تک ہرگز نہ پہونچے اس نبیہ کے پیٹ مین پانی کب ہضم ہوتا تھا یہ ماجرا حضرت بادشاہ تک پہونچایا اور حضرت ظل سبحانی نے بروقت ملاقات صاحب رزیڈنٹ بہادر سے دریافت کیا کہ سبب ناراضمندی کا کیوان جاہ سے کیا ہے یہ سنکر مہر خاموشی لب پر لگائی اور رام دیال سے باہو کر نظرون سے گرا غرض یہانتک آنکھین دکھائین کہ بندگان حضرت نے اوس سے چشم محبت چرائی چنانچہ حکم سلطانی کے موافق وہ برگشتہ بخت ٹیڑھی کوٹھی مین سیدھے سیدھے گرفتار ہو کر مقید ہوا اور تمنای رہائی اور آرزوی منصب مدار المہامی مین ایک مدت گذری مگر شاہد مدعا سے ہم آغوش نہوا —

ذکر تبدیلی رزیڈنٹی

مسٹر گنبس صاحب بہادر رزیڈنٹ نے بوقت رخصت حضرت بادشاہ سے یہ کلام آخری زبان پر لائے کہ مجھے بنظر دولتخواہی اکثر زبان نصیحت وا کی لیکن جناب نے بمقتضاء مشیت یا یہ کہ انجام اسکا خراب

روسیہ عمل کیا اور ہمکو بدنامی نصیب ہوئی لیکن ہم جانتے ہین کہ پہلے روبکاری رزیڈنٹی منسوب سے
متقدمہ کیوان جاہ کی پیش آئیگی کہ وہ شاہزادہ ہے یا نہین اختصار کلام یہ ہے کہ صاحب ممدوح نو
کان بادشاہ کھولکر راہ منزل ولایت پر قدم زن ہوئے اور مسٹر لاکٹ صاحب بہادر نے مقام
رزیڈنٹی کو رونق بخشی اور حسب اصطلاح بخط مستقیم راہ ڈاک پر بلا انتظار استقبال و مشایعت وغیرہ یکایک داخل
لکھنؤ ہوئے چونکہ یہ روش خلاف رسم و آئین قدیم ظہور مین آئی نامطبوع بندگان حضرت ہوئی القصہ
جب بساط رزیڈنٹی کو صاحب تازہ آمد نے رونق تازہ بخشی زبان نصیحت و پند واکی اور کان بندگان حضرت
کے کھولے کہ دن رات نشہ شراب مین چور رہنا عقل سے دور اور بسر کرنا اوقات کا صحبت مین گوالیون
کے خار سے کم نہین مقدمہ سلطنت کا فراغ گلبدن معشوقون سے نازک تر اور زلف سے سنبلی
سویون کے پیچ پیچ گرداب یال وغیرہ ایسے ناخواندہ دشمن عقل کی مدارالمہامی باعث آغاز بدانجامی
ہے خلاصہ باب آمد و رفت متوسطوں کا رام دیال پر بند ہوا اور یہ نصیحت مصلحت آمیز بندگان حضرت کو
ناپسند سلسلہ آمد رفت چوبدار کا بواسطہ یہ چہ پیام جاری تھا اور اگر کوئی امر دشوار پیش آتا بواسطہ نجم الدولہ
کے انتظام پاتا ایکدن صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بندگان حضرت سے پیام دیا کہ معتمد الدولہ کو ہمارے
پاس بھیجو کچھ باتین کہنا اور سنا ہین یہان منظور دور اندیشی کہ جانا اوسکا باعث فتنہ انگیزی کا نوشتہ
اجازت زبان پر نہ آیا آخرکار صاحب ممدوح نے معتمد الدولہ کو کہ دراصل انگریزی قید تھا بیواسطہ
اور اجازت بلاکر جو کچھ کہنا سننا منظور تھا عمل مین لائے خلاصہ اس مضمون کا یہ تھا کہ رشوت سپاہیان
مسٹر کنیس صاحب بہادر اور عملہ رزیڈنٹی کی ثابت ہون مگر معتمد الدولہ نے ہرگز افشا راز نکیا اور کہا کہ
ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند بلکہ گڑے ہوئے مردے اوکھیڑنا اور ناحق اس فکر و محنت مین
دل آسودہ کو پریشان کرنا ضرورت نہین جو کچھ مناسب وقت تھا طرفین سے ظہور مین آیا مسٹر لاکٹ
صاحب بہادر اس جواب سے از حد ناخوش ہوئے لیکن تکلم سے مجبور تھے اور بہرحال تحقیقات
کیفیت مذکور منظور غلام حسین منشی رزیڈنٹی کو طلب کیا حضرت ظل سبحانی نے اقبال الدولہ کو اجازت
دی اور راجہ بختاور سنگھ سواران سمیت اوسکے مکان پر پہونچا اور صورت محاصرہ ظہور مین آئی
غلام حسین نے دیکھا کہ خون آبرو اور عزت کا ہوا جان پر آبنی اپنے [illegible] پستول بھرکر اپنے سینے پر
خالی کی قضا سے سوار بھی [illegible] جان سے گذرا اور دو نفر خدمتگار گرسنہ اجل ہو کر مہم اسقدر تھی

گولیان بندوق کی کھاکر اپنے آقا کے پیچھے پیچھے قدم زن ہوے جو مال و متاع اونکا ضبطی سرکار
مین درآیا اور تلف و غارت ہوا غرض باعث بدنامی مسٹر اکنیس صاحب تین شخص تھے ایک تاج الدین حسین خان
کہ اوس زمانہ مین نظر بند تھا دوسرے ساہ بہاری لال انہنے یہ کہکر دامن اپنا پاک کیا کہ مین مہاجن پیشہ
ہون مجھکو معاملات شاہی سے کیا کام تیسرے رام دیال کہ اوسی کے سر پر یہ ٹوکرا بدنامی کا رہا
غرض چھ سات مہینے اسی شش و پنج مین گذرے کہ مسٹر ناوک صاحب بہادر بہار افزاے گلشن لکھنو
ہوے التفات حسین خان سفارشی مسٹر فیدولمین بہادر صاحب خورد شاہجہان آباد سے رفاقت مین
ہمراہ رکاب تھے لکھنو مین اگرچہ عہدہ میر منشی گری سے سرفراز ہوے لیکن روبرو بیٹھنے کی قدرت
نہ تھی اور نہ کسی امر مین دم مارنے کی قوت اب انہون عہدہ متوسطی نواب اکبر علیخان خلف الصدق
امیر الدولہ حیدر بیگخان مرحوم کے نام زد تھا اور خلاف زمانہ ماضی بندگان ظلسبحانی کو صحبت مسٹر ناوک
صاحب بہادر کی بکشادہ پیشانی نہایت پسند آئی اور بزم محبت و اتحاد نے باہم رونق پائی شمہ ایک خبر
دفاتر اوصاف صاحب ممدوح سے زیب قلم ہے معتمد الدولہ اپنی قید مین اس بات کا آرزومند تھا کہ اگر صاحب
رزیڈنٹ بہادر اجازت جانے کی ملک مین سرکار کمپنی کے عنایت فرماوین دس بیس لاکھ روپیہ نقد
صرف تواضع ہو سکتے ہین لیکن صاحب مستغنی مزاج نے ہرگز گوارا نکیا بلکہ بیس لاکھ روپیہ بادشاہ کو دلاکر
اسباب پر رضامند کیا کہ معتمد الدولہ نے جملہ نقد و جنس سمیت جاکر کانپور مین امارت کے ساتھ بنیاد
عمارت قیام کی ڈالی اور تمام عمارت لکھنوی [illegible] القصہ
اب اعتماد الدولہ نے قبضہ پائی اور اقبال الدولہ خانہ نشین ہوے اور رام دیال مغضوب زندان نصیب ہوا
اور ظفر الدولہ نے اگرچہ دو تنخواہی اس خاندان عالیشان کی اونچی ہی تھی باوجود بذل عنایت سلطانی کے اور
حسن منظوری صاحب رزیڈنٹ بہادر قلمدان نیابت اور دریاے وزارت سے کنارہ کیا اب کوئی گوہر
آبدار الیاباقی نہ رہا جو شناوری دریاے حلم و لیاقت سے آشنا ہوا وکشتی وزارت پر سوار ہوا اور مسند
مدار المہامی کو آبرو دے اور فراخ بندگان حضرت کا عیش و دست تھا جیسا تا نازنینان گلعذار کی سینہ چاک
اور بہشت سرو قامتان نرگسی چشم سے نالوت آخر کار گلابی بادہ گلرنگ سے نہ دہ گل کھلایا کہ بر آمد ہونا محلات
سلطانی سے آفتاب سپہر سلطنت کا موقوف ہوا اور رسائی فرشتون کی وہان تک محال مشورہ پر ارباب نشاط
کا انتظام امور سلطنت تھا القصہ [illegible]

اب زور وشور نصائح صاحب رزیڈنٹ حسب اشارات صدر شروع ہوا اور جواب دینے والا پرچہ پیام کا
جیساکہ چاہیے ایک قلم سرکار سلطانی مین نہ تھا سب پر حرف آیا آخر ایک دن فضل علی قوال نے غنچہ دل
حضرت نا شگفتہ دیکھکر اپنا راگ چھیڑا کہ منتظم الدولہ حکیم مہدی علیخان گلشن معاملات سلطنت کو بخوبی ایکدم مین
انتظام دے سکتا ہے کاوش خالی فکر سواے اونکے دور ہونا دشوار حسب اتفاق سے یہ مشورہ حضرت کو پسند ہوا
اور بدون مشورہ صاحب رزیڈنٹ کہ خلاف عہد و پیمان تھا شقہ طلب بواسطہ مرزا حاجی خواصی والہ اور
فضل علی قوال جاری فرمایا وہ بھی بے اجازت اور تحریر اہالیان صدر کی کوٹھی فرح بخش مین سیدھی
پہنچکر خلعت وزارت سے سرفراز ہوئے اور خطاب حضور پر نور سے ممتاز خلاصہ بڑی کوٹھی مین قیام پذیر
ہوئے مگر خلاف رائے صاحب رزیڈنٹ بہادر یہ امر ظہور مین آیا آئینہ دلون کے باہم مکدر تھے اور زنگ آلودہ
غرض جو انتظام اس سلطنت کا شش سال مین نہوا تھا وہ دو تین مہینے مین جلوہ آرا ہوا اور عملداری ملک کمال
شائستہ عنوان سے رونق پذیر ہوئی مگر دل مسٹر پاوک صاحب بہادر کا صاف نہوا اسیمی مسٹر ٹوہم صاحب جج
ضلع فرخ آباد منتظم الدولہ کا آشنا قدیم تھا وہ مستعفی ہو کر عازم ولایت تھا اوسکو بلاکر اصلاح اس معاملہ
کی چاہی لیکن لکھنؤ مین اونکی آبیاری کوشش سے نخل آرزو بارور نہوا قدم زن راہ کلکتہ پر ہوئے
اور حضرت کی کثرت بادہ کشی نے وہ رنگ جمایا اور موج نشہ شراب نے چھوڑ می قتل کی تیز کی کہ چند خواہ
کشتی شراب پر سوار ہو کر دریاے فنا کے پار ہوئین منتظم الدولہ کہ صاحب دانش و ارسطو وقت تھا پردے مین
کف افسوس ملتا تھا اور ظاہر مین ایسا نقش حکومت کا جمایا کہ انتظام اوسکا روز بروز رونق پذیر تھا اور
لفظ نواب و رائی و راجہ وغیرہ کی زبان سے کسی کے آشنا نہوتے تھے فقط خالی نام پر اکتفا تھی اور
متوسلان سرکار مین عالیین کو بچشم توہین دیکھتا تھا اور نخوت گریبان گیر تھی جسوقت آمد آمد نواب گورنر جنرل
بہادر لارڈ ہٹنگ صاحب بہادر کی شہر مین شائع ہوئی منتظم الدولہ نے اور بھی ستارہ انتظام کا چمکایا انواب
احمد علیخان کو منور الدولہ خطاب دلاکر بندگان حضرت کا مصاحب اور مقرب بنایا اور منہم الدولہ سید محمد خان کو
داروغگی عدالت سے سرفراز کیا اور ابو طالب بہاؤ الدولہ کو نیابت وزارت عطا کی اور میر کلو کو داروغہ
ڈیوڑھی مخدرہ علیا کا کیا و میر آفتاب کا بھی ستارہ قسمت چمکا کہ اور ڈیوڑھیون کی داروغگی پر نصب ہوا
اور مظفر علیخان کے عوض داروغگی دیوانخانہ کی وصی علیخان کے نام زد ہوئی اور راجہ درشن سنگھ
قوم کورمی سپاہی وضع جفا کیش جو عہد خلد مکان سے خارج شہر تھا اوسکو غالب جنگ خطاب مرحمت ہوا

شب کشتی اور نگاہداری شہر کی تعلق اوسکے تھی خانہ جنگی اور خونریزی حضرات لکھنؤ کی اوس زمانہ مین مشہور
تھی اور رعایای شہر ہندو مسلمان جملہ چھوٹے بڑے سواے سپاہ سلطانی شمشیر بکف رہتے تھے و شمشیر
انتظام غالب جنگ سے یہ جوہر دکھائے کہ ایکدن مین ہتھیار اہل شہر کے کھل کر داخل سلاح خانہ شاہی ہوئے
ممکن نہ تھا کہ چھری بھی کسی کے گھر مین نظر آئی کو سیتا بیگ کوتوال نے اس معاملہ مین بہت سے ہاتھ پاؤن
مارے لیکن یہ نیکنامی سرکار مین نصیب غالب جنگ ہوئی ایکدن ایک شخص دیوانہ دشمن عقل شمشیر
برہنہ اور بندوق کاندھے پر رکھے بھاگا وہان تک پہونچا کہ جہان حضرت جلوہ آرا تھے چنانچہ حسب الحکم قضا شیم
حسن خان افغان زادہ نے کہ زمرہ مین خواصون کے منسلک تھا بڑھکر تلوار اوسکی چھین لی اور نجم الدولہ
نے ہاتھ بندوق پر ڈالا لیکن وہ دیوانہ حقیقت مین ہوش باختہ تھا ساختہ نہین اوسکو تھوڑی دیر نظربند
رکھکر رہا کیا یہ صورت باعث ترقی حسن خان سرکار سلطانی مین ہوئی صاحب عمارت ہوا امارت نے رونق پائی
لیکن کچھ جواب سخت منتظم الدولہ کو دیا کہ زبان اوسکی بواسطہ تنبیہ نکالی گئی اور رعب منتظم الدولہ دربار
مین چھا گیا بعد اوسکے منتظم الدولہ نے بقایا عاملون سے تحصیل کرنا شروع کیا راجہ رام دیال سے
محاسبہ کے وقت لاکھ روپیہ نقد داخل کیے اور خیراتی زردوز کو قطب الدین حسین خان چکلہ دار سلطانپور کی علت ضمانت
مین گرفتار کیا جب دشنام فحش سے نوبت آبروریزی کی آئی زہر کھا کر سوا اور بدریداس نے آبرو کے واسطے
جان عزیز تلف کی اور سبحان علیخان نے مجبور ہو کر عالم مقیدی مین پچاس ساٹھ ہزار روپیہ اثاث البیت بیچ کر نذر
سرکار کیے اب منتظم الدولہ نے تصفیہ تنخواہ سے نواب نصیر الدولہ بہادر اور نواب جعفر علیخان و کاظم علیخان و کاسب علیخان
ورکن الدولہ و نواب محسن الدولہ اولاد جنت آرامگاہ کو پیام دیا کہ افزونی تنخواہ صاحبان ممدوح باعث عدم
دستیابی کی ہے اگر تنخواہ نصف پر رضامند ہون تو ماہ بماہ تقسیم ہو اونکے صرف تکرار کا زبان پر نہ آئی ناچار بسینہ
برضامندی اور بسبب عالم مجبوری مین قبول کیا اور جو تنخواہ برسون کی چڑھی تھی دستیاب ہوئی اور تنخواہ سہ چہار سالہ
سپاہ سلطانی کو دام دام دیکر حکم موقوفی زیب قلم فرمایا اور فیصد پانچ روپیہ مصارف اور آمدنی سے حق وزارت قرار دیا
پچاس ہزار روپیہ اس رقم کا حساب افزون سے کم نہین اب انتظام محلات سلطانی کی طرف منتظم الدولہ نے
نظر اوٹھائی چھ لاکھ روپیہ سالیانہ علاقہ جدا گیا بلکہ زنانہ مین تھا جب علاقہ بیسواڑہ راجہ درشن سنگھ اور راجہ
بختاور سنگھ کی مستاجری مین در آیا اور جمع زیادہ کی گئی وہ علاقہ جاگیر سے شامل مستاجری کر دیا گیا اور بیگمہ زنانہ سے
کہا یا کہ بختاور سنگھ زر محاصل جاگیر نقد پہونچائیگا ہر چند بیگمہ زنانہ نے اسباب مین خلل ڈالی لیکن آمدنی پرگنہ میانگنج

جاگیر مخدرہ علیا اور نواب گنج جاگیر تاج محل پر حرف آیا نقدی پر کلام رہا خلاصہ یہ صورت باعث نیکنامی
ہوئی اب دل منتظم الدولہ کا صاحب رزیڈنٹ بہادر سے کھٹکتا تھا اس خیال مین ہوا کہ یہ کاوش خار فکر دور ہو
اتفاقاً نخل آرزو بارور ہوا اور فکر رسا نے تازہ گل کھلایا یعنے تاج الدین حسین خان پر اس درجہ شدائد
تقاضائے زر باقی ہوئی کہ آبرو پر آبنی قریب تھا کہ عزت پر پانی پھرے لیکن یہ شخص خوش فکر تھا اور فارغخطی
معتمد الدولہ کی موجود تھی اسنے بواسطہ کتابت منتظم الدولہ سے ملاقات بہم پہونچا کر بالمشافہہ یہ مضمون صفحہ
اظہار پر زیب قلم کیا کہ فارغخطی معتمد الدولہ کی میری عدم باقیداری پر دال ہے بہرحال جان و مال حاضر
لیکن خون حرمت کرنا مناسب نہین اگر ابقاے عزت منظور نظر ہے تو عین عنایت ہے کہ چشم رحمت سے
ملاحظہ فرمایئے اور انشاء اللہ وہ تدبیر کامل عمل مین آئیگی کہ غنچگی خاطر جناب کی دور ہو جائیگی ایک انگریز
نامی کہ محب صادق اور دوست موافق مجھہ دولتخواہ کا ہمرکاب نواب گورنر بہادر لکھنؤ مین آیا ہے اوسکی وجہ
ایسی صورت معقول ظہور مین آسکتی ہے یعنے ضمیر منیر نواب گورنر بہادر کا آپکی طرف سے صورت آئینہ
صاف ہو جاوے اور یہ کاوش خار فکر جو صاحب رزیڈنٹ کی جانب سے نقش زن خاطر ہو طرفۃ العین
مین دور ہو غرض یہ مضمون رنگین سنتے ہی غنچہ دل منتظم الدولہ گل کی روش شگفتہ ہوا اور طبیعت افسردہ نہال
ہو گئی تاج الدین حسین خان پر ہزار دل سے مہربان ہوئے وہ عذاب سخت جو سستی ہمت سے بر وکا
تھا اوسنے نجات دی مگر رشتہ نظر بندی کا منقطع نہین ہوا مہدی قلی خان نام افقل تجارت پیشہ نہایت
مرد دانشمند اور آبرودار تھا اوسنے بواسطہ کپتان جان بیلین بہادر کے دم دوستی اور اتحاد کا بھرتا تھا اور
توسط سے نواب گورنر بہادر مین متانت لشکر بہادر ممدوح مین پہونچکر وہ کار نمایان کیا اور تدبیر معقول ظہور مین
لایا کہ نہال آرزو و شجر تمنا بارور ہوا یعنے کارگذاریان منتظم الدولہ کی ہزار حسن و خوبی کے ساتھہ منقش خاطر
عالی ہوئین اور تاج الدین حسینخان نے بھی بواسطہ ملکہ لاٹن بہادر اس مقدمہ مین پیروی کی خلاصہ جب
لشکر نواب گورنر بہادر کا کانپور مین رونق افزا ہوا اسکا آنحضرت ظل سبحانی حکیم مہدی علیخان اور صاحب
رزیڈنٹ بہادر اور ارکین دولت معیت بڑی شان و عظمت کے ساتھہ براہ استقبال دار السلطنت
لکھنؤ سے جانب کانپور قدم زن ہوے اسطرف دریاے گنگ کے خیام شاہی فلک فرسا صورت حشم
بہ پا تھے اور اودھر طرف میدان جاموجوہ ہی مین لشکر نواب گورنر بہادر کا خیمہ زن خلاصہ کانپور مین جب
ضیافت طرفین سے ہو چکین ملاقات کی لطف و اتحاد کے ساتھہ ظہور مین آئین لعبہ اسکے صاحب اصحدی جا

معتمد الدولہ بھی دولت ملازمت نواب گورنر بہادر سے مالامال ہوا چونکہ نواب گورنر بہادر ارسطوی زمانہ
و بقراط عصر چشم بد دور جہاندیدہ کہنہ سال صاحب دانش سراپا کمال تھے اونھون نے لیاقت ناشایستہ معتمد الدولہ
منسوبہ کی میزان عقل مین تول کر اپنے جلسہ مین یہ حرف زبان مبارک پر لائے کہ دانشمندی جناب عالی
صاحب بہادر اور عقل و فراست شاہ زمن سے کمال تعجب ہے کہ معتمد الدولہ کو کس علم و عقل پر مدار المہام
سلطنت کا بنایا خوبی ظاہری اور حسن باطنی سے محروم اور کوسون دور فقط بدولت مقسوم و مدد زر
منصب نیابت نصیب رہا آفرین حسن فطرت و فراست بادشاہ حال پر کہ تمام لشکر شاہی مین پیرانہ سال
تجربہ کار صاحب لیاقت حکیم مہدی علیخان سے بہتر دوسرا نظر نہین آتا اس صورت مین بپاس خاطر
صاحب رزیڈنٹ بہادر کے دل بادشاہ کا بیوجہ دکھانا عقل سے دور ہے غرض اس کلام روح افزا
نے دم عیسی دکھاے یعنی نواب گورنر بہادر لکھنؤ مین رونق بخش ہو کر بنظر اتحاد و محبت بادشاہ کو
بعد نصائح دلپذیر تمام کار و بار سلطنت پر مختار فرمایا اور وزارت حکیم مہدی علی خان کی منظور کی اور صاحب
رزیڈنٹ بہادر کو اطاعت بادشاہ مین تاکید فرمائی غرض سولہ سترہ روز یہ بزم جشن حسن و خوبی کے ساتھ
شہر لکھنؤ مین منعقد رہی اور رسمین ضیافت اور مہمانداری کی شان و عظمت کے ساتھ حسب قاعدہ
اور معمول قدیم کمال تکلفات سے ادا ہوئین پاس کوبی طوائفان پری پیکر سے یہ محفل عشرت عزت
بزم نوعروسی بنی اور کثرت روشنی نے عالم نور کوہ طور کا دکھایا اور لڑائیون شیر اور ہاتھی اور گینڈے
نے وہ میدان گرم کیا کہ ہنگامہ سہراب و رستم کا سرد ہوا بعد اسکے جناب نواب گورنر جنرل بہادر جانب
مغرب روانہ ہوئے اور بادشاہ شاہد دعاے دلی سے ہمدوش اب انتظام الدولہ کی وہ کاوش خلش
دل سے دور ہوئی اور استقلال کامل حاصل تاج الدین حسین خان کو عہدہ متوسلی سے سرفراز کیا
مسمی کرنیل کارنر کہ دوستان مسٹر ناکس صاحب بہادر سے تھا اور کانپور مین اہل و عیال سمیت قیام پذیر
چنانچہ بی بی اوسکی کمال شایستہ بخت سلیقہ شعار اور صاحب عصمت و آبرو دار خاندان نواب مومن خان
منصب دار قدیم بادشاہی سے دوست جانی اپنے شوہر کی تھی لکھنؤ مین آکر طرح قیام کی ڈالی اور
دولتسراے سلطانی اور محلات شاہی مین آمد و رفت بہم پہونچا کر حرمت و عزت سے شہرہ آفاق
ہوئی اور تاج الدین حسین خان کو کرنیل موصوف سے سابقہ سررشتہ اتحاد مربوط تھا اسپر اوسکی سفارش تازہ
نو عہدہ متوسلی سے رونق پائی اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے دیکھا کہ ہماری شمشیر فکر و تدبیر

رہنما دار السلطنت لکھنؤ کا ایک ساعت بار خاطر تھا براہ استعفا کوہ سے پاٹو پر کہ نواب گورنر جنرل بہادر
وہان قیام فرما تھے پہونچکر رزیڈنٹی نیپال پر مامور ہوئے منتظم الدولہ بہادر نے بروقت روانگی رزیڈنٹ
ممدوح بائیس لاکھ روپیہ خزانہ قدیم سے لیکر حیایہ مین لوٹ مول کی نکالی اور چاہا کہ کچھہ زر نقد تواضع
رزیڈنٹ بہادر مین نذر کرین لیکن صاحب ممدوح نے اصلا قبول نکیا آخرکار پھر وہ زر نقد اپنی مقام پر
پہونچا واللہ اعلم کہان کہان کارپردازان سلطنت کے صرف مین آیا لیکن کرنیل موصوف اور تاج الدین حسینخان
اور ساہو گوبند لال وغیرہ کی چاندی تھی اا لیان سلطنت کو مدت تک دعوی اس زر نقد کا حکیم مہدی سے
رہا اور بواسطہ تحریر صدر تک ذکر اسکا آیا اب تاج الدین حسینخان نے یہ تازہ سلوک کرنیل کار ز سے
ساتھہ کیا کہ بنام کوٹھی بخت رام خزانچی کرنیل مذکور کو فرضی اسم کے طریق چکلہ سلون کا سرکار شاہی سے
دلا کر دو ہزار روپیہ ماہواری کرنیل ممدوح کے واسطے مقرر کردیا اور نیابت چکلہ مذکور تاج الدین حسینخان
کے چھوٹے بھائی نثار علیخان کے نام قرار پائی اور پانچ سو روپیہ درماہہ تجویز ہوا لیکن صورت علاقہ
خزانچی مذکور سے ظہور مین نہ آئی ناچار عالم بیماری مین کرنیل مذکور علاقہ سے مستعفی ہوکر کاسگنج مین
قضا نصیب ہوا اور بی بی اوسکی غم مفارقت شوہر مین ایک چلہ کے اندر تیر و کمان قضا کی نشانہ ہوئی اور
رزیڈنٹی لکھنؤ میجر جان لو صاحب بہادر کے نام مقرر ہوئی اور سامان استیصال رزیڈنٹ حال کو واسطے
سرکار شاہی سے کالپی تک پہونچا جب میجر صاحب ممدوح لکھنؤ مین تشریف لائے بازار تاج الدین حسینخان
کا ایسا گرم ہوا کہ گرمی جملہ اقربا و عزیز حکیم صاحب کی سرد ہوئی اس زمانہ مین چکلہ بیسواڑہ محمد علیخان داماد
حکیم مہدی علی خان کے متعلق تھا اور نیابت نثار علیخان کی اسقدر چمکی کہ ستارہ مداخلت محمد علیخان کا
برج آبی مین درآیا اور اسیطرح صورت عدم مداخلت ابوطالب خان کی باوجود حصول نیابت وزارت
برروی کار رہی اور راجہ میوہ رام گلشن دیوانی کو رنگ و بو دیتے تھے سات ہزار روپیہ درماہہ انکا
نظروین حکیم مہدی کے خار تھا کہ راجہ بال کشن چچا اونکے کاروبار دیوانی کو سرانجام دیتے تھے
اس حرف بیجا نے وہ سخت جوہر تیغ زبان کے خلاف شان و آبرو دکھائے کہ مہاراج میوہ رام
بے رنگ ہوکر خانہ نشین ہوئے اور یہی روش فقیر محمد خان رسالداری سے موقوف ہوکر مرزا گنج و
ملیح آباد اپنے وطن مالوف مین تشریف لیگئے اور گومتی کے پار جو چھاونی دھنے خان میواتی کی واقع تھی
وہان عشرہ محرم کو تبرہ کی وجہ اہل شہر سے وہ صورت بلوہ آشکار ہوئی کہ طرفین مین نوبت شمشیر اور بندوق کی

آئی کچھ چند آدمی شہید ہوئے آخر کار جب یہ آتش ہنگامہ سرکش ہوئی اور صورت انطفا بواسطہ کوتوال شہر
ظاہر نہوئی ناچار سلطنت علیخان رسالہ دار تلنگون کی پلٹن لیکر توپخانہ سمیت بر سر معرکہ پہونچے اور دو ایتون کو اسقدر
پس پا کیا کہ تمام مال و متاع اونکے گھرون کا ہاتھی گھوڑون سمیت انکے ہاتھ غارت کیا اور اسیطرح اون
دونون خانہ جنگیون نے بھی حشر بپا کیا تھا کہ سبب سے ننھے مرزا کہ پوتے سالار جنگ کے تھے اس معرکہ
مین کشتہ ہوئے اور ہر دمان توپخانہ نے بھی تنخواہ نپانے کی وجہ جو آتش بلوہ مشتعل کی اوسکو آبیاری
کپتان بیگنس نے بجھایا اور سات سو آدمی یک قلم برطرفی مین آئے اور دس پندرہ ہزار آدمی جو معتمد الدولہ
نے نوکر رکھے تھے اونپر بھی پانی برطرفی کا پھر اگر انتظام منتظم الدولہ نے وہ رنگ حسن و خوبی کے
ساتھ جمایا تھا کہ چھوٹے بڑے راجہ اور تعلقدار اس قلمرو کے جو ہمیشہ عاملون سے بر سر پرخاش
تھے وہ اس زمانہ مین فرمان پذیر ہو کر در دولت پر حاضر رہتے تھے چنانچہ بخت سنگھ نامی زمیندار
اضلاع خیرآباد کہ صاحب ثروت و دولت تھا اور بہت کم عاملون سے رجوع کی تھی وہ بذات عاملون کے
مانند حاضر رہتا تھا اور اکثر روساے اہل شہر کا نخل تمنا حکیم مہدی کی بدولت پھلا پھولا چنانچہ روشن الدولہ
کہ بہار عشرت اونکی خزان نصیب تھی پانچ سو روپیہ ماہوار اونکا مقرر کیا گیا اور مرزا حاجی نے پھر شہر مین
اسطرح قیام کی ڈالی تین سو روپیہ ماہواری انکے واسطے مقرر کی گئی سبب سے آغا مرزا کو کہ بندگانحضرت کا
ایسا خود سر اور شراب نخوت مین چور تھا کہ جملہ ارکان سلطنت اونکی نظرون مین ہیچ تھے کوتوال تک کو
اسقدر دست قدرت نہ تھی کہ ہاتھ اوسپر ڈالتا اور عملہ عدالت کی مجال نہ تھی کہ اوسکی طرف آنکھ اوٹھاتے
اگرچہ اوسنے بھی اس زمانہ مین ہاتھ ظلم کا جو دراز تھا کوتاہ کیا لیکن شرارت سے ہمہ تن باز نہین آتا تھا ایکدن
سواری حضرت کی درگاہ عباس علیہ السلام کی طرف جاتی تھی غلام مرتضے براہ عجلت مکان سے نکلکر
دروازہ پر نہ آسکا بر آمدہ سے رسم آداب و مجرا کی ادا کی چونکہ یہ صورت خلاف شان و عظمت شاہی تھی
آغا مرزا نے حکم دیا کہ اسی وقت وہ چھجہ و بر آمدہ مکان کا منہدم ہو کر خاک مین ملا دیا گیا اور کیفیت خبر رسی
حکیم مہدی علیخان کی رنگت تازہ لالی تھی اور نیا گل کھلاتی تھی ہر وقت کفایت و خبر رسی مد نظر تھی کہ
معاذ اللہ صاحب دولت کا تنگدست ہونا بھی ایک قیامت ہے اوس عہد دولت مین مرزا حیدر فرزند نواب
محمد تقی خان کی شادی مین یہ تازہ ایجاد قرار پائی کہ ساچق کے دن کہ رسم زمانہ تھی رنگین گھڑی نقل اور
میوون سے بھری مزدورون کے سر پر بکثرت گھر پہ دولھن کے شوہر کی طرف سے آتی وقت جاتی تھے

چنانچہ اون میں فرد فرد اسقدر دست اندازیان کرتی کہ وہ نقل اور میوہ وغیرہ شیرینی نیاز کی ہو جاتی تھے
اس باب میں حکیم صاحب نے نسخہ تازہ جاری فرمایا کہ شیرینی اور میوہ وغیرہ وزن ہوا کرے اور ٹھپہ سرکاری
شمسی خانہ فردوس تک پہونچا دین اور کچھ بھی خالی کہ مطلب نمودار اور نمایش سے تھے فرد فرد سرون پر
حسب دستور رکھے ہین اور روشنی کے باب مین یہ تجویز ہوا کہ روغن سیاہ سے نئے ابترن مین شمع کے دیکھ
چراغون مین استعمال کرتے ہین چنانچہ بسبب روغن ظروف تازہ مین باعث نقصان ہے اسلیے شہر کے
باورچیون سے وگین چھوٹی بڑی طلب کیجاوین اسطرح مصارف خزینہ بادشاہی مین بھی کفایت ملحوظ خاطر
رہیا مقاطع تھی ملبوس خاصہ بادشاہی مین پاجامہ کے واسطے تھان گلبدن اور مشروع کے چالیس
پچاس روپیہ کی قیمت سے کم صرف نہوتا تھا وہ دس پندرہ روپیہ بھی کم کی اجازت تھی اور روپاک سبحان اللہ
جو پارچہ محمودی سے کہ فی درعہ دو تین روپیہ سے کم قیمت کے نہوتے تھے موقوف ہوکر پارچہ خاصہ یہ
کہ ایک روپیہ کے کئی گز بکتے تھے اوقات رہی اور یہ حکم تھا کہ جو پوشاک سلطانی نو تیار ایک دفعہ جسم مبارک
سے ہم آغوش ہو کر بدون شست شو انعام مین جاتی تھی یہ رسم ترک ہو کر قرار پایا کہ جب تک دو تین بار
شست شو نہو سے توشکخانہ شاہی سے جدا نہو اگر سے اسیطرح ایک مرتبہ پانچ سو دست سخن طلائی کی
مرصع کار فرمائشی خواصون کے واسطے حکم سلطانی نافذ ہوا حکیم صاحب حکمت مآب نے نقرئی طلائی ملمع
اور چھوٹے نگینے جڑوا کر بنوا دیے اور جو دوپٹے وغیرہ بادلہ اور تمامی وغیرہ قیمتی خواصون اور لونڈیون
کے واسطے تیار ہوتے تھے وہ چھوٹے گوٹے اور بادلے سے تیار ہونے کا حکم ہوا اور
خرچ انعام مین یہ تخفیف واقع ہوئی کہ دو ثلث کمی ہو کر ایک ثلث باقی رہا اور سررشتہ خرید جواہرات اور
پشمینہ کا یک قلم موقوف ہوا اور اکثر باعالان تمام یہ حرف زبان پہ لاتے تھے کہ حضرت اقدس چاہتے ہین
کہ گھر اپنا برباد کرین اور مین یہ چاہتا ہون کہ اسطرح تعلیم کرون کہ زر نقد خزانہ مین جمع ہو القصہ یہ خبر پیان
طبع اقدس بندگان حضرت کو خلاف تھین اور ارباب سلطنت صرف پسند رفتہ رفتہ زبان شکایت محلات
سلطانی وا ہوئی اور صورت عداوت جلوہ نما در اصل ناظم الدولہ آفت روزگار تھا تازہ وکلا اور [illegible] سے
عمل مین لایا جو خالی حکمت اور اپنے فائدے سے نہ تھی یعنی پایا کہ تمام معاملات ملک کو اپنی رائے پر صورت
ستاہی ظہور مین لاسکے چنانچہ یہ بات قرار دی کہ [illegible] تقسیم الگ نہ ہو ملک [illegible] لاکھ روپیہ کا
۱۹۰ سوا اسکے سائر اور [illegible] باقی تھا یہ جمع اصلی قرار دیکر پچاس لاکھ روپیہ سالیانہ صرف فوج اور پانچ لاکھ روپیہ

خرچ عالمون اور عملہ محلات کا مجرا دیکہ اسّی لاکہہ روپیہ سالیانہ ادا ہو واسطے مصارف محلات اور کارخانہ سلطنت قائم کرکے قبولیت مہری محمد علیخان فرزندزادہ کی اپنے صیغہ ضمانت مین داخل دفتر سرکار شاہی کرکے بیع مہری بندگان حضرت کا لکہوا کر صورت مستاجری تمام ملک وسپاہ کی قرار دی چونکہ خلاف رائے مستحسن نواب گورنر جنرل بہادر اور اہل کونسل ظہور اس مستاجری کا تہا یہ حکم عالی نافذ ہوا کہ خلاف ضابطہ قدیم مستاجری تمام ملک کی ایک آدمی پر قرار نہین پا سکتی اس باعث سے رنگ حکمت حکیم مہدی صاحب کا نہ جما اتہہ ملکر رہگئے —

صورت عزل منتظم الدولہ

ارکین سلطنت اور ارباب محالات کی صورت اخذ زر اور فادری کی جو سیون سی حکیم صاحب سے بگڑی خلل انداز زبان شروع کین اور وہ کلمات ساختہ خیر اندیشی کے زبان پر لائے کہ طبیعت بندگان حضرت کی حکیم صاحب سے ہوا کے مانند پہر گئی . اور واسطے رفع اس درد کے جویای علاج ہوئے آئینہ دل تاج الدین حسینخان کا بہی صورت حکیم مہدی سے مکدر تہا غول اونکا اپنا باعث نصیب سمجہکر حضرت سلطانی سے عرض کی کہ جو کچہہ مزاج حضور اقدس مین آئے بلا تامل عمل فرماوین خانہ زاد صورت اصلاح صاحب رزیڈنٹ بہادر سے ظہور مین لائے گا مقام اندیشہ کا نہین حضرت خوش ہوکر بواسطہ بختاور سنگہ حکم نظربندی نائب منصوب وحی کے مانند نازل ہوا کہ پیڑہی کوٹہی مین کہ ابہی تک منتظم الدولہ قیام پذیر ہے دفعتًا صورت عزل اور صورت گرفتاری کی ظہور مین آئی اور پہرہ سلطانی مامور ہوئے اب حکمت حکیم صاحب ساری بہول گئی او نبض ہوش وحواس کی ساقط ہوئی کوئی علاج اس درد کا سررشتہ ہاتہہ نہ آیا آخر بواسطہ مرزا حیدر صاحب کہ اونسے تازہ سررشتہ سمدہیانہ منسلک ہوا تہا صاحب رزیڈنٹ بہادر کو اپنا مدد ومعاون بنایا لیکن حضرت ظلسبحانی نے اونکے سوال کا یہی جواب دیا کہ منتظم الدولہ مقرر کیا ہوا نائب دولت کا تہا نہ مجوزہ آپکا چند دعوے جو اس عہد شکن نے نائب دولت سے کیے تہے ایک ادا نہوا پہلے یہ گفتگو باہم پیشکش مین ہوئی تہی کہ تنخواہ فوج ایام ماضی کی نائب دولت کو دینا نہ پڑے چنانچہ خلاف عہد جسقدر جواہر نقد خزانہ عامرہ سے لیا تمام وکمال تقسیم نہین کیا اور شہرت اپنی نیکنامی کے ساتہہ دی بقول شیخ رسوا شود کسی و تماشا کند کسی ۲ دوسرے یہ کہ مین درباہم انکا مقرر کرتا تہا اوسکو قبول نکیا اور اپنے وابستون کے ہزار روپیہ کا

دریا ہے ملازمان سرکار شاہی میں منسلک کیا کہ وہ رشوت ستانی سے مالا مال تھے اور اپنے واسطے
فیصدی دس روپیہ رقم مداخل و مخارج پر باندہکر حسب دلخواہ متمتع ہوا کہ حساب زیادہ لاکھ روپیہ ماہواری
سے پڑتا ہے بہر کیف نقصان ابد دولت کا ہے اور تیسرے جو روپیہ باقیات ذمہ معتمد الدولہ کے
تھا اوسکو وصول کرنا اپنے ذمہ ہمت پر رکھنا چنانچہ وہ بفراغت تمام روانہ کانپور ہوا چوتھے
مصارف ابد دولت میں اسقدر جبر رسی کی کہ باعث شکر خند عالم ہوا پانچویں تمام اعزہ شہر کو اپنی بدزبانی
سے ناراضامند کیا اور اہل محرم ابد دولت کی طرف نگاہ بے حرمتی سے دیکھتا ہے اور پاس آبروئے
دوربین لوگ کہ سنوا آقای نعمت ہوا خلاصہ جو اصرار زیادہ اس مقدمہ میں بدون اطلاع صدر نامناسب تھا
رزیڈنٹ نے اسی بات پر اکتفا کیا کہ ہمکو عزل و نصب سے اوسکے اصلا کام نہیں مگر پاسداری اسکی
عزت و آبرو کی بنظر دور اندیشی ملحوظ خاطر عالی رہے آیندہ جو کچھ تجویز فرما کر زیب قلم کیا جاوے مطابق اوسکے
اہالیان صدر کو اطلاع دین تاج الدین حسینخان اس تصور میں تھا کہ اب کلاہ وزارت میرے سر پر مزین
ہوگا فرط نشاط سے گل کی روش اپنے لباس میں پھولا نہ سماتا تھا اور مقدر نے اور ہی گل تازہ
کھلایا کہ نہال تمنای روشن الدولہ کہ ستارہ قسمت کا برج شرف میں روشن تھا بارور ہوا یعنی خلعت
مدار المہامی سے متخلع ہوئے اور سبحان علی خان شریک مشورہ قرار دیے گئے اور عہدہ متوسطی
تاج الدین حسینخان سے متعلق رہا اب جو مسودہ باب عزل حکیم مہدی علیخان میں تجویز ہوکر تحریر صدر
کے واسطے خدمت صاحب رزیڈنٹ میں ارسال کیا گیا خلاصہ اوسکا زیب قلم ہوتا ہے منتظم الدولہ
مستحقان سرکار انگریزی سے نہ تھا بلکہ خلاف اسکے کرنیل کالبس و جان بیلی نے منحوسی قرار دیا تھا
فقط ابد دولت نے بلا کر بنظر قدامت و کہنہ سالی سرفراز کیا اور اسنے چاہا کہ مجھکو بے اختیار محض کرے
اور مسٹر راوک بہادر کو تحریرات باقیات سے رنجیدہ خاطر کرکے قصور اہلکاران دار الانشا کو سر پر
رکھا بہر حال خلاف تحریر اوسکو منصب وزارت سے آبرو بخشی معلوم نہ تھا کہ بہر حال سانحے جملہ قصوروں
سے اوسکے ایک یہ ہے کہ بعد تقسیم سرکار نے ملک ہماری کی کہ ایک کروڑ پینتیس ۳۵ لاکھ روپیہ کا ہے اوسکو
اسی لاکھ روپیہ قرار دیکر ایک عبارت بطور قبولیت چٹھہ بنام گورنر جنرل بہادر لکھوا لے تھے وہ اب تک
مسترد نہیں دیتا ہے اور اوس چٹھے میں پانچ پانچ لاکھ روپیہ سال اضافہ لکھکر بعد اوسکے جمع ساڑھے
چار برس کے بعد قرار دیکر اپنی دستخط ہوسکے واسطے رقم پچاس لاکھ روپیہ سال کی کاغذ سے

محکوک کی اور یہ بھی مضمون مندرج اوس عبارت مین تھا کہ صاحب قبولیت اگر چہ جاری اولاد اوسکی مالک اس
مستاجری کی ہے ان حرفون سے ظاہر ہے کہ گویا اس ملک کو اپنے ورثہ مین قرار دیا دوسری پچاس
لاکھ روپیہ خزانہ قدیم سے لیا کہ تنخواہ دارون کو تقسیم کرے اوسکو لکھا ہے کہ تنخواہ اونکی اپنے پاس سے
دے اور صرف سرکار مین لایا چنانچہ اب اوس زر خطیر کو ٹیہ مین مجرا لیا غرض مدعا یہ تھا کہ مالک وہ ہو اور مین قرضدار
رہون اور یہ مضمون تازہ مابدولت سے بیان کیا کہ اہالیان انگلیشیہ و ارباب کمپنی کو انتزاع ملک منظور تھا پہلے
دس برس تک ذمہ داری کی تا اونکو جگہ عذر کی نرہے اور بمقام تصرف کا نہو مگر مین کہان تک شکریہ نواب
گورنر جنرل بہادر کا ادا کرون کہ قبولیت مذکور بچشم محبت نامنظور فرمائی گویا پھر سر نو ملک عنایت فرمایا اور ایک
باوجود نامنظوری صدر یہ کلام زبان پر ہے بغیر طریق مذکور کہ نام اجارہ نہو سرانجام اس کام کا مجھسے
غیر ممکن غرض یہ صورتین اوسکی باعث عزل ہوئین اور مسودہ خلاف ضابطہ استدعای سند رسوم وزارت
چاہتا ہے اور وقت روبکاری اوسکے لینے سے انکار رکھتا ہے اور تحریر رسوم مین سوای مال سرکار
لکھتا ہے پس جو کچھ ملک سے وصول ہوا مال سرکار نہین تو مالک اوسکا کون ہے کسواسطے کہ وہ رقم
نہ آسمان سے برستی ہے نہ زمین سے اوگتی ہے اور محالون مین صورت گنجائش نہ تھی جمع معین سے
فیصد پانچ روپیہ مہینا کرکے جمع مال مین اپنے نام جمع کیے اگر نام سرکار سے جمع کرتا تو مسودہ مین کہ
پہونچتا ہے کیون نام اپنا مندرج کراتا ہے غرض اس سرکار کو اسقدر گنجائش نہین کہ پندرہ لاکھ روپیہ
سالیانہ رسوم اور ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ درماہہ اوسکے اقربا اور عزیز کو دے لہذا عزل ایسے شخص کا واجب
آیا تیسرے بائیس لاکھ پچاس ہزار روپیہ نقد لیکہ خزانہ خالی کیا اور گھر اپنا بھرا اور نام خرید لوٹ لیا اور وہ
لوٹ بھی نہ پایا باوجود اسقدر تغلب کے علاقہ سے دعوے اس بات کا ہے کہ لوٹ کچھ کا نسبت میرے
نہین خلاصہ ان وضعون اور حرکتون مین بقای خزانہ معلوم جو سے تھے نشیان سلطنت کو کلمات سخت و سست
ونا ملائم سے سخت آزردہ کیا کہ سامعین اوسکے ادا سے علف کے ساتھ گواہ ہین اور بالمشافہ حضور کو
بھیجا با جو زبان پر آیا اور چاہا کہا یہ بات غریب اور محتاج کو گوارا ہو نہین سکتی نہ کہ والی ملک اور ولی نعمت
رضامند بدزبانی کا ہو اگر کہنہ سالی اوسکی مانع نہوتی تو اصلا صورت اوسکی لائق دیکھنے کی نہ تھی نہ اس
منصب وزارت اور مجالست دائمی کے سزاوار ہوتا لہذا گواہی کے واسطے خطوط اوسکے حاضر ہین کہ
حق خلد مکان مین کیا الفاظ طعن اور تشنیع کے تحریر کیے ہین لیس انجام کار مابدولت کا مانع تھا کہ یہ شخص

غرا اب زبان پہ نہ لایا پانچوین ظاہر ہے کہ والشتون کو عہدہ اور خدمت سے محروم رکھکر ہر خدمت
اعلے اور ادنے پر اپنے متوسلون کو مامور کیا یہان تک کہ خاص تراش قدیم پر بھی استرہ موقوفی کا
پھیرا اور جدید جو مومو متعہد اوسکے تھی اصلاح پذیر ہوئی گویا معاذ اللہ اس موشگافی کے ساتھ دشمنان
نابدولت کو قید کیا چھٹین حد و قصاص بحکم والی ملک کہ مرسوم شرعی ستھے اپنے حکم سے جاری کیے
اور تشہیر و روسیاہ کرنا سفید پوش کو قصور خفیف پر اور سواری گدھے پر بوجہ معقول اوسکی عادت ہو
اگر حرف ممانعت زبان پر لایا تو منہ پکڑلیا تا ہیار ٹہر خاموشی لب سے آشنا کی چنانچہ گنگا دین متصدی کو
جسنے اسامیان برطرفی کو بحال ہین لکھی تھین اس قصور پر تشہیر کیا اور دیاندھان کو کہ نوکر رکھا یا اوسکا تھا
اور ہمیشہ چار ہزار سوار و پیادہ وغیرہ غیر ملازم کی تنخواہ پر متصرف رہا اوسکو اصلا سزا نہ دی اور امداد بستور
بحال رکھے اور ہرم دین لاکھون روپیہ کا باقیدار عامل معزول خیرآباد کو مصاحب اپنا بنایا اور لاکھون روپیہ
کے باقیدارون کو اسی طرح ہمراہ اپنے رکھتا ہے اور بعضے باقیدارون کو بدون وصول زر باقیات
قید سے بلا تکلف رہا کیا اور ساتوین سنا لال مستاجر کنجیات کو کہ متصدی آبرودار تھا اوسکو حسب نالش
چوڑی والہ تھانہ پر کوڑی ماری اور تشہیر کیا یہ لحاظ نکیا کہ ملازم سرکار آبرو یافتہ ہے اوسکو قصور خفیف پر
مقابلہ شخص بازاری کے تشہیر کیا اخذ جرمانہ کافی تھا اور آٹھوان یہ جعل محض بروی کار لایا کہ وصیت نامہ
کاذب شمس الدولہ کی طرف سے بناکر بواسطہ ہرچہ پیام رزیڈنٹی مین ارسال کیا ایسے مدارالمہام سے
محفوظ رہنا کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ شمس الدولہ چچا نابدولت کے ہین اور ناظم الملک خطاب جد
مرحوم اور سپہدار جنگ خطاب میرے چچا کا ہے یہ ان دونون خطاب کو واسطے اپنی درخواست کی اور عذر ہمارا
نہ سنا اور فرخ آباد مین یہ ہے خطاب بادشاہ دہلی سے حاصل کیا یہ مضمون خط دستخطی صاحب جنٹ
فرخ آباد سے واضح ہوا بجنسہ ملفوف ہے جسوقت کہ بنیے اس خطاب دینے مین دریغ کیا جد مرحوم نے
کیونکر عنایت کیا اور والد مرحوم کیونکر خطاب باپ اور بھائی کا مرحمت فرماتے پس اس صورت مین اگر
دعوے کیا جاسکے کہ صورت جعلسازی مجھہ پر اور اجداد مرحوم پر ظہور مین آئی وہ ارباب نصفت شعار
انگریزی کیا سزا واسطے اوسکے تجویز فرماتے دسوین طفل چار سالہ اپنے اخذ مطلب کے واسطے
میری فرزندی مین دیکر واسطے اوسکے مراتب شاہزادگی کا آرزومند ہوا اور غوراسکا منصب کا ہوا
اس صورت مین لحاظ سامان ریاست اپنی اولاد کے واسطے بچپائی یہ جملہ قصور رکھا ہوکر اوسکی باعث

عزل سے کے ہوئے لہذا مہربان اس خط کو ملاحظہ نواب گورنر بہادر کے واسطے روانہ کرین
خلاصہ صاحب رزیڈنٹ بہادر سے لیے یہ کاغذ ملاحظہ نواب گورنر جنرل صاحب بہادر مین جسوقت سپاہ
سے پھر کر اکبرآباد اور گوالیار مین رونق بخش ہوئے تھے اپنے ساتھ لیجا کر گذرانا نواب گورنر بہادر
نے بچشم محبت منظور فرما کر جو جواب زیب قلم فرمایا خلاصہ اوسکا قلمبند ہوتا ہے کہ جو دلائل قوی طلب
عزل منتظم الدولہ مین تحریر کین معلوم ہوئی عزل اوسکا مستحسن ہوا جو کچھ اپنے قلمرو مین بہتر جانو عمل
مین لاؤ مختار ہو لیکن تلون اور بے ثباتی مزاج شریف پر جگہ تاسف اور مقام تحیر کا ہے کہ وقت شہید مصدری
اس شخص کے اجازت سے بیجا ہے اور اختیار ان کامون پر دینا اور پھر خرابی مین ڈالنا خلاف
ذات سلطنت سے ہے معتمد الدولہ اور اعتماد الدولہ سے لیکر کیا کم ذلت اوٹھائی اور خاک مین ملے
اور حال منتظم الدولہ کہ معلوم جناب تھا اب اوسکے مقدمے مین لاعلمی بیان فرماتے ہین وہ اخراج
پہلی مرتبہ کا کافی تھا دوسرے بار کام مین اختیار دینا اور اسقدر اقتدار بخشنا خلاف عقل جسوقت کہ
اوسنے خلاف راہ حکم پر قدم رکھا سر دست یہ قصور کیا کم تھا کسواسطے کہ نافرمانی والی ملک اور
ولی نعمت عین قصور ہے کسنے اوسکے عزل مین تغافل فرمایا کہ یہ نوبت کمی جمع اور صرف خزانہ
کی نہ پہونچتی چونکہ یہ بات کم توجہی عالی نسبت حال رعایا اور ملک پر دال ہے تابعدار کو جرات دلاتی
ہے اب دوستدار کو خوشنودی اوس سے ہے کہ اپنے کام کو اپنے اختیار مین رکھکر دوسرے کو
جزوی اور کلی کامون مین دست انداز ہونے نہ دین فقط المختصر جو حکیم مہدی علیخان کا رنگ وزارت
خراب ہونا کار پردازان سلطنت کو منظور تھا کہ دامن اوسکا خارستان محاسبہ مین اولجھائین اسواسطے
فقیر محمد خان کو بواسطہ شتر سوار طلب کیا لیکن صاحب رزیڈنٹ بہادر نے منظور نفرمایا کہ حساب فہمی
کار متصدی کا ہے مرد سپاہی پیشہ کو اس امر سے کیا سروکار آخرکار حکیم مہدی حکیم مرزا کاو کی سعیت
اس مرض مہلک کا چارہ جو ہوا اور نواب قدسیہ محل سے کہ ساختہ و پرداختہ اونکا تھا مدد چاہی اور
دو لاکھ روپیہ کے نوٹ نذرانہ روشن الدولہ کو دیکر دست محاسبہ سے گریبان اپنا چھڑایا اور
بلاتکلف راہ فرخ آباد کی لی اور مرزا حیدر کو یہان اپنی وکالت پر چھوڑا جب گنگا کے کنارے
آب رود کے ساتھ پہونچے فتنہ روزگار تیغ آہنی شمشیر موج دریا کی فکر سے نے جوہر دکھانے لیئے ہوا
خورشید اشت بادشاہ کو کیفیت لوٹ مذکور سے اطلاع دیکر عبور دریا کیا خلاصہ رزمنامہ کو قصیدہ روشن الدولہ کہ

خزانہ سلطانی مین داخل کیا گیا ع طمع را سہ حرف ست ہر سہ تہی ✤ اب فکر اخراج تاج الدین حسینخان
کی از راہ ورسم نواب قدسیہ محل سے بہم پہونچا چکے تھے دامن گیر ہوئی اور نجم الدولہ کو بہ نظر
تقدیم بالحفظ کہ دست انداز عہدہ مستوسطی پر بنودن نواب قدسیہ محل سے الزام ساز وباز کا رکھکر غضب
سلطانی نازل کیا کہ خانہ نشین ہوے اور کاغذ محاسبہ طلب جو نقی محمد خان نے روبرو منتظم الدولہ پیش
کیے تھے لیکن حرف انپر نہ آیا تھا اسوقت یہ وہی کاغذات باعث تکدر مزاج بندگان حضرت کو ہوئی
لیکن بخیال عاقبت اندیشی کہ زخم مقدمہ حکیم صاحب کا ہرا ہے ایسا نہو کہ عزل انکا مرہم زنگاری کا کام
کرے سلیقے یہ امر خلاف راے رزیڈنٹ بہادر ظہور مین آے لہذا تامل فرمایا لیکن تاج الدین حسینخان
کہ نظر عون سے بادشاہ کے اشک چکیدہ کے مانند گرا تھا اور سمجھا تھا سبحان علیخان دشمن جانی بسبب
عناد ہے اور آمادہ فساد اپنی حفظ آبرو کے واسطے اس امر کی درخواست کی کہ اگر فارغخطی حکم سلطانی بنام
زمانہ ماضی کی اور معافی نامہ ایام حال کا عنایت ہو تو مین بخوشی تمام شہر لکھنؤ کو چھوڑنا منظور کرتا ہون لیکن
روشن الدولہ کو اس امر مین پس وپیش تھا ناچار بواسطہ نواب قدسیہ محل دامن اپنا چھڑانا چاہا اور
ادہر جواہر خواجہ سرا کو پچیس ہزار روپیہ دیکر اپنا ممد ومعاون بنایا اب ادہر روشن الدولہ بار گران
اپنے احسان کا سر تاج الدین حسینخان پر رکھتے تھے کہ مین تمکو فارغخطی دلاتا ہون اور ادہر خواجہ سرا
مذکور طلبگار زر موعود کا تھا آخر یہ معاملہ گوش گزار بندگان حضرت کا ہوا حضرت نے بلاتامل خواجہ سرا کو
اجازت دی کہ جسوقت تاج الدین حسین خان یہان حاضر ہو تو ہاتھ اوسکی کمر مین ڈالکر زر مذکور کو وصول کر
آخرکار سعی بصورت بیہودگی کار آئی تین چار پہر کامل جواہر مذکور نے تاج الدین حسینخان کو ایک جگہ سے
جنبش کرنے نہ دی انجام کار روشن الدولہ نے اس پچیس ہزار روپیہ کے ذمہ دار ہو کر
تاج الدین حسین خان کو چھوڑا یا اور آبرو کے ساتھہ اپنے گھر پہونچے بہرحال فارغخطی دستیاب
ہو چکی تھی عیال و اطفال و اسباب و اموال اپنا لیکر کانپور کی طرف قدم اوٹھایا اور صاحبان انگریز چھاونی کانپور
سے وہ راہ ورسم اتحاد کی ساتھہ پیدا کی کہ جو کچھ تجویز ارباب صدر کی حق بادشاہ اودہ مین قرار پاتی تھی اوس سے
مطلع ہوتے تھے اور اوس مضمون کو پیشتر سے بذریعہ عرضداشت براتی خانم وغیرہ عورات
محل کے سلسلے سے بندگان حضرت تک پہونچاتے تھے کہ اوسکے سدباب مین عقل روشن الدولہ
تیرہ ہوا کرتی تھی —

محلات سلطانی کا بیان

پہلی براتی خانم جو کہ اولاد ذی شان سرداران مضافات لکھنؤ سے تھین مان مرزا محمد جوہری عرف فریدون بخت بہادر مشہور منا جان کی تھین بادشاہ بیگم نے حسن مین یوسف ثانی دیکھکر بہ حسن تدبیر وہ ولہ کو ملک بہم پہونچایا اور ایام صاحبزادگی اور عروج شباب بندگان حضرت مین وہ ڈولہ بنچکا تھا چنانچہ ظہور منا جان کا اوسکے بطن سے ہوا اور عفیفہ عین شباب مین جہان سے گذری افضل محل خطاب تھا خلاصہ صاحبزادہ مذکور چشم بد دور منظور نظر بندگان حضرت کا تھا سرداران انگریز اور نواب گورنر جنرل بہادر جب تشریف لاتے تھے بنظر محبت اوس نور چشم کو دیکھتے تھے اور آغوش اتحاد و دوش شفقت مین بٹھلو دیتے تھے جسوقت حضرت ظل سبحانی اور بادشاہ بیگم سے صورت نقیض ظہور مین آئی اور صحبت برہم ہوئی بادشاہ نے اوس صاحبزادہ سے نسبت اقرار عدم ولدیت کا کیا غرض جب نوبت سوال کی آئی صاحبان صدر نے جواب دیا کہ اس مضمون کو خلق مین اشتہار کرنا چاہیے چنانچہ اشتہار نامجات قلعہ سلطانی مین دروازہ بدروازہ چسپان ہوگئے اوسوقت سے عرف ولیعہدی اور فرزندی کا اسکے صفحہ نام سے مشکوک ہوا لیکن بادشاہ بیگم نے بنظر اتحاد اس مضمون نامہ ہوا کے سدباب مین اکثر کلمہ چند بیان کین اور اپنے پاس سے دور کیا—

ذکر نواب ملکہ زمانیہ کا

نام انکا نامہ حسینی خانم پہلے شوہر انکا قوم افاغنہ سکنہ بنارس سے تھا کہ جیون خان اور قاسم خان اقربا اوسکے زمانہ ماضی تک موجود تھے حسینی خانم اوسوارث علی خان فتح علی خان دو بھائی ہیں مثل آبا و اجداد اون شاہجہان آباد سے بنارس مین آ کے مامور تھے اور شہر کی اوسماء و مرزا جوان بخت کے منصب داران عہد شاہ عالم عالی گوہر تھے حسینی خانم مذکور نے اوسکے گھر مین پرورش تک یا ایک مدت اوقات بسر کی جب وہ بیچارہ بھی جراحات معاشی مین مبتلا ہوئی وہ خانم مذکور تباہی زدہ وارد لکھنؤ ہوئی اور گھر مین ایک فیلبان کے کہ اسکے حال پر مہربان تھا بود و باش اختیار کی چنانچہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی اوس قوم سے ساتھ آئی خداوند کریم مسبب الاسباب ہے اوس زمانہ مین ولادت منا جان

نمود مین آئی اور ستارہ حسینی خانم بائل بشرف تھا دودہ پلانے کے واسطے سرکار بادشاہ بیگم مین کہ شاہ زمن زندہ تھے ملازم ہوئی اداے دلکش رکھتی تھی اور بندگان حضرت کا عالم شباب جواہر دیکھا منظور نظر ہوئی پہلو گرم کیا اور چشم آغوش مین صورت مردم دیدہ جگہ پائی اب محل سے نکلنا محال تھا وہ دونون دختر اور فرزند ساتھ تھے اسبار محبت اور سلسلہ اتحاد کا بڑھا خلاصہ معتمد الدولہ نے گل تازہ کھلایا حسینی خانم کو اور خواصون سمیت بندگان حضرت کے ساتھ کہ ہنوز مرشدزادے تھے حسن باغ مین بھیجا یہان رنگ محبت اور صحبت کا بخوبی جما زیور اور لباس تھوڑا بہت عنایت ہوا غرض حضرت ظل سبحانی نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا ملکہ زمانی خطاب دیا اور ستارہ اسکے نصیبے کا کامل برج شرف مین جلوہ آرا ہوا وہ پہلا فرزند جو شوہر اول سے تھا بخطاب کیوان جاہ مخاطب ہوا اور جاگیر چھ لاکھ روپیہ سالیانہ کی ملکہ زمانیہ کے نام زد ہوئی اور وہ زر کثیر جو ضبطی جناب عالیہ فیض آباد کا تیس لاکھ روپیہ سے زیادہ سکہ بنگلہ جداگانہ کوٹھے مین امانت تھا وہ تمام و کمال انکی تحویل مین درآیا کئی لاکھ روپیہ آمدنی بابت ضبطی میر غلام حسین چکلہ دار سلطان پور کا معزول سے تاج الدین حسین خان نے اپنے عہد نظامت مین بھیجا تھا وہ بھی ملکہ زمانیہ کو مرادا ہوا خلاصہ زمانہ اسکا عروج پر تھا اور ابھی دوسرا محل نامی اور نہوا تھا ابتداے سلطنت تھی وہ لڑکا کیوان جاہ نام ملکہ زمانی کا عہدہ جرنیلی سپاہ سے سرفراز ہوا اور اقبال الدولہ ہیا دری اقبال اوسکی نیابت پر مامور ہوئی اب بازار ملکہ زمانی کا بخوبی تمام گرم ہوا اور گلشن لکھنؤ مین طوطی اوسکا کمال خوش الحانی کے ساتھ بولتا تھا ہر روز کشتیان مالا مال مروارید آبدار اور طرح طرح کے جواہرات بیش بہا سے بھرا اور اشرفیون کی کشتیان ہاتھون ہاتھ بارگی ہوئی انکی تحویل مین داخل ہوئی تھین وارث علیخان اور فتح علیخان مذکور شریک دولت تھے بھائی مشہور ہوئے خلعت ہاے فاخرہ سے سرفراز و ممتاز ہوکر نیابت جاگیر پر مامور ہوئے وان پہونچکر ان دونون دولتمندون نے ٹھاٹھ امیرانہ جمایا ہاتھ پاؤن نکالے بزم عشرت کو اس درجہ رونق دی کہ سو سو طائفے پری زاد حور پیکر رنڈیون کے رات دن ہر وقت حاضر رہتے تھے اور گلابیان بادہ گلرنگ سے لبریز اور ساغر آفتابی تجلی آفتاب نورانی سے جلوہ انگیز خلاصہ دسترخوان انکا دسترخوان بادشاہی کے مانند چنا جاتا تھا اور ہجوم وہ شالپوش زرین قبا فقیرون کا سفرہ طعام پر ہوتا تھا اور جسوقت وہ ہوادار پر سوار ہوتے تھے ہجوم رقاصان پری پیکر ستارون کے مانند

گرد آفتاب رونق افروز اور وہ جگمگاہٹ رفیقون کا پہلو بہ پہلو فرحت انگیز یہ سامان ثروت و دبدبہ دیکھکر ناظرین
قدرت خدا یاد کرتے تھے اور تفضلات سلطانی جو جانب مناجان تھی وہ تنزل پذیر ہوئی اور مراتب
کیوان جاہ کے مائل بہ ترقی سواری ملکہ زمانیہ مین دو دو سو ہاتھی کوہ پیکر نقرئی طلائی ہودون سے
آراستہ اور کارچوبی جھولون سے پیراستہ حلقہ زن اور دو برجی رتھون مین جوڑ کش بہ روج
مہر و ماہ کی تھین غلامان اور خواصین آفتاب اور ماہتاب کی صورت سوار ہمرکاب اور بادکش طلائی مرصع کا
جن مین حلقے بادلے کے کرن پر آفتاب کے طعنہ زن اور آفتاب گیر تھے سورج مکھی غیرت
ماہتاب اور چھتری جواہر نگار جسکے روبرو چتر آفتاب شرمسار اور پالکی نالکی سراپا دریای سیم و زر مین غرق
لعلی الثواہر جلو مین حسن افزا اور سکھپال نقرئی طلائی کار نور کے سانچے مین ڈھلا ہوا سر سے پاؤن تک
زربفت سے منڈھی اور ہجوم خواجہ سرایان کا اور کثرت شاگرد پیشہ حساب شمار سے افزون محلدار اور
چٹھی نویس عورتین سلیقہ شعار جو کچھ لوازمہ سلطنت کا ہے سب محل محل مین مہیا تھا غرض جو حسن کا اتفاق
تا زمانی کو حاصل تھا بیان فضول ہے باوجود اس رتبہ کے حکیم مہدی بادشاہ سے یہ عرض کرتا تھا
کہ بادشاہ زمین کو توہم ازل سے ساتھہ ہے کہ مجوسیان اور پہونچانا اس مرتبے کو زیبا نہین غرض
اس گرم بیانی اور شعلہ زبانی سے انکی آتش محبت جو مشتعل تھی سرد کی وہ وقار جو باعث عزت و افتخار کا
تھا گو کم ہوا کہ وہ سرمایہ جو خزانہ قارون پر بھاری تھا ہاتھ سے نہین گیا فقط جاگیر ضبط ہوکر چودہ ہزار روپیہ
مہینہ مقرر ہوا کہ دس ہزار انکی ذات کا تھا اور چار ہزار لڑکی کا چنانچہ وہ دختر خوش اختر نواب ممتاز الدولہ
بہادر نبیرۂ نواب نصیر الدولہ بہادر کو منسوب ہوئی اور یہی دربارہ اور وثیقہ قرار پایا اور کیوان جاہ بعد
کئی برس کے جو گھر مین ملکہ زمانیہ کے پرورش پاتے تھے وہ نتیجہ رحل اجل مین در آئے یعنی وبا کے
ہیضہ مین لوازمہ ناگہانی قضا کے ہوئے کربلای تال کٹورہ مین جو امام باڑہ انکے نام سے مشہور ہے
دفن ہوئے

مخدرہ علیا ولایتی محل

مسٹر واٹر نام انگریز تجارت پیشہ کے گھر مین ایک عورت ہندوستانی قوم اجلاف سے تھی لڑکیان
بطنی اوسکی جہت پیشکش بادشاہ اودھ کے لایا بادشاہ کو عہد شاہزادگی مین ایک ان مین سے منظور نظر تھی

لیکن خوف خلد مکان سے صورت وصل نہ بندھی ہنگام اورنگ نشینی پچاس ہزار روپیہ نقد اور لاکھوں
روپیہ کا لوازمہ پوشاک و فرش و مسہری وغیرہ دیکر ہان سمیت اوسکو طلب فرمایا مخدرہ علیا خطاب دیا
میوۂ شباب نورسیدہ اور بہار گلشن حسن نو دمیدہ خلاصہ چند وجہوں سے کہ لکھنا اوسکا سزاوار نہین
طبیعت بادشاہ ہار سے کے مانند بھرگئی وہ گلرخسار کبھی آنکھوں مین صورت خار کھٹکنے لگی القصہ یہان
اوسکی پہلے آوارہ کا ننھے پور بخش علی نام سازندہ اور مغنی سے بواسطہ عشق ساز و باز رکھتی تھی اسپر یہ
بخش علی ہندی باپ ولایتی کا مشہور ہوا اور پرگنہ میان گنج مین جاگیر ولایتی محل پر متسلط ہوکر کوس
لمن الملکی کا بجایا اور اسقدر صاحب امارت اور ثروت ہوا کہ شہرہ انکے تعزیہ داری کا لکھنؤ مین مشہور عام
ہے بلکہ نواب امیر مرزا اونکی اولاد سے نیکنام سو ہو و صاحب سخاوت اور جود عالم پیری مین حسن جوانی
دکھایا اسپسے جادی نام طوائف جو کبھی طوائفان لکھنؤ سے خوش قسمت تھی وہ گیسوے شبرنگ جو غیرت گلزار تھی
طائر دل پھنسکے ایسی محو اور فریفتہ ہوئی کہ رنگ بزم نوعروسی کا جمایا اور بہزار حسن و خوبی کے ساتھ اپنے
عقد مین لائے مالزادی تھی ہی خوب مال مارے لاکھون روپیہ کا جواہرات اور زر نقد بکثرت اس تازی
محبت مین نواب مذکور نے اردیا امیرانہ عظمت و شان کے ساتھ نام باپ کا روشن کیا ملازم اس
سرکار کے اب تک دولتمندی کے ساتھ اوقات بسر کرتے ہین بعد انتقال ولایتی محل چھ ہزار روپیہ کا
وثیقہ قرار پایا تھا اور انگریزی کرانیون سے راہ محبت جاری تھی —

نواب تاج محل

بھجو نام طوائف ساکن سرکنڈی متعلقہ سلطان پور خوش وضع و دشمن شخصون سے زیادہ طرح آشنائی
پیدا ہونے والی پہلے مرزا جانی برادر مرزا مہدی علیخان چکلہ دار کے ساتھ دم ہمیشہ کا بھرا دوسرے
بھجو بیگ رسالدار نجف ثانی سے آشنا ہوکر مشہور ہوئی اکثر ارباب شہوت پرست و بوالہوس
دریائے تمنا سے مواصلت مین غوطہ زن سے تھے چنانچہ میر غلام حسین چکلہ دار سلطانپور نے بھی اوسکی آرزوے
ملاقات سے سبز باغ محبت کا دکھایا اور لاکھون روپیہ کا وعدہ کرتا تھا لیکن اوس کو ہر ملازم حسن نے
کنارہ کیا آخر لشکر سے صورت اخراج ظہور مین آئی غرض اس بھجو کی ایک حسینی نام لڑکی تھی تعلیم یافتہ عہد
شباب مین اکثر شادی کی محفلون کو اپنے رقص و سرود سے رونق دیتی تھی ستارہ عروج کا اوسکی

پیشانی پر روشن تھا اور آفتاب سپہر حسن روز افزون کا جلال پر ایک عالم اوسکے جمال دلفریب اور عالم اوسکے دلاویز پر فریفتہ اور دیوانہ تھا لیکن وہ پری رخسار اب تک کسی کے تصرف میں نہ آئی تھی کہ عقد میں حضرت ظل سبحانی کے آئی اور اظہار محبت اس حسن کے ساتھ کیا کہ تاج محل خطاب پایا گرمی بازار ملکہ زمانی کی انکی گرما گرمی صحبت نے سرد کی شبستان میں اس شمع رو کے مجال نہ تھی کہ پروانہ پہار سکے اور اس عصمت اور حشمت شاہانہ کے ساتھ لباس پارسائی میں بسر کی کہ اقلیم عصمت میں نیکنام رہی۔

بادشاہ محل پھول محل سلطان محل

پھول محل بہن رام و بال کی تھی اس گلدستہ میں قلم گلفشانی کر چکا ہے اور سلطان محل بہی حسینی نام طوائف بازاری تھی صورت دار اور بادشاہ محل کا نام بھی حسینی تھا طوائف پیشہ اکثر واسطے رقاصی کے حضور میں لفیب تھی اور مان اسکی آغا محمد نام ایرانی مغل سے بغل گرم رکھتی تھی اور ظہور حسینی کا اسکے نطفہ سے تھا غرض یہ گوہر شاہوار دریای مواج آبرو سے تھی لیکن دریای ریاست بے گہر تھا اور گلشن سلطنت بے ثمر حضرت ظل سبحانی کو ہزار دل سے تمنا تھی کہ نخل آرزو بار ور ہو اور نہال تمنا پہولے پہلے فقرا سے مقام اور سادات نامی سے خواستگار دعا کا تھا کہ شاید بحکم خدا سے یہ ناوک سر دست نشانی پر پہنچے چنانچہ عیش باغ میں سلطے فقرا سے اہل اسلام کے سب جمع تھے اور دھونیاں خاکساران ہنود کی بھی لگتیا وہ باغ انکی برکت سے مقام غیرت گلزار ارم تھا چشمہ فیض کا آب روان کی صورت رات دن جاری تھا نعمت دنیا کی اور غذائیں خوشگوار سونین بھوک اور شیر مال مرید ار فقین کے واسطے مہیا کیئے طلسمی رنگ سحر اور افسون کا جمایا اور کیئے محراب فلک کی طرف ہاتھ دعا کا اوٹھایا کہ آب نیسان سلطانی کسی صدف میں پڑکر صورت گوہر شاہوار کی دکھائی لیکن بقول شخصے خدا نہ بہ سلطان کے وہم ما بہ حسینی جو منظور نظر بادشاہ کی اسنے آغا محمد کی رسائی سے مصنوعی نقش حمل کا جمایا کہ مورد شفقت سلطانی ہو گئی اپنے محل جداگانہ آراستہ ہوا بادشاہ محل خطاب پایا چونکہ یہ مضمون طلسمی تھا کچھ دنون کے بعد مشہور ہوا کہ عورتون نے محل کی وہ جادوگری کی کہ بزور سحر بچہ کو پیٹ سے غائب کیا غرض یہ بادشاہ محل بہی تین ہزار روپیہ درماہہ کے وثیقہ دار تھے۔

بسم اللہ بیگم مخاطب قدسیہ محل

جب یہ فتنہ پردازی بادشاہ محل پر مخفی افشا ہوئی حکیم مہدی سے کہا دیکھا کہ محل مین کوئی عورت ایسی

مخفی نہیں ہے جسکی صورت دیکھی اور جسکی ہر روش پر رنگ تازہ چڑھا اور سچ اوسکی یہ ہے کہ ایک عورت قوم

ترک خاندان نور وزبیگ اور ہمایون بیگ ہے کہ نام اسکے باپ کا وفا بیگ خان تھا اور کثرہ اونکا مشہور ہے

تھی جو اپنی شوہر سے لڑکر محل مین بادشاہ بیگم کی نوکری کے واسطے آئی چند ان حسن صورت اوسکا دلاویز

نہ تھا مگر بلند طالع اور صاحب قسمت تھی مثل مشہور ہے سب روپ روئین بھاگ کھائین ۔ نگاہ محبت

بادشاہ کی اوس نرگسی چشم پر سحر پر جا پڑی چونکہ ہر ادا اوسکی دلفریب تھی چھری ناز و کرشمہ کی تیز آخرکار

حضرت عشق نے ہاتھ گریبان کی طرف بڑھایا اور وحشت نے جانب دامن نگاہ اوٹھائی چنانچہ حکیم

مہدی علیخان نے اس مرض کا اس ڈھنگ سے معالجہ کیا اور وہ نسخہ عمل مین لائے کہ شوہر نے اوسکو

طلاق دی اور بتکلف عقد بادشاہ مین در آئی اسقدر مفتون اور فریفتہ تھے کہ قدسیہ محل خطاب فرمایا اور

گوشۂ دل اوس کمان ابرو کو کہ دل ناوک دل دوز ادا کے ساتھ نشانہ ہو چکا تھا جگہ قیام کی دی اب

اسکے ستارہ اقبال نے تجلی دکھائی برج شرف مین چمکا اور اصل اسکی گو بلند ہمت کے روبرو نام فلک

پست تھا اور دماغ عالی اوسکا ماشاء اللہ اسقدر نازک تھا کہ بوی گل بھی بار خاطر تھی اور گلستان مزاج

لطافت سرشت مین حوران جنت کی بوباس اور سخاوت مین خزانہ ستارون کا نظرون مین صورت ذرہ

ہیچ اور جرأت مین دستار رستم و سہراب کا طرہ اور سر پیچ فادر علیخان بن آتو جی اس کا خیر پا سو تھا

کہ پانچ ہزار روپیہ یومیہ حسن جبیب غریب اور مفلسون کو تقسیم ہو لیتا تھا تب ہاتھ طرف دستر خوان کو بڑھاتی

اوسکے عہد دولت مین ہزارون لڑکیان ناکتخدا غریبون کی شوہر نصیب ہوئین اور حاجت مند زر نقد سے

مالامال اور جملہ متوسل اس سرکار کے اسقدر دولتمند تھے جیسا کہ چاہیے اور جس شخص سے کہ لسب یہ

نوشاہ مقوی کا آیا اوسکو ملازمت سلطانی تک پہونچایا اگرچہ صاحب ثروت ہوا انہین سے ایک افضل الدولہ

تھا کہ جس سے روشن الدولہ ہزار منت اور خوشامد سے آرزومند ہمکلامی کا تھا اور دوسرے کا حساب

اور شمار کیا اسطرح اقربا اوسکے صاحب عظمت تھے اور جملہ محلات شاہی نے سوای ملکہ زمانیہ اور مخدرہ

علیا کے نذرین گذرانی مگر ملکہ زمانی اور مخدرہ علیا رضامند نہوئین ایکدن قدسیہ محل نے عرض کی کہ میٹھی

پشمینہ خانہ آنکھون سے نہین دیکھا حضرت ظل سبحانی نے حکم دیا کارپردازان نے ایک مکان خالی تمام زمین

سے چھت تلک سامان پشمینہ فرش مسند تکیہ لحاف توشک وغیرہ قیمتی ستر لاکھ روپیہ سے بھر دیا چنانچہ

قدسیہ محل نے ایک چشم زدن میں وہ تمام و کمال اپنے نوکرون کو انعام مین بخشدیا تین برس کے اندر
تین کرور روپیہ نقد صرف کیا خلاصہ اس سے بڑھکر اس سلطنت اودہ مین دوسری بیگم یا محل نامور
سخاوت شعار نہین ہوا اب اصل مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کو تمنای فرزند ہزار دل سے تھی اور آرزوی ہواخواہ
جانی قدسیہ بیگم کی تھی اوسنے اسباب پر رضامند کیا کہ بہم پہونچانا فرزند کا کسی اور شخص سے بنام نہاد
بادشاہ واجب تھا لیکن قدسیہ محل ملاقات سے دوسرے شخص کے رضامند نہوئی ناچار وزیر نے اونکا
پہلا شوہر جو طلاق دیکر لکھنؤ سے بخوف گرفتاری کانپور کی طرف بھاگ گیا تھا اوسکو بطمع زر ہزار فریب
کے ساتھ طلب کیا وہ جیسا ناگہ شہر تک آیا یہان سے صندوق مقفل مین اور آلات تحائف کانپوری کے
ساتھ محل سراے خاص مین پہونچا اور کئی مہینے پردے مین کام اپنا حکم خدا سے کیا قدسیہ بیگم حاملہ ہوئی لیکن
انکا حال خیریت سے نہین گذرا یعنی وہ حمل فرزند بہشتاہی کا ساقط ہوا اور یہ خبر طشت از بام افتادہ
مشہور ہوئی کہ پیاری نام محل وارے نے ملکہ زمانی کے کہنے سے بزور سحر و جادو حمل کو ساقط کیا چنانچہ شہر
غم و اندوہ سلطانی نے کام محل مذکور کا تمام کیا یعنی قید مصیبت مین قید حیات سے نجات پائی غرض
جب یہ ناوک تدبیر نشانہ سے خالی گیا پھر آرزو نے دوسری مرتبہ مجھو بیگ کو کانپور سے بلا کر اس
خیال سے کہ پردہ راز نہان فاش نہو پیشورہ قرار دیا اور اس روش پر رنگ ترغیب جما کر حضرت ظل سبحانی
نے کوٹھی دلکشا مین طرح اقامت ڈالی یہان آتش حسرت فرزند سینہ مین مشتعل تھی اور کلام جگر سوز
یاس و ملال کے زبان پر ایک دن ایک خواص خاص نے اپنی حفظ جان اور حسرت کی سوگند لیکر
ساری کیفیت گذشتہ جو تین خواصون کے ساتھ گذری تھی بیان کی اور کہا کہ نورن قابلہ اس معاملہ
سے بخوبی آگاہ ہے یہ سخن شرربار سنتے ہی آتش غضب سلطانی شعلہ زن ہوئی اور رخ توجہ اسپ ہوا کے
کے مانند قدسیہ بیگم کی طرف سے پھرا اور واسطے طلبی نورن قابلہ کے حکم شاہی نافذ ہوا فتنہ پردازون
نے دیکھا کہ اب پردہ رخ راز نہان سے اوٹھا دایہ مذکور کو پوشیدہ لکھنؤ سے کانپور کی طرف بھگا دیا
وہ ہاتھ نہ آئی القصہ دریای امواج حزن و ملال حضرت سلطانی کا سر سے گذرا اور صحبت خانہ خراب نے
دل بادشاہ کا زلف محبوب کی صورت پریشان کیا ایکدن قدسیہ محل نے خلوت کاہ سلطانی مین عزم
آنیکا کیا ارشاد ہوا کہ اب مجھکو تجھ سے اصلا کوئی کام نہین اور نہ تجھکو مجھ سے کوئی سروکار باقی قدسیہ بیگم
نے عرض کی کہ یہ حضرت سے ہمیشہ یہ بات عرض کی ہے کہ خدا ناکردہ جس دن نگاہ بندگان حضرت کی

میری طرف سے بخت برگشتہ کے مانند پھرے اوسی روز زندہ نہ ہون گی نقد حیات نذر محبت کرون گی
یہ سنکر حضرت نے بتکلف ارشاد فرمایا کہ سپند کسیکو یہان جان نثار راہ محبت مین نہین دیکھا جو آپکو ہلاک
کرے آخرکار سر قدسیہ بیگم پہ قضا کھیلتی تھی زہر ہلاہل منگواکر نور وزی خانم کو کہ جلیس صحبت تھی تفویض
کیا اور اوسی دن غسل آخری کرکے پوشاک جو کام کفن کا کرے زیب تن فرماکر آمادہ جان دینے کی
ہوئی پچاس ہزار روپیہ نقد اور کئی ہزار اشرفیان اوسوقت توشک خانہ خاص مین موجود تھین پہلے اپنے
فرزند کو جو شوہر اول سے تھا بلاکر چار ہزار روپیہ نقد دیکر کمال محبت کے ساتھ سینہ سے لگایا اور
عارض گلرنگ پر بوسہ دیے نرگسی آنکھون سے دریای اشکون کا جاری کیا اور کچھ زر نقد اپنے
ملازمون کو عنایت کیا اور کلام یاس و حسرت کے زبان پر لائی معاذ اللہ وہ گھڑی بھی روز قیامت
سے کم نہ تھی ہر چند خواصون نے زبان فہمایش وا کی لیکن غیرت دست و گریبان تھی اور اجل دامن گیر
وہ زہر ساغر بدست نور وزی خانم سے لیکر بخوشی تمام زہر مار کیا جب یہ معاملہ جانکاہ محل مین گذرا اور
استفراغ شروع ہوا بادشاہ کو کیفیت اسکی کھلی روشن الدولہ اور مرزا علی وغیرہ حکیمون کو جو
اسوقت زمانہ سے تھے طلب فرمایا لیکن قدسیہ بیگم نے کہ جان زار پر کھیل چکی تھی سو اسلجہ اس درد جانستان کا
قبول نکیا غرض اس کشمکش مین کام اوسکا تمام ہوا شہ ۱۱ ہجری مین یہ غم جانکاہ بادشاہ کو نصیب ہوا
لباس ماتمی سیاہ رنگ کا زیب تن فرمایا اور لذات دنیا سے کنارہ کیا ایک مدت تک آنکھ شیشہ اور ساغر
سے نہ ملائی بلکہ فرط رنج و الم مین یہ کلام زبان مبارک سے سرزد ہوتے تھے کہ مجھکو صورت و شکل
کسی کی خوش نہین آتی غرض زندگی بھر ہاتھون سے اس غم کے نجات نہین پائی القصہ لاش
معشوقہ جان نثار کی عروسان شاہی کے مانند کمال طمطراق کے ساتھ کربلای نو تعمیر واقع مکارم نگر
مین دفن ہوئی —

عباسی محل اور اساسیان عیش محل کا بیان

سید مظفر حسین خان جو کچھ دنون نواب مختار الدولہ مغفور کی نیابت مین ممتاز رہے انکے فرزند
شمس الدین خان نام نے بطن طوائف سے کئی لڑکیان بہم پہونچائین انمین سے ایک قمر صورت
نہایت حسین تھی وہ خود بخود حضرت ظل سبحانی منصرف ہوکر منظور نظر ہوئی زیادہ عشرت نصیب ہونا اسکی

قسمت مین نہ تھا مرض عرق النسا اور دق مین مبتلا ہو کر مر گئی عباسی محل خطاب تھا اور عیش محل مین سنو
اسامیون سے زیادہ کم نہین رونق بخش تھین سبحان اللہ انہین سے ایک زن زناکار رنڈی فضا کشش کی تھی
کہ صاحب محل خطاب تھا اور اسیطرح کی عورتین ہر قوم ارذال کی محلات مین مشہور تھین بقول سعدی ع
ہر عیب کہ سلطان بپسندد ہنر است مع جب یہ بات شہر و دیہات مین شائع ہوئی کہ مزاج حضرت
ظل سبحانی کا نسوان پسند ہے کسی پر بندش نہین جس قوم مین آبرو کی ہین یا لڑکی خوبصورت تھی وہ بآرزوے
ترقی مدارج بخوشی تمام حاضر حضور کرنا فخر سمجھا تھا اور اکثر عورتین پارسا و غیر پارسا دولت و حشمت کی
تمنا مین ہزار جان و دل سے مشتاق تھین کہ محل سلطانی تک کسی صورت رسائی ہو اور بہت عورتون
نے محل سلطانی مین ملازم ہونے کی آرزو پر شوہرون کو جواب دیا معاذ اللہ اگر یہ زن پرستی کچھ دنون
اور قیام پذیر ہوتی حشر تازہ برپا ہوتا سلطانی خواجہ سرا اور کہاریان ہوا کے گھوڑون پر سوار کوچہ بکوچہ
پھرتی تھین اور زنان صاحب جمال کو زر و زیور کی طمع دیکے پر محل مین پہونچاتی تھین اگر
کوئی وارث انکا حرف انکار زبان پر لایا نوبت گوشمالی کی آتی تھی چھوٹی قوم والون کا تو یہ حال اور
اب ارباب عزت کی آبرو پر آبنی تھی اور حرف الامان کا زبانون پر جاری ہنود نے جلای وطن اختیار
کیا شہر پر لات ماری اور یہ قاعدہ بروے کار تھا کہ جو اسامی لیں در دولت تک پہونچتی لا محالہ چند روز
پہرہ والون اور دربانون کے زمرہ مین بے تکلف قیام پذیر ہو کر منتظر حکم راجہ درشن سنگہ کی ہوتی تھی
پہلے نائب راجہ مذکور نے اوسکے دیدار سے دل خوش کیا پھر کسی اپنے متعلق کو سونپا غلاصہ اسیطرح
زینہ بزینہ درجے طے کرتے ہوے محل تک صورت رسائی ظہور مین آتی تھی اور اکثر کم قسمت
و ضعیف طالع نارسیدہ سیل مرام مفت بدنام ہو کر جاتی تھین اور بعضی بد وضع خراب حال ہو بالو
اولجھ کر رہتین بہت کم کوئی خلوت خانہ شاہی تک پہونچکر آرزوے دلی سے کامیاب ہوتی تھین ایسی
سیکڑون اسامیان داخل عیش محل ہوئین اکثر عورتین انمین نہایت جمیل حور پری پیکر رخسار تھین
کہ جنکے دیکھنے سے بھوک اور پیاس زن مریدون کی دور ہو جاتی ان کلادت کی دو لڑکیان تھین
ایک مہتاب محل دوسری آفتاب محل غرض یہان تک اس بدنامی نے طول کھینچا کہ یہ خبرین
صاحب رزیڈنٹ بہادر تک پہونچین اور ادہر سے تاکید و ممانعت شروع ہوئی ـ

ذکر گنگا محل

انتقال قدسیہ بیگم کی وجہ وہ ہجوم غم و الم نے دل حضرت کا پریشان کیا کہ اصلا خاطر محزون کو اسباب
عیش محل کی طرف توجہ نہ تھی اور کلام نصیحت آمیز صاحب رزیڈنٹ بہادر نشتر قضا کا کرم کرتے تھے
اور یہان تک کدورت مزاج اقدس نے ترقی پائی اور ہاتھہ پاؤن جوش وحشت نے نکالے کہ
بہ تقریب شکار شہر سے پانچ چھہ کوس پر لشکر خیمہ زن ہوتا تھا اور اوقات بادشاہ غم دوست کی
سیر و شکار مین بسر ہوتی تھی اور کبھی فرح بخش وغیرہ سلطانی مکانون مین رونق پذیر ہوتے اسیطرح
غم غلط ہوتا تھا کہ یاد مین بسم اللہ بیگم کے سبق کتاب وحشت کا پڑھتے تھے اور کبھی بی بی پور اور کوٹھی
دلکشا مین وہ خفقان جو گریبان گیر تھا لیے پھرتا تھا اور دولتخانہ قدیم غفران مآب مین شعلہ عشق تختہ غم و الم کا
پیش نظر تھا عجب قلق اور بے لطفی مین صبح سے شام ہوتی تھی اور یہی وحشت و جنون مین دن رات
ہوتا تھا امور سلطنت کی جانب اصلا توجہ دل باقی نہ تھی اور روشن الدولہ وغیرہ کار پردازان سلطنت
دریای فکر و اندیشہ مین غوطہ زن تھے اور اس نوعروس تصور اور خیال سے ہم آغوش کہ اس بلبل
گلستان سلطنت کو کسی گلبدن سرو قامت کے ساتھہ متعلق کرین کہ یہ کاوشین خار وحشت کی
دل ملال بحالی سے دور ہون اس تدبیر مین تھے کہ کوئی نرگسی چشم محبوب دلکش پیدا ہووے
پہلے قدسیہ بیگم کی بہن کہ صاحب شعور تھی اوسکو تجویز کیا جب کلام زبان پر آیا اوس گوہر قلزم
عصمت نے کنارہ کیا اور طبیعت بادشاہ کی بھی کچھہ اوسکی طرف نہ ابھری شرطون پر اوسکی پائی
نامنظوری کا پیرا القصہ بحکم اس مصرع کے سع ای روشنی طبع تو برمن بلا شدی ملا حبیبی شمس الدولہ
نے دیکھا کہ یہ تیر تدبیر کا نشانے پر نہ پہونچا ایک کمان ابرو لڑکی ناکتخدا باقر علیخان ابن حسین علیخان
چکلہ دار قدیم کے گھر کو اپنی لڑکی قرار دیکر بڑی طمطراق کے ساتھہ جشن شادی کی آرائش دی اور
اس گل سربستہ کو اوس بلبل غنچہ طبیعت کے ساتھہ پیوند ہم بستری کا دیا چنانچہ سرانجام جہیز عروس
وغیرہ مین چودہ لاکھہ روپیہ صرف ہوئے اور اس تقریب کی بدولت بازار باقر علیخان نے رونق
پائی اور کارخانہ پر اس ڈیوڑھی کے ہمہ تن محیط ہوئے اور لڑکا باقر علیخان کا کہ داماد روشن الدولہ
کا تھا اور اس محل تازہ کا بھائی خطاب سراج الدولہ سے فروغ حاصل کیا اور چکلہ داری محمدی کی
ہاتھہ آئی اور درماہہ پیش قرار ان دونون صاحبون کا سرکار شاہی سے قرار پایا ابتدا مین تو اس
محل کا اسقدر ترقی پذیر تھا کہ اکثر کوٹھی فرح بخش مع دولتخانہ غفران مآب تک آٹھہ گھوڑون کی سیج گاڑی

ہم پہلو بادشاہ سوار ہوتی اور ماں اوسکی گمانی خانم نام مرزا مہدی علیخان کی لڑکی تھی محل مین اپنی لڑکی کے
ساتھ رہتی تھی اور کیفیت ایام تعطل اور بیکاری ہنوز فراموش نہوئے تھے اسوجہ سے فکر کفایت شعاری
مین ہمہ تن مصروف تھی اور خبر رسیون پر نظر چنانچہ دو ہزار روپیہ بروز نوعروسی تقسیم انعام کے واسطے
مرحمت ہوا تھا وہ صرف مین نہ آیا اور جو روٹیان باورچیخانہ سے آتی تھین پس انداز اوسکا آفتاب مین
سوکھا کر بہ احتیاط نگاہ رکھتی تھی غرض اسی طرح ایکدن حضرت ظلسبحانی نے کمال رطب اللسانی کے
ساتھہ فرمایش شیرینی زبان پر لائے اس گمانی بیگم نے دو روپیہ کی شیرینی بازاری منگا کر قابل
کہانے کے نتھی حاضر کی یہ خبر رسیان باعث ترشی مزاج بندگان حضرت کی ہوئین آخرکار آشفتہ ہوکر
کچھہ دنون کے بعد عنان اشہب رغبت حضرت کی اوسطرف سے نگاہ معشوق بیوفا کی صورت پھری
اور باہم نگاہ سے طفل اشک کے مانند گرا دیا اور ایکدن خلوت مین حضرت ظلسبحانی نے بیدار ہوکر
غل مچایا خواصون نے دوڑ کر پوچھا حضرت نے فرمایا کہ یہ عورت اجل صورت گلا میرا گھونٹتی تھی چنانچہ
دہنیان مہری اسوجہ سے کشائی مین پڑی خلاصہ کار فیون نے اوس عفیفہ کو خلوت سے کشان کشان
نکالکر باہر پہونچایا اوسدن سے پھر صحبت بادشاہ کی اوس ہجران نصیب کو نصیب نہوئی اور کنگال محل
نام قرار پایا ہرچند اس محل کی شرافت اور نجابت مین کوئی جگہہ کلام کی نتھی مگر تنگدست اور خسیس دل
نہایت تھی بقول شیخ سعدی بیت سخیان ز اموال برمیخورند ٭ بخیلان غم سیم و زر میخورند ٭

ذکر نواب مریم بیگم بنت مرزا سلیمان شکوہ اور خارج ہونا مرزا ممدوح کا لکھنؤ سے

نواب سلطان مریم بیگم سے ہنوز صورت مواصلت ظہور مین نہ آئی تھی یہ شمع خاندان مرزا سلیمان شکوہ
کی تجلی بخش شبستان شاہی تھی ایکدن بہن انکی ملکہ بیگم نام منکوحہ سابق مرزا سلیم بخت شاہزادہ دہلی وارد
شہر لکھنؤ ہوئی اور اپنے باپ کے گھر مین سے دولت سرای سلطانی مین نواب سلطان مریم بیگم کی
ملاقات کے واسطے پہونچی خداداد حسن دلکش اوسکا منظور نظر بادشاہ ہوا خواستگار عقد ہوئے چونکہ
یہ امر خلاف شان مرزا سلیمان شکوہ کے تھا حرف انکار زبان پر آیا اور بواسطہ صاحب رزیڈنٹ بہادر متوسل
اس بات کے ہوئے کہ صورت برآوردگی ملکہ بیگم محل جہان پناہ سے ظہور مین آئی یہ عقدہ حل نہوا
صاحب بہادر نے بھی فرمایا کہ مجکو محل سلطانی تک دسترس نہین جو کچھہ تمسے ممکن ہو تدبیر کرو

اور سلیمان شکوہ بہادر کرنیل کا ریزکو کہ فی الحال رسالدار تھا اور رشتہ سمدھی کا باہم مسلک کاسگنج سے براہ عجلت طلب کیا اور اس مقدمہ خاص مین استمداد چاہی اوسنے لکھنؤمین بادشاہ سے ملاقات حاصل کرکے ملکہ بیگم کا اخراج محل سے چاہا جہان پناہ نے دیکھا کہ اب استغاثہ اسکا صدر کلکتہ تک پہونچیگا مجبور ہوکر اجازت دی کرنیل ڈیوڑھی پہ جاکر ملکہ بیگم کو برضا خواہ بے رضا سوار کرا لایا اب آتش قہر سلطانی مشتعل ہوئی اور حکم شہر بدر شہر سے نکل جانے کے واسطے بنام سلیمان شکوہ نافذ ہوا پر قرضدار ہزارون روپیہ کے تھے قدم نکالنا شہر سے سخت دشوار تھا اور قرض خواہون کو حکم سلطانی زر قرضہ اپنا جسطرح چاہو لو اور مرزا موصوف کو حکم تھا کہ رعایای لکھنؤ کا زر قرض جس صورت سے ہو سکے ادا کرو غرض وہ تنخواہ جو سات ہزار روپیہ درماہہ بدولت معتمد الدولہ مقرر ہوا تھا موقوف ہوا ناچار کرنیل کا ریز اپنی پاسداری سخن کے لحاظ سے چالیس پچاس ہزار روپیہ نقد اپنے پاس سے دیکر زر قرضہ ادا کیا اور تمسک اپنے نام کا حاصل کیا فقط روپیہ ساہ بہاری لال کہ رقم زائد تھی باقی رہا اور مرزا سلیمان شکوہ اہل عیال سمیت روانہ کاسگنج ہوئے غرض سلطان مریم بیگم عجب عفیفہ اور پاکدامن عورت تھی کہ اوقات اپنی بڑی عزت اور آبرو کے ساتھ بسر کی اور کبھی حرف شکایت عدم مواصلت بادشاہ کا زبان پہ نہین آیا اور دوسرا سانحہ جو اس وضع کا پیش آیا یہ ہے کہ جب شمس الدولہ نے بنارس مین قضا کی زوجہ اونکی حضرت بیگم نام دختر مرزا جمعہ کہ مال و متاع شوہر پہ قابض ہوکر کچھ مدت تک متصرف رہی جب اولاد شمس الدولہ عمر تمیز کو پہونچی بڑے بیٹے اقبال الدولہ لیق اور صاحب علم تھے تمنای وزارت اور سلطنت مین سعی اونکے کلکتہ اور لندن تک پہونچے اور دوسرے بیٹے کہ مزاج لاوبالی پسند تھا تھوڑے دنون مین بہت سا روپیہ خرچ کیا آخرکار دونون بھائیون مین آتش نزاع بھڑکی بنارس سے لکھنؤ مین آئے فضل حسین نام بنارسی دانشمند رفیق اونکا مدتہا شامین تھا وجہ نواوسکے کسی تقریب کی وجہ محل شاہی مین جانا چاہا اور رسم پیام جاری کی بندگان حضرت نے کہ ہزار دل سے اسطرح کے پیام اور سلام کو مشتاق تھے طلبگار اوسکو محل مین ہو فضل حسین نے التفات حسین خان منشی ریزیڈنٹی کی قوت سے بہزار خرابی سدباب اس امر کا کیا سپیدہ بود و بلا سے و لے بخیر گذشت —

ذکر بعضے اشراف و اجلاف کہ بسر مغضوب تھے

بدرجۂ اول اناجی وضعیہ بندگان اقدس حضرت کہ شل بادشاہ بیگم ہزار جان و دل سے نثار تھی شروت انکی

اس حد کو پہونچی کہ آغا مرزا انکا فرزند اور میر نوروز علی انکا داماد جسکی عمارت بلند قریب درگاہ جناب
عباس علیہ السلام محلہ رستم نگر بنائی ہوئی ہے اور امام باڑہ کو شیشہ آلات وغیرہ سے لاکھون روپیہ کا آراستہ
کیا تھا اور سرکشی آغا مرزا کی حکومت کے ساتھ اس تعلی پر تھی کہ رنگ حکیم مہدی علیخان کا میلا تھا بد
اعتدالی اور ستم شعاری جو خلق خدا کے ساتھ مبذول تھی اس درجہ کو پہونچی کہ نوبت استغاثہ رزیڈنٹ
تک آئی اور رزیڈنٹ بہادر نے حضرت ظلسبحانی تک پہونچایا باینہمہ آغا مرزا اپنی ناشائستہ حرکتون سے
باز نہ آیا کوتوال کی دال اصلا اسکی بات مین نہ گلتی تھی اور عملہ عدالت اوسکی شرارت سے عاجز
پندرہ بیس لاکھ روپیہ کا آدمی تھا میر نوروز علی نے جب قضا کی کربلای تال کٹورہ مین قریب ضریح
مقدس مدفن اوسکا تجویز ہوکر نوبت تکرار کی آئی وارثان خدا بخش نے رزیڈنسی مین استغاثہ کیا
مگر کچھ پیش نگیا ۔ دوسری آتوجی خواصان نے نخبن طوائفن سے کہ محل راجہ جھاؤ لال کا تھا مامور تھی
اور پانڈے صاحب بڑے بجائی رلے بالکل ام سے کہ سروکار رکھتے تھے وہ بچہ سن پہونچے بعد
اوسکے جب مقدمہ بنا بنایا جھاؤ لال کا بگڑا اور رنگ عشرت سنجون کا زمانے نے خراب کیا اقربای
جھاؤ لال سے ایک شخص اشرف آبادی قوم کایتھ کے ساتھ طرح آشنائی کی ڈالی ایک گوہر آبدار
صدف پارینہ سے حاصل ہوا جو قلزم افلاس سے اسباب عیش و آرام پر انکی پانی پھیرا اور گھر مین
پڑ جانا اوس طوائف بازاری کو خوش نہ آیا ایام وزارت معتمد الدولہ مین روشن الدولہ کے کہ جب
علاقہ میواڑہ کا متعلق تھا تلاش کے واسطے آتی جاتی تھی اوس زمانہ مین طوطی نواب
قدسیہ محل کا کہ ساختہ منتظم الدولہ ہزار داستان کروشن خوب بولتا تھا چنانچہ روشن الدولہ کی
سفارش اور سعی سے دولت ملازمت نواب قدسیہ محل نصیب آتوجی کی ہوئی اور صحبت نے رنگ
موافقت جمایا اور مزاج بندگان حضرت اقدس مین ایسی مجبوبی تمام جگہ قیام کی پائی چنانچہ اکثر فرماتی تھے
کہ اگر ایک ساعت آتوجی میرے پاس سے جدا ہوتی ہے جملہ کام میرے گنجفہ کے مانند ابتر ہو جاتی
ہین خلاصہ رفتہ رفتہ مشورہ مین شریک ہوکر وہ رنگ گلشن فکر و تدبیر کا جمایا کہ وزارت روشن الدولہ
اور نیابت سبحان علیخان کی اسکے ذریعہ سے رونق پذیر تھی قادر علیخان نام اس آتوجی کے فرزند
تھا کہ جسنے عمارت عمدہ اور مسجد عالی کی گولہ گنج مین طرح بنا ڈالی چنانچہ آج تک مسجد معروف موجود
ہے پانچ ہزار روپیہ اور راہ خیرات مین اسکے ہاتھ صرف ہوتا تھا اکثر ارباب حاجتمند دست نگر اسکے تھے

اور یہ بھی ایسا صحبت اور تواضع کے ساتھ ہر ایک سے پیش آتا تھا دس بیس لاکھ روپیہ کا آدمی مشہور
تھا اور حل عقد جمیع امور شاہی متعلق اوسکے تھے جسوقت راجہ لالجی نوکری انگریزی چھوڑ کر یہان آیا
اور علاقہ بخشیگری کے باب درخواست مین یہ کلام زبان آشنا کیا کہ اگر یہ صورت ظہور مین نہ آئی رہنا
روشن الدولہ کا منصب وزارت پر سخت دشوار خلاصہ یہ کلمہ پشت گرمی اتوجی کی وجہ سے تھا
اور وجہ اسکی یہ تھی کہ یہ لالجی خاندان راجہ جھاؤلال مین تھا جو آغوش تربیت اتوجی مین آرام پایا تھا
اور خواص اور خدمتگار اتوجی کے وہ رتبہ بلند رکھتے تھے کہ عمائد شہر آرزو مند تھے تیسری براتی خانم
قوم مغل سے تھی بندگان اقدس اکثر زبان مبارک سے دو العینی پرورش کنندہ فرماتے تھے
خلاصہ باورچیخانہ خاص سلطانی متعلق انکے تھا اور جگنا خانم اور نوروز خانم کہ بدستور انکی تھین اور غرور انکی
زبان زد خلائق تھی القصہ براتی خانم کی دو لڑکیاں تھین ایک مرزا ذاکر علی بیگ اشراف زادہ
قوم مغل سے نہایت خوبصورت اور خوش تقریر با آبرو آدمی تھا عقد مین در آئی چنانچہ اوس تقریب
شادی مین حضرت اقدس آپ رونق افروز ہوئے اور لاکھ روپیہ کا سرمایہ جہیز مین عنایت فرمایا
اور اکثر روشن الدولہ پردے مین نگاہ کے مانند اپنی عین اصلاح کے واسطے اونکے پاس
آتے تھے ساٹھ ہزار روپیہ مہینا مصارف خاصہ سلطانی براتی خانم کے ہاتھ صرف ہوتا تھا اور سقدر
اعتماد نے نفس اپنا لوح خاطر بادشاہ پہ جمایا کہ خاصہ مبارک پر مہر انکی ثبت رہتی تھی اور دوسری
لڑکی بندہ علیخان نام جو خانوادہ تفضل حسینخان سے مرد چالاک تھا منسوب تھی غرض یہ دونون داماد
اور فتح علیخان لڑکا انکا یہ تین شخص سفلہ پست اور لاابالی مشرب تھے انھون نے بھی عمارت رفیع
آراستہ کی اور جگنا خانم وغیرہ کے شوہر اور اقربا بھی ایک امیر بنے تھے اور آنکھون مین نشہ شراب
نخوت کا جما ہوا اور پوشاک لباس سے شان امارت پیدا اور سوا ہی نمایشی شے کے تعزیہ داری عشرہ
محرم مین صرف معقول کرتے تھے اور اسطرح گلوری والی اور آبخاصہ والی سرکار شاہی کی
ہر ایک صاحب مرتبہ اور دولتمند تھی کہ اس رشک حسد مین اکثر ارباب خاص جلتے تھے اور سوا انکے
وہ تین فرقہ اور تھے منجملہ اوسکے ایک فرقہ طبلہ والیون کا تھا کہ تین تین دو دو سو روپیہ کی درماہہ دار
تھین اور پچاس روپیہ ماہواری سے کوئی کم نہ تھا اور رقومات انعام وغیرہ کی انتہا نہین زیادہ
حساب سے اور لباس پرتکلف انکا نورا علی نور ایک ایک دوپٹہ چار چار ہزار روپیہ کا زیب بدن خلاصہ

چو حسن پوشاک اور زیور ی لباس کی اس عہد دولت مین مردم دیدہ کی نظرون سے گذری شاید نورجہان بیگم
جہانگیری اور زیب النسا بیگم عالمگیری کو نصیب ہوئی ہو اور اس جلسہ والیون مین پچاس اسامی فردملازمی مین
قلمبند تھین نوبت بہ نوبت ہر ایک رات کو چوکی چوکی صحبت بادشاہ مین فیضیاب رہتی تھین اکثر ہمنوالہ اور ہمپیالہ
غرض ان گل پیرہنون کا وہ رنگ ثروت گلشن لکھنؤ مین جما تھا کہ اکثر عورتین اہل اکابر سے محل کی نوکری کی آرزو
مین ہزارون روپیہ قرض لیکر بصرف نذرانہ دولت ملازمت حاصل کرتی تھین تساہل عبارت اس وقت
سے پیچ اور سوا اس جلسہ والیون کے دو فرقہ تھے ایک خلاصیان اور دوسرے خواجہ سرا جنکا نام ملاحظ
کہ نیابت راجہ درشن سنگھ مین ممتاز اور کارخانہ وزارت مین مداخلت کلی حاصل ہے حضرت ظل سبحانی کی فرمان فرمائی
پہونچا یا تھا دو تین لاکھ روپیہ سے زیادہ اسکی ثروت کا شمار اور عمارت ہزارون روپیہ کی جو تعمیر کی وہ جدا
اوس رقم سے اور تین چار سو گھوڑے والے سرکار شاہی مین اس کام مین مامور ہین کہ آب افشانی سے سڑکونکو
آراستہ رکھین کہ خاک و غبار سر نہ اوٹھانے پائے اون مین سے دلجیت نام ایک تلنگہ اسکو بھی رفتہ رفتہ ایسا نصیبا
کمال کر وہ آبرو حاصل ہوئی کہ بعد اس سلطنت کے دو سو تاج اور کلاہ لباس شاہی سے اور سو دو سو شمشیر
ولایتی با ساز مرصع طلائی و نقرئی قبضہ اور ڈاب کی اور کئی لاکھ روپیہ بصیغہ ضبطی مین در آیا سچ ہے دولت
وزدے کہ بہ کف چراغ دارد ، ہشیو دین نام شیلی قوم کا بھاٹ ہنو دالا دیہات کا وسنی بھی روغن دولت سلطانی
سے وہ روشنائی حاصل کی اور ستارہ قسمت چراغ کا روزے مانند چمکا کہ خطاب راجگی سے نام اوسکا
تجلی افروز ہوا چنانچہ سپہر شرن تمام ملک کا اوسکو کہئے تو زیبا ہے تیس تیس چالیس چالیس لاکھ روپیہ کے
ناظم اور چکلہ دار عمدہ عمدہ آبرو دار منتظر اوسکی چشم ضمانت و حمایت کو رہتے تھے راجہ درشن سنگھ غالب جنگ بہ
جوہر فروشی رفتہ کامیاب اکثر احوال اوسکا جابجا قلمبند ہے تو مم کوری سے اردلی جنت آرامگاہ مین
رہتا تھا اب عہد وزارت حکیم مہدی مین وہ رنگ اوسکا چمکا کہ فراغ حضرت اقدس مین بو سی گل کی طرح
جگہ پائی گلشن تقدیر سے نگل نہال آرزو کا کھلا یا انتظام ڈیوڑھیون کا متعلق خبرداری ہوشیاری
کے ساتھ اور چوکی پہرو خاص کی اسکے نام زد تھی اور بندوبست مفسدان خاین اور وزدی پیشہ کا الغرض
اوسکے اور علاقہ کنبا نثی تمام قلمرو شاہی بہ پرگنہ زمینداران سے بلکہ اپنے متوسلین کے نام زد کیے
عالیشان ناظمون کو یہ قدرت نہ تھی کہ اوسکے دیہات متعلقہ مین دست اندازی کرتے اور اہل دفتر کو یہ
نہ تھا کہ زر جمع طلب کرتے گویا وہ تمام دیہات زرخیز اوسکی جاگیر مین تھے جو کچھ دل مین آیا دست برد ا

ولیکن کسی کو مجال جنبش نہ تھی روشن الدولہ نے اپنے ایام وزارت میں ایکدم اوسکے ہاتھون سے آرام
نہین پایا ہے اور کو دست قدرت کہان تھی ذرہ غضب سلطانی مشہور زمانہ تھا سبحان اللہ صورت پاک کا
پتلا تھا سیاہ فام بلند قامت نشست صورت غیور طبع بےمروت لیکن باینہمہ صفت عدالت اور انتظام امور
سلطنت اپنے دن اور دن سے بہتر تھا ہمیشہ شانہ مین جفاکشی اور محنت خدمت سلطانی مین اسقدر کرتے تھے
تھی کہ رات بہر مین سوای دو گھڑی کے زیادہ عروس خورت سے آشنا ہونا دشوار تھا اگرچہ ہمہ وقت کمر کو
سلسلہ پر پہنچا اسقدر بیداری نہ تھی کہ ایک ساعت عبادت کرنا سالہا سال اوسی بیدار مغزی اور جفاکشی مین گذری
کہ اس رتبہ امارت کو پہونچا اوس سے بہتر لطف حکمرانی دوسرے کو نصیب نہوا۔ وہیان مہری اور ڈلوی
مہری دو کہاریان چہوٹی بڑی مشہور تہین چنانچہ دہنیا مہری کی شیر بختی نے وہ رنگ جمایا کہ دو سو کہاریان
با ایں سلطانی اسکے حکمرانی مین تہین اور نظارت سلطانی ڈیوڑہیون کی اور سزا و تنبیہ دنیا خواصون بیگمون کا
اور تعلیم کرنا نصیحت وغیرہ کے ساتھ اہل محل کا تعلق کامل اور آنی جانے والون پہ مطلقات سے اختیار رکہا
ماشاء اللہ افضل النسا خانم خطاب تہا اور خلعت سے پنجہ دوبارہ کی سپہ و شمشیر جوہر دکہانے کا خلاصہ
جب عروج دولت دہنیا مہری کا قرار واقعی رونق پذیر ہوا عمارت عالی اور مساجد اور امام بارہ کی طرح
تہیہ ڈالی اور بتازہ فتنہ و فساد کی حیالی لیئے ایک قطعہ زمین سے کہ فقیر محمد خان سے دہنیا مہری سائل ہوئی
اونہون نے سکو ایسا جواب انکار سے ہاتہہ دیا دہنیا مہری نے اور نہایت پیچ لگائی کہ حضرت قبلہ سبحانی کی
اس معاملہ کو پہونچایا حضرت نے ترش ہو کر فرمایا کہ فقیر محمد خان ملازم کسکا ہے اوسکو شہر سے نکالو جب روشن الدولہ
نے دیکہا کہ دہنیا مہری فقیر محمد خان کو چاہتی ہے کہ کٹائی مین ڈال کر تہتی کرے اوسکا ہونا جو علاقہ تہا
اور جتنا سپہ دار لاکھون روپیہ کا قرار دیا تہا اخراج منسوخ کیا آخر اس تقریب مین کچہہ دنون کے بعد
تہیہ دیکر مرزا لنج کی طرف رخصت کیا یہ قدر اور منزلت ایک ذلیل مہری کی تہا یہ روشن الدولہ نے
فقیر محمد خان سے تصور فرمایا چاہیے خان مذکور بھی اسقدر افسردہ دل اور شکستہ خاطر ہوا
کہ جب کچہہ کارخانہ مین مثل مرغ خانہ وغیرہ اور نقارخانہ کا جو فقط باعث بار کشی تہا فقیرون کو لٹا دیا
جب سبحان علی خان نے دیکہا کہ رنگ دہنیا مہری کا بیچ پہ چڑہا ہے اسکے ہاتہون سے جو روشن سے تنگ ہو
پامال کرنا چاہیے کان اوسکے اور ملازم اپنا قائل کیا اور مہری نے بہی کر مجہوتی کے ساتہہ
سرد مہری چہپکر پایا ایک دن دہنیا مہری نے کچہہ کہانا فاتحہ کا معصومین علیہم السلام کا ارسال بارگاہ

سلطانی کیا اور راجہ مذکور نے مخالفت کی آخر وہنیا مہری نے آشفتہ ہوکر تیغ بدزبانی سے کچھ جوہر دکھائی
اور حضرت ظلسبحانی نے نمک مرچ زخمون پر چھڑکا یعنے طرفداری مہری کی منظور نظر رہی آخرکار راجہ
درشن سنگہ دست سبحان علیخان کا دشمن جانی بنگیا اپنی جگہ پہ ذکر اسکا قلمبند ہوگا خلاصہ وہنیا مہری بتوقیر
مالامال و دولت روزافزون سے ہوئی کہ بیان سے باہر کثرت انعامون سے جو نسبت اوسکے ظہور
مین آیا سنتے سنو نہ از خروارے ایک یہ ذکر ہے کہ ایکدن حضرت جہان پناہ چھوٹی چھڑی سے عالم انبساط
مین سبک سبک اوسکو مارا اوس شوخ چالاک وضع نے عرض کیا کہ اگر چھڑی موتیون کی ہوتی تو باعث
آبرو بھی حضرت نے حکم دیا کہ چھڑیان متعدد آبدار موتیون کی تیار ہون چنانچہ حکم کے ساتھ چھڑیان طول مین
گز بھر سے زیادہ اور دور مین دو انگشت سے کم نہین سراپا بڑے بڑے آبدار موتیون کی لڑیون
سے گندھی ہوئی مرتب ہوئین وزن بیس مثقال سے کوئی مروارید وزن مین کم نہ تھا جو چھڑی حضرت اوس
مہری پر بنظر محبت دست شفقت سے حوالہ فرماتے تھے وہ چالاکی کے ساتھ شوخی حسن ادا کی
دکھا کر دست مبارک سے چھین لیتی تھی چنانچہ اسطرح کئی چھڑیان جواہرنگار اوسکے نصیب مین آئین اور کوئی
مہری کبھی اسقدر منظور نظر عاطفت نہ تھی کہ روشن الدولہ نے اپنے لقا منصب آبرو وغیرہ کے واسطے
اوس قلزم حسن سے آشنائی پیدا کی چار پانسو عورتین پری پیکر خوبصورت ملازم سلطانی انکی ہمراہی
مین تھین ایک سے ایک حسن و جمال مین بغیرت آفتاب و ماہتاب تھی سن اور سال مین کوئی پری رخسار بارہ
تیس چوبیس برس سے زیادہ نہ تھی شراب شباب مین چور تھی گلستان جوانی اوسکا عین شباب بہار پہ تھا الغرض
آنکھین اون نرگسی آنکھون کی چشم بد دور مین سحر او جادو سے بھری ہوئین اور تلوارین ابروی خمدار کی نکالی
چتونین غزالان ختن کی جو پنگے یاسمن سے دو انگل باہر نکلی ہوئی اور نورانی پیشانیان موج دریاے
حسن کی شمشیر جیسے تیغ آفتاب کو دل چشمۂ خورشید کا ارایا ہوا اور سونے کی سی مشکین اون پری وشون کو اس
حسن و خوبی کے ساتھ پیچ و تاب دکھاتے ہوئے لگ کو پیچ موج دریاے لطافت کی آبرو اوسکی
روبرو پانی پانی اور قدبالا اون سرو قامتون کے قیامت نشان کو سرو گلشن لگا نہ کہا سکے اور عارض
گلرنگ اون گلبدنون کے گلدستہ خورشید سے آفتاب و ماہتاب مین زیادہ تر تجلی افروز اور
لب لعلین اونکے شیرین لبون نے دو رنگ حسن خوبی کا جالا کے لعل بدخشان کا
شکست کیا اور وہ صاف آبدار دانت اون ماہ طلعتون کے کہ جنکے روبرو صدف دریا سے آبرو

کہ بہشتا ہوار کی نالی بھیرا اور جا بجا شہزادوں اور یوسف صورتوں کے ایسے خوشنما اور آبدار کہ حسن کے پتلوں
کے فرشتوں کے واسطے چاہ بابل خلاصہ چہرہ پر نور ہر ایک غیرت حور کا سراپا گوش ماہتاب تھا اور
صدہا دار گردوں ہر ایک غیرت پری کی مشرقی آفتاب سوا اوس وضع و دلکشی اور ادای دلفریب کے
لنگی اور پاجامہ رنگین نہیں کی کمخواب قیمتی اور اطلس چینی کی ایسی خوش قطع اور کچھ دار کہ شلوار لولی
فلک شرمسار اور سنگ سقا ملے کے قابل نہیں اور عمدہ عمدہ نفیس وہ خوشرنگ دوپٹے کا مدانی اور جامدانی
کے مسالحہ دار کہ چادر شبنم نورانی شرم سے اونکے ساتھ انفعال کرے جا سے اور سینہ بند جو انگیا کا
نہایت پر تکلف اور دلفریب اس حسن خوبی سے کرتیوں کے ساتھ وسعت و گریبان کہ دل ربائی شبیہ
جھلک و جھلک پیاکی کے عالم میں سینہ کوبی پر آمادہ اور کرتیں اون برق وشوں کی حسن نزاکت پیرہن زلف
کی صورت مشتاق دیدار کی آنکھوں سے غائب اور زیور بھی حسب قدر مراتب اون گل اندامون کا
حسن افزای ہر عضو تھا اور پوشاکیں اون سیم بدنوں کی ایسی عطروں میں بسی ہوئیں کہ خوشبو جامہ گل کے
ہوش اڑ جاتے ہوں کے اکثر اوسے تماشا میں اون شمع رخوں سے شبکو پہلو گرم کرتے تھے اور
دامن خواہش گلہاے اشرفی سے بھرتے تھے اور نوجوانان طرحدار لکھنؤ کے اون پری رخساروں
کی ادا ے دلفریب اور عشوہ دلکش پر اس کج روشی کے ساتھ فریفتہ اور شیفتوں کہ بازار شہر کی زیبائیکا
جو صاحب حسن و جمال تھیں ٹھنڈا ہوا اور دریای عطر و عطرات میں وہ گل پیرہن اسقدر ڈوبی رہتی تھیں
اور کہتی تھیں کہ اعضای بدن غنچہ گل کی نکہت پاک سے کیے جائیں تو ہر رگ غیرت رگ گل کی خوشبو
سے عطر بیا ہو سبحان اللہ جسوقت اس حسن اور تجمل کے ساتھ سواری سلیمان جاہ کی ہوا و اورنگ تخت سلیمان
کے مانند دوش بدوش جاتی تھی اوس جلوس کے دیکھنے والوں کو عالم قاف نظر آتا تھا حقیقت میں
یہ جلوس شاہانہ اور عمارت عالیشان سلاطان روشن ہے خانہ تھی تمام شہر کیا چوک کیا خاص بازار غیرت
گلزار ارم کا تھا شعر جو کسی شاعر کا مشہور عام ہے اوسی مقام کو زیبا ہے شعر اگر فردوس بر روے
زمین است ٭ ہمین است و ہمین است و ہمین است ٭

ذکر ایک درزی

ایک کا نام درزی بخیر آبادی وابستگان دامن دولت بادشاہی سے تھا کہ ملبوسات خاص سلطانی

تیار

اور فرمائشات محلات شاہی کی قطع برید متعلق تھی اور سینا ٹانکنا اوسکا گریبان کیونکر تین لاکھ روپیہ سالانہ
سے صرف اس کارخانہ کا زیادہ تھا حکم دیا تھا اس جائداد کا آمدنی ملک سے نفاذ ہوتا تھا اور کبھی خزانہ
عامرہ سے نقدی لی بس و پیش دستیاب ہوتی جامہ تھا درست زیب تن تھا کو سون کیا منزلون نیکنامی
کے ساتھہ اپنی قوم مین خاتم کی صورت مشہور و چشم سوزن کے مانند تنگدل نہ تھا گومتی کے پار ناکہ
کربلا کے قریب طرح عمارت عالی کی ڈالی کٹرہ تعمیر کیا اور بیگا گنج کہ اوس زمانہ مین نہایت آباد تھا بنایا
مسجد اور سرای نہایت وسیع اور عمدہ اوسکی تعمیرات سے مشہور شہر و دیار ہے مسافران وارد و
صادر کو بے تکلف کھانا ملتا تھا ہندو مسلمان پر منحصر نہ تھا اکثر دیرو دیہاتی طوائفون کے حسن و خوبی
کے ساتھہ خوش رہتے تھے اور یہی سنا جاتا ہے کہ خیرآباد وطن خاص مین تعمیرات اس شخص کی
عمارت سلطانی کی برابر مشہور تھی لاکھون روپیہ کا آدمی تھا مگر رشتہ انسانیت کا منقطع نہین کیا اپنے
لباس مین رنگ کسیکو دست قدرت اسقدر نہ تھی کہ انگلی آستین پر رکھتا یا ہاتھہ کمر مین ڈالتا نوکر چاکر
اوسکے خوش و خورم ایسے رہتے تھے کہ گستاخی پر دانستہ تھی یا دیدی منظور نظر ایسے شخصون مین
شکر سیرچشمی ساتھہ تھی چشم پروردہ دیدہ و دانستہ عین ثروت مین چشم پوشی نہین کی —

ذکر بیجا و جا خزانہ خرچ کیا ہوا جنت آرامگاہ کا شغل سلیمان جاہ سے

جبہم کشور کشائی ہندوستان مین کثرت و ہجوم زنان بیرو پیرفتہ سپاہ و لشکر کی قوت خزانہ وافر کے
متعلق جیسا کہ جنت آرامگاہ نے اپنے عہد دولت مین باوجود تقسیم ہو جانے ملک کے چودہ کروڑ روپیہ
نقد سے زائد بہ صارف فوج و خرچ محلات وغیرہ اپنے خزانہ عامرہ مین جمع کیا تھا اور فرمایا گئے
کہ عنبر چودہ بیگرون سپاہ کے خرچ کیلئے کو واسطے رکھا گیا ہین ابھی تو مطلع اور مستعد ہے
سوال مستاجری تمام قلمرو کا سرکار عالیشان سے کیا تھا اور سرسالہ بیہجاہت ملک و سپاہ
کی وسعت مین پس و پیش نہ تھا کہ خزانہ لطور بجہات کا اتفاق اجل سے اوسکے لیا وہ صورت ظہور نہ
آئی چنانچہ وہ چودہ کروڑ روپیہ ان بادشاہان شاہجہان مین صرف ہوا کہ ضائع اندیشہ تھا آگی اور
نہ کام دنیا کا بنا سنبھلا اور سلطنت آرامگاہ نے مسلمان کے ساتھہ ایک کروڑ روپیہ بادشاہ جلال الدولہ
کے پاس امانت رکھا تھا اور ایک کروڑ روپیہ شمس الدولہ کو سپرد کیا تھا کہ حفاظت سے رہے

اور چوراسی لاکھ روپیہ نواب نصیرالدولہ کے تفویض اور باقی دس کرور مین دو کرور خزانہ سپاہ تحویل
خزانچی مین جمع رکھا تھا اور آٹھ کرور کوٹھی مین زیر مہر القصہ حضرت شاہ زمن جو کچھ بعد مصارف
سلطنت و خرچ معتمدالدولہ باقی رہے جمع اوسکی فرد حساب مین اسطرح راجہ بیدہ رام اور متصدیان
دفتر دیوانی نے رقم کی کہ تمام باقیات ۱۲۳۵ھ ۱۲۴۳ھ سے ایک کرور چھبیس لاکھ روپیہ کاغذ مین جمع کر کر
اور آٹھ لاکھ روپیہ کی اشرفی کہ شاہ زمن نے مول لین اور نذر و پیشکش مین ہاتھ آئین اور قریب
چار کرور روپیہ کے نقد غرض یہ سب ساڑھے چھ کرور تخمیناً تصور کیا جاے وہ حضرت سلیمان جاہ کے
ہاتھون اسطرح صرف ہوا کہ ابتداے جلوس مین معتمدالدولہ کی معرفت دو کرور کے قریب اور باقی
اسباب نشاط کے خرچ مین آیا —

ذکر نواب روشن الدولہ

عالی نسبی روشن الدولہ اظہر من الشمس ہے علی مردان خان کے عہد مین شاہجہان بادشاہ تیموریکو
منصب امیرالامرائی سے افتخار حاصل تھا قلعداری قندھار کی چھوڑ کر صفویہ کے ہاتھ سے
تنگ اور عاجز ہوکر بادشاہ ہندوستان سے آمیزش چاہا بادشاہ نے آنا اوسکا باعث افتخار
سلطنت سمجھکر سجدہ شکر کے ادا کیے اور خلعت اور لاکھ روپیہ نقد بطور استقبال بھیجکر طلب فرمایا
اور خدمت پر امیرالامرائی کے مامور کیا چنانچہ شہر لاہور انہین کو بسا ہوا اور دریاے عظمت سے
یادگار ہے اور شاہزادہ دارا شکوہ ہمیشہ انکی راہ مسند پر چلے اور کوچہ تنگ پر قدم مارا غرض
علی مردانخان فیروزجنگ کے ایک فرزند اور دو لڑکیان تھین نام لڑکے کا نواب ابراہیم خان
اور نواب زبردست خان پوتا تھا انکے ایک لڑکی تھی کہ جو ہمشیرزادی نواب بندہ علی خان سے
منسوب ہوئی اور وہ دونون لڑکیان علی مردان خان کی ایک جیٹھی صاحبہ نام عمدۃ الملک امیرخان سے
اور دوسری حسین یارخان نام ساکن مشہد مقدس کے ساتھ منعقد ہوئین ان حسین یارخان سے ایک فرزند
پیدا ہوا مرزا ابراہیم نام کہ اپنی خالہ صاحبہ جیٹھی مذکور کے آغوش راحت مین پلا پرورش پائی اور دختر
سلطان حسین کے ساتھ صورت عقد ظہور مین آئی اس شجر گلشن عصمت اور اوس سرو باغ خوبی سے
دو برخوردار فرزند اور دو نونہال لڑکیان شایع ہوئین نام لڑکون کے گنج علیخان اور بندہ علیخان تھے

چنانچہ یہ کنج علیخان ابن مرزا ابراہیم خان نواسہ اور داماد علی مردان خان کا تھا غرض کنج علیخان کے ایک لڑکا کلب علیخان نام تھا اور دو لڑکیاں ایک عصمت آرا بیگم جو نواب عقیدت خان ابن عمدۃ الملک سے منسوب ہوئی اور دوسری جہاں آرا النسا بیگم جنسے نواب برہان الملک سعادت خان نے زوجیت کا دم بھرا اور کلب علی خان کے نام خدا دس لڑکے اور پانچ لڑکیاں تولد ہوئیں ایک آغا حسن کلب علیخان ثانی خطاب اور دوسرا آغا کلب حسین اور تیسرا رضا علیخان اور چوتھا آغا ابراہیم اور پانچوان مرزا مہدی چھٹوا ان زین العابدین اور ساتوان علی نقی اور آٹھوان صادق علی اور نوان محمد کاظم اور دسوان عسکر علیخان اور اسم نویسی لڑکیون کی یہ ہے ایک خدیجہ بیگم زوجہ بندہ علیخان ثانی دوسری سکینہ بیگم زوجہ علی رضا خان ابن سکینہ بیگم مادر سرفراز الدولہ حسن رضا خان تیسری عمدہ بیگم زوجہ سید نصرت خان بن مصطفوی خان طباطبائی چوتھی جھجھی بیگم زوجہ بدیع الزمان خان اور پانچوین عفت آرا بیگم زوجہ مظفر علیخان المشتہر بندہ علیخان سے بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی چنانچہ یہ لڑکی علی رضا خان سے سلسلہ زوجیت رکھتی تھی اور خطابی نام فرزند کا بندہ علیخان ثانی تھا ان بندہ علیخان ثانی کو خدا نے چھ لڑکے دیئے دو زوجہ سے اسطرح آغا خلیل اور آغا اسحٰق آغا اسمٰعیل یہ تین ایک بطن سے اور ابراہیم علیخان اور لطف علیخان اور اشرف علیخان ایک بطن دوسرے لطف علیخان سے چھ لڑکے اس شش جہت مین مظفر علیخان وغیرہ پیدا ہوئے اور ماشاء اللہ اشرف علیخان کو خدا وند عالم نے قریب بیس اولاد کے عطا فرمائین ان مین سے دو شخص صاحب رشد ایک مرزا عباس دوسرے مرزا انتظام جنکا خطاب روشن الدولہ بہادر ہے مدعا اس قلم فرسائی سے یہ تھا کہ یہ روشن الدولہ پوتے بندہ علیخان ثانی کے ہین اور نسب انکا دونون سبب سے مادری و پدری علی مردان خان کے ساتھ منسلک ہے غرض لعبد عزل حکیم مہدی علیخان جب نواب روشن الدولہ معمولی خلعت وزارت وقلمدان سے سرفراز ہوئے ابتدای عہد وزارت مین طبیعت احتیاط پسند تھی اور رضا جوئی صاحب رزیڈنٹ بہادر اور اہالیان صدر کی منظور نظر چنانچہ مولوی اکرام حسین کو جو رفیق کپتان پین صاحب بہادر کے تھے اور یہ کپتان مقرب نواب گورنر جنرل بہادر کے وطن سے کہ بواسطہ رخصت آئے تھے بلا کر عہدہ جلیلہ سفارت کلکتہ پر مامور کیا چنانچہ یہ نوشت خواند اس مقدمہ کی بہ ذریعہ نامہ پیام مولوی ممدوح کی معرفت واقع ہوئی تھی خلاصہ جب تک مولوی مذکور کلکتہ مین پہنچین نواب گورنر جنرل

لارڈ ہسٹنگ صاحب بہادر بھی سپاہ توپ کو الہ آباد اور اکبر آباد اور راجواڑہ دتیا اور سمتھر وغیرہ اطراف
جبل پور اور ہوشنگ آباد ہوتے ہوئے براہ چنار گڈہ کپتان بیلی صاحب بہادر سمیت رونق افزائی
کلکتہ ہوئے اور سفارت مذکورہ بہ نظر مصلحت منظور فرمائی اب مولوی صاحب مذکور نے کپتان موصوف
کی معرفت کتاب اوصاف بادشاہ سلیمان جاہ کے نواب گورنر بہادر کو سنا کر دو تین چھٹیاں نامہ آوری
اور مضمون خوبی نسبت روشن الدولہ کی صدر سے لکھوا کر روانہ کیں منشی التفات حسین کو
مداخلت ہو علاوہ منشی گری میں نشان سابق سے زیادہ حاصل تھی اسلئے روشن الدولہ نے
انکی رضا جوئی کے واسطے علاقہ سہول آباد جسکا حاصل سترہ اسی ہزار روپیہ کاغذی تھی دیکر
عطا حسین برادر منشی مذکور کو عطا فرمایا چنانچہ آخر عہد روشن الدولہ تک بحال رہا اور مولوی غلام یحیی
کشمیری جو اسکے زیر ... بنگلی صاحب عزیز نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کے بطور
وکالت کچہری ریزیڈنٹی میں دکانوں اور ہماریت کے ... میں آمد و رفت رکھتے تھے انکو روشن الدولہ
نے منشی الملک ... خان اور ... صاحب بہادر اسسٹنٹ ریزیڈنٹ کی آمد کی وجہ اس خیال سے
کر رہا انکا باعث خوشی واسطے فرمائی صاحب ریزیڈنٹ بہادر کا ہو سطر عمارت کوٹھی ریزیڈنٹی کی داروغگی پر
مامور کیا اور دو سو روپیہ مہینا تنخواہ تھا پھر پانسو روپیہ مقرر کئے بعد اسکے خلعت عمدہ ... کا سرفراز
فرمایا چنانچہ خان مذکور نے بادشاہی میں اس عنایت کی بنا و نیابت کو جو کچھ تنزل پر پہنچی تھی اس
عبارت کے ساتھ ... ہو کی لیکے جو سابق میں نسبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کا جواب خطاب وغیرہ
میں اس مضمون کا آیا تھا کہ ... تبدیل تھا اور مدار المہام کا ہوشیاری سے ... اس مضمون کو
... حضرت ظل سبحانی کے فرمایا کہ ظہور اس امر کا خلاف رای گورنر جنرل بہادر کے ہوگا خلاصہ
اسی صورت استقلال وزارت حسب دلخواہ نقش پذیر ہوئی خلعت نیابت جنگلی کا اپنے ... کے
مرزا محمد حسن کو دیا اور انکی نیابت پیرا ... آوری کی سفارش کے باعث نامہ ہوئی اور سبحان علی خان
باعث حل وعقد امور نیابت و وزارت کے تھے اور مرزا محمد حسن جنرل کی ماں کو خلعت بیگماں ...
بارگاہ سلطانی سے خطاب عنایت و مہربانی عنایت ہوا القصہ ... اور
مرزا حاجی ... کو جو منصب وزارت کے واسطے بلا دخیالی پکار ہے تھے لکھنؤ سے وقت ... اور خوبی
... اکثر مطلعات سوال وجواب نیابت ہو رہا ہے روشن الدولہ نے ... تقدیم بالحفظ

حیثیت کے ساتھ حکم روانگی کانپور کا دیا لیکن اب دوسری بار اخراج انکا شہر سے ہوا اور جو رفیق قدیم
روشن الدولہ کے تھے وہ برسر عرصہ ہوئے منشی چھنگا نام قصباتی جو برس تمام کہ سابق بوجہ تصرف
اموال سرکار مورد الزام ہوا تھا اوسکو خانسامان بنایا اور شیخ ہدایت علی اور جعفر علی کو دیوانخانہ کا داروغہ کیا
اور میر بندہ علی مسخرہ اور چند رفیق معتمد الدولہ کے علی قدر مرتبہ بدرماہہ بیش قرار کارخانجات پر مامور ہوئے
اور دو دو تین تین سو روپیہ درماہہ بہتوں کا مقرر کیا اور اسیر مرزا جان کہ قرابت قریبہ رکھتے تھے اونکو علاقہ
نواب گنج کا تفویض کیا اور شیخ احمد بخش اور مولوی کرامت علی اور منشی ظہیر الدین اور شاہ قطب اعظم
اور حکیم میر ابو وغیرہ بھی مشاہروں سے فیضیاب ہوئے غرض انتظام امورات سرکاری میں تنزل
اور رونق وزارت میں عہد منتظم الدولہ سے ترقی اور عدالت العالیہ مشرف علیخان رفیق مسٹر موہم کہ
سبحان علیخان سے سررشتہ اتحاد و مربوط تھا کہ ذکر انکا اوپر قلمبند ہوچکا ہے بدستور بحال رہا اور کوتوالی
شہر سیتا بیگ کے مرنے کے بعد اونکے علی رضا بیگ کے نام برقرار رہی اور تحویل زر آمدنی
جو خزانہ سلطانی سے نکلتی تھی یا ملک سے آتی تھی اور خرید فروخت نوٹون انگریزی کی اور نیلام خانہ
اور فرانکشات سرکار جملہ متعلق مولوی سیفخان بن سبحان علیخان سے تھی اور علاقہ پیچ کردہی اور
تھانجات محالات نور الدین حسینخان پسر تاج الدین حسینخان کو کہ اپنے باپ سے رنجیدہ ہوکر
آئے تھے پانچ سو روپیہ درماہہ سمیت سبحان علیخان کے پاس خاطر سپرد ہوئے اور چکلہ خیرآباد
شروع میں بنام واجد علیخان مقرر ہوا اور چکلہ سلطانپور کچھ دنون راجہ بہادر یعنی راجہ بختاور سنگہ بہادر
کے پاس رہا اور کچھ نیشمد خان رسالدار نے خاک اس علاقہ میں اوڑائی اور ابتدا میں طریق امانی کا
جاری تھا بعد اوسکے یہ نظامت احسان حسینخان ولد سبحان علیخان کے نام قرار پائی اور آخر عہد وزارت
حال تک تبدیلی انکی ظہور میں نہیں آئی کبھی خادم حسینخان نائب اونکے مامور رہے اور کبھی قطب الدین حسینخان
ہرچند خصوصیت احسان حسینخان کی خدمت روشن الدولہ میں مقتضی اسکی نہ تھی کہ وہ نظامت اونسے
جدا ہوتی لیکن برق آسمانی ٹوٹ پڑی چنانچہ درمیان اونکے اور راجہ بہادر ہی کی بازار جنگ گرم ہوا
زمیندار میں گرگابھی حرب و ضرب میں بھاگ کر عمل انگریزی میں کہ ملحق اس علاقہ کے تھا درآیا فوج
شاہی نے تعاقب اونکا چھوڑا اتفاق وقت سے بعض رعایا سرکار کمپنی کی بھی اس سپاہ جہان پناہ
کے ہاتھوں پائمال ہوئی اس سوانحہ میں نظامت اوس علاقہ کی دوسرے کے نام پر تبدیل ہوئی

کار نیابت روشن الدوله مین اختیار اوسکا اور زیاده هوا چنانچه سناجیری اور اکثر عالی علاقه پر عامل مجوزه
احسان علیخان کے مامور ہونے لگے عزل اور نصب پر کیا قلم اونکا جاری آمدنی ملک کا خزانه مین
داخل ہونا موقوف ہوا وہی نقشه عہد معتمد الدوله کا بروی کار آیا کبھی کبھی ظفر الدوله کان حضرت ظل سبحانی
کے کھول دیتے تھے وہ ایک روز صورت تاکید زبانی اور بخشش ظاہری کی ظہور مین آتی تھی باقی
نوبت آخر کار خزانه عامره زر نقد سے خالی ہوا اور کثرت مصارف سلطانی کے وقت روشن الدوله
تنگ پکڑا اور اخراجات روشن الدوله کے بھی حساب سے زیاده تھے آمدنی ملک کفایت نکرتی تھی
آخر صورتین خرابی کی پیدا ہونے لگین متمول اور دولتمند لوگون کے واسطے خدمتین اور عہدے
معقول تجویز ہونے لگے کہ اونسے بطریق نذرانه یا پیشکش صورت وصول زر ظہور مین آئی یا کچھ خرچ
کی راه نکلی اسی تقریب مین کسی شخص دربار خاص مین حاضر ہوے منجمله اوسکے سکھ چین خزانچی کا عزیز
شاہجہان آبادی که قبل اسکے خزانه بادشاه دہلی سے متعلق اوسکے تھا ظاہر مین چرچا ہونے کی تصور کی
تھی اوسکو بلاکر خلعت پوتہ داری اور عہده نظامت کا عطا کیا وہان کیسه زر نقد سے خالی تھا تیر تدبیر
نشانه پر نہ پہونچا آخر کچھ دنون مین ناوک عزل کا نشانه ہوکر پھر شاہجہان آباد کی طرف راہی ہوا
اسیطرح کئی صورتین بن بنکر بگاڑی گئین دامن آرزو زر نقد سے مالامال نہوا اگرچه لاون یعنی
درمیان والون کی پیشکش بچہ بادشاہی گرم ہوئی باقی بازار اونکا سرد رہا۔

ذکر ناموافقت روشن الدوله کی راجہ درشن سنگھ سے

خلاصه ایام عروج دولت روشن الدوله اور ترقی ابنای سبحان علیخان مین سررشته دفتر دیوانی بید
بالکل حرف خرابی کا آیا اور مہاراجہ بیجو رام نے طریق مذہب ہنود سے منحرف ہوکر کوچه اسلام پر قدم
رکھا تھا اور دو تین لاکھ روپیه سالیانه عشرۂ محرم اور تقریبات ایام متبرکه شہادت و وفات ائمه معصومین
وغیرہ مین نذر تصدق کرتا اس لحاظ سے عہد حکیم مہدی علیخان مین عزل و نصب ہوکر خانه نشین ہوئی تھی
اور راجہ بالکرشن جو پہلے ہر چند واصل باقی نویس تھے وہ اونکے کاروبار کو انجام دیتے تھے
اسوا اسی عہد روشن الدوله مین احسان علیخان نے اخفا حساب مقدرات ملک کے واسطے
اور دوست طلبون جو ناظمون سے درمیان مین آتی تھین افشا نہون متصدیان دفتر کو مخصص نسمجھا ناگاہ

بقدر ضرورت اطلاع کرتا تھا اور باقی فیصدی ایچ پیچ کی تھی اور راجہ میوہ رام کا عمدہ واصلباقی اگر کبھی حضرت اقدس
مین گذرانتے تھے خلاف رضائے روشن الدولہ ہوتا تھا اور زبانی ظفر الدولہ کی ہر گز سماعت نہوتی تھی
مگر راجہ غالب جنگ کا بازار مصاحبت گرم رہتا اور حاضر باشی رات دن کی میسر اور تدارک سرکشون اور تنبیہ
باقیدارون اور قید کرنا ستاجرون وغیرہ کا متعلق انکے تھا یہ شخص وقت اور موقع پاکر جو کچھ دلمین آتا تھا
بے تکلف گوش گذار حضرت کرتا تھا اس نظر سے آنکھون مین روشن الدولہ کے خار کی صورت کھٹکتا تھا
اور اسی فکر اور تدبیر مین رہتے تھے کہ بازار اسکا سرد ہو اور گرما گرمی اسکی کم ہو مگر صورت انطفای اس آگ کی
آبیاری تدبیر سے ظہور مین نہ آئی ادھر راجہ میوہ رام بھی اسی فکر مین تھا کہ بادشاہ کو متوجہ اسکی عزلت
کرے چنانچہ راجہ میوہ رام اور غالب جنگ نے ملکر کاغذ واصلباقی ملک کا کہ باب آمدنی عاملون کے
خودسری اور ابنائے سبحان علیخان کے صاحب اختیار ہونے سے بالکل مسدود تھا اور خرابیان
واقع ہونا مال سرکار مین کثرت مصارف روشن الدولہ سے بے روی کار مرتب کرکے ملاحظہ حضرت
مین گذرانا آتش غضب سلطانی افروختہ ہوئی اور ناکردہ کاری روشن الدولہ کی اور صرف کرنا مال سرکار کا
سازش سے کنبوہون کے آشکار ہوا غالب جنگ کو حکم قضا شیم نافذ ہوا کہ چند پہرے تلنگون کے
تیار رکھو جو کچھ حکم بابدولت شرف اصدار پائے تعمیل اوسکی عمل مین آئے چنانچہ غالب جنگ نے اپنے
نائب کی معرفت کہ مہراج نام تھا افسران پلٹن کو حکم سلطانی سے مطلع کیا نائب مذکور نے بہوانی داروغہ
سے کہ کارندہ اسکا تھا حکم دیا خدا کی مار اس بہوانی نے کہ روشن الدولہ سے سازش رکھتا تھا
در پردہ جاکر کان روشن الدولہ کے کھولے اور اس راز نہان سے مطلع کیا آخر روشن الدولہ کو
سبحان علیخان سے یہ امر بخوبی ذہن نشین ہوا اور یقین کامل کہ یہ تمام فکر اوس شخص کی گرفتاری
اور نظربندی کی ہے آتش سینہ پادشاہی اوسوقت گرم رفتاری سے کام لیا یعنی جاکر شملہ اپنے سر سے
اوتار کر قدم مبارک بادشاہ پر رکھدیا اور عرض کی کہ خانہ زاد فتح الدولہ اور منتظم الدولہ کے مانند نہین ہے
کہ سازباز انگریزون سے کیے ہر حال خاک برداشتہ حضرت کا ہون احتیاج نظربندی کی کیا اسطرح
پہرہ تلنگون کا حکم ہوا اپنے ہاتھون سے مشکین باندھکر حاضر ہون کہ دولت بے محابا سے ہاتھ ان
چار ... دونون حضور مین حاضر ہین یہ سنکر بادشاہ نے ارشاد کیا کہ تجھکو اس معاملہ سے کیونکر آگہی
ہوئی روشن الدولہ نے ... سلسلہ ... کیا اور جسطرح گوش گذار ہوا تھا بہوانی کی ...

یہ بلا سرکنگے کے سرپہ جاتی ہے حضرت ظلسبحانی کو یقین کامل ہوا کہ غالب جنگ باعث افشاء راز سلطانی
ہوا پہلے بحکم قضا کے مانند نافذ ہوا کہ اخراج ہوا اور کنگا شہر سے ابھی محل مین آئے اور غالب جنگ
طوق و زنجیر پہنا کر نگاہ رکھا جاوے اور تمام اثاث البیت ضبط ہو چنانچہ یہ سب صورتین ظہور مین آئین
غرض غالب جنگ وارثون کے ساتھ راجہ بختاور سنگھ اور راجہ بہادر کے سپرد ہو کر گرفتار بلا ہوا
اسپار راجہ بیوہ رام نے دیکھا کہ غالب جنگ نے اپنے ہاتھون منہ کی کھائی اور روشن الدولہ کی شمشیر
تدبیر جوہر دار یکدم کاٹ کر گئی اپنی حفظ آبرو کے واسطے کہ لا محالہ ایک دن یہ روز بد پیش آتا ہے
آتا جی کی معرفت زیارت کربلای معلی کے لیے خلعت رخصت حضرت ظلسبحانی سے لیکر منزل مقصود کی
طرف براہ عجلت روانہ ہوئے اب ظفر الدولہ پر ظفر یابی باقی رہی بہرحال فکر استیصال تھی ہی کہ عزم
سلطانی بہرایچ کی طرف شکار شیر کے واسطے درپیش آیا لیکن صاحب رزیڈنٹ نے اس سفر دراز
مین شدت حرارت آفتاب کی وجہ صلاح ندی نواح دار السلطنت مین قریب قریب صورت سفر وقوع
ہوئی ولجیت راجپوت کہ لڑکپن سے تلنگون کے فرقہ مین ملازم تھا اور فی الحال خدمات متعلقہ غالب جنگ
مامور ہو کر سر نخوت بلند کیا تھا چونکہ گذر بادشاہ ظلسبحانی کا اوسکے گانون مین جہان مسکن تھا ہوا ان
مین اوسکے روبرو حضرت ظلسبحانی براہ اطاعت حاضر ہوئین اور چاول شکر گھی وغیرہ بنظر ضیافت
پیش کیا ازبسکہ نوازشات سلطانی مبذول حال تھی خلعتون سے سرفراز فرمایا اور طعام پکایا ہوا اونکا
برغبت تمام تناول فرمایا غرض ان سفرون مین ایک دن وقت عزم ظفر الدولہ نے حفاظت خزانہ
کے واسطے کہ فقط نام باقی تھا روشن الدولہ سے کہلا بھیجا کہ عہد جنت آرامگاہ سے یہ رسم مقرر ہے
کہ جب سفر پیش آتا ہے پہرے انگریزی تلنگون کے فرح بخش مین حاضر ہوتے ہین بقول شخصے کہ
ع ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی روشن الدولہ جو یار وقت تھا ہی اپنے مشیر کے حسب مشورہ
اس مضمون کی عرضداشت کی ظفر الدولہ سے درخواست کی ظفر الدولہ کہ انجام کار سے غافل تھے اوس مضمون کی
حسب ضابطہ عرضداشت مہری اپنی بھیجدی روشن الدولہ نے بجنسہ ملاحظہ اقدس تک پہونچائی اور یہ
مضمون پر آشوب بیان کیا کہ مجھے دو تنخواہ کو ہر طرح منظور ہے کہ مداخلت انگریزی کو اس سرکار
عالی مین کیا سروکار اور قدیم نمکخوار اور معتمد عقیدت شعار جو دم غلامی اور خانہ زادگی کا بھرتے ہین
وہ چاہتے ہین کہ پہرہ اور چوکی انگریزی فرح بخش کے اندر محلات شاہی کی ڈیوڑہیون تک آئین

کہ دشمنان حضرت معاذ اللہ نظر بند اونکے رہین اور چند بین محل کی بے تکلف صاحب رزیڈنٹ بہادر تک
پہونچاکرین وہان کیا تھا بقول کسیکے دیوانہ را ہوئی بس است حضرت ظل سبحانی کا آئینہ ضمیر غبار شک
سے مکدر ہوا ظفر الدولہ کو بلاکر استفسار کیا ارسال عرضداشت سے اقرار کیا یہ مضمون باعث انسداد
آمدورفت دربار شاہی کا ہوا مجال نہ تھی کہ بطلب قدیم در دولت کی طرف اوٹھاتے القصہ جب
یہ صورت ظہور مین آئی دس بیس دن کے بعد روشن الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جو کچھ
بندوبست سرکار بواسطہ تمسک و قرض خزانہ عامرہ سے زر نقد لیا جاتا ہی بسبب سررشتہ خانہ زاد
پہونچا دیتا ہے فی الحال راہ سفر مین جو روپیہ تقسیم شاگرد پیشہ مین صرف ہوا اوسکے واسطے پندرہ لاکھ
روپیہ ظفر الدولہ سے دلایا جاوے خانہ زاد آمدنی ملک سے پہونچا دیگا چنانچہ بادشاہ نے ستر لاکھ روپیہ
ظفر الدولہ سے طلب کیا ظفر الدولہ نے مہلت چند روز کی لیکر جائزہ خزانہ کا لیا اور کاغذ درست
کرکے خالی صندوق جو سربمہر تھے دکھلائے اور ایک صندوق جسمین چند سکہ مثل رکابی اور بنارس اور
بھتی اور کوڑی پندرہ سولہ لاکھ روپیہ کی حساب جمع خرچ مین باقی تھین کاغذ اوسکا ملاحظہ کے
واسطے ارسال کیا اور عرض کیا کہ تمام خزانہ جمع کیا ہوا جنت آرامگاہ کا اس بائیس برس مین ابتدای نیابت
معتمد الدولہ سے اس عہد دولت تک صرف ہوا اور آمدنی ملک سے ایک حبہ داخل خزانہ نہوا اب نگاہداری
خالی صندوق اور حفاظت کنجیون سے کیا فائدہ جس شخص کو حکم عالی ہو سپرد کردون بادشاہ نے یہ معاملہ
روشن الدولہ سے بیان کیا اونہون نے جواب دیا کہ اظہار ظفر الدولہ کا محض دروغ ہے آخرکار
بھوانی مہرہ جو کلید دار خزاین کا تھا اوسکو بلاکر دریافت کیا اوسنے حسب اشارہ روشن الدولہ
عرض کی کہ خانہ زاد کو تعداد خزانہ کی معلوم نہین کہ کسقدر روپیہ تھا اور کہان کہان گیا لیکن اسقدر
جانتا ہون کہ بے حکم سرکار ایک حبہ صرف نہین ہوا اس بات سے اور بھی آتش سلطانی ظفر الدولہ پر
مشتعل ہوئی اور قطعی حکم خانہ نشینی کا نافذ ہوا خلاصہ جب آمدورفت دربار شاہی موقوف ہوئی
روشن الدولہ نے چاہا کہ مہر سلطانی بھی ظفر الدولہ سے لیلیجاے یہ عرض ناقبول ہوئی حکم دیا
کہ کاغذ ضروری اونکے پاس بھیجدیا جایا کرے کہ وہ حسب ضابطہ مہر ثبت کرکے بھیجا کرین غرض
پوشیدہ نہ رہے کہ عروج دولت وابستگان سبحان علیخان کا اس مرتبہ کو پہونچا کہ احسان حسین خان
اپنے دربار مین باعلان تمام کمال نخوت کے ساتھ کہتا تھا کہ سبحان اللہ کیا کیا مشکل کام ہم باتون مین

آسان کرتے مین خلاصہ روشن الدولہ کو اسقدر یاسکہ نہ تھا کہ وہ انتظام امور سلطنت کو رونق دیتی
لامحالہ کل بزرگ کامون مین سبحان علیخان کا مشورہ کام کرتا تھا اور چھوٹے کامون مین احسان حسینخان کو
مداخلت تام حاصل تھی آغاز وزارت مین روشن الدولہ کو بادشاہ کی طرف سے طبیعت مین کچھ خوف
تھا اب ہمہ تن کھل کھیلے اور بادشاہ کو آزاد مزاجی کی وجہ نسبت ملازمون کے بے پروائی تھی
مرزا محمد حسن پسر روشن الدولہ کے ساتھ اس وضع سے پیش آتے تھے کہ روشن الدولہ
سر پہ ہاتھ رکھکر زار زار روتا تھا بلکہ ترک وزارت منظور تھی اور تصور خاص روشن الدولہ کو ایسی
بری وضع کے ساتھ بنائی تھی کہ اوسکے دیکھنے سے رنگ چہرہ روشن الدولہ کا تیغ خجالت سے کٹتا تھا
آخر کار وہ علت قبیح دونون باپ بیٹون کی تمام شہر مین مشہور ہوکر باعث زوال رعب وزارت کا ہوا
آخر خدا خدا کرکے احسان حسینخان نے ایسی تدبیرون سے راہ بنایا گویا محصور کیا غرض اب جو چاہتے
تھے بالاتکلف ظہور مین لاتے تھے آخر کار صاحب رزیڈنٹ بہادر نے جملہ کیفیت سے بے کم وکاست
اطلاع ہوکر بادشاہ و وزیر سے ساتھ نصیحت و پند کے پیش آئے لیکن کیا کرین مثل مشہور ہے کہ جوک
چھڑین نہین چپیدہ ہوئی اور سوراخ کر نہین سکتے ناچار مہر سکوت زبان گویا پر لگائی اور رفقائے
قدیم روشن الدولہ نے جو دیکھا کہ بازار احسان حسینخان کا نہایت گرم ہے آتش رشک و حسد مین
جلکر حتی الامکان خاک اوڑائی لیکن سبحان علیخان کی وجہ کچھ پیش رفت نہ کی اور صاحب رزیڈنٹ
بہادر اکثر باتین التفات حسینخان کو فہمایش فرماتے تھے ایک یہ ہے کہ سپاہ کو کم کرین کہ تنخواہ کثیر
دینا پڑتی ہے ضرورت نہین کہ یہ سپاہ لائق میدان کارزار کے نہین ہے کہ تمام افسران اونکے
گھرون مین بستر پر آرام کرتے ہین اور بات واللہ سپاہی ایسی نوکر ہین کہ نہ بندوق نہ تلوار
اور دوسرے یہ مصارف محلات کا اعتدال سے گذرا ہے آخر حکیم مہدی علیخان بھی تو نائب تھا وہ کس طرح
بادشاہ کو اپنے قابو مین لایا تھا تیسرے حال رعیت پر نظر کرنا ضرور ہے کہ ستاجرون کے ہاتھون
سے پریشان اور برباد ہو اور شکایت انکی باعث آزردگی اہالیان صدر تصور کرنا چاہیے اور بدنامی
اوسکی ہماری طرف عائد ہوتی ہے اور ناخوشنودی خدا کی مستزاد لیکن بادشاہ کو یہ نصیحت
تلخ اور ترش معلوم ہوتی تھی اب اقبال نصیر سے مچھلی کا زکام پیدا ہوا روشن الدولہ نے بھی
نقشہ انتظام ملک پر جو حکیم مہدی علیخان نے بنایا تھا قدم رکھا یہ طرح کلام کی ڈالی کہ بادشاہ التماس

بہری نہین سنتے لہذا چاہتا ہون کہ بحیلہ مستاجری بادشاہ کو رضامند کرون تا صورت کمی سپاہ ظہور مین
آئے اور بند و بست ملک خام اور امانی کے طریق پر اس پختگی کے ساتھ عمل مین آئے کہ رعیت پریشان
خاطر نہو آخر جمع فضول حکیم مہدی علیخان پر تین لاکھ روپیہ اضافہ کر کے تراسی لاکھ روپیہ جمع قرار
دیکر بندگان حضرت کے ملاحظہ مین گذرانی اور عرض کیا کہ حکیم نے پچاس لاکھ روپیہ حضرت کو دینا کہا تھا
اور خانہ زاد دو تنخواہ سلطنت سے ساٹھ لاکھ روپیہ مصارف بندگان حضرت کے واسطے حاضر کریگا
لیکن عزل و نصب عاملون کا اور کمی و بیشی سپاہ کی میرے اختیار مین رہے خلاصہ بادشاہ نے
عدم اقبال الالیان صدر کا صرف عذر زبان پر لائے اور رزیڈنٹی سے بھی رپورٹ جواب معروضہ روشن الدولہ
مین اس مضمون کا آیا کہ اگر مستاجری اسقدر ملک کی یکمشت مناسب ہوتی تو ہم کسواسطے اس ملک کو
اجارہ نہ لیتے اگر روشن الدولہ اس سے بہتر کوئی اور تدبیر نکالی تو وثیقہ اوسکے واسطے مقرر کیا جا
اور جس شخص کو وہ چاہے وہ بھی وثیقہ دار ہو سکتا ہے آخر یہ جواب خیالی روشن الدولہ کا باطل
ہوا مجبور ہو کر فوج کو حکم کمی کا دیا سبحان علیخان نے دیکھا کہ یہ چھری ظلم کی پھیرنا خلق اللہ کی گردن پر
باعث بدنامی کا ہوگا آپکو اس وار سے بچا کر روشن الدولہ کو اس شمشیر مشورہ پر دھر لیا کہ فلان فلان
انگریز جو ملازم حضور ہین اونکو حکم ہو کہ کوٹھی دلکشا مین جا کر جائزہ سپاہ کا دیکھین جو ناکارہ اونکی نظر مین
آئے اوسکو موقوف کرین افسران سپاہ نے اکثر شش ماہہ نذرانہ دیا تھا یہ حرف برطرفی سنکر
جیتے جی مر گئے اور جان بہ تنگ آگئے اور جو کچھ ہو سکا اون انگریزون کے عملہ کو دیکر یہ صورت ظہور
مین لائے کہ یہان کی سپاہ کا کمی کرنا کچھ لطف نہین رکھتا چکلہ دارون کو حکم ہو کہ سپاہ متعینہ سے
چہارم کمی کرین چنانچہ فرمان سلطانی چکلہ دارون کے نام جاری ہوئے اور صدای واویلای بدحالی کی
ہر طرف بلند ہوئی آخر ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۔ روشن الدولہ نے صاحب رزیڈنٹ
سے کہا کہ کوئی انگریز کلکتہ سے جو انتظام کمی فوج کا کرے طلب کیجئے اور کمی کرنا یہان کی سپاہ کا
باعث بدعملی ملک کا ہے اس عرصہ مین عرضداشتین چکلہ دارون کی حضور اقدس مین گذرین اور قسط
ایک سال سابقہ بجاوہ نباشد تھا اب تازہ کرنیل لپڑپٹ نے حسب الحکم دو پلٹن تازہ کار آمد نئی
آراستہ کین اور اس فکر مین ہوا کہ اور کوئی تدبیر انسداد باب نصیحت گری رزیڈنٹ بہادر ظہور مین
آئے یہ تصور تھا ہی کہ بعد روانگی کپتان نیمن صاحب بہادر کہ مربی مولوی اکرام حسین مہر بادشاہی

کلکتہ مین تھا رسم سفارت اہل ہندوستانی حسب استرضاے صاحب رزیڈنٹ بہادر لکھنؤ نواب گورنر
جنرل بہادر سے نے موقوف فرمائی سبحان علیخان نے دیکھا کہ منقطع ہونا سلسلہ سفارت کا اچھا نہین
ناچار کرنیل ڈبوا صاحب کہ قوم فرانسیس سے خلاف انگریزی تھے اوسکو سفارت ولایت پر قرار دیا
اور مولوی اسمعیل نام کہ زن قوم نصارہ سے مواصلت رکھتا تھا اور زبان دانی لغت انگریزی سے
بخوبی آشنا تھا صاحب موصوف کے ساتھ تجویز ہوا اور منظور تھا کہ تحائف قیمتی دو تین لاکھ روپیہ
کو قسم شمشیر خراسانی پیشکش باساز مرصع اور پلنگ مرصع اور چند زنجیر فیل اور گرگدن وغیرہ شہنشاہ
ولایت لندن کے واسطے ارسال ہون لیکن حمایت مسٹر ڈلوانڈ گور سے صاحب رزیڈنٹ بہادر
نے انکار فرمایا اسوجہ سے ایک اور انگریز اس کام پر مامور ہوا جسنے منزل مقصود پر پہونچکر تحفے
گذرانے اون سب تحفون سے فقط قسم حیوانات سے قبول ہوئے اور باقی مسترد ہوئے آنروہ
انگریز بھی بھرتی کے وقت راہی ہوا اور مولوی اسمعیل کہ عالم نشئہ شراب مین کسی انگریز کی لڑکی پر
طرح عشق کی ڈالی تھی اس مخمصہ مین لندن سے خارج کیا گیا آخر حیدرآباد مین آکر مسافر ملک عدم کا
ہوا الغرض اس کشمکش مین صاحب رزیڈنٹ بہادر نے علی التواتر صدر کو حکایات بارگاہ سلطانی تحریر
فرمائے اور وہان سے اکثر خطوط بندگان حضرت کے نام مقدمہ انتظام امور سلطنت مین پہونچے
اور یہان کے کامون کی خرابیون نے حد سے زیادہ اشتہار پایا چنانچہ تاج الدین حسینخان نے
اپنے قاعدے کے موافق کہ ذکر اوسکا کچھ قلمبند ہو چکا ہے عرضداشت انہی اسامیان محل
کی معرفت ارسال کی اور نور روزی خانم نے خاصہ کھلانے کے وقت ملاحظہ اقدس مین گذرانی
اونھون نے پڑھکر روشن الدولہ کو اوسکے مضمون سے حرف بحرف آگاہ کیا اور خانم مذکور کو کہ
ساز و باز خارج سے رکھتی تھی حکم اخراج کا دیا اب روشن الدولہ نے تازہ گل کھلایا اور دام
تزویر بچھایا کہ صاحب رزیڈنٹ بہادر نے حسب رضا شکایت روشن الدولہ اور اہلکاروں کی بہت
حضور اقدس مین پہونچائی اور حضرت نے روشن الدولہ سے وہ مضمون نقل کیا روشن الدولہ نے
جواب دیا کہ یہ تمام آتش افروزی کا باعث صدر مین حکیم مہدی علیخان اور تاج الدین حسینخان ہین
کہ سلطانی جلسہ والیون سے شیر و شکر ہو کر خبرین حال یہان کی پوست کندہ صدر مین تحریر کرتے ہین
لہذا خارج کرنا اون اسامیون کا محل سے برمحل مناسب ہے چنانچہ اس تقریب مین سوچا اس

اساسیان محل سے خارج کی گئین گویا دس پانچ ہزار روپیہ ماہواری کے سوا انعامات صورت تخفیف اس شکل سے ظہور مین آئی اور روانگی مسٹر ونسٹ نام انگریز کی سفارت کی طریق جانب مصر قرار پائی اور تین لاکھ روپیہ کے قریب اوسکو خزانہ سلطانی سے عنایت ہوئے جب وہ روانہ ہوا بھائی اوسکا یہان رہتا تھا اوسکے نسبت کچھ مزاج بادشاہ کا شراب خواری کے وقت مکدر ہوا آخر یہ معاملہ بھی سفارت کا درہم برہم ہوا صورت درستی ظہور مین نہ آئی اس زمانہ مین حد سے زیادہ نظر الطاف سلطانی حال پر روشن الدولہ کے مبذول تھی یعنے اسکے دولتخانہ مین اکثر اوقات تشریف لیجاتے تھے اور عالم نشہ شراب مین اسپ سوار زینہ کی راہ کوٹھے پر چڑھ گئے تھے روشن الدولہ اس روش سے کمال ششدر تھا کہ ایسا نہو کوئی فتنہ برپا ہو یا حادثہ ظہور مین آئے باہر کوٹھی مین بھی بیٹھنا حضرت کا خلاف سمجھکر اپنے محل کے اندر جگہہ اجلاس کی دیتا تھا وہان صحبت نشاط گرم رہتی تھی چنانچہ حسینی نام طوائف مان جرنیل صاحب کی جو خطاب سرفرازمحل سے باعزاز تمام سرفراز تھی حاضر خدمت رہکر مشغلہ اور کلام دلاویز و سخن دلکش مین مزاج حضرت کا مسرور رکھتی تھی خلاصہ وہ پردہ نشہ شراب غفلت کے آنکھون پر پڑے تھے کہ سرسواری بینوا فقیر کھلا دم آزادانہ جو غفلت بادشاہ پر دال تھی بے تکلف زبان پر لاتے تھے چنانچہ اس مواخذہ مین حکم اخراج نازل ہوا فقدر درویش بیجان درویش اکثر وہ بیچارے شہر سے خارج ہوگئے اور اکثر لباس آزادی سے گذرے وضع اور صورت بدل کے قیام اپنا شہر مین غنیمت سمجھے القصہ جب یہ صورتین بر روی کار آئین صاحب رزیڈنٹ بہادر نے روشن الدولہ سے کہا کہ اگر تمسے کوئی تدبیر نہین ہوسکتی ہے تو ہم انتظام یہان کا کرتے ہین بقول شاعر ع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی جواب روشن الدولہ او مشیران خاص مین بجان اللہ یہ مشورہ قرار پایا کہ بہر صورت فکر مآل مناسب جسطرح ہو طریق زرکشی کا عمل مین آئے پس فیقون نے احسان علیخان کے خانہ بخانہ اخذ زر شروع کیا سوا سترہ عدالتین تازہ قائم ہوئین عملہ عدالت اور کوتوالی سابقہ کو مجال مخالفت نہ تھی تھوڑے زمانہ مین عمال سے بقال تک اور شہر کے ساہوکار وغیرہ مین جستجو مستغیثون اور تلاش معاملون کی شروع ہوئی اور فیصلہ مقدمات ماضی اور حال کے درہم برہم ہوگئے فیصلہ اپنی وضع جدید پر قرار پایا داد بیداد کی اور کرکے اور بہ کار کے اور داد رس دفتر قدیم

نہایت عالی قدر و راتب ہمہ تن زرکشی مین مصروف تھے اور روشن الدولہ نے بنظر اقدام بالحفظ سرمایہ
نقدی اپنا میر باقر نام سوداگر کو کہ دوست سبحان علیخان کا دیانت دار تھا صیغہ امانت مین سونپا اور
سبحان علیخان بنظر عاقبت اندیشی روشن الدولہ سے خواستگار رخصت کربلاے معلے کے ہوئے
اور روشن الدولہ بھی اسی امر کا سوال بادشاہ سے کرتا تھا آخر خریداری کاغذات نوٹ لاکھون
روپیہ کی گرم ہوئی اور بصورت تجارت بانداز آڑھت کا طریق بنارس اور کلکتہ اور کانپور مین نکالا
چنانچہ روشن الدولہ نے تعلقہ سدھان متعلقہ کانھپور کہ جاگیر بہت گرگوشا مین سے تھا ظاہرا
چار لاکھ روپیہ پر بیع رکھا عامل اپنا پوتہ دار سمیت روانہ کیا اور رات دن اس دریا سے فکر مین
شناوری کرتے تھے کہ اگر کوئی آشنا معتمد ہاتھ آئے تو اوسکی قوت سے بہرہ وری کیجائے
حسب الاتفاق یوسف علیخان عظیم آباد پٹنہ کے رہنے والے صاحب جاگیر عمدہ خاندان سے تھے لکھنؤ مین
آئے اور خلق و مروت و تقوے مین معروف چنانچہ ضلع عظیم آباد مین طریق تاڑی سے پینے کا علی العموم
جاری تھا سو اوسی مفتی قاضی پر حرام نہ تھا جو صورت بہا پرہیز کرتے تھے مشکلات ممنوعات شرعی سے
اونکے مذہب مین جدا تھی بلکہ فرزند ارجمند اپنے پدر بزرگوار کا تاڑی پینا بطور فخریہ بیان کرتے تھے اور ان
یوسف علیخان کو حکم فتواے اہل اللہ سے مطلق حرام ہونا اوسکا ثابت معلوم ہوا کئی ہزار درخت تاڑی
کے جو انکی جاگیر مین تھے کٹوا ڈالے ہزارون روپیہ سالیانہ کی آمدنی مین داغ لگا بلکہ اور شخصون
سے بھی سوال کیا نیست و نابود کیے نیکنامی انکی بوے گل کی رنگت گلشن ایجاد مین شائع تھی سبحان علیخان
کی سفارش سے روشن الدولہ تک پہونچکر خلعت فاخرہ سرکار شاہی سے پایا اور حضرت سے پر رنگ جمایا
کہ تعہدات سدھان انکی معرفت حسب دلخواہ سرانجام پذیر ہوسکے گی لاکھ روپیہ اس تقریب مین
ایک کچھ حصہ کے طریق اونکو دیا اور باقی خرید دیہات اور املاک کے لیے اونکو تفویض کیا کہ بیرون
ریاست کی روشن الدولہ کے لیے عظیم آباد مین جائین چنانچہ اونھون نے اس حصول زر کی
بدولت عظیم آباد مین پہونچکر دامن اپنا قرض خواہون سے پاک کیا پھر دوبارہ آکر وہ روپیہ جو
خرید دیہات وغیرہ کے واسطے لایا تھا لیکر عازم عظیم آباد ہوئے منزل مقصود تک نہ پہونچے کہ
الہ آباد مین انکا خزانہ عمر قزاق اجل نے لوٹ لیا لیکن وہ روپیہ جو لیگئے تھے بہ تاراج
صائب و سیلاب ہوا۔

ذکر مریم مکانی بادشاہ بیگم اور بادشاہ سلیمان جاہ

احوال بادشاہ بیگم کا جو عہد وزارت معتمد الدولہ مین گذرا شایان زیب قلم ہو چکا ہی اسوجہ سے نفاق جو
بادشاہ سے ظہور مین آئی واضح ہو محل خاص کی خاص عورتون سے ثبوت اس بات کا ہوا
کہ بادشاہ بیگم صاحبہ پر معاذ اللہ کوئی جن عاشق تھا کسواسطے جناب ممدوحہ کی عادت دائمی تھی
کہ ہفتہ عشرہ مین بعد غسل لباس پاکیزہ پہنکر جواہرات سے ہمہ تن آراستہ ہوتی تھین اور ہمراہ عطر
مین بسکر ایک مقام جداگانہ مین قیام فرماتی تھین مجال نہ تھی کہ پھر وہان فرشتے خواصون یا ماماؤن
کے پہنچ سکین دور دور گوشہ مین اونکے نشانہ ناوک نگاہ سے رہتے تھے اور جناب ممدوحہ زبان
مبارک سے فرماتی تھین کہ آج آمد آمد اوس جن کی ہے چنانچہ کوئی خواص کہتی تھی کہ بھنک آواز
حقہ پینے کی اپنے کانون اوس حجرہ سے سنی تھی اور کوئی کہتی تھی کہ صدا ہم کلام ہونے کی دربردہ
آویزہ گوش ہوئی تھی خلاصہ مخصوص اس تقریب کے واسطے ایک مکان نفیس آراستہ کیا تھا
جملہ اسباب نغمہ اور طرب شادی کے ساتھ مہیا رہتا تھا عورتین زہرہ وش پری رخسار خوش گلو اوس
جلسہ مین دھم دادی بجاتی تھین چنانچہ اس یوم جلسہ کو ہندی مین بیٹھک کہتے ہین اور ہجے اس
لفظ کا یہ ہے بے فتح وار اور یائے تحتانی ساکن اور ہائے فارسی بھی خالی فتح سے نہین اور تائے فوقانی
اور کاف تازی اس وجہ سے حضرت قادر قدرت کو کہ جو آغوش راحت بیگم صاحبہ مین پلی تھی تب کہ جن سے
اوس مکان مین بیٹھنے کی عادت تھی چنانچہ اس بات کا شہرہ تھا کہ بادشاہ جنون کا بیگم صاحبہ کے پاس
اور شاہزادہ شاہزادے کے قریب آتا تھا اور پریان بھی حاضر خدمت رہتی تھین لا محالہ ہر ہفتہ مین
ماں بیٹے دونون اس تقریب کی وجہ خلوتکدہ مین رونق افروز ہوکر اسباب عروسانہ سے آراستہ
ہوتے تھے اور جو گانے والیان ڈومنی وغیرہ اس جلسہ کے شریک تھین وہ حصول انعامات سے
مالا مال ہوتی تھین غرض یہ امر واجبات تھا ہر تقریب مین پانسو چار سو روپیہ اور کبھی ہزار دو ہزار روپیہ
بلا تکلف صرف ہوتے تھے اور ملبوسات خاص جو اوس جلسہ مین زیب بدن ہوتے تھے وہ گانے والیونکو
انعام مین ملتے تھے اور دوسری عادت بیگم صاحبہ ممدوحہ کی یہ تھی کہ آپکو ہزار جان و دل سے
شیدائی جناب حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کی بدرجہ کمال ظاہر فرماتی تھین اور وہ حرکتین ظہور مین لاتی تھین

جو کبھی اگلے سلطنون سے باوجود حصول اقتدار و ثروت سرزد نہیں ہوئین اور شاہ اسمعیل و تمام صفویہ و صفاریہ
اور سلاطین ایران و عرب بھی اوسکے پاس تک نہین پہونچے اس عہد مین اختراع تازہ پیدا ہوا تھا یعنی
ایک مکان عالیشان و وسیع کہ جسمین بارہ حجرے معقول اور کمرے وسیع تعمیر تھے اور دولھن کی صورت
سر سے پاؤن تک آراستہ چنانچہ نام اوس مقام کا درگاہ دوازدہ امام مشہور تھا شامیانے قیمتی زربفت
کے پرتکلف جسمین آبدار سونیون کی جھالر کلابتون اور بادلے کی سلسلہ بندیہ تھا اور ستون چاندی کے طلا کار
اور جھاڑ جسمین چالیس کنول شمعدار روشن ہون سونے کے کام کی نہایت خوشنما کاریان بھی ہوئین
اور فرش کمال نفیس اور عمدہ اور آئینے صورت دار نہایت آب و تاب کے ساتھ قد آدم اپنے
مقامون پر نصب تھے اور ضریح مقدس گران بہا سونے چاندی کی ہر جگہ پر جشن افروز تھی اور ہر معصوم
کی روز ولادت کو اون مقامون مین ساز خوشی کا بجاتے تھے اور شہادت و وفات مین اونکے حسب قاعدہ
مجلس عزا برپا ہوتی تھی اور ایام ولادت ہر معصوم مین جو رسمین دنیا کی معروف اور مقرر ہین چھٹی کے
روز تک فرط شادمانی کے ساتھ ادا ہوتی تھین جملہ مصارف سے ان مقامون کے ایک بارگاہ پھولونکی
اس خوبی کے ساتھ بنتی تھی کہ ہزار حسن گلزار ارم کی اوس پر نثار تھی سوائے باغات سلطانی خوشبودار
پھول پانچہزار روپیہ کے روز عشرہ محرم تک بازار سے مول آتے تھے چنانچہ اوس عہد مین خوشبودار
پھول کی قسم سے ارباب دولت کو نصیب نہوتا تھا اور طول اوس بارگاہ کا سو قدم سے کم نہین
اور عرض پندرہ بیس قدم سے زیادہ اور کبھی منقش اور ستارے نقرئی طلائی اور جھالرین بادلہ کی
نہایت پرتکلف اس صرف مین در آتی تھین عطریات اور خوشبودار لخلخون سے وہ مکان اسقدر
بسا ہوا تھا کہ عجب نہین حوران بہشتی کو آرزو اور تمنا یہان کی جاروب کشی کی ہو غرض پہلے روز ولادت
ہر معصوم سے چھہ روز تک اور عشرہ محرم سے چہلم تک چند روز وفات ہر دوازدہ معصوم مین حضرت
جہان پناہ کو لازم اور لابد تھا کہ خدمت وہان کی ہزار جان و دل سے فرماتے تھے خواجہ سرا اور جوانان
وغیرہ اکثر عورتین شریک جلسہ ہوتی تھین اور عملہ ملازمان بیرونی کی رسائی وہان تک بہت کم تھی
نذرین اور خیرات اور نفیس و خوشگوار کھانون کی تقسیم اور شیرینی و پاکیزہ اور میوے ولایتی عمدہ اور پوشاکین
پرتکلف اون خوانچہ خانون مین صرف ہوتی تھین اور وفات کے دن مرثیہ خوانی اور شربت اور مٹھائی
اور میوہ کا صرف عمدہ تھا خلاصہ ان تقریبون مین چار پانچ لاکھ روپیہ سالیانہ سے کم خرچ نہوتا تھا

بلکہ زیادہ تصور کرنا چاہیے اور آنا ارباب شعلات کا بھی وان خالی نکلنا ہی نہ تھا القصہ اعتقاد حضرت کا ان مقدسون مین اس درجہ تعلق پذیر تھا کہ پہلی تاریخ محرم کو سو پچاس تعزیہ در دولت سے مقام معہود تک اپنے سر پر رکھکر لاتے تھے خلاصہ ہر مرتبہ کی آمد و رفت مین کئی کوس زمین کا طی ہونا تصور کرنا چاہیے اور یہ آنا جانا فرش سنگریزہ پر برہنہ پائی کے ساتھ تھا کہ تلوون مین کانٹے کی طرح کھٹکتے تھے اور وجہ اس برہنہ پائی کی زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام کربلا اور کوفہ سے شام تک ننگے پاؤن زمین سے ملے فرماتے تھے جنگلی کانٹے اون معصوم کے نازک تلوون مین چبھتے تھے چونکہ مین بھی محب اونکا اور شیعہ مذہب ہون کیونکر تکلیف گوارا نکرون اور چہلم تک بستر خواب روے زمین پر رہتا تھا پلنگ کو شیر درندہ سے کم تصور نفرماتے تھے اور بادشاہ بیگم صاحبہ اور نواب قدسیہ محل اور ملکہ زمانیہ وغیرہ جملہ بیگمات زنجیرین اور طوق طلائی اور نقرئی کمر و گردن اور پاؤن مین حضرت کے پہناتی تھین کہ وہ حقیقت مین کئی سیر کا بوجھ ہو جاتا تھا اور بعد انقضاے ایام معہود راہ انعام مین یہ سب بیدریغ صرف ہوتا تھا اور تمام راتین ماہ محرم مین آنکھین عالم بیداری مین خواب آشنا نہوتی تھین شام سے صبح تک ہر محل مین اکثر خود بدولت اور کمتر خواجہ سرا مرثیہ اور روضہ خوانی کرتے تھے غرض یہ پچاس دن مردم دیدہ حضرت کو روتے ہی کٹتے تھے سلسلہ اشکون کا جاری رہتا تھا اور ترک لذات فرماتے تھے ہرچند دختر رز پر ہزار دل و جان سے عاشق زار تھے لیکن چہلم تک اصلا نام تک زبان پر نہ آتا تھا بہرحال آدھا سال رونے پیٹنے مین عزاداری کے ساتھ گذرتا تھا ان دنون فرشتے کو بھی مجال نہ تھی کہ ہرچند کام دنیا کا ضروری پیش ہو زبان پر لاوے اور وزیر و مشیر کو بھی اسقدر قدرت نہ تھی کہ مقدمات سلطنت مین لب ہلائین گو بچشم ظاہر ارباب دانش کی آنکھون مین یہ حرکتین باعث تضحیک اور تمسخر کے نظر آتی تھین لیکن ایک چشمہ آبدار فیض کا جاری تھا کہ اکثر بندگان خدا سیر ہوتے تھے اور مومنین اور سادات کامیاب اور یہ طریق تھا کہ اگر کوئی مقدمہ سخت پیش آتا تھا تو حضرت ان مقامون مین گوشہ نشین ہوتے تھے اور اہل شہر کہتے تھے کہ حضرت اچھوتے مین رونق افزا ہین اور قطعا دربار بند رہتا تھا کم کوئی مہینا ہوتا تھا کہ نصف ان مکانون مین بسر نہین ہوتا تھا اور یہ صورت تازہ پیش آتی تھی کہ لڑکیان دوشیزہ قوم سادات سے گیارہ بارہ برس کی سو سو دو دو سو روپیہ ماہوار کی ملازم ہوتی تھین اور پوشاکین ہر ایک کی ہزار پانسو سے کم نہین ہوتی تھین اور نام ان آسامیون کا اچھوتی قرار پایا تھا

اور یہ تصور تھا کہ خدمت جناب خاص اماہین مین مشرف ہو کر عقد خاص مین در آئین گی آخر جناب
مجتہد الزمانی سید محمد صاحب فرزند رشید جناب مولوی دلدار علی صاحب علیہ الغفران نے فتوے
لکھکر بھیجا کہ اگر یہ تقریب مراد نواب سے ہے تو بہر کیف حاصل ہوئی اب مناسب ہے کہ عقد ان لڑکیونکا
سنیین کے ساتھ فرمایا جاوے نہین تو یہ ثواب منجر بعذاب ہوگا خلاصہ خزانہ عامرہ سلطانی ایسی ہی
تقریبون مین صرف ہوا اور یہی تنگدستی باعث نزاع بادشاہ بیگم صاحبہ سے اور زیادہ تر ہوئی کہ حضرت
قدر قدرت کو گمان باطل تھا کہ جس مکان مین بادشاہ بیگم رونق افروز ہین اوسمین کوئی عوض زر نقد سے
لبریز بعہد جنت آرامگاہ کا دفینہ ہے اور آمدنی جاگیر اور عنایات حضرت خلد مکان سے زاد لہذا انتزاع اوس
مکان کا منظور نظر تھا اور دوسرا مقدمہ نواب قدسیہ محل کا تھا کہ طبیعت بادشاہ بیگم مریم مکانی کی
آنوجی سے اسوجہ غبار آلودہ تھی کہ جو افعال بد نواب قدسیہ محل سے ظہور مین آئے یہ باعث ہوا کہ سم نوشی
چہل روزہ اختیار کی اور علاوہ اسکے بادشاہ بیگم کو اعتماد الدولہ پر نظر شفقت تھی اور حضرت نے
ہمیشہ دیدہ و دانستہ چشم پوشی فرمائی لیکن آئینہ ضمیر انکا اوس سے مکدر رہا اور جسوقت قدسیہ محل
نے انتقال کیا حکم سلطانی تھا کہ تمام اہل محل اور بیگمات اس ماتمداری مین چالیس دنون تک لباس
سیاہ رنگ زیب تن کرین چنانچہ بادشاہ بیگم نے یہ سیاہ پوشی گوارا نکی اور حضرت سے فرمایا کہ
لباس سیاہ پہنا ماتم حضرت امام عبد اللہ الحسین علیہ السلام مین بشر کو زیبا ہے دوسرے کے لیے
سزاوار نہین اور تم اب محبت ائمہ معصومین کا دم بھرتے ہو اور سوا اسکے بادشاہ کو غم و الم مین پڑ کر دنیا
کی سیاہ پوشی شایان نہین چنانچہ یہ گرم تقریر بادشاہ بیگم کی سنکر آنوجی کہ درحقیقت پرکالہ آتش تھی
اوسنے یہ تازہ آگ لگائی کہ اگر حضرت بطن بیگم صاحبہ سے ہوتے تو بیشک رنج و ملال مین حضرت
کے شریک ہوتین القصہ مزاج بادشاہ کا اس تقریر گرم سے اور افروختہ کیا اور آتش آشفتگی کی
مشتعل ہوئی اور سوال خالی کرنے مکان کا کہ جسمین بود و باش تھی بادشاہ بیگم سے زبان پر آیا چنانچہ
مریم مکانی نے جواب دیا کہ اس مکان مین کہ بنایا ہوا جنت آرامگاہ خسر میرے کا ہے داعیہ تمہارا
نہین پہونچتا ہے اور خلد مکان کہ شوہر میرے تھے اونہون نے یہان بٹھایا ہے آخر نوبت
اس نزاع لفظی نے طول کھینچی اور بادشاہ نے مولوی غلام یحیی خان کی معرفت صاحب ریذیڈنٹ
بہادر سے یہ معاملہ پیش کیا اور اس تقریر مین زر متعدد دونون طرفون سے صرف ہوا لیکن صاحب

رزیڈنٹ بہادر کو توجہ اس امر مین نہتھی اصلاً تندہی نفرمائی آخر مولوی مذکور نے بادشاہ کو اس امر پہ
آمادہ کیا کہ اونھون نے صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پیام دیا کہ اگر آپ طرفداری ہماری نہین فرماتے ہین
تو بیگم صاحبہ کی بھی طرفداری نفرمائیے ہین جو کچھہ مناسب جانونگا اوسے سمجھہ لونگا غرض ان باتون سے
بیگم صاحبہ نے ناراضامند ہو کر صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پیام دیا کہ کاغذ ہماری جاگیر کا بادشاہ سے
منگا دیجیے خلاصہ کشاکش مین اس نزاع کی مفویون نے اور گل تازہ کھلایا یعنی دو تین خواجہ سرا
حبشی مسلح محل بیگم صاحبہ مین اس موقع سے بٹھائی کہ بادشاہ نے وقت معاودت اونکو دست بقبضہ دیکھکر
تصور کیا کہ بیگم صاحبہ نے انکو میرے قتل کے واسطے مامور کیا ہے اس بات سے اور بھی آتش غضب
بادشاہ شعلہ زن ہوئی اور شمشیر آبدار پر وہین پل پڑے چنانچہ راجہ شیودین سنگہ نے حکم سلطانی کے
موافق خاکروب کو محل کے اندر جانے سے قطعاً ممانعت کی اور چاہا کہ آپ بھی بے محابا قدم اندر
ڈیوڑھی کے رکھے اوسوقت ناچار حبشیون اور ترکنیون نے اوسکو پتھرون سے زخمی کیا پھر تو بادشاہ
نے حکم دیا کہ اگر بادشاہ بیگم اس جگہ سے اوٹھتی نہین ہین تو مزدوران عمارت کو بلا تکلف اجازت دو
کہ خادمان محل بیگم صاحبہ کو سنگسار کرین چنانچہ ان شیطانون نے برابر مینہ اینٹون اور پتھرون کا برسانا
شروع کیا نجاست اور فضلات ہانڈیون مین بھر کر اوس مکان مین پھینکنا آغاز کیا کہ تنگ آکر بادشاہ بیگم
اوس مکان سے دست بردار ہون اور تازہ سوانگ یہ بنایا کہ ایک عورت مفلوک کو معاذ اللہ
بادشاہ بیگم نام قرار دیکر چند عورتون کو محل کے حکم دیا کہ ایک نے مسند رانی کی خدمت کو رونق
دی اور ایک نے مورچھل جھلانا شروع کیا اور ایک نے اوگالدان ہاتھہ مین لیا اور ایک نے
پنکھے کو تکلیف دی اور ایک نے پاندان کا رنگ رچا غرض ان صورتون سے وہ اہل خدمت اوس
بیگم مفلوکہ ساختہ کے ساتھہ ہوئین یعنی بادشاہ بیگم صاحبہ تشریف لائی ہین غرض اسیطرح نقلین
حرکات بیگم صاحبہ کی بر روی کار آتی تھین بادشاہ اور تمام عورتین محل کی کہ یہ مقام رونے کا تھا
قہقہہ مار کر ہنستی تھین غرض جب ان حرکتون سے بھی مدعا حاصل نہوا بیگم صاحبہ کو پیام دیا کہ مرزا فریدون
بہادر کو اوسکی ماں سمیت حضور مین بھیجدین اونھون نے جواب دیا کہ جسوقت خلد مکان نے
مجھے تمکو طلب کیا تھا اور مینے نہ دیا تھا اب فریدون بخت کی مفارقت کس طرح گوارا کرونگی کہ
تمکو دون بہرحال یہ خیال محال ہے بقول ع این خیال ست و محال ست و جنون ۔ اور ان دونون

سلطانی ملازمون کو یہ حکم تھا کہ اصلا اطاعت بیگم صاحبہ پر دل نہ دو اور نا گفتنی کلام اونکے حق مین زبان پر لاؤ چنانچہ افضل چوبدار ڈیوڑھی پر اونکے آواز بلند جو کچھ سست و سخت کلام زبان پر آتا تھا بے تکلف کہتا تھا کہ بیگم صاحبہ سنکر رنجیدہ ہوتی تھین اور بادشاہ خوشدل چنانچہ ان باتون کی بدولت چوبدار مذکور مردہ ہوا آخرکار روشن الدولہ حکم رزیڈنٹ کے موافق درپے اصلاح ہوئے کبھی آپ ڈیوڑھی پر جاتے تھے اور کبھی مرزا محمد علیخان ابن نوازش علیخان پوتے سالار جنگ اور کبھی عبد الباقی خان عبد الرحمان خان قندہاری کے بیٹے کو کہ صاحب رسالہ تھی بلا کر سمجھاتے تھے اور خوف دلاتے تھے لیکن بادشاہ بیگم بھی جواب دیتی تھین کہ جب سے بیٹے نے معتمد الدولہ کے افسون کی حقیقت نہ سمجھی اور دوسرا کیا مال ہے خصوصاً اپنے کو وہ بلا ہوئی سی جو نا عقل سے دور ہی بیہودہ سرزنش اچھی نہین اتفاقاً یہ معاملہ درپیش تھا کہ صاحب رزیڈنٹ بہادر کی روانگی کلکتہ لضرورت ظہور مین آئی اور وابستگان بیگم صاحبہ نے مشہور کیا کہ صاحب ممدوح خاص بیگم صاحبہ کی طرفداری جاتے ہین یہ خبر بین تشہیر سنکر بادشاہ اور متوحش ہوئے چنانچہ کوٹھی فرح بخش سی اوٹھکر دولتخانہ ساختہ نواب آصف الدولہ بہادر مین رونق پذیر ہوئے اور طرح اقامت ڈالی جب صاحب رزیڈنٹ بہادر سپہر کی تشریف لائے کہ دل بادشاہ کا ہاتھون مین لیا اور دولتخانہ سے اوٹھا کر پھر فرح بخش مین لائے اور بادشاہ بیگم سے کہلا بھیجا کہ جہان پناہ بیٹا تمہارا نادان اور آپ دانشمند بہرکیف دلداری فرزند کی واجب تر لہذا مناسب ہے کہ اوس مکان سے اوٹھکر جو مقام پسند مزاج مبارک ہو وہان استراحت اور قیام فرمایئے بیگم صاحبہ نے جواب دیا کہ مجھکو فیض آباد مین کہ جاگیر میری ہے بھجوا دیجئے لیکن اسوقت جاگیر بھی بادشاہ نے بند کی تھی وہ صورت قرار نہ پائی آخر یہ بات ٹھہری کہ جب تک صدر کلکتہ سے اس باب مین تحریر نہ آوے الماس باغ مین کہ الماس علیخان کا بنایا اور عشرت گاہ سالار جنگ کا تھا متوقف ہو رہین ناچار بیگم صاحبہ ممدوحہ نے اپنے متعلقون اور لواحقون سمیت اوس مکان سے جو بنیاد فساد تھا اوٹھکر باغ مذکور مین قیام فرمایا اور سارا سامان اپنا نقد و جنس سے جو کچھ کہ ممکن تھا اوٹھا کر اپنے ساتھ لے گئین غرض وہ باغ مذکور لکھنؤ مین واقع تھا اور یہ بات مشہور و زبان زد خلائق تھی کہ اب صورت نقل سلطنت بیشک ظہور مین آئیگی اہالیان صدر اولاد نواب شجاع الدولہ جنت آرامگاہ سے کسیکو تخت پر اوٹھا کر بٹھائینگے اور یہ بھی مشہور تھا کہ اقبال الدولہ بہادر بڑے بیٹے نواب شمس الدولہ کے براہ کلکتہ لندن مین تشریف لیگئے ہین سوال جواب انکا ریاست کے باب مین درپیش ہے کیا عجب کہ وہ کامیاب ہون چنانچہ یہ سب باتین بیگم صاحبہ کی نارضامندی کی

وجہ یہ تھین ایک دن رات کو حضرت عالم نشۂ شراب مین جناب بیگم صاحبہ کی جوشش محبت مادری مین بیتاب یک
سوار ہوکر بلا تکلف عالم تنہائی کے ساتھ الماس باغ مین پہونچے جو لوگ دم دروازہ مامور تھے اونہون نی
عدم شناسائی کی وجہ منع کیا جب پردۂ غفلت کو آنکھون سے اوٹھے اور معلوم کیا کہ حضرت خود مین راہ
مداخلت کی دی حضرت نے بعد ادائے رسم سلام زبان معذرت وا کی اور چاہا کہ ساتھ اپنے دولتخانہ
سلطانی مین لائین چونکہ رات کم تھی بادشاہ بیگم نے کہا کہ اب رات تھوڑی باقی ہے آپ یہان استراحت
کرین وقت صبح اگر منظور خدا ہے ظہور مین آئیگا حضرت نے اسوقت عذر سردی کا کیا اور چاہا کہ آرام فرماوین
بستر خواب پر دراز ہوئے بادشاہ بیگم نے رضائی شالی اوپر اوڑھا دی کہ دخل سردی کا نہو بہرحال منظور
خدا کچھہ اور ہی تھا بادشاہ نے اوٹھکر کہا کہ صبح کو سواری بھیجکر آپکو بلاونگا یہ کہا اور براہ مستقیم سوار ہوکر
چاندگنج مین تشریف لے گئے وہان روشن الدولہ موجود تھا اوسکو کیفیت گذشتہ سے مطلع کیا وہ اوسی
دریائے فکر مین غوطہ زن تھا کہ ذکر اوسکو فریب کا زبان قلم پر آئیگا یہ سمجھا کہ بادشاہ بیگم سے بڑھکر دوسرا
اور محافظ جان و سرپرست بادشاہ کا نہین بادشاہ سے یہ عرض کیا کہ حضرت دوسری مرتبہ ایسی حرکت
نفرمائین کہ خانہ زاد کو معلوم ہو چکا ہے کہ بیگم صاحبہ جان حضرت کی دل سے دشمن ہین فلان فلان شبہین
قتل حضرت پر زہر کھلائے ہوئی تھین لیکن خواجہ سرا نے سینہ سپر ہوکر اوس صدمۂ عظیم سے حضرت کو
بچایا یہ سنتے ہی بادشاہ آگ ہوگئے اور اوس رضائی شالی کو کہ ہنوز سر سے جدا نہوئی تھی آتش سوزان
مین جلا دی اور درپے تجسس اور احوال کے نہوئے فقط اوس خواجہ سرا کو کہ جسکی روشن الدولہ نے
نشان دہی تھی طلب کیا روشن الدولہ کہ درپردہ حضرت کا دشمن جانی تھا خواجہ سرا مذکور کو نظارت
کی خلعت پر ایسا رضامند کیا اور جن کی صورت شیشہ مین اوتارا کہ اوس دیوانہ نے اوس مضمون کو
طلاقت لسانی سے بخوبی جلا دی کہ وہ آتش نزاع جو شعلہ زن تھی نہ بجھی اور مشتعل ہوئی اور یہ تشریف
لیجانا بادشاہ بیگم کے پاس حضرت کا خالی مصلحت سے نہ تھا فقط زبان بندی رزیڈنٹ بہادر کے واسطے
یہ امر ظہور مین آیا تھا کہ باوجود عذر و معذرت جناب بادشاہ بیگم نے اپنی سخن پروری کی الماس باغ
سے پھرانا قبول نہ کیا القصہ اوسی سال لارڈ پادری لشپ صاحب نے لکھنؤ مین تشریف لاکر تجویز
فرمایا کہ روپیہ جمع کیا ہوا جنرل مارٹین صاحب کا کہ بادہ ہزار سکہ کمپنی کو اوسکے سود سے و ششم دنیا ہے
اب اس شہر مین مدرسہ آراستہ ہو اور وہ روپیہ طالب علمون اور خرچی مدرسون اور انگریزی پادریون

صرف کیا جاوی چنانچہ یہ جلسہ کوٹھی جنرل مذکور اور عمارات نواح دلکشا مین حسب پسند قرار پایا اور اوسی
سال ایک شخص قوم فرانسیس سی وارد لکھنؤ ہوا اور دعوی کیا کہ مین براہ ہوا روی آسمان پہ جا سکتا ہون
یہ کلام اوسکا باعث استعجاب خاص و عام کا ہوا غرض اوسکو منظور تھا کہ لاکھہ روپیہ درماہہ میسرا
سرکار شاہی سی مقرر ہو مگر چودہ ہزار روپیہ نقد اوسکو خزانہ شاہی سی عنایت ہوا کہ پہلے بطور نمونہ کوئی بات
حضرت کی ملاحظہ مین لاوی اگر کہنا اوسکا ظہور مین آیا تو بہر کیف دامن تمنا زر کثیر سے مالا مال ہوگا چنانچہ
اوس فرانسیسی نے ایک غبارہ آراستہ کیا اور ایک کشتی بید کی بناکر بواسطہ سلاسل اوسمین آویزان کیا
چنانچہ تمام شہر کے تماشائی بواسطہ منادی آگاہ ہوکر بروز معہودہ صبح کوٹھی دلکشا مین جمع ہوئی اور وہ
غبارہ ساز اوس کشتی مین بیٹھکر باواز بلند یہ صدا دی کہ اگر کوئی اسوقت میری ساتھہ اس کشتی مین بیٹھکر
چلی ہزار روپیہ بطریق اجرت اوسکو دیتا ہون آخر جان اپنی کسکو گران بار تھی کہ نادانستہ اس راہ پر قدم
رکھتا القصہ اوس شخص نے اسباب ضرورت کے کلیچہ اور پنیر اور گوشت پختہ اور شراب وغیرہ جو
کئی دنون کو کفایت کرے بہ احتیاط اپنے پاس رکھکر دھوئین کے زور سی قاعدی کے موافق اوس
غبارہ سی ایسا بلند ہوا کہ فاصلہ زمین کا اوس سے دو تین کوس سی کم نہ تھا آخر چوکی پہ کبوتر اون سے کہ
پانچ چھہ کوس شہر سی فاصلہ پہ ہے وہان پہونچکر زمین پر اوترا وہ مظہر تھا کہ جملہ اعضای بدن فرودہ ہوا سے
سرد کھائی ہے اور کثرت سرما اوٹھائی ہے کہ قوت حرکت کی باقی نہین اور آج روز فلک پہ بدلی بجلی
تھی جسکی وجہ کچھہ نظر نہین آتا تھا القصہ جسوقت شیعہ ورن وغیرہ ملازمان شاہی نی ڈیوڑھی بیگم صاحبہ جہ
خشتہ پا کیا تھا کہ دستہ کی مجال نہ تھی کہ قدم اندر ڈیوڑھی کے رکھتا چنانچہ اس دار و گیر مین نوبت
خونریزی کی بھی آئی کئی کئی خادمہ محل تلنگون کے ہاتھون سے قتل ہوئین اور لاشین اونکی دریای
دریا مین پھکوا دیئین کہ ایسا نہو کہ افشا ہونا اس خون کا باعث آزردگی فراج صاحب رزیڈنٹ بہادر
کا ہو غرض عالم مجبوری مین بیگم صاحبہ ممدوحہ نے جنا الماس باغ کا گوارا تھا قبول کیا شوہر کے زمانہ سلطنت
مین وہ کیفیت گذری فرزند کی عہد شاہی مین یہ ذلت نصیب ہوئی دیکھئے اب فرزند کی بدولت کیسا
خفت پیش آئے جب بیگم صاحبہ الماس باغ پہونچین وہ کہاتین فرزند ارجمند کی طرف دیکھین اوس کیفیت
اوس خواجہ سرا غلام کی کھلی کہ اوسنے آپکو قاتل بادشاہ قرار دیا تھا نہایت دل شکستہ ہوئین اور پریشان
ناچار آخرکار بھائی اور بھتیجے بیگم صاحبہ کے یعنی مرزا ذوالفقار علی اور مرزا علیخان وغیرہ اپنے اہل و عیال سمیت

اور وہ اقربا جو مدت سے جدا تھے یکدل و متفق ہو کر خوف حاکم اور اندیشہ غارتگری سے دروازہ الماس باغ
پر سکونت اختیار کی اور بیگم صاحبہ موصوفہ نے بھی اپنی حفاظت جان کے واسطے سپاہ جدید اس صورت
سے محافظت باغ کے لیے مامور کیا کہ مسلمانوں کو روٹیاں اور ایک پیالہ قلیہ کا یا دال اور ہندوؤں کو فی نفر
سیر بھر آٹا دال اس امید پر کہ ترقی دن عروج و دولت کے وقت صورت ملازمی ظہور میں آئیگی ہر روز
ملتی تھی اور امام بخش شریک آبرو ہو کر افسر ان نوملازموں کا بنا اور محل میں بی مغلانی اور فرخندہ خانم
اور امانی خانم وغیرہ کارپرداز تھیں اور بیگم صاحبہ کاغذ جاگیر کے خواستگار اور طلبگار زر نقد اس راہ میں
کہ خرچ روانگی فیض آباد میں ہرج نہ ہو صاحب رزیڈنٹ بہادر کو احتیاط مزاج بادشاہ مدنظر تھی لہذا انکار اپنا
مناسب نہیں جانتے تھے اور نہ زر نقد بھیج سکتی تھی انتظار آمد جواب کا صدر سے باعث لیت و لعل تھا اور
جب سوال جواب روشن الدولہ سے تو بیگم صاحبہ میں آتا تھا روشن الدولہ وہی عذر پیش کرتا تھا کہ جس
کام پر کمر ہمت کی باندھی ظہور اوسکا بدون دوری بیگم صاحبہ کے غیر ممکن اور جاگیر کے باب میں یہ جواب
صاف تھا کہ بعد سنوائی کے جو جو قرار پائے بیگم صاحبہ کارپردازان سلطنت کے ہاتھوں لیا کریں ہنوز یہ
تکرار طے نہوئی تھی کہ روشن الدولہ کو اور دور کی سوجھی اپنے دلمیں سمجھے کہ یہ جملہ کارپردازی فیض النسا
مغلانی جواہر اعتماد الدولہ کی وجہ سے ہے اوسکو محل سے نکالا چاہیے نہیں تو بیشک عامل بیگم صاحبہ
کی جاگیر پر مامور ہوگا اور خود روبرو ہماری ضائع ہوگی اور جب تک کہ وہ محل میں موجود رہیگی ہمیشہ جوابدہی
ہر امر میں صاحب رزیڈنٹ بہادر سے پڑیگی آخرکار راجی کو تالیف قلوب کرکے اپنا ممد و معاون بنایا اور
چھوٹی خانم دختر فیض النسا کی معرفت سلسلہ جنبان ہوئی اور اوسنے مغلانی کو پیام دیا کہ بادشاہ کو تمہاری
جدائی بیگم صاحبہ منظور نہیں اور دشمن اس بات پر زہر کھائے ہوئے ہیں کہ ہرگز ان دونوں میں صورت
ملاقات پیدا نہو اس سبب سے بادشاہ نے تمکو طلب فرمایا ہے کہ صورت صفائی آئینہ ظہور میں جلوہ گر ہو غرض
حسب خواہش روشن الدولہ یہ معاملہ ظہور میں آیا اور شمشیر تدبیر نے جوہر اپنے دکھائے یعنی وہ بی مغلانی
اصلی معاملہ سے غافل حسب وعدہ سوار ہو کر در دولت پر پہونچی یہاں داخل تو پیچھا تھا ہی ہنوز
سواری اوتری نہ تھی کہ دربانان نے اشارہ روشن الدولہ کے موافق منع کیا کہ اوترنا سواری کا
یہاں بدون حکم محال غرض اس تکرار میں وہ طول کھینچا کہ روشن الدولہ اور کمبوہوں کی کارپردازی
بلا کی صورت پہونچی اور کہاروں کو محل سے بلا کر پردہ سواری کا اوٹھا دیا اور فیض النسا مغلانی کو

سکنشان گوشان روشن الدولہ کے پاس لیگئے پوچھا کہ تو در دولت پر کسواسطے آئی ہی اوسنے کہا کہ موافق طلب
بادشاہ کے حاضر ہوئی ہون چنانچہ روشن الدولہ نے اوسیوقت جاکر حضرت کے کان پھونکے کہ یہ چڑیا سونے
کی کہ دراصل کٹنی قفل عقل بیگم صاحبہ کی تھی اس مکر و فریب کے ساتھہ ہاتھہ آئی ہے اب بہر صورت بندگانحضرت
کو فائدہ کی بات ہی چنانچہ حکم بادشاہ سے وہ تیرہ نصیب کوٹھی نور بخش مین مقید ہوئی اور باب راحت بند آخر چند
عرصہ مین عارضہ مند ہوئی اور یہ خبر متواتر صاحب رزیڈنٹ کو پہونچی روشن الدولہ سے فرمایا کہ اگر مغلانی خانہ مجلس
مین قید حیات سے نجات پاویگی تمھارے حق مین اچھا نہوگا ناچار عالم مجبوری مین کچھ اوس سے لیکر رہا کیا اور کیفیت
بیگم صاحبہ کی یہ تھی کہ مفارقت مغلانی سے کمر ہمت توڑ دی جب تک قیام اسکا محل مین تھا اسکی کارگذاری کی وجہ
نوبت فاقہ نہ آئی اب فاقہ پر فاقہ تھا کارپردازان سلطنت پنبہ بگوش تھی اور مہاجنان شہر بھی براہ قرض کچھہ زر نقد
دے نہ سکتے تھے زیور اور جواہرات اونکا جس کسیطے مول لیا گھر اوسکا ضبط کیا غرض عجب بلا مین مبتلا تھین
ہر اسے مانند ماہی پر فتن اور بقول سعدی کے ع بہین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست + بازار بد معاش اور
جعل سازون کا شہر مین گرم تھا اور خواجہ سرای محل اپنے خیال محل مین پڑے تھے کہ فرخندہ خانم مہر دار سے
ملکہ کاغذ پر مہرین چھاپ کر باسید کشائش مطلب شیرینی کی صورت تقسیم کرتے تھے کہ صاحب رزیڈنٹ کو
انکا مدد و معاون بنادین اور بیگم صاحبہ ممدوح کے خیال مین تھا کہ خبرین صاحب رزیڈنٹ بہادر کو پہونچتی ہین
اسلیے اکثر کرائی گل تازہ کھلاتی تھی کہ اپنی بی بیون کو باغ مین بھیجکر سبز باغ دکھاتی کہ بیگم صاحبہ
نہال ہوکر طلائی نقرئی اسباب انعام مین بخشتی تھین کہ انھین کی وجہ صاحب رزیڈنٹ تک حال پریشانی
سراگوش زد ہوکہ یہ روز بد مبدل بہ عشرت ہو کر کیسکی آبیاری سے نخل آرزو مندی بارور نہوا اس
عرصہ مین اکثر زمیندارون نے اس نواح کے کہ بدمعاش تھے الماس باغ مین حاضر ہوکر پیام دیا کہ ہم لوگ
کارپردازان سلطنت کے ہاتھون تنگ آگئے ہین اور سینہ ہمارے اونکی شمشیر ستم سے چورنگ ہین اگر بیگم صاحب
ہاتھہ مہربانی کا ہمارے سرون پر رکھین تو ہم جان نثاری کے واسطے حاضر ہین خلاصہ اس پیرایہ مین جمعیت
دو ہزار آدمی سلاح بند کی بہم پہونچے لیکن شہدلی سب پر غالب ہے کہ قریب الماس باغ مذکور سورج کنڈ
نام ایک تالاب معابد ہنود سے واقع ہی اور ہر سال بھادون کے مہینے مین ایک عظیم میلہ وہان پر ہوتا ہی
اس میلہ پر سپاہی ہمراہی بیگم صاحبہ سلاح بند تماشا دیکھنے کے واسطے اوس میلہ مین آگئے تھے کہ مرزا
علی [illegible] کو کوتوال سے جو دیا [illegible] آئے اور [illegible] فائدہ شہر سلاح بندی سے منع کیا وہ لوگ

ہنسی خوشی کے ساتھ پیش آئے یہ خبر روشن الدولہ تک پہونچی اور ذکر اسکا حضرت کے روبرو اور لباس مین
آیا کہ بیگم صاحبہ نے کئی ہزار آدمی اس عزیمت کے ساتھ نوکر رکھے ہین کہ منا جان کو بزور شمشیر تخت پر بٹھائین
اور حضرت کو اوٹھا دین اور شہر کو غارت کرین غرض اس تقریر گرم نے وہ آتش فساد بھڑکائی کہ نائرۂ غضب
سلطانی مشتعل ہوا اور حکم دیا کہ بیگم صاحبہ کو زندہ گرفتار حاضر کرو اور اگر یہ صورت ظہور مین نہ آئے سر اوتار لاؤ
چنانچہ سپاہ سلطانی عدم دستیابی تنخواہ سے پریشان حال اور بیدل تھی روشن الدولہ نے تالیف قلوب
کے واسطے جسطرح بنا تنخواہ سپاہ تقسیم کی کہ وہ کار زار جانبازی سے دریغ نکرین اور اہل سپاہ
بیگم صاحبہ کو بدعا سے خیر یاد کرتے تھے کہ انکی بدولت مدت دراز کے بعد زر تنخواہ آنکھون سے دیکھنا
نصیب ہوا القصہ اب سلطانی فوج کشی شروع ہوئی اور ہر طرف سے مور و ملخ کے مانند الماس باغ
کو گھیر لیا راجہ لالجی نائب جنیلی اور قیام الدولہ ٹیرحیشا بخشی اور فقیر محمد خان اور سنیاکس صاحب رسالون
سمیت اور راپٹ صاحب پلٹن اور توپخانہ سلطانی کے ساتھ اور توپخانہ بالاگنج یہ سب آمادۂ فساد ہر
معرکہ موجود تھے سوال بادشاہ نسبت بیگم صاحبہ یہ تھا کہ سپاہ نوکر نگاہداشت پر قلم موقوفی پھیرے و
منا جان کو اگر جان عزیز ہے ہمارے پاس بھیجدو اور بیگم صاحبہ کا یہ جواب تھا کہ منا جان میری جان کے
ساتھ ہے اوسپر ہاتھ کسیکا پہونچ نہین سکتا غرض قریب تھا کہ آتش فتنہ شعلہ زن ہو اور خونریزی
دو چار سو آدمی کی ظہور مین آئے ناچار منشی التفات حسین عملہ و شاگرد پیشہ سمیت اس معرکہ مین آکر
بیگم صاحبہ کو حکم صاحب رزیڈنٹ بہادر سے پیام دیا کہ سپاہ اپنی موقوف کرو روٹی کپڑہ اور عزت
تمہاری ہمارے ذمہ ہے آخر یہ ہنگامہ فرو ہوا اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بعد اطلاع الیان صدر تنخواہ
فرمایا کہ جاگیر او پرگنہ سلون لبہ منہائی فوج جو کچھ باقی رہے بیگم صاحبہ کو پہونچا کرے اور بادشاہ خلاف
اسکے پانچ ہزار روپیہ دربارہ دینا اقبال کرتے تھے اس معاملہ مین ایک دو لاکھ روپیہ نقد صاحب
رزیڈنٹ بہادر نے روشن الدولہ سے لیکے بیگم صاحبہ کو بھجوایا اور کیفیت مقدمہ صدر کو تحریر فرمائی
ہنوز انتظار جواب تھا کہ برق قہر آسمانی حضرت ظل سبحانی پر ٹوٹی۔ معاذ اللہ آخر کار شکستہ خاطری مادر
مہربان نے وہ زہر پیا کہ مگر کہ جان بادشاہ پر آبنی یعنی جو یہ صورتین ظہور مین آئین طوطی روشن الدولہ کا
بوجہ سازش و بازآمدگی کے گلشن سلطنت مین بخوبی بولنے لگا یعنے شاہد حکومت کرسی نشین ہوا ہر خرد و
بزرگ دم اطاعت بھرنے لگا آمدنی پر ملک کے نائب قلم صرف آیا اور خزانہ خالی ہوا بادشاہ کو اضطراب

ہاتھون ہاتھہ لیا اگرچہ عالم انشا مین محل کے اندر عورتون سے یہ کلام زبان پر لاتے تھے کہ جو کچھہ تمھاری
قسمتون مین ہے جلد جلد مجھسے لیلو اور عیش کرلو کہ بعد میرے روٹی جوار اور دال ماش کی نصیب ہونا
سخت مشکل ہے شمس الدولہ کے لڑکے وغیرہ وارثون نے اہالیان انگریزی سے بواسطہ نوشتخواند پیام سلطنت
دیا ہے اس نظر سے مجکو منظور ہے کہ ایک کوڑی خزانہ مین باقی نرہے شبستان سلطنت خانہ غربا کی صورت
بیچراغ ہو کہ دوسرے کور ورو شن شب تاریک سے زیادہ نظر آئے بقول شخصیکہ نہ پس خوردہ
ماند نہ خود سگ خورد + اور روشن الدولہ اس فکر و تدبیر مین تھا کہ جسطرح اخراج بیگم صاحبہ کا ہوا ہو اسی
صورت اور ہواخواہان حضرت ظلسبحانی کا اخراج ظہور مین آئی کہ تا پسر کانٹا باعث کاوش دل محل مین
باقی نرہے آخر نوبت یہ پہونچی کہ اسامیان باقی بڑائی خانم اور دوا خاصہ والی اور نور وزی خانم خاصدان
والی وغیرہ نے جو یہ رنگ خراب دیکھا اور سمجھین کہ انجام کار آبرو بربادی پھر بیگا بیماری وغیرہ کسی حیلہ مین
خانہ نشین ہوئین چنانچہ بڑائی خانم بیمار ہوکر بیٹھ رہی اس عرصہ مین علی التواتر صدر کلکتہ سے حسبت انتظام
امور سلطنت تحریر نافذ ہوئی اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بھی دفتر کے دفتر مضمون شکایت مین
صدر کو قلمبند کیے اور جب یہان تاکید فرماتے تھے روشن الدولہ جواب صاف دیتا تھا کہ مجکو مزاج بادشاہ
مین مداخلت نہین اگر کبھی سپاہ کے باب مین عرض کرتا ہون فرماتے ہین کہ میرے نوکرون کو کسواسطے
برطرف کرتا ہے اور ملک کو ابادانی کرنا چاہتا ہون تو فرماتے ہین کہ عہد نواب صفدر جنگ بہادر سے یہ رسم
ہمارے قلمرو مین جاری نہین ہوئی درصورت ظہور خلاف عملدر آمد قدیم نقصان لاکھون روپیہ کا اوٹھانا
کیا ضرور اور اگر مصارف محل مین سخن زبان پر آتا ہے تو یہ جواب دندان شکن ارشاد فرماتے ہین کہ
تمکو ہمارے گھر سے کیا کام ہم جسکو چاہتے ہین بخشتے ہین اور اگر تماشائی بنکے مہر سکوت لب پر لگاتا ہون
تو آپ بدنام اور پاداش فرماتے ہین اور اگر زیادہ سبقت کرتا ہون تو حکیم مہدی علیخان کے
مانند مغضوب اور معزول ہونیکا خوف ہے اور آپ سے امید تدارک نہین بہرکیف اس مرض سخت کا
علاج منظور نظر ہے کہ اس مریض کو خنیگا کیجیے کہ پھر قیامت تک صورت ہماری نظر نہ آئے لیکن
اس شرط پر کہ آپ حافظ جان اور حرمت ہین اور باب ضمانت مین عہد مستحکم فرمائین صاحب رزیڈنٹ
بہادر نے یہ بات سنکر فقط یہ جواب دیا کہ جسمین بہبودی خلق اور خوشنودی رعایا اور بقائے نام ریاست ہو
عمل مین لاؤ آخر کار یہ معاملہ طشت ازبام افتادہ کے مانند مشہور ہوا شراب دار اور آبدار وغیرہ جو قوم

مسلمان اور ہنود و نصارا سبھی خدمت ساقی گری مین ممتاز تھے اسپر آمادہ ہوکر شربت مسموم
استعمال بادشاہ مین لائے لیکن کارگر نہوئی بلکہ بدنامی کے ساتھہ اونکی آبرو پر پانی پھرا اور جب
بادشاہ کو استعمال علاج وغیرہ سے صحت کامل حاصل ہوئی نہایت دست و پاچہ ہوئے اور عداوت
بدخواہان دوست نما کی قلعی کی صورت کھلی حفظ جان کے واسطے چار چار روز بہ اپنے ہاتھہ طعام نفیسہ
ہلاک کے خوف سے کہ شاید مسموم ہوی نہ پکاتے تھے فردوران عمارت اور تلنگان ملازم سبھی جوار چنے
بھنے ہوئے لیکر اپنی جیب مین بھر رکھتے تھے اور اوسکو نوش فرماکر اوقات امید و بیم مین بسر فرماتے
تھے اس ہنگامہ مین بھی جو ارباب شرافت تھے وہ عالم مجبوری مین کنارہ کش ہوئے فقط بدخواہ قوم
ارزل اور اجلاف سے باقی رہے اونمین دو کہاریان لینے دہنیا اور دوسری ڈلوی کہ ہمہ تن
روشن الدولہ کے جادۂ اطاعت سے باہر نہ تھین صحبت انکی گرم رہی قضا کار طبیعت حضرت
کی کثرت شراب اور استعمال برف سے ناساز ہوئی اور عارضہ نے رنگ نیا جمایا صورت استسقا آشکار
ہوئی ہاتھہ پاون مین ورم آگیا کہ ہر وقت جراب و دستانہ پہنے رہتے تھے اور بیگم صاحبہ حال علالت سنکر
کبھی کبھی خبر خیریت طلب فرماتی تھین اور ارادہ آنے کا بھی عیادت کے واسطے تھا لیکن حضرت کو
منظور نہوا صاحب رزیڈنٹ بہادر سے کہلا بھیجا کہ مین بیگم صاحبہ سے ملاقات نکرونگا کہ وہ مجھکو علیل اور
بیمار دیکھکر خوشی کرینگی غرض دوسری ماہ ربیع الثانی تک اوٹھنے بیٹھنے کی طاقت تھی کہ اپنے
پاون سے چلتے پھرتے تھے اتفاقاً اوس روز طعام پختہ خانہ اناجی آیا تھا اوسمین قلیہ کریلا کا بھی
تھا اوسکو بادشاہ نے تناول فرمایا تیسری تاریخ شہر مذکور کو آدھی رات کے وقت چرکی پر گئے
اور وہان سے آکر صورت انگڑائی کی پیدا ہوئی اور تمام رونگٹے بدن کے کھڑے ہوگئے لحاف
اوڑھ لیا اب یہان روایت خلاف مشہور عام ہے بعضی اسطرح ہین کہ کشاکش مین کام بادشاہ کا تمام ہوا
اور بعضے کہتے ہین کہ ہنوز رشتہ حیات منقطع نہوا تھا کہ دہنیا مہری وغیرہ وہان کے حاضرین نے
آب تربوز مین زہر ملا کر آب خنجر آبدار کے مانند بجبر حلق مبارک مین اوتارا کہ ٹھنڈی ہوجاوین آخر نوبت
نزع کی پہونچی روشن الدولہ اور سبحان علیخان نے اگر پہلے نشتر سے پاون کی رگ ہفت اندام
کام لیا خون معلوم نہوا لیکن اناجی نے ہاتھہ نبض اپنا ناک پر رکھکر دیکھا ثابت ہوا کہ اب دم باقی نہین
لیکن اسوقت بھی اوس شیر مردہ سے زہرہ اون جیز دونون کا پانی پانی تھا اوسکو سکتہ تصور کیا

آخر کام اونکا اجل تمام کر چکی تھی مفہوم ہوا کہ شب چہارم ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ ہجری تھی طائر روح روان نے قفس تن خاکی سے پرواز کیا القصہ چھبیس برس کی عمر مین ان حضرت نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا تھا اور دس برس اس حکمرانی مین چھ کرور روپیہ سے زیادہ جو خزانہ مین تھا اور پندرہ کرور روپیہ آمدنی ملک سے نقد سوای جواہرات وغیرہ کے سب صرف کیا گلشن ایجاد مین تازہ خزان آگئی بہار گئی ہیہات کار دنیا کسے تمام نکرد ٭ ہر چہ گیرید مختصر گیرید ٭

ذکر آن مریم مکانی و فریدون بخت کا بعد رحلت سلیمان جاہ کے

جناب بادشاہ بیگم صاحبہ باسید وعدہ کہ منشی التفات حسین خان نے صاحب رزیڈنٹ بہادر کی طرف سے جاگیر کی عوض نقدی قرار دینے کا کیا تھا الماس باغ مین بمصارف مردمان نوکر نگاہداشت کا کم کر کے فریدون بخت اور عزیزون سمیت بسر کرتی تھین اور اپنے ہمشیرہ زادہ مرزا غلام علیخان نام کو سوالجواب کے واسطے خدمت صاحب رزیڈنٹ بہادر مین مقرر کیا تھا ہر چند واقعہ یا اجرای مشاہرہ یا جاگیر کا منتظر تھا قریب دو ہزار آدمیون کے شاگرد پیشہ وغیرہ ملازم بیگم صاحبہ کے تھے لیکن بسبب عارضہ حضرت ظلسبحانی کا سنکر نہایت رنج و الم مین مبتلا تھین اور بہ ایںغم تمنا سے منظور نظر تھا کہ چلکر دیدار آخری نور دیدہ دیکھون لیکن حضرت دیدہ و دانستہ چشم پوشی فرماتے تھے آخر کار وہ شب روز اجل کی آئی اور حال بادشاہ کا غیر ہوا انتظام الدولہ نے اطلاع دی بیگم صاحبہ نے گریہ جان سوز اور نوحہ غم اندوز شروع کیا اور مرزا علیخان کو صاحب رزیڈنٹ بہادر کے پاس روانہ کیا کہ اب آپکو دوستی میری بادشاہ سے اور دشمنی دشمنون کی واضح ہوگی یا اب تک دغدغہ باقی ہے آپ میرے حق مین کیا فرماتے ہین اب مین بلا توقف آتی ہون القصہ بلا انتظار جواب سواری طلب فرمائی تھی کہ پہراسی صاحب کلان بہادر نے جو متعینہ ڈیوڑھی تھا اور روشن الدولہ نے بھی یہ خبر ایصال خدمت پہونچائی صاحب رزیڈنٹ بہادر نے بواسطہ چوبدار حکم ممانعت کا دیا کہ آنا تمہارا مناسب نہین کسواسطے سیاست فریدون بخت کو تجویز ہوگی یہ تخت وراثت نصیر الدولہ سے رونق پذیر ہوگا خلاصہ یہان کب صبر ہو سکتا تھا ہر چند حکم ممانعت زبانی چوبدار پہونچا لیکن اوسنے التفات نکی اور سواری ہمیں مین فریدون بخت سمیت سوار ہو کر عازم دردولت کی ہوئین اور امام بخش سقہ دشمن آبرو

جو جنبل اونکے لشکر مین مشہور تھا ایک ہاتھی پر سوار اور دو تین سو برقنداز ہمراہ لیکر مقام حسن باغ مین پہونچکر
کہ مرزا علیخان مذکور نے آکر پیام صاحب رزیڈنٹ بہادر کمال ممانعت کے ساتھہ پہونچایا کہ مین بندوبست
آپکے دریابہ کا بقدر کفایت کرونگا آپ الماس باغ سے ہرگز ہرگز قدم باہر نرکھین کہ کوئی گل خار وار
کھلیگا مگر یہان رنگ اور ہی طبیعت مین جاتا تھا کچھ خیال ممانعت پر نکیا اور دروازہ کوٹھی فرح بخش پر پہونچین
اب یہان کی کیفیت سامعین گوش فرمائین کہ جب پہر رات کو حضرت ظلسبحانی کا روز حیات شام ہوا
اور آفتاب عمر غروب صاحب رزیڈنٹ بہادر اگر کوٹھی فرح بخش مین دو کمپنی اور دو توپین مامور کین اور
فوج انگریزی سے جابجا نگہبان مامور اور مقرر کیے اور نواب نصیر الدولہ بہادر کو بلاکر ایک طرف اوسی
مکان مین بٹھایا اور آپ اس خیال سے کہ اسوقت شور وغوغای ماتم رحلت بادشاہ کا محل مین پڑا ہے
دم صبح صورت اجلاس سلطنت ظہور مین لاونگا اور سوای فوج انگریزی دو تین کمپنی رابٹ صاحب
کی دونون سمت فرح بخش مین کھڑی کرکے اپنی کوٹھی کی طرف مراجعت فرمائی مگر چھوٹے صاحب
بہادر کو یہان چھوڑا تھا القصہ بیگم صاحبہ جب در دولت پر پہونچین دروازہ سلطانی جو بازار کپتان
کی طرف تھا بند پایا بلکہ محارسان دروازہ نے منع کیا لیکن فیلبان نے حسب اجازت بیگم صاحبہ
دروازہ کو بزور فیل توڑ دیا اور بنفس سواری بیگم صاحبہ کی بارہ دری مین عقب تخت شاہی پہونچی و
عبد الباقیخان وغیرہ فدہاری کے بلانے کو آدمی مامور ہوا چنانچہ مصطفی خان نواسہ عبد الرحمن خان کا
حاضر آیا اسوقت بیگم صاحبہ نے ہاتھہ فریدون بخت کا مصطفی خان مذکور کے ہاتھہ مین سونپا اور فریدون بخت
کو حکم دیا کہ وہ شمشیر اور بندوق ہاتھہ مین لیکر تخت پر کہ سلطنت چند ساعت کی مقدر مین تھی رونق افروز
ہونے اور بیگم صاحبہ نے اندر سواری سے فرمانروائی شروع کی اور امام بخش سقہ نے حکمرانی آغاز
پہلے رام دھن ہرکارہ کو پروانگی دی کہ سپاہیان پلٹن رابٹ کے جاکر گھر سبحان علیخان کا غارت
کرین اور اونکے لڑکون کو یہان حاضر چنانچہ روشن الدولہ اور سبحان علیخان اپنے لڑکون سمیت اوسی
جگہہ ایک مکان مین پوشیدہ تھے سپاہیان پلٹن مذکور نے جاتے ہی کھودنا مکان سبحان علیخان کا
شروع کیا اور متاع آبرو بیبہا قہر سوداگر کے خریدار ہونے کہ نظر بلا زمان بیگم صاحبہ کی روشن الدولہ پر
جا پڑی جاتا کہ دست و گریبان ہون کہ روشن الدولہ نے تلوار کمر سے لی اور ہاتھہ قبضہ پر ڈالا یہ شور
دارو گیر سنکر بیگم صاحبہ نے حکم دیا کہ یہ شخص محاسبہ دار سرکار عالی ہے اوسکو زندہ گرفتار رکھو

اور مرزا محمد حسن خان فرزند روشن الدولہ کا جو جرنیل تھا اوسنے پنجۂ لگدکوب سے بہزار خرابی رہائی پائی
القصہ اسوقت وہ صداے شور و فغان بلند تھی کہ کوئی کسی کی بات نہ سنتا تھا اسباب افضل النسا
مہری کے گھر کا لوٹ کر اوسکو بھی کشاں کشاں لائے اور مولوی غلام یحیی خان اپنی حفاظت مین جان
وآبرو کے واسطے کوٹھی فرح بخش سے دریا کی طرف کود پڑے چنانچہ اس صدمہ سے ضرب سخت پاؤن مین
آئی کہ ڈیڑھ مہینے تک سینکا کیے کثرت ورم سے قوت رفتار باقی نرہی اور ابناے سبحان علی خان نے
چاپلوسی اور کارسازی سے وہ کام لیا کہ پنجۂ عذاب سے چھوٹ کر باہر آئے اور توپخانہ مین سلامی شروع
ہوئی کہ صاحب رزیڈنٹ بہادر لے رونق افروز ہوکر ارشاد کیا کہ منا جان کو کسنے حکم سے تخت سلطنت پر
بٹھایا یہ سنکر بیگم صاحبہ نے نہیں سے جواب دیا کہ سلطنت موروثی ہماری ہے حکم دوسرے کا کیا ہے صاحب
رزیڈنٹ بہادر نے فرمایا کہ صدر کلکتہ سے سلطنت نواب نصیر الدولہ کے واسطے قرار پائی ہے لہذا مہلت
دس منٹ کی دی اور یہ گھڑی اسوقت میرے ہاتھ مین ہے خبردار منا جان کو اگر جان کی خیر منظور
ہو تو تخت سے اوٹھاؤ خلاصہ پھر اندر میعاد کے تین مرتبہ اوس مضمون بالا کو دوہرایا کچھ سماعت نہوئی
اور چٹھی انگریزی احکام صدر کی جو ہاتھ مین تھی اوسکو مرزا علیخان کو دکھا کر فرمایا کہ حکمنامہ صدر کا موجود ہے
اور ابھی دو منٹ کی مہلت باقی ہے کہ اس گفتگو مین ہاٹن صاحب بہادر یعنے چھوٹے صاحب نے آکر
چہرہ خون آلودہ اپنا کہ وہان بیگم صاحبہ سے ضرب رسیدہ تھا صاحب رزیڈنٹ بہادر کو دکھایا اور
تین کمپنی پلٹن یا نون کی توپ ہیبت اوسی عرصہ مین نازل ہوئین قصہ کوتاہ مرزا علیخان نے جو حق نمک
تھا بیگم صاحبہ کو سمجھایا مگر وہان شدنی سر پر کھیل رہی تھی اور نشہ شراب غفلت کے آنکھون مین چڑھے
ہوئے کچھ سماعت نکی ناچار صاحب رزیڈنٹ بہادر نے اون صاحب کو جو پلٹن یا نون سے آئے تھے
حکم سر کرنے توپ کا دیا یہان حکم کے ساتھ جو ماہتاب توپ پر پڑی چند چھرون مین تیس چالیس
آدمی گر پڑے اسوقت پیر نور نقال ناچ رہا تھا ہاتھ اوسکا کلائی کے پاس سے دور ہوا اور تمام انگریز
زغہ کرکے کوٹھی فرح بخش پر پہونچے اور کثرت سے دہوئین نے باروت کے اوس مکان کو غیرت
ظلمات بنادیا اور شیشہ آلات صدمہ چھرہ سے شکستہ ہوکر زمین پر گرا اور مصطفے خان جو سینہ سپر منا جان کا تھا
اوسنے دو گولے چھرے کے سینہ پر کھا کر سپہ گری کے ساتھ حق نمک ادا کیا یعنے جان شیرین
سے گذرا اور محمد سعید زخمی ہوا اور صاحب رزیڈنٹ بہادر نے منا جان کو سخت سست کہکر یہ کلام سخت ۱۹۹

فرمایا کہ جلد تخت سے اوٹھو کہ دیر گذشتہ ہونے مین نہین سپہ منا جان نے ابھی کہ جان پر بنی تھی جواب
تدرکی بہ تدرکی و بندوق کو ہاتھہ سے پھینک دیا اور دو زینہ تخت سلطنت سے اوتر کر آپکو جانب نشیب
گرا دیا اور سر و دست اندک ضرب بھی پاون مین پہونچی خاص بردار اور برقنداز بیگم صاحبہ کے بھی
براہ شرارت بندوق زنی سے بند نہ تھے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کے سپاہی گرد ہالے کی مانند
حلقہ زن ہوئے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر عالم مجبوری مین صورت تصویر ساکت تھے اور کرنیل
رابٹ نے فریدون بخت کو گرفتار کیا اوسوقت بعضے رفیقان منا جان نے ہاتھہ شمشیر پر ڈالا
تلنگہ ہاے انگریزی نے اونکو سنگینون پر رکھہ لیا جب منا جان گرفتار ہوکر صاحب رزیڈنٹ بہادر
کے پاس آیا دریا اشکون کا آنکھون سے جاری تھا مسٹر پاٹن صاحب بہادر اور بعضے اور سنگ لی سنگین
باندہ ہین اور بیگم صاحبہ بھی سمیت قید فرنگ مین تھین آخر کار منا جان بہ سمیت کلان کوٹھی مین گرفتار
ہین اور لاشین کشتون کی فرح بخش مین پڑی تھین وہ سب بیچے پھینکدی گئین اور مکان تخت
سلطنت کو پاک و صاف کرکے نصیر الدولہ بہادر کو تخت سلطنت پہ جلوس دیا حاضرین معرکہ روشن الدولہ
اور سبحان علیخان نے نذرین گذرانین اور توپین سلامی کی حسب ضابطہ سر ہوئین اور وہ آتش ہنگامہ
جو سرکش تھی فرو ہوئی اور صداے مبارکبادی ہر طرف سے بلند آہنگ تھی خلاصہ جب نصیر الدولہ بہادر
تخت سلطنت پر رونق افروز ہو چکے جنازہ سلیمان جاہ کا حسب آئین شاہانہ اوٹھا اور کربلاے مکارم نگر
مین کہ پار گومتی کے حضرت ظل سبحانی نے تعمیر فرمائی تھی و نیم تیار موجود ہے لاش اونکی دفن ہوئی
اور جب صاحب رزیڈنٹ بہادر کوٹھی کلان مین تشریف لائے بیگم صاحبہ اور منا جان کو زرد کوٹھی مین
کہ مکان رزیڈنٹی سے ملحق تھی بھیجا اور آب و طعام حاضر کیا لیکن بیگم صاحبہ نے از فرط ذلت آب و طعام کی
نہ اوٹھائی رو دیا لیکن آخر ایک پلٹن اور پچاس سوارون کی حفاظت مین طرف کانپور کے روانہ ہوئین
کرنیل ڈوی ہمراہ تھا کچھہ روز کانپور مین رہین پھر قلعہ چنار گڈہ مین جاکر نظر بند ہوئین اور کچھہ میعاد قرار
پائی۔ اوسکے بعد نواب لارڈ گورنر جنرل بہادر نے حال زار منا جان پر رحم کھا کر قلعہ سے باہر رہنے کا
حکم دیا اور دو ہزار چار سو روپیہ ماہواری سرکار بادشاہی سے صاحب رزیڈنٹ بہادر لکھنو کی معرفت
خرچ روزمرہ کے واسطے مقرر کیے گئے آخر کار سراے فانی سے سفر کرنا گزیر ہے ۱۶ محرم ۱۲۶۲ ہجری
مطابق ۱۸۴۶ عیسوی کو عروس مرگ مفاجات سے ہمکنار ہوئے اور اوسی سرزمین مین مدفون اونکا

پاتا تھا اٹھہ سو روپیہ ذاتی اونکے سرکار شاہی مین ضبط ہوئے اسکے بعد بادشاہ بیگم نے بھی سو ماہ صفر ۱۲۵۳ ہجری مطابق ۱۸۳۷ء مین پنجشنبہ کے دن شش جہت سے سفر کیا اب فقط تین سو روپیہ اولاد مناجان کے واسطے کہ دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑ گئے تھی سرکار شاہی سے ماہواری تنخواہ باقی رہی

کیفیت تخت نشینی محمد علی شاہ

جب کرنیل جان لو صاحب بہادر نے اوس دار وگیر سے کہ ہنگامہ تازہ صدای حشر برپا تھا مطمئن خاطر ہوئے بے شش و پنج بارہ دری سنگین کی آراستگی و صفائی کے واسطے حکم دیا اور لاشین اجل رسیدونکی صدف شکستہ کے مانند دریای گومتی مین کہ لب کوٹھی چھتر منزل موج زن تھا بہائی گئین خلاصہ جب وہ ایوان جنت نشان اس خس و خاشاک سے پاک ہوا حضرت محمد علی شاہ کو جو بیٹیر سے اگر کمرہ فرح بخش مین رونق بخش تھے اونکو بلاکر ابھی چھہ گھڑی دن چڑھا تھا سہ تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۲۵۳ ہجری مطابق ۱۸۳۷ء کو تخت سلطنت موروثی پر جلوہ فرمایا حسب آئین و دستور قدیم ارکین سلطنت اور ملازمان شاہی نے نذرین گذرانین جلسانہ سن مبارک حضرت ترسٹھہ برس کا تھا کہ تخت و تاج موروثی ہاتھہ آیا چونکہ گرم سرد ہوائین زمانہ کی کھا چکے تھے اور نیرنگی چرخ نیلی فام کی بچشم مبارک ملاحظہ فرما چکے تھے نہایت حسن و لطف کے ساتھہ حکمرانی کو کشادہ پیشانی رونق دی ہرچند قوت امراض سے دست و پا ناتوان ہوگئے تھے اور ہر عضو بدن ضعیف مگر بیدار مغزی نے انتظام سلطنت کو خواب غفلت سے جگا دیا طبیعت انصاف پسند تھی عروس عدالت کو حسن کے ساتھہ زیوری فرمائی رعیت نے آرام پایا غرض ہرچند ستارہ اقبال شاہی چمکا مگر ضعف و ناتوانی کے ہاتھون صورت قطب جگہ سے حرکت کرنا دشوار تھا ارکان دولت بنات النعش کے مانند حاضر حضور رہتے تھے اور اپنے کامون مین مصروف ملاحظہ کاغذات ملکی مین زنہار حرف نہین آیا بہت اچھا قلم و سلطانی نے حسن انتظام فرمایا آمدنی ملک نے رونق پائی اصراف بیجا پر تیغ قلم سونتی گئی پھر اور اسقدر اپنی کارپردازی سے صاحبان عالیشان صدر کو رضامند فرمایا کہ سولہ لاکھہ روپیہ جدید جو تنخواہ فوج انگریزی کے واسطے حسب تجویز رزیڈنٹ بہادر اور ظہیر الدولہ سفیر کے مشورہ سے سوا عہد و میثاق سابق مقرر ہوئے تھے نامنظور فرمائی اور کمال رسم و اتحاد سرکارین عالیتین مین رونق پذیر ہوئے چنانچہ وثیقہ شاہزادون اور صاحبان محلات وغیرہ کا حسب درخواست قبول کیا گیا تفصیل اوسکی یہ ہے

نواب ملکہ جہان فخر الزمانی سلطان آرا بیگم کے پانچہزار روپیہ ماہواری اور پانچ اسم صاحبان محل کے پانسو روپیہ
فی اسم سو سو روپیہ ماہواری اور آٹھہ اسم شاہزادگان والاتبار کے اونکے محلون سمیت دو ہزار آٹھسو روپیہ
ماہواری مقرر فرمائے اور سات شاہزادیکے واسطے دو ہزار روپیہ قرار دیے گئے اور چھہ اصیلون کے
لیئے دو سو چالیس روپیہ فی اسم چالیس روپیہ قرار دیے اور شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کے ایکسو
گیارہ روپیہ اور عظیم اللہخان کے دو سو بیس روپیہ دس آنہ آٹھہ پائی ماہواری تھی غرض جب اس
انتظام خانگی سے فارغ ہوئے تعمیرات عمارات کی طرف توجہ فرمائی امام باڑہ جو حسین آباد کے نام سے
مشہور عام ہے بنا ڈالی لاکھون روپیہ اس صرف مین در آیا شرف الدولہ اور رفیق الدولہ اور عظیم اللہخان
کی اہتمام مین یہ عمارت تازہ قابل دید تعمیر ہوئی مصرع تاریخ ع بگفتا فرا رشک خلد برین ۱۲۵۳ھ اور بنظر عاقبت اندیشی
مصارف امام باڑہ حسین آباد کے واسطے کاغذات نوٹ درست کروا دیے جسکی روشنی آج تک موجود ہی
بلکہ تنخواہ داری لکھنؤ کی باعث ہو رہی ہے مختصر حضرت کو بچشم محبت منظور یہ تھا کہ عہدہ وزارت نواب روشن الدولہ
سی انتزاع کیا جاوی چونکہ اونھون نے رشتہ اتحاد انگریزون سی منقطع نہ کیا لہذا انتظام الدولہ بہادر کو فتح آباد
سی بلاکر ۲۷ جمادی الثانی سنہ ہجری مین خلعت وزارت سی سرفراز فرمایا اور منور الدولہ احمد علیخان بہادر نے
سر دست عہدہ جرنیلی پایا حسب اتفاق منتظم الدولہ بہادر انگریزون کے ہاتھون سی زمانہ ماضی مین کچھہ ایذائین
پائین تھین اوسکا پاداش وزارت حال مین اوٹھا نہین رکھا اور چاہا اونکو اصلاح امور سلطنت مین منظور
تھا مگر اجل نے آنکھین دکھائین تپ محرق نے ایک ہفتہ مین شش جہت سی اوٹھا دیا ٹھنڈی ٹھنڈی سے
وارستی سے گرم رفتار ہوئے ظہیر الدولہ بہادر جو عہدہ سفارت پر مامور تھے اونکو وزارت نصیب ہوئی
چونکہ اجل خانہ وزارت دیکھہ چکی تھی دو تین مہینے کے بعد یہ بھی نہنگ ہفتہ کے لقمہ ہوئے آخرکار منور الدولہ
بہادر نے شبستان وزارت کو روشن کیا انھون نے شرف الدولہ محمد ابراہیم خان سفارت کا کام کر گئے
عظیم اللہخان کا دور تھا اور حکم صورت اسرہ بہ تمثیل مشہور ہے حضرت کے ناک کے بال تھے اور
رفیق الدولہ امام علی کا بھی زمانہ تھا غرض ان لوگون کی دوستگافیون کے وجہ نواب منور الدولہ بہادر نے
کئی مہینے کے بعد مستعفی ہو کر اپنی لواحقون سمیت زیارت عتبات عالیات کے واسطے راہ سفر اختیار کی
پر قدم مارا لاعلاج حضرت نے شرف الدولہ کو عہدہ پیشدستی پر مامور فرمایا غرض یہ صورت ظہور مین آئی
کہ کوتاہ بینی وارثانی مین سے قرار کسی نے سبکو آمادہ سفر دیکھا حضرت قدر قدرت نے علالت

مزاج مبارک کے ساتھ پانچ برس داد سلطنت دی آخر کار تپ محرقہ اور تھی عارضہ سے اڑسٹھ برس کے ہو کر پانچویں تاریخ ربیع الثانی ۱۲۵۸ ہجری کو شب سہ شنبہ کے دن شش جہت سے ناچار کوچ کیا امام باڑہ حسین آباد میں جو پیشتر سے تعمیر ہو چکا تھا دفن ہو کر فردوس منزل لقب پایا اس عہد دولت میں چار وزیر ہوئے روشن الدولہ بہادر منتظم الدولہ بہادر ظہیر الدولہ بہادر منور الدولہ بہادر اور پیشدستی شرف الدولہ بہادر کو ہاتھ آئی اور کرسی رزیڈنٹی پر پہلے کرنیل جان لو صاحب بہادر پھر کرنیل کالفیلڈ صاحب بہادر رونق افروز رہے اسکے بعد پھر دوبارہ کرنیل جان لو صاحب بہادر نے تشریف لاکر عہدہ رزیڈنٹی کو سرفراز فرمایا انھیں کے عہد سلطنت اور وزارت میں منتظم الدولہ بہادر میں علاقہ گونڈہ بہرائچ راجہ درشن سنگھ سے کہ یہ ناظم جرار مشہور تھا نکالکر وحبیبہ النسا بیگم کو جو زوجہ سیف الدولہ بہادر کے جو میر ہادی پسر زین العابدین کہلاتے تھے تھیں اور خلعت اس نظامت کا ہاتھی پالکی سپر شمشیر و تکہ وغیرہ میں پائیس پارچہ کا ہوتا تھا چنانچہ وہ علاقہ مذکور چودہ پندرہ برس برابر انکی اور ستاجری میر ہادی کے پاس رہا غرض رسم ناظم ہونے کی یہاں سے شروع ہوئی —

ذکر سلطنت حضرت امجد علی شاہ

خلف رشید حضرت فردوس منزل یعنی حضرت محمد علی شاہ نے شہر مذکور میں سہ شنبہ کے دن کہ سن مبارک پینتالیس برس چھ مہینے بیس دن کا تھا تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوئے سبحان اللہ انکی دینداری اور خداپرستی مشہور عام ہے طبیعت مبارک نہایت مذہب دوست تھے اور طریق امامیہ چند مقدمات عدالت کمال حسن عقیدت کے ساتھ سلطان العلما اور سید العلما مجتہدین کی تحقیقات و تجویز پر سپرد فرمائی چنانچہ جملہ مقدمات شرع شریف کے موافق تصفیہ پاتے تھے مذہب شیعہ نے خوب رونق پائی سنت جماعت کا شمار و حساب اہل ہنود میں تھا اور باقی حضرت آپ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے لاکھوں روپیہ زکواۃ کا ہر سال خزانہ مجتہد العصر میں پہونچتا کہ وہ اپنی تجویز و خواہش کے راہ پر صرف کرتے تھے بہشتی مدرسہ حسب تجویز مجتہد العصر درست ہوئے اور تکمیل رسدخانہ کا بھی اسی عہد دولت میں ستارہ چمکا اور پل آہنی نے دریای گومتی پر آبرو پائی چونکہ مذہب ائمہ معصومین علیہم السلام کے زیادہ تر پاسداری منظور نظر عالی تھی لہذا زمانہ ولیعہدی سے

شرف الدولہ محمد ابراہیم خان کی صورت سے کہ خلاف مذہب تھے کچھ آئینہ دل مین کدورت تھی لہذا
اونکو پسند نہ تھی سنہ ۔ رجب ۱۲۴۶ ہجری کو سر دست موقوف فرماکر نواب امداد حسین امین الدولہ بہادر
کو کہ قدیم الخدمت تھے عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا چنانچہ انھون نے اکبر علیخان ابن حیدر بیگخان
کو سر رشتہ پیشدستی پر مقرر کیا اور عہدہ دیوانی شمس الدولہ بہادر مہاراجہ بالکشن پھر فخر الدولہ بہادر
راجہ رتن سنگھ سے انتزاع ہوکر تفویض ہوا اور وزارت کی میرمنشی گری بسبب انکار فخر الدولہ بہادر راجہ
کندن لال کو ملی اور خلعت سفارت مصلح الدولہ میر حسین علی بہادر کو ہوا اور کوتوالی شہر لکھنؤ علی رضا بیگ
کے پاس تھی اور معین الدولہ سید عنایت علیخان بہادر جو حضرت کے ماموں مشہور تھے یہ مہمات سلطنت
اور انتظام نظامت ملک وغیرہ کی مشورہ کے واسطے مامور ہوے جب اکبر علیخان نے انتقال کیا کچھ دن
قطب الدین حسینخان نے عہدہ پیشدستی پر قدم مارا انکے بعد یہ عہدہ معین الدولہ بہادر کے سپرد ہوا چند روز
گذرے تھے کہ معین الدولہ اور نواب امین الدولہ کے باہم صحبت مین تفرقہ پڑا رفتہ رفتہ کچھ وہ صورتین
ظہور مین آئین کہ آئینہ ضمیر حضرت امین الدولہ کی طرف سے مکدر ہوا ناچار امین الدولہ نے عالم مجبوری
مین مستعفی ہوکر خانہ نشینی اختیار کی اور معین الدولہ نے اب بنظر دور اندیشی عہدہ وزارت سے
کنارہ کیا مگر نواب منور الدولہ کو کانپور سے بلاکر خلعت وزارت پہنایا اور آپ اوسیطرح سرانجام مہمات
ملک مین مصروف رہے چونکہ اس زمانے نے کسی کے ساتھہ وفا نہین کیا چار مصاحبین صورت
اربع عناصر محل شاہی مین تھے اونھون نے صحبت معین الدولہ کی نواب منور الدولہ سے برہم کردی
اب منور الدولہ بلا شرکت غیرے امور سلطنت پر مختار تھے چونکہ مزاج انکا ابتداے شباب سے مشقت اور
وقت پسند نہ تھا جملہ حل وعقد امور مملکت اپنے کارپردازان معتمدین کو سپرد کیے القصہ جو انتظام
سلطنت عہد فردوس منزل مین درست ہوا تھا سب برہم ہوکر کوئی صورت انصرام امور سلطنت ظہور
مین نہ آئی پھر اونھین چارون مصاحبون نے اپنے فائدے کے واسطے گل تازہ کھلایا کہ پھر حضرت
نے امین الدولہ کو گھر سے بلاکر وزارت پر منصوب کیا اور منور الدولہ کو معزول کیا مگر یہ صورت در پردہ
خلاف مشورہ رزیڈنٹ بہادر تھی چونکہ امور خانگی مین صاحب بہادر ممدوح کو مداخلت سے کچھ کام
نہ تھا قصہ کوتاہ پھر بعض حریفون نے سید حامد علیخان یعنی اعتماد الدولہ بہادر کے داماد کو عہدہ پیشدستی
وزارت پر مامور کروایا مگر یہ بھی انتظام امور مملکت نے حسب خواہش حضرت انصرام نپایا پھر سعید الدولہ

علی محمد خان ابن میر بندہ علیخان پسر وہ پیشہ ستی قرار پائی ہر چند عقل و فراست کو ساتھ کارگذاری میں عرق ریزیان
کیں لیکن چالاکیون نے انکو دعای بدبقا پر رکھدیا ناوک عزل کے نشانہ ہوئے غرض پھر اس عزل و نصب
کی بہی جملہ امور جزو کل نواب امین الدولہ بہادر کے اختیار میں در آئے ابہی حضرت نے اس بند و بست سے
فرصت نپائی تھی کہ چھبیسوین ماہ صفر ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۷ء کو سنیچر کے دن اڑتالیس برس
پانچ مہینے بارہ دن کے ہوکر عارضہ سرطان میں آٹھ روز کے اندر قدم تخت سلطنت سے اوٹھایا اور
جنت مکان بکمر فردوس منزل کی طرف سدھارے بینڈو خان رسالدار کی چھاؤنی میں لاش مبارک
دفن ہوئی دس لاکھ روپیہ تیاری مقبرہ و مصارف تعمیر امام باڑہ کے واسطے تجویز ہوئے چنانچہ یہ عمارت
عالی عہد حضرت واجد علی شاہ میں تیار ہوئی قریب حضرت گنج موجود ہے اب جنت مکان نے اپنے
صاحبان محل اور متوسلین قدیم کے واسطے کاغذ نوٹ بارہ لاکھ روپیہ کا فی ہزار پانچ روپیہ اس
تفصیل سے قلمبند فرمائے نواب مغفور محل ملکہ کشور صاحبہ وغیرہ کے واسطے چار ہزار روپیہ اور مرزا
جواد علی بہادر کے پانسو روپیہ اور نواب امین الدولہ بہادر کے پانسو روپیہ اور معین الدولہ بہادر کے
تین سو روپیہ اور نواب افسر بہو کے دو سو پچاس روپیہ اور نواب تاجدار بہو کے دو سو پچاس روپیہ
اور بہو بیگم کے سو روپیہ اور محمد شمس الدولہ کے پچاس روپیہ اور حسین علیخان کے پچاس روپیہ غرض
پھر دوسرا کاغذ نوٹ آٹھ لاکھ روپیہ کا اس تفصیل کے ساتھ قلمبند ہوا نواب حسن آرا بیگم کو دو ہزار
تراسی روپیہ پانچ آنے چار پائی اور جناب عالیہ متعالیہ کے آٹھ سو بیس روپیہ پانچ آنے چار پائی
اور نواب مغفور محل کو چار سو روپیہ دس آنے آٹھ پائی اسکے بعد تیسری بار اٹھارہ لاکھ روپیہ کا
کاغذ نوٹ لیا گیا اوسوقت میں دیوس صاحب بہادر رزیڈنٹ تھے باقی خیریت ان حضرت کی عہد
سلطنت میں پیشہ ستی شرف الدولہ کے نام رہی اور نواب امین الدولہ وزیر تھے انکے بعد منور الدولہ
ہوئے پھر انکے بعد امین الدولہ نے وزارت پائی —

ذکر سلطان عالم حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ

حالات شباب اور کیفیات انتخاب حضرت واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کے جو اپنے عہد ولیعہدی سے
وقت بقاء زمانہ سلطنت تک بقول مشہور کلام الملوک ملوک الکلام ہر شعر نظم رنگین میں گوہر آبدار کی مانند

پردے مین یہ مؤلف آوینده گوش مشتاقان تاسیج کرتا ہو کہ اوس سلیمان مرتبہ بادشاہ کی طبیعت
پر یہ شہزادہ نہایت عشرت اور اختراع دوست تھی جب پانچوین برس کی گرہ سال نے شش جہت
مین بے شش و پنج حکم فرمان روای دو عالم آسمان و ہفت زمین رونق پائی ناچار گہوارہ آغوش
دایہ رعنا نام چہل سالہ پر گوشت فربہ بدن مین پلنگ راحت و آرام کے بڑھے ہو جب اسکو تلمذ نہ تھا اور
کچھ زینہار ۔ فقط اوس سے تھا لطف بوس و کنار ۔ خوشی عیش و آرام آٹھون پہر ۔ نشاط اور
عشرت تھی شام و سحر ۔ جب عمر عزیز پہنچی اوس غیرت یوسف کی نو برس سے تجاوز کیا اور دسوان برس نام خدا
شروع ہوا مردم دیدہ کو دید دید نظارہ پری رخسار پسند آنے لگا اور نقد دل خریدار متاع محبت
کی طرف ہاتھون ہاتھ جانے لگا ناگاہ ایک عورت امیرن نام چالیس برس کی مفلس جمیل ملازم والدہ
ماجدہ تھی کم تنخواہ مگر بہت چالاک رنگین پوشاک خال مشکین چہرے پر حسن افزا زلفین سوسن سا سلسلہ پیچ
رسا طائر دل کچھ دنون اسکو دام گیسوی محبت مین پھنسا اور ایسا ہی اوبھا جب پیارا ہو وہین کسیقدر آمد شباب کا
رنگ جما یا غنچہ شگفتہ گلشن خواہش طبیعت مین مثل گل شگفتہ پایا تو طبیعت سے پیدا کیے اور رنگ ۔ اپنے آپ
دلکو حسینون کے ڈھنگ ۔ حسب اتفاق فلک شیشہ باز نے ایک پری تمثال خوشنما جسکا نام سیدی سلطان
کی دختر تھی سالہ خوش رو آتش کا پرکالہ صاحب شعور سے آنکھین دوچار ہو گئین تو فقط اور اسکی
تھی بہی شہزادہ ۔ اسی سے بالا حسن اوسکو زیادہ ۔ چنانچہ یہ بھی والدہ معظمہ کے پاس مغلانیون مین
ممتاز تھی میانہ قامت خوش اندام تھوی سر پیچ در پیچ سے عجب دست و پا انگلیان نرم نرم ۔
کہین پنجہ مہر تابان سے گرم ۔ وہ لب جس سے لعل بدخشان خجل ۔ وہ دندان کہ گوہر ہو منفعل
قیامت وہ ابروی پیوستہ تھی ۔ کہ قید دو عالم سے وارستہ تھی ۔ غضب آنکھ شوخی مین تھی بے مثال ۔
جہان چوکڑی بھول جائے غزال ۔ پڑھے تھی وہ کچھ کچھ کلام اللہ ۔ عبارت مین ہندی کے تھی
دستگاہ ۔ فن دوخت مین جیت وہ خوش صفات ۔ مگر قطع کرتی تھی رخت حیات ۔ قماش آشنا
گنجفہ باز تھی ۔ وزیرون مین فرد وہین جستانہ تھی ۔ غرض اوسکی الفت اثر کر گئی ۔ محبت مری دلمین
گھر کر گئی ۔ ناوک عشق نے دل محزون کو نشانہ کیا سے غرض زن نہ تھی مرد ہشیار تھی ۔ فہمیدہ
عقیل اور عیار تھی ۔ بڑھا ہمدگر ظاہری اختلاط ۔ اسیطرح برسون رہا ارتباط ۔ الگ سے بھی
وہ ماہ پیکر رہی ۔ رہی ہمرہی پر نہ کھل کر رہی ۔ القصہ اوس رشک ماہ اور سید احمد نام

اور چار ونچیون اکبر ... کا حاجی خانم نام بنو صاحبہ کی چھوٹی بہن تھی بیالیس کا سن سال تھا اور زینت آغوش ایک نونہال سے بہت گرم تھی شوخ تھی شنگ تھی ٭ سرو دست چیدہ خوشرنگ تھی ٭ عجب پیچ وپیچ تھے موے سر ٭ کہ شرمندہ رشک سے سنبلہ چرخ پر ٭ عجب خوشنما تھا وہ قد دراز ٭ ادا بھول جائے جہان سرفراز ٭ وہ زیبندہ تھی ابرون کی کجی ٭ جہان ماہ نو حسن کا تھی ٭ بلا خیز جسم سیہ فام تھی ٭ کہ گردش مین وہ دور ایام تھی ٭ نظر مین نہ آتا تھا موے کمر ٭ کہین ہیرے مضمون سے باریک تر ٭ جو دانتون کو دیکھا یہ شبہہ ہوا ٭ کہ خالق نے منہ موتیون سے بھرا ٭ اگر برگ گل بھی نزاکت مین تھی ٭ عقیق یمن صاف رنگت مین تھی ٭ لبون پر مسی یون نمایان ہوئی ٭ کہ اظہار شام غریبان ہوئی ٭ وہ سرمہ کہ تھا صاف شام امید ٭ سیہ روز جس سے ہوا روسفید ٭ غرض پڑ گئی جب کہ پہلے نظر ٭ نشانہ ہوا تیر غم کا جگر ٭ پلک کام کرنے لگی تیر کا ٭ کیا کاٹ ابرو نے شمشیر کا ٭ خلاصہ دل محزون اوس شعلہ رخسار کا پروانہ ہوکر خوف عزیز و اقارب نے ہاتھہ کو جوش وحشت مین گریبان تک پہونچنے نہ دیا یہ آتش محبت دامن دل مین پوشیدہ رہی کہ اس کرشمہ کش امید و بیم مین ایک ایلچی خانم سے سخن ساز عیاش دلالہ تھی ٭ سیہ فام سن مین چہل سالہ تھی ٭ اوسکے توسط سے باہم دگر ٭ کلام محبت ہوئے مختصر القصہ اس شہرہ جبین کو اپنے حسن پر غرور تھا اور منظور نظر کہ حاجی خانم کو بالاے طاق رکھے غرض ہنگامہ عشق بدرجہ باہم نہایت گرم تھا کہ اسی باہین مین ایک کنیز بنو صاحبہ کی الہی خانم نام چاردہ سالہ فیض آباد کی رہنے والی کہ اوس سے رنگ محبت جما تھا جب وہ غریب الوطن اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی شانہ عاج اور انگشتری نشانی کے واسطے دی گئی ۔

داستان پانچوین ذکر شادی کتخدائی بندگان حضرت اقدس کا اور بھڑکنا آتش عشق کا اون سینہ مین دوبالا

جب سن سترہ برس کا پہنچا والدین کو فکر شادی ہوئی پہلے پیغام دختر محمد رضی وقار ... تاجدار نام کے ساتھ زبان پر آیا چنانچہ وہ اسکندر حشمت نام برادر حضرت کے ساتھ منعقد ہوئین پھر دوسری دختر ... شادی نام ... الدولہ بہادر غلام ... وغیرہ فرزند سید زین العابدین خان کے ساتھ نسبت تجویز ہوئی مگر صورت ظہور جلوہ آرا نہوئی پھر تیسری مرتبہ دختر میر کلان کے ساتھ

چونکہ نواب شمسیتی امجد علیشاہ کے ساتھ منسوب تھی گفتگو بے روی کار آئی چونکہ عارضہ برص میں وہ دختر
مبتلا تھی یہ وجہ باعث نامقبول وصلت ہوئی آخر کار چوتھی بار ناوک تدبیر ہدف پر نہ پہونچا یعنے دختر
فرزند شرف الدولہ احمد علیخان ابن میر یوسف کے ساتھ شادی بواسطہ جانی خانم قرار پائی ۱۳ رجب
سنہ ۵۳ ہجری رسم مانجھہ وقوع میں آئی ناگاہ اس مانجھہ نے رشتہ داری طرفین کو وہ کاٹ دکھایا
کہ اونھیں دنوں میں اودھ سلطان بیگم اور اونکا ناصر الدولہ عموی بزرگوار کا آفتاب حیات غروب ہوگیا
چنانچہ دو مہینے کے بعد زہرہ و مشتری برج مواصلت میں بعد ادای رسم عقد و جشن شادی مشرف
ہوئے اور چھہ مہینے بے شش و پنج عیش و عشرت میں گذری۔

ذکر رونق بخشنا تخت سلطنت کو محمد علی شاہ کا اور ولیعہد ہونا امجد علی شاہ ثریا جاہ کا

کہ اس عرصہ میں صرصر قضا نے شمع حیات نصیر الدین حیدر بادشاہ ملقب بہ خلد منزل کو بجھا دیا اور
شبستان سلطنت فروغ جلوس حضرت محمد علی شاہ بادشاہ یعنے فردوس منزل سے روشن ہوا
تنخواہیں عزیز و اقارب کی حسب مراتب مقرر فرمائیں اور محمد امجد علی فرزند رشید جو جنت مکان مشہور ہین
انکو خلعت ولیعہدی سے سرفراز فرمایا اور پانچ سو روپیہ درماہہ سلطان العالم کا قرار پایا اور چار سو روپیہ جہت
مصارف محل یا بہ محل مقرر کیا چونکہ طبیعت حضرت سلطان العالم حسن پسند تھی پرستاران محل پر نظر خواہش
پڑنے لگی دیدہ و دانستہ یہ معاملہ آنکھوں میں اعظم بہو کے صورت خار کھٹکا چند عورتیں محل سرا میں ہوشیار
نگاہ معشوق جو شوخ اور شاخ تھیں وہ گلشن محل سے بدگمانی کی وجہ مانند خار و خس نکالی گئیں مگر بلبل
چشم حسن پرست پردہ میں نظارہ بازی سے باز نہ آیا خلاصہ جب اس کیفیت کو ایک سال کامل منقضی
ہوا نخل بطن اعظم بہو حکم خدا سے بارور ہوا یعنے نونہال نے گلشن ہستی میں قدم رکھا حسب الحکم فردوس منزل
نوبتیں شادمانی کی سر ہوئیں اور حضرت سلطان العالم کو حسب معمول خلعت عنایت ہوا اور خورشید حشمت
خطاب اور نوشیروان قدر اوس فرزند غیرت بدر کا نام ارشاد فرمایا پھر جب دوبارہ نخل تمنا اعظم بہو
سنہ ۵۵ ہجری میں ثمر مراد لایا اوسکا خطاب مرزا فلک قدر ہوا جب عالم شباب سلطان العالم جوش پر تھا اور
سن مبارک بے شش و پنج سترہ برس کا ہوا سن جوانی سے تازہ ہاتھہ پاؤں نکالے اکر ایک عورت
حسینہ بسلسلہ ملازمی میں درآئی ... بظاہر تھی وہ صورت خوش شکل [illegible] با اختیار [illegible]

ذکر عاشق ہونا اس گوہر بحر حشمت کا موتی خانم نامی ایک زن آبرو دار پر

موتی خانم نام ایک حسینہ صاحب جمال چہرہ پایان سبزہ رنگ بادام چشم کمان ابرو داغ چیچک کی آنکھون پر خلد منزل کی پرستارون مین تھی اوسکو جب سلطان عالم نے اپنی ملازمی مین جگہ دی اور یہ خبر اعظم بہو کو سر دست جا پہونچی اور قریب سے دور کی کہی آخر کار وہ قصہ بڑھا کہ عتاب حضرت امجد علی شاہ کہ ہنوز ولیعہد تھے نازل ہوا اور سلام و مجرا بند اودھر دریای جوش محبت سر سے گذرا اور رنجش حضرت ممدوح بڑھی آپ طعام چھوٹا طاقت گھٹی آخرش محبت پدری نے جوش مارا وہ معشوقہ حکم عالی کی بدولت شمع خانہ ہوئی مگر کچھ دنون کو بعد اس خیال سے کہ رنجیدگی مزاج حضرت اچھی نہین گھر سے نکال دیا مگر دریای غم مفارقت اوسکا ایسا سر سے گذرا تھا کہ پاؤن فرط اضطراب سے نہ ٹہرے کہ اسی عالم دیوانگی مین رنگ شاعری چمکا اور دیوان عاشقانہ مضمون کے ساتھ سوز دل ہوا نہ فقط اس قدر وحشت مین کسیقدر طبیعت محل کی طرف سے پھر گئی سینہ رکاوٹ کے سامان نمودار تھے غبار کدورت کے انبار تھے خلاصہ اس کیفیت سے محل کو اطلاع ہوئی صاحب شعور تھی دل مین سوچی کہ اوا سے سوز جگر چاہیے لگی آگ گھر مین خبر چاہیے چونکہ اونکو خاطر شکنی میری گوارا نہ تھی دل مضطر کو ہاتھ مین اور پاؤن راہ اطاعت سے باہر نہین رکھا —

ذکر پیدا ہونا شہزادہ فلک مرتبہ خورشید درجہ کیوان قدر بہادر کا

ہنوز بائیسوان سال سن عمر عزیز مین پورا نہوا تھا کہ پھر تیسری بار پیٹ ہوا بار ور نخل اعظم بہو پہ لایا نخل اعظم بہو جب یہ خبر آویزہ گوش حضرت جد والا ہوئی صدای شلک شادمانی گوش تک پہونچی اور خطاب اوس نونہال کو کیوان قدر عنایت ہوا قصہ کوتاہ اوسی زمانہ مین ایک زن حسینہ نہایت صاحب جمال بائیس برس کے سن و سال صاحب خانم نام مرجان فام لب قیامت کشادہ دہن سرخ و سفید پیوستہ ابرو ملازم و نگخوار جنت مکان کی تھی اوس سے رنگ صحبت جما اور نظر خواہش اوس پر جا پڑی چونکہ وہ مجبور تخیفہ بازی مین سر آوردہ تھی چند روزون مین اس سے ربط محبت بڑھا محبت کے اظہار ہونے لگے نگاہون مین اقرار ہونے لگے بیت لگا کر کبھی پان لاتی تھی وہ محبت کا بیڑا اوٹھاتی تھی وہ

ہرچند محل خاص کو اس معاملہ سے بھی اطلاع تھی جیسے یہ چرچے تھے ہرچند پہیلی ہوئی ۰۰ کبھی اونکو تیور نہ میلے ہوئے ۰۰ القصہ وہ معشوقہ شعلہ رخسار اسقدر سپہری آتش محبت مین سوختہ دل تھی کہ ایک روز کہ مجوشی محبت سے عالم بیقراری مین سندر تھا کی آتش سوزان مین لال کی اور ران چپ پہ دہری جیسے ورآئی جو وہ ناگہان ران مین ۰۰ پڑا زخم تازہ یہان ران مین ۰۰

بیان ہے پیدا ہونے شہزادی کا کہ اوسکا نام مرتضی بیگم رکھا تھا اور گذر جانا اوس معصومہ کا دنیای بیوفا سے

حکم خدا سے پہر اونھین دنونمین لبطن اعظم ہوسے ایک دختر ماہ پیکر ظہور مین آئی مرتضی بیگم نام تھا مگر چالیس دن اس شش جہت مین زندہ رہی جیسے ازل سے مکرم مقرر تھا سن ۰۰ رہی گل جہان مین وہ چالیس دن ۰۰ قصہ مختصر پہر اونھین ایام فرحت التیام مین والد کر دون مقام حضرت امجد علی شاہ نام جیسے ہوئے رونق تخت جائے پدر ۰۰ عیان بعد خورشید جیسے قمر ۰۰

اس داستان مین بیان ہے ملاقات ہونیکا عمدہ بیگم سے سلطان عالم کا عہد سلطنت حضرت امجد علی شاہ والد ماجد اپنے کے

ابھی بازار ملاقات عمدہ خانم گرم تھا کہ ایک اور عمدہ بیگم نام زن حسین و خوبصورت و خوش وضع سے رنگ صحبت جا نگر صاحب خانم نے نخار کہنا شروع کیا ۔ سنی جب خبر بیٹے اس بات کی ۰۰ تو خانم سے کیسو ملاقات کی ۰۰ سبب یہ کہ وہ صاحب اوج تھی ۰۰ ملازم تھی جنت مکان کی کبھی ۰۰

ذکر ہے شعلہ عشق بھڑکنے نھنی بیگم کے دلمین سلطان العالم کی طرف سے

زمان ماضی مین جو انشا اللہ خان نام شاعر خوش خیال تھے اونکے تین لڑکیان تھین طرحدار بڑی حیدری بیگم منجھلی محمدی بیگم چھوٹی نھنی بیگم خلاصہ یہ تینون خوش گلو شیرین ادا تھین مرثیے سوز مین پڑھتی تھین اور محل جنت مکان مین نوکر القصہ نھنی بیگم اور سلطان عالم سے بازار محبت گرم ہوا اور صورت ملاقات اسوجہ ظہور مین آئی کہ پیشتر اس سے سرفراز و نام کسبی صاحب جمال جو گانے بجانے مین مشتاق تھی اور اپنے فن مین طاق سوخنہ پارہ کی رہنی والی مساجدی پیشہ ذاتی کسبیون مین ممتاز حسب اتفاق محفل شادی برادر سکندر حشمت مین رونق پذیر تھی عالم شباب صورت آفتاب سرتاپا چمکتا ہوا اعظم سفرہ برس کی

سے جو اوس سر پہ پڑی تھی ہر دم نگاہ ؛ غضب سا سما تھا خدا کی پناہ ؛ نگاہیں ہوئیں دفعتاً جب دو چار ؛ ہوا عشق کا تیر سینے کے پار ؛ مگر جد و الد سے تھا بے خطر ؛ نہاں رکھا سنگ میں یہ شرر ؛ یہی دل میں باقی فقط ایک لاگ ؛ بجھی کو نہ پائی محبت کی آگ ؛ چونکہ وہ لڑکا محبت جوش پر تھا اور ننھی بیگم بادہ الفت سے مدہوش سے اسی وجہ سے گرم صحبت ہوئی ؛ ملاقات اونسے غنیمت ہوئی ؛ نکلی نقش خواہش ؛ جما القصہ عمدہ بیگم کی سبب سے صاحب خانم سے ملاقات ترک ہوئی اور وجہ ترک ملاقات یہ تھی کہ اونھوں نے شوہر اول سے ہاتھ نہ اوٹھایا۔

ذکر بیٹھنے تخت پر امجد علیشاہ کا اور ولیعہد ہونا سلطان العالم کا اور مبتلا ہونا ننھی بیگم وغیرہ کا

بیت ہوا عہد فردوس منزل تمام ؛ گئے سوے جنت وہ عالیمقام ؛ حضرت امجد علی شاہ نے تخت سلطنت پر قدم رکھا اور شبستان ولیعہدی نے سلطان عالم سے روشنی پائی القصہ اوسی عہد سے سلطان العالم بہادر کو یہ ہوس خیال خلوت دل میں تجلی افروز تھی کہ عمدہ بیگم برج محل میں صورت ماہتاب شرف اندوز ہوں اور اسقدر سنگ ریزے اول سے پڑے ہوئے تھے کہ آٹھوں پہر میں فرقت ایکدم کی گوارا نہ تھی اور یہ شعر اونکی زبان مبارک سے ہے سحر کسی کام کا دھیان آتا نہ تھا ؛ سلام پدر کو بھی جاتا نہ تھا ؛ یہ مانوس اونسے دل زار تھا ؛ فقط چار ساعت کا دربار تھا ؛ یہانتک دل جان سے مفتون تھا میں ؛ کہ لیلی تھی وہ اور مجنون تھا میں ؛ القصہ تیر آرزو نشانہ پر پہونچا کہ وہ محل میں در آئیں اور تمام سامان عشرت جواہرات اور پشمینہ اور سیم و زر سے آراستہ ہوا اور محل خورد مشہور خلاصہ ننھی بیگم کو یہ معاملہ بہت شاق گذرا اور محل خاص کو یہ خصوصیت و اختصاص عمدہ بیگم باعث رشک ہوا بہت ہوئی آتش رشک مشتعل ؛ کہ آتشکدہ جس سے ہو منفعل ؛ مگر اس آتش سوزان کو شعلہ زن نہونے دیا ضبط کیا بہت جلا دل نہ لیکن زبان سے کہا ؛ اگر کچھ کہا آسمان سے کہا ؛ جب اس کیفیت کو ڈیڑھ مہینہ گذرا اور آتش رشک ننھی بیگم تیز ہوئی اور بیت ہاتھ سے جاتی رہی ایک مکان چھت والے کے سر پر چڑھا کہ فرش زمین پر گر کر جان دیں لیکن بہو دوڑ کر ہاتھوں ہاتھ تھام لیا اوسی وقت سے بہت پاس اونکا کیا اور محل کرنے کا اونسے وعدہ کیا کہ اونھیں دنوں ایک دختر احمدی نام اونکے جو شوہر اول سے تھی سالہ تھے نوالہ نہنگ اجل کی ہوئے القصہ اونکو رشتہ محل میں منسلک کیا زر و سیم اور پشمینہ تمام اسباب عشرت انکو بھی دیا پندرہ روز

اونکی بھی گرم بازاری رہی۔

ذکر عاشق ہونے سلطان عالم کا نگار محل صاحبہ پر اور نقش ونگار سے دلین تصویرین بنانا وصل کی

ایکدن محفل رقص ونشاط جس سے بزم سلیمان کو رشک تھا آراستہ تھی کہ ناگاہ اس جلسہ مین بھائی سکندر حشمت بہادر بھی آکر رونق بخش ہوئے چونکہ موسم برسات کا بھی اندنون آبرو یافتہ تھا کہ ناگاہ سکندر حشمت بہادر نے بلبل صفت نوا سنجی فرمائی کہ اے بھائی آفتاب حسینون کا ابھی غروب نہین ہوا ہے اپنے ایک عورت رشک مہتاب طلب کی ہے آپ دیکھکر اوسکو نہایت محظوظ ہونگے یہ سنکر سلطان عالم بہادر ہزار دل سے مشتاق نظارہ ہوئے اور اضطراب نے کام فرمایا رات انتظار مین گذری صبح ہوئی آفتاب نے گریبان مشرق چاک کیا خلاصہ پھر دوسرے دن شہ وہی صحبت آراستہ ہوئی ٭ وہی بزم پھر آراستہ ہوئی ٭ اور جلسہ رقص سرود بہزار حسن وخوبی کے ساتھ پھر جما اور سکندر حشمت بہادر رونق بخش بزم رقص ہوئے کہ ناگاہ ایک عورت پری چہرہ حور پیکر نہایت چست اور چالاک دل آویز ادا اون کے ساتھ سرخ پیشواز مصالحہ دار اور زرد اطلس کا پائجامہ پہنے ہوئے عشوہ وناز کرتی نازل ہوئی بیت خاشستہ خون بگریبان سے ہاتھ ٭ ہنسی کبھی اوسکے سنگے ساتھ ٭ کبھی نغمہ پیرا کبھی خندہ زن ٭ ستم ناز وعشوہ قیامت چلن ٭ اٹھارہ برس کا سن سے پری تھی مگر صورت انسان کی ٭ فریدن دو بیٹی تھی پیان کی ٭ اوچل قصاب کو قریب اوس سے خوبی کا گھر تھا چونکہ طبیعت سلطان العالم بہادر حسن پرست تھی ہی پہر حکیم دوز محبت سینہ مین پیدا اور ہاتھ سے ہوش وعقل سے اوس تا پانکہ غیر از اقارب ممتاز و معتبر اوس بزم مین موجود تھے اسقدر ہاتھ دل مضطر تھام کر بیگم ضبط کیا دم تک نہ مارا بیت جنون نے گریبان کی درخواست کی ٭ وہ صحبت اوسوقت برخاست کی ٭ غرض پھر دوسرے روز وہی صحبت رقص وسرود کے ساتھ آراستہ ہوئی قصہ کوتاہ اسکے جوش محبت نے ایک درخت جمایا اور حضرت جنون نے دامن وگریبان پر دست اندازیان کین اور رنگ سرخ زعفرانی ہوا۔

حسب اتفاق نجم النسا نام بیگم خطاب بیتالیس برس کا سن وسال علی نقی خان ابن محمد علی خان کی نسبتی بہن سبزہ رنگ سرخی سے مائل خال شکین چہرہ پر کشادہ پیشانی قد وقامت مناسب زیبا

پر عقل و فہم رسا داروغگی سے سرفراز تھین اوپر قلعی الفت کی کھل گئی چونکہ پروانہ صفت محبت نثار
تھین غرض اشعارہ چو شرد البیان اونھین کے ذریعہ سے نوکر تھین ایکدن تخلیہ مین ساری کیفیت
اونسے اظہار کی اودھر نجم النسا بیگم ہزار دل سے جانفشانی مین مشہور ہوئین اور امین الدولہ جو عہد
جنت مکان مین عہدہ وزارت سے ممتاز تھے وہ اوستاد سلطان عالم بہادر کے تھے سلاطین مین
تھے انکی دستگیری کی سبب سے میر مہدی قوم سید عالی نسب اوس عہد مین تمندار بہت نیک اوقات
پندرہ روپیہ کی تنخواہ پاتے تھے گو صاف طبیعت تھے مگر بڑی نخوت سر مین چڑہی ہوئی تیس برس
کے قریب سن علم نوشت خواند پر قلم تقدیر پھرا ہوا یعنی حرف آشنا نہ تھے مگر پہلے عہدہ داروغگی سے
سرفراز تھے پھر امین الدولہ کی سعی سے کسیقدر اونکی ترقی نصیب ہوئی خلاصہ جب میر مہدی پر
رنگ وحشت طبیعت کھلا کہا کہ دشمنون کو سبب اضطراب دلکو بے تسکین نہ راتون کو خواب
نہ کسی سے علاج میرے درد محبت کا جو سینہ مین چھپا ہوا اتفاقاً ہوا کہ اس عرصہ مین دو عورتین
رقاصہ اس دوران وا تھین جو پیشتر رئیس فرخ آباد کی سرکار مین ملازم صاحب اقتدار تھین بہت
نریس نغمہ پیرا طرب کیش تھین ۔ اسی پیشہ مین وہ بھی درپیش تھین ۔ ناگاہ روزگار نے اونکے
کارخانے پر خاک ڈالی وہ صحبت برہم ہو کر لکھنؤ مین تباہی کی ماری ہوئی پہونچین اور سرکار ولیعہد
بہادر مین سر دست نوکر ہوئین دونون آپسمین حقیقی بہنین تھین اور محبوب الطاف کی بیٹیان اور
سمی تہور کے نطفہ سے غلام رضا بھائی کا نام اور تہوری حقیقی غلام نبی اور نسبتی بھائی لچھمن اور
غلام حیدر ماموون اور ماہ پیکرون کے تھے جیسا رقم ہوگی آگے جو یہ داستان ۔ مفصل
کرونگا مین اسکا بیان ۔ القصہ یہ دونون رو کش مہروماہ نجم النسا کے ہمراہ تھین اور شب و روز
خدمت گذاری مین حاضر رہان تک اونکو محبت انس اور محبت بڑھی کہ منہ بولی بہن انکو کہا خلاصہ
اثر سوز غم نے دکھایا اونھین ۔ حرارت نے میرے جلایا اونھین ۔ بھڑکتی تھی جب آتش غم کمال
وہ کرتی تھین تدبیر روح ملال ۔ غرض اوسی عالم درد و غم مین بہت سی ٹھمریان سوز و گداز کی
بھری ہوئی جو خالی مضامین حسرت آمیز سے نہ تھین موزون کین ناچار وہ تینون عورتین اور
میر مہدی جنہر رنگ سیر جی طبیعت محزون کا کھلا اسقدر کوشش و جستجو مین مردانہ وار قدم زن ہوئی
نجم النسا ستارہ سیارہ کی صورت ایکدن بہان سے گھر تک پہونچی بہت صرف نہ تقدیر کسونی لگی

پری کو وہ تسخیر کرنے لگی + حسب اتفاق طبیعت وزیرن کی پری محبت کی طرف مائل پائی سے
عجب سانحہ یہ خداداد تھا + کہ خود صید تھا وہ جو صیاد تھا + جو یہان مان تھی پہلی دلیر + وہ ہوا ان
ہوئی صورت مادہ شیر + پھرین دم بخود ہو کے نجم النسا + کہ موقع سخن کا نہ پایا ذرا + پھر آ کے دیکھا تو
یہ حال تھا + کہ بالکل پریشان احوال تھا + القصہ انسن اور یاسمن اور نجم النسا تسلیان دینے لگین
اور گویا ہوئین کہ ایسا نہو کہ یہ کثرت وحشت تمہاری کوئی فساد کھڑے کھڑے اوٹھا لے اور یہ اخبار
جنت مکان تک پہونچا دے چونکہ سلطان العالم اوس جوش عشق مین آب وطعام سے دست بردار تھے خلاصہ
ایک غلام علی نام بہاء الدولہ خطاب بھر یار پلٹن کے سالار اور دوسرے میر اکبر علی کارپرداز دیوان
عام کہ یہ بھی اکبر الدولہ خطاب رکھتے تھے اور تیسرے میر مہدی مخاطب امیر الدولہ بہت ہوئے
مستعد تھے تینون رفیق + کہ کچھ کامیابی کا نکلے طریق + مگر یان اوس پری رخسار کی سد راہ تھی
ناوک تدبیر نشانہ پر پہونچتا نہ تھا ناگاہ پھر دوسری بار نجم النسا اوس خورشید پیکر کے گھر مین گئین مگر
اوس مار گنج نے وہ رنج دیا کہ ہاتھ اوس خزانہ حسن تک نہ پہونچا بلکہ اونسے باتون مین اسطرح زہر
بھر یا سے اب آئین نگر پھر نہ آنا کبھی + نہ دیا مین صورت دکھانا کبھی + کسی طرح ہمت نہ ہارونگی
مین + دوہائی دوہائی پوکارون گی مین + ناچار نجم النسا پھر مایوس پھرین اور یہ کیفیت ساری
اظہار کی قصہ مختصر پھر سلطان العالم میر مہدی کو بلا کر ساری کیفیت حال سے آشنا کیا اور کہا بیت نہ ہوگی
جب تک وہ ماہ تمام + کیا پینے بھی ترک آب وطعام + غرض اونھون نے بھی کسیقدر اس باب مین
تامل کیا اور کہا کہ حضرت ایسا نہو کہ جنت مکان پر یہ کیفیت اظہار ہو اور تازہ آتش فساد سر اوٹھائے
غرض اسی قیل وقال مین ایک ماہ کامل گذرا اور ناتوانی نے زیادہ ہاتھ پاؤن نکالے اور تدبیرین
بیکار ہوئین و غم مفارقت سے جان زار پر آبنی کہ مکان بادشہ منزل مین پہونچا اور گلزار منزل نام جو اوس
مکان مین کمرہ تھا اوسکی تمام کھڑکیان بند کین سے ہوئی کثرت حسرت و آرزو + یہ چاہا تیغ
سے ہون سرخرو + زمین خون ناحق سے گلنار ہو + کہ گلزار منزل بھی گلنار ہو +

اب کیفیت پریون کی مختصر بیان مین آتی ہے +

یاسمن پری کا ایک عورت پردہ نشین بواسطہ میر اکبر علی آکر محل مین کھل کھیلی اور یاسمن پری خلاف ہوا

سلیمان پری سے خانۂ عشرت روکش قاف بنا پھر بواسطہ نجم النساء غرت پری کا ستارہ صحبت مین
چمکا ناچار یہ ثالث بالخیر گانے بجانے سے بے بہرہ تھین اس نظر سے اپنے دست خواہش دراز نہین ہوا
دلبر نام کسبی جو فی الجملہ دلربائی مین مشہور تھی ہر حرکات مین یکتا اور حیدری نام اپنی چھوٹی بہن کو بڑی چالاکی
سے حاضر حضور کیا یہ کم سنی کے سبب علم سرود و رقص سے محض نابلد تھی لیکن بوجہ خوبصورتی سلطان پری
خطاب دیا تھا پھر محبوب جان طوائف مرزا مہدی نام داروغہ چکلہ کی معرفت عہد ولیعہدی مین حاضر
بزم عشرت ہوئی چونکہ طبیعت عالم شباب مین حسن پسند تھی جلسہ خاص مین در آئی ماہ رخ پری نام
اوسکا قرار پایا ایکدن یہ حضرت ولیعہدی مین خدمت قلمدان سے سرخرو ہوئے تھے ہاتھی پر سوار خدمت
جنت آرامگاہ مین جاتے تھے ان اوسکی براہ استغاثہ آکر گھوڑون کے روبرو لوٹ گئی اور محبوب جان
کی طالب ہوئی یہان طبیعت آئی ہوئی تھی پانسو روپیہ دیکر اوسکو خانہ مند کیا تا راستہ دادوفریاد بند ہوا
اسکے بعد ایک وزیرن نام طوائف لکھنوی کہ رسم نامہ و پیام جاری رکھتی تھی چنانچہ یہ مضمون محبت اسکا
صفحۂ دل حضرت پر زیب قلم تھا ایکدن بزم رقص مین سر دست معروف پاے کوبی تھی اور سکندر حشمت
بہادر بھائی حضرت کے پہلو بہ پہلو رونق افروز اتفاقاً باتون باتون زبان بہادر ممدوح سے یہ مضمون
تازہ کھلا کہ مجسے بھی یہ کسبی رسم نامہ و پیام رکھتی تھی مشہور ہے فرقہ کسبی ناآشنا محض ہے دم استفسار
صاف دم انکار بھرا کہ مین خواب مین بھی سکندر حشمت بہادر سے خبر نہین گو منظور نظر بہادر ممدوح تھی مگر
صاف چشم محبت پھر گئی اور فرط حجاب سے رنگ رخ گلرنگ کا گل آفتاب کی رنگت زرد ہو گیا خم کھا کر
صورت مژگان اوس جلسہ سے اوٹھ گئی بزم رقص برہم ہوئی مگر دل حضرت کا زلفون مین اوس
محبوب جان کے اس ناپیچ کے ساتھ در پردہ مبتلا ہوا چونکہ مکان اس کسبی کا گولہ گنج مین تھا حضرت
نے اوس سے اقرار کیا کہ مین عظیم الدولہ کمیدان کے گھر مین جو تمہارے مکان کے قریب واقع ہے کسی دن
رات کو آؤنگا کہ جام اشتیاق بادۂ وصل سے لبریز ہو یہان جگہ موقع کی نہین چونکہ وعدہ مضبوط تھا ایکروز
شبکو پوشیدہ پنیس مین سوار ہو کر نجم النساء کے ساتھ مکان کمیدان مذکور مین تجلی افروز ہوئی اور
کرسی زرنگار کو غیرت برج قمر بنایا چنانچہ جو سید نقی علی خان سے بھی پہلے ملاقات اسی مکان مین ہوئی تھی
چنانچہ انتظار مین اوس گلبدن کی آنکھین ہمرنگ نرگس وا تھین مگر در پردہ مشغلہ ستار سے تھا کہ ناگاہ
وہ معشوقہ شمع صفت شبستان عشرت مین تجلی افروز ہوئی اور نصف شب سے زیادہ بڑی عیش و عشرت مین

گذری کہ دفعتاً ایک ابر سیاہ اژدہای خونخوار کی صورت فلک پر نمودار ہوا ناچار خوف باران سے اوس رات کو صورت مفارقت واقع ہوئی لیکن کئی دن رنگ صحبت اور ملاقات کا اسی طرح پر رہا اسکے بعد جو دو خواجہ سرای حبشی جنت مکان نے عنایت فرمائے تھے اونمین سے ایک کا فیروز نام تھا کہ چالیس برسین میزان کل حساب عمر مین شمار کی گئین تھین وہ نمکخوار بنکر داروغہ نعمت خانہ سے سرفراز ہوا دوسرا بشیر نام خواجہ سرای پنجاہ سالہ کو خلعت نظارت عنایت کیا چنانچہ یہ خواجہ سرا پہلے ناظر محل اور غلام خلد منزل کا تھا جب خلد منزل بہشت نصیب ہوئی فردوس منزل کے رشتہ ملازمت مین گرہ بند ہوا پہلے کسی محلون کی نظارت سپرد ہوئی پھر پلٹن گھنٹی والون کی تفویض کی گئی القصہ یہ خواجہ چالاک تھا در پردہ سپہر معدی اور نجم النسا سے رنگ نفاق جماکر بے تشش و پنج جلسہ اکھاڑا پری پیکرون کا جو منسلک رشتہ عنایات سلطانی تھین درہم و برہم کیا یعنے ایک بزم رقص و سرود منعقد تھی کہ ناگاہ ایک حیدری خانم نام گلرخسار نے سلطان عالم سے اجازت گھر جانیکی چاہی بشیر نے عرض کی کہ یہ ارباب دغا پیشہ دشمن وفا گھرون مین جاکر بازاری فرے اوڑاتی ہین اور زر و جواہر جو انعام سلطانی مین انکو دستیاب ہوتا ہے وہ یارون کے صرف مین آتا ہے نجم النسا بال سرکار سفت صورت بنا کے اشک پریشان کرتی ہے غرض ہرچند سلطان عالم اون شمشیر ابروئونکا دم محبت بھرتے تھے لیکن جب یہ جوہر ذاتی اونکے کھلے حکم دیا کہ زنہار کوئی پری رخسار سلطانی پریخانہ سے باہر جانے نپائے شعر بنین نجم سیارہ ثابت قدم ٭ جدا ہون نہ اس برج سے ایک دم ٭ یہ حکم سروش سنتی ہی وہ پری وشین دیوانہ وار مضطر ہوئین اور قیام دائمی سے اون کمان ابرؤن نے صورت ناوک گریز کیا آخر کار راز نہان والن زخم کی صورت کھل گیا تب ممانعت کی انشا نہ ہوئین بیت نکلنا محل سے اونھین تھا محال ٭ وہان تھا جلسہ عیش مین یون ملال ٭

بزم عشرت آراستہ ہونا حکم سلطان عالم رشک سلیمان و جم کا داخل انعام ہونا پری پیکرون کا واسطے رقص و سرود کے

امن اور امامن کا پدر بزرگوار نتھو نام آدرچیا اونکے غلام بخشی اور لچھمن نام بھائی اور ماموں اونکا غلام حیدر یہ چارون بے تشش و پنج رقص و سرود کے تعلیم دینے مین اوستاد کامل تھے حاضر حضور ہوئی اور حسن اپنے نغمہ پردازیون کا خوش الحانی کے ساتھہ اشتکار کیا القصہ نتھو اور لچھمن رشتہ ملازمی مین

پابند ہوئے اور چند ڈھاڑی بھی نوکر ہو گئے اور ثابت علی اور چھجو نام دونوں حقیقی بھائی ملازم ہوکر آبرو یافتہ ہوئے غرض اب شب و روز جلسۂ رقص و سرود فرحت افروز تھا جیسیت کتاب غنا وقت تقسیم تھی ہو بنیا مدرسہ طرفہ تعلیم تھی ماہ بہ فتہ بہ فتہ رنگ تھوخان بخوبی جما اوستادی پردہ حجاب اوٹھا نغمہ پردازیوں کی دین تھی علم موسیقی کو رونق دیگر ایک الحان داؤدی اوڑایا اور اوسی زمانہ مین غلام نامی ایک شخص چھیلسن بیگا سن جوان نورسہ قوت مین جواب سہراب اکر سرکار عالی مین نوکر ہوا کوتاہ قد فربہ بدن آہو چشم خوش فراج لطیف ظریف ایکدن شاخ آہو کو قوت دستی سے پارہ پارہ کیا ہر وقت حکم حضوری حاصل تھا —

ذکر آراستہ ہونا پری خانہ کا اور رنگ عشرت جمنا عیش خانہ کا

جب حور پیکر پری رخسار عورتین یکجا ہوئین حضرت نے ایک مکان جسکا خطاب پری خانہ تھا آراستہ کیا اور آلات نفیسہ سے پیراستہ چاندنی فرش کی روکش چادر ماہتاب تھی اور پردے کی تجالت وہ پردہ چشمۂ آفتاب صحن اور مکان جنت نشان کا رشک چمن باغ ارم تھا اور حوض سنگ مرمر سنگ حوض کوثر اور آب مصفا روکش آب آئینہ سکندر لب حوض پر گلدستہ ہای چینی نہایت خوشنما گل شگفتہ و شاداب اور گرد اوسکے تختون کا فرش رفعت مین ہمپایۂ عرش اور اوس فرش پر ایک پلنگ مرصع کا جو تخت سلیمانی کا حسن دکھاتا تھا بچھا ہوا اور دم دروازہ پری خانہ تک سوا خیالی پریون کے واسطے سفر مجال نہ تھی کہ فرشتہ بے حکم سلطانی اندر اوسکے پر مار سکے لکر وغیرہ نجم النسا اور اماسن اور راسن وغیرہ اور حور نژاد پریان شہ جبین بزم رقص و غنا کی تھین اور غلام رضا اور کھمن اور چھجو اور ثابت علی وغیرہ تعلیم دینے والے طلا شک تجلی افروز پری خانہ ہوتے تھے —

ذکر تجویز ملاقات وزیرن کا حضرت سلطان العالم سے عالم ولیعہدی مین

حضرت کو ایام ولیعہدی مین یہی مشغلہ تھا کہ جسقدر عورتین پری تمثال نازک خیال خوش گلو گانے بجانے والیان ساتھ آئین یکجا ہوئین اور اصطلاحی نام انکا سعروضہ تھا دقرار پایا تھا ایکدن نجم النسا اور اماسن اور راسن نے آکر عرض کی کہ حضور مبارک ہو ایک سعروضہ قلم کار دست قدرت نہایت طرحدار ستارہ نے شعر زمانے سے نایاب و یکتای عصر ہے کہیں اوسکو سلطان کی سلامی عصر ہے

نہ دیکھا ہو چشم فلک نے کبھی ٭ سنا ہو نہ گوش ملک نے کبھی ٭ عجب چاند سی شکل سے روشن چراغ ٭ دل مہ کو لالہ صفت جسکے داغ ٭ کوئی پھول اوس گل سے زیبا نہین ٭ کوئی سرو اوس قد سے رعنا نہین ٭ وہ گانا کہ زہرہ ہے اوس پر نثار ٭ بجانا کہ ہو پونکا سینہ فگار ٭ وہ جوبن وہ سن شانزدہ سال کا ٭ ستارہ ترقی پر اقبال کا ٭ وہ زلف مسلسل خجل جس سے دام ٭ سراپا حسین اور منا ہے نام ٭ حضرت کا عالم شباب بہار پر تھا کیفیت حسن سنکر ہزار جان سے ہمرنگ بلبل عاشق زار بن گئے مگر دربردہ وصل نصیب تھا اور وزیرن آتش حسد مین صورت سپند جلنے لگی آخرکار اوسنے تازہ آتش فتنہ مشتعل کی کہ وہ شعلہ رخسار کبھی حضرت مین گرفتار ہوئی غرض میر مہدی کی معرفت اوس گل اندام نے قید سے رہائی پائی اور پھر رنگ صحبت جا بیٹھے برج عشرت کی ستارہ بنی اور وزیرن پر برق مفارقت ٹوٹی کسی تھی ہی پہلے علی بخش اور نواب وزیر سے ربط پیدا کیا جب اوسنے صحبت برارنہ ہوئی سید احمد نام مرد بہ چھبیس برس کا تھا اوسکے گھر مین جا پڑی بیت جوانی مین ٹھیکے سے قسمت لڑی ٭ وہ گلشن سے جاکر قفس مین پڑی ٭ —

جانا منا کا اپنے گھر مین راہ فریب سے اور گم ہونا یار چھوٹے خان طبلہ نواز کا

جب منا مذکور شمع شبستان عشرت بنی امتیاز بیری خطاب ہوا بیت وہ نظرون مین حضرت کی ممتاز تھی ٭ وہ عیار شوخ و دغا باز تھی ٭ الغرض ایک طبلہ نواز چھوٹے خان نام اپنے فن مین بڑا ہوشیار تھا سرخ و سفید قوی سرو قد خوش روش نیک چہال چھبیس برس کا سن و سال شہر دہلی کا رہنے والا غلام علی کی معرفت اگر بلازم ہوا اور ساز و باز کیا کہ رتبہ مین غلام رضا کے ہم پلہ ہوا اگرچہ منا مذکور کو اوس سے دربردہ ساز تھا ایکدن منا مذکور رخصت لیکر اپنے گھر گئی تھی جب دو دن وعدے سے زیادہ گذرے تو نجم النسا نے اوسکے گھر کو تجلی بخشی دیکھا کہ طبیعت اوسکی ہوا کے مانند پھری ہے اور مزاج بہار کی صورت بدلا ہوا آنیسے پر بیگانہ مین انکار کیا آخرکار یہ معاملہ حضرت پر آشکار ہوا طبیعت بہار کی صورت ہاتھ سے جاتی رہی غرض جو محمد حسین نام خواجہ سرا حبشی پچیس ۲۵ برس کا جو وحیدہ النسا بیگم زوجہ میرزادی سیف الدولہ فاطمہ گونڈہ بہرائچ کے پاس تھا فرزند خواجہ سرا کی معرفت اگرچہ نوکر ہوا تھا وہ حسب الحکم حضرت جاکر منا پر گشتہ طبیعت کو گھر سے جس طرح بنا سبز باغ دکھا کر سمجھا گلشن عشرت تک لایا

بہار کی رنگت لایا لیکن غنچہ خاطر اوس سرو قامت کا یہان اگر شگفتہ ہوا یہ صحبت اوسکی پہلو مین خار خشک کا
کام کرتی تھی ہر دم کاسہ نرگس چشم کا اشک گلرنگ سے لبریز رہتا تھا کوئی وقت ابر مژگان تر برستا تھا
اور سیلاب بہ باران رحمت تھم رہتا تھا آخرکار بقول شخصے کہ افسردہ دل افسردہ کند انجمن را ناخوشی کو مجبور
ہو کر دو چار دن کے بعد اوس گرفتہ طبیعت کو اجازت گھر جانے کی دی ایک بے بہا انگشتری الماس
سمیت ہاتھ آئی چنانچہ ایک سال کے بعد وہ اجل نصیب مدقوق ہو کر جہان سے گذری یہ شعر
موزون زبان حضرت سے نثر و نظم مین در آئی بیت دیلم ورنجم او فرخناک شد ۞ بگفتم کہ
خس از جہان پاک شد ۞ خلاصہ ایکدن پری خانہ جلسہ رقص و سرود سے رشک محفل عروس تھا کہ اوس
گرما گرمی مین ایک رقاصہ شمع رخسار تجلی افروز شبستان عشرت ہوئی ہے عجب گرم رفتار وہ شوخ
و شنگ ۞ چلن سے نمایان قیامت کا ڈھنگ ۞ وہ گرمی کہ جس سے خجل آفتاب ۞ شرارت کو دیکھ
تو بجلی ہو آب ۞ وہ عشوہ کہ شیشہ مین اوترے پری ۞ وہ غمزہ کہ دیوانہ ہو سامری ۞ عجب حور وش
گندمی رنگ تھی ۞ کہ خود عقل آدم جہان دنگ تھی ۞ سن اوس شعلہ رو کا تو نہی سالہ تھا ۞ مگر چہرہ
آتش کا پرکالہ تھا ۞ سرود و غنا مین وہ مشتاق تھی ۞ کہ در پردہ زہرہ بھی مشتاق تھی ۞ القصہ
اوس لعل لب گوہر دندان کا چنپئی نام تھا اور قفیضو کسبی چمپئی والی اوسکی مان کا نام تھا باہم مردم دیدہ
نے بواسطہ رشتہ نگاہ سلسلہ محبت پیدا کیا بیساختہ اوس موزون قامت نے اپنی مادر مہربان کو یہ شعر
پڑھ کر سنایا بیت نظر آیا یوسف ہوئی دلکو چاہ ۞ ہیرا اور رستہ تھری اور راہ ۞ غرض دو توڑے
زر نقد کے دیکر اوس مالزادی کو رضامند کیا اور باب فتنہ و فساد بند لیکن یہ پرچہ جو جنت مکان
گیا ۞ زمین سے غبار آسمان تک گیا ۞ آتش غضب سلطانی مشتعل ہوئی شعلہ وش کو طلب فرمایا
عالم مجبوری تھا وہ سعد وضعہ بیسر موہری سے کے ہاتھ جنت مکان تک پہونچا اور صاف صاف یہ مضمون
موزون اوس شیرین سخن نے سنایا کیا ہے خوشی سے کیا ہینے ترک حرام ۞ خدا شاد رکھی سپہر کو
مدام ۞ خوشی سے ولیعہد کے گھر پڑی ۞ ستارہ شرف مین تھا قسمت لڑی ۞ اسکے بعد چنپئی
مادر مہربان کا اوسکے پاس تھا حضور اقدس مین پیش کیا آتش قہر سلطانی اس تقصیر سے سرد ہوئی
اور صحبت ولیعہد گرم اور بسماۃ اعظم بیگم ہوئی اسباب پری خانہ نشین کئی لاکھ روپیہ سالیانہ کا خرچ تھا
اوسی زمانے مین جو درگاہ حضرت عباس علیہ السلام شہر لکھنؤ مین مشہور عام ہے اور روشنی کی فرش

نوچندی روشن شب ماہ تمام وہان پہ سب صاحبان محل جو تماشا دوست تھین حسب اجازت
حضرت حسن آرایش کے ساتھ مشرف زیارت سے ہوئین میر مہدی اور نجم النسا نے رنگ اہتمام
جمایا لیکن روشنی پٹاخون کی اوس کثرت سے تھی کہ تماشائیون کو در پردہ لطف نظارہ بازی حاصل
تھا کبھی آنکھین لڑتی تھین اور کبھی دل زلفون مین اولجھا تھا غرض پہر رات گئے وہ سواریان پھر کر
محل مین داخل ہوئین اسی مین سے رتبہ سلیمان پری کا بڑھا زیور مرصع کار نقد جواہرات سمیت اٹھہ
آیا اور نواب سلیمان محل خطاب پایا صورت مردم چشم پردہ نشین ہوئی نقش جمال جما اور ننھی بیگم جو
بڑی ممتاز تھی یہ بھی صاحب جمال تھی جب ایام موعود تمام ہوے سلیمان محل سے گل باغ عصمت کا کھلا
یعنی لڑکی پیدا ہوئی اور ننھی بیگم کا اختر طالع بڑے برج شرف مین تھا فرزند روشن خورشید جمال ظہور مین آیا
جب یہ اخبار فرحت آثار آویزہ گوش مبارک جنت مکان ہوئی کلی کلی شگفتہ ہوئی اور طبیعت
فرط نشاط سے نہال خلعت سے سرفرازی پائی اور ننھی بیگم پر بڑی نظر شفقت فرمائی بینہ دیا اور تحفہ
فرحت فرمائی خطاب نونہال خورشید جمال سپہر قدر عنایت ہوا اور خطاب دختر رشک قمر سپہر آرا مگر وہ
نونہال گلشن ہستی بعمر شش جہت سے بہت قریب ہمرنگ فصل بہار گذرا اور اوس دختر رشک قمر کو
جنت مکان نے بلا کر آغوش راحت ہمشیرہ حضرت مین جو سرفراز الدولہ سے منسوب تھین ڈالا
تا کاوش خار غم پوتری دل سے دور ہو اور نواب خاص محل صاحبہ معروف بہ اعظم بہو جو محل سے تھین
شہنشاہ مین صاحب فرزند ہوئین بزم جشن تولد فرزند ناچ رنگ سے رونق پذیر ہوئی اور توپون کی صدا کے
شگاف آسمان کیا خلاصہ جنت مکان نے فرط نشاط و کثرت انبساط مین خطاب اوس نور چشم کا مین
ابرو کے ساتھ مرزا ابیدار بخت فرمایا اسکے بعد جب نقش حمل سماۃ فرخندہ خانم جا نظرون مین بچشم
محبت معزز اور صاحب عصمت ہوئین جب دن حمل کے پورے ہوئے دختر زہرہ پیکر برج ثور سے
آشکار ہوئی مقام خوشی تھا جنت مکان نے شمس آرا بیگم خطاب دیا ۵ مگر بعد چندے وہ ماہ
منیرہ ہوئی برج جنت کی آرام گیر ہوئی اسکے بعد ایک عورت پیاری عمدہ نام سپہر حسن کی ماہ تمام
حسین علی اور فیروز کی معرفت اگر داخل پری خانہ ہوئی اور تعلیم علم رقص و سرود پانے لگی شہنشاہ محل
خطاب ہوا پھر ایک حسین عورت پیاری صاحب جنا ہے ڈومنی کی بیٹی محمد حسین کے ذریعہ سے رونق
پری خانہ ہوئی خوش اوا اتنی تعلیمین پاکر گانے مین یکتائے زمانہ ہوئی معشوق محل صاحبہ خطاب پایا غرض

طبیعت حضرت عہد ولیعہدی مین کہ عالم شباب تھا نہایت عشق پرست اور عورت دوست تھی ایک خوبصورت خانگی امن و امان کی بدولت دولت ملازمت حضرت سے مالامال ہوئی وہی پہنچا یہ تھا اور وہی تعلیم رقص سرود القصہ اسنے بھی پری پیکر حضرت محل صاحبہ خطاب حاصل کیا پھر ایک گل اندام سبدہی جان نام حسین علی کی وجہ پری خانہ مین در آئی گانا بجانا سب کچھہ آیا دلدار محل خطاب پایا کمال خوش گلوئی رقص و سرود کے باعث آبرو پائی پھر حسینی نام رشک قمر مسماۃ بدمنا کی لخت جگر نجم النسا کی معرفت آکر حضور محل ہوئی القصہ جب فرزند بطن تھی بیگم سے پیدا ہوا بڑا سامان جشن شادی ہو پیدا ہوا گانا ارغنل مین جلسہ ناچ رنگ کا بہار افزا تھا طائفے پری رخسار رنڈیون کے جمع تھے اور بازار یا ہو کوبی گرم کہ ناگاہ ایک رشک حور اچھی صاحب نام کسبی بیبا طوائف کی بیٹی سراپا حسن سی چشم بد دور آنکھہ حضرت کی لڑ گئی سید اکبر علی نے اوسکی مادر زار کو زر نقد دیکر رضامند کیا آخر محل مین پڑی معشوقہ خاص تھی لیکن کچھہ دنون کے بعد شب وصل صبح ہوگئی وہ بیچاری نصیب صورت ستارہ صبح نگاہون مین بی نور نظر آئی لیکن دل حضرت سے افزا زیبگم سے زیادہ تر مائل تھا تیغ ابرو کا گھائل تھا وہ آتش رشک مین جلنے لگی آتش سوز غم سے صورت شمع مومی گھلنے لگی چونکہ محبت اوسکی چراغ سحری سے تھی آخر ترک ملاقات ہوئی پھر غلام علیخان مصاحب خاص غلام رضا کے باپ کی سفارش سے وہ شخص ایک غلام نبی خان نام بھائی اوسکا اور دوسرا غلام حیدر سیرا اور زوجہ غلام علیخان سرکار عالی مین آکر ملازم ہو گئی اور چھوٹے خان کی وجہ گھسیٹے نام اوسکا بھائی اور غلام حسین کی معرفت محمد حسین کہ نسبتی بھائی تھا آکر نوکر ہوئے اور چھجو خان کے دو بھائی نثار علی اور حیدری اور خواجہ بخش قطب علیخان کا بھائی سر رشتہ ملازمت مین در آکر ہر ایک کو مصاحب خطاب ملا سے عیان ہوگا برج ضیا سے قمر جو نمودار درج صفا سے گوہر جو معشوق پری جو رونق بخش پری خانہ تھی صاحب جمال ہونے کی وجہ محل عصمت مین جگہ پائی فرزند رشک حور پیدا ہوا فریدون قدر جنت مکان نے خطاب دیا پھر نواب عزت محل سے نوین تاریخ محرم کو دختر مہ جبین پیدا ہوئی اور مہر آرا بیگم سلطانی خطاب ہوا یہ دونون نونہال ایک فرزند اور دوسری وہ دختر صاحب جمال دو ایک دن چھوٹی بڑی تھی پھر اوسکو زمانے مین داروغہ نجم النسا جو دمساز و محرم راز تھین ستارہ انکی حیات کا برج اجل مین در آیا یہ شعر حضرت کی زبان سے ہے بیت جدائی کا مجکو بڑا غم ہوا ؎ اوہ چراغ لحد و داغ ماتم ہوا ؎ اسکے بعد

بچھ نہی بیگم کی معرفت ایک کسبی کریم بخش والی سے پری خانہ مین آکر اسنے بھی خطاب پایا اور ایک کسبی
فیروز اعظم ہو کے ذریعہ سے اگروزیر پری بنی جب ماہ شعبان تمام ہوا مولود شاہ امام کے دن
قصر خاقان مین مجلس عشرت آراستہ ہوئی یہ قصر خاقان گلزار باغ رضوان کا دم بھرتا تھا اور دلہن
کی صورت زیوری سے گلکاریون کی پیراستہ تھا چنانچہ کثرت روشنی شیشہ آلات سے وہ مکان سراپا نور کا
گھر تھا طعام لذیذ لطافت سرشت فرسے مین غیرت نعمت بہشت دسترخوانون مین چنے ہوے کہ جسکی
خوشبو سے دماغ اہل محفل غیرت نافہ مشک تھے یار وتن طبلہ عطار اور حضرت بھی عمدہ پوشاکی مین ہمتن
لباس زرنگار سے آراستہ اور زیورات مرصع کار سے سراپا پیراستہ ہر رنگ وہ بزم عشرت قص
وسرود سے گرم ہوئی خلاصہ اس تمہید کا یہ ہے کہ ناگاہ ایک ماہ رخسار سراپا نور اون گل اندامون مین
صورت خورشید عالمتاب آشکار ہوئی سے برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہے جوانی کی راتین مرادون
کے دن ہین نام خدا امراؤ نام اوسکا ہو اوسکی عمدہ خانم طرفۃ العین وہ ندکسی چشم صورت مردم دیدہ
نظرون مین سما گئی اور حضرت عشق نے آنکھین دکھائین ایک نونہال سرو قد صاحب جمال پیدا ہوا
سے ہوئے شاد جنت مکان شگفتہ حال ہے خوشی سے ہوا غنچہ دل نہال ہے دیا حکم … اور …
… ہوئی بزم … شکل عروس ہے ہوا جشن شاہانہ آراستہ ہے … اور … آراستہ
خطاب اوسکو روشن الدولہ … القصہ ان حضرت کو … اخر
مین ایام بلوے مین بلوائیون نے تخت سلطنت لکھنؤ پر بٹھایا اور … اپنا بادشاہ بنایا تھا
بحکم تقدیر کے گرفتار … چونکہ یہ معاملہ خلاف صاحبان انگریز تھا … سلطنت
ونیز شمالی کوہستان کی طرف سنگ آمد وسخت آمد اپنی والدہ ماجدہ ہمراہ … ہوگئے اور …
اکتوبر تک وہان موجود رہے اسکے بعد قیصر نام … خدمت … مین … تھی جب آثار حمل ظاہر ہوئے
ماہتاب صورت ابر حجاب مین جگہ پائی بعد انقضای ایام حمل جہان آرا بیگم نام لڑکی ظہور مین آئی اور …
پری اور سرفرازپری … افروزپری خانہ تھین … حمل کا ہوا … اضمحلال ہے ہوئی شاہ کو
شادمانی کمال ہے بڑی قدر عشرت … ہوئین … وہ پردہ نشین ہوگئین … کہ بعد چند سے
ہوا آشکار ہے کہ سبب یہ جدائی … نقش ونگار ہے وہ پردہ سے باہر کو آنی لگین … دستور گا…
بجالانے لگین … اور بطن … پری … سالوین … ایک لڑکا پری … پیدا ہوا لیکن … بادشاہ

چالیس دن کے اندر شش جہت سے گذر رہے تھے ہوئی فرض تعمیل رسم ادا ہوا کیا اوسکی ماور کو خلعت عطا
کر کے برطرف قید خلوت ہوئی ہوا نکلنے کی اوسکو اجازت ہوئی ہوا اسکے بعد حسن اور حیدری دو نون جو لونڈیان
جو نجم النسا مرحوم کی خدمت مین فیضیاب تھین چنانچہ غلام حیدر چیلہ کے ساتھ نکاح حسن حسب الحکم سلطانی
ہو گیا اور وہ دوسری حیدری نام سرکاری خواصون مین شامل رہی جب کچھ آثار حمل آشکار ہوئے
حضرت کو کمال حیرت اظہار ہوئی بزور تازیانہ اوس سے نوبت استفسار آئی مثل مشہور ہے کہ مار کے
آگے بھوت بھاگتا ہے اوس عیارہ نے باتین مختلف بنانا شروع کین سے کسیکا کبھی جھوٹ
لیتی تھی نام ہوا کسی پر کیے بے سبب اتہام ہوا خلاصہ جب زیادہ زجر و توبیخ کی شدت ہوئی یہ مصرع
شعر اوسکے زبان پر آیا سے کہ حمل ثابت علیخان کا ہے ہوا خطا کی خطا نام انسان کا ہو ہوا نہین فقط
ایک تقصیروار ہوا کہ اس دام مین اور بھی ہین شکار ہوا چنانچہ جو رپری نواز و ثابت علی سے گرفتار رہے
آخرکار بروقت تحقیقات جب یہ خطا بے فاش ثابت ہوئی حیدری کی سر پر گذری محل سے اخراج ہوا
اور سے حیدر فراش پسر خوانده نجم النسا کا بھی اوسکے ساتھ پایہ عتاب مین آیا پھر ایک عورت ترک سو ارلی
ہمراہی حاجی شریف جو دغا پیشہ و لا شعار تھی اوسنے نیا مضمون پیدا کیا کہ ایک خط شوقیہ کسی عاشق ارکا
لا کر جورپری کو دیا آخر اوسکی عبارت نے وہ زہر دیا کہ حضرت تک خبر پہونچی جب ہنگامہ تحقیقات گرم ہوا
تب یہ بات کھلی کہ ایک حامی کی طرف سے اوسنے یہ آتش فساد روشن کی ہے القصہ اس جرم پر
بال اوسکے سر کے مونڈ واکر بے طرفی کے ساتھ رسالہ سے باہر کیا یہ اخبار پریشان آویزہ گوش خدمت
ہوئی مزاج عالی زلف کے مانند برہم ہوا حاجی شریف پر آنچ اس آتش قہر کی پہونچی سر دست مقید ہوا
یہان طبیعت عالی کو مشغلہ عورتون سے تھا ہی کہ ایک اور وضع دار عورت اعظم ہو کی معرفت آکر داخل
پری خانہ ہوئی بلقیس پری خطاب ہوا مگر خاصیت شیطانی طبیعت سے نہ گئی اوس وزد پیشہ نے چند
تعویذ طلائی جو گلے مین فلک قدر کے زینت افزا تھے اوسپر نقش اپنا جمایا آخرکار وہ آسیب رسیدہ
ہو کر اسی جرم کی وجہ محل سے نکالی گئی پھر ایک کسبی مخاطب بہ سرفراز پری جو سر سے پاؤن تک
سراپا حسن تھی چنانچہ طائر دل حضرت اوسکے دام زلف پر پیچ مین گرفتار تھا سے دم خواب تھا اختلاط
اسقدر ہوا کہ زانو بہ زانو نشست تھی پائین سر تھا کہ طبیعت مین تھا بے قیاس ہوا بدلتی تھی اکدن مین کتنے
لباس ہوا شرارت سے پیدا انگور کا ڈھنگ ہوا سے روز لالی تھی دو چار رنگ ہوا ہنسی تھی لبوں پر کبھی یا نچلا

یہ شبخون کا ہر روز سامان تھا ؎ جبین پر تھی افشان کبھی جلوہ گر ؎ چڑھائی تھے ذرون سے خورشید پر
حنا بستہ رہتے تھے ہر وقت ہاتھ ؎ ہر انگلی مین خاتم تھی خاتم کے ساتھ ؎ تماشے کے جانے کو آئی نکل
سر شاخ مرجان جواہر کے پھل ؎ خلاصہ حضرت اوسکے دریای عشق مین اسقدر غوطہ زن تھے کہ پاس
آبرو دور تھا نہ کھانے کی سدھ اور نہ پینے کا ہوش ؎ وہی دل مین اوسکے محبت کا جوش ؎
اور اب تازہ مضمون پر نور زبان پر آتا ہے کہ میر احمد اور گوہر علی پسر خواندہ میر مذکور یہ دونون مرثیہ خوان
نہایت خوش گلو تھے اس پردے مین ٹھاٹھ انکی ملازمی کا جما اور صحبت گوہر علی نے وہ ساز
و باز گرم کیا کہ حضرت کو انکی دھن لگی رات دن ایک دم کی جدائی شاق تھی یہان تک نوبت آئی
کہ اس فن مین حضرت نے اوسکو شاگرد اپنا کیا اور دولت قرب خلوت تک حاصل ہوئی ایک دن
اوس مرثیہ خوان نے ایک عریضہ مضمون پر نور کا جبین پریون کی شیطانی حرکتین حرف بحرف تحسین
زیب قلم کیا کہ شیشہ پری نثار علی پر نثار ہے اور سرفراز پری ثابت علی کی محبت مین ثابت قدم اور
دلربا پری غلام حسین خان کے آشنائی کی غلام اور حور پری کو بھی کسی شیطان سے لگاوٹ تھی اور
سرفراز پری پر یہ بھی ہے جن سوار ہے تامل کرین کچھ دنون کہ حضور ؎ دکھادون مین آنکھون سے
یہ سب فتور ؎ یہ مضمون وحشت آمیز سنکر اونھین پری وشون کی صورت سے حضرت پریشان
ہوئی تاب نہ آئی ع نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال ؎ پریون کو اون مصاحبون کی صحبت جو
اونپر دیوانہ تھین تلکا کہ یکجا کیا کہ پردہ رخ راز نہان سے اوٹھے لیکن گوہر علی اپنے مدعا کا ثبوت
نہ دے سکا اولٹی منہ کی کھائی آبرو پر پانی پھرا غزل نصیب ہوا دربار سے اخراج ہوا مگر آتش غضب
حضرت نے در پردہ تن بدن پھونک دیا اور فرط غم و رنج نے صورت تپ و لرزہ پیدا کی پریون
سی آئینہ دل پر کدورت تھا اور مصاحبون کی صورت سے نفرت دفعتاً عارضہ تپ نے شرارت پیدا کی
چلنے پھرنے سے معذور ہوئے اوس پر سوزاک نے اور تازہ آگ لگادی ناچار چھہ مہینے کے بعد
گو کہی اس عارضہ کی سرد ہوئی اور صورت صحت نمودار مگر وہ آتش نہان جو الفت سرفراز پری کے
سینہ مین بھڑکی تھی فزون ہوئی سے عجب دل مین حسرت سمائی ہوئی ؎ اداسی تھی چہرے پہ چھائی
ہوئی ؎ رفتہ رفتہ یہ احوال زار ؎ ہوا دل کا راز نہان آشکار ؎ آخر کار معشوقہ خاص کو تاب
نہ پڑی سے کہا جان عالم نے کیا اضطراب ؎ جو کھاتا ہے دل سے طرح پیچ و تاب ؎ عالم مجبوری تھا

ساری کیفیت سرفراز پری جو زبان گوہر علی سے سنی تھی بیان کی غرض معشوقہ خاص پر ساری
کیفیت پریوں کی قلعی کے مانند کھلی تھی اونھوں نے بھی نمک تازہ کہنہ زخموں پر چھڑکا سو ہوئی
گوش زد اسلئے امر خلاف ہے کہ دل اوٹھ گیا شمہ کا پریوں سے صاف ہے گیا بھول سو رہ وہ اخلاص کا
راہ عشق معشوقہ خاص کا ہے مگر آتش محبت سرفراز پری کی ایسی رگ دل میں سمائی نہ تھی کہ وہ
آبیاری تقریر معشوقہ خاص سے سرد ہوئی گو صورت کدورت آئینہ دل پر چھائی تھی مگر محبت
بلا ہے سودا خیال سرفراز جاتا نہ تھا ہے نگاہوں میں کوئی سماتا نہ تھا ہے محبت سے تھی آتش
رشک تیز ہے نہ بجھتی تھی وہ آتش شعلہ خیز ہے یہ چند اشعار زبان حضرت سے اس مقام پر موزوں ہوئے
سے ملی آخر اکروز تنہا وہ شوخ ہے کہ میں تھا فقط اوس جگہ یا وہ شوخ ہے کیا مضطرب ہوکے اپنے
بیان ہے کہ اے بیوفا یار نامہربان ہے نظر تیری نا آشنا کب تلک ہے میرا دل اسیر بلا کب تلک
وہی تو پری ہے میں دیوانہ ہوں ہے وہی شمع تو ہے میں پروانہ ہوں ہے یہ مضمون گرما گرم سنکر
اوس سراپا حسن نے قسمیں کھانی شروع کیں اور ہاتھ پنجہ علم بردار کی طرف اوٹھایا خلاصہ عالم شباب
بھی حسن پیشوں کے واسطے ایک بلائے سخت ہے طائر دل حضرت دام زلف شبرنگ میں اوس
نازنین ستم پیشہ کے پھنسا تھا سر دست انگوٹھی اوسکے ہاتھ سے لیکے بچشم محبت منظور نظر تھا کہ گل تازہ ہم
کھائے تماشائے گلزار محبت دکھائے جب چراغ روز تجلی افروز ہوا ادائے نماز کے واسطے حضرت
اوٹھے اور چوکی پر رفع حاجت کے لیے جاکر پھر آئے آتشہ طلب فرمایا چونکہ لو شمع شرارت سے
دل میں لگی تھی چاہا کہ انگوٹھی اوس شعلہ رو کی آگ میں سر قلیان کی گرم کرے مگر گرما گرمی الفت نے
اس گرمجوشی سے باز رکھا کہ انگشتری دست معشوقہ کی آتش سوزاں میں رکھنا یہ تازہ داغ اپنے
دل مجروح کو دینا ہے لیکن جوش محبت دم کب لینے دیتا تھا اوسکی عوض منال حقہ کی نکالا آگ میں
جلاکے لال کی اور بائیں ران پر بے تکلف یہ داغ کھالے القصہ یہ سب رنگ حضرت عشق نے
جما کہ اوس گل اندام میں بوے الفت نام کو نہ تھی ایکدن اوس گلبدن نے پھر گل تازہ کھلایا لیکے
اپنی ران میں بھی جا بجا داغ حضرت کو دکھائے سو نیا رنگ اونکا تھی بہار ہے کہ گل چاندی
سہولے کے اوپر نثار ہے خدا [illegible] آنکھوں میں حضرت کے جوش محبت کی وجہ
اشک [illegible] دنوں میں نیا گل کھلا ہے یہ پریوں نے چھوڑا اسکو فریب دیا ہے

لیے حضرت سے ملتمس ہوئین کہ اوس گلشن میں زنہار تمھاری محبت کی بو نہین ہے جو سے دکھائی ہو
وہ آپکو سبز باغ تھا یہ وہ گل ہی کہاں سے جو ہر دل پر داغ تھا یہ منتہی کاوش خار غم دلین پیدا ہوئی
اور بیتابی نے ہاتھ پاؤن نکالے چونکہ یہ بہار خزان سے بدلنی تھی ہی اوسی نخل شرارت نے پریون کو
تازہ شاخ نکالی گرفتار ہونا سرفراز پری کا ثابت الدولہ کے ساتھ مسموع ہوا اور داروغہ مکانات
سے وزیر پری کی لگاوٹ سنی گئی پھر دلربا پری کی غلام حسین خان سے کیفیت آشنائی گوشزد ہوئی
لیکن وقت استفسار ہر ایک نے لب پر حرف انکار قسمون کے ساتھ آیا آخر کار کوئی علاج اوس
درد سخت کا سوای خاموشی نہ تھا لیکن دلربا پری سے کچھ کچھ صورت نگاہ نکلتی تھین پھر آنکھین سے [illegible]
جب یہ بند ہوا اور رنگ تھا پھر نہ صحبت کا اگلا سا ڈھنگ تھا آخر کار ایکدن اوس دلربا نے گل
انگشتری جو ہاتھ میں رنگ افزا تھی دکھائی مگر وہ کاوش خار غم سے ڈر گئی اور بازار عشق و تماشے کا
گرم ہوا اب وہ سرفراز پری آتش رشک میں صورت سپند جلنے لگی سے بیدلی گلگونہ عارض لگی تھا شکر
کی جگہ زہر اوگلنے لگی تھا یہ آپس میں آخر گونگی ہوئی تھا کہ اون دونون میں خانہ جنگی ہوئی تھا ادھر فوج
تھی حسن اوبار کی تھا ادھر تھی سپہ ناز و انداز کی تھا آخرکار معشوقہ نازنین نے عالم غصہ و غضب میں یہ شعر
پڑھا سے کیا مجکو لے آبرو اسقدر تھا نہ سجدہ کرون ہو جو کعبہ یہ گھر تھا یہ کہا اور سنگھاسن سوار ہو کر
اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی پھر سلطان پری بھی اسی عارضہ میں در آئی لیکن داغ کنندہ گر ساقی
پا میں دکھا کر خط صفائی دستیاب کیا اودھر تو یہ کیفیت تھی اودھر اورنگ بخش کبھی سرو قامت گل اندام
اس کی معرفت اگر صحبت عشرت مین سرفراز ہوئی جب دو مہینے کے بعد آثار حمل ظاہر ہوئے آپکو
ساتھ پردے میں جگہ پائی اور بادشاہ بخش اور دلربا پری [illegible] اہتمام ہوتی تھین زیارت
کربلاے معلے کے واسطے خواستگار رخصت ہوئین مگر حاصل نہ ہوئی ایسی ایسی باتین بسبب نفاق دلی
پریون کے ظہور میں آتی تھین اور عنایت فرمائی حضرت اوسی طرح اور طبیعت عالی مالوف وانکی
صحبت سے ہر چند یہ باتین سنتے مگر جدائی ان پریون کی طبیعت بلقیس صورت کو گوارا طبع اقدس
نہوئی اور اسی مدت عیش و عشرت اور زمانہ [illegible] میں ان پریون سے جو صاحب حمل تھین ایک کا نام فرخندہ بخش اور دوسرے
بادشاہ بخش خطاب تھا باقی چار لونڈیون کی شادی کرادی گئین چنانچہ بطن فرخندہ بخش سے شمس آرا نام دختر
پیدا ہو کر آغوش اجل میں سو گئی اس سبب سے ستارہ اقبال اسکا چمکا ہی خواص کی [illegible] تجمل نہی کا سہرا آخر کار

پھر اوس پریخانے مین دیو رشک و حسد نے گھر کیا یعنی نواب خاص محل جو مہتمم پریخانہ تھین بتقلید آتش رشک مین جلنے لگین آخر شین
پریونکی خلاف انداز یان شروع کین اور گفتگو مین بد محاورہ مہیا مین آئین ناچار وہ اہتمام محمد حسین کے سپرد ہوا اور معتمد خطاب
چنانچہ اس معتمد محمد حسین خواجہ سرا کی معرفت دو خواجہ سرا جو زر خرید سیف الدولہ بہادر میر ہادی ناظم
گونڈہ و بہرائچ تھے اور وجیہ النسا بیگم ناظمہ اونکی زوجہ کی خدمتی ایک ریحان نام بائیس برس کا
اور دوسرا حاجی شریف پینتالیس برس کا آئے اور رشتہ ملازمی مین منسلک ہوئے ایک ریحان علیخان
بنا اور دوسرا حاجی محمد شریف علیخان مگر حاجی شریف اپنی چالاکی اور خوش فکری کے باعث منظور نظر
ہوکر یہ افسری تازہ حاصل کی تھی یعنی تیس عورتین چست و چالاک چوکی اور پہرہ کے واسطے نوکر
رکھی تھین اونکو قواعد فارسی ایجاد حضرت سکھائی گئی سے یہ دانائی آئین جنگی ہوئین کہ شناسیاہ فرنگی ہوئین
بعد اسکے پچاس نفر ترک سوار و قمدار تھے نوکر ہوئے اور انکو بھی قواعد زبان فارسی مین تعلیم کی گئی
غرض وہ حاجی شریف انکا بھی افسر تھا کرنیل اور جانباز دو لفظین اور اوسکے خطاب مین زیادہ ہوئین
غرض بہر صورت فوج تازہ آراستہ ہوئی اور آلات جنگی سے پیراستہ اور سوای تیسرے وغیرہ خواجہ سرا کی
ایک خواجہ سرا بلال نام عنایت فرمایا جو جنت مکان کا تھا اسنے بواسطہ عرضی رخصت زیارت کربلاے
معلے حاصل کی چنانچہ دو ہزار روپیہ زاد راہ کے واسطے عنایت ہوئے وہ خواجہ سرا آمادہ سفر تھا کہ
دوسرے دن معلوم ہوا کہ تین پریان بھی ایک مسماۃ سرفراز پری اور دوسری یاسمن پری اور
تیسری ماہرخ پری مشتاق زیارت کربلاے معلے ہین مگر در پردہ ثابت ہوا کہ اس زیارت کی بہانے
نوجوان پرستی سوجھی کہ خوف جنت مکان خانہ دل مین متمکن تھا کارپردازان محبت نے یہ راہ تازہ نکالی
یعنی ماہ رخ بیگم میر مہدی نے سرو ست چاہا کہ سید ابراہیم اور وہ ماہ رخسار دونون مجتہد کے پاس گئے
اور بحکم شرع رشتہ عقد مین پابند ہوئے خوف ناگہ دل سے نکلا پھر سید ابراہیم نے آکر ہی اوسکو
طلاق دیدی جدائی شاق تھی محل مین حضرت کو اس فریب سے بدمحل آپہی طالع سکندری تھا سکندر بیگم
خطاب پایا یہ کیفیت عمدہ خانم سنکر اپنے جامہ سے باہر ہوئی آخر کار اوس دوزخی نے استغاثہ قبلۂ مکان
سے پیش کیا کہ اس عہد معدلت مہد مین ظلم زبردستی ظہور مین آئی یہ عہد آپکا سلطنت
میرے جگر مرزا ولیعہدی خلاصہ کیفیت استغاثہ سے مطلع ہوکر سکندر بیگم کو سرو کاری پہ طلب فرمایا
چونکہ اوسکو حرام سے انکار تھا استغاثہ مذکور نامسموع ہوا اسکے بعد الماس اور الماس کی بہن جو مہتمم

پری خانہ تھی دیو قضا کے آغوش مین در آئی یہ سانحہ باعث رنج و الم حضرت کا ہوا محمدی نام کہاری
جو پیشتر ملازم خلد منزل تھی اب اس سرکار مین آکر نوکر ہوئی کہاری تھی سواری دی مگر حکم عدول
کیا گھر بیٹہا قبول نہ کیا چشم بد دور وہ نرگسی چشم اس درجہ منظور نظر محبت تھی کہ حضرت صبح اوٹھکر منہ
اوسکا دیکھتے تھے اور خاصہ کھلانے سے ممتاز تھی مہر خطاب ملا اور دو عورتین پری پیکر کم سن
دریائے شباب مین ڈوبی ہوئی معرفت اعظم ہو آکر خواصون مین شامل ہوئین ایک نے نشاط بخش
اور دوسرے نے الطاف بخش خطاب پایا ہر چند منظور نظر تہین مگر روبرو بیٹھنے کا حکم نہ تہا مگر خلوت
نصیب تہین محمد حسین کی معرفت ایک نگین اور ایک جان بخش شیرین نام نے آکر شیرین خطاب پایا پھر اس
شیرین کی چاشنی اقربہ سی فضہ نام گلشن جان بخش سی بہار آکر ملازم ہوئی آغوش محبت مین جگہ پائی نظر فیض مین
ممتاز تھی خدمت مین سرفراز تھی پھر اسی شیرین حور پری کی وجہ جو محرم راز تھی ایک عورت گروہ جنبش
سی شکین نام لیلیٰ فام آکر خواصون مین منسلک ہوئی غرض اوسی زمانہ مین چہہ لونڈیان جو جنت مکان
کی تہین محبت کی نظرون سے گرین چند روز طبیعت حضرت صورت نگار و پہری رہی آخر کار محل کی
سفارش سے پھر اون آئینہ رخون کی صفائی ہوئی مگر کدورت جگہہ ہی نہ گئی گو ظاہر مین عنایت تہی
مگر باطن مین نفرت قصہ مختصر بلال خواجہ سرا تو جانب منزل مقصود روانہ ہوا فضل خدا شامل حال
تہا ایک سال کے بعد وہ دولت زیارت سی مالا مال ہوکر پھر آیا اور پھر دوبارہ چہہ مہینے کے بعد حاجی
بلال نے وہی سوال زیارت موصوف کا کیا حضرت نے پھر دو ہزار روپیہ مرحمت فرمائے اور اس
خیال سے کہ باز رکھنا ایسے سفر نیکیا سے خلاف مذہب ہے اون ہر پریون کو بھی چار ہزار روپیہ دیکر
اجازت جانے کی دی اور انھون نے بھی سامان سفر تیار کیا اور آمادہ روانگی ہوئین لیکن یہ عورتین
ناقص عقل مشہور ہین بدنصیب تہین عذر مصنوعی زبانون پر لائین فرمی بیان کے اس سفر دریا سے
ہین کہان تھے اوس عزم سے باز آئین مگر نا ممتاز رہین وہ حاجی بلال راسخ الاعتقاد دیکھا چالکہ منزل مقصود
پہونچا اس زمانے مین پھر ایک عورت نے محل خاص مین چڑکر نور افشان پری خطاب حاصل کیا اور
تھوڑے دنون کے بعد زیارت کربلائے معلے کی طرف حسب اجازت روانہ ہوئی. اب حضرت کو
عہد ولیعہدی مین یہ فکر ہوئی کہ سب مصاحب جو سنت جماعت سی ہین شیعہ ہون اگرچہ حرف سوال
زبان مبارک پر آیا مگر اودھر سے انکار سخت رہا نہار اس سایہ کے نیچے نہ آئی تھی آخر کچھ ایسا سحر و افسون

حضرت نے وہ کام فرمایا کہ اون سبھون نے شیعہ بننا بخوشی خاطر قبول کیا اور سید محمد نام جو مجتہد العصر
اوس زمانہ مین تھے اونکے گھر جاکر یہ نقد مذہب تازہ حصول کیا خطابون سے اس طرح مشرف
ہوئے قطب علیخان کا نام غلام یداللہ خان ہوا اور نتھو خان غلام علیخان بنے اور لچھمن غلام حسینخان
ہوئی سبحان اللہ اوس لباس سے اس لباس مین اگر زیادہ تر منظور نظر ہوئے خطاب پائے سچ ہے
دنیا مین دولت ایمان ہے القصہ طبیعت حضرت عشرت پسند تھی ہی ایک بنگلہ فلک سیر نام صحن
باغ مین قصر جہان کے مانند ہزار حسن و خوبی سے آراستہ تھا اوسمین یہ حضرت شاہ نے ولیعہدی
مین ایکدن شگفتہ دل طبیعت نہال بہار افزای بنگلہ تھی ابھی گھڑی دو گھڑی دن باقی تھا کہ ابر رحمت
نے نیسان صورت گوہر افشانی شروع کی اور چند مصاحب ثابت علیخان اور غلام رضا اور چھجو خان
اور قطب علیخان وغیرہ صورت ہالہ اوس خورشید برج سلطنت کے گرد حلقہ زن اور حکایتین رنگین
گلستان سے اچھی زیب زبان یعنے ہمرنگ بلبل ہزار داستان وہ جملہ نغمہ پرداز تھی کہ ناگاہ حسب
اشارہ تیغ ابرو حضرت ایک بہروپیہ زخمی صورت خون چکان شمشیر بکف نے آکر حملہ کیا کبھی
جھومتا گرپڑتا ہوا ؎ لہو سارے تن سے ٹپکتا ہوا ۔ غضبناک کھینچے ہوئے تیغ تیز ۔ کیا
حملہ شہ پر بقصد ستیز ۔ حضرت نے بھی رنگ تجاہل عارفانہ جمایا لباس بیقراری و اضطراب زیب تن
فرمایا وقت اضطرار تھا کہ غلام رضا خان اور چھجو خان اوٹھکر اوس سے دست و گریبان ہوئے
قریب تھا کہ اوسکی شمشیر آبدار جو لہو سے بھری تھی چھپکر کام اوس دشمن عقل کا تمام کرین مگر حضرت
سینہ سپر ہوئے قلعی اوس روپ کی کھل گئی مگر کمر مین اوس بیچارے کے اس دار و گیر مین ضرب آگئی
لیکن قوت انعام نے تندرست کر دیا غرض اسکو نقد ملازمی ہاتھ آیا اور اون خاص مصاحبون کو
اوس جانفشانی کی وجہ دل مین جگہ پائی پانچ پانچ سو روپیہ ایک ایک کو عنایت ہوا اور آبرو دار تلوارین
اور سپرین دھوم دھڑیان تنخواہون کی اور پورائی ڈھالین شمس و قمر کا جواب اور سنہری قبین ولایتی مرحمت
ہوئین خلاصہ خاص مکان خوابگاہ مین محل سے محل پلنگ پر چوکی پہرہ ان جانبازون کا مقرر ہوا
اب اور بہار تازہ کی گلشن عشرت مین آمد آمد تھی یعنے مسماۃ مہنک پری کا شجر تمنا بار حمل سے پھلا تھی
مانند بوئے گل بے حجاب تھی اب چشم بد دور صورت مردم دیدہ پردۂ عصمت مین جگہ پائی افتخار النسا
خطاب ملا غرض جب مدت حمل جو نو مہینے کی تھی طے ہولی بے شش و پنج ایک لڑکا رشک مہر

افق امید سے طلوع ہوا اور شبستان مادر کو روز خوشی سا منور کیا لیکن جو بقا ہے ذات حق کو ہے دو چار ہی
دن زندہ رہا اور آغوش دایہ لحد مین سویا —

تعمیر ہونا ایک باغ غیرت فردوس کا

اوسی فصل مین حضرت کو وقت ولیعہدی مین ایک باغ کی تعمیر و آراستگی منظور تھی چنانچہ اہتمام اوسکا
علی نقی خان کو تفویض ہوا انھون نے مسیحے مسعود خان کو خلعت داروغگی دلا کر اوس کام پر مامور
کیا چند عرصے مین وہ باغ گلزار ارم کا تازہ داغ دینے والا ہزار رنگ سے آراستہ اور تعمیر ہوا دنیا کی
اشجار گل دار رنگ افزای چمنستان تھے اور گنجان بڑے درختون کا اسقدر ہجوم تھا کہ ٹڈی دل ہوا
سا یہ مین آتے ہوئے ہچکچاتے اور لرزہ آتا تھا جاتے ہوئے اور کسی شکاری صیاد کی طبیعت کی مجال
نہ تھی کہ نظر بد سے مرغان چمن پر آنکھ ڈالے اور چشمہ اسے آبدار چشمہ خورشید کے مانند آبدار و روشن ایکا
نام چشمہ شیرین تھا جسکو سنگ تراشان فرہاد نژاد نے تراش کر سنگ مرمر ہی اور مرمر سے مرتب کیا تھا اور دوسری نہر کا
نام چشمۂ فیض اوس نہر کا طول چالیس گز کا تھا اور عرض اسکا پندرہ بیس گز ہو یا دہ مین اور فوارے نور کے
نہایت آبدار اور مکانات اوس باغ کے قصور جنان سے حسن و زینت مین کم نہ تھے خلاصہ نام خوابگاہ
اس باغ راحت فزا کا حضور باغ تھا اور شہنشاہ منزل ایک مختصر سا مکان فصل سرما مین رہنے کو قابل
اور ایک چھوٹا سا حوض درمیان اوسکے بڑے لطف کا آبر و بخش اور ایک مکان جہان طول مین اوسکی
مقابل فصل گرما مین دل کو ٹھنڈا کرنے والا تھا ہر طرف فرش سنگ مرمر مرتب تھا اور مکان
خاص خطاب اور تیسرا مکان جنت نشان فلک سیر نام جسکے صحن بہار افزا مین ایک بنگلہ طرحدار نو عروس
کے مانند آراستہ خلاصہ موسم برشکال کے واسطے نہایت دلچسپ اور ہوادار چنانچہ نقی علی خان
نے اس کام کے اہتمام سے وہ سرسبزی پائی کہ خبر اور کل کامون مین اختیار کامل حاصل ہوا انہوا نکی
عمارت کی بھی اگر سیر مہدی کو یہ رنگ خوش نہ آیا چو ردون مین صورت و زد و نشار رہنے لگا اور خار حسد کے
گل کھلا یا کیا کاوشین پیدا کین —

میلہ قیصر باغ

سے ۵ فرین قال پکار و حال بدولت جلسے نے پر یون کے حضرت کو مرتبہ سلیمانی بخشا بات و رقص و سرود

گذرتے تھے ایک ایسا تازہ یہ رنگ لائی کہ حضرت نے لباس جوگیون کا زیب بدن فرمایا معشوقہ خاص اور
سکندر بیگم جوگن بنین انیس الدولہ اور رفیع الدولہ اوسی خاکستری لباس مین شریک جلسہ تھے غرض
یہ جوگیا محفل قابل دید ہے ساون کے مہینے مین دو تین برس برابر رنگ اسکا جما رہا اسکے بعد ایک چھوٹی
صاحب طوائف ساکن گولہ گنج جو بڑی صاحب جمال تھی اوسکے اشتیاق ملاقات مین لباس ترکانہ پہنکر
حضرت نے روپ اپنا بدلا سفید سیف بغل جلوہ گر ہوئے پیچھے کی جوڑی تھی زیب کمر ہاتھ جلالہ
اندھیاری رات مین دو رفیق محرم راز ساتھ لیکر گولہ گنج مین چھوٹی صاحب کے مکان پر پہونچے یہان
اتفاقاً جوان مسلح بیٹھے تھے کہ حضرت نے اندر چوکھٹ کے قدم رکھتے ہی بکشادہ پیشانی پیشتر قدم بڑھا کر ایک
کرسی پر جلوہ فرمایا اور اون ہمراہیون نے اوس معشوقہ صفت نازنین سے اظہار کیا کہ یہ شخص تازہ وارد
شہر دہلی کے امیرون مین صاحب رتبہ ہے اور رسالہ سوارون کا پاسنام فی الحال اس شہر لکھنؤ مین
فروکش ہین چونکہ عاشق مزاج حسن پرست تھی بھا ہی کشش محبت یہان کھینچ لائی ہے یہ سنکر وہ معشوقہ
نہایت لطف سے پیش آئی عطر اور پان کا رنگ جما کچھ گانے بجانے کی چھیڑ چھاڑ ہوئی غرض ایک
بلی بھی اوس معشوقہ گرد بیکین کے گھر مین تھی جسکا سوتی نام تھا کمال خوشرنگ اور صورت دار جب
اس جلسہ مین پہر رات باقی رہگئی کہ چرخ فلک نے آنکھین دکھائین یعنی عمرخان تھانہ دار وہان پر نازل
ہوا اور چاہا کہ قدم زینہ پر رکھے مگر اوس عیارہ نے کوئی فقرہ تازہ دیکر آئی ہوئی بلا کو سر سے ٹالا حضرت
نے بھی موقع پاکر انگوٹھی اوسکی نشانی کے واسطے لیکر برخاست فرمائی ابھی قدم زینے سے اوترے کہ پہرا
تھا کہ سواری بخش علی کی دوچار ہوئی چونکہ وہ بہرحال چھپنا منظور تھا ایک بازاری دوکان مین بچالائی
چیک مع الخیر اپنے محل مین پہونچے اب اور داستان تازہ مشتاقان تواریخ گوش فرمائین کہ ایک
مکان وزیر منزل نام شاہ منزل کے قریب تعمیر تھا چنانچہ اوسکے روبرو ایک قبر شہید مرد کی قدیم
تھی اوس پر درخت پیپل کا سایہ افگن حسب اتفاق حضرت اوس مکان مین رونق بخش تھے ایک مصاحب
چھوٹے خان نام ہمنشین تھا یہ اشعار زبان حضرت سے موزون ہوتے اوسے اور حسن صورت مین یکتا
انتخاب ہے اور دیکھا وہ اکبولا جواب ہے ہوئی بحث اکدن اسی بات مین ہو چلی چوٹ باہم ملاقات
مین ہوا آخر یہ بات ٹھہری کہ اگر کسی صاحب جمال طلب ہو جسکو وہ پسند کرے وہی صاحب وضع
اور خوش جمال ہے چنانچہ ایکدن رات کے وقت ایک کسبی نہایت حسین جسکی خرچی ایک اشرفی تھی طلب

کی گئی اور چھوٹے خان لباس خوبی سے آراستہ عطر مین ابسا ہوا اوس پری رو کے ساتھ ایک
مکان دلکش مین گرم اختلاط تھا کہ حضرت بھی کلاہ سادہ سر پر رکھے اور چادر سفید سپید کر اوس جلسے
مین پہونچے خلاصہ چھوٹے خان نے بڑی شکست پائی یعنے نگاہ محبت آمیز اوس جادو چشم کی چشم بد دور
حضرت سو لڑی صورت خوب اور وضع خوش انکی پسند آئی پھر اکدن حضرت بزم نشاط مین مصروف
عیش و طرب تھے اور بزم رقص و سرود منعقد کہ معشوقہ خاص نے آکر تازہ خبر دی کہ یہان حضرت
سیر باغ مین شگفتہ دل ہین اور ادھر نثار علی شیشہ پری کے ساتھ گل تازہ کھلا رہا ہے یعنے جستین
شیطانی کرتا ہے ابھی یہ کلام ناتمام تھا کہ شیشہ پری بھی دولھن کی صورت آراستہ سایہ کی شکل معشوقہ
خاص کے پیچھے آپہونچی خلاصہ بالمشافہہ وہ باتین جو کانٹے کی طرح دل مین چبھ رہی تھین زبان حضرت پر
آئین مگر شیشہ پری کچھ دیوانی نہ تھی قسمین کہا کر نشانہ ناوک غضب حضرت سے محفوظ رہی مگر معشوقہ
خاص نے خون جگر کہایا اور کچھہ بن نہ آیا مگر عمدہ نام کہاری نے جو خدمتگذار اوس غیرت گلزار کی تھی اوسکی
اظہار کیا ع نہ تھا جھوٹ رکھتی تھی وہ لا کلام ٭ نثار علی سے سلام و پیام ٭ قصہ مختصر حسب حکم النساء کی
بیچ لحد مین قیام کیا کار و بار محل مین خلل واقع ہوئے آخر میر مہدی کی معرفت امراو بیگم و وفا بیگ خان کی
بہن جو بھائی قدسیہ بیگم کے تھے عہدۂ دارو غگی محل پر مامور ہوئی پینتیس ۳۵ برس کا سن فربہ بدن سرخ
و سفید کلان چہرہ دراز قامت مگر حاجی شریف کی وجہ اوسکی دارو غگی نے رونق نہین پائی ع فقط
اوسکی دارو غگی کا تھا نام ٭ کہ حاجی شریف اوسکا کرتے تھے کام ٭

داستان

ع حقیقت مین آنکھین ہین کس کام کی ٭ یہ نہ دیکھین اگر گردشین جام کی ٭ اب طبیعت حضرت کی
مائل انتظام امور عمارت ہوئی میر مہدی کو امیر الامرا صاحب خطاب عنایت ہوا اور سید جعفر علی
انشا پرواز نے انکی نیابت سے سرفرازی پائی پھر چھوٹے خان نے دارو غگی کبوتر خانہ مین بڑی آبرو
حاصل کی اور شیخ محمد نامے نے اوسکی پیشدستی مین پیروی کی اور غلام رضا خان نوسلم خلعت عنایت
سلطانی سے مخلع ہوا اور کاشی رام مصور کو نیابت ملی معتمد علیخان کو اہتمام خزانہ سپرد ہوا اور حسین علیخان
نے معتمد علیخان کے ذریعہ سے اہتمام قصر خاقان و شہنشاہ باغ مین رنگ جمایا اور مکان جہان نما بھی

پاٹھا مامور ہوا اور سعادت مسعود کو علی نقی خان کی بدولت خلعت اہتمام باغ حضور عنایت ہوا اور چھوٹی خان کو
خاص محل سے تعلق تھا اور معشوق پسند اور عاشق پسند اور چپ منزل اور راست منزل اور قصر بلند اور
قصر مینا اور دل پسند یہ مکانات ثابت علیخان کے سپرد ہوئے اور مکانداری بھی انکے حوالے تھے بعد اسکے
یہ حکم ہوا کہ ایک باغ جو گلشن ارم کا داغ دینے والا ہو تیار و تعمیر کیا جاوے غلام رضا خان اور ثابت علیخان
محمد علیخان اور کاشی رام چاروں شخص اس کام پر مستعد ہوئے اور ایکبار چاروں طرف سے رنگ
اہتمام جمایا [illegible] ہوئے مستعد اپنی اپنی طرف ہو شجر گلشن آرا ہوئے صرف یہ صرف ہو غرض پانچ لاکھ روپیہ
صرف ہو کر ایک برس ورن میں یہ گلشن ایجاد تعمیر و تیار ہوا اور درمیان میں اوس باغ کے ایک مکان کرنشان
مسجد بھی اوسمیں ہو بہو تیار ہوا اور ایک کرہ اوس عالیشان قصر میں مختصر یعنے خانہ خدا تعمیر کیا گیا
ہر ایک مکان صورت مسجد کا تھا سبحان اللہ وہ قصر سراپا مسجد تھا اور عالیشان دروازہ اوسکا بام
فلک سے ہم پایہ تھا اور ایک سڑک اوس مکان سے دریا تک جاری جب یہ گلزار بہار افزا تعمیر ہو چکا
سکندر بیگم کو خلعت سمیت عنایت ہوا جب چراغ انکے حیات کا صرصر فنا نے بجھایا پھر وہ مکان قبضہ حضرت میں آیا

رہس کا بیان

اب طبیعت حضرت اہل ہنود کی رہس کی طرف متوجہ ہوئی کئی لاکھ روپیہ اسکے درستی اسباب و سامان
میں صرف کیا گیا خلاصہ ایک رات کو یہ بزم عشرت افزا منعقد ہوئی جملہ صاحبات محل بر محل چلمنوں میں
جلوہ آرا تھیں یاسمن رخ پری نے لباس کنھیا کا زیب تن کیا مرلی مکٹ پہنا جسکی وجہ سراپا نور تھی اور
سلطان پری نے انکو صورت رادھا بنایا سر سے پاؤں تک نور پری نے انکا نور کا بنا دیا عشرت پری
دلربا پری حور پری یاسمن پری مہ لقا پری یہ سہیلیاں اونکی تھیں غرض وہ رنگ اس جلسہ نے
روپوش بزم رہس میں جمایا کہ ہر تماشائی عالم وجد میں تھا ایکدن ذریہ منزل سے جلوخانہ تک حکم دیا کہ جلسہ
میلا کا آراستہ ہو مسماۃ پیاری طوائف پروردۂ عمدہ خانم کو صاحب حسن تھی مگر احول چشمی نے اوسکو
عین صحبت میں چشم خواہش کی نظروں سے گرادیا اور چھوٹی گوہر سے گوہر آبدار دریائے صحبت دستیاب
ہوئی اور ولایتی نام پری پیکر سے ربط محبت بڑھا اور گھٹا بھر امراؤ نام چھوٹی خانم والی سے ملاقات ہوئی
اور کنھیا نام طوائف گانا کی نوچی نے چاہا کہ حضرت سے سلسلہ محبت بڑھائے مگر نقد وصال میسر نہوا

آخر احمد علی نام جو ایک شخص رذیل قوم آوردہ اعظم الدولہ کا تھا اوسکے گھر شیرہی اسکے بعد بخشی نام حسن سے خالی بیسید خانم
فربہ بدن خوش گلو سے اتحاد پیدا ہوا اور مسماۃ چنپا طوائف بیبا کی نوچی سے راہ و رسم ملاقات رہی پھر
بندی جبش والی سے جو حیدر حسین خان مہتمم دیوان عام کے مطبوع خاطر تھی اوسکے ساتھ ایک رات کو
گنہگار ہوئے پھر اچھے نام پر نظر محبت پڑی مگر موقع خلوت نہ تھا اور پیر علیخان منگلی والے کا جو علم رقص
و سرود سے آگاہ تھے نخل تمنا سے وصال بارور نہوا تھا کہ گل تازہ کھلا ایک کرم بخش کسبی جو آغا حسن
برادر علی حسن ملازم میر مہدی سے محبت مین والبتہ تھی امیر بخش اوسکی نائکہ نے محکمہ مجتہد مین استغاثہ کیا
اور مقدمہ دائر ہوکر وہ کرم بخش نائکہ کو ملی آغا حسن نے جوش محبت مین اوسکے افیون زہر مار کی
مگر سخت جان تھا موا نہین جب حضرت نے نائکہ سے کرم بخش کو طلب کیا وہ ہرگز رضامند نہوئی کئی ہزار روپیہ
مفت رائگان صرف ہوا مگر نقد داغ فرقت باقی رہا اور امیر بخش کسبی ساکن فتح آباد حضرت کے مطبوع
خاطر ہوکر دربار حضور باغ پر مسکن پذیر ہوئی آخر عارضہ آتشک نے اوسکی گرمی محبت کو ٹھنڈا کر دیا
ایک رات کو حضور باغ و شہنشاہ باغ مین بزم عشرت آراستہ تھی ان پانچ پریون کو خطاب تقسیم ہوا
رشک پری کو نواب شہزادہ بیگم معشوقہ و مادر تمام خطاب ملا اور شیشہ پری کو شہنشاہ بیگم بنایا اور شگفتہ پری
حسن آرا خطاب دیا اور سرفراز پری کو سردار بیگم شگفتہ و مہ لقا بنایا اور سرفراز بیگم عاشقہ خاص وہ سرفراز
قرار پائی اور سکندر بیگم بکرم زمانی ہوئین اور دلنواز بیگم محبوبہ خاص اور دلربا پری نے بزم افروز
خطاب پایا امیر پری خورشید پری ہوئی حور پری کا خطاب جہانجہان حور بیگم ملا اور
چار چار خواصین خدمت کرنے کے واسطے مامور ہین مگر معشوقہ خاص زیادہ تر
منظور نظر تھی کہ تحویل خاص وغیرہ بھی اونکے تفویض ہوئی اور مرزا حسین نام
معلم اون سب کی تعلیم کے واسطے مقرر کیا گیا کہ وہ سب
بیگمات علم نوشت و خواند تحصیل کرین اور سرفراز
وپیاری وغیرہ پانچ سو روپیہ مہینہ کی
عہد جنت مکان تک
ملازم رہی

فقط

خاتمۃ الطبع

خدای علیم و خبیر کا شکر ہے کہ تاریخ طلسم ہند مولفہ شاعر بے عدیل ناثر بے مثیل عذب البیان شیرین زبان منشی طوطارام صاحب شایان جو ایک بے نظیر کتاب ہے ماہ شوال فرخندہ فال [illegible]ھ مطابق ماہ نومبر [illegible]ء میں حلیہ طبع سے محلی اور زیور طبع سے مجلی ہوئی مصنف نے بڑی جد و جہد اور سعی و کوشش اسکی تصنیف و تالیف میں فرمائی کہ ایک جانب مسودہ کا ترتیب و تالیف کرنا اور دوسری جانب کتاب کا چھپنا وجہ اسکی یہ تھی کہ وفات سے چند سال پیشتر مصنف صاحب بطور پیشین گوئی کہا کرتے تھے کہ اب زندگی عذاب ہے شیرازہ کتاب حیات نہایت ابتر و خراب ہے جو کام ہے وہ بھی قبل از خاتمہ تمام ہو جاوے افسوس ہے کہ جب مصنف کل حالات لکھکر عہد واجد علیشاہ کی آغاز تخت نشینی تک پہونچا کہ ضعف پیری و علالت لاحقہ سے اور آگے کچھ حال تحریر نہ کرسکا لہذا وہی آخری نقش یادگار نتیجہ افکار منشی صاحب مغفور کا مشتہر ہوا ہر چند کارخانہ کو خیال رہا کہ کوئی نامی گرامی مصنف کمر ہمت چست باندہ کر تا زمان حال تکملہ تاریخ موصوف کا فرماویں چنانچہ بعض دوستوں اور رفقای مطبع نے در بخصوص توجہ کی لیکن یہ معاملہ تاریخ نویسی کا ایسا نازک ہے کہ مثل مصنف مرحوم کے سلسلہ تحریر کا ربط نہ پایا اسلیے آخر میں یہ تجویز قرار پائی کہ جسقدر حصہ مصنف مرحوم نے اس کتاب نادر الوجود بے عیب مسمی طلسم ہند کا تصنیف کیا ہے اوسیکو چھاپ کر تمام کیا جاوے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ۔ واضح ہو کہ منشی طوطارام صاحب شایان ابن منشی راے آتما رام راے تلسی رام صاحب بخشی سرکار نواب آصف الدولہ بہادر کے پوتے تھے اس مرحوم نے مشق سخن میں نہایت ناموری حاصل کی تھی اور شہر لکھنؤ کے شعرای مشاہیر اور نامی ارباب تصانیف سے تھے مصنف مرحوم عرصہ بارہ سال سے زائد اس مطبع کے متعلق شعر و سخن پر مامور رہے اور اسی زمان تعلق میں منجملہ اکثر تصانیف کے مہابھارت نظم ۔ طلسم شایان ۔ الف لیلہ جلد دوم ۔ الف لیلہ نثر چہار جلد ۔ فتوحات ہند و اسوخت شایان و چند متفرقات دیگر مطبوع طبع ہوئیں اور شائقین کی قدردانی سے اکثر کتب مذکورہ سے

مکرر سہ کرر نوبت طبع آئی ہے ۔ خداوند جل شانہ مصنف کو بخشے اور اونکے کلام

سے خاص و عام کو فیض اور فائدہ

پہونچاوے

تتمہ طلسم ہند متضمن حالات اودہ

پہلے برہما سی ظہور مریخ ہوا اور مریخ سے پیدایش کشب ظہور مین آئی اور کشب سی سورج بجلی افروز
ہوئے اور سورج سی سرادہ دیو یعنی سنو نام فرزند نے رونق پائی مگر دریای بے گوہر اور باغ بے ثمر تھا
کشب رکھیشر سرادہ دیو کے پروہت تھے اونسے اس باب مین مدد چاہی بشست رکھیشر نے حصول
فرزند کے واسطے ایک جلسہ جگ کا مرتب کیا اور وہ منتر جنسے ظہور فرزند وقوع مین آوے پڑہنا
شروع کیے قضا ہی کار رانی نے اوسوقت بشست سی عرض کی کہ مجھکو تمنای دختر ہے فرزند کی خواہش
نہین چنانچہ بشست نے وہ منتر جنسے تولد لڑکی کا ظہور مین آوے پڑہے خلاصہ مشیت الٰہی سی حمل
نے بطن رانی مین قرار پایا بعد ایام موعود الانام لڑکی پیدا ہوئی سرادہ دیو نے بشست سی کہا کہ مہاراج
اثر منتر کا برعکس وقوع مین آیا کہ فرزند کے عوض لڑکی پیدا ہوئی چونکہ بشست رکھیشر کو خاطر
سرادہ دیو بہت تھی پس بھگوان سے استدعا اس بات کی فرمائی کہ یہ لڑکی لڑکا ہوجاوے بھگوان نے
فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا وہ الانام لڑکی فرزند بنگئی اب اوسکا نام سدیمن رکھا گیا القصہ سدیمن
شکار دوست تھا ایکدن ہرن کے پیچھے گھوڑا اوٹھائے چلا نوکر ہمرکاب تھے الادست گھنے بن مین پہونچا
قضا ہی کار شکار آہو تو ہرن ہوگیا مگر یہ راجہ اپنے ہمراہیون سمیت لباس عورت مین درآیا اور گھوڑا
بھی راجہ کا گھوڑی بنگیا باعث اس صورت بنجانے کا یہ تھا کہ ایک وقت مہادیو جی اور پاربتی جی
دونون سولہ ہزار سہیلیون سمیت اوس جنگل مین ہوکر برہنہ بہار کر رہے تھے کہ ناگاہ سنکادک
مناس بنت کمار یہ چارون جنکی عمر ہمیشہ پانچ برس کی نہی رہتی تھی اور سنانون رکھ درشن کو آنکلے
آگئی پاربتی جی نے اونکو دیکھکر دریای حجاب مین غوطہ لگایا اور فرط شرم سی پانی پانی ہوگئیں اور
مہادیو جی سے کہا کہ آج عصمت پر صاف پانی پھر گیا مہادیو جی نے یہ آبدار سخن زبان مبارک سے
فرمایا کہ ای پاربتی جی تم اس بات سے ملول خاطر نہو ہماری آج کی دعا سی جو شخص اس جنگل مین آویگا
وہ عورت بنجائیگا چنانچہ اس تاثیر دعا سی وہ راجہ سب ہمراہیون سمیت عورت بنگیا اور سخت پریشان حال
اور متحیر و دیکھا کہ یہ بلای آسمانی کہان سی آئی فرط حجاب سے اپنے تخت گاہ کی طرف رخ نکر سکتا تھا
ناچار اوسی مقام دلکش مین رہنا شروع کیا ایکدن دکن کی طرف کہین بدہ یعنی فرزند چندر سے

یعنو قمر سے آنکھین دوچار ہوگئین حسب اتفاق یہ دونون دریا ی حسن کے مہر و ماہ تھے طرفین سے محبت نے جوش مارا فرض حکم انبید کو موافق وہین گندھرب بیاہ کی صورت ظہور مین آئی غرض شہیت بر رو نام فرزند پیدا ہوا جب بہت دن لباس عورت مین بسر ہوئے تب طبیعت سدیمن کی نہایت مضطر ہوئی کہ حسب اتفاق بشست رکھیشر سے ملاقات ہوگئی اپنی کیفیت بیان کی چونکہ بشست بیرو تھے وہی تسلی دہ ہوئے اور کہا کہ ہم مہادیوجی کے پاس جاکر تمہاری صورت ملال دور کرنے مین چنانچہ بشست نے براہ مہربانی مہادیوجی کے پاس جاکر اونکو ثنا خوانی سے محظوظ کیا جب وہ خوش ہوئے تب درخواست کی کہ یہ راجہ سدیمن اس صورت سے کس صورت نجات پائے چونکہ پاربتی جی کو یہ بات منظور نہ تھی کہ وہ راجہ لباس عورت سے رہائی پائی غرض مہادیوجی کو خاطر مین دونون کی منظور تھین فرمایا کہ یہ راجہ سدیمن ایک مہینا بھر عورت رہیگا اور ایک مہینا بھر مرد چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنے وہ راجہ سدیمن پھر جنگل سے اپنے گھر مین آیا حسب ارشاد مہادیوجی ایک مہینا بھر مرد رہتا تھا اور ایک مہینا بھر عورت لامحالہ لباس مردانہ مین انتظام راج کرتا تھا اور جامہ عورت مین محل سے باہر علالت کی بہانہ نہ نکلتا تھا آخرکار دنیا سے دل برداشتہ ہوکر عبادت مین لباس حیات کو تن سے اوتارا اور بیکنٹھ دھام مین مقام پایا قول مولف یہ ہے کہ زن و مرد ہونا سدیمن کا بشست رکھیشر کے منترون کی تاثیر سے تھا یعنے پہلے حصول فرزند کے منترون سے کام لیا تھا اور پھر رانی کی درخواست کے موافق لڑکی کے پیدا کرنیوالے منتر پڑھے چونکہ ایک جلسہ مین دو صورت کی افسونون سے کام لیا تھا اسیوجہ ابتدا سے آخر تک دو صورتین گذرین اور چند نفس پر راز روشن ہوا اب صاحبان تواریخ دوست پر واضح ہو کہ جب یہ صورت سدیمن کی گذری سراوہ دیو نے بہ تمنای فرزند مین بیرابرن نام جگ کیا اور دس برس جمنا کے کنارے عبادت کے ساتھ جانفشانی کی چنانچہ سراوہ نام زوجہ سے دس فرزند پیدا ہوئے پہلا لڑکا اچھواک تھا دوسرا راجہ نرگ عالم ہستی مین رونق افروز ہوا اسکی چھٹین پشت مین چھتریون سے وہ اعمال نیک ظہور مین آئے کہ برہمن کردانے گئے تیسرا راجہ سرجات اس راجہ لی بدورج نام بہاتے پر بڑی عمدہ جگ ترتیب دی تھی اور اندر نے اسی جگ مین رسمیات لاکر سورش کیا تھا اور چیمن رکھیشر نے اسی پہاڑ پر اندر کے اوپر وہ قہر نازل کیا تھا کہ حرکت نکر سکتا تھا اور اسی پہاڑ پر اسنی کمار نے بیری چیمن رکھیشر کی جوانی کے ساتھ مبدل کی تھی یہ چیمن رکھیشر تہجر کب نام

عابد مرتاض کا فرزند تھا چنانچہ ایک جنگل مین استمرار عبادت کی ساتھہ مصروف ہوا کہ تمنا کسی چیز کی باقی
نرہی اور استغراق خاک صحرائی اونکے بدن پر جم گئی کہ خاک کا تودہ بنگیا نہ اوسکا جسم نظر آتا تھا بلکہ چھوٹے
چھوٹے صحرائی جانوروں نے اوسکے خاک بدن پر گھر اپنے بنائے تھے ایک وقت یہ راجہ سرجات
چار ہزار رانیون کو ساتھہ لیے ہوئے اوس جنگل مین جہان ہمین غرق دریای عبادت تھا آیا سوکھینا نام
لڑکی راجہ کی رانیون سمیت سیر کرتی ہوئی عابد مذکور تک پہونچی چونکہ جسم جمین کا سراپا خاک مین پوشیدہ
تھا ثابت نہوا کہ یہان کوئی قسم آدمی زاد سے ہے گل چینی مین شگفتہ دلی کے ساتھہ مصروف تھین اتفاقاً
وہ لڑکی راجہ کھیشر کے قریب پہونچی غرض آنکھین کھیشر کی اوس پردہ خاک سے اوس لڑکی پر جا پڑین
صورت دلکش تھی پکارا چونکہ لکا عابد کا نہایت خشک ہو گیا تھا اوراسکی آوازہ گوش وختر نہوئی مگر
تارے کی صورت آنکھین اوسکی چمکتی ہوئی نظر آئین لڑکپن تھا ہی عالم نادانستگی مین ایک تنکا اوٹھا کر
آنکھون مین گڑو دیا قضای کار چشم زدن مین آنکھین کھیشر کی بصارت سے معذور ہوگئین اور گناہ عظیم
اوسکا سر راجہ سرجات پر نازل ہوا اپنے تمام لشکر سمیت کیا چھوٹا کیا بڑا سبکے شکم مین درد سخت پیدا ہوا
کہ روی زمین پر ماہی بے آب کے مانند تڑپنے لگے راجہ سرجات نے اضطراب دیکھکر معلوم کیا کہ ہمین
کھیشر اس جنگل مین عبادت کرتے ہین عجب نہین کہ اونکو کوئی ایذای سخت پہونچی ہو سب سے پوچھا
کہ راست براست بیان کرو کہ ہمارے ہمراہیون مین سے کسنے کھیشر مذکور کو ایذا پہونچائی ہے
خلاصہ سب نے لاعلمی اپنی بیان کی آخرکار جب نوبت سب کی قریب ہلاکت پہونچی اوس لڑکی نے
راجہ سے وہ کیفیت گذشتہ بیان کی اور کہا کہ مین نہین جانتی کہ وے کھیشر تھے یا اور کوئی تھا القصہ
راجہ سرجات یہ مضمون سنکر حسب نشان دہی دختر اوس جگہ پہونچا اور پانی اوس تودہ خاک پر ڈالا
اوس سے کھیشر پیدا ہوئے ناتوانی نے صورت حباب بنا دیا تھا غرض راجہ نے سر اپنا اونکے قدمون پر
رکھدیا اور زار زار رو کر کہا کہ یہ خطا میری لڑکی سے دیدہ و دانستہ ظہور مین نہین آئی آپ گناہ اوسکا
بخش دیجئے کھیشر نے کہا کہ اوس لڑکی نے آنکھون کو پھوڑ دیا ہی اگر اوسکو میری زوجیت مین دو تو
یہ عذاب سر لشکر سے تمہارے دور ہو جائے راجہ نے قبول کیا اور اوسیوقت لڑکی اپنی نذر کھیشر کی کھیشر
خوش ہو کر بواسطہ دعا وہ عارضہ شکم مین جو دامنگیر لشکر تھا دور کر دیا غرض یہ لڑکی نہایت نیک خصلت اور
شوہر پرست تھی کوئی ساعت اوسکی خدمت سے غافل نرہتی تھی ایک وقت گذر اسنی کمار کا اوس صحرا مین ہوا

چونکہ حکیم دیوتون کے تھے ہی کچھہ جوانی دختر پر رحم آگیا چمین رکھیشر کو جوان بنا دیا وہ پیری صاف زائل ہو گئی
جب راجہ سرجات نے سنا کہ داماد اوسکا جوان ہو گیا نہایت خوش ہو کر چمین رکھیشر کے پاس آیا اور اوسکو
دیکھکر نہایت خوش ہوا القصہ چمین رکھیشر سے اسنی کمار نے جوان کرتے وقت یہ شرط لیلی تھی کہ جسطرح
اور دیوتا حصہ اپنا جگ مین پاتے ہین مجکو بھی دلا کر ہے چنانچہ راجہ سرجات نے کہنے سے چمین رکھیشر کے
پھر جگ شروع کی تھی چمین رکھیشر نے اوس جگ مین حصہ اسنی کمار بھی جدا کیا تھا کہ اندر نے آکر منع کیا کہ یہ شخص
ناپاک ہے ہمارے دیوتایون کی علاج کرتا ہے قابل حصہ پانے کے نہین ہے چمین رکھیشر نے کہنا اندر کا نہ سنا
اندر نے غضبناک ہو کر صاعقہ اپنا چمین رکھیشر پر مارنے کے لیے جو اوٹھایا تو ہاتھہ اوسکے اوسی طرح
ہوا پر رہگئے نہ ہار حرکت نہ کر سکا آخر کار مجبور ہو کر اندر نے چمین رکھیشر سے پناہ چاہی اور حصہ دینا اسنی کمار
کو قبول کیا اور صورت بدستور ہوئی فقط چوتھا فرزند ونشت نام راجہ کا تھا جس سے نابکہ فرزند متولد
ہوا اور سلسلہ خاندان بڑھا مگر ان چھتریون نے وہ وہ اعمال بد کیے کہ بیس کے مقابل ہو گئے مگر اس
خاندان مین ایک درشٹ نام راجہ بڑا صاحب عظمت ہوا تھا جسکا شان و شکوہ اس جگ مین پیدا ہے یعنی اسقدر
طلائی برتن تقسیم کیے کہ برہمنون کو اوٹھانا بار خاطر ہوا پانچوان فرزند ونشٹ نام تھا دھاشٹ نام اسکا
فرزند اپنے اعمال نیک سے برہمن بنا چھٹوان فرزند راجہ کرو کھہ نام تھا اولاد اونکی نے اوتر طرف حکمرانی کی اور
برہمن پرست تھی ساتوان بیٹا نرکشٹ نام تھا چنانچہ یہ خاندان بہت بڑا ہوا اور اسقدر عابد تھین کہ برہمہ
کل کو پہونچے آٹھوان سرگھند نام فرزند تھا انبشت نے انکو یاد وہ گاؤن کی نگہبانی اور خدمت کو واسطے
مامور کیا یہ رات دن اونکی خدمت مین مصروف رہتا تھا ایک رات کو کہ نہایت تاریک تھی اور مینہ برستا تھا
ناگاہ ایک شیر نازل ہوا اور ایک گائی کو اوٹھا لیچلا یہ راجہ اوسکے پیچھے روانہ ہوا قریب پہونچکر تلوار اوس
شیر حوالہ کی حسب قضا وہ تلوار اوس گائی پر لگی کام اوسکا تمام ہوا کہ اتفاقاً بجلی تڑپی اوسوقت راجہ کو
معلوم ہوا کہ شیر کے عوض گائی پر جو نگاہ ہوئی انبشت نے جو دیکھا کہ یہ عذاب سخت راجہ سے ظہور مین
آیا خفا ہو کر بد دعا بر زبان پر لایا کہ جا سودر ہو جا ناچار راجہ اوس گناہ عظیم مین مبتلا ہو کر کشن بھگوان
کی عبادت مین مشغول ہوا اور سارے روے زمین کے تیرتھون کو چھان ڈالا اتفاقاً ایک جنگل مین جو اوائل
اگن مشتعل ہوئی اوسمین جلکر بیکنٹھ دھام کو پہونچا نوان فرزند ممہاک نام تھا اسکے دو فرزند ایک بسپالک
نام دوسرا عسر کمب چنانچہ یہ بیٹا ایکادسی کو روزہ رکھتا تھا چنانچہ ایک دن روزہ تمام ہو چکا تھا اور وقت

١٦٩١

افطار روزہ قریب تھا کہ دُرباسا رکھیشر آگئے اور خواستگار طعام کے ہوئے اس راجہ نے کہا آپ جلد اشنان کر آوین سب سامان کھانے کا موجود ہے مگر جلد تشریف لائیے گا ایسا نہو کہ دوادسی مین روزہ میرا افطار ہو جاے چنانچہ دُرباسا نے عمدًا دیر کی یہان راجہ کو سخت پریشانی تھی حفاظت دہرم کے واسطے بشسٹ نے فرمایا کہ تم چرنامرت لیکر ایکادسی کے برت تمام کرو راجہ اپنے مرشد کے حکم کو بجالایا کہ اس عرصہ مین دُرباسا تشریف لائے اور راجہ کو دیکھا کہ روزہ افطار کر چکا ہے نہایت خشمناک ہوکر جٹا یعنے بال پیچیدہ اپنے سر کے زمین پر دے مارے اوس سے کرتیا شعلہ شرر فشان نکلا کہ راجہ مذکور کو جلا دے چنانچہ راجہ کے پاس چکر سدرشن اسلحہ بشن بھگوان کا دیا ہوا موجود تھا اس چکر نے حرارت اور شرارت اوس شعلہ غضبناک کی سرد کی اور دُرباسا کے پیچھے پڑا دُرباسا اپنی جان عزیز کے بچانے کے واسطے برمھا کے پاس گئے اونھون نے ہاتھ کانون پر رکھا کہ ہم پناہ دے نہین سکتے ناچار پھر مہادیو کے پاس پہونچے اونھون نے بھی انکار کیا جب بشن بھگوان کے پاس دُرباسا آئے اور خواستگار امان ہوئے بشن بھگوان نے کہا کہ ہم اس چکر سے بچا نہین سکتے تم اوسی راجہ کے پاس کہ بھگت ہمارا ہے جاؤ اور طلبگار پناہ اور امان کے ہو آخرکار دُرباسا مجبور ہوکر اوسی راجہ کے پاس آئے اور راجہ نے چکر سدرشن سے بچایا غرض اسی مین برس دن کامل گذر گیا دیوان بڑا گشنا نام تھا راج و تخت و تاج کو بے حقیقت سمجھکر صحرا مین عبادت کے واسطے گیا اور اسقدر عبادت کی کہ برمھ چارج ہوا اور چھوٹی سی عمر مین بیکنٹھ دھام ملا ناچار مولف اس شش و پنج عنان اشہب قلم جانب میدان کیفیت راجہ اجھواک اوٹھاتا ہے یعنے اس راجہ سے سورج بنس کی روشنی بالائی اور سلطنت اقلیم ہند کی اسی سے سلسلہ ہوئی چونکہ مؤلف تاریخ اودہ زیب قلم کرتا ہے لہذا تصریح اوسکی لازم آئی پوشیدہ نرہے کہ راجہ اجھواک سے بکچھ نام فرزند پیدا ہوا اور سن بلوغ کو پہونچا ایک وقت راجہ اجھواک نے ہوم جگ مرتب کی تھی حسب ضرورت کچھ گوشت آہو کے واسطے کہ جگ مین ضرورت رکھتا تھا گیا اور ایک ہرن کو شکار کیا وقت معاودت اشتہا غالب ہوئی بکچھ نے راستہ مین اوسی کو آہو سے جو شکار کیا تھا کسیقدر گوشت بھون کر کھالیا اور باقی لاکر اپنے پدر بزرگوار کو دیا یہان تیاری جگ کی ہو چکی تھی جب وہ گوشت آہو آیا بشسٹ نے اپنی جوگ و تپ کے رو سے دریافت کر لیا کہ یہ گوشت آہو پس خوردہ ہے قابل جگ کے نہین راجہ اجھواک کو اوسکی کیفیت سے مطلع کیا راجہ مذکور نے خفا ہوکر

کچھہ اپنے فرزند کو لشکر سے نکال دیا تا حیات پدر بزرگوار اسنے صحرا نوردی کی جب اجھواک جہان سے گذر اتشت نے اوسکو بلاکر تخت سلطنت پر بٹھایا اس سے سادہ نام فرزند وقوع مین آیا اور بعد وفات پدر تخت حکومت پر رونق افروز ہوا اس سے پورنجی نام پسر پیدا ہوا اپنے باپ کے بعد تاج شاہی سر پر رکھا اور قدم تخت سلطنت پر اسکی فرمانروائی نے قوت لائق پائی بڑی شان و عظمت کا راجہ ہوا چنانچہ راچھسون نے جو راج دیوتایون کا چھین لیا تھا اندر ست دیوتون کو لیکے خواستگار مدد راجہ پورنجی کے پاس آیا اسنے کہا کہ میرے پاس کوئی سواری ایسی نہین ہے کہ جسپر سوار ہو کر دیوتایون سے مقابلہ کرون لیکن ایک بات ہو سکتی ہے کہ تو بصورت نرگاو تنادر آشکار ہوا مین اوسپر سوار ہو کر راچھسون سے لڑون اور اونکو راہ فنا دکھاؤن بقول شخصیکہ اہل غرض مجنون ہوتے ہین اندر بلباس نرگاو مین در آیا اور راجہ پورنجی نے اوسپر سوار ہو کر میدان جنگ گرم کیا اور تمام راچھسونکو جہنم کا راستہ بتایا لہذا اس راجہ کا نام اوس دن سے اندر باہن قرار پایا اور ککستہی نام مشہور ہوا پھر پورنجی سے انی نیا اور اس سے پرتھو اور اس سے لشن کندھی نام فرزند وقوع مین آئے پھر اس سے جنبا سو اور اس سے نہایت نام پسر تولد ہوا جسنے شالستی نام پوری بسائی پھر اس سے برند سو نام لڑکا پیدا ہوا اور بعد انتقال پدر بزرگوار سلطنت نصیب ہوا اور لباس شاہی زیب تن کیا نہایت شان و عظمت کے ساتھہ آفریدگار عالم نے کیلیاسو نام فرزند عطا کیا یہ فرزند اپنے باپ سے اوصاف نیک و پسندیدہ مین فضیلت رکھتا تھا چنانچہ خلاق عالم نے اکیس ہزار فرزند صاحب جمال و دانشمند و زور آور و صاحب ہنر عنایت فرمائے القصہ جب راجہ برہدسو نے چاہا کہ سلطنت اپنی کیلیاسو کو دیکر آپ عبادت و ریاضت کے واسطے راہ جنگل کی لے کہ ناگاہ اتنک نام رکھیشر نے آکر راجہ برہدسو سے کہا کہ جانا تمہارا صحرا مین عبادت کے واسطے بیجا اور مناسب نہین ہے لگا بانی خلائق کی عبادت سے بڑھکر ہے جو نیکوکاری حفاظت و پرورش رعیت مین حاصل ہے وہ عبادت صحرائی مین نہین اور تمہارے جانے سے جنگل مین اکثر فتور عبادت و سخاوت و نیکوکاری دہنو مین واقع ہوگے اور ہم سب لوگ عابد و مرتاض تمہارے لطف و حمیت سے بے غم و اندوہ آرام و راحت سے بسر کرتے ہین مگر چھکو سکون ہمارا ہے گرد اوسکے تھمدون کا ہجوم ہے اور تمام ریگستان دریای زخار کو مانند سوج زن چنانچہ اولاد بدبہ کبھہ سی دندہ نام ایک دیت ہے جتنا ہو سکے اوسکو قتل کرو پھر راستہ جنگل کا لو وہ وحشت

بدشعار اوس ریگستان مین رہکر دیوتون اور آدمیون کو آزار پہونچاتا ہے چنانچہ دیوتا اور راچھس
اور دیت اور سانپ اور بچھو اور گندھرپ اوسکو دعای بد برہما کی وجہ مار نہین سکتے ای راجہ نیشاارپی
دلمین فکر و اندیشہ کو جگہ نہ دو بلا تکلف اوسکو راہ فنا دکھاؤ وہ دیت بدشعار برس دن تک اوس
ریگ مین سوتا ہے بعد اوسکے بیدار ہوکر وہ دم سرد بھرتا ہی کہ اوسکے صدمہ سی سات دن برابر وہ زمین
کانپتی رہتی ہے اور ہوا سے دم سرد سے اوسکی گرد و غبار ابر سیاہ کی صورت اوڈھکر آسمان پر جاتا ہی
اور شرارے دہوئین ہمیشہ اوسکے دم زدن کے وقت نکلتے ہین ان صورتون کی وجہ ہم اوس مقام مین
قیام نہین کرسکتے بہرحال قتل کرنے مین اوس دیت کے نفع خلایق ہی اور سوای اس امر کے قضا اوسکی
تمہارے ہاتھ سے معلوم ہوتی ہے بشن بھگوان بھی اپنی قوت سے تجھکو قوت دینگے چنانچہ بشن نے مجھسے
فرمایا ہے کہ جو شخص اوس دیت کے قتل کا عزم کریگا قوت میری اوسمین درآئیگی اور یہ دیت ایسا
قوی اور سرکش ہے کہ تم دو سو برس تک اپنے زور و قوت سے اوسکو کشتہ کر نہین سکتے القصہ
راجہ نربد سو یہ درخواست ایک رکھیشر کی سنکر ترزبان ہوا کہ ای برہمن آنا تیرا خالی مدعا سے نہین کیونکہ
مراد تیری حاصل ہوگی فرزند میرا کیکیا شو زور و قوت و شجاعت مین یکتای روزگار ہے اور فرزند اوسکے
صاحب قوت اور شجاع اور بہادر ہین یہ سب باہم ہوکر اوس دیت کو جہنم واصل کرینگے اور مینے
عزم قوی تہ دل سے کیا ہے کہ صحرا مین جاکر عبادت مین ہمہ تن مشغول ہون بلکہ ہتھیارون سے بھی
ہاتھ اوٹھایا ہے ای برہمن بزرگ آپ مجکو رخصت دیجیے کہ راستہ صحرا کا لون القصہ ایک رکھیشر
نے مجبور ہوکر راجہ کو بضرورت رخصت کیا اور اجازت جنگل مین جانے کی دی چنانچہ راجہ نربد سو باب
فرمان برداری ایک فرزند سعادتمند کو فرماکر تخت سلطنت پر اپنی جگہ بٹہایا اور قدم جانب صحرا
عبادت کے لیے اوٹھایا۔ ایک رکھیشر راجہ کیکیا شو فرزند راجہ نربد سو سے کیفیت دست اندازی
و زور و طاقت وندہ نام دیت بیان کرتے ہین کہ وندہ دیت لیسران دہتان سے تھا وہ ہزار برس
برابر ایک پاؤن سے کھڑے ہوکر اسقدر عبادت کی کہ ہمہ تن ضعیف و لاغر ہوگیا اور سارا بدن
کاغذ خشک شدہ کی صورت بنگیا آخرکار برہما نے مہربان ہوکر فرمایا کہ مجھسے کچھ مانگ اوسنے کہا کہ دیوتا
اور راچھس اور گندھرپ اور سانپ وغیرہ کوئی مجکو قتل نہ کرسکین برہما نے فرمایا حکم خلاق عالم سے
اینطے ہوگا قصہ مختصر آپسے مطلق العنان ہوکر دیوتون کو آزار دینا شروع کیا اور ریگستان دریا سے

بزرگ مین رہنا اختیار کیا اور ایک رکھیشر کو مبتلای عذاب رکھتا تھا چنانچہ روز عبادت سی ریگستان زمین کی اندر
پوشیدہ بسر اوقات تھی اور دم مارنے کے وقت شرارہ ہای آتش فشان دہن ناپاک سی شعلہ زن ہوتی تھی
خلاصہ راجہ کیکیاسو اپنے اکیس ہزار فرزند اور تمام لشکر جرار سمیت حسب درخواست ایک کھیشر نفع خلائق
کی واسطی سر دیت مذکور پر سر دست پہونچا جسوقت میدان معرکہ مین قدم رکھا اور آسمان سی ندا آئی کہ اس
راجہ کا آج سی وندہ مار خطاب ہوگا اور بارش پہولون کی روی ہوا سی سر راجہ پر ہوئی اور آواز نقارون کی
کان مین آئی اور ہوای سرد چلنے لگی اور کسیقدر مینہہ برسنا شروع ہوا کہ جسکی باعث گرد زمین پر بیٹھ گئی
اور تمام دیوتا تماشای جنگ کے واسطے روی ہوا پر آئے اور قوت تازہ تائید بشن سی بدن راجہ مین در آئی
چنانچہ حسب الحکم راجہ مذکور لشکریون نے ریگستان کو کھودنا شروع کیا بعد سات دن کے کھودتے کھودتے
مغرب کی طرف پتا اوس دیت کا ملا میدان حرب و ضرب گرم ہوا پسران راجہ نے تیر و شمشیر و گرز و موسل
وغیرہ اسلحہ سے جنکا شمار حساب سی افزون تھا کام لیا مگر وہ دیت جملہ ہتھیارون کو نگل گیا اور اپنی دہن ناپاک
سی آتش شعلہ زن چہڑکائی چنانچہ وہ اکیس ہزار فرزند لشکر سمیت جلکر خاکستر ہو گئے حکم مشیت سی اوسوقت بدن
راجہ کیکیاسو سے عرق نکلا کہ وہ تمام آتش تو الہ فرو ہوگئی اور سلاح برہماستر سی راجہ نے اوس دیت کو
کشتہ کیا دیوتون اور رکھیشرون نے اوسوقت خوش ہوکر راجہ سے کہا کہ اسوقت کوئی چیز ہمسی طلب
کرو کیکیاسو نے دست بستہ عرض کی کہ مین اسبات کا متمنی ہون کہ ایسی ہمت نیک عطا ہو جس سے
آب و طعام بزرگ برہمنون کو ہمیشہ دیا کرون اور دوسری یہ بات ہی کہ دشمنون پر غالب ہون اور کسی کبھی مغلوب
نہون اور محبت بشن بھگوان کی ہر وقت حد سی زیادہ ولیکن نہی رہی اور کسی جاندار کے ساتھہ بدی نکرون
اور کار نیک مجسے ظہور مین آئین اور ہمیشہ بہشت مین رہون القصہ دیوتون اور رکھیشرون نے حاجت
اوسکی روا کی اور دعای خیر دیکر اپنے اپنے مقامون کی طرف راہی ہوئے اور مدعای ایک رکھیشر بر آیا
اب پوشیدہ نرہے کہ اکیس ہزار فرزندون مین تین لڑکے زندہ بچے تھے وررآاسو کہلا سو ہنداسو
حکم آفریدگار عالم سے یہ تین فرزند باعث کثرت و بقای خاندان اجھواک ہوئی اب نام راجہ کیکیاسو کا دندہ مار
مشہور ہوا بعد راجہ کیکیاسو راجہ وڑراسو تخت نشین ہوا اوسکے بعد راجہ برجشو صاحب تخت و تاج ہوا بعد
اسکے راجہ نکھیہ بادشاہ ہوا جب ایام حکومت اسکے طے ہوئے راجہ برتھاسو رونق مسند ریاست ہوا
اسکے بعد کرپیاسو نے سلطنت پائی اسکے بعد سس جپا نے ولایت اودہ کا راج کیا باپ کے تخت و تاج کو

رونق دی جب یہ جہان فانی سے سدھارے حسب قاعدہ سلطنت اودہ و راجہ جوبناس پر قرار پائی اور مسند
ریاست پدر بزرگوار کو رونق بخشی مشرق سے مغرب تک سکہ حکمرانی کا جاری تھا اکثر ملک بزور شمشیر قبضہ تصرف
مین آئے تھے اور لشکر ظفر پیکر حد حساب سے افزون اور اموال و اسباب حشمت و عظمت کا شمار کیا کہ خانہ
وارث بے چراغ تو ہزاران جگہین تمناے فرزند مین کی تھین اون جگہون مین ہزار جگ امید کہ بہت سخت جگ تھی
عمل مین لایا اور زر افشانی سے براہ خیرات فقیرون اور مسکینون کو مالا مال کر دیا خلاصہ ان ریاضتون پر
بھی دریا اوسکا مراد کا گوہر نہوا ناچار پابوس ہو کر راج اور سلطنت اپنی وزیرون اور مشیرون کو سپرد کر کے
آپ عبادت کے واسطے جنگل مین گیا حسب اتفاق بھگ رکھیشر نے یہ خبر پائی کہ راجہ جوبناس تلاش
فرزند مین صحرا بہ صحرا خاک اوڑاتا پھرتا ہے دل مین رحم آگیا ایک جگ عظیم حصول فرزند کے واسطے اپنی عبادتگاہ
مین کی کوزہ آب پانی سے بھر کر اوسپر منتر اولاد بخش پڑھے اور تاثیر اوسکی یہ قرار دی کہ جو کوئی یہ پانی نوش
کرے اوس سے فرزند تولد پاوے اور تصور مین تھا کہ یہ کوزہ آب راجہ جوبناس کو دونگا کہ وہ اپنی اکیلی کو
دیوتا فرزند ظہور مین آوے قصہ مختصر راجہ جوبناس اوسدن عبادتگاہ بھگ مین پہونچا کئی روز بھوکھ پیاس
مین گذرے تھے بھگ نے رسم تعظیم راجہ ادا کی اور جگہ سونے کے واسطے عنایت کی راجہ اس رات کو
نہایت پیاسا تھا حکم مشیت سے وہی کوزہ آب افسون خواندہ گوشہ مین اوسی مکان کے رکھا تھا رات کو
وقت ہاتھ آگیا صاف اوٹھا کر نوش کر گیا جب صبح کے وقت بھگ رکھیشر نے وہ کوزہ آب نہ پایا دریافت
کیا راجہ جوبناس نے کیفیت شب بیان کی بھگ نے کہا کہ اچھا نہین کیا یہ کوزہ آب بڑی ریاضت سے
بزور افسون بنایا تھا اور تاثیر اوسکی یہ تھی کہ جو کوئی نوش کریگا اوسکو ایسا فرزند شجاع اور صاحب قدرت
حاصل ہوگا کہ کوئی حریف اوسکا ہو نہ سکے گا اب تونے وہ پانی نوش کیا ہے تاثیر اوسکی رائگان جاتی نہین
اور افسون میرے ضائع ہونے والے نہین تو بیشک حاملہ ہوگا اور لڑکا جنیگا مگر مین دعا کرتا ہون کہ آفریدگار
تجکو فرزند صاحب جمال اور نہایت شجاع جو شہرہ عالم کو مسخر کرے عطا کریگا اور پیدا ہونے کے وقت زیادہ
درد و ایذا نہو گی القصہ سو برس کے بعد پہلو راجہ سے بحکم قدرت پیدا ہوا چنانچہ زردی چہرہ پر نمودار تھا کہ بھوت
تھی بہت سے دیوتا اندر سمیت اوسکے تماشا دیکھنے کے واسطے آئے اور نظر پرورش اندر نے انگشت
سبابہ اپنی اوس فرزند کے منہ مین رکھدی جسکے چوسنے کی برکت سے اوسیدن وہ اسقدر بڑا ہوا کہ اور
آدمیون کے دو برابر تھا اور باندھاتا نام اوسکا قرار دیا گیا خلاصہ یہ باندھاتا ایسا بادشاہ عظیم الشان ہوا کہ مشرق سے

غرب تک تمام عالم کو اپنے قبضہ تصرف مین لایا اور برہما نے کمان اپنی عنایت فرمائی اور زرہ اس صفت کی
اوسکے پاس تھی کہ پہننے والے کو کوئی ہتھیار اوسپر کام نکرسکتا تھا اور عدالت مین لاجواب تھا اور نگہبانی خلق و
پرورش رعایا اسقدر کرتا تھا کہ جیسے مادر مہربان یا پدر بزرگوار لڑکون کو پالتا ہے اوسکے عہد سلطنت
مین تمام اہل جہان آسودہ حال اور صاحب ثروت تھے کوئی محتاج اور فقیر نہ تھا اور تمام روی زمین کی
ایک دن مین سیر کرتا تھا اور بہت سی جگہین کی تھین اور اولاد ماہتاب سی ایک راجہ جنگ تھا نہایت صاحب
عظمت اوسکو جنگ مین قتل کیا۔ ولایت قندھار مین ایک راجہ تھا سونک نام نہایت بزرگ سو رانیان
رکھتا تھا اور یہ سب راجاؤن کی لڑکیان عالی خاندان تھین ہرچند راجہ سونک نے کوششین کین مگر فرزند
ظہور مین نہ آیا ایک مدت دراز کے بعد ایک فرزند پیدا ہوا راجہ سونک نے جیت نام قرار دیا اور جان عزیز سے
زیادہ تر عزیز رکھتا ایکدن چیونٹی نے سرین طفل کو کاٹ کھایا وہ لڑکا فریاد کرا اوسوقت راجہ دیوان عام مین تھا
وہ آواز سنکر محلسرا مین آیا اور فرزند کو تسلیان دین مگر دل مین تصور کیا کہ سلسلہ اولاد بہت کم ہے
باب ترقی مین فکر کرنا چاہیئے برہمنون اور داناؤن اور عالمون سے استمداد چاہی ایک برہمن ایک نام
کہ نہایت دانشمند اور صاحب علم تھا اوسنے کہا کہ اگر راجہ ایک تدبیر عمل مین لاے تو سو فرزند حاصل ہوسکتے
ہین مگر وہ کام مشکل سخت ہے راجہ سونک نے پوچھا کہ آپ فرما دین وہ تدبیر کیا ہے برہمن نے کہا اگر
آپ اجازت دین تو گوشت اس فرزند کا کاٹ کاٹ کر نذر آتش کرون اور تمام رانیان گرد اس آگ کی
بیٹھین کہ دھوان ہوم کا اون تک پہونچے اوسکی برکت سے سب عورتین صاحب حمل ہونگی اور ران
اس جیت نام فرزند کی اسی فرزند کو پیدا کریگی تمام خال و خط اس فرزند کے اوس لڑکی مین موجود
ہون گے خلاصہ یہ سب صورتین ظہور مین آئین یعنے گوشت سے اوس لڑکے کے ہوم ہوا اور برکت سے
ستر دن کے دھوان اوسکا سب رانیون تک پہونچا اور نقشہ حمل کا جا بعد دس مہینے کے ہر ایک رانی
سے فرزند پیدا ہوا چنانچہ جیت اپنی مادر مہربان کے شکم سے پھر سر نو پیدا ہوا جب یہ لڑکا جوان ہوا اتفاقاً
راجہ ماندھاتا نے راجہ سونک پر لشکر کشی کی اور میدان جنگ عظیم گرم ہوا جیت نے وہ داد شجاعت دی کہ
دوست و دشمن سب ثناخوان اوسکے تھے آخرکار راجہ سونک بدم شمشیر قتل ہو کر بیکنٹھ دہام کو گیا
اور ماندھاتا نے جیت نام فرزند کو صاحب شجاعت تخت سلطنت پر بٹھایا القصہ یہ راجا بڑا دھاتا بڑا نامی راجہ
ہوا کہ جسکا نظیر عالم مین نہ تھا ایک بیٹا اورنکند اور تیسکند نام تین فرزند اور پچاس لڑکیان تھین ایک وقت ایک برہمن

پچی ہوئی تھی راجہ روی زمین کے اون لڑکیون کے خواستگاری کے واسطے جمع آئے تھے اتفاقاً
سوبھنا نام رکھیشر کہ نہایت مرتاض تھا اوسنے دریاے ذخار کے کنارے دیکھا کہ اولاد مچھلیون کی بکثرت
ہی بہرحال گرہست آسرم مین یہ دولت نصیب ہوگی اس تمنا مین وہ پیرانہ سالی اپنی حسن وجوانی کے ساتھ
مبدل کی اور اوس برہم سمہ مین آیا حسن وجمال قدرتی تھا ہی سب لڑکیون نے اوسکو پسند کیا لاعلاجہ
راجہ نے شادی اون سبکی رکھیشر ممدوح کے ساتھ کردی وہ رکھیشر اون سبکو اپنے ساتھ لیجا کر بیابان
شاہانہ سمیت عیش عشرت مین مشغول ہوا جب ایک مدت گذری اور نشہ بادہ خواہش دنیا سے دن اوترا
تب رکھیشر پھر اپنے لباس ریاضت مین آیا اور تصور کیا کہ جتنین دنیا کی مجھسے ظہور مین آئین اور کس غم کا اثر
آپکو پہنچایا اشتقین ریاضت وعبادت کی رائگان دین یہ سوچکر پھر اوسنے راہ صحرا کی لی اور دامن دنیا
جو گریبان گیر تھا چھوڑا عبادت معبود مین مصروف ہوکر ایام حیات پورے کیے جب جسم خاکی سے روح
پاک نے مفارقت کی وہ پچاسون عورتین جو اوسکے ساتھ صحرا نشین تھین اونکے ساتھ جلکر ستی ہوگئین القصہ
راجہ ماندھاتا نے ساٹھ برس برابر مشرق سے مغرب تک راج کیا جب ساغر حیات بادۂ ممات سے لبریز ہوا
خرابات دنیا سے کنارہ کیا انبریکھ نام اوسکے فرزند نے تاج وتخت کو رونق دی عدل وسخاوت مین
دورہ حکمرانی تمام ہوا راجہ ہارنت کہ وارث سلطنت تھا تخت شاہی پر بیٹھا آدمی زاد کا ذکر کیا اوسنے سانپون
کی مدد سے پاتال مین جاکر گندھرپون کو مارا اور وہ جنگ عجب واقع ہوئی کہ شاید وباید آخرکار سانپون نے
خوش ہوکر شادی اپنی بہن کی راجہ ہارنت کے ساتھ کردی اور یہ دعاے نیک دی کہ تمہارے خاندان مین
زہر سانپون کا اثر نکریگا اب راجہ ہارنت سے ترسدسو نام فرزند پیدا ہوا اور پھر اس سے ہرجس اور
اس سے ارن اور اس سے ترنبدھا نام اور اس سے ستیہ برت لڑکا پیدا ہوا اور پھر اس سے ترسنکھ نام
فرزند ظہور مین آیا بسوامتر رکھیشر کا دم بھرتا تھا لہذا بشسٹ رکھیشر نے اوسکو دعاے بد سے یاد کیا کہ جا
چانڈال ہوجا جو بسوامتر کی عنایت اوسکے حال پر تھی راجہ ترسنکھ کو اپنے منترون کے زور سے جانب
آسمان پھینکا کہ بیکنٹھ دھام نصیب ہو چنانچہ بشسٹ نے پھر اپنے منترون کے زور سے راجہ ترسنکھ کو
پھر آسمان سے جانب زمین گرادیا بسوامتر رکھیشر قوت عبادت وریاضت سے ایسے صاحب قدرت تھے
کہ اونھون نے تختہ ہوا پر بیکنٹھ تازہ تعمیر کی اور چاہا کہ نئے نئے دیوتا بھی ایجاد کرے چنانچہ سب دیوتون
نے ملکر التجا کی کہ آپ اس کام سے ہاتھ اوٹھائین کہ یہ امر باعث زوال ہمارے رتبونکا ہے بسوامتر نے اونکی خاطر

سنے دیوتا بنانا موقوف رکھا مگر وہ بہشت تازہ اب تک ہوا پر موجود ہے اور راجہ ترسنکھ اولٹا لٹکا ہوا ہے
قریب گیا جی جو گدہ دیس مشہور ہے اوسپر سایہ اوسکا پڑتا ہے اور رال جو منہ سے اوسکے ٹپکتی ہے
اوس سے کرم ناسا ندی آج تک جاری ہے خلاصہ وہ دونون مقام وہ ہین کہ جہان جانے سے اور
پاپی کے چھونے سے انسان بہشت مین جا نہین سکتا اوس دولت سے محروم رہتا ہے القصہ اس
معامہ مین شکست رکھیشر بگلا اور بسوامتر صورت طائر اڑکر نام بنکر بہت برسون تک آسمان مین لڑے تھے
غرض تخت شاہی راجہ ترسنکھ سے خالی ہوا ہرس چند راج کی مسند پر بیٹھا مگر فرزند سے آغوش تمنا خالی تھی
ایکدن نارد سے باب حصول فرزند مین تدبیر چاہی نارد نے کہا کہ تو برن کے پاس جاکر خواستگار اس دیوتا کا
ہو یقین ہے کہ اوسکی دعا سے نخل آرزو تیرا بار ور ہو غرض راجہ مذکور نے برن کے پاس جاکر عرض کیا
برن نے کہا ہان ایک شرط پر فرزند تجھکو نصیب ہو سکتا ہے کہ جب وہ لڑکا پیدا ہو اوسکو میری واسطے
ذبح کر ڈال یعنے میری پرستش مین بلیدان اوسکا کر مثل مشہور ہے غرض باولا راجہ ہرس چند نے
قبول کیا بفیض دعای برن سے حمل نے شکم رانی مین قیام پکڑا اور بعد ایام موعود روہت نام فرزند
عالم وجود مین آیا برن ادای شرط کا خواستگار ہوا اسے محبت فرزند کب روا دار اوس شرط خراب کی تھی راجہ
ہرس چند نے پھر اقرار کیا کہ جب دانت اس لڑکے کے نکلین گے تب تہ تیغ کرونگا برن نے کہا کہ بہتر
جب دانت نکلے پھر برن نے تقاضا کیا راجہ ہرس چند نے پھر اسی وعدہ پر ٹالا کہ جب دانت گرجاوینگے
تب آپکی پرستش مین اوسکو ذبح کرونگا غرض جب یہ وقت بھی آیا دانت برن کا اوس لڑکے پر تھا ہی
پھر آکر طالب ہوئے راجہ ہرس چند نے پھر کہا اب جب دانت حسب دستور نکل آوین تب وعدہ اپنا
وفا کرونگا اس عرصہ مین عارضہ جلندھر نے راجہ ہرس چند کو قریب مرگ پہونچا دیا اور روہت نے جنگل مین
جاکر اپنی جان بچانے کے واسطے قیام کیا چند برس گذرین جب روہت اپنے گھر آنے کا عزم کرتا تھا
اندر اوسکو منع کرتے تھے کہ تو گھر مین نجانا کہ برن صورتین بدل کر تیری تلاش مین ہے الغرض جب
سنا کہ راجہ ہرس چند یعنے پدر بزرگوار عارضہ جلندھر مین میری وجہ قریب المرگ ہے اپنی جان سے
ہاتھ دھوکر عزم خانہ کیا اور اپنی زندگی کو محض ہیچ سمجھا غرض گھر کی طرف آتا تھا کہ راستہ مین سنا
سیپ نام ہمشیرہ زادہ بسوامتر سے ملاقات ہوگئی روہت نے سناسیپ کے ماں باپ سے کہا کہ
شیر وار سادہ گاو کی عوض مین اپنی فرزند کو میرے ہاتھ بیچ ڈال کہ مین اپنی بدلے برن کو بلیدان دون

چنانچہ اوسکے پدر بزرگوار نے دینے مین بڑے فرزند کے براہ محبت انکار کیا اور مان نے چھوٹا بیٹا
دینا قبول نکیا ناچار سناسیف جو منجھلا فرزند اوسکا تھا اوسنے بکنا اپنا قبول کیا غرض یہ سودا پٹ گیا
رودہست سناسیف کو اپنے ساتھہ لیکر گھر مین آیا ہرس چند اپنے فرزند کو دیکھکر نہایت خوش
ہوا اور بسوامتر وغیرہ رکھیشر اور دیوتون کو جمع کرکے پرم جگ مرتب کی اور اپنے فرزند کی عوض سناسیف
کو بلدان دینا چاہا کہ برن کو اس صورت سے رضامند کرون کہ وہ مجھپر مہربان ہوکر لطف و کرم فرماوین
جب اسباب جگ مہیا ہو چکا اور آتش ہوم مشتعل ہوئی اور وقت قتل سناسیف آیا اوسوقت بسوامتر
نے اسقدر برن کی ثنا خوانی کی کہ وہ خیال خون رودہست سے درگذرا اور سناسیف نے بھی قتل ہونیسے
نجات پائی القصہ پھر برن نے خوش ہوکر عارضہ جلندھر جو راجہ ہرس چند کو عارض تھا کھو دیا اور جانین
دونون کی بچین اب بسوامتر نے راجہ ہرس چند کو ایسا کچھہ تلقین کیا کہ جسکی برکت سے مکت نصیب ہوئی
اور راجگی راجہ رودہست پر قائم ہوئی خلاصہ یہانتک کیفیت راجہ ہرس چند جو کتاب مہابھارتھ
اور پوتھی بھاگوت مین مندرج تھی قلمبند ہوئی اب اور روداد جو بیاس جی نے مارکنڈے پوران مین
تحریر فرمائی ہے اوسکو صاحبان تاریخ دوست بگوش دل سماعت فرماوین یہ سانحہ عبرت خیز قابل دید اور
لائق شنید ہے کہ ایسے صاحب عظمت و جلال راجہ پر کیا حال گذرا اور کسطرح شکنجہ امتحان مین کھینچا گیا مگر پاے استقلال
دھرم اپنی مقام سے سر مو جنبش نلیا خلاصہ زمانہ ترتیا جگ راجہ ہرس چند راج اجودھیا نگری کی بڑی
عظمت و شان کے ساتھہ کرتا تھا کہ اوسکے مقابل مین دوسرا روے زمین پر نہ تھا دھرم کا سمندر مروت کا
جہاز سخاوت مین باران رحمت شجاعت مین بے نظیر اوسکے دھرم راج مین رعیت محتاج اور عارضہ مند
نتھی پانی اپنے وقت پر برستا تھا تمام اشجار اپنے وقت پر پھول اور پھل لاتے تھے تلقین اوسکی تجبیر تھین
اوسکے عدل اور انصاف کا وہ نقش بیٹھا تھا کہ شیر بکری پر آنکھہ نہ اوٹھا سکتا تھا کبوتر اور باز ایک آشیانہ
مین عیش و عشرت کے ساتھہ بسر کرتے تھے کوئی دردمند نہ تھا سب آسودہ اور خرسند ایک وقت
بشوق شکار گھوڑے پر سوار ہوکر جنگل مین آیا اور تلاش آہو مین سرگرم تھا کہ کچھہ عورتون کی آوازین
فریاد و زاری و نالے کی ساتھہ گوش زد ہوئین ادھر اودھر دیکھکر کان کھڑے کیے کوئی بچشم ظاہر نظر نآیا
متحیر ہوکر وہ راجہ تر زبان ہوا کہ اے ستم رسیدہ عورتین ایسا ستم شعار کون ہے کہ تمکو اس جنگل مین
آزار رسانی اور دست تعدی دراز کرے یہ کہکر جو قدم آگے بڑھایا دیکھا کہ بسوامتر رکھیشر دریاے

عبادت مین غرق بیٹھے تھے کہ ناگاہ آواز راجہ ہرس چند سنکر بیروہ تصور آنکھون سے اونکے اوٹھ گیا اور
خشمناک ہوکر بولے کہ تو کون ہے جو یہ باتین لاف زنی کی ساتھ بک رہا ہے ای جبین رکھیشیر صورت
دیکھکر راجہ ہرس چند وہشت کے مارے تھر تھر کانپنے لگا اور دلمین سوچا کہ یہ بہت بڑا غضب ہوا کہ اودھر
بسوامتر سد راہ مین گوشہ عبادت مین بیٹھے ہین قہر کے بھری ہوئے اور اودھر عورتون سے شرط
کرچکا ہون کہ تم محفوظ رہو مین تمہارے دشمن کو نیست و نابود کرتا ہون اسی خیال محال مین پھر زبان
راجہ سے یہ کلام نکلا کہ اس صحرا مین وہ کون ستم شعار عورتون کا ایذا رسان ہے کہ جنکو میرا خوف
دلمین ذرا بھی چھو نہین گیا ابھی میرا ناوک آتش فشان اگر کمان سے جدا ہو تو تمام عالم کو جلا کر خاک مین
ملادی ہر چند ہرس چند نے یہ بات کہی مگر بسوامتر کو غضبناک دیکھکر ساری تیر اندازی بھول گئی تھی کہ
پھر بسوامتر نے آواز راجہ سنکر فرمایا کہ اے زبان دراز تو کون ہے کہ ایسی غرور اور نخوت کی باتین
ہوا سے کر رہا ہے لامحالہ ہرس چند نے کمال عجز و انکسار کے ساتھ ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای آفتاب سپہر
ریاضت مین ہرس چند راجہ اجودھیا پوری کا ہون اور آپ پر روشن ہے کہ مین دھرم آتما راجہ ہون
شاسترون کا جاننے والا اور قوی دشمن سے سر میدان جنگ کرنیوالا اور آبدار اسلحہ کا جوہر دکھانے
والا اور سخاوت مین بے نظیر ہزارون برہمن میری زر افشانی کے سبب مالا مال ہین اور غریب اسباب
راحت سے فارغ البال یہ بات سنکر پھر بسوامتر نے شیرین زبان سے گوہر فشان ہوئے کہ ای راجہ یہ کہو کہ
تو نے کسکو دان دیا ہے اور کس دشمن قوی دست سے سر میدان دست و گریبان ہوا ہے راجہ ہرچند
نے جواب دیا کہ ہمیشہ مہاراج جو سائل میرے پاس آیا اوسکی حاجت کو روا کیا اور جو کوئی بر سر مقابلہ آیا
اوسکو راہ فنا دکھائی یہ سنکر پھر بسوامتر نے کہا کہ اے راجہ ہرس چند اگر تو ایسا سخاوت شعار ہے
تو مجھکو بھی کچھ دان دے کہ مین اوسکو لے سکتا ہون راجہ ہرس چند سخاوت پیشہ تھا ہی کمال خوشی
کے ساتھ گویا ہوا کہ ہان مہاراج جس شے کی تمنا ہو وہ بلا تامل طلب فرمائے ابھی نذر کرتا ہون اگر
راج کی خواہش ہے یہ سب پیش نذر کرتا ہون اور اگر زن و فرزندون کے خواستگار ہین تو ابھی حاضر ہین
اور اگر نقد جان کی آرزو ہے تو وہ بھی موجود ہے کچھ پس و پیش نہین آپ طلب فرمائین بسوامتر نے
جواب دیا کہ اے راجہ ایک دچھنا میری راجسو جگ کی بابت تیرے ذمہ چاہیے یاد ہے کہ بھول گیا راجہ
ہرس چند نے عرض کی کہ بسوامتر مہاراج پہلے وہ شے طلب فرمائے کہ جسکا سوال زبان مبارک پر آچکا ہے

کہ مجھکو بھی کچھ دان دے پھر یہ دچھنا راجسو کے بھی نذر کرونگا بسوامتر تر زبان ہوئے کہ ای راجہ تمام
راج اپنا خزانہ اور سپاہ اور ہاتھی اور گھوڑے اور سب اسباب امارت سمیت جو کچھ تیرے پاس
ہو بلا دوراندیشی مجھکو نذر کر اور کوئی چیز اپنے پاس نرکھہ ایک فرزند اور ایک رانی بقول شخصے ایک
بنی و دو گوش رہجا راجہ ہرس چند نے سوال بسوامتر کے ساتھہ اوسیوقت بخوشی تمام سب راج اپنا
خزانہ وغیرہ سمیت نذر بسوامتر کیا فقط آپ اور رانی اور ایک فرزند باقی تھا کہ پھر بسوامتر نے کہا کہ ای
راجہ جب راج وغیرہ تو نے کلپ کرچکا تب رہنا تیرا اس قلمرو مین واجب نہین کہ میری فرمان روائی مین
خلل انداز یان کریگا یعنی جب تک کہ تو یہان اپنی ولایت مین رہیگا کسی طرح سے حکومت میری کرسی نشین
نہوگا اسواسطے مناسب ہے کہ تم تینون آدمی بھوج پتر وغیرہ درختون کی چھالین پہن کر یہان سے
نکل جاؤ وہان کسیقدر کپڑا خوشتر بدن کو کفایت کرے پاس رکھنا چاہیے راجہ نے یہ فرمانا بھی بسوامتر کا
بسر و چشم قبول کیا اور اوسی جرأت وہمت کے ساتھہ اپنے شہر سے نکلا اور پھر بسوامتر نے سد راہ
ہوکر راجہ ہرس چند سے کہا کہ وہ دچھنا جو راجسو جگ کا باقی ہے دینا چاہیے راجہ نے جواب دیا کہ اسوقت
میرے پاس کوئی چیز اسباب دنیا سے باقی نہین جو کچھ راج وغیرہ تھا وہ سب نذر کرچکا ہون مگر جسوقت
میرے پاس ہوگا بیشک نذر کرونگا بسوامتر نے کہا کہ اے راجہ کچھ وعدہ میعادی اسباب مین کرنا
واجب ہے غرض راجہ نے مہلت ایک مہینے کی طلب کی بسوامتر نے کہا اچھا جاؤ القصہ جب راجہ
اور رانی اور وہ فرزند راجہ کا تینون بحالت خراب ایک بنی و دو گوش دروازہ شہر سے نکلے تمام رعایا
کمال غم والم کے مارے زار زار ابر نوبہار کے مانند رونے لگی اور تر زبان ہوئی کہ آپنے پرورش
ہماری اپنے فرزندون کی طرح کی ہے اور بہت سا راحت و آرام دیا ذرا بنظر عنایت ایک چشم زدن کو
ٹھہر جایئے کہ ہم آپکو آنکھہ بھر کے دیکھہ لین ہاے ہاے ایک دن وہ تھا کہ جب سوار ہوتے تھے بڑے
بڑے راجہ صاحب عظمت جلو مین ہمرکاب رہتے تھے اور آج وہ وقت ہے کہ آپ اور رانی اور فرزند
آپکا درختون کی چھالین پہنے ہوئے تنہا جو کبھی ایک قدم راہ اپنے پاؤن سے نچلے تھے وہ پیادہ پا راہ غربت پر
قدم زن ہوئے ہین تلوے پاؤن کے جو برگ گل سے نازک تر ہین کسطرح صدمے صحرائی کانٹون کے
اوٹھائینگے راجہ ہرس چند یہ باتین رعایا کی زار نالی کے ساتھہ سنکر ذرا ٹھہر گیا تھا کہ بسوامتر
نے آکر کوڑا رانی پر حوالہ کیا اور راجہ سے کہا تو چاہتا ہے کہ اس رعایا کی زار و نالی پر رحم کھا کر

پھر راج پاٹ اپنا جسمی متر و کرسے لے یہ ہو نہین سکتا دھرم سے بہت دور ہے راجہ نی آنکھون نین آنسو بھر کے جواب دیا
کہ مین تخت و تاج کا جو دے چکا ہون طالب نہین ہون مگر رانی بیچاری کو مار بھی نہین ناگاہ پانچ دیوتہ یہ کیفیت
خراب جو ہوا پر سے دیکھ رہے تھے چین بہ ابرو ہو کر گویا ہوئے کہ ای بسوامتر تو نہایت سخت دل اور
بیرحم ہے کہ یہ شختیان بیچارہ دھرم اتمارا جہ اور رانی پر کر رہا ہے کچھ خوف روز باز پرس کا نہین القصہ
آواز آسمانی سنکے بسوامتر کو پھر غصہ آگیا اور یہ ناوک دعای بد کمان زبان سے نکلا کہ ای دیوتون تم روی زمین پر
جاکر بطن آدمی سے پیدا ہوگے اور نوبت شادی کی نہ آئے گی کہ اوسی عالم ناکتخدائی مین لاولد بیکسی کی
ساتھ دست اشمس بھاہان سے آفرمہابھارتھ کے وقت مارے جاؤ گے اور دروپدی تمھاری مان ہوگی
اور جدہشٹر وغیرہ پانچون بھائی راجہ پانڈ کے لڑکے پدر بزرگوار بعد اسکے راجہ ہرس چند اپنی ولایت سے
نکلکر کاشی پوری مین آیا زن و فرزند ساتھ تھے کہ ناگاہ پھر بسوامتر بھی وہان آکر نازل ہوئے ہرسچندنی
جو دور سے بسوامتر کو دیکھا سجدہ جھکایا اور عرض کی کہ ای مہاراج آپ رکھیشرون مین صاحب عظمت
ہین اب ہماری پاس اسباب دنیا سے کوئی چیز باقی نہین ہے کہ زر بقیہ آپ کے دچھنا کا ادا کرین بسوامتر
نے کہا کہ ای راجہ جسطرح ہو سکے ہماری دچھنا جو راجسو جگ کا باقی ہے دیدو نہین تو ہم ابھی تمکو آتش
دعای بد سے جلا کر خاک مین ملا دینگے راجہ نے کہا کہ آپ صبر کرین مین وہ زر نقد ایک مہینے کے بعد نذر کرونگا
بسوامتر بولے بہت اچھا ہم جاتے ہین لیکن اگر وعدہ پر زر نذر ہمکو نہ پہونچا تو بیشک تم نشانہ ہمارے
ناوک دعای بد کے ہوگے یہ کہکر بسوامتر چلے گئے اور راجہ ہرس چند ایک عذاب سخت مین مبتلا ہوا کہ اب
اسقدر روپیہ کہان سے ہم پہونچائیے جو قرضہ بسوامتر کا ادا ہو جو کچھ راج اور خزانہ وغیرہ میرے پاس
تھا وہ سب نذر بسوامتر کیا بہرحال اب اسوقت کوئی دوست ایسا نظر نہین آتا کہ جو اسوقت ایسے
خراب حال مین شریک ہوتا بہرصورت اگر اجل بھی آجاتی تو بھی اچھا تھا کسواسطے کہ بسوامتر اپنے
وعدہ پر بیشک نازل ہونگے اور جب زر نقد اونکو نہ ملے گا دعای بد سے یاد کرینگے آفریدگار عالم اونکی
آتش دعای بد سے بچائے القصہ جب رانی نے دیکھا کہ حال راجہ ہرس چند بہت خراب ہے اور دریای
اضطراب سر سے گذرا ہوا بلکہ قریب ہے کہ روح بدن سے نکلجای اسطرح تر زبان ہوئین کہ ای راجہ
حرارت اضطراب و گرمی افکار کے مارے کیون اسقدر خشک ہوئے جاتے ہو دیکھو تمھاری راست
کلامی پہ حرف نہ آنے پائے یہ راست گفتاری نہایت عمدہ چیز ہے جسوقت تک یہ قائم اوسوقت تک

سب کچھ نعمتیں دنیا اور عقبے کی حاصل ہین پس سچ بولنے کی برابر کوئی چیز عمدہ نہین ہے دھرم شاستر مین
زیب قلم ہے کہ یہ ایک راستی ہزار اسمیدھ جگ کے برابر ہے بلکہ زیادہ تر ایک مرتبہ میزان امتحان مین یہ دونو
وزن کیے گئے تھے چنانچہ پلہ راستی کا بھاری نظر آیا اور جگ کا ہلکا لہذا جو سخن کہ منہ سے کہہ چکے ہو اوسپر
عمل کرو اور بلا تامل مجکو سر بازار بیچ کر زر قرضہ بسوامتر کو خوشی تمام دیدالو کہ تمھاری راستی پر پانی نہ پہرے
اور مبتلای عذاب دوزخ نہو یہ بات سنکر راجہ ہرچند نے جواب دیا کہ اے رانی مجھ کمبخت بدبخت اور ناشدنی پر
سخت لعنت ہے کہ مین دشمن ناموس تجھکو سر بازار چلکر فروخت کرون یہ بات کہکر بیہوش ہوگیا اور
غش کھاکر زمین پر مردے کی صورت گر پڑا القصہ یہ صورت حال راجہ دیکھکر رانی غم و رنج کے مارے
آٹھ آٹھ آنسو رونے لگی اور سخت مغموم ہوکر سخن درد آمیز زبان پر لائی کہ اے شوہر ایک وہ دن تھا
کہ تمھاری سواری مین بڑے بڑے راجہ صاحب عظمت ساتھ رہتے تھے اور نامی سردار اور پیادہ و
سوار ہزارون ہمرکاب اور آج وہی تم بستر خاک پر بے آبروئی کے ساتھ بیہوش ہوکر پڑے ہو غرضکہ
وہ رانی بھی ایسی باتین غم کی بھری ہوئین کہکر زمین پر گر پڑی اور عالم بیہوشی اوسپر طاری ہوا اب وہ
نونہال پریشان حال اوس وقت کثرت گرسنگی سے نہایت بیتاب ہوا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا
اور گویا ہوا کہ اے مادر مہربان و اے پدر بزرگوار مین مارے بھوک کے سخت عاجز ہون کلیجہ منہ کو آتا ہے
اور طائر روح قفس تن سے اوڑا چاہتا ہے اور زبان پیاس کے مارے خشک ہو کر برگ ریختہ درخت کی مانند
ہوگئی غرض یہان تو یہ حال خراب تھا کہ پھر بسوامتر اون ہوش باختون کے سر پر نازل ہوے اور چھینٹا
پانی کا منہ پر راجہ کے لگایا جب وہ اپنے ہوش مین آیا اور پردہ غفلت آنکھون سے اوٹھا بسوامتر نے وہی
لب سوال وا کیا اور خواستگار زر نذر کورکے ہوئے اور کہا کہ اے راجہ یہ قرضہ کمال سخت ہے نہ اس سے
کسی عالم مین رہائی نہین بلکہ روز بروز ترقی پذیر اور اے راجہ راستی بڑی دولت عظمے ہے اسکی برکت سے
چشمہ آفتاب نے روشنی پائی اور اسی راستی کی قوت سے زمین روے آب پر قائم ہے اور اسی باعث آسمان
رفعت پذیر اور روشنی عالمگیر دیکھو جھوٹ کی طرف نیت تمھاری جھکا چاہتی ہے اور یوم وعدہ جو ایک
مہینے کے بعد تھا وہ آج آیا اور دوپہر دن اوسمین بھی گذرا اگر شام تک تم وعدہ وفا نہ کیا تو مین بیشک
سراپ دونگا کہ تمھاری فنا ہوجاوے گی غرض یہ بات سنکر بسوامتر چلے گئے اور راجہ ہرچند سخت مضطر ہوا اور
اپنی رانی سے کہ وہ بھی ہوش مین آچکی تھی بولا کہ اے گوہر دریاے عصمت آج کسی طرح سراپ سے بسوامتر کی

صورت رہائی نظر نہین آتی اور آتش قہر یکدیشر مین جلنا ہزار آتش دوزخ کے برابر ہے پس یہی بہتر
کہ مین دشمن آبرو چلکر سر بازار تمکو فروخت کرون اور زر قیمت لاکر بسوامتر کو دون تا قرضہ جگ راجسوی
نجات ملی اور تقاضای بسوامتر سے رہائی پاؤن مگر مجھہ سا بیشرم دوسرا آدمی دنیا مین جو ایسی خراب بات
منہ سے نکالے نہوگا یہ سنکر رانی نہایت خوشنودی کے ساتھہ گویا ہوئی کہ ای راجہ بہت اچھا آپ ہرگز ہرگز
کسی بات کا اندیشہ نکرین اور عزت و آبرو کو خیال مین نہ لائین یہ صورت پرورش سخن آدمی کو لازم ہی
اور ادای قرضہ عین فرض اور بسر و چشم واجب تر تم بازار مین چلکر مجکو کھڑے بیچ لو راجہ ہرچند عالم
مجبوری مین بقولیکہ سنگ آمد و سخت آمد بیدست و پا ہو کر اپنی رانی کو جہت فروخت بازار مین لایا اور بآواز
بلند گویا ہوا کہ ای خریدار مجھہ سا سیاہ بخت بد روسست طالع سخت دل دوسرا دنیا مین نہین کہ مین
اپنی رانی سر بازار بیچا بیچنے کو واسطے لایا ہون کہ زر قیمت اسکا پہونچاکر قرضہ بسوامتر سی نجات پاؤن غرض
یہ کلام جگر خراش بار بار کہتا وہ راجہ ہرچند بازار مین پکار رہا تھا کہ دھرم راج ایک نہایت بوڑھے برہمن
کی صورت بنکر اوس متاع بے بہا کی خریداری کے واسطے نازل ہوئے اور راجہ سی پوچھا کہ اس عورت کی
کیا قیمت مانگتا ہی یہ سنکر راجہ ہرچند نے پہلے یہ سخن آبدار منہ سے نکالا کہ ای خریدار مین سر بازار اس عورت کو
عیب و ہنر سے تجکو پہلے آگاہ کیے دیتا ہون کہ یہ عورت ناز پروردہ کوئی کام اور مشقت کرنا نہین جانتی
کمال نازنین ہے تو زنہار کوئی کام اور محنت اس سی نہ لینا اگر یہ شرط منظور ہے تو جو قیمت اس متاع
گران کی تیرے نزدیک ارزان سمجھہ پڑی مجکو دے کہ مین بسوامتر کو دیکر نجات پاؤن خلاصہ اوس برہمن
نے شرط مذکورہ قبول کی اور کسیقدر زر نقد ہرچند کو دیکر رضامند کیا غرض زر قیمت رانی اپنے پلہ دامن
مین باندہ چکا اوسوقت وہ برہمن کمال سنگدلی کے ساتھہ پیش آیا کہ بزبردستی عورت کو باندہکر لیچلا جب
پسکش انت نام فرزند راجہ نے دیکھی زار زار رونے لگا اور اپنی مادر مہربان کے پیچھے دوڑکر پہونچا
اور زمین پر گرکر اوسکے پاؤن پر لوٹ گیا یہ صورت دیکھکر محبت مادری نے جوش مارا اور دونون ہاتھہ
پھیلا کر فرزند کو اوٹھا لیا اور آغوش سے لگا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرط محبت سی سرراہ کھڑی ہو کر
پیار کرنے لگی کہ اوس برہمن بیرحم جفا نے ایک چھڑی لڑکے بیقصور پر بھی حوالہ کی اور کہا کہ جا کیا شور وغل
مچا رہا ہے مان تیری بک گئی اور میری لونڈی بنی تو اپنے باپ کے پاس جا چونکہ محبت مادری مفارقت
فرزند کب گوارا کر سکتی تھی راجہ سی مخاطب ہو کر متظلم ہوئی کہ اب لڑکا کاہی سی جدا رہنا بچھڑی کا نہایت نامناسب ہے

لہذا اس فرزند کو اس برہمن کے ہاتھ جسنے مجکو مول لیا ہے بیچ ڈالو یہ سنکر وہ برہمن بھی بشوق تمام
بولا کہ ہان راجہ مین اس فرزند کا بھی خریدار ہون عوض ایک کرور روپیہ دیکر برہمن نے فرزند راجہ کو
بھی راجہ ہریچندر سے مول لے لیا اور سخت سست کہتا ہوا اپنے ساتھ لیچلا غرض جس نازنین رانی کی
صورت آفتاب عالمتاب نے بے حجاب نہ دیکھی تھی اوسکو وہ برہمن بازاری عورت کی صورت کھینچتا ہوا
لیچلا اب راجہ ہریچند مضطر اور بیقرار ہوکر یہ سخن زبان پر لایا کہ اے رانی تو مجکو عالم پریشانی مین چھوڑ کر کدھر
گئی اور اے فرزند جگر پیوند تو کہان گیا مین سخت سنگدل اور بدقسمت ہون کہ رانی اور فرزند کو سر بازار
لاکر فروخت کیا اور سورج بنس مین داغ دیا راجہ ہریچند تو اس سوز و شیون مین مبتلا تھا کہ بسوامتر پھر آکر
نازل ہوئے اور دست طلب دراز کیا راجہ ہریچند نے جو زر قیمت زن و فرزند مین برہمن سے پایا تھا
وہ تمام و کمال نذر بسوامتر کیا اوسکو دیکھکر بسوامتر نے کہا کہ اے راجہ مین اسقدر قلیل دچھنا راجسو جگ کا
نہین لیتا بہر حال اگر تم اوس جگ کے موافق اور میرے لائق دچھنا نہ دوگے تو مین دعاے بد دیکر اپنی آتش
قہر مین جلا دونگا راجہ ہریچند نے دیکھا کہ مین سخت بلا مین مبتلا ہوا کسی طرح بسوامتر سے نجات ملتی نہین کمال
عاجزی کے ساتھ عرض کی کہ اے مہاراج آپ میرے حال زار پر رحم فرمائیے مین نہایت بیدست و پا ہون کیونکہ
اور تاج اور تخت اور دولت اور خزانہ اور ہاتھی اور گھوڑے اور تمام راج اور پاٹ اپنا جو کچھ میرے قبضہ و
تصرف مین تھا تمکو دیدیا فقط زن و فرزند و شخص یکتنی دو گوش جو باقی تھی اونکو سر بازار بیچکر قیمت اسکی
آپکو حوالہ کی اوسپر آتش تقاضا فرو نہین ہوتی مگر ہان اسقدر وعدہ کرتا ہون کہ جسوقت میرے پاس
کچھ ہوگا بیشک حاضر کرونگا بسوامتر نے جوابدیا کہ اے راجہ آج وعدے کے دن مین ابھی پہر بھر دن
باقی ہے اس عرصہ مین اگر تو نے دچھنا پوری نکردی تو بیشک سمجھ لینا کہ ناوک دعاے بد کا تو نشانہ بنا
دھرا ہوا ہے یہ کہکر بسوامتر تو پھر چلے گئے اور راجہ ہریچند دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا اور آب اضطراب
سر سے گذرا اور اس خیال مین تھا کہ آپکو کسی خریدار کے ہاتھ بیچ ڈالے کہ ناگاہ وہان حضرت دھرم راج
چانڈال کی صورت امتحان راجہ کے واسطے اس ہیئت کے ساتھ آکر ظاہر ہوے کہ [illegible]
قامت دراز داڑھی منہ پر لگی ہوئی جسمین بلغم اور تھوک آلودہ کپڑے نہایت کثیف اور میلے اوپر سر کے [illegible]
سی کاسۂ دماغ پارہ پارہ ہوا جاتا تھا ہاتھ مین لکڑی بانس کی کمال مہیب صورت لیے تھا راجہ ہریچند [illegible]
سی بولا کہ راجہ مین خریدار تیرا اسوقت آپہونچا ہان کیا قیمت مانگتا ہے یہ سنکر راجہ نے کہا کہ [illegible]

دشمن عقل چانڈال کے ہاتھ تمہارا بکنا نہیں بہا سامنے سے دور ہو مجھکو تیرے ہاتھوں بکنے سے آتش سوزان
مین گر کر جلنا ہزار مرتبہ بہتر ہے یہاں تو یہ تکرار ہو رہی تھی کہ بسوامتر پھر بر سر موقع پہونچے اور راجہ سے بولے
کہ یہ خریدار بہت اچھی قیمت دیگا تو کیوں نہیں بکجاتا ہے کہ زر قرضہ میرا ادا ہو جاے اور وقت نہایت تنگ
رہا شام ہوتی آئی راجہ ہرسچند نے نہایت افسردہ خاطر ہو کر جواب دیا کہ مین سورج بنس مین پیدا ہو کر
اس چانڈال کے ہاتھ کس طرح بکوں آپکو یہ بات فرمانا نہ چاہیے بسوامتر نے کہا کہ اے راجہ اگر تو اس
خریدار کے ہاتھ فروخت نہیں ہوتا تو ابھی سراپ دیتا ہوں ناچار مجبور ہو کر پھر راجہ نے کمال عجز اور انکسار
کے ساتھ بسوامتر سے کہا کہ آپ مجھکو اس چانڈال کے ہاتھ فروخت نکیجیے مین غلام زر خرید بنکر آپ ہی
کے پاس رہوں گا خانہ تہی آپکے زر قرضہ کی ہو جائگی مگر بسوامتر نے وہ سنگدلی بیرکمر باندھی تھی کہ زنہار
کہنا راجہ ہرسچند کا کسیطرح قبول نکیا اور بلا تکلف چانڈال کو حوالہ کیا اور زر قیمت اوسکا جو کچھ ملا اور بطاق
مین مندرج کیا اب اوس چانڈال سیاہ قلب کی داستان سنیے کہ وہ نہایت سنگدل تھا اوسنے ہاتھ راجہ کا پکڑ کر
کھینچا اور لکڑی بانس کی جو اوسکے ہاتھ مین تھی پیٹھ پر بھی ماری اور کہا کہ آگے بڑھ غرض ہزار ذلت اور
خواری کے ساتھ راجہ ہرسچند کو وہ چانڈال لیکر اپنے گھر مین پہونچا در اصل یہ خانہ چانڈال دوزخ تحت
سے کم نہ تھا چمڑے کہیں اور بول سے بھرا ہوا بوے بد ہر گونہ دور سے ایسی خراب آرہی تھی کہ دماغ سڑا جاتا تھا اوسی
عالم بیکسی اور اضطراب مین یاد زن و فرزند کی کرکے رونے لگا اور کہتا تھا کہ اے یہ صورت خراب میری
کہو مین آئی تخت و تاج اور سلطنت و آرام سارا خاک مین ملا اور عیش اور راحت پر پانی پھرا ہے زن و
فرزند کو بونکی معلوم کہ آوارہ غربت ہوئے یہ کلام درد آمیز زبان پر تھے اور دریاے اشک چشموں سے
جاری القصہ وہ چانڈال یہ باتیں سنکر بولا کہ بد نصیب تجکو خلل دماغی ہو گیا ہے رہنے جھونپڑوں مین
اور خواب دیکھے محلوں کا راج راج رانی تک تک کر دماغ پریشان کر دیا چل اوٹھ مین مرگھٹ مین
تجکو مقرر اور مامور کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ رات دن وہان رہا کر کفن وغیرہ مردے کا اور زر نقد جو
کچھ مقرر ہے بلا تکلف لیا کر زنہار مروت نکرنا اور تقسیم اوسکی اس حساب سے ہے کہ چھٹا حصہ والی کاشی
اوس سے اخذ کرتا ہے اور تین حصے بے شش و پنج مجھ پنج کش کے ہین اور دو حصے مین تجکو اختیار ہے
اوقات اپنی بسر کر کھایا اڑا وے غرض کاشی پوری کے دکھن طرف وہ مسان بھوم یعنے مرگھٹ مردوں
کے جلانے اور پھونکنے کا مقام تھا وہان راجہ کو جا کر وہ چانڈال پہونچا آیا اور سب باتین وہان کی سمجھا گیا

موافق تعلیم اور تلقین کر دین آپ اوس سرزمین خراب کی کیفیت سنیئے کہ میدان حشر کا جواب آفت یگانہ
عالم زنہار خواب مین نہ دکھائے چارون طرف سیکڑون آبادی کا نشان کوسون نہین جلے مردون کی
راکھ جابجا ڈھیر سوختہ استخوانون کے انبار اور نیم سوختہ مردون کا دھوان ابر سیاہ کے مانند آسمان پر
چھایا ہوا گدھ اور گیدڑ اور کوے وغیرہ نیم سوختہ گوشت پر مردون کے جھکے ہوئے ٹھونگ مارتے تھے
اور سیارہ وغیرہ جانور گوشت خورون کا ہجوم ہزارون بھوت پریت جنکی آوازین ہولناک قرع سماع
ہوتی تھین اور غول بیابانون کے غول کے غول چربی اور لہو مردون کا جو جلنے کے وقت حرارت آتش
سوزان سے بہکر زمین پر گرا تھا جابجا چاٹتا ہوا سیارون کے رونے کی آوازین سوہان روح اور
چٹکنا استخوانون کا جلنے کے وقت اسطرح تھا جس سے پردہ کان کے اوڑے جاتے تھے غرض راجہ
ہرسچند کا بہت خراب حال تھا کہ تمام جسم پر سیکڑون من خاک جلے مردون کی جمی تھی اور گوشت اور
چربی کی بو ہی بدسے جو خاک پر آگ مین جلا ہوا مردہ پڑا تھا کاسہ دماغ راجہ ہرسچند چھلنی ہو گیا تھا اپنی
سخت حالی پر افسوس کھینچتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسے جینے سے مرنا ہزار درجہ بہتر ہے کبھی یاد سلطنت مین
دیوانہ صورت رو رو کر بکتا تھا کہ اے مشیران خوش تدبیر تم کہان گئے اور فوج دریا موج نے مجکو تنہا
چھوڑا خزانون کو زمین کہا گئی عزیز اور اقربا کوئی نظر نہین آتا کبھی اپنے زن و فرزند کی طرف مخاطب ہوکر
کہتا تھا کہ تم مجکو چھوڑکر کہان چلے گئے اور کبھی کہتا تھا کہ اے برہمنا تمنے اچھا مصیبت مین ڈالا اور یہ
صورتین خراب جو آنکھون کو دیکھنا نہ تھا یہ دکھائین خیر اور جو کچھ کیا تھا وہ کیا تھا مگر اس خاندان کا سا نہ تھا
بہت برا ہوا کہ جسنے مجکو مول لیکر اس خراب کام پر مامور کیا راجہ ہرسچند تو یہ باتین عالم اضطراب مین ہوا کیے
کرتا تھا کہ وہ چانڈال خراب حال بشکل مردے کی خاک بدن پر ملے لاٹھی ہاتھ مین لیے ہوئے اونچکر
اگر بلا کی صورت نازل ہوا اور راجہ ہرسچند سے آنکھین لال پیلی کرکے کمال ترش زبانی کے ساتھ بولا
کہ اے غلام جو کچھ کفن اور زر نقد وغیرہ آج مردون کی بابت ملا ہو اور جمع کیا ہو وہ سب اسوقت میرے
روبرو لا کر مہیا کر کہ تین حصہ اوسکے حسب ضابطہ تقسیم کر دون راجہ نے ناچار جو کچھ صبح سے شام تک
پایا تھا نقد و جنس سب لاکر اوس کمینہ منظر کے روبرو رکھدیا اور صورت تقسیم حصہ جو پیشتر سے مقرر تھی ظہور
مین آئی القصہ جب وہ چانڈال وہان سے جہنم واصل ہوا یعنے اپنے گھر گیا راجہ ہرسچند پھر اپنی اوسی
مشغلہ آہ و زاری مین مشغول ہوا غرض بارہ مہینے اس خراب حالی کے ساتھ رات و دن برابر جاگتے ہوئے

گذری تھی ایکدم خواب آنکھون سے آشنا نہوا تھا حسب اتفاق اوس روز رات کی وقت سوگیا خواب
مین کیا دیکھتا ہی کہ مین مرگیا ان سخت جمنون مین جاپڑا کہین تو دریا لہو اور پیپ کا جاری تھا اور کہین چرکین
اور بول بھرا ہوا اور کہین استرہ کی دھار سے زیادہ تر راستہ تیز غرض درمیان خواب کے وہ راجہ
ایسی سخت عذابون دوزخ مین مبتلا تھا کیفیت ایذا اور روحانی راجہ ہرس چند بیان نہین کرسکتے کہ ناگاہ
کچھ برہمنون نے آکر کہا کہ اے راجہ جو بسوامتر نے تمکو چانڈال کے ہاتھ فروخت کر ڈالا اس باعث سے تمہاری
ساری برکت خیرات کی جاتی رہی اور جو تمنے بسوامتر کو دچھنا راجسو جگ کرا کے اسکا نہین دیا اوس سے جبھی
نرک یعنے دوزخ مین آپڑی پھر راجہ ہرسچند اوسی خواب مین دیکھتا ہی کہ مین مرگیا اور پیادی جمراج کے
مجکو باندھکر سخت ایذائین دیتے ہین اور طرح طرح کی دوزخون مین جو سراپا عذاب سخت سے بھرین ہین
ڈالتے ہین غرض وہ ایک رات راجہ ہرسچند کو سو برس کے برابر اوس عذاب سخت دوزخ کی ایذا اون
گذری کبھی لہو اور پیپ کے دریا مین جسکا کہین جو جن پاٹ تھا وہ پیادی راجہ کو غوطے دیتے تھے اور کبھی
ہڈیون کے پہاڑون پر کہ بہت بلند تھے چڑھا کر زمین پر پھینکتے تھے اور اوس راہ دشوار گذار مین لیجاتی
تھے کہ جو دم استرہ سے کہین تیز تھی خلاصہ اسی طرح کی سخت عذابون مین ہزار برس راجہ کو گذر گئی
قصہ کوتاہ پھر حسب الحکم جمراج اون پیادون نے راجہ ہرسچند کو آسمان سے زمین پر پھینک دیا کہ ناگاہ
اوس صدمے سے دفعتاً آنکھ راجہ کی خواب غفلت سے کھل گئی آپکو سخت تکلیف مین مبتلا پایا اور جو لوگ اوسکے
ساتھ اوس جگہ رہتے تھے اونسے پوچھا کہ میری کیا کیفیت تھی اونھون نے اس بات کا کچھ جواب
نہین دیا ناچار راجہ ہرسچند نے اوسوقت عالم اضطراب مین مہادیو اور برمھا وغیرہ دیوتون کو یاد کیا اور
خواستگار ہوا کہ مہاراج مجکو ان سخت عذابون سے بہت جلد چھوڑاؤ خلاصہ وہ راجہ ان بلاؤن مین مبتلا
اپنی سلطنت اور تخت و تاج اور خزانہ اور لشکر اور راج کو یاد کرکے آٹھ آٹھ آنسو روتا تھا حسب اتفاق
اوسی زمانہ مین کہین اوسکے فرزند کو سانپ نے کاٹ کھایا کہ وہ مرگیا رانی راجہ ہرسچند اپنے فرزند مردہ کو
ایک سیاہ پارچہ مین لپیٹ کر اوس مرگھٹ مین لائی چونکہ صورتین طرفین کی تکلیفون مین اور ایذائین اوٹھانی
اوٹھاتے بدل گئین تھین نہ راجہ ہرسچند نے اپنی رانی کو پہچانا نہ رانی نے راجہ کو پہچانا القصہ راجہ
ہرسچند نے اپنے دستور کے موافق جس کام پر مامور تھا آگے بڑھ کے کفن اوس فرزند کا جو اوتارا تو
آنکھ چہرہ فرزند مردہ پر جا پڑی اوسکو دیکھکر اپنے دلمین تصور کیا کہ لڑکا کسی راجہ کا معلوم ہوتا ہے

دور از حال اوس شخص کے فرزند کی بھی صورت اسی لڑکے کی مقابل مین تھی غرض یہ راجہ تو ان خیالون مین
مبتلا تھا اور وہ رانی سر لاش فرزند پر زار زار روتی تھی اور کہتی تھی کہ ای سخت دل راجہ ہرچند تم اپنے
زن اور فرزند کو بیچکر کہان گئے اور فرزند کا یہ حال ہوا کہ وہ بھی جہان سے گذرا القصہ یہ کلام درد آمیز
جو چھری سے تیز تھی سنکر راجہ ہرچند نے معلوم کیا کہ یہ عورت میری رانی اور یہ فرزند مردہ میرا فرزند
ہے نہایت غم اور اندوہ کے ساتھ بے اختیار ہوکر رونے لگا اوسوقت رانی پر بھی پردہ اس معاملہ کا
کھل گیا اب دونون راجہ اور رانی لاش فرزند پر ابر نو بہار کے مانند پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے پھر
وہ رانی خستہ دل پریشان حال سری برھما کی طرف مخاطب ہوکر یہ باتین کہتی تھی کہ مہاراج تم بھی
ایسے سخت وقت مین مہربان نہوئے اور دان اور پن اور جپ کرنے کا کوئی ثواب راجہ کا کام نہ آیا
قصہ مختصر راجہ ہرچند اور رانی نے اوس حالت اندوہ و غم مین خشک لکڑیان لاکر اوسی جگہ پر جمع کین زندگی
سے تنگ آچکے تھے چاہا کہ لاش فرزند کے ساتھ آگ مین جل جاوین قریب تھا کہ یہ معاملہ بروے کار آئے
کہ دفعتاً برھما اور دھرم راج اور اندر تمام دیوتون سمیت اوس جگہ آکر رونق بخش ہوئے چنانچہ برھما نے
دور سے یہ آواز بلند پکار کر کہا کہ ای راجہ ذرا صبر کر ابھی آپکو آگ مین نڈال کہ ہم برھما وغیرہ سب دیوتا
تیرے درشن کو آئے ہین اور اندر نے آگے بڑھکر کہا کہ ای راجہ تو دھرم آتما ہے تیرے برابر کوئی
راجہ روی زمین پر نہین گذرا اور بڑی بڑی ثواب کی دون تیرے ہاتھون سے ظہور مین آئی اب
مناسب یہی کہ ہمارے ساتھ تم اپنی رانی سمیت اندر لوک مین چلو تمام اسباب راحت مہیا ہے یہ کہکر
اندر نے مینھہ آبحیات کا برسایا کہ وہ فرزند مردہ جی اوٹھا اور گندھرپ اور اپسرائین سوی ہوا پر آکر رقص
و سرود کرنے لگین اور تمام اور دیوتا پھولون کا مینھہ آسمان پر سے راجہ اور رانی اور فرزند پر برسانے لگے
اور نقارے آسمانی بجنا شروع ہوئے القصہ یہ بات سنکر راجہ ہرچند نے کہا کہ ای راجہ اندر مین اوس
چانڈال کے قرض سے جو مجھپر قرض ہے ادا نہین ہوچکا کس طرح بدون اجازت اوسکے اندر لوک
مین چلون یہ مضمون سنکر دھرم راج نیسان زبان سے گوہر افشان ہوئے کہ ای راجہ اوس چانڈال کا
سب قرض تمنے ادا کیا اور وہ چانڈال نہ تھا مین خود تیرے امتحان کے واسطے اوس لباس مین ظاہر
آیا اب آپ بلاتکلف اندر لوک کی طرف چلیے غرض جب ہرچند نے اس سے نجات پائی اندر سے
ہمزبان ہوئے کہ ای راجہ اندر مین ابھی بہشت مین کسیطرح چل نہین سکتا تمام رعیت اجودھیا کی

جو میرے چلنے کے وقت زار زار روتی ہے اور میری مفارقت مین رنج والم اوٹھایا ہی اگر
اون سبھکو آپ اندر لوک مین لے چلین تو مین بھی چلنا گوارا کرون نہین تو اوس بہشت سی مجھکو دوزخ
ہزار درجہ بہتر ہے یہ بات سنکر راجہ اندر نے فرمایا کہ اے راجہ ہرچند یہ بات کسی طرح ممکن نہین کہ وہ
تمام رعایا اجودھیا کی آپ ساتھ بیکنٹھ مین چلے کسواسطے کہ کوئی گناہ گار ہی اور کوئی بیگناہ غرض ہر ایک کے
اعمال کا جدا جدا ہے جس شخص کی کار ثواب ظہور مین آئے ہین اور دل حاجتمندون کے خوش کیے ہین
وہ بلاتامل بیکنٹھ لوک مین جاوینگے اور جس شخص نے تمام عمر سوای گناہ کے اور کچھ نہین کیا حاجتمندون
کو ایذا دین جھوٹھ بولے ہین مال و دولت غیرون کی مکر و فریب کے ساتھ ہضم کی ہی وہ بلاتامل
دوزخ سخت مین مبتلا ہونگے لہذا ان امور تون سی کل اہل اجودھیا کا تمہارے ساتھ بیکنٹھ مین چلنا ہو
نہین سکتا راجہ ہرچند نے جواب دیا کہ اے راجہ اندر یہ ارشاد آپکا درست ہے مگر مین ایکدن کی خیرات کا
ثواب تمام اہل اجودھیا کو دونگا جو اپنے اپنے گناہ کے عذابون سے چھوٹ جاوینگے یہ کہکر راجہ
نے ایکدن کی خیرات کا ثواب اپنی رعیت کے نام سنکلپ کر دیا خلاصہ راجہ اندر کو مقام کلام کا باقی
نرہا حکم دیا کہ ہزار در ہزار بیوان دیوتاؤن سوار ہونے والی آسمان سی اوترکر زمین اجودھیا پر نازل
ہوئے کہ جسپر تمام اہل اجودھیا کیا چھوٹے کیا بڑے سب سوار ہوکر اندر لوک مین پہونچے اور راجہ
ہرچند اپنی رانی سمیت بیکنٹھ مین رونق بخش ہوا تمام اسباب آرام و راحت کا مہیا تھا مگر بسوامتر نے
فرزند راجہ ہرچند کو بیکنٹھ مین جانے نہین دیا اور کہا ابھی یہ نونہال بلند اقبال روی زمین پر سلطنت
کریگا خلاصہ یہ کہ اوسکو تخت سلطنت سور وتی پر بٹھایا اور تاج شاہی سر پر رکھا نگہبان خزانون کی سپرد
کین فوج سب مطیع فرزند راجہ کی ہوئی اس سی راجہ بہرت کا ظہور ہوا الغرض اسکے راج بنسیت نے راج
پایا جسنے چمپاپوری آباد کی اس سی راجہ سدیو اور اس سی راجہ بیجو اور اس سی راجہ ہرکشن اور اس سی راجہ برک اور
راجہ برک سی راجہ بانک پیدا ہوا اور راج پایا اسکی چند رانیان تھین ناگاہ زوال اقبال نے صورت
دکھائی جب راج پر دشمنون نے قبضہ کیا تب وہ راجہ اپنی رانیون سمیت جنگل مین قیام پذیر ہوا
بڑی رانی کو صاحب حمل ہونے کی وجہ زیادہ عزیز رکھتا تھا یہ صورت اور رانیون کو باعث عداوت
ہوئی سوتیا ڈاہ مشہور ہے دیکھہ نسکتین تھین رشک و حسد کی مارے کہ ابھی ظہور فرزند نہین ہوا اور
قدر و منزلت بڑی رانی کی علاوہ زیادہ راجہ کو منظور ہے خدانخواستہ جب ظہور فرزند وقوع مین

دیگا اوسوقت کیا معلوم کہ راجہ ہماری ساتھہ کس سلوک سے پیش آوے یہ سوچکر سب نے ایکدل ہوکر اوس رانی صاحب حمل کو زہر ہلاہل کسی فریب سے دیا جب اوسنے اثیر کی اور کئی اور رانی پر پردہ راز نہان افشا ہوا اتفاقاً اوسی جنگل مین قریب اودت نام ایک رکھیشر بھی رہتا تھا رانی نو اوسکے پاس جاکر بیان کیا کہ ہماری سوتون نے جو ہمسے زہر کھاتی تھین اونھون نے زہر کھلا دیا ہے آپ اس صدمے سے بچالو وہ رکھیشر صاحب تصرف تھا اوسکی تاثیر دعا سے وہ زہر بے تاثیر ہو گیا بعد انقضاے ایام حمل سگر نام فرزند پیدا ہوا اور وجہ تسمیہ سگر یہ ہے کہ زبان دیوتانی مین زہر کو گر کہتے ہین اور سا بمعنے سب اسواسطے اوس فرزند کا نام سگر رکھا کہ زہر سمیت پیدا ہوا تھا حکم مشیت سے اوسکو سلطنت پدری حاصل ہوئی اور اسنے داڑھی مونچھہ مونڈوا ڈالی القصہ یہ راجہ سگر نام نہایت دلاور اور صاحب دانش اور سپہر شجاعت کا آفتاب اور اقلیم سخاوت کا شاہنشاہ اور حسن وخوبی مین زہرہ ومشتری سے وہ چند جملہ اوصاف پسندیدہ مین نظیر نرکھتا تھا راجہ ہی ہی اور راجہ بال جیسا کہ یہ دونون راجہ عظیم الشان تھے اور صاحب لشکر وخزانہ چنانچہ بہت راجاؤن ستمگار کو کہ صاحب قدرت تھی اونکو بزور شمشیر دم میان جنگ قتل کیا اور جرار فوجون کو شکستین دین اور ولایتین اونکی اپنی تصرف مین لایا مگر دولت فرزند سے محروم تھا ہزار دل سے تمنای فرزند تھی آخرکار اپنی دونون رانیون کو ساتھہ لیکر حصول فرزند کی تلاش مین کیلاش پر پہونچا سر دست عبادت مین مشغول ہوا چنانچہ اوس پہاڑ پر سری مہادیوجی رونق بخش تھے یہ راجہ اونکے پاس پہونچا اور درخواست دعا کی مہادیوجی نے فرمایا کہ یہ گھڑی وہ نیک و مستحسن ہے کہ تیری ایک زوجہ سے ساٹھہ ہزار فرزند ظہور مین آوینگے اور ایک رانی سے ایک فرزند پیدا ہوگا چنانچہ وہ ساٹھہ ہزار فرزند اس صورت سے ہلاک ہونگے کہ نسل اونکی منقطع ہو جاویگی لیکن اوس ایک فرزند سے سلسلہ نسل مربوط ہوگا یہ فرماکر مہادیوجی نظر دل سے غائب ہوگئے اسکے بعد وہ راجہ سگر اپنی ولایت مین آیا ایک مدت کے بعد سنا نام رانی سے ایک فرزند حاصل ہوا اسمنجس نام اور دوسری رانی سے جسکا نام بیدرنی تھا ایک کدو پیدا ہوا راجہ نے چاہا کہ اوس کدو کو نذر آب کرے کہ ناگاہ آسمان سے یہ آواز آئی کہ اس کدو کو بہت حفاظت سے نگاہ رکھہ اور شکستہ کر اسمیں سے ساٹھہ ہزار تخم فرزند شائع ہونگے اور ہر ایک تخم کو کوزہ روغن مین رکھکر ایک پاک جگہہ مین نگاہ رکھہ کچھہ مدت کے بعد ہر ایک کوزہ سے فرزند دستیاب ہوگا راجہ سگر نے جو آسمانی اوس سے سنا تھا عمل مین لایا

ایک مدت کے بعد پھر ایک کدو سے ایک ایک فرزند ظہور مین آیا ناچار شہد و دائیان اونکی پرورش کیواسطے
ماسور کین جب یہ سب فرزند بڑے ہوئے روی زمین پر ظلم کرنا شروع کیا کوئی شخص قسم آدمزاد اور
دیوتون اور گندھربون اور چھوٹون سے حریف انکا نہو سکتا تھا جب بہت سے آدمی اور دیوتا وغیرہ انکی ہاتھون
سے کشتہ اور ضائع ہوئے ناچار سب دیوتا باہم ہوکر برہما کے پاس مستغاثی گئے برہما نے کہا کہ تم خاطر جمع
رکھو یہ اپنے شومی اعمال کی وجہ کچھ تھوڑی سے مدت مین فنا ہووینگے دیوتا مطمئن خاطر ہوکر اپنے
اپنے مقامون مین تشریف لے گئے القصہ کچھ دنون کے بعد اسمنجس نام پسر راجہ سگر سے جو تنہا بطن
مادر سے پیدا ہوا تھا ایسمان نام نہایت ظالم تھا اور مردم آزار جو پیش نظر آجاتا تھا اوسکو پکڑکر پانی مین ڈبو دیتا تھا
رعیت ستم رسیدہ مجبور ہوکر راجہ سگر کے پاس دادخواہ آئے راجہ سگر نے وزیرون سے حکم دیا کہ اسمنجس کو
شہر سے نکال دو قصہ مختصر ایک وقت راجہ سگر جگ اسمید کرتا تھا اور گھوڑا جگ کا رسم و آئین کے موافق
رہا کیا ساٹھ ہزار فرزند اوسکے نگاہبانی پر ماسور کیے وہ گھوڑا جاتے جاتے اوس راہین دریای کے پہونچا
جسکو سمدر خشک کر ڈالا تھا اور غائب ہوگیا وہ لڑکون نے ہرچند تمام روی زمین پر تلاش کی کہین نشان
سم تک بھی ہاتھ نہ آیا ناچار مجبور ہوکر پھرے اور راجہ سگر کو اطلاع دی راجہ سگر نے کہا کہ جہان سے
ممکن ہو گھوڑے سے پیدا کرو اور نہین میری نظرون سے دور ہو آخرکار پھر وہ ساٹھون ہزار لڑکے
راہ جستجو مین قدم زن ہوئے اور اس سرزمین تک پہونچے جہان وہ گھوڑا گم ہوگیا تھا ایک نقب نظر
آئی اوسکو کھودنا شروع کیا ہزارون دیو اور سانپ جو زمین مین رہتے تھے اونکو راہ فنا دکھائی غرض
کتنی برسین اس کد و کاوش مین گذرین آخر ایک مدت کے بعد اوس جگہ پہونچے جہان کپل دیو بیٹھے
دریای عبادت مین مستغرق تھے اور وہ گھوڑا اونکے پیچھے بندھا ہوا تھا اگرچہ روشنی چہرہ پرنور کپلیشر
ممدوح کی آفتاب کی صورت پرنور تھی کہ نگاہ اوسپر ٹھہرتی نہ تھی پسران راجہ سگر جو اجل رسیدہ
تھے پاس و آداب کپل دیو پر نظر نہ کی شور و غل مچانے لگے اور اوسکے گھوڑے کی طرف بڑھایا کہ
ناگاہ آواز شور اونکی سنکر آنکھین کپل دیو کی کھل گئین اور نگاہ غضب کی اون لڑکون پر پڑی
دفعتہً وہ آتش عظیم پیدا ہوئی کہ وہ ساٹھون ہزار لڑکے راجہ سگر جل بھن کر خاکستر ہوگئے آخرکار
نارد جی نے اس خبر سے راجہ سگر کو مطلع کیا وہ راجہ نہایت اندوہناک ہوا ناچار انسمان کو بلا کہ اس
کام پر ماسور کیا کہ وہ جاکر گھوڑے کو حاصل کرے تا جگ سرانجام پذیر ہو القصہ اسمنجس نے جاکر

عجز و انکسار کے ساتھ دست بستہ کپل دیو کے روبرو کھڑا ہوا کپل دیو نے پوچھا کہ ای فرزند کیا چاہتا ہی
اوس لڑکے نے کہا کہ راجہ سگر نام پدر بزرگوار نے جگ اسمید قرار دی ہے یہ گھوڑا جو حضور میں
بندھا ہے ایک مدت سی گم ہو گیا تھا لہذا اب پدر بزرگوار نے خدمت عالی میں اس گھوڑے کے واسطے
بھیجا ہے اگر عنایت ہو تو اوس جگ سی نجات ہے کپل دیو نے کہا کہ اسکے سوا اور کچھ طلب کر السمان نے
عرض کی کہ اگر جناب کی نظر مہربانی ہے تو یہ ساٹھون ہزار بھائی میری عمر جاودانی پائین اور جو خطا اور
گناہ سے جو خدمت حضور میں ظہور پایا ہے مخلصی پاوین کپل دیو نے فرمایا کہ ای فرزند تو نہایت سعادتمند
ہی تمہاری اولاد میں ایسا فرزند سعادتمند ہوگا جو مہادیو کو عبادت میں خوش کر کے سری گنگاجی کو
آسمان سی زمین پر لائیگا جس سی سب بھائی تمہاری جملہ گناہوں سی پاک ہو کر حیات جاودانی پائین گی یہ کہہ کر
وہ گھوڑا عنایت کیا السمان نہایت خوش و دلشاد گھوڑی کو لیے ہوئے خدمت پدر بزرگوار میں پہونچا اور
ساری کیفیت سی اطلاع دی راجہ سگر نے مسرور ہو کر جگ کو تمام کیا پھر کچھ مدت کے بعد سلطنت اپنی
فرزند السمان کو دیکر آپ عبادت میں دنیا چھوڑ کر مشغول ہوا القصہ السمان انتظام سلطنت میں کرتا تھا
کچھ مدت کے بعد آفریدگار عالم نے اوسکو فرزند سعادتمند عنایت فرمایا انسوت نام قرار دیا جب عہد
جوانی کو پہونچا اپنے باپ کی طرح سلطنت چھوڑ کر جنگل بیابان میں عبادت کے واسطے پہونچا جب اوسکو
بعد بھگیرتھ نے تخت مذکور کو رونق دی مشرق سے مغرب تک جواب اسکا روی زمین پر نہ تھا مقابل
کیسا ایک روز دریافت ہوا کہ نسل راجہ السمان سے ایک شخص گنگا کو آسمان سی لائیگا بھگیرتھ اس فکر مین
ہوا کہ اس کام کو پورا کرون اس خیال میں سلطنت اپنی وزیرون کو دیکر آپ کوہ ہمانچل پر گیا اور
ہزار برس برابر عبادت میں شام کین اور صحرائی پھل کھا کر شکم پروری کرتا تھا القصہ ہزار برس کے
بعد گنگاجی نے نہال ہو کر عورت کی صورت میں آشکار ہوئین اور کہا کہ مانگ بھگیرتھ نے کہا کہ اگر آپ
میرے ساتھ روی زمین پر تشریف لے چلین تو سب باپ میرے عذاب دوزخ سی جو بواسطہ کپل دیو تھا
مین نجات پائین اور گناہون سی پاک ہون سری گنگاجی نے فرمایا کہ مین آسمان سی نازل ہو سکتی ہون
مگر زمین پر کسیکو تاب میری بوجھ اوٹھانے کی نہین ناچار وہان سے بھگیرتھ کوہ کیلاس پر آیا اور
عبادت سے اپنی مہادیوجی کو راضی کیا اونھون نے خوش ہو کر اس کام کو اپنے سر پر رکھا اور بھگیرتھ کے
ساتھ کوہ ہمانچل پر رونق افروز ہوئے القصہ اگرچہ بھگیرتھ نے سری گنگاجی کو یاد کیا

اونھون نے آسمان سی نزول فرمایا تھان مہادیوجی نے دھارا اونکا اپنے سر پر لیا اور کچھ مدت تک
اپنے جعد مشکین مین پیچ دیکر سر پر لپیٹ لیا جب بھاگیرتھ نے عبادت کی مہادیوجی نے اپنی جٹا سے سری
گنگاجی کو جاری کیا آخر کار بھاگیرتھ سری گنگاجی کو اپنے ساتھہ لیکر اوس سرزمین پر جہان ساٹھون
ہزار فرزند راجہ سگر جلکر خاک ہوئے تھے لایا چنانچہ ہر ایک نے گناہون سے نجات پاکر عمر جاودانی پائی
اور سرگ سے بیوان یعنے دیوتون کی سواریان نازل ہوئین اوسپر ساٹھون ہزار فرزند سگر جو آتش قہر
رکھیشر مین جلکر خاک ہو گئے تھے سوار ہوکر بہشت نصیب ہوئی اور بھاگیرتھ نے دونون جہان مین آبرو پائی
اور جو دریا خشک ہو گیا تھا سری گنگاجی کے آبرو دینے سے موج زن ہوا چونکہ سری گنگاجی رگ
زمین پر پیدا کی ہوئی بھاگیرتھ کی ہین اسلئے بھاگی رتھی نام گنگاجی اس جگہہ قرار پایا القصہ جب بھاگیرتھ نے
رخت ہستی تن سے اوتارا راجہ سدرس نے تخت سلطنت پر قدم مارا اور تاج شاہی کو آبرو دی جب اوسکا بھی
دریاے حیات خشک ہوا راجہ نابھہ قلزم حکومت تیرکر آشنای ساحل دریای عدم ہوا راجہ سندہ دیپ نے
جیحون فرمان روائی مین دم شناوری بھرا اسکے بعد چشمہ کشورستانی راجہ ات برن روی زمین پر موجزن
ہوا یہ راجہ بھی بڑی آبرو و حشمت و عظمت کا تھا چنانچہ راجہ نل اپنی رانی دمن نام سمیت بہکنام چھوٹے
بھائی سے سب سلطنت اور اسباب امارت قمار بازی مین ہارکر صحرا نورد ہوا تھا غرض اوسی عالم پریشانی
مین کہ آفت آسمانی سر پر پڑی تھی اپنی رانی کو راستہ مین سوتے ہوئے تنہا چھوڑ کر بشیر جنگل مین
درویش صورت قدم زن ہوا حکم مشیت سے راہ مین ایک سانپ نے کاٹ کھایا جس سے سارا رنگ بدن
سیاہ ہو گیا تھا چنانچہ اسی رنگ اور لباس کثیف مین پاس رت برن کے پہونچا چونکہ فنون آشنائی
مین شہسوار کامل تھا اصطبل سلطانی مین چاکری کی تھی جب رت برن جہان سے گذرا راجہ سدرت راجہ ہوا
اسکے بعد سدرس پر نوبت سلطنت پہونچی جب اسنے وفات پائی کلماکھ پاپ نے مسند ریاست کو رونق
بخشی یہ بہت بزرگ راجہ تھا بسوامتر کو منظور تھا کہ اس راجہ کے واسطے جگ ترتیب دے چونکہ بسشت
رکھیشر مرشد اوس خاندان کے تھے وہ صورت جگ بسشت سے ہوئی بسوامتر سے آئینہ ضمیر صاف نہ تھا باہم صورت
نزاع وقوع مین آئی اتفاقاً راجہ کلماکھ پاپ ایکدن شکار کے واسطے جانب صحرا گیا تھا کہ شکت نام
پسر بسشت رکھیشر راجہ سے راستہ مین دو چار ہوا راجہ نے اوس سے کہا کہ میری راہ پر قدم نہ رکھہ اوسنے نہ سنا
راجہ نے خفا ہوکر کوڑا کھینچ مارا شکت نے اوسکو اس دعاے بد سے یاد کیا کہ جا تو راچھس ہو جا بسوامتر نے

ہین اوسی جگہ قریب یہ کیفیت سنکر کھگ نام دیو سے کہا کہ تو جسم کلماکپاپ مین دھرا دیو مذکور حسب الحکم
بسوامتر کے موافق عمل مین لایا اب راجہ اپنے لباس سی پوشیدہ دوسرے لباس مین رہتا تھا ایکوقت
برہمن نے نادانستہ آکر راجہ سے سوال کیا کہ کچھ کھانا مجھ گرسنہ کو اسوقت کھلانا چاہیے راجہ نے جو راکہسی
روح مین تھا کہا کہ اچھا آپ ٹھہرئیے کھانا حاضر ہوتا ہے یہ کہکر جو گھر مین در آیا بستر خواب پر سو رہا جب آدھی
رات کو آنکھ کھلی اوسوقت بطبخی سے کہا کہ کچھ کھانا جسمین پختہ گوشت بھی موجود ہو باہر لیجا کہ برہمن کو دے
کہ وہ بیٹھا ہوگا اوسنے کہا کہ اسوقت گوشت پختہ تیار نہین ہے اوس دیو راجہ صورت نے کہا کہ گوشت آدمی
پکاکر اوسکو جلد پہونچا دے بطبخی نے حسب الحکم راجہ گوشت کسی گنہگار کا جسکو اوسدن جلادونے قتل کیا لاکر
پکایا اور اوس برہمن کے پاس لایا وہ برہمن روشن ضمیر تھا خشم آلودہ ہوکر اوسنے دعا دی کہ یہ راجہ کلماکپاپ
گوشت آدمی کا کھایا کرے غرض جو اوس دیو برہمن صورت نے یہ بچن زبان برہمن سی سنا باہر نکل کر اوسی برہمن کو
کھا گیا اوسکے بعد جاکر شکت نام وغیرہ جو سو فرزند بششٹ رکھیشر کے تھے نوش کیے جب بششٹ نے یہ معاینہ کیا
معلوم کیا کہ بسوامتر اس امر خراب کا باعث ہے ناچار فرزندونکے غم والم مین ایسا مبتلا ہوا کہ چند بار اپنے
مرجانے کی تدبیرین کین چونکہ وقت قضا نہ تھا ایک درست نہ آئی ناچار جنگل اور پہاڑون سی خستہ حال پھرکر
گھر مین آیا حسب الاتفاق زوجہ شکت کو حاملہ پایا چنانچہ وہ اندر شکم مادر سے بید خوانی کرتا تھا اس بات سی
وہ غم وملال فرزندون کا دور ہوا چونکہ مرشد راجہ کلماکپاپ تھا ہی خوش ہوکر کسیقدر پانی پر منتر پڑھکر راجہ پر
سر دست چھڑک دیا اسکی تاثیر سی وہ دیو ناپاک جسم راجہ سے مفارقت گزین ہوا راجہ اپنے ہوش وحواس اصلی مین آیا قدمون پر
بششٹ رکھیشر کے گرکر خواستگار اس بات کا ہوا کہ میرے واسطے کوئی جگ عمدہ سر انجام دیجئے کہ جس سی
حصول فرزند ہو چنانچہ بششٹ رکھیشر نے راجہ کی ساتھ اودہ مین آکر کوزہ آب جسپر منتر پڑھا تھی رانی کو دیا
اوسکی برکت سے نقش حمل جما جب بارہ برس مدت حمل کو گذری رانی ایک دن تنگ آکر ایک پتھر اوٹھاکر
اپنے پیٹ پر زور سے دے مارا حکم مشیت سی ایک فرزند نہایت خوش جمال اوسیدن پیدا ہوا چنانچہ راجہ
کلماکپاپ نے خوش ہوکر نام اشماک رکھا جو اوسکے بعد صاحب تاج وتخت ہوا اسکے بعد راجہ مولک نے
خانہ ریاست کو روشن کیا جب اسکے بعد راجہ بادمی کو پچ کو سلطنت پہونچی اوسکے عمل مین راجان بیشتر
چنانچہ راجہ پرسرام کے دست قتل سے جو دشمن چھتریون کا تھا اوکہین رانیون کے پردہ مین جان سے
محفوظ رہا اسکے بعد راجہ جسرتھ تخت پر بیٹھا جب یہ بھی جہان سی گذرا راجہ اڈٹر یہ وہ سلطنت مسلم ہوئی

پھر اسکے بعد راجہ کھٹوانگ چکرورتی راجہ ہوا مشرق سے مغرب تک اسکا خورشید حکومت روشنی بار
تھا جب آفتاب حیات اسکا غروب ہوا اور راجہ دیگھہ کا ناہ چکا آخر شام حیات اسکی بھی صبح ہوئی راجہ
رگھنہ نو دن زندگی کے حکومت کے ساتھہ طے کیے یہ راجہ بھی بہت صاحب عظمت گذرا ہے اوسکی
دست قدرت کا مشتی نمونہ از خروارے ایک چھوٹا سا ذکر زبان قلم پر آتا ہے ایک روز یہ راجہ رگھنہ اپنی
عبادت روزمرہ میں مصروف تھا حسب اتفاق راون پُر غرور اپنی قوت و شجاعت کے زور پر لنکا سے
چلکر اودہ میں اس خیال سے آیا کہ راجہ رگھنہ سے مقابلہ کرے ناگاہ اوسی عبادت کے وقت پہونچا اور راجہ
سے کیفیت اپنی باطن کی اظہار کی راجہ رگھنہ نے اوسکو حکم بیٹھنے کا دیا اور آپ پوجا میں پھر مصروف ہوا اتفاقاً
اوسکو اپنی زور عبادت سے کہ آئینہ دل صاف تھا کیا معلوم ہوا کہ شہر لنکا میں ایک شیر خونخوار ایک مادہ گاؤ پر
حملہ آور ہے اوسی وقت عاجزی میں اپنی زبان سے درخواست شاہ کی اس راجہ نے جو جس اوسکی پوجا میں رکھا تھا
اوسکی کمان بنا کر اور اوسی جس کے تیر سے اوس شیر کو نشانہ کیا کہ وہ نوالۂ نہنگ اجل ہوا یہ حرکت راون
دیکھکر متحیر تھا جب راجہ نے پوجا سے فراغت پائی پہلو اوسی رازکو افشا کی استدعا کی راجہ رگھنہ نے کیفیت حال
ساری جو گذری تھی بیان کی پر راون سخت حیرت سے عالم تصویر بنگیا اور خانۂ دل میں تصور کیا کہ واہ کیا
خوب کہاں یہ شہر اودہ اور کہاں وہ شہر لنکا جسکا فاصلہ ہزاروں کوس کا تصور کیا جاتا ہے کیونکہ اس جس
کے تیر نے شیر خونخوار کا کام تمام کیا راجہ رگھنہ نے راون سے کہا کہ ابھی اجل تیری میرے ہاتھہ سے نہیں ہے
اگلی میری نسل میں راجہ رام چندر کا ظہور ہوگا وہ یہاں سے لنکا میں جاکے تجکو راہ فنا دکھائینگے یہ سنکر وہ راون
اوسیطرح دریائے حیرت میں ڈوبا ہوا اوٹھا اور دل میں کہا کہ پہلے لنکا میں جاکے کیفیت شیر و مادہ گاؤ کی
تحقیقات کرنا چاہیے اگر وہ سانحہ درست ہے تو عہدہ برآئی اوس جنگ میں غیر ممکن القصہ جب شہر
لنکا میں پہونچا دیکھا کہ اوس جس کے تیر نے برج قلعہ لنکا توڑ کر اوس شیر کا شکار کیا اور مادہ گاؤ اوسکی
پنجہ سے چھوٹ کر اپنی گھاس چرنے میں مشغول ہے خلاصہ یہ دیکھکر وہ آتش غرور سرد ہوا اور عزیمت
جنگ کم ہو القصہ جب راجہ رگھنہ نے انتقال کیا راجہ پرتھو شر نام راجہ ہوا اسکے بعد نوبت راج کی
راجہ اج پر آئی ان راجاؤں کے عظمت و حشمت کا ذکر فضول ہے عبادتوں کی زوروں سے صاحب
قدرت ہوئے تھے اسلیے راچھسوں کا نام مٹایا باقی آدمی زادوں کو قدرت مقابلہ اور تاب جنگ کہاں تھی
مگر حضرت اجل نے کسیکو چھوڑا انہیں جب یہ بھی گرفتار پنجۂ شیر اجل ہوا راجہ جسرتھ نے حکومت کو زندہ کیا

صاحبان تاریخ دوست پر آشکار ہو کہ گھر مین انھین راجہ جسرتھ کے راجہ رام چندر نے اوتار لیا یعنی
پیدا ہوئے اور یہ احوال ولادت نظم و نثر مین زبان فارسی و اردو پر گذرا ہی اور سنسکرت مین بالمیک
رکھیشر اور بھاکا مین تلسی داس بھگت نے زیب قلم فرمایا چنانچہ تمام عالم پر شائع ہی انکے بعد راجہ کشن
فرزند راجہ رام چندر نے راج پایا چنانچہ راجہ کشن سے لیکر راجہ مرد تک بیس راجہ برابر صاحب تخت و تاج
حسب دستور ہوتے آئے یہ راجہ مرد عابد و تا حد سے زیادہ تھا اور جوگ کو اچھی طرح رنگ دیکر
کلاک نام ایک گاؤن مین جو اوتر طرف واقع ہے عبادت مین مشغول ہے آخر کلجگ مین پھر خروج کریگا
حیات جاودانی سے بہرہ یاب اور پھر اس راجہ سے راجہ سومتر اکتالیسوان راجہ اور شروع کلجگ تک
سلسلہ خاندان سورج بنس قائم رہا ۞